بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد اول

نتیجہ کلک گہر بار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مرحوم متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیب طبع ہوا

اعلان — چونکہ یہ کتاب [illegible] تصنیف [illegible] حق تصنیف اسکا [illegible]

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران۔ جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے اور اُنکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرجۂ ذیل ہے	

نمبر	نام دفتر	جلد	نمبر	نام دفتر	جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی امرا و سلاطین کے درباروں مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ شہرہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور

نام کتاب	قیمت
مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔	
۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول۔	عہ/ب [uncertain]
۲ 〃 جلد دوم۔	عہ/ب [uncertain]
۳۔ ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع۔	للعہ/پ [uncertain]
۴۔ کوچک باختر۔	عہ/پ [uncertain]
۵۔ بالا باختر۔	عہ/پ [uncertain]
۶۔ ایرج نامہ جلد اول۔	عہ/پ [uncertain]
۷۔ 〃 جلد دوم۔	عہ/پ [uncertain]
۸۔ طلسم ہوش ربا جلد اول۔	عہ/ [uncertain]
۹۔ 〃 جلد دوم۔	عہ/ [uncertain]
۱۰۔ 〃 جلد سوم۔	عہ/ [uncertain]
۱۱۔ 〃 جلد چہارم۔	ے/ [uncertain]
۱۲۔ 〃 جلد پنجم کا حصہ اول۔	عہ/ [uncertain]
۱۳۔ 〃 〃 حصہ دوم۔	عہ/ [uncertain]
۱۴۔ 〃 جلد ششم۔	ے/ [uncertain]

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رنگ سحرکاری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد اول

نتیجہ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مدظلہ متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیب طبع ہوا

اعلان — چونکہ یہ کتاب بصرف زر کثیر حق تصنیف خرید ہوئی لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثناے بے منتہاے رب دوجہان بانی بناے زمین وآسمان کیا تیری صناعی ہو کر رنگ قدرت سے ہر شو بھری ہو انسان کو قطرۂ نجس سے پیدا کیا ایک قطرۂ نجس سے اسکی بنا ہوئی مگر سبحان اللہ کیا فخر عطا فرمایا کہ اشرف المخلوقات لقب ہوا بانی بناے شرافت وادب ہوا کیا کیا خیال کرتا ہو لیکن اپنی جہالت پر مرتا ہو الا حقیقتاً بے اختیار رہو بقول شاعر ع بے رضاے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت ٭ سخت حیران ہون کہ اُس مالک کون ومکان کی حمد مین کیا لکھون

نظم

بشر مین بھلا اتنی طاقت کہان ٭ کہ اُسکی ثنا مین کرے کچھ بیان
ہر اک نیک و بد سے خبردار ہو ٭ تمام اپنے کامون کا مختار ہو
اُسی کی زمین ہو اُسی کا سپہر ٭ اُسیکا قمر ہو اُسیکا ہو مہر
وہی سب کے بھیدون سے آگاہ ہو ٭ جہان دیکھو اللہ اللہ ہو
کیے جسنے دو حرف کن سے عیان ٭ یہ نیرنگ پست و بلند جہان
خدا سے زمین و زمان ہو وہی ٭ عزیز دل انس و جان ہو وہی

ہر اک شے مین دیکھا اُسیکا ظہور / ہر اک دل مین اُسکی تجلی کا نور
گلون سے عیان رنگ و بو کیطرح / دلون مین نہان آرزو کی طرح
بہار گل باغ ہستی ہو وہ / سرورِ رُخِ خود پرستی ہو وہ
ضیائے گلستان ارباب دین / چراغ شبستان اہل یقین ہو
وہی ذرے ذرے مین تابندہ ہو / ہر اک چیز فانی وہ پایندہ ہو
نہ اُسکی پرستش سے خالی ہو دیر / نہ بیت الحرم مین سوا اُسکے غیر
اُسیکا لقب ہو لطیف و خبیر / اُسیکی صفت ہو سمیع و بصیر
ہر اک اُسکا محتاج وہ بے نیاز / ہر اک خاطی اُسکا وہ عفو باز
وہی جسکو چاہے کرے نونہال / وہی جسکو چاہے کرے پائمال
نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدھر / ملے خاک کو رتبۂ سیم و زر
جسے بخت سے وہ کرے شاد کام / رہے دین و دنیا مین وہ نیک نام
جسے وہ کرے مبتلائے ملال / کوئی رحم اُسپر کرے کیا مجال
عجب اُسکی قدرت کے انداز ہین / سمجھتے نہین ہین چھپے راز ہین

نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ حبیب خدا ملقب بہ اشرف انبیا یعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

سبحان اللہ پروردگار نے کیا مرتبہ عطا فرمایا کہ شب معراج قریب پردۂ حجاب بُلایا کیا راز و نیاز ہوے در قدرت اُنپر باز ہوے بقول قمر مصنف نظم

رسول امم سرور رہبر فریق / چراغ ہدا نور شمع طریق
شہ انس و جان افسر انبیا / شفیع امم مظہر کبریا
نسیم خوش جنت لایزال / شمیم گل قدرت ذوالجلال
زہے خضر ظلمات کفر و ضلل / خلیل گلستان دین و ملل
سلیمان اورنگ زیب نعیم / گدایان ایمان کو فیض عمیم

محمد کہ ہے سرور آرائے عرش
کروں چشم و دل زیر پا اُسکے فرش
وہ گوہر بحر ستر خدا ہے وہی
زر کان ہر دو سرا ہے وہی
اُسی کے لیے سب یہ پیدا ہوا
اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ تھا
وہ ہے واقف رمز لوح و قلم
وہ ہے دور از زوال حدوث و قدم
وہ نور مجسم ہے پیدا ہوا
ملے اُسکے سایے کا کیونکر پتہ
ہوئی نور سے تیرگی بے نشان
بھلا نور کے پاس ظلمت کہان
دکھاے وہ اعجاز کفار کو
کہ رونق ہوئی دین کے بازار کو
جو انگلی اُٹھاکر اشارہ کیا
مہ چاردہ کو وہ پارہ کیا
بتون نے بھی اکثر کیے ہین کلام
کہین آپ بولا ہے زہر طعام
گواہ نبوت ہوا ہے درخت
کہین خاک سے کم ہوا سنگ سخت
ہوا انگلیون سے بھی جاری زلال
کہین سنگ ریزون نے کی قیل و قال
ہزارون ہی دکھلاے ہین معجزے
بھلا کتنے یہ پاے ہین معجزے
بھلا اُسکا ہمتا ہو کب دوسرا
خدا نے جسے اپنی رحمت کہا
صفت اُسکی حد بیان مین نہین
کہ مانند اُسکا جہان مین نہین
نبیون کے جو خرق عادات ہین
وہ اُمت مین اُسکی کرامات ہین
عجب شان و شوکت سے آئے رسول
ہوئی کشتی نوح آل بتول
نبیون کے سرتاج فخر جہان
حبیب خدا زیب کون و مکان
بشیر و نذیر و رؤف و رحیم
امین و خلیق و کریم و حلیم
فلک جو ہے تا زو سوار براق
کہ طے کر گیا منزل نہ رواق
قدم رنجہ اُسنے جہانتک کیا
وہانتک نہ پہونچیگی فکر رسا
قمر بھیج حضرت پہ ہر دم درود
کیا سنگ ریزون نے اُسکو سجود

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہراے نامدار فخر ہر دوسرا جناب علی مرتضیٰ

عجب شرف پروردگار نے عطا فرمایا کہ وصی مطلق و خلیفۂ برحق ہوئے وہ معجزات دکھائے کہ کفار عاجز ہوئے ہر جنگ میں سینہ سپر رہے گہوارے میں اژدر کو چیر ڈالا کفار نے آکر حضرت سے شکایت کی کہ یا حضرت یہ اژدہا موسوم بہ معیار ولد حرام وحلال کی پہچان تھا اب کیونکر شناخت ہوگی حضرت نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ دوست اِسکا حلال اور دشمن اِسکا حرامی ہو در خیبر کو انگلیوں سے اکھیڑا پھر اُسی در کا پل بنا دیا تمام اہل فوج جناب اشرف انبیا اسی پل سے اتر کر داخل قلعہ ہوئے بقول شاعر

نظم

کعبہ جو صدف ہو تو گہر حیدر کرار — روضہ جو فلک ہو تو قمر حیدر کرار

فولاد کا ر کہتے تھے جگر حیدر کرار — ہر جنگ میں تھے سینہ سپر حیدر کرار

پیدا جو ہوا نخل جہان واہ کیا ہے — اُس نخل کے ہیں تازہ ثمر حیدر کرار

شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہیں مولا — ہیں سارے زمانے کی سپر حیدر کرار

کہتے ہیں عبادت ہے پڑھیں عمر بھر نمازیں — ہر شام کو کرتے تھے سحر حیدر کرار

آرام سے سائے میں ہیں جنکے ملک جن — وہ گلشن دین میں ہیں شجر حیدر کرار

اللہ کا نور مبین ہو اللہ کی خصلت — گو مثل ہمارے ہیں بشر حیدر کرار

تعظیم گنہ کے لیے خود مغفرت آئے — باندھیں جو نہ قناعت پہ کمر حیدر کرار

جس روز محمد کو پڑی جنگ میں مشکل — ٹھہرا نہ کوئی اور مگر حیدر کرار

اُس تک نہ کبھی ہوگی بغیر اُنکے رسائی — گھر احمد مختار ہیں در حیدر کرار

کہتے ہیں اسے قوت اعجاز کہ دو قمرین — کرتے تھے ہر خشک شجر حیدر کرار

کیا دولت دنیا کی حقیقت ہو جو پائیں — باتوں میں کریں کوہ کو زر حیدر کرار

جو بات کہی منہ سے ہوئی وہ کہیں بیشک — فرمان قضا حکم قدر حیدر کرار

کیا عجز ہو کھانا پئے اطفال بچائیں — جا کر زن محتاج کے گھر حیدر کرار

پردہ تھا منقطع ہیت باقی شب معراج — احمد جو ادھر تھے تو ادھر حیدر کرار

ہر کام میں کیونکر نہ خدا پیر لبریز ہو — میں بھی تو اُدھر ہوں ہیں جدھر حیدر کرار

شوہر تھے بلاشبہ علی بیوہ زنونکے	بیشک تھے یتیمونکے پدر حیدر کرار
بیدرمتی سے لاکبھی انکو نتھی گردش	ہین حاکم خورشید و قمر حیدر کرار
سو بار دُلعین نکلے اگر سلطنت آئے	کب کرتے ہین منظور ظفر حیدر کرار
مغرب سے پھر امہر ہوا کوہ طلائی	رکھتے تھے نظر ہین بہ اثر حیدر کرار
یون کہنے کو عالم ہوے دنیا مین ہزارن	ہین واقف قرآن و خبر حیدر کرار
اندوہ مین گھبرانہ اسیر جگر افگار	لیتے ہین کوئی دم مین خبر حیدر کرار

سبب تصنیف کتاب بعد تصنیف طلسم خیال سکندری

کہتے ہین ایک روز حاضر خدمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ہوا حضور ممدوح دام اقبالہ نے پوچھا اب کیا کام کیجیے گا مین نے بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی عرض کرونگا فرمایا کہ چہرہ سنا چاہتا ہون اسی روز بوقت شام بوجہ ماہ صیام مین پر افطار صوم ہوا سامان افطار صوم مرحمت ہوا مین نے بعد افطار صوم حاضر خدمت بابرکت ہو کر طلسم مذکور کا چہرہ عرض کیا الحمد للہ بہت خوش ہوے ارشاد ہوا کہ یہی طلسم تحریر کریں حقیر نے بتاریخ ۲۸ - ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۱ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو قلم اٹھایا تحریر طلسم مذکور شروع کی اب ناظرین ملاحظہ فرمائین اگرچہ چہاردہ جلد طلسمات تصنیف کردہ حقیر شایع ہو چکی ہین مگر انشاء اللہ اس طلسم کو کسی کتاب سے میل نہ ہوگا ہر وقت ملاحظہ ناظرین پر مشقت حقیر کی تقصیر ظاہر ہوگی مگر ذرا رجوع طبع سے ملاحظہ فرمایئے

درکلمۂ داستان رنگین بیان ذکر خدائی جمشید ثانی فرزند جمشید برادر سامری برا سے سیر اپنی جگہ سے یعنی مقام طلسم سے چلنا و گذر ہونا صحراے سبزہ زار مین اور عاشق ہونا ملکہ یاسمن رنگین پوش پر و بیزاری یاسمن و عیاری اختر برق رفتار کہ عیارۂ ملکہ ہو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامۂ تصنیف مصنف ہے

پلا ساقیا ساغر لاجواب — کہ ذرے کو ہو خواہش آفتاب
پری شیشہ سے باہر جو آئے — تو رندان میخوار کا رنگ اڑائے
اسی جوش مین سوے صحرا گیا — بگولون کا دیکھا عجب ماجرا
کہ ہین دشت وحشت مین وہ خوار و زار — کبھی جا کے چھپتے ہین ما بین غار
نہالان صحرا ہین بے برگ و بار — خزان نے کیا ہی انھین خوار و زار
نشان طیوران صحرا نہین — کہ اس دشت ویران مین سایہ نہین
ملا قیس اکجا پہ یون خوار و زار — کہ مشتاق لیلی ہی وہ بے دیار
وہ ہی دشت الفت مین یون نیم جان — نکلتا ہی آہون کا دل سے دھوان
سر کوہ پر نعرہ زن بار بار — کہ دل ہی مرا تیر غم کا شکار
یہ رندون کو جس وقت ظاہر ہوا — کہ ہی قیس سرگشتہ و مبتلا
کہے کوئی ہرگز وہ سنتا نہین — کہ ہی نجد مین بیقرار و حزین
سنے کیا کسی کی وہ فرقت نصیب — کہ جنگل مین پھرتا ہی آفت نصیب
نہالان صحرا سے ہی ہم کلام — کہ ہی لب پر اوسکے لیلی نیک نام
تری جستجو مین یہ حالت ہوئی — کہ جان حزین صرف بدعت ہوئی
جو صحرا سے سوے گلستان گیا — ملا رنگ گلزار سے یہ مزا
کہ سرو سہی عاشق قد یار — اکڑتا ہو مثل عروس بہار
یہ شبنم کے قطرون مین کیا میل ہی — کہ اطفال غنچہ کا یہ کھیل ہی
یہ ہین برگ گل یا کہ جام شراب — چھلکتا ہی گلشن مین جام گلاب
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہی — کہ بلبل گلستان مین بیخواب ہی
چمن کا چمن آج ہی سبز پوش — ہمہ ہر نہر کو ہی الفت کا جوش
ہر اک چشم ہی چشمۂ آفتاب — یہ آنکھین ہین عاشق کی یا ہین حباب
چمن سے بھی مایوس و تشنہ پھرا — گل مدعا بھی نہ حاصل ہوا

قمر طبع رنگین کا جلوہ دکھا   گلستان ہین ناظرین جا بجا

چہرہ محرران داستان رنگین بیان وکاتبان دفاتر طلسمات حیرت نشان اِس
داستان سحر بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور شعار
جلالت بیان ٭ رقم میکند حال این داستان ٭ توسن طبع کو میدان معانی مین یون
جولان کیا جاتا ہی کہ جمشید مردود بد اور سامری فخر نمرود نے جب پردۂ دنیا کو چہوڑا
راہی جہنم ہوا بغض وحسد دنیا مین کم ہوا تو بیٹا جمشید کا ساحر زبردست بادۂ
کبر ونخوت سے مست ظلم وبدعت کا بانی موسوم بہ جمشید ثانی تخت خدائی پر بغرور
بیٹھا تقدیرین بگھارنے لگا کئی ہی ملک اِس ملعون کے قبضے مین ہین بے خوف
خراج آتا ہی آٹھ پہر مزخرفات بکا کرتا ہی چار وزیر خاص تدبیر حاضر رہتے ہین کئی لاکھ
ساحر علم نیرنج وشعبدے سے ماہر ملازم ہین وزرا کے یہ نام ہین وزیر اول جو
کہ دست راست پر بیٹھتا ہی میثاق کوہ گردان حقیقت مین اسکا سحر وساحری مین
مثل نہین وزیر دیگر کہ طرف دست چپ کے بیٹھتا ہی کلاق خارہ شکن بلند پروازی
مین بے نظیر ہی تیسرا وزیر ابلیس آوازہ زن کہ جب آواز دیتا ہی زمین تھراتی
ہی چوتھا وزیر شبدیز چابک خرام ہی ایک روز یہ چارون وزیر اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے ہین جمشید ثانی تخت خدائی پر ذکر اپنی خدائی کا کر رہا ہی چالیس لاکھ
ساحر گرد اُس قصر کے اُترے ہوے ہین ایک ایک سامری عہد جمشید زمان
اُسوقت جمشید ثانی انتہا کے نشے مین بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ وتار آیا
جمشید نے حکم دیا کہ بادۂ دولت براے شکار جاوینگے وزیرون نے تخت بلند کیا
جمشید سیر کرتا ہوا چلا کوہ ودشت کو دیکھتا ہوا ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا
دیکھا کہ نواح دلکشا ہی فرش سبزہ جا بجا عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی
کر رہی ہین یہ اشعار زبان پر ہین نظم

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنیکو تھی   اپنے رونے پر ہنسی پھر مجکو یار آنیکو تھی
بعد مدت اے جنون تیری بہار آنیکو تھی   ہوش تھے جانے کو بوے زلف یار آنیکو تھی

جنبش اسی صحرا مین شہر سنگ کی جنبش چند پریزادان ماہ طلعت مہر صورت کمسن
کمسن چہار جانب سے گھیرے ہوے وہ تخت زمین پر آکے اُترا ایک بارگاہ
ایستادہ ہوگئی وہ شاہزادی تخت سے اُتر کر خرامان خرامان طرف بارگاہ کے چلی اِدھر
جمشید وزرا سے کہہ رہا ہے کیون یارو اس معشوقۂ آفت جان کو ہمنے کہان پیدا
کیا تھا وزرا عرض کرتے ہین قدرت یاد فرمائین غلامون کو یاد نہین اسکا جمشید
جواب دیتا ہے کیا رو قدرت بھی پیدا کر کے بھول گئے اسوقت اسکی آتش
رخسار نے قلب و جگر جلا دیا ہاے مجھکو خاک مین ملا دیا اگرچہ میری بندی ہے
مگر جی چاہتا ہے اسکو آغوش تمنا مین لون خاک پا توتیا سے چشم بناؤن نائب
قدرت اسکو ہزار دولت انتظام خدائی کیا کرے چند دن کو بلا لے۔ اپنے کو
سجدہ کرا لے قدرت زیادہ خوش ہونگے جمشید ثانی یہ کہتا رہا وہ شاہزادی
والا قدر حسن مین رشک بدر بارگاہ مین داخل ہوگئی کنیزین ورود اسکے پر
حاضر تھین اندر سے گانے کی آواز آئی کہ یہ اشعار کوئی گا رہا ہے نظم

از دل شدگان حجاب تا کی — رخسار بہ نقاب تا کی
ساقی صبح است خواب تا کی — زہد و ترک ثواب تا کی
توبہ ز شراب ناب تا کی — این نقش بروے آب تا کی
ساقی برخیز جام پر دہ — در موسم گل حجاب تا کی
در شیشہ ز چشم شوق رندان — ای دختر رز حجاب تا کی
مغرور جمال حسن تا چند — نادان عہد شباب تا کی
نازی بہ حیات چند نادان — آخر نفس حباب تا کی
دادی بہ باد دین و ایمان — ای دل دگر اضطراب تا کی
او گفت شب وصال با من — این بوسۂ بے حساب تا کی
آخر نوبت رسد بہ لطفش — خوش باش و لا عتاب تا کی
از آتش ہجر جان و تن سوخت — بر سوختگان عذاب تا کی

ناصح من وترک عشق توبہ	این وہم وخیال خود اب تاکی
پیرانہ سری دگر بہ این ریش	ای مرد خدا خضاب تاکی
از دیدہ نقاب شرم بردار	در وصل آخر حجاب تاکی
برمن نظرے فگن خدارا	ای نرگس مست خواب تاکی
وقت است درا بہ باغ خندان	در موسم گل حجاب تاکی
رخسارۂ یار گیر و بنشین	آخر خانہ خراب تاکی

یہ آوازین دلفریب سُنکر جمشید بیقرار ہوگیا وزرا سے کہا تم لوگ باہر ٹھہرو مین اندر جاتا ہون جاکر معشوقہ کو تسخیر کرون یہ کہکے اُٹھا دربارگاہ پر آیا کنیزون نے روکا جمشید ہنس پڑا کنیزون نے کہنا شروع کیا اندر جائیے ملکۂ عالم آپ کو بُلاتی ہین جمشید اندر پہونچا جاکر دیکھا کہ وہ شاہزادی دلاقدر مسند ناز پر بیٹھی ہی گرد کنیزان ماہرو خوشنوا اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین چُپکی ہو رہی ہین کہ ملکہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک شخص سیاہ رو بدخو کریہ منظر چہرہ اسقدر سیاہ ہی کہ مثال شب دیجور سے دون یا دشنۂ پردۂ ظلمات کہون ایک طرف آکر بیٹھ گیا لیکن ہاتھ ہلا رہا ہی یا تو گا رہی تھی یا خاموش ہو رہی ملکہ جون جون اشارہ کرتی ہی وہ اشارے سے جواب دیتی ہی کہ میری آواز نہین نکلتی ملکہ نے جس کنیز کو بلایا وہ اُٹھی اور بیچاری اُسی مقام پر بیٹھ گئی پہلو مین ملکہ کے وزیرزادی بیٹھی ہی ستارۂ پہلوے ماہ ملکہ نے اُس سے متوجہ ہوکر کہا کیون ای صاحب تدبیر یہ کیا سحر ہی کہ کنیزین میرے قریب نہین آتین گانے والی خاموش ہر ایک کو حیرت کا جوش وزیرزادی نے عقل سے دریافت کیا کہ جب سے یہ شخص آیا ہی محفل مین ہماری انقلاب پیدا ہوگیا ملکہ نے اشارے سے کہا ای وزیرزادی اس بھیا سے دریافت کرو کہ یہ کون شخص ہی اور کیون آیا ہماری محفل کو کیون برہم کردیا ای وزیرزادی مین نے خیال جو کیا تو معلوم ہوا کہ یا تو ان میرے زمین نے تمام سیلے آثار سحر کے ظاہر ہین وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ مین تو

اس سیاہ روے کا کام تمام کرونگی اپنی عیارہ بچی کو بلوا بیٹے وہ مخفیل ونہیم تھی سمجھکر بکار اُٹھی
ملکہ نے پکار کر کہا ہماری عیارہ بچی کو بلاؤ ایک کنیز نے پکار کر کہا ملکہ ارشاد فرماتی ہین
کہ اختر برق رفتار کہان ہو یہ آواز جیوں ہی در بارگاہ سے اُٹھا ہوا تھا سب نے
دیکھا کہ ایک عیارہ طرار و فرار برق رفتار شعبدہ گر دلاور زنگ پاؤن مین پہنے
ہوے آرہی ہو اُس عیارہ بچی کی آمد دیکھکر جمشید حیران ہو گیا وہ عیارہ قریب ملکہ
کے آئی دست بستہ عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہو ملکہ نے کہا اس سیاہ روے دریافت
کرو مگر اے اختر اسکا خیال رہے کہ اس بیحیا کے شعبدے سے بچنا نہایت ساحر زبردست
ہو جب سے یہ آیا ہو رنگ محفل دگرگون ہو گیا کچھ بھید از رو نہین چلتا یہ سنکر وہ عیارہ
قریب جمشید آئی کہا اے شہنشاہ با اقبال آپ کا نام کیا ہو ہم لوگون کی صحبت مین
آنے کا کیا باعث جمشید نے کہا مین خداوند روے زمین ہون جمشید کا بیٹا سامری
کا بھتیجا جمشید ثانی میرا لقب ہو اپنی مالک سے جا کر کہو کہ تمکو خدائی بنا کر مجھکو دونگا
سب اختیار خدائی دیدونگا اختر نے عقیدہ ہو اسنے کہا یا خداوند تقدیر ہماری ملکہ
کی اچھی ہو کہ آپ کی نگاہ پڑی ہماری مالک آپکو ضرور قبول فرماوینگی بیک جمشید
نے ایسا سحر کیا کہ سب مجبور ہو رہے ہین ہماری ملکہ بھی ساحرہ کامل ہین مگر آپ کے
سحر کو دفع نہین کرسکتین مجبور ہو رہی ہین لہذا آپ اپنا سحر اُٹھا لیجئے یہان سے صحرا مین
جو قصر نو تعمیر ہو آپ اُسمین چلیے مین مالک کو لیکر آتی ہون یہ سنکر جمشید خوش ہوا
کہا اے اختر تجھکو مژدہ زہرہ جان کر دونگا یہ کہکے خوشی خوشی آرزوے وصل ملکہ مین سحر
اپنا دفع کر کے اُٹھا باہر آیا زرد سے کہا قصر نو تعمیر مین جا معشوقہ میرا نام سنکر
راضی ہوگئی یہ کہکے قصر مین جا کر بیٹھا زردا نے ایک کمرے مین پلنگ لگا دیا سامان
وصل ممکن کیا اختر یہ رنگ دیکھکر ملکہ کے سامنے آئی عرض کی واری ربان رنگ محفل خوب
درست ہوا اے ایک کاردباری چالاک وچست ہوا تب ملکہ نے کہا اے اختر اب
یہان سے نکل چلیں ایسا نہ ہو وہ بیحیا پھر آجاے یہ کہکے طرف ابر کے اشارہ کیا کہ
تخت ابر سے زمین پر آیا اس معشوقہ کا پتہ و نشان وقت پر عرض کرونگا فوراً تخت

پر سوار ہو کر اشارہ کیا تمام کنیزیں ہمراہ ہوئیں تخت لئے ابر میں چھپ گیا طائر دل نے پر پر ملا کر ابر کو گھیر لیا ابر روانہ ہو گیا جمشید نے جو یہاں دیر سے انتظار کر رہا تھا جب ملکہ نہ آئیں تو گھبرا کر کہا کیوں یارو کیا سبب ہوا کہ معشوقہ نہ آئی ذرا جا کر دریافت تو کرو مینناق جادو تفرسے نکلا سر اُٹھا کر دیکھا کہ اُس صحرا میں سناٹا پڑا ہے آسمان پر دیکھا ابر بھی ندارد پلٹ کر آیا جمشید سے کہا یا خداوند وہ لوگ مکر کر کے چلے گئے جمشید گھبراتا ہوا اُٹھا اُسی صحرا کے گوشے میں ایک باغ تھا کہ جسکا باغ سامری نام ہے اُس میں آکر بیٹھا مگر یاد میں معشوقہ کی سرنگوں یہ اشعار زبان پر جاری نظم

اس دور میں بچا ہے رنج و الم سے کون ۔ افلاک سے رہا ہے خالی ستم سے کون
اک سر نہ ار سودائے سوال دیکھے جان ۔ اُلجھائے اپنے دل کو گیسو کے خم سے کون
تو ہی بتا صنم مجھے انصاف سے ذرا ۔ بہتر ہے آج لعبتو میرے صنم سے کون
ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرے نہ کیوں ۔ جانبر ہوئے ہیں قاتل تیغ دو دم سے کون
ملتا ہیں خاک ہو کر صراحی ہے یہی ۔ سر یار کے اُٹھائے نقش قدم سے کون
شمشیر کا ہوا ہے سر سبز کھیت کب ۔ پھولا پھلا ہے ظالم جور و ستم سے کون
ہے چار دن غنیمت رعنا جہان میں زیست ۔ جا کر پھرا ہے ورنہ ملک عدم سے کون

وزرا سمجھاتے ہیں مگر جمشید کا دل نہیں مانتا ہر مرتبہ کہتا ہے تصویر ملکہ آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے کبھی کہتا ہے اُس عیارہ نے مجھکو بڑا دھوکا دیا اُسکی بات کا مجھکو اعتبار آگیا یہ نہ سمجھا کہ یہ فریب کرتی ہے اگر یہ سمجھتا تو محفل سے اُس قاتل عالم کی نہ اُٹھتا کبھی وزرا سے کہتا ہے کہ یارو تم نے بھی نہ سمجھایا کہ اپنے ساتھ لیکر ملکہ کو جواب ہو مگر

٭٭ ملیکا جمشید تو اِس حال پر ملال میں ہے ٭٭ ذکر اسکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان پر وہ قاف آسمان پری پیکر بیت پر قہقہہ کا چڑھکے آنا اور ملکہ قریشہ کا زخمی ہونا اور بھاگنا کریت کا ہاتھ سے شاہزادہ نورالدہر کے

ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان بہ اطمینان تمام قلعۂ گلستان ارم میں داخل ہیں

فوجین بیرون قلعہ خود ملکہ آسمان پری بالاے قلعہ تشریف رکھتی ہین پہلو مین ملکہ
قرلیشہ بیٹھی ہین کہ صحراے گرد اڑی کریت بن تہمتہ چالیس لاکھ دیوزاد کی جمعیت سے
آکر پہونچا ملکہ قرلیشہ سلطان کو جو بالاے قلعہ دیکھا مثل بید کے کانپنے لگا کہتا تھا
یارو اِس عورت شیرافگن سے ڈرنا ہون کہ بعد حمزہ کے اِسنے سلطنت کو قایم کیا اگر
سرکشان قاف نے تامل فرمایا اگر سب طرف سے لشکرکشی کرتے تو قرلیشہ کی کیا مجال
تھی کہ سب سے مقابلہ کرسکتی گھیر کر مار لیتے مقام افسوس ہی کہ بیٹھیں یہ دون مین
کوئی نام خداوند راس الشیاطین نہین لیتا نام خداوند آسمانی جاری ہی یہ کہکر اتر پڑا
ملکہ قرلیشہ نے جو دیکھا کہ لشکر کریت آگیا قلعے سے باہر نکلین بارگاہ سلیمانی مین آکر
بیٹھین ادھر کریت نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارون
نے آکر ملکہ آسمان پری کو خبر دی قرلیشہ نے حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے غرض
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر عابد شب زندہ دار
ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا آمد آمد شہنشاہ خاور کی
گلشن خاور سے شروع ہوئی فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ نیلوفری
مین آیا تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام میدان نورانی او رمنور ہوا لشکر جانبین کے
میدان مین آکر جمے قرلیشہ سلطان بصد جرأت وشوکت صف سے آگے بڑھکر
کھڑی ہوئین گرد سرداران نامی صفین جمین صداے یا ہو بلند ہوئی دیوزادون
کے ہنگامے قرنائین بج رہی ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھونک رہا ہی اور
نقیب نقابت کرتے پھرتے ہین کہ کریت نے اپنے کو صف سے نکالا دیو فیل سر
کہ پہلو مین کھڑا تھا اِسنے کہا او شہنشاہ نہین مناسب ہی کہ ہم لوگ موجود ہون
اور آپ میدان مین جاوین مین ابھی جاکر سر قرلیشہ لاتا ہون کریت ٹھہر گیا اور دیو
فیل سر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم دیو
فیل سر ملازم شاہ ظلمات وہ جنگ کرون کہ دیکھنے والے عاجز ہون قرلیشہ نے
قریب پایۂ تخت آسمان پری آکر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ اے مادر مہربان مجھے

اجازت میدان لے آسمان پری نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای فرزند جاؤ
تمکو خدا کے سپرد کیا ہرچند دیو اقوال و سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ نے عرض کی
کہ حضور میدان مین نہ جاوین غلام جاکر مقابلہ کرینگے مگر قرلیشہ نے نہ مانا بمقابلہ دیو
فیل سر آئین فیل سر نے جو قرلیشہ کو آتے ہوے دیکھا چوب دست فولادی اُٹھائی
خبردار خبردار کہکر سر قرلیشہ پر لگائی قرلیشہ نے وار کو قلم کیا فیل سر نے چاہا کہ مین
لپٹ پڑون قرلیشہ نے نیمچہ سلیمانی کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مار دیا فیل سر کا سر دھڑ سے
زمین پر گرا بھائی اسکا دیو دراز دندان مقابلہ قرلیشہ مین آیا دیر تک دراز دندان
مقابلہ قرلیشہ مین رد و بدل کرتا رہا آخر قرلیشہ نے سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا غرض سات
دیو مقابلہ قرلیشہ مین آئے اور جہنم واصل ہوے بے حیاؤن کو یہ ثمر باغ جنگ سے
حاصل ہوے کریت نے جو دیکھا کہ سات دیو ہاتھ سے قرلیشہ کے مارے گئے پکار کر
کہا بارو بدون مابدولت کوئی مقابلہ نہین کر سکتا آج قلعۂ گلستان ارم لوٹ لونگا
سب کو شکست دونگا یہ کہکے مقابلے مین آیا وار کا ہاتھ لگایا قرلیشہ نے تیغہ سلیمانی
سے وار کو قلم کیا مگر ٹکڑا اوسکا شانے پر گرا کہ شانہ نشانہ ہوا کریت نے چاہا دبا کے
مار ڈالون دیو اقوال وغیرہ آپہنچے قرلیشہ کو اٹھایا ہاتھ سے اُس ظالم کے بچایا اور
مغلوبہ ہونے لگی ہزارہا دیوزادے جانبین کا مارا گیا مگر لشکر قرلیشہ بے سردار تھا ظاہر
ہوا کہ اب شکست فاش ہوگی طبل امان بجوا کر پلٹے کریت بھی واپس ہوا اسکو یہ
نہ ثابت ہوا کہ لشکر اسلام مائل شکست تھا اپنی عقل کے زور سے طبل امان بجوا کر
پلٹا ہو کریت اپنی بارگاہ مین آیا مگر بہت خوش ہو کہ آج مین نے قرلیشہ کو شکست
دی ملکہ قرلیشہ سلطان کو ملکہ آسمان پری زخمدار لیکر اپنی بارگاہ مین آئین جب کہ
زخمدوزی ہوئی قرلیشہ نے آنکھین کھولین آسمان پری سے کہا ای والدہ ماجدہ میرا
شانہ شکست ہوا ایسا نہ ہو کہ کریت یارہ کرے تو اُس بھیا کو کون روکیگا مناسب
یہ ہے کہ تندک کو روانہ فرمائیے کہ کسی فرزند صاحبقران کو لاوے یہ بھیا نام فرزند امیر
سُنکر بھاگے گا تندک کو بلایا قرلیشہ نے کہا ای دیو تندک جلد طرف پردکو دنیا کے

جاؤ کسی فرزند امیر کو لاؤ جبتک کوئی دہا لینے نہ آئیگا یہ ظالم کیونکر شکست کھائے گا
تنذک نے کہا میں ابھی جاکر لایا یہ کہکے روانہ ہوا۔ لشکر صاحبقران کا یہ حال ہو
کہ ملک غروبیہ پر منقاشیٹ میں کفار کے اترے ہین مگر صاحبقران زمان کے پاس نامہ
خانہ کعبہ سے آیا کہ اسلم زنگی پہلوان زبردست ہو تین لاکھ زنگیون سے چڑھ آیا ہو
خواجہ عبد المطلب نے لکھا تھا کہ اے فرزند اپنے کو جلد پہونچاؤ صاحبقران فورًا
عمرو و مقبل کو ساتھ لیکر بلافت خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے یہان لشکر مین انتظار ہو کہ
دشمن طبل جنگی بجوائے تو تکلف مقابلہ کرین جب کئی دن گذرے کہ طرف سے دشمن کے
طبل جنگی نہ بجا تو نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ چند ٹکڑے ابر
آسمان پر آئے بوندیں پڑنے لگیں شبرنگ نے عرض کی کہ حضور آج کا دن شکار
کے لایق ہو نور الدہر ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی غلام امیدوار
ہو کہ مہلت شکار کی ملے بادشاہ نے فرمایا اے نور نظر تمام دنیا تمھاری دشمن ہو ایسا
نہ ہو کوئی فتور پڑے نور الدہر نے عرض کی کہ غلام زیادہ وہان نہ ٹھہرے گا فورًا
شکار کھیلکر چلا آئیگا غلام کو یہی خیال ہو کہ شاید دشمن دبالو ڈالے بادشاہ نے فرمایا
بسم اللہ جاؤ مگر شب باش نہ ہونا عرض کی بموجب ارشاد فیض بنیاد دوپہر کو پلٹکے
آؤنگا بادشاہ نے اجازت دی نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار
آراستہ کرو بوقت سحر برائے شکار چلیں گے یہ فرماکر داخل محل ہوئے شبرنگ نے
سب سامان تیار کیا گھڑی بھر رات رہے نور الدہر باہر آئے اسباب شکار تیار
دیکھا فورًا سوار ہوئے برائے شکار صحرا مین آئے طبل باز پر چوب پڑی جانور
آشیانون سے نکلنے لگے شکار کھیل رہے ہین تمام ہوا کو طائرون سے خالی کر دیا
ایک طرف طہماس شکار کھیل رہا ہو شبرنگ قریب نور الدہر کمان ہاتھ مین لیے
تیر اندازی پر لیس جب پہر دن چڑھا تو شبرنگ سے فرمایا کہ ابتک شکار طائران
ہوائی کھیلا مگر کوئی جانوران صحرائی مثل ہرن وغیرہ کے سامنے نہین آیا شبرنگ نے
عرض کی کہ ہرکارے واسطے تلاش ہرن کے گئے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے

غرض کی کہیان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا ہو کئی سو ہرن چر رہے ہین
وہان تشریف لے چلیے بہت خوش ہو جیئے گا نور الدہر نے طہماس و چند سوارونکو
ساتھ لیا اسطرف روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ دھانون کا کھیت ہو بہت سی ہرنیان
چر رہی ہین بیچ مین ایک آہوے کلان مادہ ہاے آہو پہ مستی کر رہا ہو نور الدہر نے
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو شکار کرو مگر بیچ مین جو نر ہو یہ جسکی طرف سے نکلجائیگا مجکو بیچ
ہوگا سردارون نے گھوڑے ڈالے نور الدہر نے اسپ پری وش مہمیز کیا ان
بے زبانون نے جو سردارون کو آتے دیکھا کر چیالین بھر کر بھاگین مگر وہ آہوے
کلان جو جست کرتا ہو سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے گھوڑا اُسکے
پیچھے ڈالدیا آہو جست کرتا ہوا جاتا ہو نور الدہر گھوڑے کو بگٹٹ ڈالے ہوے
آہو کے پیچھے جاتے ہین تین چار کوس اُسکے تعاقب مین گئے ایک نخل کے سایے
مین پہونچکر آہو چوکڑی بھولا نور الدہر نے تیر مارا اُس آہو کے دوسار ہوا
آہو تڑپکر گرا نور الدہر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا چاہتے ہین
کہ شکار بند سے اسکو باندھکر بیٹھون کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان تاجدار لیم و
شمیم بارہ ہزار جوان پشت پہ شکار کھیلتا ہوا آتا ہو دور سے نور الدہر کو دیکھا عیار
سے کہا دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہو ہماری عملداری مین شکار کر رہا ہو کچھ اسکو
خوف نہ آیا عیار آیا نام نشان دریافت کر کے گیا مسروق تاجدار گینڈا بڑھا کر
سامنے نور الدہر کے آیا کہا او جوان تو شاید ناواقف ہو ہم مسروق تاجدار ہمیشہ
سے شکار کا عادی ہون مناسب یہ ہو کہ اس ہرن کو چھوڑ دے اور اس صحرا سے
چلا جا نور الدہر نے کہا اگر ہم آگاہ ہوتے بس اور آہو ہمارے سامنے آتا ضرور شکار
کرتے مسروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو چہار طرف سے
سوار و پیدل چلے نور الدہر نے تلوار کھینچی جو سامنے آیا طعمۂ شمشیر آبدار ہوا
جب مسروق نے دیکھا کئی سو جوان مارے جا چکے گینڈا بڑھا کر قریب آیا اور
پکار کر آواز دی کہ تم الگ ہو جاؤ مین اسکو مارے لیتا ہون قریب آکر تلوار کا

وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا مسروق پست پڑا دونون جوان اُترے کشتی ہونے لگی مسروق تین پہر برابر
لڑا پھر دن رہے مسروق نے دونون مونڈھے پکڑے ریلا کرکے دوڑا نورالدہر
چند قدم ہٹ کر آئے مسروق نے ہکہ مارا بایان گھٹنا نورالدہر کا آشنا بہ زمین ہوا
مسروق اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسا زور کیا کہ اگر نخل پہ زور کرتا تو
اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین نورالدہر کے جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا او جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون نورالدہر تڑپ کر اُٹھے ریلا کرکے دوڑے سترہ قدم
ریل کر لائے وہان پر آکر ہکہ مارا مسروق کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے
نورالدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر زبان سے کھینچا اور اپنے نام
کا نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بختم و بہ قہر شہ ستارہ ختم شاہزادہ
نورالدہر بلا زمین تھرا گئی مسروق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مار دون کہ مسروق نے
آواز دی الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان مسروق نے کہا مین مسلمان ہوتا ہون
اب مجھکو ظاہر ہوا کہ آپ نبیرۂ صاحبقران ہین آپ کی ملازمت کرونگا حضور یہ صحراے
زنگار رنگ مشہور ہے آگے بڑھکر میرا قلعہ ہے کہ جسکا قلعۂ رنگین حصار لقب ہے تشریف
لے چلیے ملک کو اسلام آباد کیجیے دو چار روز دعوت کرون نورالدہر نے کہا او
مسروق لشکر ہمارا استقبال دو دہ زنگی مین اُترا ہوا ہے اور اجان لشکر مین نہین ہین
اب تو تم ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ وعدہ کرتا ہون کہ پھر تمہارے قلعے مین آؤنگا
مسروق تابعدار ہمراہ ہوا مسروق کو لیے ہوے آتے ہین کہ تندک نے آسمان
سے دیکھا فوراً تڑپ کے گرا کمر مین نورالدہر کی پنجہ دیا اُٹھا لیگیا مسروق حیران
حیران دیکھ رہا ہے کہ آقا کو کون لے گیا کہ طہماس سامنے سے آیا شیرنگ بھی ساتھ
تھا مسروق نے اپنا زیر ہونا اطاعتِ شاہزادہ کرنا طہماس سے بیان کیا شیرنگ نے
کہا اب اسی مقام پر اُتریے شاہزادہ آئے گا یقین ہے ملکہ آسمان پری نے بلوایا ہو
دیو تندک لے گیا ہو سب اسی مقام پر اُتر پڑے انتظار مین شاہزادے کے بیٹھ

لشکر مین عرض ملکہ بھیجی کہ جب نور الدہر آئین گے تو ہم لوگ بھی حاضر ہونگے بادشاہ
کو عرضی دیکھکر بڑا تردد ہوا فرمایا کہ انقلاب فلک دیکھو کہ وہ اجان خانۂ کعبہ کو گئے ہین
نور الدہر صحرا مین جاکر غائب ہوے اگر وہ دلہ زنگی نے طبل جنگی بجوایا تو تردد ہوگا
سرداروں نے عرض کی غلامان جانباز ہمراہ سے جانبازی حاضر ہین بادشاہ خاموش ہوئے
مگر دیو تندک نور الدہر کو لیے ہوے سامنے آسمان پری کے آیا نور الدہر کو
ہوشیار کیا نور الدہر نے دیکھا آسمان پری تخت پر ہین اور قرلیشہ سلطان زخمدار
پلنگ پر آسمان کو سلام کیا آسمان نے کہا اے نور النظر کریت نے آکر گھیرا ہے کل حملہ
کریگا مین قلعہ بند ہون نور الدہر نے کہا مین صبح کو نکلکر اُس سے مقابلہ کرونگا یہ فرما
آرام فرمایا وہان کریت نے رات بھر تیاری کی صبح کو قصد ہوا حملہ کرون کہ پھاٹک
قلعے کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری تیغ بکف
برآمد ہوے کریت نور الدہر کو دیکھکر کانپ گیا مگر چونکہ میدان مین آچکا ہے جیسے
ہاتھ وار کا مارا نور الدہر نے وار کو قلم کیا ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا کہ
کریت زخمی ہوا سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا آسمان پری
نے فوج کو حکم دیا کہ ہمراہ شاہزادے کے جاؤ نور الدہر تعاقب کرتے ہوے بارہ
کوس تک آئے کریت بھاگ کر پردۂ ظلمات مین گیا نور الدہر پلٹے تھوڑی دور چلے
تھے دیکھا چند دیو زار و زخمدار بیقرار سامنے سے آئے نور الدہر نے اُنسے حال پوچھا
اُنھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ رہنے والے جزیرۂ صندل کے ہین دیو افلاک ملکہ
جواہر پری کا خواہان ہوکر آیا ہم لوگ نکلکر لڑے شکست کھائی جواہر پری اور
صندل پری والدہ اُنکی شکست کھاکر قلعہ بند ہوئی ہین نور الدہر نے فوج قرلیشہ
کو رخصت کیا اور فرمایا مین طرف جزیرۂ صندل کے جاتا ہون اگر خدانخواستہ
کوئی فتور ہوا تو ملکہ صندل پری کیا فرماوینگی کہ نور الدہر نے سُنا اور مدد نہ کی
ملکہ آسمان پری و قرلیشہ سلطان و خواجہ عبد الرحمن وغیرہ بیٹھے نور الدہر کا ذکر
تو کیا جاوے گا مگر آسمان پری و قرلیشہ سلطان آکر ایک صحرائے سبزہ زار مین پہنچین

بارگاہ استادہ ہوئی مردمان فوج جابجا اُتر پڑے لشکر مین چہل پہل ہونے لگی مگر جمشید یاد مین محبوب کی بیقرار و اشکبار تھا یہ اشعار عاشقانہ زبان پہ جاری تھے

نظم

نہ ملی گردشِ ایام سے فرصت مجھکو
زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجھکو

دشمن و دوست ہین نظر و ہین مری دونون یک
آئنے ہو دار و مدار اپنے مروت مجھکو

یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہو ہین
روے جانان کے تصور مین ہو حیرت مجھکو

حسن کے رعب سے اوسان اُڑے جاتے ہین
یہ عجب طور کے شعلے سے ہو دہشت مجھکو

غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
کوے جانان سے نظر آتی ہو رحلت مجھکو

دل پھنسا زلف مین یاد رُخ پُرنور کہان
لیگئی زنگ طلب سے مری قسمت مجھکو

سر جھکا سے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
دخل اغیار سے آتی ہو ندامت مجھکو

شب فرقت مین عجب کیا جو نکلتا ہے دم
ہوش اڑ جاتے ہین غالب ہو یہ وحشت مجھکو

چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون
کھینچ لائی ہو یہان بھی تری الفت مجھکو

کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہو خیال
دیکھکر جوے رواں آتی ہو رقت مجھکو

خاکساری ہو مرے حق مین مقرر اکسیر
ہاتھ آئی ہو مقدر سے یہ دولت مجھکو

دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہو شکل
ایسے غنچہ و گل سے ہو محبت مجھکو

قطع امید ہوئی یار سے یہ او رعنا
عمر گذری ہو کہ ہو صدمۂ فرقت مجھکو

اسی بیقراری مین شب کو اُٹھا پہاڑ پر چڑھگیا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار مین لشکر دیوان اُترا ہو اور ایک بارگاہ عالی استادہ ہو در بارگاہ پر ملکہ آسمان پری کھڑی تھین صورت زیبا دیکھکر مر گیا پہاڑ سے اُترا سحر کیا کہ سب دیوزاد بیہوش ہو گئے جمشید ثانی اندر بارگاہ کے آیا آسمان پری و فرشتہ سلطان بھی بیہوش پڑی تھین خواجہ عبد الرحمن جنی حیران بیٹھے تھے کہ یکایک یہ کیا ہوا کہ سب بیہوش ہو گئے کہ دیکھا ایک ساحر تنہا ہوا اندر بارگاہ کے آیا خواجہ عبد الرحمن زیر تخت چھپ گئے یہ سمجھ گئے کہ اسی کے سحر سے انقلاب ہوا ہو مگر جمشید ثانی نے آسمان پری و فرشتہ کو اُٹھا لیا اور چالیس افسرون کو لیا کل فوج کو وہین پڑا رہنے دیا مگر آپ

روانہ ہوگیا لاکر سب کو قید کیا لیکن عبدالرحمن جنی صبح کو زیر تخت سے نکلے آسمان و قریشہ
کو دیکھا نہ ادھر دل میں خیال کیا معلوم ہوا کہ جمشید ثانی گرفتار کرکے لے گیا اب
سوچنے لگے کہ کیا تدبیر کروں دیوزاد کوئی ہوش میں نہیں سب بیہوش پڑے ہیں
کوئی اس لایق نہیں کہ خواجہ عبدالرحمن کو پردۂ دنیا میں لیجائے ناچار ہوکے
بارگاہ سے نکلے شکارگاہ سلیمانی میں آئے دیو ہوبان کو خبر ہوئی کہ عبدالرحمن
جنی تشریف لائے ہیں آکر استقبال کیا احوال پوچھا خواجہ عبدالرحمن نے رو رو کر
سب حال بیان کیا کہ ملکہ آسمان پری و قریشہ طلسم نوخیز میں گرفتار ہوگئیں اے
ہوبان مجھکو پردۂ دنیا میں پہونچا دے میں جاکر صاحبقران سے فریاد کروں بے
انکی اطلاع یہ مشکل حل نہ ہوگی ہوبان نے ایک تخت منگوایا اُسپر خواجہ کو سوار
کیا اور چار دیوزادوں سے کہا کہ خواجہ کو طرف پردۂ دنیا کے لیجاؤ جو حکم کریں
وہ بجا لانا دیوزاد خواجہ کو لیکر اُڑے یہاں بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما
ہیں تمام سردار بیٹھے ہیں ذکر نورالدہر و صاحبقران ہو رہا ہے کہ خواجہ عبدالرحمن
آکر پہونچے بادشاہ نے تعظیم کی پوچھا یا خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے سب حال گرفتاری
ملکہ آسمان پری و قریشہ کا بیان کیا اور یہ بھی فرمایا کہ جمشید ثانی فرزند جمشید ہے
اُسنے آسمان پری و قریشہ کو قید کر لیا سارا لشکر تو ہیں اُس ملعون کے مبتلا صحرا
میں پڑا ہے کسی پہ قبضہ نہیں ہوسکتا بادشاہ نے فرمایا خواجہ صاحب ملاحظہ تو فرمایئے
کہ اس طلسم کا کون فتاح ہے اور اس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہے خواجہ
نے قرعہ پھینکا جیسی شکلیں خیال کرکے ثابت کرنے لگے بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا
عرض کی بالکلاف عرض کرتا ہوں فتاحی تو اس طلسم کی حضور ہی کے نام ہے بادشاہ نے
فرمایا میں چلنے کو موجود ہوں مقام تعجب یہ ہے کہ جدہ قید ہو جائیں اور میں کوئی
کوشش اُٹھا رکھوں لیکن افسوس ہے کہ دادا جان بھی لشکر میں نہیں ہیں نورالدہر
بھی گئے خواجہ نے فرمایا گلستان ارم سے کریت کو شکست دیکر طرف جزیرۂ
صندل کے گئے ہیں نہیں معلوم وہاں کیا گذری بادشاہ نے فیروزہ سے کہا

مرکب تیار کر دین خواجہ کے ساتھ جاؤنگا فیروزہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا
ظل اللہ کو تنہا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سر جھکا لیا اور ہمراہ خواجہ عبد الرحمن روانہ
ہوے سرداروں نے ہرچند کہا کہ غلامون کو ساتھ لیکر چلیے بادشاہ نے کسی کو ساتھ
نہ لیا اور جواب دیا کہ مقدمۂ طلسم مین کسی کی ضرورت نہین پروردگار معین و مددگار
ہو سردار خاموش ہو رہے بادشاہ ہمراہ خواجہ روانہ ہوے جب پردۂ دنیا سے
گذر کر سرحد قاف مین پہونچے دور سے ایک قلعہ دیکھا کہ ہزارہا انسان بالاے
قلعہ فریاد کر رہے ہین اور ایک دیو خونخوار جلوہ کیے ہوے جاتا ہی سعد شہریار
کو بہت ناگوار ہوا دیوزادون سے فرمایا کہ ہمکو اس مقام پہ اُتارو دیوزادون
نے عرض کی کہ اب حضور سرحد قاف مین آچکے سعد نے نہ مانا اُتر پڑے دیو یلغر کیے
ہوے جاتا تھا سعد نے للکارا اور نعرہ کیا نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم +
بہار گلستان کاؤس و جم + اُس دیو نے پلٹ کر جب سعد شہریار کو دیکھا ایک قہقہہ
مارا اور ساتھ والون سے کہا آج خداوند راس الشیاطین مہربان ہین کہ حلوہ کا
سا سنا ہوا ایک لقمۂ چرب تو معقول ہی یہ کہتا ہوا بڑھا قریب سعد کے آکر ہاتھ
بڑھایا کہ گولی بناکر کھا جاؤن سعد نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے
بھل آیا سعد نے ایک گھونسہ مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا تھا کہ او آدمزاد چھوڑدے
اب مین تجھسے نہ لڑونگا سعد نے دو چار گھونسے اور مارے لپٹ کر دے مارا اور سب
دیوزاد دوڑ پڑے غلغلہ کرتے ہوے کہ اپنے افسر دیو زلزال کو رہا کر لین سعد
نے سر اُسکا کھینچ لیا تلوار کھینچکر جا پڑے قلعے سے سب نکل آئے دیوزادون سے
لڑنے لگے آخر دیو شکست کھا کر بھاگے بادشاہ جو قلعے سے نکلا تھا اُسنے قدمونکو
بوسہ دیا عرض کی نام نامی سے آگاہ ہوا امیدوار ہون کہ دعوت قبول فرمایئے
سعد اُسکے ساتھ ہوے پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہی شاہ نے کہا مین راشد جنی کا
بھتیجا ہون فولاد جنی میرا نام ہی یہ دیو طرف سے پردۂ تاریک کے آیا تھا کہ ممالک
تسخیر کرے اِس قلعے پر آیا ہمنے مقابلہ کیا آخر زخمی ہو کر قلعہ بند ہوے حضور نے عین

وقت پر مدد کی آپ ہی کے دادا جان اٹھارہ برس پر دو ثاف میں لڑے خارستان
مٹا کے گلزار اسلام کی بہار ہوئی حضور کہاں جاتے ہیں سعد نے کہا ملکہ آسمان پری
وقر لیشہ سلطان طلسم نوخیز جمشیدی میں قید ہو گئی ہیں اُنکی رہائی کو جاتا ہوں فولاد
نام طلسم سُنکر کانپ گیا کہا اے شہریار وہ طلسم بہت سخت ہے اُس طرف تشریف نہ لیجائیے
وہ مقام آپ کے جانے کے لایق نہیں سعد نے فرمایا اب تو میں قصد کر چکا اِس مقام
تک آیا اب بدون اُنکی رہائی کے واپس نہ ہونگا فولاد حبشی ناچار سعد کو قلعے میں لایا
سامان دعوت کیا شاہ دعوت میں مصروف ہوے کہ فولاد حبشی روتا ہوا سامنے
آیا شاہ نے حال پوچھا فولاد نے کہا دختر میری سہیل حبشیہ واسطے شکار کے گئی تھی
دیوزاد جو بھاگے تھے اُن میں کوئی دیو چھپ کر بیٹھ رہا وہ سہیل کو اٹھا لیگیا سعد
نے فرمایا میں براے رہائی سہیل جاؤنگا ہرچند فولاد نے منع کیا مگر سعد نے نہ مانا
براے تلاش سہیل روانہ ہوے مگر فیروزہ بن عمرو کہ شہریار کے ساتھ ہے وہ ہمراہ
چلا سعد نے فرمایا تم یہاں ٹھہرو ہم پلٹ کر آتے ہیں فیروزہ نے نہ مانا اور
سعد کے ہمراہ ہوا جب صحرا میں پہونچے سامنے ایک دیو کو دیکھا کہ دست و پا شکستہ
پڑا ہوا اور رہا ہے سعد نے فرمایا تیرے ہاتھ پاؤں کسنے توڑے اُس دیو نے کہا
میرا نام دیو قیصر ہے اِس صحرا کا حاکم ہوں صبح کو دیو ہلال ایک معشوقہ کو ساتھ لیے
جاتا تھا مگر وہ نازنین بہت بیقرار تھی دم بدم کہتی تھی کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر میری
عصمت کا خیال نہ کر میں فولاد حبشی کی دختر ہوں بلکتی اُسکا مجھکو ناپسند ہوا میں نے
برہم ہو کر دیو ہلال سے کہا کہ اِس معشوقہ کو چھوڑ دے کیوں ظلم کرتا ہے میرے اُسکے
مقابلہ ہوا وہ ہاتھ پاؤں میرے توڑ کر ڈال گیا کل سے پڑا تڑپ رہا ہوں سامنے باغ
ہے اُسی میں دیو ہلال کا مسکن ہے یہ سُنکر سعد شہریار طرف باغ کے چلے دروازے پر
باغ کے چند دیو نگہبان تھے اول اُنسے لڑائی جھگڑ کر بادشاہ اندر آئے دیکھا
دیو ہلال سہیل کو زانو پر لیے ہوے بیٹھا ہے چاہتا ہے بوسہ لوں مگر وہ اپنے کو بچاتی
ہے چہرہ زرد ہو رہا ہے ہاتھ باندھکر کہتی ہے کہ او دیو ہلال کیوں انگشت نما ہوتا ہے مجھکو

چھوٹ دے دیو ہنستا ہی اور کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجھکو ایک بوسہ دے کہ سعد کا نعرہ ہوا دیو ہلال اُٹھا چاہا چنگل مار کر سعد کو کہ یا لون سعد نے دیو کو قتل کیا سہیل جبینہ دوڑ کر قدمون پہ گری کہا ای شہریار بڑے ظالم کے پنجے سے مجھکو بچایا اب آپ قلعے مین چلین بادشاہ نے فرمایا مین تلاش مین طلسم نوخیز کی جاؤنگا سہیل نے کہا پہلو پر اِس باغ کے کوہ زبرجدی ہی اُس کوہ سے قلعہ معلوم ہوگا سعد فیروزہ کو ہمراہ لیکر باغ سے نکلے سہیل طرف قلعے کے روانہ ہوئی جب کوہ زبرجدی پر چڑھے دیکھا سامنے قلعہ ہمسر فلک کشیدہ دروازہ قلعے کا کھلا ہوا ہی برج وغیرہ آراستہ ہزارہا دیو زاد وداربن ہاتھ مین لیے ہوے بالاے قلعہ کھڑے ہین بعض ٹہل رہے ہین چند زنگی قرنا مین ہاتھ مین لیے دہن سے لگاے ہوے کھڑے ہین اُس کوہ پر ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر سبز رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہی اُسکے زمزمے سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہین

نظم

حضور آج تو تصویر چار ہم بھی ہین
تمھارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہین

کبھی ہمین بھی ہو مثل رقیب وصل نصیب
تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین

جو ذرہ خاک در بوتراب کا ہو مہر
تو مرتضیٰ کی گلی کے غبار ہم بھی ہین

سمند ناز کو کر اِسقدر نہ گرم عنان
تری رکاب مین ای شہسوار ہم بھی ہین

صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین
جو سحر ہی وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین

چمن مین آمد فصل بہار ہی گلچین
صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین

تمھارے گیسوے مشکین ورُوے روشن پر
نثار صورت لیل ونہار ہم بھی ہین

وصال ہجر مین رعنا کا ہوگیا آخر
لبوں پہ جان ہی اور بیقرار ہم بھی ہین

بادشاہ آواز طائر کی سُنکر جھومنے لگے کہ فیروزہ نے آواز دی غلام کو بچا لیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو بچہ کمر مین فیروزہ کی دیکر لے اُڑا بادشاہ تنہا رہگئے اب پہاڑ سے دیکھ رہے ہین فیروزہ کے اُٹھ جانے کا بڑا افسوس ہی کہ ایک یار وفادار ہمراہ تھا وہ بھی جدا ہوا آخر سوچے کہ اِسی قلعے مین چلین مگر جدائی کا

فیروزہ کی بڑا انتشار ہو دعا مین مانگ رہے ہین کہ اہ خالق بے نیاز و اہ رب کارساز
فیروزہ سے ملا دے یہ سوچتے ہوے پہاڑ سے اُترے جب ریگستان مین آے تو قلعہ
پر جو زنگی قرنا مین ہاتھ مین لیے کھڑے تھے اُنھون نے قرناؤن کو دم دیا دیوزاد
غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا کہ اہ اہل طلسم ہوشیار ہو جاؤ کہ
طلسم کشا آ پہونچا یکایک کان مین نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک برات
بہت عمدہ آراستہ اور ایک تخت زرنگار جیند شخص کاندھے پر رکھے ہوے نمایان
ہوے اور اُس برات کے آگے فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو بس شہریار سے
آنکھ ملا کر آواز دی کہ اہ شہریار مبارک ہو تمام اہل جلسہ آپ کے مشتاق ہین یہ
کہتا ہوا قریب آیا بادشاہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ نے جو اپنے یار وفادار
کو پایا خوش ہو کر گلے لگایا فرمایا اہ فیروزہ کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے عرض کی
اس قلعے مین سب اہل اسلام رہتے ہین مجھکو رہا کر کے حکم دیا کہ اپنے شہریار کو لاؤ
بادشاہ اپنی بیٹی کی آپ کے ساتھ شادی کریگا سعد نے سر جھکا لیا فرمایا اہ فیروزہ
رہنے والے اس قلعے کے مجھکو کیا جانین فیروزہ نے عرض کی صاحبقران نے
آکر اس قلعے کو فتح کیا تھا اسوجہ سے سب مسلمان ہین جیند شخص اور بھی ساتھ تھے اُنھون
نے بھی شاہ کو سلام کیا اور کہا تشریف لے چلیے طالب شاہ آپ کا مشتاق ہی یہ کہکے
ایک تصویر بادشاہ کے ہاتھ مین دی بادشاہ نے جو تصویر کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا
ایک مہ جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن قمر گلزار و جبین نقاش نے کس حسن سے یہ
تصویر کھینچی ہو کہ غنچہ دہن سے پھول جھڑ رہے ہین نازک اندام گلفام شیرین عذار
کبک رفتار بہ قول شاعر فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی جو اپنی داد ۔ تصویر بول اُٹھی
اُر سے حاضر جواب کی ۔ بادشاہ تصویر کو دیکھکے مبہوت ہو گئے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ہو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
خلد جا پہونچی ہی اسعد رے کمال بلبل

موسم گل ہی اگر عہد کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہی زوال بلبل

گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہی مے ہی شبنم
آج کیا گل سے ہی سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہے میسر جو کبھی اُس گل سے — ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل
باغبان بھی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو — سب پہ پڑ جائے گا گلشن مین وبال بلبل
پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ہاتھ — نہ ہوا کسکو پس مرگ ملال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر — ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
نکلا پھر ایک برس قرعۂ نام صیاد — دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل
باغ مین اُس سے مزاحم نہ ہو گلچین ایسے کبھو — دخل بے حکم کرے تھی یہ مجال بلبل
کبھی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات — مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھی ہے گل سنگ اسود — کعبۂ گلشن تو یہ ہے خام خیال بلبل
ورنہ بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد — باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل
گلشن دہر مین مدعا شعرا سمجھتے ہین — گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

سب نے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا دولھا بنا کر لے چلے قلعے مین جو داخل ہوئے ہزار ہا دوکاندار صراف و بزاز دوکانین آراستہ کیے بیٹھے تھے جوہری بیچ پگڑیان سر پر باندھے ہوئے اپنی دوکانون سے اُٹھ اُٹھکر مبارک کہنے لگے سعد ایک ایک کا سلام لیتے ہوئے داخل دار الامارۂ شاہی ہوئے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر بیٹھا ہے گرد اگرد وزرا امرا بادشاہ دولھا کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا تخت بادشاہ کا اپنے تخت کے برابر بچھوایا حکم دیا قاضی صاحب کو لاؤ بادشاہ تصویر کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے اُس بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا کہ حضور تصویر دیدیجیے اب صاحب تصویر کا سامنا ہوگا وہ بھی آپ کی مشتاق ہے سعد نے تصویر نہ دی سینے پر رکھے ہوئے ہین دمبدم فرماتے ہین فرد

دل کے آئینے مین ہے تصویر یار + جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی +

ایک مرد ضعیف سامنے آیا اُسنے ایجاب قبول کرایا سعد سے کہا یہ دختر بلند اختر مہران تاجدار ہے یہ قلعہ مہر مین مقرر کیجیے سعد نے کہا مین اِس قلعے کا مالک نہین ہون بادشاہ اپنے مقام سے ہاتھ باندھکر اُٹھا کہا اے شہریار یہ قلعہ مین نے آپ کے نام لکھدیا آپ اِسکو مہر مین دیجیے بادشاہ نے

سر جھکا لیا اُس بادشاہ پیر نے کہا کہ صاحبو یہ فرزند صاحبقران ہی میری دختر کو بہت آرام دیگا ایک فخر اور اُسکو حاصل ہی کہ وہ اِنپر عاشق ہی خوشی مین شادی کی کئی دن سے کھانا نہین کھایا ہی کم رہی ہی کہ مین کنیزی مین شہریار کی جاتی ہون مین اِس لایق نہین ہون کہ اُنکے پہلو مین بیٹھون مگر خدمت گزاری کرونگی کہ مجھے رد امی رہین ہر چند انھین جلیسین سمجھاتی ہین کہ خاصہ نوش فرمایئے ملکہ جواب دیتی ہو کہ اب شہریار کے ساتھ کھانا کھاؤنگی قاضی صاحب زیادہ تکرار نہ کیجیے عقد واجبی کو پڑھ دیجیے قاضی نے بیٹھکر عقد پڑھا جانبین سے ایجاب و قبول ہوا بعد عقد کے اُس تاجدار نے کہا محل مین تشریف لیجایئے اپنی مشتاق کو حال دکھایئے وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ نہایت بیقرار ہی ہزارون دعا مین دیگی بلائین بھی لیگی بادشاہ اُٹھکر محل مین آئے دیکھا ہزار ہا عورتین بھری ہوئی ہین بیٹے اُبھار کر سامنے آئین مگر بادشاہ ایسے مبہوت ہین کہ کسی پہ نگاہ نہ ڈالی مگر ڈومنیان طبلے سارنگی بجاکر یہ اشعار گارہی ہین

نظم

سلامت رہین با جلال و حشم	فلک پر ہین جبتک کہ انجم عیان
عدو اُنکے پامال ہون شاد دوست	رعیت خوش اور متفق خاندان
خوشی سے نہ ہو فرش کیونکر زمین	کہ پھولا سماتا نہین آسمان
قمر ہی جو صرف صفیہ دعا	ثنا ہی کہ طوطی ہندوستان

بادشاہ نے بلاکر مسند پر بٹھایا دلہن بھی آکر بیٹھی ایک دوشالہ اوپر ڈالدیا آرسی مصحف دکھانے لگے بادشاہ نے آئینے مین جو خیال کیا دیکھا کہ ایک ضعیفہ بڑھیا نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کانون مین گرشنے پڑے ہوے سر جھکاے ہوے بیٹھی ہی بادشاہ نے جو یہ صورت ناشایستہ دیکھی کمال قلق ہوا بڑھیا نے دامن پکڑ لیا کہا پیارے کیون آزردہ ہوے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا منھ مثل غار کے کھولا چاہا بوسے لیلون وہ بوسے بدآئی معلوم ہوا بدبُو پھیل گئی بادشاہ نے جھلاکر دل ہاتھ سے ہٹایا مگر اُسنے نہ مانا چاہا لپٹ جاؤن اور منھ منھ کے کتی ہی کہ کیون

او شہریار ہم تو مدت سے مشتاق تھے اب جو یہ شادی ہوئی تو یہ انکار قاضی اب عقد
پڑھ چکا اب میرے ساتھ عیش کرو بادشاہ نے ایک طمانچہ مارا بڑھیا نے دوشالہ
الٹ دیا غل مچانے لگی کہ اوبی بیبیو دوڑو دولہا بڑا ظالم ہے تمام محل کی عورتین آکے
جمع ہو گئین بادشاہ کو گھیر لیا غلغلہ کر رہی ہین اور کہتی ہین واہ رے مردوے ایسی
حسین پر توجہ نہین ہوتی یہ تو بہت کمسن ہے صرف دو سو چالیس برس کا سن ہے اپنے
ابھی دنیا کا کیا دیکھا چہار جانب سے عورتون نے غلغلہ کیا اور دلہن تو یہی چاہتی ہے
کہ لپٹ جاؤن ہر چند کہ سعد کو شرم آتی ہے کہ عورتون پر کیا تلوار کھینچون مگر چہار
جانب سے عورتون نے گھیرا تب بادشاہ نے تلوار کھینچی عورتون کو قتل کرنے
لگے جب کئی سو عورتون کو قتل کیا دلہن سامنے سے بھاگی سعد نے بڑھکر ہاتھ مارا
کہ دلہن کے دو ٹکڑے ہوے عورتین غل مچانے لگین کہ دولہا نے غضب کیا دلہن
کو مار ڈالا اُس بادشاہ پیر نے آواز دی یارو اب دولہا کو مارو کئی ہزار آدمی محل مین
گھس آیا بادشاہ سے سب آکر لڑنے لگے بادشاہ لڑ رہے ہین مگر لاتے نہین معلوم
ہوتے تھوڑے عرصے تک بادشاہ لڑے آخر چہار طرف سے کمندین پڑنے لگین
اور کمندون و رسنون مین بادشاہ کو گرفتار کیا وہین آہنگر آئے سعد شہریار کو
اُسی مقام پہ مسلسل و مطوق کیا کشان کشان لے چلے اُس دربار مین لائے
اُسی بادشاہ کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہے اور وہ قاضی کہ جسنے عقد پڑھا تھا کرسی پر
بیٹھا ہے لاشہ عروس کا بھی ساتھ لاے ہین عورتون نے آکر فریاد کی کہ اے شاہ
عادل دلہن کو اس نامنصف نے مارا قاضی نے پوچھا کیون او شخص اس دعوی
طلسم کشائی پر یہ نامنصفی کہ عروس کو مار ڈالا شاہ نے فرمایا او قاضی بے وقوف تو مکار
دغاباز ہے او شاہ تجھکو کیا منظور ہے خون کے بدلے خون لیگا بحکم قاضی بادشاہ نے
وزیر سے کہا کہ تم کو ٹھا کھولو کتاب طلسم نکالکر لاؤ دیکھو جمشید اول کیا لکھ گئے
ہین اس شخص کو لوگ طلسم کشا کہتے ہین اگر حقیقت مین یہ طلسم کشا ہے تو اسمین تصویر
ضرور ہوگی احکام بھی مرقوم ہونگے یہ کہتا تھا کہ وزیر اُٹھا کوٹھا کھولکر کتاب لایا وہ

لاکر قاضی کے سامنے رکھی قاضی نے کتاب کو بوسہ دیا اور باخداوندکہکر کتاب کو کھولا
صفحۂ اول مین یہ لکھا تھا کہ فلان دن طلسم کشا آئیگا وہ سب کو مار ڈالیگا ای مہران تاجدار
مناسب یہ ہو کہ فورًا اُس شخص کو قتل کرنا یہ وہ سال ہو کہ گھر سے آگ لگیگی اور طلسم برباد
ہوگا قاضی نے یہ مضمون سامنے شاہ کے پڑھا شاہ نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ قاضی نے
کہا ابھی قتل مناسب نہین صحراے ویران مین لیجا کر اسکو چھوڑ دو اور طلسم مین اشتہار
دو یہ تین دن وہان بے آب و دانہ رہے چوتھے دن قتل کرنا سب اہل طلسم جمع ہون
اُس مجمع مین یہ قتل ہو غرضکہ شاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ اِس شخص کو صحراے ویران مین
لیجاؤ وہان جاکر چھوڑ دو تین دن آب و دانہ نملے اُسکے بعد ملک مین مشتہر کرنا ہون
کل اہل طلسم جمع ہونگے اُسی مجمع مین قتل کرونگا وزیر اُٹھا کہ مین سعد شہریار کی پنجہ
دیا سعد شہریار کو سے اُڑ سعد شہریار متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا کہ چہار جانب سناٹا درخت خشک بونڈے کھڑے
اُکھڑ رہے ہین اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا تو شدت تشنگی سے گرا پر جل گئے پڑا ہوا تڑپ
رہا ہو صدہا طائر جابجا پڑے ہین سعد شہریار حیران و پریشان اُس صحراے ویران
مین دوڑ دھوپ کرنے لگے کہین پانی کا نشان نہین ملتا اگر کسی مقام پر کوئی حقیر
بھرا ہو تو اُسکا پانی کھول رہا ہو اگر ہاتھ ڈالدیا تو آبلہ پڑجاتا ہو اُس پانی کو کون
پی سکتا ہو حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہین دھوپ درخت پڑ رہی ہو کہ زمین
تپ رہی ہو جو قدم بدن پر پڑتا ہو آبلہ پڑجاتا ہو اِس حال زار مین سعد شہریار کسی
مقام پر گر پڑتے ہین پھر اُٹھتے ہین ایک طرف روانہ ہوجاتے ہین کبھی دست دعا
اُٹھا کر دعائین مانگتے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس آفت سے نجات
دے اور اِس تنگی سے بچائے رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی + در ظلمت
شب صبح نمایندہ توئی + دست من بیچارہ وقتی بستہ شدہ + بکشاے خدایا کہ کشایندہ
توئی + چشمہ چشم سے آنسو جاری ہین بادشاہ نوبت بجان رسید کار دیر استخوان ہو رہے
ہین بادشاہ تو اِس حال زار مین ہین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ یاسمن رنگین پوش کہ دختر مہران تاجدار رہی خواب مین سعد شہریار کو دیکھنا اور بیقرار اُٹھنا اور برائے مدد سعد شہریار آنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا

پلا ساقیا جام جم سے وہ مل ۔ کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
تری بے رخی نے پریشان کیا ۔ کہ سودائے زلف معنبر ہوا
پلا مجھکو اک جام حیرت فزا ۔ کہ معشوق کا حال لکھدون ذرا
تری شکل پر دل سے شیدا ہون مین ۔ کبھی مثل سبزہ ہویدا ہون مین
تری شکل کا کیا سراپا لکھدون ۔ لکھون رخ کو آئینہ حیران ہون
رخ خوب کی کس سے توصیف ہو ۔ سراپا کی کیا یار تعریف ہو
جو رخسار مین پھول سے بیمثال ۔ تو ابرو مین تیرے مثال ہلال
ترا قد جو سرو لب جو ہوا ۔ تو قمری کے نالے مین کو کو ہوا
نہال گلستان بھی مین سبزپوش ۔ کہ ہو مہر کو بحر الفت کا جوش
فسانہ وہ دلچسپ و رنگین لکھون ۔ کہ مشتاق ہون سامعین بے سکون

چہرہ عاشقان بیقرار و مشتاقان زار و خوار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ادا + چنین می نگارد زکلک وفا + مہران تاجدار سعد شہریار کو صحراے ویران مین بھجوا کر خوشی خوشی محل مین آیا بیٹی اسکی یاسمن رنگین پوش کہ جسپر جمشید ثانی عاشق ہوا تھا اُسنے پوچھا کیون باوا جان آج محل مین کیا ہنگامہ تھا مہران نے کہا اے نور نظر آج طلسم کشا نے داخل کیا اُسکی برات ہوئی خبیثہ مردار خوار کے ساتھ شادی کی قاعدے سے اُسنے اُسکو قتل کیا بڑا ہنگامہ ہوا مین نے اُسے گرفتار کر لیا اب وہ شخص صحراے ویران مین بے آب و دانہ تین دن جفا اُٹھائے گا پھر اُسکے قتل کی تدبیر ہوگی مگر خداوند مردہ لکھ گئے ہین کہ ہرگز طلسم کشا کو موت نہین ہے ضرور بربادی ہوگی بیت حیران ہون کہ

اب اُسکو کون بچائیگا کیونکر رہائی پائیگا لائق تصویر کھینچنے کے ہے جبکہ بہادر صف شکن غنچہ دہن تیغ زن کس مایوسی سے صحراے ویران میں گیا ہو وزیر نے مجھکو خبر دی اُس صحرا میں مارا مارا پھر رہا ہے نوبت بجان ہو رہا ہے جا بجا یہی ہنگامہ ہے کہ طلسم کشا آگیا یاسمن یہ حال سُنکر خاموش ہو رہی مگر دل پر بڑا صدمہ پہونچا کہ افسوس ہے ایسا شخص قتل ہوگا اسی سوچ میں دو سو رہی عالم خواب میں دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بے کنار ویران اُجاڑ ہے اُس میں سعد شہریار بیٹھے ہیں یاسمن نے سامنے جاکر پوچھا کہ اے شہریار کس حال پر ملال میں ہو بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا **نظم**

شان نہ دل زلف گرہ گیر چاہیے — فرقات روے یار کی تفسیر چاہیے
پھانسی کا جرم بوسہ کاکل میں ہو حکم — پیرے گلے میں زلف گرہ گیر چاہیے
اے مصفیہ میں شنوا گوش گل مگر — نالے میں عندلیب کے تاثیر چاہیے
کیونکر بڑھاؤں ربط نہ ربان یار سے — آخر کوئی نوشتے کی تدبیر چاہیے
کوشش سے ایک دن بھی میسر ہوا نہ وصل — تدبیر محض ہیچ ہے تقدیر چاہیے
دل نے میم کاکل پیچاں کو سر کیا — ملک تتار بھی مجھے جاگیر چاہیے
رعنا نے جان دی ہے تصور میں یار کے — کنج لحد میں بھی وہی تصویر چاہیے

یاسمن نے جو یہ اشعار زبان سے سعد شہریار کی سنے چاہا کہ لپٹ جاؤں خاک پاکو توتیاے چشم بناؤں سعد سامنے سے ہٹے یاسمن دوڑی اور ٹھوکر کھا کر گری آنکھ کھلگئی **نظم**

غزل

آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا — ہو کے حیران ہر طرف دیکھا
رو کے کہتی تھی کیا ہوا یہ خدا — ہاے کیا ظلم یہ فلک نے کیا
ستیاناس ہو ان آنکھوں کا — مجھکو جی بھر کے دیکھنا نہ ملا
کور ہو جاتیں یہ تو صبر آتا — پھر نہ ہوتیں یہ آفتیں برپا
ہاے میں سو گئی تھی کیوں ہیہات — خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم
زندگی اب محال ہے واللہ — اس بلا میں پھنسی ہوں خاطر خواہ
اے فلک کیا قصور میرا ہے — در بدر مجھکو کیوں پھراتا ہے

کیون نہ آنکھون مین ہو جہان تاریک	زلف جانان کا مجھکو سودا ہی
غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے	کیا ہی یہ خوف میرا صحرا ہی

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہی ہی جان کھو رہی ہی کہ چند کنیزین آئین اُنھون نے آکر پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا مین نے طلسم کشا کو خواب مین دیکھا بہت بیقرار ہون گل اندام ایک کنیز پاس بیٹھ گئی کہا واری آپ کا قصر جو ویرانے مین ہی اُسی صحرا مین وہ قید ہی ایک دن اور ایک رات بھوک پیاس مین اُسکو گذر چکا ہی اپنے قصر مین تشریف لے چلیے وہان پر لاکر آب و دانہ دیجیے یہ مژدہ سنکر ملکہ یاسمن کو تسکین ہوئی دل ذرا ٹھہرا کنیزون سے حکم دیا کہ تخت تیار کرو مین طرف صحراے ویران کے چلونگی اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا حال مین دیکھونگی ایسا شہریار کہ اپنے لشکر کا بادشاہ وہ اسطرح تباہ ہو جو ہوسکے وہ اسوقت مین مدد کرون اجر عظیم ہوگا ہر چند کہ مان باپ دشمن ہونگے وزرا امرا بھی راہزن ہونگے مگر جو کچھ ہو سو ہو بقول شاعر فرد درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ۞ یہ شعر پڑھ کے فوراً تخت پر سوار ہوئی چند کنیزان باوفا و رازدان کو ساتھ لیا طرف صحراے ویران کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی قصر صحراے ویران مین آکر اُتری بام پر آکر دیکھا کہ سعد شہریار دیوانہ وار وحشی مثال آبلے پانوون مین پڑے ہوے سر برہنہ پھر رہے ہین اور چلا چلا کر فرماتے ہین اے محبوب مطلوب تیرا داغ لیکر چلے اِس صحرا مین زندگی دشوار ہی تیری جدائی مین جینا بیکار ہی یاسمن نے اُسی گل اندام کو حکم دیا کہ جاکر شہریار کو بلا لا میرا نام لینا اور کہدینا کہ جو تصویر تمھارے پاس ہی صاحب تصویر نے تمکو یاد کیا ہی گل اندام یہ سنکر چلی دور سے دیکھا کہ سعد ریگ گرم پر بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو بھی نہین نکلتے کف افسوس مل رہے ہین گل اندام گرتی پڑتی قریب آئی شاہ کو سلام کیا دیکھا کہ ہر چند یہ آفت اٹھائی مگر وہ تصویر ہاتھ سے نہین چھوٹی ہی اُسی کو دیکھ دیکھ کر زار و نزار رو رہے ہین کہ گل اندام نے قریب آکر کہا آپ کیون اِسقدر بیقرار ہین صاحب

تصویر نے آپ کو یاد کیا ہی وہ شادی شعبدۂ طلسم تھی اب اصل مین معشوقہ نے یاد کیا ہی وہ خود تمھارے واسطے بیقرار ہی میرے ساتھ چلیے سعد گل اندام کے ہمراہ ہوے رفتہ رفتہ قریب قصر کے پہونچے ملکہ بالاے قصر کھڑی تھی شہریار کی جو نگاہ شوق پڑی دیکھتے ہی حیران جمال و محو دیدار ہوے ملکہ نے اشارہ کیا سعد بصد عبودیت کا جلوکرکے بالاے قصر آئے ملکہ نے جوش محبت مین ہاتھہ ڈالدیا لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا کہیے مزاج کیسا ہی سعد نے آہ کی کہا صاحب غریبون کا کیا حال پوچھتی ہو غربت مین تم گرفتار مجبور و ناچار بادشاہ نے عجب مکر کیا کہ تصویر تمھاری دکھائی اور ایک بڑھیا ضعیفہ کو دلہن بناکر بٹھایا جب منہہ پہیلائی تھی تو بوے بد دہن سے آتی تھی آتے ہی مجھے آکے قتل کیا اس صحراے ویران کی سیر تقدیر مین لکھی تھی ایک رات ایکدن اس صحرا مین گذرا کیا اپنا حال بیان کرین بقول شاعر اب یہ کیفیت ہو رہی ہی

نظم

کھینچا ہی عکس قلب کے فوٹوگراف مین　　شیشے مین ہی شبیہ پری کو و قاف مین

وہ سرو مہ رات کو سویا لپیٹ کے خوب　　دونا مذاق وصل کا اُٹھا لحاف مین

کھونگھٹ مین مجھکو ابرو قاتل نظر پڑا　　شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین

ای بحر حسن کچھ مرے دل کی خبر بھی ہی　　ڈوبا چہ ذقن مین کہ گرداب ناف مین

بنتی نہین ہی آج جب اُس شوخ و شنگ سے　　عاشق سے کیا عجب ہی جو بگڑے زفاف مین

رعنا دوئی کو چھوڑ دے اور محو ذات ہو　　پڑ کفر او ردین کے نہ تو اختلاف مین

اس تکلف سے شہریار نے یہ اشعار پڑھے کہ یاسمن بلائین لینے لگی کنیزون سے اشارہ کیا کہ کھانا لاؤ دسترخوان آکر بچھاؤ کنیزون نے اُسیوقت دسترخوان بچھایا کھانا لاکر چنا یاسمن نے کہا نوش فرمایئے سعد نے ہاتھہ کھینچ لیا فرمایا کہ ای یاسمن جبتک دین اسلام نہ قبول کروگی یہ کھانا ہمپر حلال نہ ہوگا یاسمن نے کہا ای شہریار مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اس طلسم مین جہانتک ہوسکے تاکید و کوشش کرونگی یہ کہکے اطاعت اسلام قبول کی سعد نے خاصہ نوش فرمایا ملکہ کے ساتھہ شراب نوش کی سپر و شمشیر سامنے رکھی تھی وہ اُٹھاکر اُٹھے فرمایا لو ملکہ جاتے ہین

انشاء اللہ اگر اِس مکار مہران کو جا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ پایا یاسمن رونے لگی کہا
اے شہریار پھر بلا مین مبتلا ہو جیے گا ہر چند کہ جمشید اول لکھ گیا ہے کہ طلسم کشا کی موت
اِس طلسم مین نہین ہے مگر کنیز کو وہ قتل کرے گا زندہ نہ چھوڑے گا گل اندام نے اشارہ
کیا کہ اے ملکۂ عالم کیون تکرار کرتی ہو سحر سے انکو بیہوش کرو اور طلسم سے نکال لیچلو
اگر یہان رہین گے تو ہزارہا آفتین ہین صدہا ساحر آپ کی تلاش مین نکلین گے
جہان پا دینگے پکڑ لیجا وینگے ملکہ نے سحر کرکے سعد کو بیہوش کیا جب تخت پر سعد کو
ڈالا تو سب کنیزین بھاگ گئین صرف گل اندام ساتھ رہی کہ اُسکو اپنے سحر پر ناز ہے
ملکہ نے تخت اُڑایا اِس خیال سے کہ سرحد طلسم سے نکلجاؤن ورنہ شہریار نہ مانینگے
سرحد طلسم مین جا وینگے گرفتار ہونگے ایک ایک ساحر بلاے روزگار ہے اُنکے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہے سعد کو تخت پر ڈالا گل اندام نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا
ملکہ تخت پر آبیٹھی سعد کا سر زانو پر رکھ لیا تخت اُڑتا ہوا چلا دوپہر برابر رہروی
کی تگ۔ یہ طلسم ہزار کوس کے گردے مین ہے برابر کوہ ویران کے پہونچین سعد کو
ہوشیار کیا سعد کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک پہاڑ پر پایا یاسمن حیران چہار طرف
دیکھ رہی ہے گل اندام کہتی ہے وا رے ابھی تو ناف طلسم ہے آگے بڑھیے یاسمن نے
کہا کئی پہر گذرے تخت کو اُڑاتے ہوے ابھی تک سرحد طلسم طے نہین ہوئی دیکھو؟
گل اندام دھوکا کھاتی ہے ہم سرحد طلسم سے نکل آئے سعد نے جو یہ ماجرا دیکھا تو
پوچھا کہ اے ملکہ مجھے کہان لائین یاسمن نے کہا آپ کو طلسم سے نکال لائی سعد نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین اپنے کو ہلاک کرونگا یا طلسم مین جاؤنگا ملکہ سوچی
تو کہ ارادہ طلسم کشائی کا کیا اور پھر واپس جاؤن مین خاص طلسم مین جاؤنگا
اور جدہ کو چھڑاؤنگا یا اپنی جان دونگا ملکہ ناچار ہوئین کہا اے شہریار اسی پہاڑ
پر ٹھہریئے مین تو یہ چاہتی ہون کہ آپ کو اِس بلا سے نکالون اور میری تو یہ کیفیت
ہے دل کی عجب حالت ہے

نظم

کیا عشق گل کھلاتا ہے اُس گلعذار کا		داغون سے باغ دل مین ہے عالم بہار کا

حیرت میں آ کے مانی و بہزاد رہ گئے
نقشہ کسی سے کھنچ نہ سکا اُس نگار کا

سیماب ہے خیال رُخ آتشین میں یہ
ممکن نہیں قرار دل بیقرار کا

نیرنگی جہان سے ہوگیا وصل گہ فراق
کیا رنگ ہو رہا ہے نگہ لیل و نہار کا

عاشق پہ عشق سرو قد یار میں ہے محو
سید ھا لیا ہے راستہ بہرام نے دار کا

شیریں کے در کو چھوڑ کے کیا دل میں آگئی
رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا

ہاتھوں نہیں نازکی سے سنبھلتی نہیں چنیغ
ہے اسمیں کیا گناہ ترے جان نثار کا

دنیا سے غیر عشق گیا کون میرے ساتھ
ممنون ہوں مزار میں اس یار غار کا

پھولا نہیں سماتا ہوں شادی سے اس لیے
بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا

آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دل کو صاف
دل میں ہمارے نام نہیں ہے غبار کا

تخت روان سے مجھکو سلیمان کے کام کیا
ساکن ہوں خاکسار ہوں نہیں کوے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست
رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

سعد نے فرمایا اے ملکہ نہ گھبراؤ انشاء اللہ تعالیٰ اس طلسم کو فتح کر کے تمکو بادشاہ کرینگے ملکہ نے کہا اے شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے آٹھ پہر سامنا فراق کا اختتام اشتیاق کا آج کچھ ہے کل کچھ ہے زمانہ انقلاب میں ہے زندگی کا اعتبار نہیں ہے نظم

حسرت نظارۂ موے کمر داریم ما
بہتر از صنعا شکاری در نظر داریم ما

رقت گریہ جسیم صافش در نظر داریم ما
دوچہ ور تار نظر یکتا گہر داریم ما

نیست پروایم بجنگ آمد اگر ترک سپہر
ہمچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما

باعث رسوائی قاتل بعالم نیستم
کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما

نیست ما را احتیاج شمع بر مرقد نظام
در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

عاشق و معشوق مل رہے ہیں کلمات حسرت ہو رہے ہیں کہ ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا اے گل اندام تھوڑا پانی تو لاؤ گل اندام پہاڑ سے اُتری تلاش آب میں گئی جب اُسکو دیر ہوئی تو ملکہ نے کہا ذرا آپ اُترکر دیکھیے تو کہ گل اندام کہاں گئی سعد جو اُترے دیکھا کہ سامنے سے ایک اژدہا آتا ہے اژدہے نے سعد پر حملہ کیا

سعد ہنے تلوار سے اُسکو قلم کیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام ہسن واژدر جادو
ہو سعد نے اپنے کو کنارے دریا کے پایا ایک کشتی سامنے سے نمایان ہوئی اُسپیر
ایک نازنین نہایت جمیل وحسین چند خواصین اُس کشتی کو روان کر رہی ہین اور
ماہجبین قوم کی بنگالنین کشتی کو کھے رہی ہین وہ کشتی کنارے آئی اُس نازنین کی
سعد پہ نظر پڑی کلیجہ تھام لیا سامری وجمشید کا نام لیا کنیزون سے اشارہ کیا اِس
جوان کو لاؤ ہمارے پہلو مین لا کر بٹھاؤ کنیزون نے آکر سعد کو بلایا پہلو مین لاکر
ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے اِشارہ کیا کشتی روانہ کرو جب کشتی روانہ ہوئی اور وسط
دریا مین پہونچی تو اُس نازنین نے ایک بنگالن کو اِشارہ کیا اُسنے ڈانڈ کشتی
مین ماری کشتی چرخ مار کر غرق ہوگئی سعد کشتی سے کود سے مگر تموج ہوا سے
بیہوش ہوگئے جب بعد چند ساعت کے آنکھ کھلی نہ دریا تھا نہ کشتی تھی مرف ایک
صحرا سے سبزہ زار و نواح دلکشا تھا ہر گل و غنچہ آنکھ کھولے ہوے پتے سبز سبز درختون
مین پھل مثل پستان معشوق عروسان بہار اکڑ رہی ہین عندلیبان خوشنوا محو
زمزمہ سرائی ہین مگر یہ رعنائی و زیبائی دیکھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا دروازہ
باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے ہوا سے سرد آ رہی ہے بسم اللہ کہکر داخل باغ
ہوے روش پٹری کو طے کر کے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک مسند بچھی ہے اُسپیر
ایک شاہزادی تاج سر پہ چہرہ رشک قمر چند کنیزین گرد سامنے ایک گائن بیٹھی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے مالک کا دل لبھا رہی ہے نظم

داغون سے باغ باغ ہے بستان سرا دل
کیا بےخزان بہار ہے گلچین نعنا سے دل

مر جاے بھول کر نہ کسی سے لگاے دل
یارب کسی بشر کا کسی پہ نہ آے دل

قسمت سے نقش پاے صنم کو جو پاے دل
سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جاے دل

کھینچے گا آپ مجھسے اگر ماجرا ے دل
جاے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھاے دل

بوسہ وہان یار کا لے منھ کی کھاے دل
اور رفرفہ شوق سے نہ کہین تھم کو آے دل

ناصح خطا معاف کسی پہ نہ آے دل
جی چھوٹ جاے ہاتھ سے جسوقت جاے دل

جیجون رات بھر ہمکو گذری انتظار کرتے کرتے اور تم نہ آئین جیجون نے کہا کہ او ملعون سامنے سے جا دور ہو مین نے اب یہ معشوق پیدا کیا کہ آفتاب عالمتاب ہی اب مین تیرے پاس نہ آؤنگی حکاک جادو نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا طرف جیجون کے چلا جیجون نے ایک دو تنفر مارا زمین سے پانی پیدا ہوا ایک دریا ہو گیا دیکھا سعد نے کہ حکاک جادو شناوری کرتا ہوا آتا ہی پکارتا ہی کہ او جیجون دیکھا تو نے کہ تیرے سحر کو دفع کیا دیکھ اب بھی وصل قبول کر یہ کہکے تڑپا جیجون پر گرا پنجے مین دبا لیا اڑتا ہوا روانہ ہو گیا کنیزین سب بھاگ گئین سعد نے جوانے کو تنہا پایا باغ سے نکلے صحرا سے سبزہ زار کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین کہ کان مین آواز توپ کی آئی طرف آواز کے متوجہ ہو سے صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی ایک بادشاہ نوجوان فریاد کر رہا ہی اور ایک پہلوان زبردست یلغز کیے ہوے جاتا ہی سعد نے للکارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
شجاع وجوانمرد ورستم نشان	بہار گلستان صاحبقران

اس پہلوان نے سعد کو دیکھکر نعرہ کیا کہ او سعد مین تمھاری تلاش مین تھا مَنم قمار دریانشین یہ کہکے گینڈے سے کود اسعد پر حملہ کیا سعد نے تلوار اس کی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اہل فوج جو سامنے کھڑے تھے بیٹا لینا کہکے دوڑے ایک سوار نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا سعد نے قمار کو اسپر کھینچ مارا سوار و قمار دونون پراشا ہو گئے تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑے دو چار جوان مارے تھے کہ وہ بادشاہ نوجوان قلعہ کھولکر نکل پڑا شریک جنگ ہوا قمار کی فوج کو شکست دی ہمراہیان قمار لاشہ اپنے افسر کا لیکر بھاگے اس نوجوان نے آکے سعد کے قدمون کو بوسہ دیا کہا فیروز تاجدار میرا نام ہی اس پہلوان نے آکر شکست دی مین قلعہ بند ہوا اب طالب تھا کہ قلعہ خالی کر دو آپ نے عین وقت پر آکر مدد کی مین آپ کا ممنون احسان ہوا سعد نے فیروز تاجدار کو کلمہ پڑھا یا بس

فیروز مع فوج مسلمان ہمراہ سعد کو لیکر قلعے میں آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا بدل و
جان اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروز تاجدار میں یہ چاہتا ہون کہ یاسمن کو
تلاش کرون نہیں معلوم اُسپر کیا گذری مگر یاسمن پر یہ حال گذرا کہ یاسمن نے
جب دیکھا کہ عرصہ گذرا اور شہریار پلٹ کر نہ آئے اور زن گل اندام پلٹی روتی ہوئی
پہاڑ سے اُتری کہ سامنے سے ایک ساحر آیا دیو نژاد صحرا نشین نے جو یاسمن کو دیکھکر
بہت ہنسا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم قیدی کو کیا کیا یاسمن نے کہا میں قیدی سے
واقف نہیں ہون برائے سیر آئی تھی اب پلٹ کر جاتی ہون دیوانہ نے کہا میں
تمکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا یاسمن نے کہا تیری کیا مجال ہی ساحر نے گرز مارا ملکہ نے
کاٹا اُس صحرا سے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی
یاسمن نے پکار کر کہا کہ اِس دیوانے کو ہوشیار کردے زنگی قریب ساحر آیا ساحر
نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے اُسکو چیر ڈالا ساحر کو مار کر زنگی طرف
صحرا کے چلا گیا عقاب جادو فرستادہ وہ البان طلسم نے جسکو برائے تلاش بھیجا
تھا اُسنے آسمان سے یہ سب معرکہ دیکھا تڑپ کے گرا یاسمن کو پنجے میں دبا لیا اِس
زور سے جھٹکا دیا کہ یاسمن بیہوش ہو گئی عقاب جادو لیئے ہوے ملکہ کو جاتا ہی
صبح کا وقت ہی سعد شہریار بالائے قلعہ بیٹھے ہین کہ آسمان پر شور ہوا دیکھا
ایک ساحر یاسمن کو لیے جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر جگر کمان میں
پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینے کو عقاب کے توڑ کر پار گذرا ملکہ چھوٹیں بالائے
قلعہ قلابازی کھاتی ہوئی آئین مگر سعد نے ہاتھون پر روکا ملکہ ہوشیار ہوئین
سعد کو دیکھکر رونے لگین کہا ای شہریار آپ اتنے عرصے کہان رہے سعد نے
سب ذکر کیا کہ جیجون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر اُسکو اُسکا آشنا لے گیا میں نے
اس تنہا کو گرفتار کیا ملکہ کو لیکر دار الامارہ میں آئے ملکہ نے کہا ای شہریار اب
کیا قصد ہی فرمایا طلسم میں جاؤنگا یہان فتح طلسم آرام نہ لینگا مقام افسوس ہی
کہ جدہ ہماری تو قید ہون اور ہم یہ آرام بیٹھیں اِس قلعے کے لینے کو غنیمت جانیں

جب بادشاہ طلسم قتل ہو جاوے رہا ہون تب دل کو آرام آئے ورنہ اِس قلعے میں تین
روز ہونگا بیٹے تم دربدر سے فتاحی طلسم جاؤ نگا اور ملکہ عالم اور اولاد صاحبقران کو بڑی
مشکل ہو جو لیت بہتے باتیں ہو کسی امر کا ارادہ کرنا اور اُسکا نہ ہونا دربار و اسلے
چشمک کرتے ہیں ورنہ ہیں تو بادشاہ لشکر اسلام ہون ضرور سب مشکل کر ینگے اور
فرزندان خواجہ بزرجمہر کا احکام کبھی خالی نہیں جاتا انھون نے اور دوسرے
خواجہ عبدالرحمن جنّی نے فرمایا ہو کہ آپ اِس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
وغرائب سے سیاح ہین مگر سختی ہر دم سختی جھیلین گے جان پر کھیلین گے ملکہ خاموش
ہو رہین مگر سعد نے اُس رات شب کو جو آکر سوئے دیکھا کہ یکایک آسمان پہ فراٹا ہوا
سر اُٹھا کر سعد نے دیکھا کہ ایک جادوگر فیروزہ کو لیے ہوئے جاتا ہو سعد فیروزہ
کو دیکھکر بیقرار ہو گئے تلوار سنبھال کر اُٹھے آخر سوچتے سوچتے کمان کیانی کا نام
سے اُتاری تین بھال کا تیر مارا سینہ جو کرشمہ کا ساحر الگ ہو گیا تیر اُسکے پانوان پر
پڑا خون کے جو قطرے ٹپکے ہر قطرے سے ایک طائر پیدا ہوا ساحر نے نعرہ کیا
کہ بانش او شخص تو نے بڑا ستم کیا کہ میرا پانوان زخمی ہوا ایک سحر مین سب کو شاد کرونگا
یہ کہکے اُترا زمین پر قایم ہوا سعد نے دوسرا تیر جوڑا ساحر چاہتا تھا کہ سحر کرون
مگر تیر آکر سینہ پر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا وہ طائر جو پیدا ہوئے تھے
جلنے لگے آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام من صحرا سے جادو بود بادشاہ نے
دوڑ کر فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ نے جو سعد شہریار کو دیکھا نہال ہو گیا اور
قدمون سے لپٹ کر رونے لگا عرض کی او شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے
سعد نے سب حال اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ دختر بادشاہ در بند مجھپر عاشق ہو اور
لیکر نکل آئی وہ بھی اِسی قلعے میں ہو فیروزہ بہت خوش ہوا سعد فیروزہ کو ساتھ
لیے ہوئے محل میں آئے ملکہ نے جو فیروزہ کو دیکھا حیران ہو گئی پوچھا او شہریار یہ
کون ہو سعد نے بیان کیا کہ یہ ہمارا عیار طرار رحمین کا رفیق ہو نہایت شفیق ہو
اب یقین ہو کہ ہمارا ضرور جانا ہوگا فیروزہ بیرون بارگاہ آیا لشکر دیکھا فیروزہ نے بدل

ست موافقت کی سب خوش ہوئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جیسا ہو ویسا عیار تین دن کے
ابو شہ پار سلاح جنگ لگا کر آمادہ ہوئے ملکہ رونے لگی کہا او شہ بار کنیز بھی ساتھ جائیگی
ہر مقام پر شرکت کریگی اگر کوئی ساحر سرکشی کریگا تو اُسپر ٹوٹ پڑیگی سعد نے کہا نہیں یہ
نہ منظور کرونگا ایک کنیز نے اشارہ کیا کہ آپ کیوں تکرار کرتی ہیں جب یہ جائیں تو آپ
بھی جائیے کبوتر یا شہباز بنکر تعاقب ہر کے رہیگا ملکہ خاموش ہو رہیں سعد پشت
مرکب پر سوار ہوئے جب بارگاہ میں آئے تو فیروز تاجدار نے دامن تھام لیا کہا
اے شہریار میں ضرور ساتھ چلونگا ایسے وقت میں ہمراہ نہ ہوں سعد نے قبول کیا
فیروز تاجدار نے بارہ ہزار سوار تیار کیے سعد آگے ہوئے تخت پر فیروز تاجدار پیچھے
فوج ظفر موج جب شاہزادہ نکل آیا تو ملکہ تڑپ کر گری ایک باز کی شکل بنکر یہ بھی
چلی جیسے ہی قلعے سے سعد نکلے احکام جادو زشت [illegible] ہمراہ ان تاجدار [illegible] موجود تھا
پہرہ دیتا تھا اسنے جو دیکھا کہ لشکر لیے سعد جاتے ہیں تو اسنے آسمان سے کو کیا کہ
سعد کا گھوڑا چلنے سے رُکا تخت فیروز بھی رُک گیا اہل فوج کے مرکب بدلگامی
کرنے لگے جب لشکر رُک گیا تو سعد نے پلٹ کر فرمایا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے فیروزہ
بانو عمرو کی ہمراہ تھا کتاب چھوڑ کر الگ [illegible] ایک نخل کے سایہ میں جا بیٹھا اور
رنگ [illegible] ایک نازنین کی شکل بنا بیٹھکر رونے لگا احکام نے
جب آسمان سے دیکھا کہ سعد پہ اتنا ہی کر چکا تو بشکل اصلی آسمان سے اُترا چاہا کہ زمین
سعد کو گرفتار کریں کہ کان میں رونے کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوا
کہ دیکھا ایک نخل کے سایہ میں ایک مہ جبین غنچہ دہن بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جو
[illegible] چشم سے مروارید بے بہا نکل رہے ہیں نگو تار اشک میں پرو رہی ہے
بیچلی لگی ہوئی ہے احکام نے بیقرار ہو کر قریب آکر پوچھا اے نازنین تو کس واسطے
[illegible] فیروزہ نے جواب دیا کہ میں دیہات کی رہنے والی ہوں یہ لشکر جو جب
مکانوں سے گذرا میں تماشہ دیکھنے چلی اس فوج کے رسالدار نے مجھکو گود میں
اٹھا لیا اپنے لشکر میں لایا آج کئی دن گذرے کہ شب کو مجھپر ظلم کرتا تھا کہ میں نے

دامن عصمت بچایا آج یکایک لشکر مین غل ہوا مین بھی خیمے سے نکل آئی مجھکو کسی نے
نہ روکا نا چار ہوکر یہان آ بیٹھی اب حیران ہون کہ تین منزلون کا بعد ہی اپنے گھر تک
کیونکر جاؤن ماں باپ ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے احکام نے کہا یہ سب ہی سحر سے
یہ ہنگامہ ہوا مہران تاجدار نے مجھکو بھیجا تھا کہ سعد کو ڈھونڈھکر لاؤ مین نے
یہان پایا سحر کیا کہ سعد کا گھوڑا اڑک گیا لشکر والے بھی سب بیکار رہین اب مین
سعد کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا تجھکو تیرے گھر پہونچا دونگا مگر مجھسے وعدہ کر کہ میرے
ساتھ شادی کرنا فیروزہ نے شرما کے جواب دیا کہ جب تم یہ مصیبت میری کاٹوگے تو
وہ میرے ماں باپ بکمال خوشی منظور کرینگے بخوشی قبول کرینگے لیکن تم سوال نہ کرنا
مین ترکیب سے کہدونگی کہ اس شخص نے مجھکو ظالم سے بچایا اب مجھکو اسی کے ساتھ
کردو جیسی میری تقدیر مین ہوگا وہ ہوگی یہ میرا وارث ہی جو جو مصیبت گذری ہی
اُسکو بیان کرونگی شرم سے تمسے نہین کہتی ماں باپ سے پوست کندہ کہونگی
احکام بیٹھ گیا ہاتھ بڑھانے لگا فیروزہ نے کہا دیکھو دست درازی نہ کرو
فقط تین منزلین طے کرنا ہین احکام نے کہا مین ان قیدیون کو بھی لیلون شاہ
جو پوچھے گا تو اُس سے کیا کہونگا فیروزہ نے کہا فقط گنہگار کو لیلو احکام نے
کہا مجھکو بڑا ضرور ہی کہ گل اندام کنیز و ملکہ یاسمن رنگین پوش کو ہمراہ لیکر یہ بھاگا تھا
وہ دونون کہان ہین مگر خیر یہ گنہگار تو ملا وہ بھی ملجاوینگی اب مین جاتا ہون سعد
کو گرفتار کر لاؤن لشکر کو اسی مقام پر چھوڑ دون مہران تاجدار سب کو گرفتار
کرا منگا لیگا بہت ساحر ہین کئی سو ساحر تلاش مین نکلا ہی مین بسبب تیرے
ایک ہی قیدی کو لیے چلتا ہون فیروزہ نے کہا جاؤ صاحب گرفتار کر لاؤ احکام
نے ایک تخت سحر بنایا کہا اسپر بٹھا کر تمکو لے چلونگا کچھ قریے کا نام یاد ہی فیروزہ
نے تتلا کر کہا مجھے نام نہین یاد فقط اتنا خیال ہی کہ میرا باپ زمیندار ہی دروازے
پر درخت بہت سے لگے ہین گاؤن بڑا ہی کھیتی تیار رہا بجا غلہ کٹ رہا ہی یہ نشان
لیا کم ہی احکام ہنس پڑا جی مین کہتا ہی بالکل بے وقوف ہی یہ جو اسنے پتہ بتایا

ہر ایک کا نوں میں یہی ہوتا ہو مگر میں تلاش کر لونگا یہ کہکے چلا چاہا جلدی نازنین نے کہا بیٹھ جاؤ بہت نہ گھبراؤ کیا جلدی ہو سب تمھارے قبضے میں ہیں تم تمھارا غائب ہو چکا بھاگ نہیں سکتے احکام نے کہا جبتک میں زندہ ہوں کسی کا قدم ہرگز نہ اُٹھیگا اگر مجھکو منظور ہو تو آپس میں تلوار چلنے لگے ایک زندہ نہ بچے آپس میں کٹ کٹ مر جاویں مگر مجھکو منظور یہ ہو کہ یہ سب سامنے بادشاہ کے پہونچیں پھر شاہ کو اختیار ہو خواہ قتل کرے خواہ بخشے میں تو تمھارے فراق میں رہونگا کا نوں میں تمھارے سکونت اختیار کرونگا میں کبھی کچھ نہ کچھ بھید پھیلاؤنگا کہ تمھارے باپ راضی رہیں میرے رہنے سے یہ نفع ہوگا کہ کوئی اُنسے بول نہ سکیگا جسقدر اُنکے دشمن وغیرہ ہونگے سب اطاعت کرینگے جو کوئی سرکشی کریگا اُسکو جلا دونگا کسکی مجال ہو کہ اُنسے آنکھ ملا سکے فیروزہ نے کہا لو اور تماشہ دیکھو سعد نے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے بھاگا جاتا ہو احکام جادو پلٹا فیروزہ نے حلقہ کمند کے گلے میں ڈالدیے چاہا جھٹکا ماروں مگر احکام کے منھ سے آگ نکلی کمند جلی فیروزہ نے چاہا جست کر کے بھاگوں احکام نے زمین پر دو قدم مارا فیروزہ گر ا رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا احکام نے فیروزہ کو گرفتار کیا پوچھا کہ ارے تو کون ہو اگر میں ہوشیار نہ ہوتا تو مجھکو مار لیا تھا احکام فیروزہ کو گرفتار کر کے قریب سعد آیا سعد چاہتے ہیں تلوار کھینچوں مگر ہاتھ قابو میں نہیں تلوار نیام سے نکلی احکام نے آکے گرفتار کیا فیروزہ و سعد کو تخت پر سوار کیا آپ کھڑے ہو کر سحر کرنے لگا کہ تخت اُڑتا ہوا چلے مگر ملکہ یاسمن نے کہ بازیں ہوئی آتی تھیں دور سے دیکھا کہ لشکر ایک مقام پر رکا ہوا کھڑا ہو گھوڑے بدلگامی بیان کر رہے ہیں حیران و پریشان ہو ہیں کہ یہ کیا سحر کیا ہو جبھی خیال کر کے دیکھا تو ایک ساحر نے سعد اور فیروزہ کو گرفتار کیا ہو چاہتا ہو تخت اُڑا کر لیجاؤں ملکہ نے سوچا کہ اسی ساحر نے گرفتار کیا ہو آسمان سے سحر کر کے کار دستہ پھینکی اور للکارا کہ او نابکار منم یاسمن رنگین پوش اپنی جان بچا احکام

نے سر اُٹھایا کارد قریب پہونچ چکی تھی سینے پر پڑی توٹ کر لیشت کے پار گذری
احکام کا مرنا کہ سعد اور فیروزہ نے رہائی پائی سعد نے فیروزہ سے پوچھا فیروزہ
نے کہا غلام نے عیاری کی تھی لیکن گرفتار ہوا یہ مدد غیبی کیونکر ہوئی مالک احکام
کو مار کر آگے بڑھو گئیں سعد سوار ہوے سب سوار اپنے ہوش مین آے لشکر چلا
چھٹے دن لشکر ایک صحرا مین آکر پہونچا وہان ایک قلعہ ہے کہ قلعۂ ہوشیار اسکا نام
ہے ہوشیار جادو اُس قلعے کا حاکم بالاے قلعہ بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایک
لشکر صحرا مین آکر اُترا ہے ہوشیار نے حکم دیا کہ دریافت کرو افسر لشکر کون ہے ہرکارون
نے آکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ فتاح طلسم مہران تاجدار پر جاتے ہین احکام نے
راہ مین روکا تھا مگر وہ مارا گیا اُس لشکر مین کوئی ساحر نہین ہے یہ سُنکر ہوشیار اُٹھا
کہا میرے پاس تو نامہ پہونچا کہ تم بھی آنا طلسم کشا قتل ہوگا یہ کیا معرکہ گذرا ذرا
دریافت کرو کسقدر ساحر ہین سب تیار رہو ان چوبیس ہزار ساحر اسباب سحر سے
آراستہ ہوکر سامنے آے چوبیس ہزار ساحر ونکو ساتھ لیکر براے مقابلۂ سعد
شہریار چلا یہان سعد شہریار بعد اُترنے لشکر کے بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے
تھے فیروز تاجدار و افسران فوج گرد بیٹھے ہین لشکر اُتر رہا ہے نوبت نقارے
بج رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بدرنجا دہ تخت سحر پر
سوار چوبیس ہزار ساحر پشت پر آکر مقابلے مین اُترا ایک ساحر کو حکم دیا کہ خدمت
مین شاہ کی جاؤ ہماری جانب سے عرض کرو کہ آپ سے شاہ طلسم کو بہت ملال ہے
کہ آپ قید سے بھاگے اب مہران تاجدار کو اختیار ہے مگر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمکو
بچالینگے خداوند عالی کو سجدہ کرنا جان بخش ہو جاے گی ساحر نے آکر سعد سے
کہا سعد نے جواب دیا کہ ہوشیار سے کہنا کہ ہم مہران تاجدار کو سزا دینے جاتے ہین
جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر وہ ساحر نے پلٹ کر جواب دیا ہوشیار بہت جھلایا حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے کل سب کو گرفتار کرونگا ایک رسی مین باندھکر بھیجونگا نقارہ زرنگار
پر چوب پڑی ہرکارے کہ لشکر سعد کے حاضر تھے خیمون لیکر بھاگے خدمت سعد مین

آسمے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ رو دیدہ باشد بہ باغ ٭ گل سرخ تا بد چہرہ روشن چراغ ٭ نگین سعادت بنام تو باد ٭ ہمہ کار عالم بکام تو باد ٭ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کا سوز و گداز رہے بوتیمار نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرا ہے خیر ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے غرض یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب کہ جمشید ماہ تابان بخانۂ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش سحر ضیا و شعاع تیار کر کے بالاے چرخ زبرجدی آیا تمام دنیا روشن ہوئی ادھر سے بوتیمار جادو خرس پر سوار چوبیس ہزار ساحر پشت پہ علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اس کروفر سے میدان مین آکر پہونچا ادھر سے لشکر سعد پرے باندھے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اس کروفر سے میدان مین آکے پہونچا صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی ترکیب ایکا کہکر ہٹے بوتیمار نے اشارہ کیا ایک زاغ سیاہ رو کانون کانون کرتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آوازدی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے گھوڑا بڑھایا مگر کمان کو کاندھے سے اتارا زاغ نے چاہا سحر کرے دن مگر بادشاہ نے جلدی کر کے تیر مار دیا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی ساحر نکلے اسیطرح ہاتھ سے سعد کے مارے گئے آخر بوتیمار نے خود اپنا خرس بڑھایا سعد نے تیر مارا بوتیمار نے جلا دیا کئی تیر مارے بوتیمار نے جلا جلا دیے ایک گولا مارا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سعد خاموش ہو کر کھڑے ہو رہے کمان ہاتھ سے چھوٹ کر گری گھوڑا بدلگامی کرنے لگا تمام لشکر مین تھلکہ پڑ گیا مگر یاسمن رنگین پوش بشکل کبوتر جو آئی تھین صحرا مین ایک نخل پر بیٹھکر سو گئین تھین آنکھ جو کھلی دیکھا لشکر جا چکا صحرا مین سناٹا پڑا ہے خیمے اکھڑ جانے کے نشان معلوم ہوتے ہین اڑتی ہوئی چلین اسوقت پہونچین کہ بوتیمار سحر کر کے بڑھا ہے کہ سعد کو گرفتار کرون آسمان سے جو یاسمن نے دیکھا بیقرار ہو گئین اور بوتیمار کو پہچانا کہ مصاحبون مین مہران کے ہے فورا ایک دشنک دی اور آواز دی

چند جھولی پھینکے صحرا پر بہار ہونے لگا طائران نغمہ سرا یہ اشعار گانے لگے نظم

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین | رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین
دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین | اپنے ویرانے کو آباد کیا کرتے ہین
تیغ ابرو کی ہو جانباز کو جنبش کافی | قتل بیرحمی سے جلاد کیا کرتے ہین
وہ تو انسان ہین پر انسان یہ دیوانے ہین | انکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین
مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے | روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین
لیکے دل ہجر مین تڑپاتے ہین ترساتے ہین | جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین
انکی آنکھون کے جو منظور نظر ہین مضمون | اپنے اشعار پہ خود صاد کیا کرتے ہین
سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر | موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین
کوہ و صحرا مین مرے نالون کا سنکر شور | قیس و فرہاد بھی فریاد کیا کرتے ہین
انکا سن آتے ہین ہم دیر و حرم مین مخمور | شاد یون خاطر ناشاد کیا کرتے ہین
ناتوان قید جدائی سے کبھی تو ہون رہا | وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین
غنچہ و گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین | دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شاہباز نگہ ناز پری پر رعنا | طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

بوتیمار نے جو دیکھا کہ صحرا پر بہار ہوا اور طائرون نے غل مچائی سمجھا کہ یہ سحر ملکہ یاسمن رنگین پوش کا ہی مگر حیران ہو کہ کہان ہو سر اٹھا کر دیکھا آسمان پہ ایک کبوتر اڑ رہا ہی فورًا جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا بہ شکل عقاب بنایا طرف آسمان کے پھینکا وہ عقاب طرف کبوتر کے چلا یاسمن نے منہ سے شعلہ چھوڑا کہ عقاب جل گیا اب بوتیمار حیران ہو ملکہ نے کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھکے پھینک ماری بوتیمار کے سینے پر آکر وہ کارد پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری بوتیمار کا مرنا سعد نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا ای ملکہ عالم مین یہ مارد نہین چاہتا مدد پروردگار کا مشتاق ہون ساحرون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا آپس مین اشارہ کیا کہ ملکہ سحر سے سب کو جلا دیگی لاشے بوتیمار اٹھا لیا رونے پیٹنے

جب قضائے کار سرحد طلسم میں جو پہونچے خونخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم تخت پر
بیٹھا تھا خبر سُنی کہ کچھ ساحر ایک لاش لیے ہوئے آتے ہیں باہر نکل آیا دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ بوتیمار کو یاسمن نے مارا اور طلسم کشا آتا ہے پلٹ کر جنجال جادو کو حکم دیا کہ
جا اور یاسمن و سعد کو گرفتار کر لا جنجال جادو پچاس ہزار ساحر لیکر روانہ ہوا
ذکر اسکا وقت پہ تحریر ہوگا مگر سعد شہریار لشکر کشی کیے ہوئے چلے آتے ہیں

دو کلمۂ داستان شوکت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ طرف جزیرۂ صندل کے چلے ہیں اور اسکا بھی داخلہ بعنوان شایستہ طلسم میں ہوگا ساقی نامۂ مصنف

چل اے توسن کلک فیروز بخت — کہ در پیش ہے تجھکو منزل بہ سخت
قلم نے یہ سُنکر طرارے بھرے — کہ نالون سے روشن ستارے ہوے
عجب چست و چالاک ہے یہ قلم — دکھاتا ہے برق سبک کا قدم
کبھی برق ہے اور کبھی باد ہے — طراروں کی صورت اِسے یاد ہے
لکھے ہیں مضامین جلالت شعار — برستا ہے مانند ابر بہار
حقیقت میں کیا چست و چالاک ہو — یہ ہے دو زبان اور بے باک ہے
یہ رنگین بیانی پہ جب آئے گا — تو رنگ گلستان بھی شرمائے گا
اگر غنچۂ گل پہ رکھے قدم — خبر ہو نہ پتے کو بھی ایک دم
کبھی سوے دریا روان ہوگیا — ہزاروں طرح امتحان ہوگیا
لکھ اب داستان مرصع بیان — کہ مشتاق ہیں ناظرین اب یہاں

چہرہ مرحلہ پیمایان وحشت کربت و غربت و طے کنندگان مسافت رنج و مصیبت ایسا
داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف مرصع نگار فصاحت
اور بلاغت چنین می نگارد کلک وفا شعار شاہزادہ نور الدہر طرف جزیرۂ صندل کے
روانہ ہوئے تھے مگر دیو افلاک نے جب دیکھا کہ جواہر پری و صندل پری داخل
قلعہ ہوگئین چہار جانب سے قلعہ گھیر لیا آپ روانہ ہوا جواہر پری فرماتی ہیں کہ

صاحبو تم مین کوئی ایسا ہو کہ جاکر میرے وارث کو تاسے انکو خبر کرے کہ دیو افلاک نے آکر گھیرا ہو دیو خوف سے افلاک کے نہین نکلتے کہ اگر باہر نکلین سگے تو گرفتار ہو جاوینگے مگر افلاک نے رات کو طبل یورش بجوایا صبح کو باز کے چلا چوبدست گران ہاتھ مین شلنگین لگاتا ہوا جاتا ہو تین لاکھ دیو پشت پر بصد کر و فر قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نے پتھر مارے مگر افلاک نے دفع کردیئے خندق پر آکر آواز دی کہ او صندل پری بہتر اسی مین ہو کہ جواہر پری کو میرے حوالے کر دمین عشق مین اُسکے بیقرار ہون

نظم

یاد آن روز کہ در کوے تو گریان رفتم … بگلستان صفت ابر بہاران رفتم
سجدہ کردم بر محراب در میخانہ … از خرابات جہان صاحب ایمان رفتم
قشقۂ ناصیہ گر دید نشان سجدہ … آدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم
سر بکعبہ آہ بدل بار ندامت بر دوش … بر در جان جہان وہ چہ لبا مان رفتم
داد از رنج و غم و غصہ کہ دیدم در ہجر … یاد آن روز کہ در بزم تو خندان رفتم
وحشتم بر دسوے دشت ز کویش رعنا … یار در خانہ و من سوے بیابان رفتم

صندل پری نے جواب دیا کہ او مردود جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر جواہر پری نے جو دیکھا کہ دیو افلاک قریب خندق آگیا تاج سر سے آتار احتاج بدرگاہ باری تعالیٰ ہو کر دست دعا اُٹھا دیے کہ او رحیم و کریم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے

نظم

تو ای کافریدی ز یک قطرہ آب … گہر ہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف گوہر پدید … بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را … تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار … زمین نا رد تا نہ گوئی بیار

ای کریم تیرے حکم مین ہو فرشتون کو بہ اسے مدد بھیج کہ مشکل آسان ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی مگر اس مردود کے ساتھ نہ جاؤنگی پشت پر کئی ہزار پریزاد آمین آمین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ موت آجاے مگر اس ظالم کے ہاتھ سے

خدا بچائے ایسا نہ ہو کہ قلعے مین گھس آئے تو اس جلادے سے کون مقابلہ کریگا افلاک
ساتھ والون سے کہ رہا ہے کہ ایک ایک پریزاد تم لوگ لینا چلکر قلعہ فتح کرتا ہون بھلا
کسکی مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر زمانہ عفریت مین ہوتا تو حمزہ کو مار لیتا عفریت
نہ بچاتا جو ارادہ کیا وہی ہو جواہر پری کو لیلون تو گلستان ارم پر جاؤن ملک
آسمان پری کو لون یہ کہکر اُسنے قصد کیا کہ خندق نزاؤن جواہر پری نے تاج وسہ مارا
کہا اے پروردگار اب تو خاتمہ ہوتا ہے جیسے ہی جواہر پری نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ
طرف سے صدا آئے آوازہ آئی باشید اے کافران بیباد اے نابکاران پردغا منم نورالدہر
بن بدیع الزمان نعرہ نورالدہر

ہماے اوج نعمت شہ جہانزادہ مردی	دیگر	کرشہ بانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندم
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کو ہمیشم		عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندم
زطفلی ہم بہ اثبات ہنر برداشتم		لقا را بہ یک ضربت بدرداشتم
ظفر بر پہلوان مغرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

جواہر پری نے جو نورالدہر کو آتے ہوئے دیکھا صندل پری سے کہا کہ لو اے
نورالدہر ماجد وہ شیر بیشۂ جرأت دیکتا تازہ میدان جلالت آپہونچا اب دیو افلاک سے
او معلوم ہوتا ہے ان پار وہ قلعہ کھول وہ قلعے کا پھاٹک کھلا نورالدہر جست کر کے برابر
دیو افلاک کے آئے افلاک کے ہاتھ میں چوبدست تھی چہرہ ز دیکھ چوبدست لگائی
نورالدہر نے چوبدست کو قلم کیا تیغہ خارہ شگاف سلیمانی کا وار کیا افلاک نے
سپر مین جسکی پناہ کی مگر تیغہ بیدرنغ چمک کر گرا سپر کو کاٹ کر جو تڑپ کر گرا
دیو افلاک کے دو ٹکڑے ہوئے دیوزاد آگے بڑھے یہان جواہر پری بھی لڑنے
لگے نورالدہر نے سب کو شکست دی آخر لاشہ دیو افلاک لیکے سب بھاگ گئے
جواہر پری نے نورالدہر کو ساتھ لیا نوبت نقارہ بجاتی ہوئی داخل قلعہ ہوئین
قلعے مین جتنے لوگ جمع تھے نورالدہر کو دعائین دیتے تھے اور کہتے تھے خدا اس
شہریار کو سلامت رکھے مین وقت پر آکر مدد کی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالیا ورنہ

سب کو قتل کرتا اب دیر کیا تھی مگر خدا نگہبان ہی نور الدہر سب کا مجرا اسلام لیتے ہوے دار الامارہ مین آئے پریزادان زرد زرگوش مرصع پوش سامنے آکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگین

نظم

وہ پری وش ہی حور نہین ... پر ذرا حور سے قصور نہین
تیری تیغ نظر ہی آفت جان ... قتل عشاق تجھسے دور نہین
ہمکو واعظ عذاب سے نہ ڈرا ... نام خالق کا کیا غفور نہین
ہر یہان قدسیون کے جلتے ہین ... قصر جانان ہی کوہ طور نہین
نہ اٹھو خفتگان خواب عدم ... میرا نالہ ہی نفخ صور نہین
عشق گیسو کا ہون مین سودائی ... سر مین سرسام ہی سرور نہین
اسکا کوچہ ہی گلشن جنت ... کون کہتا ہی اسکو حور نہین
بارعد پر ہی شباب کا عالم ... نشے مین چشم مست چور نہین
بارعد پر رکھ لیا ہی غیرون نے ... قتل مین آپ کا قصور نہین
ارنی کیون نہ بھول جائین کلیم ... روے جانان ہی شمع طور نہین
ترک نخوت ضرور ہی رعت ... نشہ کبر مین سرور نہین

پھر رات گئے تک جلسہ رہا نور الدہر نے جاکر جواہر پری سے گوہر مراد حاصل کیا جواہر پری حاملہ ہوتی ہین انھین کے بطن سے نور الدہر ثانی پیدا ہونگے جلد سوم مین انکا ذکر ہوگا صبح کو نور الدہر اٹھے غسل کر کے بارگاہ مین آئے کہا ملکہ مجھے روانہ کرو لشکر داداجان کا غروب بہ باختر بہ فروکش ہی اور دو دو لہ نہ لگی بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ بختیارک کوئی فتور کرے جواہر پری نے چار دیوزاد بلوا سے نور الدہر تخت پر سوار ہوے اور چلے جیسے ہی قریب شکارگاہ سلیمانی کے پہونچے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش مع بارہ ہزار کے آکر پہونچا نور الدہر سے قدمبوس ہوا پوچھا اوشہریار آپ کہان سے آتے ہین نور الدہر نے ذکر کیا کہ مین جزیرہ صندل سے آتا ہون تم کہان جاتے ہو نقابدار نے

عرض کی کہ مین نے خبر پائی ہی کہ سعد شہریار طلسم نوخیز جمشیدی مین آئے ہین بادشاہ
طلسمی خبر پا گیا شہریار پر لشکر کشی ہی مین اُنکی مدد کو جاتا ہون اب پردۂ غفلت مین
نہ جاؤنگا یہ کہکے نقابدار تو ایک طرف روانہ ہوا نور الدہر اب سوچ رہے ہین کہ اگر
مین طرف طلسم مذکور نہ گیا اور کوئی خرابی ہوئی تو دادا جان شکایت کرینگے افسوس ہی
کہ مین نے نقابدار سے حال نہ پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ سعد شہریار طلسم مین تشریف
لائے کہ دیو تندک سے ملاقات ہوئی تندک سے حال پوچھا اُسنے سب کیفیت
بیان کی کہ آپ کی جدہ و قریشہ سلطان گرفتار ہوگئی ہین اور سعد کے نام فتاحی
طلسم نکلی ہی نور الدہر نے زانو پر ہاتھ مارا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ قریشہ بھی
گرفتار ہوگئین دیوزادون سے کہا مجھکو طلسم نوخیز مین اب لے چلو مین اپنی جان
دونگا مگر جدہ کو رہا کرونگا تندک تو رخصت ہوگیا دیوزاد تخت کو لے چلے ایک
مقام پر پہونچے دیکھا ہزارون ساحر ٹہل رہے ہین نور الدہر سمجھے یہی مقام طلسم
ہی دیوزادون سے کہا مجھکو اسی مقام پر اُتار دو مین اِنکو قتل کرون کہ سعد کا پتہ
ملے دیوزادون نے نور الدہر کو اُتار دیا نور الدہر نے اُن ساحرون پر نعرہ کیا
وہ ساحر ملازمان جنجال جادو تھے دو چار تو مارے گئے باقی نے سحر کرکے اِنکو
قیدکر لیا اور اپنے پر ڈال لیا پاس جنجال کے لیکر آئے جنجال جادو نے حکم دیا کہ اِنکو
قید پاس مہران تاجدار کے لیجاؤ ایک سردار کو اشارہ کیا وہ قید لیکر چلا کئی
منزلین طے کی تھین کہ اُدھر سے نقابدار زمرد پوش آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ
نور الدہر کو اڑاپے پر سوار کیے ہوے چند ساحر لیے جاتے ہین نعرہ کرکے گرا
ساحرون پر تیر مارنا شروع کیے جب سردار اُنکا مارا گیا تو نور الدہر نے قید
توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوے ساحرون کو مار کر بھگا دیا کچھ بھاگے کچھ قتل ہوے
اب نور الدہر حیران ہین کہ مین کیونکر طلسم نوخیز مین پہونچونگا نقابدار سے
باتین کر رہے ہین نقابدار کہتا ہی میرے ساتھ چلیے ہم اور آپ مل کر طلسم مین
داخل کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش راستے کو طے کیے ہوے

جاتا تھا زمرد پوش کو دیکھکر آپڑا اُڑنے لگا ہرچند نور الدہر نے تیغ چلایا مگر [illegible]
لڑائی مین مصروف رہا آخر دونون لڑتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر
اکیلے رہگئے ناچار ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ مسافت ایک
باغ معلوم ہوا دیکھا ایک نازنین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہی نور الدہر کو دیکھکر
اُسنے طلب کیا پہلو مین بٹھایا کہا اے فرزند صاحبقران مناسب یہ ہی کہ میرا وصل تم
اختیار کرو بہت آرام سے رہو گے نور الدہر نے انکار کیا اور پوچھا کہ تمھارا
نام کیا ہی اُسنے کہا کہ میرا نام گلرنگ جادو ہی ملازم مہران تاجدار ہون تمھین
لوگون کی تلاش مین نکلی تھی حکم تھا کہ یاسمن رنگین پوش سعد شہریار کو اپنے
ہمراہ لیکر بھاگ گئی ہی اُسکو تلاش کرو کئی سو ساحر نکلے ہین اور چنچال جادو برائے
سفاکی شہریار گیا ہی نور الدہر نے کہا اے گلرنگ وصل تو ہم لوگون سے بہت
دشوار ہی مگر اپنے ہمراہ رکھونگا مجھکو مہران کے یہان پہونچا دو یا دریافت کرادو
کہ لوح طلسمی کہان ہی کیونکر دستیاب ہو مین چاہتا ہون کہ سعد شہریار کو تکلیف
نہ پہونچے اور مین جاکر قریشہ وغیرہ کو رہا کرون قریشہ میری پھوپھی ہین اور ملکہ
آسمان پری جدہ معظمہ ہین گلرنگ خوش ہوگئی اُسنے کہا اے شہریار مین تجھسے
رجوع کرونگی فقط کنیزون مین ہمراہ رہونگی جمال دیکھ لیا کرونگی مین ابھی جاتی ہون
اور جاکر شاہ سے پوچھونگی نور الدہر کو باغ مین چھوڑا کنیزون سے کہدیا خبردار
انکو کوئی تکلیف نہ پہونچے اور دروازہ باغ کا بند رکھنا اے شہریار بارہ دری
مین رہیے گا باغ مین نہ نکلیے گا یہ کہکے گلرنگ روانہ ہوئی نور الدہر بارہ دری
مین بیٹھے ہین کنیزین خدمت مین مصروف ہین گلرنگ تا بہ مہرانیہ پہنچی آلشہر
مین غدر ہی جا بجا یہی تذکرہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہی بی یاسمن نے یہ آگ لگائی گلرنگ
پہنچی ہوئی بخدمت مہران آئی مہران نے کہا اے گلرنگ کچھ پتہ یاسمن کا ملا
ہمراہ سعد شہریار رہی یا الگ ہوگئی گلرنگ تو گھبرائی ہوئی تھی اُسنے کہا اے بادشاہ
[illegible] بندہ اول سے یاسمن کو تلاش کرلاؤنگی مگر کیون حضور لوح طلسمی کہان ہی خوشخواب

نے کہان رکھی ہی مجھکو بھی معلوم ہو تو مین انتظام کرون مہران تاجدار یہ سنکر بہت
گھبرایا شک ہوا کہ گلرنگ کو لوح پوچھنے سے کیا کام تھا شاید سعد شہریار سے اسنے
سیل کیا یا سمن اسکے پاس آئی ہوگی گلرنگ کو جواب دیا کہ اب مین خونخوار کے
پاس جاؤنگا وہان دریافت کرکے تمسے ذکر کرونگا اب تم تلاش مین یاسمن کی جاؤ
گلرنگ تو چلی گئی مہران نے بعد جانے گلرنگ کے وزرا سے صلاح کی کہ مجھکو تو
طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلرنگ سعد شہریار سے ملگئی ایک جادوگر جائے
اور جاکر دریافت کرے کہ گلرنگ کیا کر رہی ہی آج حال لوح پوچھنے آئی تھی لوح
ایسے مقام پر ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا کئی ہزار جادوگر وہان نگہبان ہین کیا مجال
کہ پرندہ پر مار سکے اور درندوں کی تو کیا لیاقت ہی کہ اُس حوالی مین جائے ایک ساحرہ
جستجو سے جادو اُٹھ کھڑی ہوئی کہ اسکو گلرنگ کی ذلت کا خیال ہی چاہتی ہی کہ
یہ گرفتار ہو بادشاہ کی نظرون سے گرے تو مین اسکا عہدہ لون برائے تلاش
چلی ایک زاغ کی شکل بنکر باغ گلرنگ مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو
مسند پر بیٹھا ہی اور گلرنگ کہ رہی ہی کہ مہران تاجدار نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ
مین خونخوار سے پوچھکر تجھسے حال بیان کرونگا بس وہان سے اُڑی خدمت مہران
مین آئی کہا اوشہریار غضب ہوا کہ ایک اور جوان ہمشبیہ سعد شہریار باغ مین
گلرنگ کے بیٹھا تھا اور لوح کا ذکر ہو رہا تھا کہتی تھی کہ مین لوح آپ کو دلواؤنگی
مہران تاجدار خود اُٹھا کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیا طرف باغ گلرنگ کے چلا
ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یقین ہی سب مسلمان اس طلسم مین آوینگے دیکھیے دوسرا
شخص بھی آیا ہو گا مسلمانون مین بڑا ملبل ہی جہان ایک نے قصد کیا وہین پر سب
جاتے ہین کیونکہ خرابی نہ ہو ہم تن میل نہین ہی بی یاسمن یہ حرکت خراب کر چکی ہین
کہ قیدی کو نکال لے گئین ساتھ والے کہتے ہین کہ ہر ایک طلسم مین یون ہی
انقلاب ہوا کہ شاہزادیان ناکتخدا شاہزادون پر عاشق ہوئین مہران نے
کہا مین اب اسکا انتظام کرونگا جسکو پاؤنگا فوراً قتل کر ڈالونگا اول تو اُس

جوان کو دیکھون کہ وہ کون ہی اور کیونکر آیا یہان نورالدہر پاس گلرنگ کے
بیٹھے تھے کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ مہران تاجدار بالشکر گران آپہونچا ہی۔
نورالدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے گلرنگ نے اسباب سحر جھولی مین ڈالا باغ سے
نکلے دیکھا ساحرون کے پرے جمے ہوے آگے آگے سب کے مہران تاجدار تخت
پر سوار اپنے دور سے دیکھا کہ اندر سے باغ کے ایک آفتاب طالع ہوا پیچھے
پیچھے گلرنگ اسباب سحر ہاتھ مین لیتی ہوئی آتی ہی او شہریار اڑ بھڑ کر نکل چلیے
کسی صحرا مین چلکر بیٹھے مین لوح کا پتہ لگا ونگی مہران تاجدار نے جو نورالدہر
کو دیکھا ساحرون کو اشارہ کیا کہ گلرنگ اور اِس جوان کو گرفتار کرو نورالدہر
نے تیر سے دو چار کو مارا آخر مہران نے سحر کیا کہ نورالدہر گر کر بیہوش ہوے
مہران تاجدار نے گرفتار کر لیا گلرنگ بیقرار اڑنے لگی جی مین کہتی ہی ہاے
افسوس کہ یہ شہریار گرفتار ہوگیا مہران تاجدار نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر
گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نورالدہر کو آرابے پر ڈالکر لے چلا لیکن
افسوس کرتا تھا کہ گلرنگ نے مفت اپنی جان دی مین کیا جانتا تھا کہ گلرنگ
بیخطا ہی کلیجہ تو دیکھو کہ مجھسے لڑنے کو نکلے تھے اُسکا انجام پایا نورالدہر کی قید لیے
ہوے آتا ہی راہ مین جو قلعہ ملا اُسکو حکم پہونچایا کہ جلسے مین آکر جمع ہو مین اِس
جوان کو قتل کرونگا راہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کی حاکم مینوش شیرین کلام
ہی خبر آمد مہران سُنکر قلعے سے نکلی اول مہران سے ملاقات کی بعد اُسکے قریب
قیدی کے آئی جمال بیمثال نورالدہر دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوئی مگر
کچھ کہہ نہ سکی مہران سے پوچھا کہ اِس جوان کو کب قتل کیجیے گا مہران نے کہا میرا
ارادہ یہ ہی کہ تم لوگون کو خبر دے چلا اور شاہان دربند کو نامے لکھونگا کل تک
سب آجاوینگے جب مجمع عام ہولیگا تو پس فردا اِسکو قتل کرونگا مینوش خاموش
ہو رہی مہران قیدی کو لیکر نکلگیا مینوش جو قلعے مین آئی سر جھکا کر بیٹھی حیران
تھی کہ یہ کیا غضب ہوا ہاے مقام افسوس ہی کہ ایسا جوان بے مثال یون قتل ہو

ہاے افسوس صد ہزار افسوس نظم

اے اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا
ایک دم کے لیئے تکلیف اٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیے پالا دل کو
طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا

دیکھنا مصر کے بازار مین پڑجائیگی دھوم
گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سر غرو ہی ہو جو اغیار سے منظور دلا
سر کا بت کوچۂ سفاک مین جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی
یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا

نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جس دن
زلف اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین شانا ہوگا

وعدۂ وصل کیا ہی وہ نہ آئین گے مگر
کچھ نہ کچھ موت سے آنیکا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمھین روز جزا
دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

رات بھر اسی سوچ مین بیٹھی رہی ہر چند کنیزون نے پوچھا دادی مزاج کیسا ہی مینوش نے کچھ نہ بیان کیا آنکھون سے آنسو جاری ہین صبح کو تخت سے اٹھی دوسرے تخت پر سوار ہوکر فوراً طرف مہرانیہ کے چلی یہان مہران تاجدار نے اُس شب بھر مین سب کو اطلاع دی کئی لاکھ جادوگر آکر جمع ہوے مہران نامدار میدان خونی کی تیاری کراکے خود بھی میدان مین آیا حکم دیا نورالدہر کو ابھی قید خانے سے لاؤ کہ مینوش آکر پہونچی آنکھین اُبلی ہوئی چہرہ اُداس عالم یاس بادشاہ نے کہا اے مینوش مزاج کیسا ہی مینوش نے عرض کی دیکھیے پنڈا اچھیکا ہی سر مین خلل ہی جی بے کل ہی مگر حکم شہنشاہی پہونچ چکا تھا اسوجہ سے مین آئی ورنہ نہ حاضر ہوتی خیال مین آیا کہ غیر حاضری خلاف مزاج ہوگی اسوجہ سے حاضر ہوئی اگرچہ میرے آنے کا کام کیا تھا مہران نے کہا جاکر قیدی کو قید خانے سے لاؤ مینوش چند ساحرون کو ساتھ لیکر چلی مگر حیران ہی کہ ہاے کیا تدبیر کرون کیونکر اِس جوان کو نکلون جب قریب قید خانے کے پہونچی ساحرون سے کہا تم ٹھہرو مین اندر جاکر قیدی کو لاؤن سب کو باہر چھوڑ آپ اندر آئی دیکھا نورالدہر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھے ہین خبرین آرہی ہین

کہ میدان خونی کی تیاری ہو چکی مینوش اندر قید خانے کے پہونچ چکی ہی دیکھا
حضرت نور الدہر کو دیکھ رہی ہی نور الدہر نے جو سرا پا مینوش کا دیکھا ہر چند
کہ مغموم و مہموم ہو رہے تھے لیکن جمال مینوش پسند کیا مینوش نے کہا کیون
شہریار آپ کس بھروسے پر آئے تھے سحر نہین جانتے اور بلک ساحران مین
قدم رکھا یہ نہ سمجھے کہ یہ لوگ بلاے روزگار ہین گرفتار کرلین گے تو ہم کیونکر
رہین گے نور الدہر نے جواب دیا اے محبوب مطلوب ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے
ہین جسوقت مدد کریگا سب سامان مہیا ہو جائیگا ہمارے بادشاہ کے نام فتاحی
طلسم نکلی ہی ضرور طلسم فتح کرینگے پروردگار انکی مدد کریگا مینوش نے کہا اب
دوسرے کا ذکر نہ کیجیے اپنا حال فرمائیے کون سی صورت ہی کہ جان بچے اور قتل
آپ کا موقوف رہے نور الدہر نے کہا وہ رحیم و کریم ہی اے ملکۂ عالم اگر موت
میری دامنگیر ہی تو کوئی بچا نہین سکتا اور جو موت نہین ہی تو اگر تمام عالم
دشمن ہو جاے تو ایک موے جسم نہ کم کرسکے پروردگار سامان پیدا کریگا
مینوش نے کہا آپ کے کلمات دلپر تاثیر کرتے ہین ہم آپ پر مرتے ہین نہین
گوارا کہ آپ کو تکلیف پہونچے ہر چند کہ دشمنی شہنشاہ طلسم سے باعث خرابی
ہی کہان جاکر چھپونگی کیونکر جان بچاؤنگی مگر اپنی جان کا خیال نہین یہ فکر ہی کہ آپکو
بچاؤن پس اب کیا کرون بادشاہ آمادۂ قتل ہی کئی لاکھ ساحر جمع ہین بڑے
بڑے تاجدار آئے ہین کس کس سے لڑونگی اب یہ ارادہ ہی کہ آپکو نیچے ہین دبا کے
اندر ہی اندر زمین کے لیکر نکل جاؤن قلعۂ سرمستان پر پہونچکر دیکھا جائیگا یہ سنکر
نور الدہر نے سر جھکا لیا مینوش نے گاتی باندھی اور زمین پر سحر کیا ایک غار
پیدا ہوا نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا اندر ہی اندر لے چلی جو ساحر کہ باہر کھڑے
تھے جب انھون نے دیکھا کہ عرصہ ہو گیا مینوش باہر نہین نکلین کئی آوازین
دین جب آواز نہ آئی دروازہ کھولدیا دیکھا ایک غار پڑا ہوا ہی نہ قیدی ہی نہ
مینوش روتے ہوے سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا یار دیکھا ہوا

سب نے بیان کیا کہ مینوش اندر قید خانے کے گئیں قیدی کو لیکر غائب ہو گئیں ہم
لوگ ناچار پلٹ آئے یہ سُنکر مہران بہت جھلایا حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہو کہ فوج لیکر
جائے اور قلعۂ سرمستان کو ویران کرے اور مینوش کو گرفتار کرکے لائے یہ سُنکر
گیا ہور جادو کہ مدت سے مینوش پر عاشق ہو گینڈے سے کود کر سامنے مہران کے
آیا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے میں جا کر مینوش کو لاؤں خیال میں ہے کہ دباؤ ڈالونگا
شاید مجھکو قبول کرے کہ یہ وقت سختی ہے یقین ہے کہ اس حیلے سے وصل حاصل ہو مہران
نے کہا اے گیا ہور میں خبر سُن چکا ہوں کہ تم مینوش پر عاشق ہو لہذا اُسکا پاس نکرنا
گیا ہور نے کہا جو حکم شہنشاہی ہے وہی بجا لاؤنگا یہ کہکے ساٹھ ہزار ساحروں کو ساتھ
لیکر روانہ ہوا یہاں مینوش قلعے پر پہونچی نور الدہر کو ساتھ لیے ہوے لا کر تخت پہ
بٹھایا عرض کی اب کیا انتظام کروں نور الدہر نے کہا لشکر تمھارے پاس کسقدر ہے
مینوش نے کہا سب مجموع دس بارہ ہزار ساحر ہیں یہ قلعہ مختصر ہے فوج اسپر کم رہتی ہے
یقین ہے کہ مہران تاجدار سے مقابلہ پڑے کیا عجب ہے کہ یہ کنیز غالب آئے لوح کی
فکر کرتی تھی جبتک لوح طلسمی نہ ملیگی طلسم کا فتح ہونا دشوار ہے آجتک کسی سے نہیں
سُنا کہ لوح طلسمی کس مقام پر ہے کسی سے شاہ ذکر نہیں کرتا کہ لوح کہاں ہے مہران
تاجدار کی زبان سے بھی نہیں سُنا کہ لوح طلسم کسکے پاس ہے یہ کہکر افسران فوج کو
بلایا سب سے کہا میں نے اطاعت دین اسلام کی ہے جسکو اطاعت منظور ہو میرا
ساتھ دے ورنہ پاس مہران کے جائے سب نے عرض کی ہم آپ کے نمکخوار ہیں
ہمیں مہران سے کیا کام جب فوج کو اسنے آمادہ پایا تو نور الدہر کو گھوڑے پر
سوار کیا آپ تخت پہ سوار ہوئی اور بارہ ہزار فوج لیکر بیرون قلعہ نکلی لشکر کو
اُتارا آپ بارگاہ میں داخل ہوئی اور نور الدہر بیرون بارگاہ کرسی پہ بیٹھے ہیں
کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی گیا ہور جادو ساٹھ ہزار فوج کی
جمعیت سے آکر پہونچا لشکر کو مقابلے میں اُتار رات کو تنہا اُٹھا بارگاہ مینوش
میں آیا مینوش نے دیکھا کہ گیا ہور جادو پینے پینے چلا آتا ہے گیا ہور نے آکر کہا اے

ملکۂ عالم حکم مہران تاجدار ہو کہ ملکہ کو گرفتار کر لاؤ میں نے حکم لیا کہ میں جاؤں لہذا حاضر ہوں آپ کو کیا منظور ہے مہوش نے کہا میں نہ قیدی کو ونگی اور نہ خود ہی جلونگی جو تجھ سے ہو سکے تقصیر نہ کرو اور سابق کی باتوں کا خیال دفع کرو گیاہور نے کہا آپ خود آگاہ ہونگی کہ میں آپ سے محبت قلبی رکھتا ہوں مجھے کب یہ گوارا ہوگا کہ میں آپ کو گرفتار کر کے لیجاؤں یقین کیجیے کہ میرے دل پر چھریاں چل رہی ہیں میں کیا کروں بڑے افسوس کی بات ہے کہ معشوق سے مقابلہ کروں یہ سنکر مہوش نے کہا ان باتوں کو دفع کرو گیاہور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اٹھا چلتے وقت ناچار ہو کر کہا اے ملکۂ عالم میں نہیں چاہتا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہونچے مہوش نے جواب دیا کہ اگر تکلیف کا وقت آگیا تو ئے سواے خدا کے کون دفع کریگا جب وقت راحت آئیگا تو سمجھا جائیگا تم کوئی کوتاہی نکرنا گیاہور بمجبوری پلٹا اپنے لشکر میں آیا مصاحبوں نے پوچھا کہ کیوں حضور کچھ اصلاح ہوگئی گیاہور نے کہا بڑی مشکل ہے میری تو اسپر جان جاتی ہے اور وہ کہتی ہے جو چاہو سو کرو خیر میدان میں سمجھ لونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے طبل جنگی پر چوب پڑی شہزادہ نورالدہر نے ملکہ سے پوچھا کہ کیوں ملکۂ عالم میں نے سنا کہ گیاہور تمہارے پاس آیا تھا اس سے کیا ٹھہری ملکہ نے کہا اے شہریار وہ اپنی ندامت جتاتا تھا مجھے رغبت طرف اپنے وصل کے دلاتا تھا میں نے جواب صاف دیا کہ جو ہو سکے وہ تقصیر نہ کر یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ

اے بہ سرکاری رفیقت قل ہو اللہ احد　　وہ نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یار ہے و لم یولد ہمہ جا دستگیر　　لم یکن حامی ترا ہو نفس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو گیاہور نے طبل جنگی بجوا دیا سب ساحر تیاریاں کر رہے ہیں قضاے کار شبرنگ بن عمرو جب نورالدہر شکارگاہ سے طرف پردۂ قاف کے گئے تھے یہ صحرا میں پھر رہا تھا تنڈک اڑتا ہوا پہونچا جسنے جو شبرنگ کو دیکھا کمر میں پنجہ دیکر لے اڑا ایک پہاڑ پر لا کر اتارا اسب کیفیت کہی

کہ نورالدہر پردہ قات میں چین سے تکو رہے۔ سے اُٹھا لایا کہ پاس تمھارے
آقا کے پہونچاؤں شبرنگ نے تندک کو دعائیں دیں کہا مجھے خود انتظار تھا
کہ آقا کو گئے ہوئے عرصہ گذرا کیا سبب ہوا کہ آقائے نامدار نہیں آئے اب کس
مقام پر ہیں تندک نے کہا میں نے قلعہ ہیوش پر چھوڑا غرض شبرنگ نے کہا
مجھکو میرے آقا پاس پہونچاؤ تندک شبرنگ کو لیکر چلا قلعہ ہیوش پر آیا دیکھا
نورالدہر متفکر بیٹھے تھے اور فرماتے تھے کہ ای مالک عالم مقام افسوس ہے کہ ہم جس
کام کو آئے تھے اور کس کام میں پھنسے شبرنگ بھی ہمارے پاس نہ آیا کہ تندک نے
شبرنگ کو لاکر لشکر میں نورالدہر کے اُتارا نورالدہر یہی ذکر کر رہے تھے کہ
شبرنگ سامنے آیا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای یار وفادار عجب
وقت پر آئے ہو ساحر سے مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوا ابھی ہرکارون نے خبر دی ہے
ملکہ ہیوش آمادہ ہے کہ میں لڑ بھڑ کر جان دونگی گیا ہور جادو صاحبان عمران
سے برائے جنگ آیا ہے اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہے ہمنے بھی جواب میں طبل جنگی بجوا دیا
شبرنگ نے کہا ابھی جاکر اُسکو مارتا ہوں یہ کہکے [illegible] زر بفتی لکا سے باہر آیا
عیاری سے آراستہ ہوکر صحرا میں آیا سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک عیاری
ذہن میں آئی رنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک نازنین کی شکل بنا کر بال
پریشان کر لیے کپڑے پھاڑ ڈالے روتا پیٹتا ہوا لشکر گیا ہور میں آیا ایک ایک
سے پوچھتا تھا کہ مالک اس لشکر کے کہاں ہیں لوگوں نے پتہ دیا کہ بارگاہ
میں تشریف رکھتے ہیں لیکن وہ صورت زیبا بنائی ہو کہ جو دیکھتا ہے ان جمال
محو دیدار ہوتا ہے لشکر شبرنگ روتا پیٹتا ہوا دربار گاہ گیا ہور پہ آیا
گیا ہور نے خبر سنی کہ ایک نازنین فریادی آئی ہے بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ
شعلہ جوالہ غنچہ دہن تنگ نہایت حسین جمیل کھڑی ہوئی رو رہی ہے دوڑ کے
گیا ہور کا دامن تھام لیا گوری گوری انگلیاں جو دامن پر پڑیں گیا ہور
بیقرار ہو گیا کہا صاحب بیان کرو کسنے ستم کیا ہے کوئی ظالم تھا جسنے تمھارے

سماتھ یہ آفت بپا کی اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر کہا میرا حال موافق اِن اشعار کے ہو ذرا غور سے سماعت فرمایئے نظم

ظلم زنبور زیست کہ در دور فلک می بینم — فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک می بینم

حال حجاج بد و نیک بہ آخر پیداست — سنگ اسود بہ خدا سنگ محک می بینم

شورشی نیست چو در ذات نمک پروردہ — ہر نمکخوار چرا کور نمک می بینم

گشت برگشتہ و فاسد چو عقاید در دین — قلب ارباب یقین قالب شک می بینم

گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر مور — روے آوارہ و محتاج کمک می بینم

بے خرد مست مے عیش و خردمندان را — بادہ خون جگر و دل چو گزک می بینم

تختۂ باغ شد از لشکر صرصر تاراج — عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم

سبب برہمی عالم و آدم رشما — ہمہ از شعبدہ بازی فلک می بینم

ای شہریار اصل کیفیت یہ ہے کہ مین ایک زن بازاری ہون آپ کے لشکر کے رسالدار آئے مجھکو دس روپے پان کھانے کو دیے مین نے لے لیے جب میرے پاس بیٹھکر باتین کرنے لگے میرا سونے کا توڑا گلے سے اُتار لیا مین اُنکو کب پا سکتی تھی نوکرون نے چاہا روکین وہ تلوار چمکانے لگے نوکر پلٹ آئے لیکن رسالدار صاحب بھاگ گئے میرا توڑا دلوا دیجیے ورنہ آپ کے سامنے جان دونگی گیاہور نے حکم دیا کہ مین سمجھ گیا زنگیون کا جو رسالدار ہے وہی سرکشی کرتا ہے کئی نالشین اُسکی آچکین آج سزاے معقول دونگا اور عہدہ لے لونگا ایک ملازم سے اشارہ کیا کہ زنگی جو رسالدار ہے ہزار زنگی اُسکے سپرد ہین اُسکو بلا کر لاؤ مین پرسش کرونگا کہ اپنے لشکر مین ڈکیتی کرتے ہو ملازم نے جا کر رسالدار کو خبر کی کہ آپ کو افسر اعلیٰ بلاتے ہین اسلم زنگی ہاتھ باندھکر آیا دیکھا کہ گیاہور دربارگاہ پہ بیٹھا ہے اور وہ مہ جبین سامنے کرسی کے بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور کہتی ہے صاحبو مین نے کئی برس مین یہ توڑا بنوایا تھا اب مجھکو کیونکر ممکن ہوگا اپنی آبرو دیتے ہین دوسرے کی اطاعت کرتے ہین تب پیسہ ممکن ہوتا ہے لوگ

کہ رہے ہین ہان یہی سچ کہتی ہو تمھارا پیشہ بہت نازک ہو کہ اسلم زنگی سامنے گیا ہور
کے آیا گیا ہور نے کہا کیون او ظالم اب تو نے لشکر مین بھی دست درازی کرنا
شروع کی اسلم نے کہا حضور مین نے لشکر مین کسی کو نہین ستایا نازنین نے دوڑکر
دامن پکڑا کہا رسالدار صاحب وہ توڑا میرا لائیے گیا ہور بھی بد مزاج ہوا
کلمات سخت و سست کہے اسلم نے دیکھا کہ اگر انکار کیے جاتا ہون تو آبرو ریزی
ہوگی اپنے رسالے تک تو ہو پہنچون اور اپنے ساتھ والون سے ذکر کرون
کہ گیا ہور زبردستی میری آبرو لیتا ہو اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو مین اُس سے
مقابلہ کرون سراسر مجھپر تہمت ہو گیا ہور سے کہا مجھکو اتنی مہلت دیجیے کہ رسالے
مین جاؤن اور توڑا اسکا لے آؤن گیا ہور نے کہا جاؤ مگر جلد آنا اسلم زنگی
گھبرایا ہوا رسالے مین آیا سب نے پوچھا کیون حضور افسر اعلیٰ نے کیون
طلب کیا تھا اسلم نے کہا مجھپر سراسر بدعت ہو مین اُس رنڈی کو پہچانتا بھی
نہین وہ کہتی ہو میرا توڑا اُتار لیا افسر صاحب بھی بدزبانی کرتے ہین تم لوگ
جانتے ہو کہ مین شام سے کہین نہین نکلا اور گیا ہور صاحب کہتے ہین کہ اسکا
توڑا دو مین کہان سے لاکر دون سب نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین میان
گیا ہور بڑے مغرور ہو گئے ہین افسر جو ہو کر آئے ہین تو انکو بڑا گھمنڈ ہو
آپ چلیے ہم سب لوگ گواہی دینگے کہ افسر ہمارا کہین نہین گیا اور یہ طریقہ انکا
نہین کہ بازاری عورتون کے پاس جاوین ہزار جوان تیار رہو ہے یہان
گیا ہور اُس رنڈی سے لگاوٹ کی باتین کر رہا ہو وہ نازنین جواب دیتی ہو
کہ میری یہ تقدیر کہان کہ آپ مجھے قبول کرین میرا توڑا دلوا دیجیے مین آپکے
انکار نہ کرونگی گیا ہور خوش بیٹھا ہو کہ اسلم زنگی رسالے کو ساتھ لیکر آیا سب
بڑھکر گواہی دینے لگے کہ حضور نے کیا مجرم بہ نسبت ہمارے رسالدار کے
قرار دیا ہو رسالدار صاحب لشکر سے نہین گئے سامنے ہمارے اپنی بارگاہ
مین رہے کوئی کلمہ سخت انکو نہ کہیے گا اُس رنڈی کی طرف دیکھکر سوارون نے

کہاکہ حرام زادی تو نے یہ فتور برپا کیا ہی ہم تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے دو نازنین
گیا ہور سے لپٹ گئی کہا حضور مال تو گیا اب جان بھی میری جائیگی مین مال
سے باز آئی بھاگی جاتی ہون اور اِشارہ کرکے کہاکہ رات کو آپ کے پاس
آؤنگی آپ بہت خوش ہونگے یہ کنیز جہان گئی خوب مرد کو راضی کیا جب تو اِن
لوگون سے پیدا کیا مگر آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہو گیا ہور نے کہاکہ کیون
اسلم زنگی تم تو توڑا لینے گئے تھے اب رسالے کو لیکر آئے ہو آمادہ بہ فساد
ہو تم جانتے ہو کہ مین کسی سے پایہ کم کا نہین رکھتا ہون ہزار دن پر جا پڑون
ایک سحر مین لشکر کا توڑا کردونگا زمین ملا دونگا اسلم زنگی نے عرض کی آپ مالک
ہین مگر مین سراسر بیٹھا ہون رنڈی تو روتی ہوئی بھاگی یہ کہ گئی کہ مین آؤنگی
توڑا میرا منگوا دیجیے یہ کہکر شبرنگ بھاگا ہر چند گیا ہور نے روکا کہا حضور
سب سوار مجھے ڈراتے ہین بعد جانے شبرنگ کے گیا ہور سے اور اسلم
سے تکرار ہونے لگی اسلم تو کہتا ہی مین نہین جانتا اور گیا ہور کہتا ہی توڑا
لاؤ ورنہ تمکو دار پر کھینچونگا اسلم نے کہا آپ کی کیا مجال ہی کہ مجھپر بدعت کر سکین
یہ ہزار جوان اپنی جان دینگے تب مجھپر تابو پائیےگا گیا ہور جھلا کر اُٹھا کہا او
بے حیا ابھی تو مجھسے اقرار کر گیا تھا کہ توڑا لاتا ہون اسلم نے بھی قبضے پر
ہاتھ ڈالا ہزار جوانون نے نیزے اُٹھائے بلڑ ہوا کہ گیا ہور کو مار لو ہم مہران
تاجدار کو جواب دے لینگے شاہ سے عرض کرینگے کہ ایسا افسر آپ نے ہمارے
ساتھ کیا کہ بیوجہ مجرم کرتا ہی آخر کیا کرتے اپنی آبرو بچائی جان دی گیا ہور
نے جو دیکھا کہ سارا رسالہ آمادۂ فساد ہی سوچا کہ اِسوقت تکرار مناسب نہین
اور بیشک اسلم نے اُسکا توڑا لیا کہ یہ اقرار کرکے گیا تھا مین ضرور دلواؤنگا
یا اپنے پاس سے دونگا پلٹ کے دیکھا کہا وہ رنڈی کہان گئی سب نے کہا وہ
تو بھاگ گئی گیا ہور نے کہا اے اسلم اپنے مقام پر جاؤ جا کر آرام کرو ہم اِس
مقدمے کو تحقیق کرینگے اگر اُسکی خطا نکلے گی تو سزا دینگے اسلم رسالے کو لیکر پلٹا

بعد جانے اسلم کے گیا ہور نے افسران فوج کو بلایا کہا یارو جاؤ اور اسلم کو
سمجھاؤ کہ تورڑا اسکا دیدے اگر نہ مانے تو گرفتار کر لاؤ کہ سامنے سے پھر رونے کی
آواز آئی دیکھا وہی رنڈی روتی پیٹتی آتی ہو آتے ہی کہا اے عادل تجھسے فریاد کرتی
ہون کہ رسالہ جو یہان سے گیا میرا مکان لوٹ لیا مین نوجان بچا کر بھاگی ورنہ
مجھکو بھی سب قتل کرتے گیا ہور نے کہا تم بیٹھو مین نے افسرون کو بھیجا ہو کہ افسران
فوج پاس اسلم کے آئے کہا اے اسلم تورڑا دیدو اسلم نے کہا مین اس مقدمے سے
بالکل آگاہ نہین مجھپر سراسر بہتان ہو افسرون نے کہا پھر تمنے اقبال کیون کیا تھا
اسلم نے کہا جب مین نے دیکھا کہ آبروریزی ہوتی ہو تو یہ کہکر چلا آیا کہ تورڑا لاتا
ہون اب تو مرنے پر آمادہ ہو کر بیٹھا ہون افسرون نے کہا اب سرکشی نہ کرو ہمارے
ساتھ سامنے گیا ہور کے چلو اسلم نے کہا مین تو نہ جاؤنگا افسر بگڑے کہا اے
اسلم انھین باتون سے ثابت ہوتا ہو کہ بیشک تمنے تورڑا لیا اب دینے مین کیا
عذر ہو ہمارے ساتھ چلو کہ ایک ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہی رنڈی فریاد
کر رہی ہو کہ میرا مکان سوارون نے لوٹ لیا مین جان بچا کر چلی آئی اسلم نے
کہا یارو دیکھو مین سیدھا اسی مقام پر آیا اسکا گھر کسنے لوٹا نہین معلوم یہ رنڈی
کون ہو افسرون مین تکرار ہونے لگی اسلم بھی اٹھا آپس مین تلوار چلنے لگی مگر
گیا ہور کو خبر ہوئی کہ اسلم بگڑ گیا اسکا سارا رسالہ آمادہ فساد ہو چند افسر مارے گئے
گیا ہور سحر کرتا ہوا چلا اسوقت یہ سمجھا کہ چند افسرون کو سوارون نے مار لیا
اور چند بھاگے ہوئے آتے مین آکر لشکر کو تیار کیا اتنے خوب تلوار چلنے لگی ہزارہا
زنگی ساحر سحر کر رہے ہین گیا ہور نے جو آکر یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا کیون اے
اسلم تمنے لشکر مین بڑا غدر کیا سارا لشکر بگڑ گیا ہرچند گیا ہور نے منع کیا کسی نے
نہ مانا سبز رنگ بھاگا گا بخدمت مینوش آیا کہا اے ملکہ عالم مین لشکر مین تو غدر کر آیا
اب گیا ہور اکیلا ہو سارا لشکر آپس مین لڑ رہا ہو آپ بھی جلوہ کر دیجیے نور الدہر
سوار ہوئے مینوش سحر کر کے بلند ہوئی گیا ہور سحر کر رہا ہو یہی چاہتا ہو کہ اسلم کو

گرفتار کرلون لیکن گھمسان کا سحر ہو رہا ہی کہ نعرہ نور الدہر کی آواز آئی زمین
تھرائی نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نور الدہر + آسمان سے ملکہ مینوش نے آکر گولہ مارا گیا ہور نے جو لشکر دشمن
کو دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ کسکو حکم دون کہ انکو روکو مینوش کا گولہ جو آسمان
سے آکر پھٹا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جلکر رہگیا گیا ہور چاہتا ہی مین سحر کو
روکون مگر ہمراہیان اسلم چاہتے ہین کہ گیا ہور کو مارلین گیا ہور اپنے کو سحر
سے بچا رہا ہی عین گرمی جنگ ہی کہ گیا ہور نے نور الدہر کو دیکھا چاہا جھپٹ کر
گرفتار کرلون نور الدہر نے تیر مارا تین بھال کا تیر سینے پر گیا ہور کے پڑا چاہتا
تھا ہٹ جاؤن مگر مینوش نے سحر کرکے گیا ہور کو سامنے کردیا تیر آکر سینہ پر کینہ
پر پڑا تو ڑکر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من گیا ہور جادو بود اہتو
مینوش نے لشکر پر سحر کرنا شروع کیا لشکروالون نے دیکھا کہ یہ نازنین سب کو
جلادیگی لاشہ گیا ہور اٹھا لیا روتے پیٹتے طرف مہرانیہ کے بھاگے سامنے
مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور گیا ہور نے اپنی
جان دی عدالت نہ کی ظلم پر کمر باندھی جسکا یہ انجام ہوا کہ شکست فاش کھائی
مہران تاجدار نے حکم دیا کہ اور فوج جائے کئی ہزار جوان افسر انکو ساتھ
لیکر روانہ ہوے یہان نور الدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر قلعۂ مینوش مین
داخل ہوے مینوش نے کہا اب مین تلاش لوح مین نکلتی ہون جبتک لوح
نہ ملیگی مدعاے دلی حاصل نہ ہوگا اس طلسم مین سات دربند ہین جب چھ دربند
فتح ہون تب خونخوار کے مقابلے مین پہونچیے نور الدہر نے کہا بسم اللہ ملکہ
تو فکر لوح مین نکلتی ہی اور نور الدہر بن بدیع الزمان قلعۂ مینوش مین ہین اور
عیار شبرنگ حاضر خدمت ہی اس قلعے کا نام قلعۂ سرمستان ہی جو حاکم ہوتا ہی
اسکا نام شہ اب کی مناسبت پر رکھا جاتا ہی مگر ظہیر جادو کہ سب فوج پر افسر اعلی
ہو کر چلا ہی سات دن کوچ کرکے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعۂ مینوش

پہونچا تو ظہیر کو خبر ملی کہ ماہ مینوش قلعے مین نہین ہین بس یہ رات کو اُٹھا پہرہ دار پیدا کر کے قریب بارگاہ نور الدہر آیا آتے ہی سحر کیا نگہبان سو گئے شبرنگ نے کہا اے شہریار تاثیر سحر معلوم ہوتی ہے کہ ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے نور الدہر نے کہا شب کا وقت ہے اسوجہ سے ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے نیند کا غلبہ ہے شبرنگ نے کہا خدا خیر کرے مجھکو رنگ بے طور معلوم ہوتا ہے یہ کہکے شبرنگ گرا بیہوش ہو گیا نور الدہر بھی غافل ہوئے ظہیر نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو گرفتار کیا لشکر پر سحر کیا کہ سب غافل ہو گئے ظہیر نور الدہر و شبرنگ کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا مسلسل کر کے انکو ہوشیار کیا انکی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس بلا مین مبتلا پایا ظہیر نے کہا اے نور الدہر مین نے تمکو کیونکر گرفتار کیا نور الدہر نے کہا او مکار غفلت مین گرفتار کر لایا اسپر ناز کرتا ہے یہ طرف شبرنگ کے متوجہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کیا کہنا آپنے وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہو سکتا مین چاہتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرون ظہیر خوش ہو گیا شبرنگ کو قید سے رہا کیا گر شبرنگ نے چھوٹتے ہی کہا اے شہنشاہ ساحران نور الدہر کو جلد قتل کیجیے مجھکو اپنی جان کا خوف ہے اگر یہ جوان رہائی پائیگا تو مجھکو قتل کر ڈالے گا ظہیر نے کہا ہم جیسے ملازم ہین یعنی مہران تاجدار انسے حکم قتل نہین دیا ہے مہرانیہ مین چلکر قتل کرینگے یہ جوان نبیرۂ حمزہ ہے بدون حکم شاہ کیونکر اسکو قتل کرون مہران تاجدار کو اختیار ہے شبرنگ نے کہا آپ بڑی غفلت کرتے ہین ان مسلمانون کو جہان پائیے فوراً قتل کیجیے جب انکو قید کیا تو کوئی نہ کوئی معین پیدا ہوتا ہے وہ انکو رہا کر لیتا ہے ظہیر نے کہا اب رہائی انکی دشوار ہے موت انکے سر پر سوار ہے مہرانیہ مین چلکر قتل کرونگا شبرنگ خاموش ہو رہا خدمت مین مصروف ہوا جب رات کو ظہیر بارگاہ مین آکر بیٹھا جلسہ جما کہا اے افسر مین گاتا ہون ذرا سماعت فرمائیے یہ کہکے باجا ان بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

صبح محفل مین جو ذکر گیسوئے جانانہ تھا	پنجۂ خورشید تابان پیر کمان شانہ تھا
سحر شمار رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما	ہر شب دیوان خانے مین غرض دیوانہ تھا

خواب میں نیرنگی عالم نظر آئی مجھے — شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا
ایک سو سبزہ تھا اک طرف آب رواں — بتکدہ و مسجد کہیں کعبہ کہیں بتخانہ تھا
جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب — جو مہیا اُس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا
دختر رز کا کہیں جلوہ کہیں ساغر کا دور — جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا
جھلکتی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا — کیا کہوں کیا ذائقہ تھا جیسے دل دیوانہ تھا
جوشِ مستی سے گرا جسم زمین پر یکبیک — ہو گیا نشہ ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا
ہم ہو گیا یہ جیتے ہو تم بہ قول اُستاد — خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا
جان پر کھیلا نہ منت کش ہوا اغیار کا — شمع ہمت پر تمام اک عمر سے پروانہ تھا

ظہیر نے جو گانا سُنا کہا او شبرنگ تم تو اس فن میں کامل ہو شبرنگ نے کہا ابھی حضور نے کیا کمال دیکھا ہے آپ کو خوب راضی کروں گا سر سے شراب پلاتا ہوں تب آپ کو ظاہر ہوگا کہ اس کمال کو کوئی نہیں کر سکتا پاؤں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں تب آپ پر کمال ظاہر ہو ظہیر نے کہا او شبرنگ یہ تو بہت مشکل ہے شبرنگ نے کہا حضور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ابھی امتحان کیجیے کنجی میخانے کی مجھے دیجیے کنجی لی میخانے میں آکر اپنے سب شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر کئی گلابیاں محفل میں لایا ظہیر نے کہا دیکھو صاحب اس طریقے سے شراب لایا ہے کہ بے اختیار پینے کو جی چاہتا ہے کہ شراب پیجیے اب شبرنگ نے گھنگرو باندھ کر دل گت ناچی بعد اسکے جام کو سر پر رکھا شور کرین لگاتا ہوا سامنے ظہیر کے آیا ظہیر نے دونوں ہاتھ بڑھا کر جام لیا التعریفیں کرکے پی گیا شبرنگ نے دودمہ باندھا ساری محفل کو شراب پلائی اب کھڑا ہو کر ناچنے لگا تاتھیں بار دینے لگا اور یہ اشعار اونچے سروں میں گانے لگا نظم

نرگس کی بھی ہے دیدہ نظر میں نظری آنکھ — ہو صاد کے قابل تری او رشک پری آنکھ
آتی ہے نظر باغ میں جب نرگس شہلا — پھر جاتی ہے آنکھوں میں تری نازبھری آنکھ
غنچے سے جو جا نکلوں تو پڑے دین میں رخنہ — پردے سے جو دیکھوں تو کرے پردہ دری آنکھ

ناوک ہی نگہ ترک کی اور تیغ ہی ابرو — دنبالہ ہی سرمے کا جو گنگا تو چھری آنکھ
آنکھین نہ لڑایا کرو آہو سے مری جان — دیکھا ہی کہ کرتی ہی بہت بد نظری آنکھ
نظرون مین سمایا ہی مری وہ رخ روشن — کچھ طور کے شعلے سے نہ جھپکی نہ ڈری آنکھ
خوب رنگے ایا کرتا ہون دل بھر کے نظارے — کر دیتی ہی جب بند نسیم سحری آنکھ
کیا اُس بُت خوش چشم کی اُلفت مین مزے ہین — دیتی ہی مجھے جام مے بیخبری آنکھ
ہو موت کا یہ نیند سحر کو نہ سوؤ — دیتی ہی ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ
ہی جرم تو آنکھون کا گر دیکھیے رعنا — آفت مین گرفتار ہی دل اور بری آنکھ

بعد تھوڑی دیر کے محفل مین دست درازیان ہونے لگین ہلڑ جو ہوا ظہیر نے
کہا ارے یارو کیا میری محفل کو بازار بنایا ہی ہر چند چھا پینا مگر نشے مین کون سنتا ہی
ایک کمبدان نے کہا چپکے بیٹھے رہو تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی ظہیر نے کہا کیا
اُس کوے نے اُڑا سمجھا ہی کمبدان نے کہا بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون ہاتھ
بڑھا کر مونچھ ظہیر کی تھامی ایک جھٹکا مارا ظہیر نے جھلا کر کہا ارے یہ کیا تو نے
کیا کمبدان و ظہیر اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہوے شبرنگ نے سب کو بیہوش پڑا
رہنے دیا اول بشکل ظہیر باہر آیا نورالدہر کو بلا کر رہا کیا اِشارہ کر دیا کہ آپ
کہدیجیے کہ مین جمشید پرستی اختیار کرتا ہون نورالدہر نے بہ صلاح شبرنگ
کہا شبرنگ نے کہا اے شہریار مین مطلب پورا کر چکا ظہیر بیہوش پڑا ہی اب
جا کر قتل کرتا ہون نورالدہر نے کہا اے شبرنگ سوتے مین قتل نہ کرو لیکن
شبرنگ نے نہ مانا بڑھکر ہاتھ مارا کہ ظہیر کے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر
اور شبرنگ نے کل اہل دربار کو قتل کیا شبرنگ نے فورًا اپنے کو بشکل
ظہیر بنایا فوج کو بلا کر حکم دیا کہ نورالدہر سے مجھے میل ہو گیا تم بھی جل کے
اطاعت کرو بادشاہ نے بھی لکھا ہی کہ نورالدہر کی اطاعت کرو اِس فقرے
سے شبرنگ سب کو لایا سب مطیع اسلام ہوے مگر چند ساحران سیاہ دل
نکلکر بھاگے پاس مہران کے آئے سب کیفیت بیان کی کہ اے شہریار افسر کا ہمارے

پتہ نہیں کل فوج مطیع ہوگئی ہم نہیں سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہوا اے شہنشاہ ساحران یہ جوان نہایت صاحب اقبال ہے آپ تک آئے گا نہیں معلوم بی مینوش کہان گئیں اُنکے نہ ہونے سے ظہیر گرفتار کر لایا تھا نہیں معلوم کیونکر جیو نے فوج کو کیا ہوا کہ سبنے اطاعت کر لی ہم تو کچھ نہیں سمجھے مہران نے سرتاب جادو کو بلایا کہا اے سرتاب جسطرح بنے نور الدہر کو گرفتار کر لاؤ سرتاب جادو تیس ہزار فوج لیکر چلا یہان جب پلٹ کر مینوش نہ آئی نور الدہر نے فرمایا تیاری کوچ کی کرو تیس ہزار ساحر تیار ہوے کوچ کر کے چلے ایک صحرائے دلکشا مین پہنچے دیکھا تمام صحرا سرسبز و شاداب ہے سبزۂ بیدار رشک جنت ہے یا فرش کمخواب ایک جانب نہرین سلسبیل آسا پانی با آبرو فخر کوثر و تسنیم حباب شناوری کر رہے ہین جانور ان ہوا کے آکر گرتے ہین پانی پی کر اُڑ جاتے ہین ایک طرف نخل پر عندلیبان خوشنوا عشق گل مین یہ اشعار عاشقانہ بالحان پڑھ رہی ہین

نظم

پیدا ہے لچک بار جو موباف زری ہے — اس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہے
ساغر مین جھلکتی ہے شراب اسلیے ساقی — شوخی مین وہ ڈوبی ہے شرارت مین بھری ہے
چلنے مین چھلاوہ ہے تو تسخیر مین جادو — یہ مردمک چشم ہے پتلی کہ پری ہے
اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہین آتی — ثابت نہین سایہ ہے جوانی کہ پری ہے
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا — خلاق اسیواسطے شرکت سے بری ہے
دل دادہ اُن آنکھون پہ غزالان حرم ہین — رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے
ہر چند ہے وہ چشم سیہ صورت آہو — چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہے
سر جوش مین پھر خم سے نکالا ہے جو ساقی — کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہے
درماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات — بے شبہہ تعین سے تری ذات بری ہے
رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے — پردرد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہے
دل سے مرے پوچھے کوئی حال لنتظر یار — آنے مین وہ بجلی ہے تو جانے مین پری ہے
روز سیہ ہجر و شب روشن و مہلت — نیرنگی دور فلک نیلوفری ہے

کٹ جاتی ہی جو عمر رواں چشم زدن میں — معلوم ہوا یہ بھی جسے داغ سحری ہی
اُس زلف سیہ میں شب یلدا کا ہی عالم — رخسار میں اِک جلوۂ نور سحری ہی
آمادہ ہی وہ قتل پہ تولے ہوے تلوار — ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہی
کچھ آپ سے تڑپا نہیں دعنا نہ غضب — مجبور ہی بندہ ہی خطا سے بشری ہی

نورالدہر نے جو صحرا کا یہ حال دیکھا ظاہر ہوا کہ بہار خود یہان کی باغبان ہی ہردم اِسی مقام پر رہتی ہی کبھی یہان سے نہین نکلتی صحرا کو پسند کرکے فرمایا کہ آج لشکر اِسی مقام پر اُترے لشکر اُتر پڑا چونکہ سویرے سے نورالدہر اُتر پڑے تھے دن پچھلا باقی ہی کر مرکب منگوایا فرمایا بارو ہم شکار کھیل آدین سردارون نے کہا ہم بھی ساتھ چلین نورالدہر مانع ہوے شبرنگ قدمون سے لپٹ گیا عرض کی غلام ضرور ساتھ چلیگا نورالدہر نے کہا تھک جاؤگے مین ابھی پلٹ کر آتا ہون مگر شبرنگ نے نہ مانا ہمراہ ہوا نورالدہر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہا ای شبرنگ کوئی آہو ابھی تک نہین ملا شبرنگ نے کہا وہ سامنے ملاحظہ فرمایئے دھانون کے کھیت مین آہو چر رہا ہی نورالدہر نے گھوڑا بڑھایا آہو نے جو مرکب کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب بھاگا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی سامنے ایک قلعے کے پہونچا جیسے ہی برابر دیوار کے آہو آیا نورالدہر نے تیر مارا آہو گرا آپ نے قریب آکر اُسکو بہ قربانی پہونچایا آواز آئی کہ او جوان یہ کیا ستم کیا میرے فرزند کو مار ڈالا ہاے مجکو کیسا قلق دیا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو اژدر ولیدہ موچہ بدست آہنی کاندھے پر رکھے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کمر مین زنجیر بندھی ہوئی لنگر پاؤن مین پڑے ہوے چیخین مار مار کر روتا ہوا آتا ہی یہی زبان پر ہی کہ ارے میرے فرزند کو مار ا ستم دیوانہ فیل زور نورالدہر بھی پیدل ہو کر سامنے دیوانے کے آئے دیوانے نے چوبدست لگائی نورالدہر نے خالی دی چوبدست اِس زور سے زمین پر پڑی کہ پانی نکل آیا آواز دی ہاے یہ آفت سے مرغ مار اگیا غم یہان تک سر سے ہو گئی ہو گئی

نور الدہر نے پہلو پر سے نعرہ کیا کہ ارے دیکھو اُس حافظ حقیقی نے مجھے بچا لیا
حقیقت مین یہ ضرب ایسی تھی کہ اگر پہاڑ پہ پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر حافظ
حقیقی کے نزدیک بچا لینا کچھ بات نہ تھی دیوانہ چوبدست پھینک کر لڑنے لگا کشتی
ہونے لگی مگر دیوانے نے عین گرمی جنگ مین نور الدہر کا شانہ کاٹ کھایا بوٹی
کا بوٹا نوچ لے گیا نور الدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل پڑی دیوانہ
تھرا گیا ہاتھ جوڑتا تھا کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اندر سے
بارہ ہزار دیوانے غلغلہ کرتے ہوے بیرون قلعہ آئے اپنے افسر کو دیکھا کہ
لڑ رہا ہی مگر عاجز ہو رہا ہی دمبدم کہتا ہی کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس
ما یک زور آخر کر لون تو حوصلہ نکل جاے پھر مین تجھسے نہ لڑونگا نور الدہر سامنے
کھڑے ہوے فرمایا بسم اللہ زور آخر بھی کر لیجے دیوانہ ریلکر لے دوڑا پانچ
سات قدم نور الدہر کو لایا وہان پہ لا کر ٹکر مارا کہ بایان گھٹنا نور الدہر کا
آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا کہ زانو تک غرق زمین ہوگئے اوپر آکر دیوانہ
چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ چہرہ سرخ ہوگیا مگر لنگر مین شاہزادہ کو وقار
کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا اے آقاے نامدار اب آپ کے
زور کا مشتاق ہون نور الدہر تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر انگڑائی لیکر اُٹھتا ہی اور
دونون مونڈھے تھام کر سر سینہ مین اڑا یار ریلکر لے دوڑے چھ سات قدم لا کے
ٹکر مارا کہ دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بزمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر
نعرہ کرکے اٹھا لیا جیسے ہی نور الدہر نے اُسکو اُٹھایا گرد سر کے چرخ دیکر زمین
پہ مارا کود کر چھاتی پہ سوار ہوے خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانہ کانپ گیا ہاتھ
باندھنے لگا کہتا ہوا اے آقا سے سرتابی نہین اطاعت کرتا ہون وہ خدمتگذاری کرونگا
کہ بہت راضی ہوگے نور الدہر نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے اُلم اُلم کے کلمہ پڑھا
بصدق مسلمان ہوا سب دیوانون سے پکار کر کہا کہ ہان یارو اس آقا کی
اطاعت کرو تمکو یاد ہوگا کئی دن گذرے ہین کہ مین نے خواب مین بڑے آقا کو

دیکھا تھا وہ فرما گئے تھے کہ اِس شکل کے شہریار کی اطاعت کرنا سب نے کہا ہم غلامون کو بھی یاد ہو اِس شہریار کی اطاعت کرنا ہم سب کو فرض ہو ہم سب نے بھی خواب دیکھے تھے بلکہ آپ سے عرض بھی کیا تھا یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے دائرۂ اسلام مین آئے نور الدہر نے اِشارہ کیا کہ لشکر مین چلو دیوانے نے کہا اول قلعے مین تشریف لے چلیے نور الدہر ناچار و مجبور راضی ہوے ساتھ دیو انکو بلند قامت کے قلعے مین آئے قلعہ خوب آباد تھا سعایا دلشاد نہ کسی کے لب پر فریاد نہ بیداد دیوانے نے نور الدہر کو لا کر تخت پہ بٹھایا شراب و کباب حاضر کیا ناچ ہونے لگا کسبیان کوٹھری مین بند ہین کسبیون کو نکالا انھون نے رقص شروع کیا مگر دیوانہ جب سامنے آجاتا ہو تو نور الدہر کو دیکھکر گھبرا جاتا ہو اور ہاتھ جوڑنے لگتا ہو کہتا ہو اے شہریار آپ کو میرے سر کی قسم ہو آرام سے بیٹھیے اور کسبیون سے کہتا ہو کہ اچھی طرح سے گاؤ آقا کو راضی کرو جو آقا راضی ہونگے تو مین بھی خوش ہونگا شب کا وقت ہو اور وہ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بہ خوش الحانی یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

بلبلو آگئی چمن مین بہار	لائی باد صبا وطن مین بہار
پھول اُنکی ہنسی مین جھڑتے ہین	نظر آتی ہو کیا سخن مین بہار
یہ تو گلشن ہو یار رکھ چین	جا سے وہ گل تو آئے بن مین بہار
بنگیا مات غنچہ سوسن	ہو مسی کی عجب دہن مین بہار
چشم بد دور سبزہ خط سے	تازہ تر ہو چہرہ ذقن مین بہار
رخ چمکتا ہو شکل آئینہ	ہو عجب زلف پُر شکن مین بہار
شجر شمع سے گرے یہ گل	شب کو رعنا رہی لگن مین بہار

اُسوقت کا سناٹا محفل کی کیفیت کیبدان رسالدار کرسیون پہ بیٹھے ہین لیکن دیوانے کو چین نہین ہر مرتبہ اُٹھتا ہو اور کسبیون کو ڈانٹتا ہو کہ اچھی طرح گاؤ کہ ایک تخت اُڑا ہوا آسمان پہ جاتا تھا شہزنگ جادو تخت پہ سوار سیر شب

مہتاب دیکھتا ہوا جاتا تھا اِس محفل پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہو کر اُتر آیا شاہزادہ نور الدہر کو مقام صدر پر پایا اور افسر گرد بیٹھے ہین کسبی سامنے ناچ رہی ہو خوب بتا رہی ہو شبرنگ نے جو یہ ہنگامۂ محفل دیکھا نور الدہر سے کہا ای شہریار صاحب جلسہ کہان ہو نور الدہر نے کہا صاحب جلسہ کون شبرنگ جادو نے کہا مینوش شیرین کلام کو پوچھتا ہون دیوانۂ بلند قامت نے جو دیکھا تو قریب شبرنگ کے آیا کہا ای شبرنگ آقا سے کیا کلام کرتے ہو شبرنگ نے کہا مین جانتا ہون کر تمنے اطاعت کی دیوانے نے چوبدست کو جنبش دیکر مار اکر شبرنگ پر اٹھا ہو گیا نور الدہر نے کہا او دیوانے یہ تو نے کیا کیا دیوانہ غصے مین تھا ایک چوبدست نور الدہر کو بھی ماردی نور الدہر نے چوبدست تھام لی دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف کیجیے مجھے خیال یہ تھا کہ ایسا نہ ہو شبرنگ آپ کو گرفتار کر لیجاے اِسوجہ سے مین نے اُسکو مار ڈالا ساحر بڑے مکار ہوتے ہین یہ سب ملازمان مہران تاجدار آپ کی فکر مین نکلے ہین نور الدہر نے دیوانے کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ لاشہ شبرنگ کا بیرون بارگاہ پھینک دو شبرنگ کا لاشہ باہر پھینک دیا مگر ملازمان شبرنگ جو عقب نہیں آتے تھے اُنھون نے جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا اُتر پڑے لاشہ اُٹھایا اور دریافت کیا کہ اِسکو کسنے مارا معلوم ہوا کہ دیوانۂ بلند قامت کے ہاتھ سے مارا گیا لاشہ شبرنگ کا لیکر سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے حکم دیا ابتو بڑی بدعت شروع ہوئی اِس جوان نے بڑا ہنگامہ ڈالدیا ایک نامہ دیوانۂ بلند قامت کو لکھو وہ مشکین باندھکر نور الدہر کی بھیجدیگا ملازمان شبرنگ نے کہا کہ دیوانہ مسلمان ہوگیا ہو اُسی نے اپنے آقا کی محبت مین شبرنگ کو مارا اُسکو نامہ لکھنے سے کیا نفع ہوگا وہ بدل وجان اطاعت کر چکا یہ سنکر مہران تاجدار کو سناٹا آگیا کہا یارو مین خود طلسم سے نکلون ایک جوان کے واسطے تم مین کوئی ایسا نہین ہو کہ اُس جوان کو گرفتار کرکے لائے فگار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار کیا حکم ہو

غلام جائیگا غیر ساحر کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی پچاس ساحر لیکر کا مگار مکار چلا
راہ مین آکر ساحرو ںسے کہا کہ تم لوگ منزل بمنزل آؤ مین جا کر اُسکو گرفتار کیے
لاؤن اپنے لشکر مین پہونچاؤن یہکہکر پرواز پیدا کر کے چلا یہان نورالدہر اُس منزل
کو طی کر کے منزل قحطان پر آکر اُترے قحطان فیلزور کہ یہان کا حاکم ہی اُسنے جو خبر
سُنی کہ نبیرۂ حمزہ حرث طلسم کے جاتا ہی پچاس ہزار فوج لیکر مقابلے مین آیا کہلا بھیجا کہ
اے شہریار اِدھر سے پلٹ جائیے نورالدہر نے جواب دیا کہ ہم اِسی طرف سے جاینگے
ہم نہ پلٹین گے قحطان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان
ہوئین فراش ماہ تابان نے جب کہ خیمہ اپنا میدان فلک سے اُٹھایا اور کاشانۂ
مغرب مین مع فوج سیارگان گیا اور شہنشاہ آفتاب تابان قلعۂ مشرق سے نکلا فوج
ضیا و شعاع ہمراہ بصد شوکت و جاہ میدان چرخ زبرجدی مین آیا تخت نور پر بیٹھا
تمام دنیا کو منور کیا دھوپ پھیلنے لگی دونون لشکر میدان مین آئے قحطان گینڈا
بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان تم لوگ بڑے سرکش
ہو غیر ساحر ہو کر ساحرون پر جلوہ کل ساکنان طلسم تمہاری شکایت کرتے ہیں اب
ماجرولت میدان مین آئے ہین بدون فتح و ظفر نہ پلٹین گے نورالدہر نے گھوڑا
بڑھایا فیروز تاجدار سے رخصت ہوے مقابلہ قحطان مین آئے بعد کلام نیزہ بازی
ہونے لگی نورالدہر نے نیزہ قحطان کا نکالا قحطان نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مار دیا نورالدہر نے چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالدون کلائی
پہ تو ہاتھ نہ پڑا دم شمشیر پہ جا پڑا شاہزادہ زخمی ہوا قحطان نے دوسرا ہاتھ مارا
کہ سر بھی زخمی ہوا دیوانہ مع فوج کے جا پڑا قحطان کی فوج سے جنگ شروع کر دی
نورالدہر اُس زخمداری مین خوب لڑے جب غش آنے لگا تو ہاتھ گردن میں
مرکب کی ڈالدیے گھوڑے نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان اچھالتا
ہوا نورالدہر کو لے نکلا یہان قحطان بھی زخمی ہوا اُسکی فوج والے اُسکو لیگئے
دیوانہ خوب خوب لڑا ہزارون کو چپ و دست سے مارا آخر وہ لوگ طبل امان بجوا کر

پلٹ گئے مگر شبرنگ بن عمرو روتا ہوا سامنے فیروز تاجدار کے آیا بیان کیا کہ آقا کو مرکب نکال لیگیا ہر چند کہ آج دیوانہ خوب لڑا لیکن اُس صاحب اقبال کا نہ ہونا باعث خرابی ہوگا مین تلاش مین جاتا ہون یہ کہکے شبرنگ چلا مگر گھوڑا شاہزادے کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا کمیت چابک خرام نامے عیار اُسطرف سے نکلا دیکھا اُسنے ایک جوان خوبصورت سر سے خون بہ رہا ہی مرکب لیے لیے پھرتا ہی عیار نے آکر نورالدہر کو پہچانا خیال مین گذرا اِس جوان کو لے چلون شاہ طلسم خوش ہوگا شاہزادہ زخمدار غش مین تھا اُسنے چاہا کہ بیہوشی دون نورالدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک عیار مجھکو گرفتار کیا چاہتا ہی کلائی تھام کے ایک تمانچہ مار دیا کمیت لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا نورالدہر گھوڑے سے اُترے اپنے زخمون مین ٹانکے دیئے کمر سے چادر و کھولا اُسکو سر پہ باندھا پھر مرکب پر سوار ہوکر ایک جانب چلے بعد جانے نورالدہر کے ہوا جو چلی کمیت ہوشیار ہوا اور اِسنے دور سے دیکھا کہ وہی جوان مرکب پر سوار ایک جانب چلا جاتا ہی شفتل بن شفتال کوہ بازو کا یہ عیار ہی آکے اطلاع کی کہ اے شہریار نبیرہ حمزہ اس دشت مین زخمی ہوکر آیا تھا مین نے چاہا گرفتار کرون اُسنے مجھکو تمانچہ مارا مین بیہوش ہوگیا مگر کیا جلیل تھا کہ اُسنے مجھے نہ مارا اور چلا گیا اگر مناسب ہو تو چلکر گرفتار کر لیجیے کہ وہ جوان زخمدار ہی شفتل بن شفتال نے کہا میرا یہ طریقہ نہین کہ مجبور و ناچار کو گرفتار کرون اگر شاہ مجھکو نامہ لکھے گا جس مقام پر اُسکی فوج ہی جاکر گرفتار کر لاؤنگا مگر کمیت کہ اِسکو بڑا خیال ہی اور سُنا بھی ہی کہ یہ جوان لشکر اسلام کی جان ہی اس سوچ مین باہر نکلا ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا دختر شفتل مادیان مشکین پر سوار ہتھیار لگائے ہوے مادیان اُڑاتے ہوے آتی ہی کمیت دیکھکر بیقرار ہوگیا مگر مجال نہین کہ قریب جاسکے ایک مقام پہ بیٹھ گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

نہ دیا شربت وصلت بہت ترسا ہوکر	خوب بیمار کو اچھا کیا مسیحا ہوکر

کھو کے ناموس ہوا وصل صنم جاکے نصیب / پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہوکر

پھر ہی عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو / دل اب آنکھوں سے بہا جاتا ہی دریا ہوکر

عشق صادق میں نہیں نام کو کچھ ننگ کا کام / چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر

ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید ای دل / لامکان پہونچا ہی وہ گنبد مینا ہوکر

شعلۂ آہ مرا دود جگر کے ہمراہ / اب تو سینے سے نکلتا ہی غبارا ہوکر

رات کو اُس دُر دندان کا تصور جو بندھا / چرخ پر مجھکو نظر آگیا تارا ہوکر

اُسکے ہکلانے میں جو منھ سے نکلتا ہی سخن / چیرتا ہی دل عشاق کو آرا ہوکر

بعد گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال / خانۂ کعبہ میں پہونچا ہوں کلیسا ہوکر

شوخ چینچی تری اللہ ری چشم بد دور / پتلیاں بھی نظر آتی ہیں تماشا ہوکر

خیمۂ بزم سے وہ آفت جان اٹھتا ہی / فتنہ کردے نہ قیامت کہیں برپا ہوکر

وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترساؤ نہیں / دم نہ دو بہر خدا ہمکو مسیحا ہوکر

ہی تعجب کہ مرے پانوں کو لغزش ہو شہا / دستگیری نہ کرے آپ سا مولا ہوکر

ہی دل آزار تو ہیں نام کے دلدار فقط / دل حسینوں کو دیے دیتے ہو رعنا ہوکر

اشعار پڑھتے پڑھتے یہ سوچا کہ او کمبخت بڑی مشکل درپیش ہی ہرچند کہ چست وچالاک ہوں مگر جبتک مسلمان نہ ہونگا یہ دولت نہ ہاتھ آئیگی یہ سوچکر یہ جاگا خیال میں تھا کہ جاکر نورالدہر سے ملاقات کروں اور قدموں پر سر رکھوں یہ مشکل اپنی پیش کروں کہ دختر شفقتل پر عاشق ہوں مجھے دلوا دیجیے وہ شیر بیشۂ جرأت ضرور قبول کریگا یہاں نورالدہر اُسی حال میں جاتے تھے کہ تبلیغ صحرانشین قزاق لوٹ مار کیے ہوے آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار مگر زخم سے بیقرار ہی تبلیغ نے قریب آکر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی نورالدہر کی آنکھیں بند دل دردمند کچھ جواب دیا مگر غش آنے لگا نہیں معلوم کہ اُسکے موافق جواب دیا یا مخالف کلمہ نکلا جب تبلیغ نے دیکھا کہ یہ جوان بیہوش ہوا سا تھا۔ الون سے کہا کہ اِسے گھوڑے سے اُتار لو اِس جوان کو لیجاکر

قید کر دین یہ مرکب لونگا مرکب بے مثل و بے نظیر ہو اور جواہرات بھی ذات پر
بہت کچھ ہو بیشہ قزاقان سے آ کر نکلا یہ عجیب کی بات ہو ہم آٹھ پہر اسی فکر مین
رہتے ہین کہ جو کوئی نکلے اُسے لوٹ لین یہ مفت کا سودا ہو نور الدہر کو عالم غش
مین اُتار لیا مرکب بہت پسند ہو مرکب کو چمکارتا ہوا لاتا ہو قضاے کار کمیت جو
جست و خیز کرتا ہوا آتا تھا اپنے دور سے دیکھا کہ اُس جوان کو قزاقون نے
گرفتار کر لیا حیران ہو گیا کہ یہ کیا غضب ہوا کچھ سوچکر دوڑا سامنے تبلیغ کے
آیا جھک کر سلام کیا تبلیغ نے پوچھا اے عیار تو کون ہو کمیت نے کہا آپ جانتے
ہین کہ یہ کون شخص ہو طلسم نوخیز پر آجکل بلوے ہین آپ اگر اسیر غالب آ وین تو
خواہ قید کرین خواہ قتل کرین لیکن بدون غالب ہوے یہ جوان نہ مانے گا آپنے
کیون گرفتار کیا تبلیغ نے کہا مجھکو یہ گھوڑا بہت پسند ہو کمیت نے کہا یہ گھوڑا
طلسمی ہو یہ کیسی اطاعت نہ کریگا تبلیغ نے کہا بڑے شرم کی بات ہو کہ اس عالم مین
اس سے مقابلہ کرون کہ زخمدار و بیقرار ہو کمیت کو بھی ساتھ لیا کمیت نے کہا
مین سمجھا دونگا یہ کہکر قریب نور الدہر کے ہو لیا تبلیغ قلعے مین لیکر آیا کہ قلعہ بالاے
کوہ تھا نور الدہر کی زخمدوزی کی مرہم کی پٹی چڑھا دی کمیت سے کہا تم اسکے
پاس رہو جب یہ ہوشیار ہو تو سمجھانا کہ مرکب تبلیغ کو دیدو ورنہ وہ بُری طرح
پیش آئیگا کمیت نے قریب پلنگ کے بیٹھکر تلوے سہلاے نور الدہر کی جو
آنکھ کھلی عیار کو اپنے قریب پایا کمیت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا کہا اے
شہریار غلام کا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو دختر شفقل پر عاشق ہون
چاہتا ہون کہ غلام سے وعدہ کیجیے اگر شفقل مسلمان ہو تو نرگس شہلا کا عقد میرے
ساتھ کرا دیجیے گا مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون اور تبلیغ قزاق نے آپکا
مرکب پسند کیا ہو کہتا ہو بعد صحت مقابلہ کرونگا نور الدہر نے کہا تیری آرزو قبول
کی کہ تبلیغ قزاق آیا اُسنے کہا اے جوان گذر تیرا میرے بیشے مین ہوا مین نے
گھوڑا تیرا پسند کیا اپنا مرکب مجھکو دیدے تو مین تجھکو رہا کر دون نور الدہر نے

کہا یہ مرکب طلسمی ہی کسی کی اطاعت نہ کریگا اکھاڑہ اختیار کر اگر مجھپر غالب ہوگا
تو بیشک مرکب دونگا اگر شاید مین غالب ہوا تو تم اطاعت کروگے تبلیغ نے کہا مین
بجان و مال سے حاضر ہون نور الدہر نے کہا بسم اللہ اکھاڑہ اختیار کرو ہم سے تم سے
مقابلہ ہو جنگ مین حال معلوم ہو جائیگا تبلیغ نے آکر اکھاڑہ اختیار کیا اور اپنے قزاقون
سے کہا کہ آکر تماشہ دیکھو نور الدہر بھی اُسی مرکب پر سوار ہو کر آئے اور اکھاڑے
مین اُترے نعرہ کیا کہ ای تبلیغ آؤ امتحان ہو جاے تبلیغ جانگیا اور لنگوٹ باندھ کے
اکھاڑے مین آیا ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کا پیچ باندھا نور الدہر نے توڑ کیا آپس
مین توڑ جوڑ ہونے لگے دو پہر تبلیغ لڑا جب پہلوان آفتاب تابان چرخ کے
اکھاڑے نے اپنی پہلوانی کی تیزی دکھا کر نکلا جانب مغرب جا کر ڈنڈ پیلنے لگا تب
اِسنے کہا ای شہریار ایک زور آخر کرتا ہون نور الدہر نے کہا بسم اللہ ای تبلیغ تم
کوئی بات اُٹھا نہ رکھو جس پیچ پر ناز ہو وہی باندھو تبلیغ ریلکر لے دوڑا سات
آٹھ قدم پر ریلکر لایا وہان پر آکر بکہ مارا پایان گشتا نور الدہر کا آشنا بہ زمین ہوا
نور الدہر نے تڑپ کے لنگر مارا تبلیغ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا مگر لنگر
کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا نور الدہر تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے
تبلیغ کے تھام کر لے دوڑے پندرہ قدم تک ریلکر لائے وہان پر آکر بکہ مارا
لنگر اُسکا اُکھیڑ کر تبلیغ کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا تبلیغ نے آواز دی الامان فرمایا
امان بہ شرط ایمان تبلیغ نے کہا قبول ہی مگر ایک شرط رکھتا ہون اگر قبول کیجے
تو بصدق دل مسلمان ہون شفتل بن شفتال ایک پہلوان ہی اُسکی بیٹی
نرگس شہلا پر مدت سے عاشق ہون جب مقابلے کو گیا زخمی ہوا اُسپر غالب
نہ آیا پیغام جو دیا اُسنے منظور نہ کیا کہتا ہی جو مجھپر غالب ہو وہ میری بیٹی کے ساتھ
شادی کرے نور الدہر نے کہا ای تبلیغ اگر اژدر سفت سر ہوتا تو مین اُس سے
مقابلہ کرتا اور تمھاری شرط پوری کرتا مگر کمیت جا ایک خرام بھی اُسی پر عاشق
ہو ابھی شہ طاہر مسلمان ہوا ہی اور مین پہلے قول اُسی کو دے چکا ہون سوچو تو

کہ یک انارہ دو دیپارہ آخر کسکو دون اُسنے بھی اِسی شرط پر اطاعت کی اور تم بھی اُسیکے خواہان ہولیں کیونکر اِسکا انجام ہوگا تبلیغ نے کہا غلام کی تو یہ کیفیت ہو عجب حالت ہو کہ جسکو عرض نہین کر سکتا لیکن اِن اشعار سے مدعاے دلی ظاہر ہوگا نظم

خیال وخواب پہ لیل و نہار جاتے ہین — ہم اپنی زیست فقط مستعار جاتے ہین
بدن پہ زخم نہین بدھیان ہین پھولونکی — ہم اپنے دل مین اِسی کو بہار جاتے ہین
خطا سے جائین ختن کو تو تم ہو چین جبین — تمھاری زلف کو مشک تتار جاتے ہین
جو شاہباز ہوا ترک چشم تیری نظر — تو ہم بھی طائر دل کو شکار جاتے ہین
اُڑیگی خاک سر قبر میری بعد فنا — تمھاری شوخیان اوشہسوار جاتے ہین
رضا قضا پہ ہو رعنا قدر پہ ہو تسلیم — ہم اپنے واسطے معراج دار جاتے ہین

جب نور الدہر نے دیکھا کہ تبلیغ بہت بیقرار ہو سمجھے کہ یہ حقیقت مین عاشق زار ہو فرمایا کہ انشاء اللہ ضرور تمھارے ساتھ نکاح کردینگے تبلیغ کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا ہر ایک قزاق صاحب ایمان ہوا کمیت نے جو دیکھا کہ اب تبلیغ زیر ہو کر مسلمان ہوا خوش خوش قریب نور الدہر کے آیا کہا اوشہریار اب غلام کو تسکین ہوئی قحطان آپ کا انتظار کرتا ہوگا لشکر کو آپ کے پامال نکیا ہو نور الدہر فوراً سوار ہوے تبلیغ کو ساتھ لیکر چلے یہان قحطان کو جسوقت معلوم ہوا کہ افسر اعلیٰ لشکر مین نہین ہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا دیو اسنے نے نکلکر مقابلہ کیا مگر زخمی ہوا کئی سردار قحطان نے زخمی کیے اب کوئی مقابلے مین نہین آتا قحطان پکار رہا ہو کہ او فیروز تو مقابلے مین آ اس جوان کو کہان بھگا دیا فیروز دعا مین مانگ رہا ہو تاج سر سے اُتار اُپکار اُٹھا کہ او خالق بیچون اور رب کارساز نظم تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ٭ دعاے کند من کنم مستجاب ٭ چو عاجز بہ اشندہ دانم ترا ٭ درین عاجزی چون نخوانم ترا ٭ سب افسر آئین کہہ رہے ہین قحطان ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہو کہ او فیروز اب کوئی مقابلے مین نہ آئیگا مین وہین آتا ہون سب کو آکر قتل کرونگا نہین تو آکر اطاعت کرو

فیروز تاجدار دوست پاچہ سب سردار بیٹھے ہیں آمادہ مرگ و مہیا ہیں تنہا میں ہر ایک کا
قول ہے کہ اے شاہ اگر قحطان ہم پر آپڑا تو ایسے لڑینگے کہ ان کمبختون کے دانت کھٹے
کر دینگے اسیوقت صحرا سے گرد اُٹھی نوبت تند رسے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا
نور الدہر بن بدیع الزمان بہشت مرکب پر سوار تبلیغ قزاق ساتھ چلا کر ان کمبختون
ہمراہ قزاق کو دیکھکر قحطان گھبرایا سوچا کہ جب تبلیغ کو زیر کر لیا تو میری کیا حقیقت
ہے گنبد اپنا پھیرا اپنے لشکر میں آیا کہتا ہوا وہ جوان آپہونچا اب میں اس سے مقابلہ
نکرونگا کسی اور پہلوان کو بلواؤنگا وہ آکر مقابلہ کرے اسیوقت جیس امان بجا کر
اپنی بارگاہ میں آیا فیروز تاجدار نے نور الدہر کا استقبال کیا شاہزادہ لشکر میں
آیا نور الدہر آکر بیٹھے کمیت و تبلیغ خدمت میں ہیں ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ مقابلہ
قحطان سے فراغت پاوین تو شغتل پر چڑھائی ہو اور کمیت بھی سوچ رہا ہے کہ
معشوق ملیگی یہ دونون شہر ہے کہ شغتل کو جان بچانا دشوار ہوگی دونون اسی خیال میں
بیٹھے ہیں کہ تبلیغ نے عرض کی حضور قحطان تو آپ کے خوف سے بھاگا اب مقابلہ
کو نہ آئیگا طرف شغتل کے چلیے کہ ہماری بھی آرزو پوری ہو کہ یکایک ہرکارون
نے خبر دی کہ کوئی پہلوان ہے شغتل بن شغتال اسکا نام ہے بڑا بہادر ہے قحطان
نے اسکو نامہ لکھا ہے کہ بھائی میری مدد کو آؤ ہاتھ سے مسلمانون کے بچاؤ ایسا نہو
کہ مجھے مقابلہ پڑے یقین ہے کہ وہ پہلوان مدد قحطان کو آئے یہ سنکر کمیت اپنے
مقام سے اُٹھا شاہزادے کے گرد پھرنے لگا کہا اے شہریار میری آرزو پوری ہوا
کہ شغتل اسی مقام پر آتا ہے تبلیغ نے کہا اے عیار طرار تجھکو شغتل سے کیا کام ہے عیار
نے کہا اے تبلیغ میں اسی کا عیار ہوں ہوس وصل نرگس شہلا میں مسلمان ہوا اب
میں خواہش رکھتا ہون کہ وصل سے کامیاب ہونگا تبلیغ نے کہا او مکار خاموش
رہ میں مدت سے عاشق ہون میں شاہزادے سے اقرار لے چکا شاہزادے نے
مجھسے وعدہ فرمایا ہے دونون میں تکرار ہونے لگی نور الدہر مانع ہوئے مگر تبلیغ
کو اپنی جرأت پر دعویٰ ہوا اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا او عیار مکار بیٹھ ری کیا

مجال ہو کہ میری معشوق کا نام لے کمیت نے کہا اے تبلیغ مین اپنی معشوق آقا سے
لونگا نور الدہر نے دونون کو تسکین دی دونون کے کان مین یہ کہا کہ تمھارے
ساتھ عقد کر دینگے دونون خاموش ہو کر بیٹھے مگر کمیت دوسرے دن براے
بالادری نکلا تھا کہ دیکھا ایک پہلوان بارگاہ شفقتل لیے ہوے جاتا ہے یہ اپنے
جی مین کہتا ہے کہ اے کمیت امید تو پوری ہوئی لیکن شہریار ہمارا اُس سے بھی
وعدہ کر چکا ہے دیکھیے اِسکا کیا انجام ہو اِس فکر مین پلٹا اپنے مقام پر آکر سوچنے
لگا کہ جاکر شفقتل کو پکڑ لاؤن یہ تو سُن چکا ہے کہ شفقتل یہان سے دس کوس پر ہے
اگر شفقتل کو گرفتار کر لایا تو معشوق پر میرا حق ہوگا شاہزادہ اِنکار نہ کر سکیگا
ضرور میرے ساتھ عقد ہوگا یہ سوچ کے اسباب عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحرا کے
چلا آتے آتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا لشکر شفقتل اُترا ہوا ہے پہاڑ سے اُتر کر لشکر
شفقتل مین آیا دیکھتا بھالتا سامنے شفقتل کے پہونچا سلام کیا شفقتل نے پوچھا اے
کمیت کئی دن سے کہان تھے کمیت نے عرض کی غلام اِس فکر مین تھا کہ آپ جسکے
مقابلے کو جاتے ہین اُسکو گرفتار کر لاؤن مین گیا تھا مگر موقع نہ پایا اب حضور کے
ہمراہ چلونگا چلکر گرفتار کر لاؤنگا وہ جوان شیر بیشۂ جرأت ہے یکہ تاز میدان جلادت
ہے اگر سر میدان مقابلہ پڑیگا تو بمشکل زیر ہوگا تبلیغ قزاق اُسکا مطیع ہو گیا گم
ہو گیا تھا وہان جاکر تبلیغ کو زیر کیا اب اُسکا عظم و شان بڑھتا جاتا ہے مین اُسکو
گرفتار کر لاؤنگا شفقتل کا تو قدیم عیار ہے اِسنے بہلا لیا انتظام شراب کرنے لگا
شراب مین بیہوشی ملائی جب رات کو جلسہ آراستہ ہوا ایک نازنین بیٹھکر یہ اشعار
عاشقانہ بناز و ادا گانے لگی نظم

خزان چمن سے گئی فصل گل کے آئے دن	خدا نے پھر یہ چمن باغبان دکھائے دن
خزان چمن مین ہے بلبل قفس مین نالان ہے	خدا کیلیے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن
فراق یار مین دن ہو گیا ہے روز قیام	بلا سے عمر گھٹے پر خدا گھٹائے دن
دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب	فراق یار کے آتے ہین جن بلائے دن

جمال یار نہیں خواب مین بھی ہاتھ نصیب — فلک نے کیسے آہ ہمیں دکھائے دن
نہ پوچھو حال شب و روز ہجر رعنا کا — بلا کا سامنا رہتا ہے مجھکو آئے دن

کمیت نے اُسی ہنگامے مین شفقتل کو جام دیا شفقتل جام پی گیا کوئی شک اسکی
طرف سے نہ تھا سب سردار مشتاق بیٹھے تھے سب نے اشارہ کیا ایک ایک
جام اُسنے سب کو دیا تھوڑے ہی عرصے مین دست درازیان ہونے لگین کسی نے
کسی کی کلاہ اُتاری کسی نے کسی کی پگڑی اُچھالدی کوئی تلوار ٹیک کر اُٹھا کوئی
اکڑنے لگا کہا آئے کوئی مقابلہ کرے دوسرے جوان نے اُٹھکر آواز دی لو
مین آیا مجھسے مقابلہ کرو شفقتل نے جو یہ ہنگامہ بارگاہ مین دیکھا چاہا کے اُٹھا
اُٹھتے ہی پانوٗن لڑکھڑائے گرکر بیہوش ہوا کمیت نے شفقتل کا پشتارہ باندھا
اور لے بھاگا صحرا کو طے کرتا ہوا جاتا ہے قضاے کار ملکہ نرگس شہلا شکار کھیلکر
آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری اور نعرہ کیا کہ او جانے والے ٹھہر جا یہ پشتارہ رکھدے کس غریب پر
دست انداز ہوا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا کمیت نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار
مرصع پوش کمان کاندھے سے اُتار چکا ہے تیر جوڑ رہا ہے سہم گیا سمجھا کہ کوئی گوشہ
بھی نہین جو انمین چھپون گھبرا کر پشتارہ ڈالدیا جان بچا کر بھاگا جب کمیت
نکل گیا تو نرگس شہلا نے قریب آکر پشتارہ کھولا دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو
بدخو ہے آخر پہچانا کہ یہ تو میرا باپ ہے وہ عیار معلوم ہوتا ہے کہ کمیت تھا مگر مقام
تعجب ہے کہ پرانا عیار ہے اس لیجانے مین کوئی راز تھا مین نے ناحق دخل دیا مگر
گوشے سے کمیت دیکھ رہا تھا پہچان گیا کہ بیٹی نے باپ کو دیکھا اسکو بھی فقرہ
دون گوشے سے نکلکر سامنے آیا کہا حضور آپ نے کیون دخل دیا مین انکو
مطلب سے لیے جاتا تھا اپنے مقام پر پہنچاتا کہ نام ہوتا نرگس شہلا نے پوچھا
آخر کہان لیجائے گا کمیت نے کہا بارگاہ نور الدہر مین لیجاؤنگا یہ اسکو گرفتار
کرینگے لڑائی موقوف ہو جائیگی ورنہ اس شخص کا گرفتار ہونا دشوار ہے

نرگس سمجھی کہ سچ کہتا ہو کہا اچھا لیجا سامنے نرگس کے کمیت نے پشتارہ باندھا لیکر روانہ ہوگیا مگر بیقرار ہو کہ آج معشوق سے باتین کہین ہنستا ہوا آتا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی قحطان اُدھر سے آتا تھا اپنے دور سے کمیت کو دیکھا کہ پشتارہ بدوش جاتا ہو نیزہ ملا تا ہوا جھپٹا کہ او عیار مکار یہ کسکو لیے جاتا ہو کمیت نے دیکھا کہ اگر یہ دیکھ لیگا تو مار ڈالے گا پشتارہ پھینک کر بھاگا قحطان نے عیار کا پیچھا نہ کیا قریب پشتارے کے آیا پشتارہ کھولکر شفقتل کو دیکھا باغ باغ ہوگیا جی مین کہتا ہو او قحطان یہ عیار تو اسی کا ملازم تھا پھر کیا باعث ہوا کہ اپنے مالک کو لیے جاتا تھا پشتارہ اُٹھا کے اپنے مرکب پر رکھ لیا شکار کھیلتا ہوا لشکر مین آیا شفقتل کو ہوشیار کیا تمام کیفیت بیان کی کہ اے قبلہ بارگاہ کا کئی روز ہوے آیا اور مین آپ کا انتظار کر رہا تھا بارے شکار گیا تھا راہ مین دیکھا کہ عیار آپ کا کمیت چالاک خرام آپ کو لیے جاتا تھا مین نے اُس سے پشتارہ آپکا چھین لیا نہین معلوم کیا سبب تھا اور آپ کو کہان لیے جاتا تھا شفقتل نے کہا مین خود حیران ہون مگر تم اب اپنا حال کہو قحطان نے کہا اے دوست صادق و اے محب واثق اول جو نور الدہر سے مقابلہ پڑا میرے ہاتھ سے وہ جوان زخمی ہوا مگر گھوڑا اُسکو نکال لے گیا ایسا صاحب اقبال ہو کہ وہان سے جو آیا تو تبلیغ ایسا قزاق تیل چار ہزار کمترین ہمراہ تھا اور یہ بھی خبر مین نے سُنی کہ تبلیغ کو زیر کر کے لایا مین سمجھ گیا کہ اب عہدہ برآ نہ ہونگا تب مین نے آپ کو نامہ لکھا شکر ہو لات و منات کا کہ آپ میرے پاس آگئے اب طبل جنگی بجوایے مین آپ چلکر مقابلہ کرون شفقتل نے کہا اے برادر مجھکو یاد ہو مین ایک مرتبہ شکار کھیلتا ہوا گیا تھا تو تبلیغ کے قزاقون نے مجھکو لوٹ لیا چند سوار میرے ساتھ تھے مین ناچار ہو کے پلٹ آیا جس شخص نے کہ تبلیغ کو زیر کیا ہو مین اُس سے نہ لڑسکونگا تمہاری خوشی ہو کہ امتحان ہو جاے تو طبل جنگی بجواؤ مین سر میدان سمجھ لونگا مہلت بھی نہ دونگا ہرچند کہ فنون سپاہ گری مین طاق و شہرۂ آفاق ہون مگر زور سے مجبور ہون جب قزاقان تبلیغ نے گھیرا تھا ایسا عاجز ہوا کہ تلوار نہ کھینچ سکا گھوڑا ذخیرہ دیدیا اکثر فکر کی کہ تبلیغ سے مقابلہ پڑے مگر اُسکا قلعہ بالاے کوہ پہنچنے

لشکرکشی نہ کی پہلے اُسی کو ٹوکونگا قحطان نے کہا مین سر لشکر پر رہونگا آپ اُسکو باتون مین لگا رکھیےگا مین تیر مار دونگا شفقل یہ مضمون سنکر بہت خوش ہوا کہا اس مکر سے تم غالب آؤگے اول تبلیغ کو مارنا پھر نورالدہر کو للکارنا اُسکے ساتھ میں یہی سامان ہو غرض آپسمین صلاح کرکے شفقل نے طبل جنگی بجوایا مگر کمیت چابک خرام ملول و حزین سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے پوچھا اوبرادر کہان تھے کمیت نے سب حال بیان کیا کہ مین شفقل کو لاتا تھا قحطان نے پشتارہ چھین لیا نورالدہر نے کہا تمنے کیون تکلیف کی میدان مین سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی کہ شفقل بن شفتال نے طبل جنگی بجوایا ہی مگر ایک حضور کو خیال رہے کہ دونون ہیرنگاب صلاحین کیا کیے تخلیے سے ہنستے ہوے نکلے فیروز تاجدار سے نورالدہر نے حکم دیا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا مگر دیوانہ بلند قامت اکڑ رہا ہی دمبدم کہتا ہی اگر حکم ہو تو جا کر شفقل کو پکڑ لاؤن نورالدہر منع کرتے ہین کہ او بلند قامت یہ سرکشی بہتر نہین دیکھو خبردار لشکر سے نکلنے کا ارادہ نہ کرنا دیوانہ خاموش ہو رہا تبلیغ قزاق کہ پہلو مین بیٹھا ہی دمبدم عرض کر رہا ہی کہ حضور کل غلام کے واسطے روز عید ہی کل شفقل زیر ہوگا خدا وہ دن دکھائے کہ غلام کو حضور لیکر چلین اور نرگس شہلا سے عقد ہو تو آرزو پوری ہو کمیت کو بڑا تردد ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بقول شاعر فرد غم صیاد و فکر باغبان ہی + دو گلے مین ہمارا آشیان ہی + دو رفیق سرکار مین عیار دیکھیے کسپر توجہ ہو نورالدہر یہ سوچتے کہ اگر خدا فضل کرے تو ان دونون کی تصویرین سامنے اُس نازنین کے پیش کیجاوینگی جسکی تصویر پسند کرے اُسکے ساتھ عقد ہوگا چار پہر رات اسی تیاری مین گذری وہ وقت آیا کہ

نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے بھرے بھرنے	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

فوج مسلح ہوکر طرف میدان کارزار کے چلی فیروز تاجدار و تبلیغ قزاق آراستہ
ہوکر دردولت شاہزادہ نورالدہر پر آئے گیت خدمت مین حاضر ہوکر بارگاہ کا پردہ
اُٹھا سب نے دیکھا کہ نورالدہر بت بدیع الزمان سلاح سے آراستہ ایک طرف
گیت دوسری طرف شبرنگ بن عمرو مگر نورالدہر شبرنگ سے فرماتے ہین کہ ای
شبرنگ نہین معلوم مہ نوش پر کیا گذری عرصہ ہوا لیٹ کر نہین آئین لوح کی فکر مین
گئی تہین اور سُنتا ہون کہ لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا گیا اور
گرفتار ہوگیا نہین معلوم کہ پہونچین یا نہین پہونچین شبرنگ عرض کرتا ہی انشاءاللہ
وہ چینہ لوح کا لگا کر آوینگی اُنھین کی وجہ سے لوح پائینگا مرکب سامنے آیا اُسپر
سوار ہوے مگر تبلیغ خدمت مین حاضر ہی کہتا ہی آج غلام کو رخصت ملے کہ شقشق
سے مقابلہ کرون مشکین باندھکر لاؤن تب میری مشکل آسان ہو نورالدہر
فرماتے ہین میدان کارزار مین سمجھا جائیگا اگر اُسنے تمکو پکارا تو بیشک اجازت
دونگا تبلیغ کہتا ہی ایسے ایسے پہلوانون کو جھکائیان دیکر مارلونگا ابھی جرأت اِس
غلام کی حضور نے ملاحظہ نہین فرمائی سوائے حضور کے کسی نے میری پشت زمین
سے نہین لگائی مگر نورالدہر نے خیال کرکے دیکھا کہ چہرہ تبلیغ کا اُداس پریشانی
چہرے سے ظاہر ہی حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی پھر سوچے کہ اُسی کی بیٹی پر عاشق ہی اُسکی
یاد مین بیقراری کر رہا ہی اسی خیال مین میدان مین آئے کہ شقشق نے گینڈا اپنا
نکالا مگر قحطان سے کہہ آیا کہ ہوشیار رہنا قحطان ایک پہلو پر آکر کھڑا ہوا جیسے ہی
شقشق میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای تبلیغ میرے مقابلے مین آ تجھے بڑی
خفگی ہی کہ مسلمان کی اطاعت کی بادشاہ طلسم کے دشمن ہوے تبلیغ تو منتظر کھڑا تھا
گھوڑے کو پھیرا خدمت نورالدہر مین آیا عرض کی آقا ے نامدار مجھکو پکارتا ہی
نورالدہر نے کہا بسم اللہ تبلیغ سامنے فیروز تاجدار کے آیا اُس سے بھی رخصت
لی طرف میدان کے چلا تھا کہ گھوڑے کو ٹھوکر لگی خود سر سے گرا نورالدہر نے
منع بھی کیا کہ ای تبلیغ تم میدان مین نہ جاؤ شگون بد ہوا ہی مگر تبلیغ نے نہ مانا شقشق کے

مقابلے مین آیا شقتل نے کہا کیون ای تبلیغ تو نے بڑی خطا کی کہ شاہ طلسم سے پھر گیا بادشاہ
طلسم نے کیا تیرے ساتھ برائی کی تھی تبلیغ نے جواب دیا کہ مذہب اہل اسلام حق ہے تبلیغ
شقتل سے باتین کرنے لگا قحطان نے پشت پر سے تیر مارا تین پھال کا تیر پشت پر تبلیغ کی
پڑا کر سینے کو توڑ کر پار گذرا تبلیغ تڑپکر مرا شقتل نے اوپر سے ہاتھ مارا کہ سر کٹکر تبلیغ کا گرا
نورالدہر نے جو تبلیغ کو کشتہ دیکھا آگ لگ گئی نہایت غصہ آیا گھوڑا بڑھاکر چہار جانب
دیکھتے ہوے مقابل شقتل مین پہونچے فرمایا کہ او مکار یہ کیا حرکت کی کہ قحطان نے تیر
مارا اور تو نے ہاتھ تلوار کا مار دیا للکار کر قحطان نے نورالدہر پر بھی تیر مارا نورالدہر
نے جو سپر کمان کا رٹ کتے سنا گھوڑا پیچھا ہٹا لیا تیر گینڈے پر شقتل کے پڑا گینڈے نے
ڈکارا وہ پھرا نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر کٹکر شقتل کا گرا شقتل کو مار کے
قحطان پر جا پڑے کہا او مکار مکر کا انجام دیکھا اب وار کر مین تیرے سامنے آیا ہون
قحطان کانپنے لگا طرف فوج کے اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو تمام فوج ہلہ
کر کے نورالدہر پر آئی نورالدہر نے تلوار چمکائی اور نعرہ کیا نعرہ نورالدہر
نظیر حمزہ صاحبقران بخشم بہ قہر + شب ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + فیروز تاجدار
نے جو دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا فوج کو لیکر آپڑا دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار
چلنے لگی نورالدہر لڑ رہے ہین مگر ہر مرتبہ قحطان پر جاتے ہین قحطان ہٹ جاتا ہے
ایک مقام پر قحطان لڑ رہا تھا کہ نورالدہر گھوڑا بڑھاکر قریب پہونچے قحطان
نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے خالی دیکر وار کیا قحطان نے سپر پر روکا مگر تیغ
سلیمانی تڑپ کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو قحطان کی کاٹ کر جو تیغہ گرا قحطان
کے دو ٹکڑے ہوے قحطان کو مار کر فوج کو شکست دی پانون فوج کے اکھڑ گئے
فوج شکست کھا کے بھاگی نورالدہر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی
پلٹے مگر فرماتے ہوے کہ کیون ای شبرنگ مینوش کا کیونکر پتہ ملے عرصہ دراز گذرا
انکو گئے ہوے شبرنگ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام تلاش مین جاے نورالدہر
نے فرمایا کہ ای شبرنگ بے نشان کہان جاؤ گے فیروز تاجدار نے عرض کی کہ ای

شہر یار طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرۂ کمیاب مین گئین اگر حکم ہو تو اُسی طرف چلنا چاہیے شاید پتہ ملے مگر مینوش کا یہ معرکہ ہوا کہ تلاش مین لوح کی خبر پائی کہ جزیرۂ کمیاب مین لوح ہے کمیاب جادو ساحرۂ زبردست نگہبان لوح ہے فوج بھی وہان زیادہ ہے ملکہ مینوش بڑی جستجو سے اُس جزیرے مین پہونچین اہل لشکر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین حسین وجمیل پر پرواز پیدا کیے آتی ہے بارگاہ مین جا کر کمیاب جادو سے اطلاع کی کہ ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل اُڑتی ہوئی آتی ہے معلوم ہوتا ہے آپ کی ملاقات کی شایق ہے کمیاب ہنس پڑی کہا صاحبو کتاب طلسمی میرے پاس ہے جمشید اول سب حال لکھ گئے ہین صاف صاف تحریر ہے کہ فلان مہینے سے انقلاب شروع ہوگا مسلمان اِس طلسم مین بلوہ کرینگے ساحر ناچار ہو جاوینگے مین انتظام سمجھے بیٹھی ہون بی مینوش دختر مہران تاجدار آتی ہونگی مین اُنکی فکر کر چکی ہون کہ جابجا میزون پر جو طایران سیاہ رنگ بیٹھے تھے اُن سب نے منقارین اپنی کھولین چہکارنے لگے اُنکی صدا اُن سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے **نظم**

گیا دل مفت ہاتھوں سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہے … غضب کا ماجرا ہے اور قیامت کا یہ ماتم ہے
چمن کا رنگ ہے بڑھ کر جو رنگ باغ رضوان سے … بتا رے باغبان وہ آج کس گل رو کا مقدم ہے
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہے ایسا … سمندر سامنے جسکے بہ قدر اشک شبنم ہے
تمنائے در فردوس کیا ہو مجھکو اے زاہد … در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہے
تعجب کچھ نہین اسکا جو بچا تو نہین جان آئے … تری ٹھوکر نہین ہے معجز عیسیِ مریم ہے
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اے رعنا … اسے غیرون نے بھڑکایا ہے ظالم کل سے برہم ہے

کمیاب ہنسنے لگی کہا دیکھو صاحبو ظاہر ہوتا ہے کہ مینوش کسی پر عاشق ہو کر آئی ہے ظالم کو آنے تو دو یہ ذکر تھا کہ ملکہ مینوش آسمان سے اُترین جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا کمیاب اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے ملکۂ عالم آج کہان سرفراز فرمایا ہم تو آپ کے مشتاق تھے خوش نصیبی ہماری کہ آپ نے سرفراز کیا بہنے آپ کی اِس عنایت پہ ناز کیا یہ کہکر ہاتھ تھام لیا مینوش خوش ہے کہ اب اِس سے حال لوح پوچھونگی

کمیاب نے مینوش کو لاکر مسند پر بٹھایا اور مدارات کی باتین کرنے لگی کنیزون کو آواز
دی ارری گل اندام وغیرہ حاضر ہو مگر یہ خیال ہے کہ سامان سے آنا کئی سو کنیزین پشت تھر سے
آئین عمدے باتخفون مین آپس مین خوش فعلیان کرتی ہوئین سبکے آگے گل اندام
نامے نہایت شوخ وشنگ اُسکے پہلو مین زعفران اور گلرنگ حاضر حاضر کرتی ہوئین
پشت پر آکر مینوش کی کھڑی ہوئین جو سب کے آگے تھی اُسنے گلابی بغل سے نکالی
جام بلورین لبریز کیا ساتھ قاعدے کے سامنے مینوش کے آکر عرض کی نوش فرمایئے
مینوش غافل از گردش فلکی مراد نہ سمجھی جام پی گئی کنیزون نے بلند کیا کہ بی کمیاب
مبارک ہو جام پی کر مینوش نے کہا ای کمیاب تجھنے خبر سُنی کہ طلسم کشا طلسم مین آگیا
ایک شاہزادہ موسوم بہ نور الدہر طرف مہرانیہ کے جاتا ہی مین نے دل مین خیال کیا
کہ جا کے کمیاب کو ہوشیار کر دون یہ بتاؤ کہ لوح کہان ہی لوح پر خوب حفاظت کرو
نگہبان مقرر کر دو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح حاصل ہو جائے تو باعث خرابی ہی
کمیاب نے کہا ای مینوش اگر طلسم کشا کے ہزارون مددگار ہون اور سالہا سال
پھرین تو لوح کا پتہ نہ پائین مین آٹھ پہر کتاب سامری دیکھا کرتی ہون ساری کتاب
کی حافظ ہون بی مینوش صاف صاف بتاؤ کہ کس پر عاشق ہوئین کسکی محبت
مین جان سے بیزار ہو جزیرۂ کمیاب مین بے خوف چلے آنا یہ تمہارا ہی کام تھا
تمکو کچھ خوف نہ آیا تمام طلسم مین مشہور ہی کہ کمیاب جادو کے پاس لوح ہی مین نے
آجتک لوح نہ دیکھی اور نہ جانتی ہون کہ کہان ہی اپنے جزیرے کی حفاظت کرتی ہون
آپ کی تشریف آوری سے قبل مجھکو معلوم ہو گیا کہ آپ فکر لوح مین آئی ہین
یہ طائر جو منبرون پر بیٹھے ہین جمشید اول نے اسپر بڑی مشقت کی ہی یہی سب
راز بتاتے ہین ہان ای طائران جمشیدی جلد اپنی ذہانت ظاہر کرو طائرون
نے دوبارہ پر کھولے اور یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

جاکے قاصد نے جو کی بات سے تقریر غلط	ہو گئی وصل کی تدبیر سے تقدیر غلط
خود غلط ہی جو کہے ہوتی ہی تقدیر غلط	کہین قسمت کی بھی ہو سکتی ہی تحریر غلط

زلزلۂ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے — اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط
روبرو اُسکے مہ مصر کا کب رتبہ ہی — سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط
لب معشوق نہ ہو تیر نظر کیون اُنکا — قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط
رہبری خاک مریدون کی ہو ممکن اُس سے — کجروی سے جو رہِ راست کرے پیر غلط
ماہ و انجم کے عوض مصر کا زندان دیکھا — خواب یوسف کی مگر ہو گئی تعبیر غلط
دخل اغیار کا ممکن نہین اُنکے گھر مین — ہون رقیبو نے کہین وہ شکر و شیر غلط
حاشیۂ مصحف رخ سے قلم انداز کرو — دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط
رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا — پھر ہو کس راہ سے راہ رو شبگیر غلط
جذب اُلفت کا تماشہ اُسے دکھلا دیتا — کر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط
چھوڑ کر مسجد کے کوچے کو پھرا آوارہ — ہوئی مجنون سے رہِ خانۂ زنجیر غلط
پیر میخانہ سے رندون کو ہی بیعت زاہد — افترا ہی جو اُنھین کہتے ہین بے پیر غلط
تہر مین بات بس ایسے زنگیرین نے کی — وصیان ہین یار کے کی ہین نے جو تقریر غلط
سحر ہی یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہی — یار کے سامنے تاثیر مزامیر غلط
محفل یار مین موقع نہ رہا اب رعنا — آپ کو ہی ہوس عزت و توقیر غلط

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے کنیزون نے اشارہ کیا کہ ملکۂ عالم آگئیے اب قید خانے مین چلیے آواز طائرون کی سُنکے مینوش ایسی مبہوت ہو گئی تھی کہ کچھ جواب نہ دیا جام پی چکی طائرون کی آواز تھمی کنیزون کے ساتھ ہولی کنیزین مینوش کو کمرے مین لائین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین زبان مین جب سوزن دی تب مینوش نے کہا صاحبو مین نے کیا خطا کی جو مجھکو قید کر لیا مین تو برائے حفاظت آئی تھی کنیزون نے کہا ای مینوش اب تک غافل تھین اب ہوشیار ہوئین اب تمھارا جینا دشوار ہی اُسی کمرے مین مینوش کو قید کیا کمیاب سے آکر کہا حضور مینوش قید ہو گئین کمیاب نے کہا ای گل اندام تو اُنکو خدمت مین مہران تاجدار کی لیجا میری طرف سے آداب اور تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ گنہگار حاضر ہی فکر لوح مین جزیرۂ کمیاب

ہین گئی تھین وہان جا کر قید ہوئین اُنکی خدمت مین بھیجا ہی اب سزا و جزا کا آپ کو اختیار ہی مین تو اسکا سر کاٹ کر روانہ کرتی کہ اسنے حسطائے ناش کی بادشاہ طلسم کی دشمن ہوئی لیکن یہ خیال آیا کہ حضور کی خراج گزار ہی اسوجہ سے مین نے نہین قتل کیا لہذا آپ ہی قتل کرین خواہ بخشین مگر آگاہ کرتی ہون کہ اسی کی ذات سے فتنہ برپا ہوگا یہ طلسم کشا کو لائیگی اور آفت برپا کریگی گل اندام کو بخوبی سمجھا کر حکم دیا کہ قید کو لے جاؤ اور یہ کہنا کہ اب زمانہ انقلاب کا ہی جمشید اول لکھ گئے ہین جا بجا یہی کتاب مین لکھا ہی کہ اب طلسم نہ بچیگا عملداری مسلمانون کی ہوجائیگی مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا اور درندہ کی کیا لیاقت ہی کہ میرے جزیرے مین آئے جو آئیگا گرفتار ہوجائیگا گل اندام قید کو لیکے مینوش کی روانہ ہوئی جاتی ہی کئی سو کوس جانا ہی جا بجا ٹھہرتی جاتی ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا کہ پہاڑ سے دھوان نکل رہا ہی شعلہ ہائے آتش پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہین اُسی آگ مین طائر بھی اُڑ رہے ہین مگر پر نہین جلتے منقارین کھولے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُنکے زمزمے سے یہ آواز آتی ہی

نظم

نزاکت پر وہ میرے قتل کا بیڑا اُٹھاتے ہین تعجب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین
مکر جاتے ہین اور اسپر بھی وہ منھ ہم پہ آتے ہین سوال بوسہ پر ہر بار اُنکے منھ کی کھاتے ہین
جو عالی ظرف دریا دل ہین بہجاتے ہین قصے کو در آتے ہین اُنھین کو زد نہین اور دریا تھاتے ہین
حباب آسا ہی ثابت بے ثباتی بحر عالم کی یہ غافل بے محل آب روان پر گھر بناتے ہین
کیا ہی ذبح مرغ نامہ بر کو اُسنے کتے ہین رقیبون سے خدا سمجھے جو بے پر کی اُڑاتے ہین
ہوئی عشق پرور دسرا اعجاز کیا معنی بھلا ہو حضرت عیسی کہین ہم دم مین آتے ہین
لبھانے کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کرتے ہین بہ گیسو بل کی لیتے ہین جبین جب سر جھکاتے ہین
کسی کے طائر دل کو مقرر وہ پھنسائین گے جو دام زلف مشکین تل کے دانے بچھاتے ہین
نکھوے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پر مگر ان قافلے امروان کے دنیا سے جاتے ہین
مسی ہو لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ خدارا کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا مہر استقبال جلد اے جان بہار آ | عیادت کو مری جان جہان تشریف لاتے ہین
زر گل کی ہے بازار جہان مین گرم بازاری | جوانان چمن اب خوب گل چھرے اڑاتے ہین
گلستان آج کشت زعفران سے کم نہین گلچین | جو گل کھل کھل کے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتے ہین
نظر پھر جاتی ہے جس وقت اُس خوش چشم کی رعنا | تو پھر مجھسے مرے چشم ہی آنکھین چراتے ہین

گل اندام نے جو آسمان سے کوہ کا یہ حال دیکھا مشتاق ہوئی کہ اس پہاڑ کی سیر کرون پہلو سے کوہ مین دیکھا کہ ایک گنبد ہے کہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے میز جابجا لگے ہین آبخورے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کھانا سب طرح کا چنا ہوا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی بادشاہ جلیل کے کھانے کا وقت ہے جب تو یہ دسترخوان چنا گیا ہے گل اندام سوچی کہ اس گنبد مین چلکر تھوڑی دم بھر آرام لون دیکھون یہ کسکا مقام ہے یہ سوچکر آسمان سے اُتری اُس گنبد مین آئی ایک کرسی پہ آکر بیٹھی کہ ایکا ایکی ایک طرف سے گرد اڑتی دیکھا جمشید ثانی عقاب پہ سوار فوج بے شمار پشت پر اسی جانب آتا ہے جب قریب گنبد کے پہونچا پکار کر آواز دی اے کوہان سنگ بار ہم آتے ہین کھانا تیار ہے گل اندام یہ آواز سنکر گھبرا گئی مگر کرسی پر بیٹھی رہی مینوش کو سامنے بٹھالیا ہے زبان مین اسکی سوزن لباس آہنی پہنے ہوئے سرنگون بیٹھی ہے کہ پہلو سے گنبد کے ایک ساحر آیا نعرہ کرتا ہوا کہ منم کوہان سنگ بار گنبد مین جو آیا گل اندام کو دیکھا پوچھا نیک بخت تو کون ہے یہ مقام درود خداوند ہے میرا نام لیکر پکار رہے ہین مینوش پر جو نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا پوچھا او نازنین بتلا کہ تو کون ہے اور یہ کون ہے اس قیدی کو کہان لیے جاتی ہے اُسنے کیا خطا کی گل اندام چاہتی ہے جواب دے کہ جمشید ثانی اندر آیا مینوش کو دیکھکر عاشق ہوا کہا کیون اے کوہان آج یہ غیر شخص کا یہان آنا کیسا میری تو عجب کیفیت ہے

نظم

برنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ | نہ نکلی نکہت گل کی روش سے دل کی امنگ
ہے آخرت کا سفر سر پہ اور ہوا سپید و رنگ | نفس ہے بانگ جرس کر چکا ہے اب آہنگ
حیا کا پاس ہے جبتک تو عشق ہے بس خام | مقام عشق مین رہتا نہین ہے نام کو ننگ

نگاہ و ابروے قاتل نے اک اشارے مین
اڑا دیے تن و جان و جگر کے مین چورنگ

تپاک آپ کا مجھسے فقط لعنا نہ ہو
کہ پیٹ غیر کو آئے مجھے خط چیر تنگ

پڑا ہی طالع منحوس مین مرے مریخ
مین اس سے صلح کا خواہان وہ مجھسے بر جنگ

قضا کی طرح سے کیا جلد آتی ہی شب ہجر
شب وصال مین اللہ اکبر ایسی درنگ

پتہ یہ ہو مرے جان جہان کا ای قاصد
کشادہ سینہ ہی پتلی کمر دہن ہی تنگ

وہ سنگ دل نہ ہو عاشق مزاج کیا معنی
نہان سی رہتی ہی آتش درون سینۂ سنگ

نہ چھوٹا زلف چلیپا سے یہ دل وحشی
ہوئی محبت گیسوے یار قید فرنگ

بڑھے گا رشتۂ الفت کھنچین گے رشک سے غیر
نظام روز لڑاتا ہو اس پری سے پتنگ

کوہان نے عرض کی قدرت کیوان بیقرار ہوتے ہین یہ قیدی عاجز اور درماندہ ہی اسکو قید سے رہا کیجیے یہ جان و دل سے قدرت کو قبول کریگی جمشید نے کہا او نازنین تو کون ہو اسکو کہان لیے جاتی ہی گل اندام نے گھبرا کر کہا یا خداوند یہ گنہگار ہی ملکہ کمیاب نے اسکو گرفتار کر کے بخدمت مہران تاجدار روانہ کیا ہی مین تھک کر یہان ٹھہر گئی جمشید نے کہا جادو رہو یہ کیا خطا کریگی کمیاب جادو کی شامتین آئی ہین اے کوہان اسکے سر پر رنگا مینر طائر کو بٹھا دو کہ یہ جزیرۂ کمیاب مین جائے جا کر کمیاب جادو کو سزا دے کہ وہ بھی یاد کرے کہ مین نے بیخطا کسیکو گرفتار کیا تھا اسکی یہ سزا ہوئی کوہان سنگ بار ایک طائر بنانے لگا گل اندام نے رو کر کہا کہ یا خداوند مین بیخطا ہون جو کچھ کیا کمیاب جادو نے کیا سامری نامے مین انقلاب لکھا ہی جمشید ثانی نے کہا اس کتاب کا کیا اعتبار وہ بے حیا لنگے مین پھیار رہتا اور جو چاہا لکھ گیا اب اس کتاب کو منسوخ کرونگا کوہان سنگ بار نے طائر رنگا مینر تیار کیا سر پر گل اندام کے بٹھایا جیسے ہی طائر رنگا مینر سر پر آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا کہ برابر اس زمزمہ سرائی سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے تھے نظم

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا
آب حیوان مجھے آب دم خنجر ہوتا

لاکھ مہران سے حق مین مرے بہتر ہوتا
کوے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا

عالم اگر نہ اسیر زلف معنبر ہوتا — سپہر نہ خالی کبھی سوز سے کوئی سر ہوتا
کوئی عاشق کبھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا — تجھسا بے رحم زمانے میں جو دلبر ہوتا
وہم گریہ ترے دانتوں کا جو کرتا میں خیال — اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا
اے بت پردہ نشیں شہرۂ آفاق ہے تو — کیوں ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا
ہجر محبوب میں کیا کیا نہ اذیت کھینچی — موت آجاتی تو اِس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اُسکا نہ جمال — شش جہت میں نہ کبھی آکے میں ششدر ہوتا
کوچہ اُس شوخ کا ہر چند ہے کالے کوسوں — نامہ بر اُڑکے پہونچتا جو کبوتر ہوتا
مر گیا ہوں شکم صاف پہ زیبا تھی یہ بات — سنگ مرمر جو مری قبر کا پتھر ہوتا
مثل گل پھولی نہ جامے میں سماتی بلبل — صحن گلشن میں جو پھولوں کا بستر ہوتا
تو گرفتار غم ہجر نے دی جان آخر — کیوں یہ مرتا جو غم و درد کا خوگر ہوتا
کوہکن کوہکنی جا کے نہ کرتا ہرگز — حق میں اُسکے دل شیریں جو نہ پتھر ہوتا
موتیوں کا ہے جبیں پر تری جھبکا اسطرح — جسطرح ماہ ہے پروین کے برابر ہوتا
کچھ بسر اور بھی ارمانوں میں کرتے نظام — عمر بھر بھی نہ اگر وصل میسر ہوتا

اُس طائر نے جو یہ اشعار پڑھے گل اندام کرسی سے اُٹھی اور وجد کرتی ہوئی چلی باہر آکے پر پرواز پیدا کیے طرف جزیرۂ کمیاب کے چلی یہاں کمیاب جادو قصر میں بیٹھی ہو کتاب دیکھ رہی ہو بیٹھے بیٹھے اُٹھی کنیزوں سے کہا لو صاحبو غضب ہوا جمشید ثانی مہوش پر عاشق ہو گیا گل اندام مبہوت آئی ہو مہوش کو اُسنے روک لیا ضرور انقلاب ہوگا عقلوں پر پتھر پڑے ہیں خداوند ہو کر ایسے مغرور ہیں اُنکی فراست سے یہ دور ہو کہ ایسی گنہگار کو روک لیا کچھ خیال نہ آیا ہر چند کہ گل اندام میرا کیا کر سکیگی مگر گل اندام کی قضا آئی ہو اِسی آتش جمشیدی میں جلادونگی خاک میں ملادونگی دیکھوں وہ طائر میرا کیا کرتا ہو ہر چند کہ وہ سحر قدرت کا ہو مگر میں خانۂ آتش میں رہتی ہوں یہ کہکے باہر نکلی آگ میں آکر کھڑی ہوئی سب کنیزیں دیکھ رہی ہیں کہ دیکھا گل اندام نیمچہ کھینچے ہوئے آئی ہو جیسے ہی کمیاب

اور دیکھو وہیں سے نکلا اور کہا او نالایق تو نے غضب کیا میں تجھکو قتل کرونگی اب میرے
ہاتھ سے جیتا بچیگی کہا اس نے جواب دیا اگر تیرے قتل کو دیکھیو نہ کیسا حسرت گل اندام
تیری صورت سے ہوئی تھی کیا اب تو دیکھا تری اور حرکت تیری کہ کیا اب کو اٹھا لات
ماری جیسے ہی آگ بن گئی مشکل سے پرشتاب جٹنے لگی کیا اب اس نے [illegible] کو آگ لگا
[illegible] جلد کیا اب قتل کی میں
[illegible] سمجھے ہیں [illegible]
[illegible] جمشید [illegible] بعد جانے گل اندام کے ترتیب
بیہوش [illegible] زبان سے نکال تجھکو [illegible] بیزبان [illegible] کہیں کہا او جان جہان
[illegible] دل مشتاق [illegible] میں نے تجھکو ترے [illegible] کیا اب معشوقہ قدرت ہی سب
تجھکو [illegible] بیہوش نے جواب دیا کہ او خر بیدم کیا بکتا ہی جو تجھسے ہونیکے نہیں
ذکر میں جسکی عاشق ہوں وہ تیرا قاتل ہی یہ سنکر جمشید بہت جھلایا کہا او کوہان
اسکو لیجا کر چلہ میں آسمان پری و قرایشہ کے قید کر دو وہ چار دن تکلیف اٹھالے تو
پھر دو پہر آنے کو بان سنے بیہوش کی پھر زبان میں سوزن دی کھینچتا ہوا لیچلا
ایک قصر میں لایا کہ آسمان پری و قرایشہ وہاں قید تھیں اسی مکان میں اسکو بھی بند
کیا آسمان پری نے اس نازنین کو دیکھا کہ مسلسل و مطوق آکر بیٹھی آنکھوں میں
آنسو بھرے ہوے خیال میں نور الدہر کے ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہی ہونٹوں پر
جان زار ہی فرقت سے دل بیقرار ہی کبھی طرف آسمان کے دیکھتی ہی جس سے یہ
اشارہ ہی کہ او فلک کج رفتار و او گردون غدار کس بلا میں پھنسایا کیا تنگ دکھایا
کہ مجھکو اس شہریار سے جدا کر دیا کہ جسکی فرقت میں میرا زندہ رہنا محال ہی دو درگ
ـاہ باری میں عرض کرتی ہی کہ اے کریم و رحیم جلد اپنا فضل شریک کر کہ میں اس
شہریار سے ملوں ملکہ آسمان پری نے جو بیہوش کو اس حال زار میں دیکھا پوچھا
کیوں بی بی تم کون ہو اور ہم گنہگاروں کے پاس آکر کیوں قید ہوئیں بیہوش
کی زبان میں سوزن ہی بول نہیں سکتی اشارے سے کہا میں عاشق جمال نورالدہر

ہوں فکر لوح میں آئی تھی گرفتار ہوگئی تم لوگوں کے پاس مجکو قید کیا یقین ہو کہ
مجکو قتل کرے مگر میری لاکھ جان اُس شہریار کے نام پر نثار ہو، گر اسی جستجو میں جان
جائے تو مجکو گوارا ہو یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ آسمان پری نے خوش ہوکر کہا کہ ہمارے
فرزند طلسم کے ٹکڑے اُڑا دینگے کیوں مینوش کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتاحِ طلسم کی
کسکے نام نکلی مینوش نے سر پر تاج کا اشارہ بتایا کہ بادشاہ لشکر اسلام برائے فتاحی
طلسم آئے ہین، یک طرف نورالدہر ہین اور دوسری جانب بادشاہ جمجاہ ہین کئی
ملک تسخیر کرچکے ہین آسمان پری و قریشہ نے مینوش کی بڑی خاطر کی اور دعائین
مانگنے لگین کہ پروردگار تمکو قید سے چھڑائے کہ نورالدہر کی مدد کرو تم کیا سمجھ کے
کمیاب جادو کے پاس آئی تھین مینوش نے کہا مین نے سُنا تھا کہ لوح طلسمی
کمیاب کے قبضے مین ہو اور کمیاب کہتی ہو کہ مین نے آجتک لوح کی صورت
نہین دیکھی قریشہ نے کہا پروردگار پتہ لگا دیگا اگر سعد شہریار فتاح ہین تو لوح
انھین کو ملیگی آسمان پری نے ہنسکر کہا اپنے فرزندون کا حال سُنکر ہمارا رعب
بیوفا بھی آئیگا وہ جسطرف سے گذریگا ملک کے ملک ویران کر دیگا جب تک ہماری
تقدیر مین تکلیف ہو تب تک قید رہینگے پھر اس طلسم کا خراج بھی ادا کریگا اس کی
حکومت بھی ہمارے متعلق ہوگی جب بدیع الزمان زیر ہوے ہین تو صاحبقران
زمان نے طلسم حیران سلیمانی کو فتح کیا تھا وہان کا باج و خراج بھی آتا ہو جو طلسم
مین ملازم ہین انکی تنخواہ پہونچتی ہو ہر سال وظایف گذرتا ہو مینوش کے قیدخانے
مین آنے سے آسمان پری و قریشہ کو بڑی فرحت ہوئی باتین ہو رہی ہین اور فرماتی
ہین کہ خدا آبرو اس دشمن خدا کے ہاتھ سے بچائے روز شب کو محفل مین بلواتا ہو
اور سوال وصل کرتا ہو آسمان پری فرماتی ہین کہ مین نے اکثر کلمات سخت کہے
مگر وہ بیحیا ایسا بے غیرت ہو کہ دعوی خدائی کرتا ہو اور یکتائی پر مرتا ہو کلمات سخت
سُنکے سر جھکا لیتا ہو اور کہتا ہو انکو قیدخانے مین لیجاؤ پریزادون سے کہتا ہو انکو
سمجھاؤ۔ آج بھی انھین باتون مین شام ہوئی چادر ظلمت نے پردہ پوشی کی مجنون

روز دشت نجد مغرب مین جاکر چھپا لیلی لیل نے زلف عنبر فام کھولی کہ دیو نہنکال کھانا
لیکر آیا آسمان پری و قریش کے سامنے رکھا چالیسون سردارون کو دیا پوچھتا پھرتا ہی
کہ آج کا قیدی کہان ہی آسمان پری نے تبلایا کہ وہ سامنے بیٹھی ہین نہنکال سامنے
مینوش کے آیا نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ چہرہ مثل آفتاب روشن غنچہ دہن رشک چین
نازنین خورمثال پری تمثال چشم جادو فخر غزال رشک نرگس شہلا ہو دیکھکر بیقرار ہوگیا
اُسی مقام پر بیٹھا اور نام پوچھنے لگا سبب پوچھتا ہی کہ قید خانے مین قید ہونے کا
کیا سبب ہوا مینوش نے جواب دیا کہ یہی جمال ہمارا دشمن ہی خداوند تمھارے
دیو آبرو ریزی ہین نہنکال نے چپکے سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر مجھکو غلامی مین قبول
کرو تو مین تمکو نکال لے چلون میرا حال بہت ابتر ہی جسوقت سے تمکو دیکھا ہی دل قابو
مین نہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ کانٹا کھٹک رہا ہی قلب مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی
کیونکر دل کو تسکین دون اس کمبخت کو کیا کہکر سمجھاؤن یہ نہ سمجھا تھا کہ عاشق زار
ہوکر یہ صدمات اٹھانا پڑتے ہین دل و چشم آپس مین لڑنے مین آنکھین کہتی ہین
او دل خانہ خراب تو نے ہمین دین و دنیا سے کھویا دل مضمحل جواب دیتا ہی کہ گناہ تو
تمھارا ہی پہلے تمنے دیکھا پھر مین مائل ہوا انجام نہ سمجھا اب سر تہیغ ستار ہی زندگی بیکار ہی
اسوقت مین غلام کو خدمت مین قبول کیجیے تو آرام آئیگا ورنہ یقین ہی کہ پہلو
توڑکر دل نکلجائے گا مینوش نے اِشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لے تو مین
جواب دون نہنکال نے بے سمجھے ہوئے زبان سے سوزن نکال لی سوزن کا
نکلنا تھا کہ مینوش نے سحر کیا کہ قید سب ٹوٹ کر گری اور آواز دی کہ لو ملکۂ عالم
ہم تو جاتے ہین نہنکال نے کہا مین فراق مین مرونگا دورا چاہا کہ ہاتھ پکڑون
ملکہ نے چٹکی خاک کی اُسپر ڈالدی کہ وہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا نہنکال کو جلاکر
مینوش نے کہا کہیے تو آپ سب صاحبون کو رہا کرون نکل چلیے آسمان پری
نے کہا بسم اللہ مینوش نے سب کی قید دور کی چالیسون افسرون کو رہا کیا
اور سب کو ساتھ لیکر نکلی مگر جمشید ثانی سوتے سوتے اٹھا گھبرا کر کہا کہ یارو ذرا

قید خانے کی خبر لو دیکھو نہنکال نے کیا کیا مجھکو طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ مفت مین
نہنکال مارا گیا چند ساحر گئے دیکھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہوا ہی اور قید خانے
مین سناٹا پڑا ہی روتے پیٹتے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خداوند قید خانہ تو خالی
پڑا ہی اور نہنکال جلا ہوا پڑا ہی فقط ہڈیان باقی ہین گوشت و پوست جل گیا ہی
جمشید اُٹھا باہر نکلکر دیکھا کہ مینوش تو سحر کر کے نکلگئی مگر آسمان پری و قزلیشہ نے اپنے
چالیسون سردارون کے جاتی ہین وہین سے سحر کیا کہ سب کے پانوٴن زمین نے
تھام لیے جمشید نے آکر سب کو پھر گرفتار کیا اُسی قید خانے مین لاکر قید کر دیا کئی
سو ساحر نگہبان مقرر کیے اور حکم دیا کہ جو کوئی کھانا اور پانی دینے جائے قیدیونسے
بات نہ کرے ورنہ اُسے قتل کر دونگا نہنکال کی ذات سے یہ معرکہ ہوا ورنہ مینوش
کی کیا مجال تھی کہ میری قید سے نکلجاتی جمشید نے اِس تردد مین خونخوار تنگ پیشانی
کو نامہ لکھا کہ اے بندہٴ خاص الخاص ساحرون کو تلاش مین مینوش کی روانہ کرو
جو مینوش کو گرفتار کر کے لائیگا دولت دنیا سے نہال کر دونگا جو مانگے گا وہی
پائیگا خونخوار کو جو نامہ پہونچا بہت پریشان ہوا مصاحبون سے کہنے لگا کیون
صاحبو یہ مینوش وہان کیونکر پہونچی قدرت نے کیونکر جانا مصاحب خاموش
ہو رہے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ قدرت نے بھی سنا ہوگا یہان تو یہ ذکر ہی مگر
خونخوار نے کئی سو ساحرون کو برائے تلاش مینوش روانہ کیا کہ جہان پاؤ گرفتار
کر لاؤ مگر وہ ساحر کہ زبردست ہو ایسا نہ ہو کہ اسیر غالب نہ ہو ساحر تلاش مین روانہ
ہوئے مگر مینوش واسطے نورالدہر کے بیتاب و بیقرار ہر مقام پہ ٹھہرتی ہی اور
بیقرار ہو ہو کر کہتی ہی

نظم

زمانے مین کوئی ایسا نہ ہوگا — جو تیرے حسن کا شیدا نہ ہوگا
ازل سے جو رہی ہی پردہ پوشی — کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
اُٹھاتا ہی ندامت کس لیے تو — یہ درد اے چارہ گر چھپا نہ ہوگا
ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا — کوئی تجھسا کبھی بے پروا نہ ہوگا

کہے دیتی ہیں یہ نیچی نگاہیں ۔۔۔ کہ بالائے زمین کیا کیا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا ۔۔۔ کہ اُس رستے میں پھر رستا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہیں وہ ہی ہے ۔۔۔ کنار قبہ میں مُردا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت میں پہونچا ۔۔۔ وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
نئی دشمکی ہی یہ تو بندہ پرور ۔۔۔ نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نافہم ۔۔۔ نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا
انیسم اب اُنکی باتون پر نہ جاؤ ۔۔۔ بھلا کل وعدہ فردا نہ ہوگا

یہ اشعار پڑھتی تھی اور روتی تھی ایک نخل پر بہ شکل عقاب بیٹھی تھی کہ آسمان پر دیکھا زاغ و زغن لڑ رہے ہیں مگر زغن ہر مرتبہ جب زاغ پر پنجہ مارتی ہے تو پر زاغ کے ٹوٹتے ہیں اور وہ پر مینوش پر آکر گرتے ہیں مینوش نے دیکھا میرے ہاتھ پانؤن بیکار ہوئے جاتے ہیں ایسا نہ ہو بیہوش ہو کے درخت سے گر پڑون یہ مقدمہ بھی کچھ شعبدے کا ہے کیا عجب ہے کہ جمشید کے ساحر ہون یہ سوچکر اُڑی دن بھر پھری کہیں پتہ لشکر نور الدہر کا نہ ملا مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ایک نخل پر آکر پھر بیٹھی جنگل کا سناٹا کسی طرف اژدر پھر رہے ہیں کسی طرف ماران سیاہ اور جانور پھرتے ہیں مینوش خاموش بیٹھی ہے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خیال کرکے جو دیکھا تو کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ یہ اشعار پڑھتا ہے نظم

عاشقون میں کون مجسا ناتوان پیدا ہوا ۔۔۔ نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا ۔۔۔ یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی ۔۔۔ ہر دہانِ زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
دوست کی آمد میں دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا ۔۔۔ جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مثل یار نا ممکن رہا ۔۔۔ شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا
وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہین گرد و پیش ۔۔۔ اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہائے اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور ۔۔۔ دیکھ لو پھر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال — جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف — آنکھ جب اٹھی نگاہون مین دھوان پیدا ہوا
روز اک آفت ہے سر پر ایسکے شاید ای نسیم — خاک کا پتلا برائے امتحان پیدا ہوا

یہ آواز سنکر مہنوش بیقرار ہو گئی حیران تھی کہ یہ کون آفت رسیدہ ہے کہ جو پردۂ شب مین بیقراری کر رہا ہے شاید اسکا درد لا دوا ہے یہ سوچتی ہوئی درخت سے اتری بصورت اصلی ہو کر نشان پہ آواز کے چلی قریب ایک درۂ کوہ کے آکر دیکھا کہ ایک تاجدار گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا حیران و پریشان ایک گوشے مین بیٹھا ہے اور ہاتھ مین ایک تصویر ہے اُس تصویر کو دیکھ دیکھکر روتا ہے مہنوش نے قریب آکر کہا کہ اے حریق آتش اشتیاق و اے غریق لجۂ فراق کس بلا مین مبتلا ہے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہین کا بادشاہزادہ ہے کہ تاج زمین پر پڑا ہے بہوش نہین کہ اسکو اُٹھا کر سر پر رکھے مہنوش کا حسن عابدکش زاہد فریب ہے اُس نوجوان نے سر اُٹھایا آفتاب جمال دیکھکر آنکھین جھپک گئین ملکہ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے اُس تاجدار نے کہا نیر تاجدار میرا نام ہے اور قلعۂ خورشید نگار جو مشہور ہے وہ میرا مقام ہے باپ میرا مہران تاجدار بادشاہ ہے ایک دن واسطے شکار کے نکلا یہان سے قریب ایک کوہ ہے کہ اُسے کوہ سیاہ کہتے ہین کوہ پہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ بنا ہے ایک قزاق اُس مین رہتا ہے اُسکی دختر بلند اختر انجم گیسو کشا واسطے شکار کے اتری تھی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی تھی ماہ تابان پر لکۂ سحاب نہ تھا جمال دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ نعرہ کرکے بیہوش ہو گیا وہ مغرور حسن و جمال مہربان ہوئی گھوڑے سے اُترکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سر میرا زانو پہ رکھا غلغلۂ زلف معنبر سنگھایا مین ہوشیار ہوا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا سر کو عرش اعلی پر پہونچایا چاہا یون ہی لیٹا رہون وہ مجھکو ہوشیار دیکھکر شرمائی زانو اپنا کھینچ لیا جست کرکے اپنی مادیان پر سوار ہوئی بالائے قلعہ چلی گئی مین نے اپنے ملک مین جاکر باپ سے ذکر کیا باپ نے قزاق کو پیغام دیا اُسنے جواب دیا کہ جو مجھکو زیر کرے وہ میری بیٹی بیا

قابض ہو کوئی پہلوان ایسا نہ نکلا کہ جاکر اُس سے مقابلہ کرتا اُسکی یاد مین بیمار ہو گیا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ شب کو پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین اُس محبوب کو دیکھا مین سامنے جاکر رونے لگا اور ہاتھ باندھکر کہتا تھا کہ اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہی

نظم

قلق سے ہر دم ایسا ہون پر خواہش دیدار مین آیا　　وہ آیا بھی تو چھپکر پردہ اسرار مین آیا

رقیبون کو جلایا اُسنے کی نیرنگ بازی نے　　دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے　　صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے　　وہ ملک حسن مین یہ عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و انشا نہ اترا کر　　وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

نئے حیرت ہی حالت دیکھکر شیخ و برہمن کی　　کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہی رہنا پاکدامن لوث دنیا سے　　الجھکر رہگیا جو وادی پرخار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو　　نکلکر اس دو راہے مین کب یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر شانی حسن کی دولت　　خبر پہونچی کہ بال آئینہ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوار کا　　خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند مشرب　　نہ گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گرے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے　　الٰہی کون نامہ ور روان گلزار مین آیا

جب مین نے درد کر یہ اشعار خواب مین سامنے اُسکے پڑھے اور رجا با قدمون پر گردن تو اُسنے گلے لگا لیا کہا صاحب جستجو نہین کرتے اور ہمسے شکایت کرتے ہو اس مکان سے نکلو صحرا نوردی کرکے تلاش کرو ہم ضرور ملینگے ہم بھی تمھارے واسطے بیقرار ہین مگر مجبور ہو نا چار رہین باپ ہمارا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اودھر کا راستہ بند ہو گیا ہی جو نکلا اُسے لوٹ لیا کوئی قافلہ صحیح و سالم نہین جانے پاتا اے ملکہ عالم اُس دن سے نکل آیا ہون آج تیسرا دن ہی کہ اس پہاڑ مین تختی اٹھا رہا ہون دیکھون تقدیر کیا دکھائے مہوش نے یہ سنکر کہا کہ اے شاہزادہ والاقدر

ساتھ چلو اگر مین پاس شاہزادے کے پہونچی تو وہ ایسا شیر بیشۂ جرأت ہی کہ قزاق کو فورًا زیر کریگا یہ مژدہ سنکر نیر تاجدار اُٹھا اور گرد میر نے لگا کہتا تھا کہ ای مسیحا زمان آپ نے اسوقت وہ مژدہ دیا کہ دل باغ باغ ہوگیا مین آپ کے ساتھ ہون مینوش نیر تاجدار کو لیکر درۂ کوہ سے نکلین صحرا مین آکر ٹھہری ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر چہار طرف دیکھتا ہوا آتا ہی ناگاہ نیر پر نگاہ پڑی دیکھا ایک حسین وجمیل ساتھ ہی تاجدار نے پکار کر کہا یارو وہ شاہزادہ ہمارا سامنے کھڑا ہی چہار طرف سے لوگ دوڑے نیر تاجدار کا گرد و غبار پاک کرنے لگے باپ نے آکر گلے سے لگایا کہا ای نور نظر آج تین دن سے مجھپر آب ودانہ حرام ہوا تم اِس ویرانے مین کیون نکل آئے مین نے تدبیر کی ہی کہ کنگ بیشۂ نشین کہ پہلوان زبردست ہی وہ اقرار کرچکا ہی کہ مین قزاق کو زیر کرکے دختر دلوا دونگا مجھسے کہا شاہزادے کو تلاش کرکے لاؤ مگر یہ محبوب کون ہی نیر تاجدار نے کہا ای باپ ہرچند کہ تم کنگ کا نام لیتے ہو مگر میرے دل کو خوشی نہین ہوئی اِنکے کلام سے دل باغ باغ ہوگیا باپ بیٹے کو تخت پر سوار کیا مینوش کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف اپنے قلعے کے چلا قلعۂ خورشید نگار مین آیا کنگ کو خبر ہوئی کہ باپ بیٹے کو تلاش کر لایا کہری تلوار باندھے ٹہلتا ہوا نشۂ جرأت مین چور مگر نہایت مغرور براے ملاقات نیر آیا ملکہ مینوش شیرین کلام کو دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا بے اختیار پکار اُٹھا **نظم**

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز — ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
مشغول دل ہی عزت بے پردگی ہین — کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز
ابتک ہوئی ہین جیسے تری کج ادائیان — ای چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
ہوتی نہین ہی کم مری دیوانہ دوستی — جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ — کھولے ہوے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی — مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرو بھی ہوے نفس سرد کھینچکر / گرمی دکھا رہی ہو تری انجمن ہنوز
ہر غنچہ معتقد ہو ترے شوق دید مین / پابند آرزو ہو بہار چمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہاے دل / اے رشک گل وہی ہو ہواے چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کی ہین بدگمانیان / نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز
اے جان اضطراب نہ کر رات ہو ابھی / باقی ہو دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
اٹھین گے کیا سوال نکیرین کے لیے / باقی ہو قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز
ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہو نسیم / بھولا نہین ہو یار کا وہ نوک تن ہنوز

مالک نے سر جھکا لیا کہا اے پہلوان سمجھکر کلام کرین ان باتون کے سننے کے لایق نہین ہون کننگ قدمون پہ گر پڑا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مجھکو غلامی مین قبول کرو ورنہ تڑپ تڑپ کے جان دونگا مجھسے صبر نہین ہوتا دیر تک کننگ منتین کرتا رہا مینوش نے کہا کیون اے تیر تاجدار اسیواسطے ہمکو لاے تھے کہ یہ سیاہ رو ہمکو تنگ کرتا ہو ابھی کھولو اسکو دیوانہ کر دون تڑپنے چھٹنے لگے اپنے ہوش مین نہ رہے کہ تمھارا پاس ہو تم کہو گے میری مشکل آسان ہوتی تھی مالک نے مجھکو پریشان کیا وہ قزاق پھر زیر ہوگا تو ہمارے شاہزادے کے ہاتھ سے زیر ہوگا عیار مہران تاجدار ریحان دوندہ ہوا تھے کننگ کو الگ بلایا اور کان مین کہا کہ اے پہلوان دوران آپ کیون خوشامد کرتے ہین یہ سحر جانتی ہو ایسا نہ ہو بیدانہ کردے جب یہ سو جائے تو زبان مین سوزن پیچ اور زبردستی وصل حاصل کیجیے مجبور ہو جائیگی یہ اُس جوان پر عاشق ہو کہ جسکا حسن مین کوئی مثل نہین وہ تمکو کیونکر قبول کرے کننگ خاموش ہو رہا مگر مینوش کو بیقراری ہو کہ عیار شاہ نے اسکو کیا سمجھا دیا کہ یہ خاموش ہو گیا یقین ہو کہ کوئی فکر کرے اسی سوچ مین رات کو سوئین مگر دمبدم آنکھین کھول دیتی ہین دو پہرے شب گذری تھی مینوش بیدار ہو دیکھ رہی ہو کہ دیکھا کننگ ایک گوشے سے نکلا ہوا آتا ہو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہو مینوش سمجھ گئی کہ یہ

یہ ارادہ فاسد آتا ہو ضرور دست اندازی کریگا اگر اِسنے مجھکو ہاتھ لگادیا تو بات
خرابی ہو مین اُس شہریار کو کیا جواب دونگی یہ سوچکر ٹوٹ لی جنگلی خاک کی اٹھائی
جیسے ہی کہنگ سامنے آیا اِسم سحر پڑھکر خاک پھینک ماری اور آواز دی کہ
طرف صحرا کے جاؤ جنگل کی خاک اُڑاؤ کہنگ کانپا چہرہ زرد ہو گیا گریبان چاک
کیا روتا ہوا بارگاہ سے نکلا لشکر والے اِسکے ہرچند پوچھتے ہین کہ آقاے نامدار
کیسا مزاج ہو یہ کچھ جواب نہین دیتا افسرون نے چاہا دوڑکر پکڑین کہنگ نے
تلوار کھینچی افسر ہٹ گئے اُسی طرح روتا ہوا کہنگ طرف صحرا کے چلا قضاے کار
دختر قزاق واسطے شکار کے جنگل مین آئی تھی مقدمہ صحرا کا نقاب اُلٹ دی تھی
آئینہ رخسار پر کہنگ کی نگاہ پڑی مبہوت تو ہو رہا تھا ہاے جان جہان
کہکر دوڑا ملکہ نے مادیان کو بھگایا آگے مادیان جاتی ہو پیچھے پیچھے کہنگ ہاے
واے کرتا ہوا جاتا ہو وہ نازنین جب قریب پہاڑ کے پہونچی تو اُسنے اپنے
باپ کو آواز دی کہ اے والد نامدار مجھکو اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سالم
قزاق بارگاہ مین آیا تھا کہ بیٹی کی آواز سنکر دوڑا بیرون قلعہ آکر دیکھا کہ
بیٹی تو بھاگی ہوئی آتی ہو ایک جوان بدخو صاحب تن و توش پکارتا ہوا
آتا ہو سالم نے للکارا کہ او خانہ خراب خبردار اِسپر ہاتھ نہ ڈالنا مگر کہنگ نے
نہ سنا چاہا گھاٹیون پر چڑھ جاؤن سالم کودکے دوڑا کہنگ سے کشتی ہونے
لگی دونون آپس مین سرگرا رہے ہین پہر بھر کامل گذرا کہ دونون لڑ رہے
ہین ریحان دوندہ نے شاہ کو خبر کی کہ کہنگ نے ارادہ کیا تھا کہ مینوش پر
دست اندازی ہو مینوش نے ایسا سحر کیا کہ وہ ایک نازنین کے تعاقب مین گیا
ہو دیکھیے کیا ہو اور طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ دختر سالم قزاق ہو یقین
ہو اِسکے اُسکے مقابلہ پڑے مہران تاجدار یہ خبر سنکر سوار ہوا مینوش نے خبر
سنی کہ بادشاہ فلک کہنگ مین جاتا ہو یہ بھی چلی مگر پرواز پیدا کرکے آسمان
مین ڈوبی مہران اُسوقت یہ سوچا کہ کہنگ و سالم لڑ رہے ہین ایک پر ایک

غالب نہین ہوتا کہنگ بلاے روزگار ہر سحر مین مینوش کے مبہوت ہو رہا ہے
ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ سالم کو زیر کرون مگر سالم اپنے کو بچاتا ہے مہران تاجدار بھی
آکر شہر اختر تاجدار بھی ہمراہ ہے کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان آگے آگے تخت پر فیروز تاجدار و دیوانڈ پابند تماشا
مع بارہ ہزار دیوالون کے پشت پر پچاس ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ مگر کمیت
چابک خرام رکاب سے لپٹا ہوا دور سے دیکھا کہ دو جوان آپس مین لڑ رہے
ہین نور الدہر نے نعرہ کیا کہ اے جوانو تم آپس مین کیون جنگ کرتے ہو وہ ایسے
گرم جنگ تھے کہ کچھ جواب نہ دیا نور الدہر گھوڑے سے اُتر پڑے قریب اُن
دونون کے آئے ریل پیل سے زور ہو رہے ہین نور الدہر نے بیچ مین آکر
داہنا ہاتھ کمر مین سالم کی دیا اور بایان ہاتھ کمر مین کہنگ کی ڈالکر بزور
صاحبقرانی دونون کو اُٹھا لیا سالم تو پکار اُٹھا کہ اے شہریار مین مسلمان ہوتا
ہون کہنگ نے آواز دی اے جوان مجھکو زندگی منظور نہین کہنگ کو نور الدہر
نے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے سر کھینچ لیا سالم بصدق دل مسلمان ہوا مینوش نے
جو آسمان سے نور الدہر کو دیکھا خوشی خوشی اُتر پڑی قریب نور الدہر کے
آئی کہا اے شہریار آپ کی جدائی مین یہ حال تھا نظم

کسی سے کہتے نہین دل کی بیکلی کا حال　　چھپا کے رکھتے ہین غنچے کی طرح جی کا حال
وہ اور پوچھتے دشمن کی دشمنی کا حال　　یہ مدعا ہے نہین جیسے مدعی کا حال
کہون فرشتون سے جو تجھسے درد دل اپنا　　کہ آدمی ہی تو سنتا ہے آدمی کا حال
کہا جو حال دل اُنسے تو ہنسکے دل بولا　　بیان کر نہین سکتا کوئی کسی کا حال
یہ قاصد اُنسے نہ کہنا کہ آپ مین نہین ہم　　وہ بدگمان نہ ہون سنکے بیخودی کا حال
نڈر رہتے ہین اکثر دل حزین سے مرے　　مین جانتا ہون نہ سنئیے کی دل لگی کا حال
بہت فسانہ لیلی سنا ہے مجنون سے　　سناے اب کوئی دیوانہ آپ ہی کا حال
کبھی خیال بھی آسکا ادھر نہ آ سکا　　کر دیکھنا تھے فرقت کی بیکسی کا حال

عبث ہو آنسوؤں سے سوزِ عشق کا اظہار
بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جلال

سمجھائے کوئی تو اُس سے کہیں لگی کا حال
وہ پوچھتے نہیں دل سے ہمارے جی کا حال

نور الدہر نے مہوش کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ بڑے مناسب اُٹھا سے کمیت نے عرض کی ای شہریار اِسی مقام پر لشکر اُتار دیجے ہر چند کہ نور الدہر کو تبلیغ کا بڑا قلق تھا مگر کمیت نے عرض کی ای شہریار سالم قزاق مسلمان ہوا اگر مناسب ہو تو قلعۂ شفق میں ایک نامہ لکھیے کہ تمہارا عقد ہمکو ساتھ فلان کے کرنا منظور ہے جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ تاکہ عقد میر تاجدار دختر سالم سے اور دختر شفق کا غلام سے ہوجائے نور الدہر نے اِس رائے کو پسند کرکے سالم قزاق سے سوال کیا کہ ہمارا سردار میر تاجدار پسر مہران تاجدار تمہاری دختر بلند اختر پہ عاشق ہے اگر خلاف نہ ہو تو اُسکے ساتھ عقد کردو سالم نے کہا بسر و چشم نور الدہر نے نامہ اپنا دیکر کمیت ہی کو طرف قلعۂ شفق کے روانہ کیا کمیت نامہ لیکر قلعۂ شفق مین آیا یہان قلعے مین سب حیران و پریشان تھے کہ کمیت نے نامہ محل مین روانہ کیا نازک اندام نے جو نامہ دیکھا کہ آقائے نامدار نے لکھا ہے نامے کو سر پہ رکھ لیا اور حکم دیا کہ محافہ تیار کرو کنیزون نے پوچھا واری کیا قصد ہے یہ سنکر نازک اندام نے کہا کہ آقائے نامدار نے یہ نامہ تحریر کیا ہے مین اُنکے حکم سے گردن تابی نہین کرسکتی فوراً محافے مین سوار ہوکر مع چند کنیزون کے روانہ ہوئی لشکر نور الدہر مین پہونچی نور الدہر نے الگ بارگاہ استادہ کرادی مہوش نے میر تاجدار کی سفارش کی نور الدہر نے کہا انشاء اللہ مین سالم سے کہہ چکا ہون وہ تدبیر کر رہا ہے غرض نور الدہر نے بشوکت تمام دونون کا عقد کیا زہے کوہ عجب ہنگامہ ہے خوب روشنی ہوئی طائفے ناچے کئی دن ہنگامہ رہا کمیت کو شاہزادے سے بڑی الفت ہوئی جی مین کہتا ہے اگر آقائے نامدار کوشش نکرتے تو یہ وصل کبھی میسر نہ ہوتا شاہزادے کی کوشش سے یہ دن نصیب ہوا نور الدہر فرماتے ہین ای ملکۂ عالم لوح کی کیا فکر کی مہوش نے سر جھکا کر

جواب دیا کہ کنیز نے پتہ لگایا ہی جزیرۂ کمیاب مین لوح ہی اُسی نے مجھکو گرفتار کیا
اور گرفتار کرکے روانہ کیا تھا قید خانے مین جاکر دیکھا ملکہ قرلیشہ و آسمان پری
نہایت پریشان ہو رہی ہین مگر یہ بھی فرماتی ہین کہ میرے فرزند طلسم کو درہم برہم
کرینگے مین وہانسے سب کو لے نکلی تھی مگر جمشید ثانی کو معلوم ہوگیا میری خیرہ ہوئی
کہ مجھسے مقابلہ نہین پڑا اُن سب کو گرفتار کرکے لے گیا ملکہ آسمان پری فرماتی
تھین کہ اے قرلیشہ اسکا محبت نام ہی کہ سعد بن قباد براے فتاحی طلسم تشریف
لاے ہین نور الدہر نے زمین ہلادی اب یہ فرزند میرے اِس طلسم کو شکست
کرینگے اگر عمر طلسم آخر نہ ہوئی ہوتی تو ہم کیون گرفتار ہوتے نور الدہر نے کہا
مجھکو بھی بڑا اقلق ہی کہ یہ شاہزادیان پروردۂ ناز و نعم اُسپر یہ رنج و الم کہ کانٹے
کھینچنے مین ہین ملکہ کل ہم کوچ کرینگے مہران تاجدار کو تسخیر کرکے آگے بڑھیں گے
کوئی صورت پیدا ہوگی لوح کا بھی پتہ ملجائیگا مینوش نے کہا بدون فتح جزیرۂ کمیاب
پتہ لوح کا نہ ملیگا نور الدہر نے کہا اب کل تو کوچ کرینگے وقت پر جو سردارونکی
صلاح ہو جیسا کہین گے ویسا کرینگے رات بھر تیاری رہی فیروز تاجدار و دیوانہ
بلند قامت و نیر تاجدار و سالم قزاق اِن سب نے لشکر تیار کیے کمیت بھی انتظام
مین ہی پلٹن رسالے تیار کھڑے ہین کہ شاہزادہ برآمد ہوا مینوش نے فیروز
تاجدار کو سمجھایا کہ طرف مہرانیہ کے نہ چلنا ہو جزیرۂ کمیاب پر لشکر کشی ہونا بات
مناسب ہی جیسے ہی شاہزادہ آیا فیروز نے دست بستہ عرض کی حضور طرف
جزیرۂ کمیاب کے چلیے جبتک لوح کا پتہ نہ ملیگا یہی آوارگی رہیگی نور الدہر نے
کہا لشکر کو پھیرو نیر تاجدار نے بھی یہی عرض کی کہ غلام بھی سُن چکا ہی کہ لوح جزیرۂ
کمیاب مین ہو جیسے ہی نور الدہر نے قصد کیا کہ گھوڑا بڑھاؤن کوس پہ بہ قرق
رنجیکو پھیرا اِرادہ ہوا کہ طرف جزیرۂ کمیاب کے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی
نور الدہر نے اِشارہ کیا کہ اے شبرنگ خبر تو لاؤ شبرنگ نے قصد کیا کہ جاؤن
مگر کمیت چابک خرام آگے بڑھگیا ایک نخل کے سایے مین اگر شمہ اکہ دامنگیر دل

شگافتہ ہوا دیکھا جنجال جادو بجمعیت ساٹھ ہزار ساحران غدار بڑے کروفر سے آکے پہونچا مقابلے مین آکر لشکر اُتارا۔ نورالدہر نے جنجال جادو کو دیکھا اور مینوش نے بیان کیا کہ یہ ساحر بھاری ہی اور آپکی فکر مین آیا ہی کمیت آکر حاضر ہوا بیان کیا کہ جنجال جادو فرستادہ مہران تاجدار آیا ہی اُسکا ارادہ یہ ہی کہ مینوش اور حضور پر دست انداز ہو نورالدہر نے فرمایا کیا مجال ہی کہ ملکہ پر نگاہ ڈالے دریا خون کے بہادونگا کھڑے کھڑے اُسکو شکست دونگا کمیت و شبرنگ آمادہ ہوے کہ ہم جاکر گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہکے باتمامے عیاری سے آراستہ ہوکر آپس مین صلاح کرکے چلے اول شبرنگ لشکر جنجال مین آیا پھرتا ہوا دربارگاہ جنجال پر پہونچا ایک ہرکارے کی شکل بناکر سامنے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران وہ خبر لایا ہون کہ منھہ میرا موتیون سے بھر دیجیے جنجال نے پوچھا ارے کیا خبر لایا ہی شبرنگ نے عرض کی نورالدہر و مینوش براے شکار گئے ہین صحرا مین چلکر گرفتار کر لیجیے فوج بھی ہمراہ نہین ہی جنجال جادو اُٹھا ہرکارے کو انعام دیا کہا چلکر مجھے بتادے مین دونون کو گرفتار کر لیجاؤن گا مہران تاجدار بہت خوش ہوگا اُسنے دمبدم فرمایا ہی کہ مینوش کو نورالدہر سے جدا کرو اُسکے ہمراہ ہونے سے زور نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہی شبرنگ اِس فقرے سے جنجال کو لگا کر لیچلا مگر دیکھا کہ جنجال بہت چست و چالاک ہی ہر مرتبہ طرف ہرکارے کے دیکھتا ہی شبرنگ حیران ہی اسکو کیونکر گرفتار کرون یہ تو بہت ہوشیار معلوم ہوتا ہی مگر صحرا مین لگائے ہوے لیے جاتا ہی کہ آواز رونے کی کان مین آئی کہ کوئی بیقرار ہوکر رو رہا ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

اُمڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین | دیکھو پری منائی ہی دریاے نور مین
شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہی | ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
یہ سرو مہربان شب تنہائی کی ہین آہ | کاٹی ہین کانپ کانپ کے راتین سمور مین
غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکھ سکون | سُن لیجیے بلا کے سب اپنے حضور مین
مین نے کیا وہ کام جو مشاطے سے نہ ہو | سو یا لپیٹ دو نشہ مے کے سرور مین

رو رہا ہیں سبھی جمال سے محروم ہی رکھا — یہ لن ترانیاں ہوں فقط بزم طور میں
پاس انکو یہ اسعہت اغیار میں کہاں — ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور میں
ہو گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین — باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور میں
آمد شد نفس میں کس طرح چین آئے — ہر دم صدائے حشر ہی اس نفخ صور میں
سچ پوچھیے تو زندہ در گور اب نظام — جان آ کے جسم کعبۂ تن چھوڑ بیٹھے ہیں

جنجال نے کہا ارے یہ کیسی خبر ہے کہ یہ کون رو رہا ہی شبرنگ طرف صدا کے چلا آکر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین نگار خدا روبیٹھی زار و نزار یہ سایہ نخل میں بیٹھی ہی اور بلک بلک کے رو رہی ہی شبرنگ نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی اس نازنین نے قدموں کو بوسہ دیکر کہا آپ میرا حال نہ پوچھیے جنجال کو بھیجئے شبرنگ مطلب اصلی کو سمجھ گیا دل میں تعریف کرتا ہوا پاس جنجال کے آیا کہا ای شہنشاہ ساحران ایک نازنین نہایت حسین و جمیل کہ غلام کی نگاہ سے ایسی صورت نہیں گذری یکہ و تنہا بیٹھی رو رہی ہی میں نے بہت پوچھا اُسنے کچھ جواب نہ دیا سمجھی کہ یہ کوئی حقیر غریب آدمی ہی آپ کا رعب و دبدبہ دیکھکر عاشق ہو جائیگی یہ سنکر جنجال چلا مگر دل میں شک ہی کہ یہ کیا بات ہرکارے نے کہی کہ تمکو دیکھکر عاشق ہو جائیگی ای جنجال کچھ فریب نہو تم اکیلے اسکے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کچھ فتور کرے تو مشکل پڑے دل سے یہ باتیں کرتا ہوا سامنے نخل کے آیا اُس نازنین پہ جو نگاہ پڑی حیران جمال ہو دیدار ہوا دیکھا سراپا خوب محبوب مرغوب سر جھکائے بیٹھی ہی آنسو آنکھوں سے جاری دیکھتے کے ساتھ ہی بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای نازنین ماہ وش اس صحرا میں تنہا بیٹھی ہی تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہو گیا نظم

جگر بھنے ہی تو ہی دل مرا کباب جدا — پڑی ہی دل پہ مصیبت جدا عذاب جدا
ملال دیتا ہی وہ روئے بے نقاب جدا — ستا رہا ہی ترا عالم شباب جدا
ہماری آہ جگر سوز و چشم پر نم سے — خجل ہی برق جدا منفعل سحاب جدا
نشے میں مجکو برابر ہیں گو تجھے ساقی — یہ آب کوثر جدا اور شراب ناب جدا

فراق یار مین درد جگر ہی کافی تھا ستا رہا ہے اب اس دل کو اضطراب جدا
ملا کے ساتھ نہ غیرون کے تمکو بہر خدا یکبار کیجیے بندے کو او جناب جدا
مزہ اُٹھے تری صحبت کا کسطرح جانی حجاب رنج جدا اور ہے یہ نقاب جدا
یہ روز ہجر ہو کیونکہ نہ اب شب دیجور جو اپنے گھر سے ہو وہ رشک آفتاب جدا
تمھارے گیسوے شبرنگ رخ سے یون سرکے فلک پہ جیسے ہو مہتاب سے سحاب جدا
جلا رہی تھی یہ فرقت کی آگ مدت سے اُٹھا جنون کا پھر اب دل مین التہاب جدا
ق
ہوا تھا یار مرا کل جو گرم مینوشی ادھر اٹھا چنگ جدا اک طرف رباب جدا
شراب ناب تھی ساغر مین مشتری مین کباب چھلک رہے تھے کئی جام آفتاب جدا

اُس نازنین نے مسکرا کے یہ جواب دیا کہ اے تاجدار مین آوارۂ دشت ادبار و مصیبت مین گرفتار قزاقون نے لوٹ لیا تین دن سے یہان پڑی ہون میرے ساتھ کیا عشق و محبت کی باتین کرتے ہو مجھے جسکا دل چاہے کنیز بنالے مین خدمتگزاری کرونگی نان اور باپ اور شوہر کو قزاق گرفتار کر لیگئے مین بھاگ کر یہان چھپی کسی شیر اور بھیڑیے نے بھی آکر نہ کھایا مسکرا مسکرا کر جو اُس نازنین نے باتین کہین جنجال کا شک اور بڑھ گیا کہا اے نازنین تیرا نام کیا ہے کہا گیسو دراز میرا نام ہے اسیوجہ سے بلائے گیسو مین گرفتار ہون جنجال نے چپکے چپکے سحر کیا کہ پانون اُس نازنین کے زمین نے تھام لیے اور سحر کیا کہ رنگ و روغن بھی چہرے کا اُڑ گیا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا پہچان گیا کہ کمیت نے عیاری کی تھی اور خوب وقت پر آیا مگر اُسکے دل مین شک تھا مین سوچ رہا تھا کہ یہ عیاری پوری نہوگی بھاگ کر ایک غار مین چھپا جنجال نے جب دیکھا کہ یہ تو عیار کمیت ہے نمک حرام عیار شغشغل ہے اُسنے ہنسکر کہا کہ اے کمیت یہ کیا معرکہ ہے کہ تم ساحرون کے دشمن ہوے تم تو شغشغل کے ساتھ تھے یہ جو جنجال نے کہا کمیت بہت عقیل تھا چیخین مارکے رونے لگا جنجال نے کہا اے کمیت کیون روتا ہے کمیت نے کہا اے شہنشاہ ساحران اصل معرکہ یہ گذرا کہ مین براے عیاری لشکر نور الدہر مین گیا وہان جاکر گرفتار ہوا

شبرنگ بن عمرو بلاے روزگار ہی آسنے گرفتار کر لیا آخر مین ناچار ہو اسکی شرکت کی اسنے یہ مکر تعلیم کیا کہ جادوگرون کو مار و تب مجھے یہ خطاب زد ہو ئی کہ ساحرون کو قتل کرنے لگا یہ کہکے منھ بیٹھا ہاتھ زمین پر دے مارے خنجر کمر سے نکالا کہا اے شہنشاہ ساحران میرے ہاتھ قلم کیجیے کہ مین نے ان ہاتھون سے ساحرون کو قتل کیا لہذا میرے ہاتھ کاٹیے مین خود شرمندہ ہون شبرنگ نے مجھکو سمجھایا کہ بیبا کہ تھا کہ مین ہر کارہ بنکے جنجال کو صحرا مین لاؤنگا تو عورت بنکر عیاری کرنا کوئی معین و مددگار باقی نہ رہا تھا ہمارا مارا گیا ناچار ہو کر یہی قبول کیا کہ پاس مسلمانونکے رہیگر مذہب کو خوب سمجھتا ہون مین نے اکثر باتون مین نور الدہر سے مناظرہ بھی کیا اور یہی پوچھا یہ بتایے یہ دو سر زیادہ ہوتے ہین کہ ایک زیادہ ہو اے شہنشاہ ساحران یہ مسلمان بھی سمجھتے ہین کہ دین ہمارا اگر زور ہو مگر جری و بہادر ہین جو کہا اسی کی پیروی کی دیکھیے یہ طلسم کیونکر بچتا ہو اگر آپ میری سرپرستی کرین تو مین نور الدہر کو جاکر پکڑ لاؤن بی بینو لقی بڑے جوش مین ہین دھگڑے پر مرتی ہین آٹھ پہر پہلو مین بیٹھی رہتی ہین اور کہتی ہین کہ مین لوح کی جستجو کرونگی جنجال نے کمیت کو ساتھ لیا کمیت باتین کرتا ہوا چلا ہر مرتبہ کہتا ہو کہ مین آپ کو مثل شغشل کے جانتا ہون ویسی ہی پرورش آپ بھی فرمایے دو دن مین لشکر نور الدہر کا خاتمہ کردونگا جنجال ہان ہان کرتا چلا آتا ہو اور کہتا ہو اے کمیت چابک خرام مین تمکو اپنے لشکر کا ناظر کرونگا وہ مرتبہ دون کہ عالم عالم رشک کرے کمیت نے کہا آپکو بھی ایسا راضی کرون کہ آپ خوش ہو جاوین یہ کہتا ہوا لشکر مین پہونچا افسرون نے پوچھا حضور کہان گئے تھے کہا یار وہ اقبال میرا یاور تھا اور طالع مددگار ورنہ ہو چکا ہوتا انہون نے کہیے اتنا اپنے انکے کمر سے نکلا یہ عیار ملا ہو مین نے اسکو سرسنگ لشکر کیا افسرون نے کہا بہت مناسب کیا جو لوگ پہچانتے تھے انھون نے کہا اے کمیت تم تو شغشل کے ہمراہ تھے مسلمانون مین کیونکر پہونچے کمیت نے رو کر کہا یہی میری تقدیر مین لکھا تھا کہ ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہون وہ نوشتۂ تقدیر پورا ہوا آج سامری و جمشید نے

بڑی خیر کی جو ججنجال کو قتل کرتا تو سامری و جمشید بہت آزردہ ہوتے مگر افسر
تمہارا بڑا صاحب اقبال ہو ایسا مجھکو پہچان لیا کہ مین مجبور ہو گیا مگر کیا پرورش
فرمائی ہو میرے کلام کو سچا جانا اب مین کبھی دغہ کرون کہ یہ راضی ہو جاوین ججنجال
کمیت کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا کرسی پر جگہ دی کمیت تنکر بیٹھا خدمتگارون کو
سر اٹھا کر دیکھا ان مین شبرنگ نظر آیا ہو پکار کر کہا اسکو گرفتار کر لو فرزند عمرو
آیا ہو شبرنگ کود کر بھاگا ایک خدمتگار کو مار گیا کمیت لینا لینا کہتا ہوا اٹھا کہ
ججنجال نے پکار کر کہا اے کمیت اسکے پیچھے نہ جاؤ ایسا نہو تمہین گرفتار کرے تو مجھکو بڑا
قلق ہوگا کمیت پلٹ آیا کہا اے شہریار آپ نے مجھکو پھیر لیا ناچار ہو کر پلٹ آیا مگر
میری دشمنی ظاہر ہو گئی اب شبرنگ جا کر ذکر کریگا نور الدہر بھی دشمن ہو سب
راجہ میرے راہزن ہوے دن بھر یہی باتین کرتا ہا کئی مرتبہ شبرنگ آیا کمیت
نے پہچان کر بھگا دیا اب ججنجال کو اعتقاد کامل ہوا کہ بیشک کمیت ہمارا دوست
ہو اسکی وجہ سے لشکر مین بڑی آبادی ہو گی اتنی دیر مین کئی مرتبہ عیار آیا اور کمیت
نے پہچان لیا اگر کمیت نہ پہچانتا تو شبرنگ ضرور عیاری کرتا اسی کی وجہ سے عیاری
سے بچا حقیقت مین خوب پہچانتا ہو شبرنگ جو مرتبہ آیا کبھی خدمتگار بنا اور کبھی چوبدار
بنا حقیقت مین کمیت بڑا طفیل ہو کہ ہر صورت مین پہچان لیا اب مین عیاری سے تو
محفوظ رہونگا اگر شبرنگ آئیگا کمیت للکارے گا ایک نہ ایک مرتبہ موقع پا کے
گرفتار بھی کر لیگا فوراً قتل کرونگا یہ دل سے باتین کر رہا ہو کمیت نے جو ججنجال کو
زیادہ مہربان پایا دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران جلسہ آراستہ کیجیے
مین حضور کے سامنے کچھ گاؤن مین نے عمرو کے بیٹے سے سیکھا ہو اسی فن پر اسکی
ساری عیاری ہو ججنجال نے حکم دیا جلسہ آراستہ ہو کمیت نے کہا کنجی میخانے کی مجھے
عنایت فرمائیے کہ مین شراب کو آراستہ کرکے لاؤن سازندے وغیرہ حاضر خدمت
ہوے کمیت چابک خرام نے گلابیان لا کر رکھین اول جھکر یہ اشعار عاشقانہ
تتا بتا کر گانا شروع کیے نظم

اِس ابر مین یار سے جدا ہون | بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
گلچین ہون اگر تو ہون مین بے برگ | بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون
دن رات تصور پری ہے | دیوانہ مین اندنون بنا ہون
افتادۂ خاک ہون ولیکن | مین سایۂ شہپر ہما ہون
ای ابر شب فراق دے ساتھ | رونے پر مستعد ہوا ہون
تو رنگ چمن مین ہوش بلبل | تو نکہت گل تو مین صبا ہون
سر رکھکے کبھی وہ سو گیا تھا | ابتک زانو کو سونگھتا ہون
وحشت نے نکالا اُس گلی سے | کانٹون پہ پانوکو کھینچتا ہون
ممکن نہین اجتماع ضدین | تو بُت ہے مین بندۂ خدا ہون
ہو زہد و فاسد اِس اِس مین | ناسخ کیونکر اُسے نہ چاہون

یہ اشعار گاکر گھنگرو پانون مین باندھے اور گت ناچنا شروع کی اصلاح گت ناچا کہ جنجال تعریفین کر رہا ہے کہتا ہے اے کمیت حقیقت مین خوب کمال تجھے حاصل کیا کمیت کھول کھول کر کہہ رہا ہے کہ جب ناچ گانے کا رنگ بندھے تو چاہیے کہ عیاری ہونے کو ہے اسی پہلو مین عیاری ہوتی ہے یہ کہکے جام لبریز کیا ٹھمکے کرین لیتا ہوا سامنے جنجال کے آیا کہ ایسے بادشاہون کو مزے سے شراب پلانا چاہیے جنجال نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گیا اب تو کمیت نے توڑا باندھا اور سب کو شراب پلانے لگا جسکے سامنے گیا کسی نے موتیون کا مالا دیا کسی نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی دی کسی نے روپیہ اشرفی کمیت نہال ہو گیا سب کو پلاکر سامنے بیٹھا محفل مین دست درازی ہونے لگی ایک پہلو سے شبرنگ بھی آیا گوشے مین چھپا کھڑا تھا جب سب بیہوش ہو چکے تو خنجر کھینچے ہوئے نکلا چاہا جنجال کو قتل کرون کمیت نے کہا اُستاد اسکو لیجیے ساتھ نور الدہر کے دربار سمجھا جائیگا مگر جلدی مین زبان مین سوزن زری کمیت نے پشتارہ باندھ لیا کہا لیں اُستاد نکل چلیے شبرنگ نے ایک وزیر کا پشتارہ باندھ لیا دونون اُستاد شاگرد جست و خیز کرتے

ہوئے چلے صحرا مین جو پہونچے ایک نخل کے سامنے بیٹھ کے آپس مین باتین کرنے
لگے مگر سپہ سالار لشکر جنجال بھونچال نامے واسطے شکار کے آیا تھا کہ بوتر بنا ہوا درخت
پہ بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ دو عیار جنجال جادو وسوہان وزیر کو لیے جاتے ہین
پکارا اُٹھا کہ او نابکار عیارو خبردار آگے نہ بڑھنا منم بھونچال جادو شبرنگ نے سوہان
کو زمین پر رکھکر ایک خنجر مار دیا ساحر کے مرنے کا جو اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین
کمیت بھاگا مگر پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہے تھوڑی دور جاکر کمیت نے کہا اُستاد
عجب معرکہ ہے پشتارہ بھاری ہوا جاتا ہے شبرنگ نے کہا پشتارہ چھوڑ دو آخر ناچار
ہوکر کمیت نے پشتارہ ڈالدیا جیسے ہی پشتارہ زمین پر رکھا جنجال جادو ہوشیار
ہوگیا زبان مین اُسکی سوزن نہ تھی اُٹھتے ہی للکارا کہ او کمیت کہان جاتا ہے مین
تیرے مکر کو سمجھ گیا یہ دونون بھاگے جنجال نے جب دیکھا کہ دونون بھاگ کر نکلگئے
ناچار ہوکر پلٹا بھونچال سے ملاقات ہوئی بھونچال نے پوچھا او شہنشاہ یہ کیا
ماجرا تھا اگر مین نہ پہونچتا تو وہ آپ کو لیچلا تھا جنجال نے کہا کمیت بڑا جعلساز
ہے ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین اُسمین پھنسا یہ باتین کرتے ہوئے دونون جاتے
ہین کہ دیکھا ایک طرف سے دو ڈولیان کہار لیے ہوئے جاتے ہین دونون
عورتین پردے سے جھانکتی ہوئی جاتی ہین ایک نازنین پہ نگاہ بھونچال کی پڑی
دوسری پر جنجال کی دونون کی وہ نگاہین مست پڑین کہ دونون بیقرار ہوگئے
یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

ہو رخصت جان حال مین تیلا نہین سکتا / رہوار بہت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہے کنار لحد تنگ / آرام کہان پانوؤن تو پھیلا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق / لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد / وہ رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا
تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمھارا / شرم آتی ہے تا نوک زبان لا نہین سکتا
رک سکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت / جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہے انسیم اب کہ میسر ہون دو راتین	کھوئے ہوے آرام لشبر پا نہین سکتا

جنجال نے پکارا کہ مہرا فزا ٹھہر جاؤ جب کہار ٹھہرے تو یہ دونون قریب پہونچے پکار کر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو دونون عورتین ڈولی مین سے بولین کہا یہ بڑی برعت ہوئی سواران لشکر اسلام ہمارے گانون مین گھس پڑے کئی ہزار سوار تھے گانون لٹنے لگا ہم دونون بہنین زمیندار کی بیٹیان ہین اِن کہارون کو زیور دیا اور کہا ہمکو نکال لے چلو یہ کہار ہمکو نکال لائے جنجال نے کہا مسلمان بڑے ظالم ہین اُن دونون نے ہاتھ باندھکر کہا ہم اُنکی برعت کیا بیان کرین ہمکو کہین چھپا دو تمھارا احسان ہوگا اگر باپ بچ گیا تو ہم وہان جائین گے ورنہ تمھارے ہی پاس رہین گے بھوسنجال نے کہا او ملکۂ عالم یہ جو تجسے باتین کر رہے ہین جنجال جادو نام تیس ہزار فوج کے افسر ہین برائے قتل اُنھین مسلمانون کے مامور ہوے ہین اگر تم اِنھین کے پاس رہوگی تو بڑا آرام پاؤگی اور مین اِنکا وزیر اعظم ہون تیس ہزار فوج پر میرا اختیار ہے یہ نہ سمجھنا کہ ہم لوگوں کو کوئی مجبور ونا چار ہو صدہا لونڈیان خدمت مین رہینگی آٹھ پہر حاضر رہینگی یہ سنکر دونون ڈولی سے نکل آئین جنجال و بھوسنجال نے دیکھا کہ دونون کمسن نازک اندام دلفریب جنکے دیکھنے سے دل ناشکیب شیدا ہوا آنکھین خوف سے جھپکی زرد کہار تو یہ کہکر بھاگے کہ ہم گانون کی توخبر لاوین جب کہار چلے جنجال لپٹنے لگا دوسری نے کہا ابھا ہماری تمھاری زندگی ڈولی مین رکھی جیب کے ایک گلابی نکالی کہا اِس سے زندگی ہوئی اگر یہ نہ پیتے تو خوف سے سوارون کے مر جاتے یہ کہکر جام انڈیلا کہا لو صاحب تم بھی پیو گے جنجال کو جام دیا گورے گورے ہاتھ اُنپر جام رکھا ہوا بہ ناز آگے بڑھایا جنجال جام لیکر پیگیا بھوسنجال نے کہا مین بھی دو بھوسنجال کو بھی جام پلایا دونون پی کر اٹھ کھڑے ہوے آنکھین سرخ ہوئین چاہا زمین پر بیٹھ جائین کہ لڑکھڑا کر گرے ایک نے نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو اور ایک نے نعرہ کیا کہ منم کمیت چابک خرام دونون کے پشتارے باندھے طرف لشکر کے چلے مگر خائف و ترسان چہار جانب دیکھتے ہوے

قریب لشکر کے پہونچے شاگردان شبرنگ سے اُنھون نے پوچھا اُستاد کہان سے
آتے ہو شبرنگ نے کہا جنجال اور ربجو نجال کو لائے شاگرد بھی ساتھ ہوئے ہر دو
عیار بارگاہ نور الدہر تک پہونچے مینوش کو خبر ہوئی کہ مہتر شبرنگ جنجال کو لایا
مینوش نے آتے ہی حکم دیا کہ ستون سے انکو جلد باندھو دونون نے دونون کو
ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا جنجال کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بارگاہ نور الدہر
مین پایا مگر خیال کیا کہ زبان مین سوزن نہین ہے مینوش نے پکار کر کہا کیون او
جنجال تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ کسطرح گرفتار ہوا اب بہتر ہے کہ اطاعت دین
اسلام قبول کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگی دونون کو معلوم ہو چکا کہ ہماری زبانون مین
سوزن نہین ہے جواب دیا کہ ای مینوش کیون دیوانی ہوئی ہے ان عیارون کے
بھروسے پر شاہ طلسم سے بگڑی ہے حقیقت مین بڑے مکار ہین مگر اب یہ عیاری
نہ کر سکینگے جب سامنے آوینگے ہم فورًا گرفتار کر لینگے یہ کہکے دونون نے
سحر کیا کہ بارگاہ مین پتھر برسنے لگے مینوش روکنے لگی اُسپر بھی سو ہوا لوگون کے سر پھٹے
کچھ لوگ مر کر گرے یہ دونون جست کر کے اُڑتے ہوئے نکل گئے مینوش نے چاہا
روکون مگر ایسے پتھر برس رہے تھے کہ اُنکو نہ روک سکی مگر جنجال جو لشکر مین آیا
خیمے مین آ کر مسند پر بیٹھا آتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فورًا طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارون نے نور الدہر کو خبر پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور — اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ — بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا — نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار — کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

جانبین کے لشکر میدان کارزار مین آئے صفین درست ہونے لگین جب صفین
آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی گویون کے لڑکے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہو پریشان وش
اس چمن کی ہوا سے بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل پہ ذر
خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لیکے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آیا گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم بن جو رفن یہین — چشم نرگس جبھی ہو سوے زمین
شاخ پر ہو جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہو سیب ذقن
عندلیبون کے بین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہے تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا مرض خزان کا ڈر — خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس — گل سوسن کا ہو کبود لباس
یہ گلستان نہین ہو قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر بہادر جو سنے لگے قیلاب جادو طرف سے جنجال سے میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نورالدہر نے قصد کیا تھا کہ مینوش نے اپنا طاؤس بڑھایا کہا اے شہریار یہ ساحر مکار و غدار ہو آپ اسکے مقابلے مین نہ جائیے کنیز جا کر سمجھاوے گی نورالدہر نے سرجھکا لیا مینوش طاؤس اڑا کر میدان مین آئی قیلاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا مینوش مسکرائین غنچہ دہن جو وا ہوا گویا رپٹ کر گرا پھول آسمان سے برسنے لگے بو لون کی بو جو پھیلی قیلاب مست ہو گیا پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی واہ

سرو باغ محبوبی ہین تمھارا تابعدار ہون جوش محبت مین مجبور و ناچار ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی خدمت مین قبول کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا صحراے آتش بہار مین جاؤ وہان تمھارا علاج ہوجاے گا قیلاب جادو جھومتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا کہ اسکا حال تحریر ہوگا مگر جنجال جادو نے جب دیکھا کہ قیلاب روانہ ہوگیا اُسکا نشان نہین معلوم ہوتا اب طرف لشکر کے پلٹا آواز دی کہ یارو مین خود جاؤن مگر تمھارے واسطے باعث بدنامی ہی لوگ کہین گے اتنے بڑے افسر کم ڑے تھے اور کوئی میدان مین نہ نکلا افسر اعلیٰ میدان مین آیا سحاب جادو اسکا مطیع ہی بعض نے لکھا ہی کہ جنجال کا بھائی ہی بل کرتا ہوا صف سے نکلا سامنے آتے ہی طرف آسمان کے دیکھا ایک لکہ ابر گھر کر آیا بوندیان پڑنے لگین مہنوش کے جسم پر جتنی بوندیان پڑین اُٹھتے ہی آبلے پڑ گئے مہنوش نے کاغذ نکالا چند طاؤس کاٹے ہاتھ پر رکھکر جو سحر کیا بشکل طاؤس اصلی ہوکر وہ اُڑے قریب ابر آکر رقص کرنے لگے اور منقارین کھولکر آوازین دیتے تھے کہ ابر پھٹا آوازین موقوف ہوئین ایک طاؤس اُن مین سے قریب سر سحاب جادو آیا بشکل انسان کے آواز دی کہ ای سحاب ہم طاؤس مہنوش بہتر یہ ہی کہ طرف صحراے آتش بہار کے جا قیلاب جادو سے ملاقات ہوگی وہ دونون ملکر اُسی مقام پر رہنا طاؤس نے جو یہ آواز دی سحاب کا چہرہ زرد ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن مین تو مدت سے تمھارا مشتاق ہون تمھارے حکم سے انکار نہین کرسکتا میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل چھٹکے جان سے گور کی منزل مین رہگیا | کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہگیا
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوے | مین جا ہی دیکھتا تری محفل مین رہگیا
ناقص ہو دوستداری مین کامل نہین ہی تو | دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہگیا
قاتل سنبھل کے تیغ لگا جاے شرم ہی | تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہگیا
آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہی | دل مرغ روح کا قفس گل مین رہگیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا — ای خضر تجھسے مرگ کی منزل مین رہگیا
مجنون برہنہ کرتا ہے اپنی طرح سے — لیلی کا پردہ پردۂ محمل مین رہگیا
کافر ہو منکر اُسکی کریمی کی شان کا — خالی پیالہ کب کف سائل مین رہگیا
آتش کو دست تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم — بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہگیا

جب سحاب نے یہ اشعار پڑھے مینوش نے قصد کیا کہ جواب دون کہ جنجال جادو نے آواز دی کہ ای صاحب کہان جاتے ہو سحاب نے کچھ جواب نہ دیا قصد کیا کہ طرف صحرا کے روانہ ہو جنجال نے گود جھولی سے نکالا سحاب کی طرف پھینک مارا گولا آکر بیٹھا سحاب پر قطرے گرنے لگے چند قطرے پانی کے جو سحاب پر گرے ہوش آگیا پلٹنا چاہا جنجال کے پاس جاؤن مینوش نے جو دیکھا کہ سحاب کو ہوش آگیا جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک گجرہ سوکھا ہوا نکالا پھینک مارا جنجال نے سحاب کو پشت پر لیا آپ آگے بڑھا مگر وہ گجرہ جو ٹوٹا پھول برسنے لگے جنجال کی آنکھین سرخ ہوئین جھومنے لگا پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم مشتاق جمال ہون قضا سے کار جمشید ثانی ہوشخانے مین بیٹھا تھا سحر تیار کر رہا تھا کتاب پر جو نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ جنجال فرستادۂ مہران تاجدار مبہوت ہوا چاہتا ہو اگیاری پہ ہاتھ ڈالا ایک طائر ہاتھ مین لیکر اُڑا دیا وہ طائر اُسوقت پہونچا کہ جنجال طرف صحرا کے چلا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچا ایک چیخ ماری کہ شعلۂ آتش منہ سے نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک جنجال پر گری بس خاک کے گرتے ہی جنجال ہوشیار ہوا اور پکار اُٹھا کہ یا خداوند آپ کے نثار کیونکر تیری پرستش نہ کرین یہ کہکے جھولی سے چند دانے ماش کے نکالے جمشید ثانی کا نام لیکر پھینک مارے وہ دانے جو مینوش پر گرے چیخ مار کر بیہوش ہوکر گری جنجال نے جو مینوش کو بیہوش دیکھا پڑھکر گرفتار کرلیا نور الدہر نے گھوڑا اُٹھا دیا جنجال نے ایک گولا مارا کہ مرکب نور الدہر کا رہ پکے سے ٹھہر گیا جنجال نے سارے لشکر کو ساکت کیا سب کو گرفتار کیا سحر دار و نکولیا لشکر کو اُسی حال مین چھوڑا طرف مہران کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر ہوگا

نگہبانوں کی زبان میں زندان دی ہر اور دراسپ پر سب کو ڈال لیا جلدی ہر کر
بخدمت مہران بہو بخوان اور پھر جاکر سعد کی خبر لون تنہا سے کار ایرج نوجوان
کر برا سے شکار رنگ تھے پلٹ کر جو لشکر میں آئے نور الدہر اور سعد کو نہ دیکھا
پوچھا کہ یہ دونوں صاحب کہان گئے سرداروں نے بیان کیا کہ سعد طرف
پردۂ قاف کے گئے ہین ایرج گھبرائے کہ ای ایرج ایسا نہ ہو کہ نور الدہر جاکر
کوئی کام کر بیٹھے تو بڑے بابا ہین گے پردۂ قاف میں ایک بادشاہ ہو قوم جنات
سے فغفور جنتی اسکا نام ہو بیٹی اسکی ملکہ سہیل غزال چشم ہو دیو دیوت اسپر عاشق
ہوکر آیا فغفور کو پیغام دیا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دے فغفور نے
انکار کیا دیو دیوت نے طبل جنگی بجوا کر چند سردار قتل کیے فغفور کو زخمی کیا فغفور
بھاگ کر قلعہ بند ہوا مگر اب تو وہ ہی فغفور کو کہ دیوت بلوہ کر کے قلعہ لے لیگا
سہیل بہت تڑپتی ہو کہ ہائے تقدیر میری کہ میں دیو کی تقدیر میں ہون یہ نصیبا مجھکو
ایجا ہے گا فغفور نے چند دیوزادون کو بلایا اور کہا کہ مجھکو یاد ہو کہ جب سلطنت
آسمان پیہ کی زوال ہوا تو پردۂ دنیا سے آدم زاد کو بلوایا حمزہ عرب نے آکر عفریت
کو قتل کیا [illegible] من [illegible] کوئی تم دیوزاد طرف پردۂ دنیا کے جاؤ اگر کوئی فرزند
حمزہ [illegible] تو اسے لاؤ علم ستارہ شناسی سے خبر ملتی ہو کہ وہ شیر آکر قیامتین
برپا کریگا دیو دیوت کا قاتل ہوگا اس جوان کی یہ قطع ہو بڑی پہچان تو یہ ہو کہ
مرکب [illegible] پوشاک نیلم نگار زیب جسم ہو نہایت حسین و جمیل اسکو جاکر
اٹھا لاؤ تب یہ مشکل آسان ہوگی دیوزاد نقشہ لیکر چلے ایرج حیران و پریشان
مع شاپور کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا کہ انکو دیوزادون نے آسمان سے دیکھا
ایک دیو نے ایرج کو اٹھایا اور دوسرے نے گھوڑا لیا تیسرے نے شاپور
کو اٹھایا آپس میں اشارہ کر کے کہا کہ سردار جاے تو شاطر ضرور ساتھ ہو
اسوجہ سے شاپور کو بھی اٹھا لیا لیکر روانہ ہوے قلعۂ فغفور میں آئے فغفور
تخت پر بیٹھا تھا دیو دیوت قلعے کو گھیرے ہوئے ہے جیسے ہی فغفور نے ایرج کو

دیکھا جوش محبت مین تخت سے اُٹھا ایرج کو گلے سے لگا لیا ایرج کی آنکھ کھلی
اُس بادشاہ کو دیکھکر پوچھا کہ آپ کون ہین فغفور نے کہا مین نے آپ کو تکلیف
دی ہو کہ دیو دیوث نے مجھکو آکر گھیرا ہو میری بیٹی کا خواہان ہو مین نے آپ کو
بلوایا کہ اُس دشمن خدا کے ہاتھ سے مجھے بچائیے ایرج نے کہا وہ کہان ہو کہا
قلعے کو گھیرے ہوے ہو شاید رہبی ہوشیار رہو کہا اے شہریار عجب مقام پر آئے
یقین ہو کہ اب خبر نور الدہر کی بھی ملے مگر سہیل غزال چشم رو رہی تھی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک فرزند صاحبقران آپ کی مدد کو آئے ہین آپ کے والد خاطر
کر رہے ہین سہیل مشتاق جمال ہوکر محل سے نکلی دربار مین آئی اپنے والد کو
سلام کیا و شکل نہ رین پر دیکھا کہ ایرج نوجوان بہ صد شوکت و شان جلوہ فرما ہین
مگر آفتاب جمال خورشید مثال جری بہادر صف شکن فرزند حمزۂ تیغ زن فغفور
سے فرما رہے ہین کہ دیو دیوث کہان ہو ہمین اسکے مقابلے مین لے چلو اور چند
دیو واسطے خبر کے روانہ کرو کہ سعد شہریار و نور الدہر نامدار کس مقام پر ہین
اُن لوگون نے یہان آکر کیا کیا فغفور نے چند دیو زاد واسطے خبر کے روانہ کیے
ہین ایرج کی خاطر کر رہا ہو کہتا ہو حضور صبح کو مقابلہ پڑیگا سہیل رعب و دبدبہ
دیکھکر حیران جمال و محو دیدار سامنے کھڑی ہو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہو ایرج
نے سر اُٹھا کر سہیل کو جو دیکھا ایک نازنین حسین جمیل غنچہ دہن رشک چین تمثال
خورشید خد حیران کھڑی ہو ایرج بھی جمال دیکھکر مائل ہوے اشارہ کیا کہ صاحب
آؤ بیٹھ جاؤ سہیل کرسی پر بیٹھی فغفور نے کہا اے شہریار اسی کنیز کو آپ کی دیو دیوث
مانگتا ہو مین جاندونگا مگر ہم بستری اسکی دیو سے قبول نہ کرونگا ایرج نے کہا
انشاء اللہ صبح کو سمجھ لونگا فغفور نے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق
و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایک نازنین خوش آواز
بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ہمپہ جو جو کچھ ہوا سب آپ پر کھلجائےگا | بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا
اسکو رحم آئیگا مجھپر کون انھیں سمجھائیگا

فاتحہ پڑھیے کہ رکنے کا نہیں تیر نگاہ
آنکھ اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا

پاکدامن فیض ابر تیغ کرامت نہین
رنگ خون قاتل کے پیراہن سے کیونکر جائیگا

صدقے اُس دشنام کے جو آپ کے منہ مین ہے
ایسی جا سے مختصر کوئی کہان سے پائیگا

جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہون مین
انکا زانو تو بھلا سینے پہ میرے آئیگا

گو تقاضائے اجل سے جان لب پر ہے مگر
اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

تار تک رکھتے نہین دامن کہان تر دامنی
ان نمک آکر آنکھ مین کیا کیا ہمین ٹھہرائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا فغفور نے جو دیکھا کہ سہیل ایرج سے مانوس ہے اور ایرج بھی بہ محبت باتین کرتے ہین دل مین خوش ہوا کہ اب میری بھی صاحبقران سے عزیز داری ہو جائیگی جب سہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دیوث واسطے فتح کرنے قلعے کے جابا بغر کیے ہوئے آتا ہے مگر حیران ہے کہ آج کیا معرکہ ہے کہ قلعے پہ سناٹا ہے کوئی مجھکو روکتا نہین کہ یکایک قلعے کا پھاٹک کھلا دیکھا ایک جوان مرکب سبز چشمی پر سوار نہایت حسین و جمیل اندر سے آتا ہے اور آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او مغرور آگے نہ بڑھنا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ہے کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ہے نعرہ ایرج سے زمین تھرا گئی دیو دیوث بڑھا کہ چنگل مار کر کھا جاؤن جیسے ہی ایرج پہ ہاتھ مارا ایرج نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا کہ دیوث جھکا ایرج نے ایک گھونسہ مارا کہ سر و پوست کا پھٹ گیا مارا جانا دیوث کا ایرج تلوار کھینچکر دیوزادون پر جا پڑا فغفور نے جنات کو اشارہ کیا آخر دیوزاد شکست کھا کے بھاگے ایرج نوجوان پر فتح و فیروزی ادھر ہے فغفور نے بڑی تعریفین کین کہا شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ آپ کو فتح عطا کی ایرج نوجوان خوشی خوشی قلعے مین آئے سہیل نے اشارہ کیا کہ برائے شکار چلیے راہ مین میرا باغ ہے وہان ملاقات ہوگی یہ کہکے اٹھ گئی ایرج نے فغفور سے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو واسطے شکار کے جاؤن فغفور نے کہا بسم اللہ مگر ایسا

نہ ہو کر راہ مین فراری ملجاوین ایرج نے کہا اگر ملین گے تو شکست کھائین گے مین
اُنسے خوف نہین کرتا یہ کہکے سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیا قلعے سے کئی کوس پر
دو باغ تھا سہیل انتظار کر رہی تھی ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا ایرج کا استقبال
کیا باغ مین لائی لا کر مسند پر بٹھایا ایرج باتین کر رہے ہین فرماتے ہین ای ملکۂ عالم
مین باپ سے تمھارے خواہش کرون سہیل نے کہا وہ خود بخود خواستگار ہین کہ آپ سے
پیوند ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای شہریار ابھی صحرا سے گرد اُڑی ہو اور
ایک لشکر ساحران چند قیدیون کو ساتھ لیے ہوے ادھر سے جا رہا ہی کنیزون نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ نور الدہر جنجال جادو کے سحر مین گرفتار ہوے ہین
مینوش شیرین کلام ایک ساحرۂ زبردست بھی قیدیون مین ہی ایرج نور الدہر
کا نام سنکر تیغہ ٹیک کر اُٹھا سہیل نے پوچھا ای شہریار کہان چلے فرمایا نور الدہر میرا
ہمچشم ہو اُسکو جا کر قید سے رہا کرون کہ میرا احسان ہو ملکہ خاموش ہو رہین ایرج
سوار ہو کر باہر نکلے دیکھا لشکر اُتر رہا ہی جنجال جادو نے خبر پائی ہی کہ فغفور چینی نے
کسی فرزند صاحبقران کو طلب کیا ہی آسنے آکر دیو دیوث کو مارا سہیل غزال چشم
پر دیو دیوث عاشق تھا وہ چاہتا تھا کہ سہیل کو طلب کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی
ایک جوان کو دیکھا کہ ہمشبیہ نور الدہر نعرے کرتا ہوا آتا ہی مگر شاپور نے جو دیکھا
کہ لشکر ساحران ہی رکاب چھوڑ کر الگ ہوا طرف ارابے کے چلا ایرج جیسے ہی لشکر
ساحران پر گرے جنجال نے سحر کیا کہ گھوڑا رہروی سے رُک گیا ہاتھ دستگیری نہین
کرتے ساحرون نے قصد کیا کہ ایرج کو گرفتار کر لین شاپور قریب ارابے کے پہونچا
کہتا ہوا مینوش کو قتل کر دو نور الدہر سرنگون بیٹھے ہین کہ شاپور نے زبان سے
مینوش کی سوزن نکالی مینوش نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ نور الدہر کی قید دور ہوئی
جنجال نے قصد کیا ہی کہ ایرج کو گرفتار کر لون کہ مینوش نے سحر کیا کہ آسمان سے
پھول گرنے لگے چند پھول جو جنجال پر گرے مثل ہیزم خشک جلنے لگا لشکر ساحران
نے شکست کھائی نور الدہر رہا ہوتے ہی مینوش کو ساتھ ایک طرف لشکر کے چلے

جنجال چونکہ مارا گیا لشکر نے بھی سحر سے نجات پائی اپنے آقا کی تلاش میں چلے تھے کہ
سامنے سے آقا کو آتے ہوئے دیکھا مگر بیہوش سے کہتے ہوئے کہ یہ تاجر زادہ کیونکر
پہونچا مجھے یقین تھا کہ میں یہاں آیا ہوں یہ بھی ضرور آ پہنچا سہیل نے دیکھا کہ شاہزادہ
دریائے خون میں نہایا ہوا آیا بیقرار ہوگئی دوپٹے سے خون پونچھنے لگی یہ خبر جو
فغفور کو پہونچی کہ اس شیر نے جنجال جادو کو شکست دی نورالدہر کو رہا کیا یہ
واسطے خوشخبری دینے کے آیا راہ میں خبر سنی کہ شاہزادہ باغ سہیل میں ہے اپنے وزیر
نیک رائے کو بھیجا کہ جا کر شاہزادے کو مژدہ دو کہ فغفور مبارکباد دینے آئے
ہیں وزیر نے آ کر ایرج کو خبر دی ایرج شرما کر اٹھے آ کر فغفور سے ملاقات کی مگر
فغفور نے دست بستہ عرض کی کہ وہ باغ اور کنیز آپ ہی کا مال ہے آپ کیوں وہاں سے
چلے آئے مگر آپ نے ساحران طلسم نوخیز سے بگڑی الجھائی میں چاہتا ہوں کہ آپکا
عقد ہمراہ سہیل کے کر دوں ایرج نے سر جھکا لیا فغفور نے اسی شب کو عقد ایرج
نوجوان ہمراہ سہیل غزال چشم معصوم سے کیا اور شاپور کا عقد وزیر زادی سے
بہ ناز کہ ادا کے ساتھ ہوا دونوں جوانوں نے گوہر مراد حاصل کیا سہیل حاملہ
ہوئی اور بہ ناز کہ ادا کو بھی حمل رہا کہ ذکر انکا تیسری جلد میں کرونگا صبح کو ایرج
غسل کرکے بارگاہ میں آ کر بیٹھے کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ایک بادشاہ تاجدار در
دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ایرج نے کہا بلا لو دیکھا ایک بادشاہ پیر لباس
سیاہ پہنے ہوئے وزرا امرا ساتھ سامنے آیا آ کر ایرج کو سلام کیا اور قدموں سے
لپٹ کر رونے لگا کہا اے شہریار اقتباس مردار خوار یہاں سے پانچ کوس پر ایک
صحرا ہے کہ وہاں کا حاکم ہے ایرج نے اسکا نام پوچھا اسنے ظہیر تاجدار اپنا نام بتایا کہا
بیٹا میرا کہ جری و بہادر تھا مسمی بہ گلزار تاجدار صحرا میں جا کر جب پہونچا اقتباس
بھی واسطے شکار کے آیا تھا ایک آہو پر تکرار بڑھی میرے بیٹے کو گرفتار کرکے لیگیا
ہر چند نامے لکھے مگر قید سے نہیں چھوڑتا بھی چاہتا ہے کہ قید میں اسکو ہلاک کرے
دوسری خرابی یہ گذری کہ بیٹی اسکی غنچہ گلبدن میرے بیٹے پر عاشق ہے بلکہ لیجاگی

تھی راہ مین آکر اقتباس نے پھر گرفتار کر لیا ایسا سخت مزاج ہی کہ اُسنے اپنی بیٹی کو
بھی ساتھ گلزار کے قید کیا ہی مین نے بہت کچھ عذر کیا مگر وہ نہین مانتا مین نے خبر
سُنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے اور دیو دیوث ایسے شخص کو مار الو غلام
فریادی آیا ہی کہ حضور میری مدد فرمائین اور اقتباس سے میرے بیٹے کو دلوادین وہ
مردار خوار ہی اور اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہی کہتا ہی کہ اگر رستم اور اسفندیار ہون
تو مین اُنسے بھی خوب جنگ کرون اگر میرے زمانے مین اسفندیار رو ئین تن
ہوتا تو اُسکو بھی زیر کرتا ایرج نے کہا بڑا مغرور ہی اور یہ فرما کر شاپور کو ساتھ لیا
ظہیر تاجدار کے ساتھ چلے اقتباس اپنے تلاے مین بیٹھا تھا کہ اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ ظہیر تاجدار نبیرہ صاحبقران کو لیکر آتا ہی بہت ہنسا کہا قضا اُسکو لاتی
ہی ہاتھ پانون توڑ کے رکھدونگا ان لوگون نے بڑے بڑے کام کیے مگر کسی بہادر
سے مقابلہ نہین پڑا لشکر تیار کرو لشکر تیار کر کے صحرا مین آکر اُترا دوسرے دن
صحرا سے گرد اُڑی ایرج نوجوان مع ظہیر تاجدار آکر پہونچے مقابلے مین اقتباس کے
کے اُترے ایک نامہ روانہ کیا کہ جسکا یہ مضمون تھا کہ اے اقتباس اگر اپنی خیر و خوبی
چاہتے ہو تو گلزار تاجدار کو روانہ کردو کہ باپ اُسکا مرد پیر زمین گیر آٹھ پہر روتا ہی
لہذا تمھاری جرأت کے سراسر خلاف ہی پیر زمین گیر کو ستانا نامناسب نہین آیندہ
تمکو اختیار ہی جب نامہ تیار ہوا تو ایرج نے کہا ایک جوان کو چاہتا ہون کہ میرا نامہ
لیکر جاے کہ شاپور رونگل سے اُٹھا کہا اے آقا سے نامدار و اے مولا سے قدرشناس یہ غلام
نامہ لیکر جاے اور جواب باصواب لائے ایرج نے کہا اے شاپور تم لوگ مکار و
غدار ہو ایسا نہ ہو وہان جا کر کچھ فتور برپا کرو ہم ایک سوار کے ہاتھ روانہ کر دینگے
مگر شاپور نے نہ مانا نامہ لیکر چلا راہ مین آکر صورت تبدیل کی بشکل ہرکارے کے
چلا لشکر مین اقتباس کے آیا دربارگاہ پر آکر دربان سالار سے عرض کی کہ پہلوان
دوران سے اطلاع کر دو کہ دو سوار سے یہ ہرکارہ حاضر ہی کچھ خبر لایا ہی چاہتا ہی کہ خدمت
مین حاضر ہون اقتباس نے کہا بلا لو شاپور بشکل مبدل سامنے آیا ہاتھ اُٹھا کر

دعا دی عرض کی غلام واسطے خبر کے طرف لشکر ایرج کے جاتا تھا اودھر سے ایک سوار
ایرج کا آتا تھا مجھکو معلوم ہوا کہ آپ کے پاس نامہ بھیجا ہی مین نے وعدہ کیا اور اُس سے
نامہ لے لیا اور سوار کو مار کر وہین ڈالدیا مین نے کہا نامہ لیکر سرکار کے پاس جاؤن
دیکھون کیا فرماتے ہین لہذا یہ نامہ حاضر ہی مگر وہ سوار کہتا تھا کہ نامے پر زر نثار کرین
تب نامے کو ملاحظہ فرمائین اقتباس نے کہا نبیرہ کوچک سلیمان کا نامہ ہی اسپر زر
کیون نہ نثار کرونگا یہ کہکے نامہ شاپور نے نکالا اقتباس نے اُسپر زر نثار کیا پھر
شاپور نے کہا ہاتھ پھیلایئے تو دون نامہ دون اقتباس نے ہاتھ پھیلا کے نامہ لیا
اور پڑھا مضمون مذکور نامے مین پایا ہنسا اور کہا کہ اس طفل کی قضا لیکر آئی ہی اُنکے
دادا جان کے واسطے یہ شرف ہوگیا کہ کل پردۂ قاف تسخیر کر گئے اور کسی کی کیا مجال
ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے مین اِس شخص کو مار کر آسمان پری پر چڑھ جاؤنگا ایسا پامال
کرون کہ سلطنت اُنکی مٹجائے لو یہ نامہ اُنکو جواب جنگ دینا لیکن اگر وہ اپنے سوار
کو پوچھین تو اپنا بار نا ظاہر نہ کرنا شاپور نے نامہ لیا اور جست کر کے باہر آیا پکار کر
آواز دی کہ او اقتباس منم شاپور شیر دل کسطرح تجھسے جواب لیا اب میدان مین
سمجھا جائیگا اقتباس نے حکم دیا اِسکو گرفتار کرو چہار طرف سے لوگ دوڑے مگر
شاپور کئی جوانون کو مار کر نکلگیا باقی لوگ پلٹ آئے اقتباس نے جھلا کر حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی کہ وہان
طبل جنگی بجا ہی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو آفتاب
زرین پوش بصد جوش وخروش چرخ زبرجدی پہ آیا تمام میدان منور وروشن
ہوگیا فوج ستارگان بھاگی نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت / خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند / لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست / بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ایرج کے ساتھ جمعیت بہت کم ہی اقتباس

بارہ ہزار جوانون سے میدان مین آیا صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئی نقیب نقابت کرکے ہٹے اقتباس نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی او جوان نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین آ ایرج نے مرکب اڑایا اقتباس نے جو جمال بے مثال ایرج دیکھا کہا او شہریار آپ کو کچھ جان کا خوف نہ ہوا اور میرے مقابلے مین چلے آئے آپ نے خبر نہ سنی ہوگی کہ جو میرے مقابلے مین آیا وہ مارا گیا آپ کیونکر بچین گے ایرج نے جواب دیا کہ او جوان اسقدر غرور زیبندہ نہین وار کر یہ میدان کارزار ہے مین تیری جرأت کا مشتاق ہون اقتباس گینڈے سے کود پڑا کہا مین آپ سے کیا مقابلہ کرونگا یہ تو سن چکا ہون کہ آپ نے زمانۂ جہالت مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی اور قلعۂ ذو الامان پر جاکر لڑے اکثر مسلمان آپ کے ہاتھ سے مارے گئے لہذا مین مشتاق جمال ہون اور چاہتا ہون آپ کی قدمبوسی کرون ایرج گھوڑے سے اتر کے اقتباس کو گلے سے لگا لیا اقتباس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اقتباس کو ساتھ لیا قلعۂ اقتباس مین داخل ہوئے ان دونوں کو قید سے رہا کیا ظہیر تاجدار کے فرزند گلزار تاجدار و نازک اندام کا عقد کیا ایرج آترے ہوئے ہین کہ ایک روز اقتباس گھبرایا ہوا آیا کہا او شہریار میلان سرکش ایک پہلوان ہے کہ اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے اور حقیقت مین بڑے بڑے پہلوان اسنے مارے لشکر لیکر آیا ہے میری بیٹی کو مانگتا ہے ہر چند کہ مین نے جواب کہلا بھیجا ہے مگر وہ نہین مانتا آمادۂ حرب و پیکار ہے آپ چلکر سمجھا دیجیے ایرج نے کہا کیون سمجھاؤن طبل جنگی بجوا کر میدان مین آنے دو تم جاکر یہ جواب دو کہ میدان کارزار مین طبل جنگی بجوا کر آ مین وقت پر ضرور آ جاؤنگا اگر مقابلہ کرونگا یہ فرما کر طرف صحرا اسکے واسطے شکار کے روانہ ہوئے اقتباس پہاڑ سے اتر میلان سے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ اگر مجھکو زیر کروگے تو بیٹی دونگا میلان نے طبل جنگی بجوایا جا بجین سے طبل جنگی سنکے صبح کو خوشی خوشی میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ او اقتباس میرے مقابلے مین آ اقتباس نے قصد کیا کہ مقابلہ میلان مین جاوے ان کہ صحرا سے گرد اڑی جسمین

دیکھا کہ ایک نقابدار نیلم پوش مقابلہ میلان مین پہونچا میلان نے کہا کہ او نقابدار
تو کون ہی نقابدار نے کہا تیری جان کا ملک الموت ہون اور دشمن خدا اسکو چکا کر
نازک ادا کا عقد ہو گیا اور پھر اُسکو مانگتا ہی وہ کیونکر دے سکتا ہی اگر مجھپر غالب آ
تو البتہ ساتھ نازک ادا کے عقد ہو جائیگا میلان نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے
لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
میلان کے نکلگیا میلان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ ہاتھ تلوار کے ایرج پر مارے
ایرج نے وار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا میلان لپٹ پڑا گھوڑے سے اُترے
آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر میلان لڑا دو پہر بجے ایرج کو ریلکر لے دوڑا
ساتوین قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا ایرج کا جھکا میلان آکر اوپر چڑھا مگر
اقتباس حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی کہ جو میلان سے لڑ رہا ہی افسوس معلوم
نہین کہ آقا پر کیا گذری کہ مدد کو نہ آئے میلان نے کمر مین ہاتھ ڈالکر کئی زور دیئے
مگر لنگر کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اور کہا اے جوان اب تیرے زور کا
مشتاق ہون نقابدار نے اپنے مقام سے اُٹھکر دونون مونڈھے میلان کے
تھامے ریلکر لے دوڑا چند قدم لاکر ہکہ مارا میلان کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین
ہوئے چاہا لنگر قایم کرون مگر نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا میلان نے
پکار کر آواز دی کہ اے نوجوان الامان تیری اطاعت کرتا ہون مگر امیدوار ہون
کہ ذرا جمال جہان آرا دیکھون تو دل سے اطاعت کرون نقابدار نے نقاب
چہرے سے ہٹائی اقتباس نے دیکھا کہ آفتاب جمال طالع ہوا نگاہ پڑی ایرج نوجوان
کو دیکھا میلان قدمون پر گر پڑا کہا مین دل سے اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون حضور
کے ساتھ رہون ایرج نے گلے سے لگایا میلان بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے
اُن جوانون کو ساتھ لیا اقتباس و میلان و ظہیر تاجدار و گلزار تاجدار وغیرہ
ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ ہوا ایرج نے کہا مقابلہ مین مہران تاجدار کے چلونگا جسے
گوارا ہو وہ میرے ساتھ چلے یا تو طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرونگا اور یا پھر اپنی

جان دو ننگا سرداروں نے عرض کی غلام سرکار کے ساتھ ہین لیکن مقدمۂ طلسم ہی
ایسا نہو کہ حضور گرفتار ہو جاوین میلان نے عرض کی کہ غلام یہ تو نہین جانتا ہی
کہ لوح کہان ہی اور طلسم کہان ہی مگر میرے ملک کے قریب صحراے سبزہ زار ہی لوگ
بیان کرتے ہین کہ اِس صحرا سے ابتداے طلسم ہی لہذا اکثر جو صحرا مین گذر ہوا تو شب
کو گانے کی آواز آتی ہی پریزادون کا جمگھٹ ہوتا ہی اکثر غلام کے بزرگ اُس
جلسے مین شریک ہوے مگر مین بسبب خوف کبھی نہین گیا کہ ایسا نہو کسی بلا مین
پھنس جاؤن اِسی خیال سے غلام آیا تھا کہ سرکار کو ہمراہ لے چلے گا ایرج نے کہا
ای میلان مین یہ آرزو رکھتا ہون کہ جان جاے مگر طلسم فتح ہو میرا ہمچشم آیا ہوا ہی
در بندون کو فتح کرتا پھرتا ہی اگر مین قید سے نہ رہا کرتا تو قتل ہوتے مین نے کس دھوم
سے رہا کیا مجھسے ملاقات بھی نہ کی احسان بھی نہ مانا مگر وقایع نگار اِس معرکے کو
لکھین گے تب لوگون کو ظاہر ہو گا کیون ای مہتر شاپور صحراے میلان مین چلون
شاپور نے کہا تکیہ پروردگار پر رکھیے آپ ہمیشہ اُنپر غالب رہین گے آپ کے والد
نامدار ہمیشہ بدیع الزمان پر غالب رہے آپ انپر غالب رہین گے ایرج نوجوان
نے سرداران مذکور کو لیکر کوچ کیا چوتھے دن صحرا مین آکر لشکر اُترا بارگاہ اِستادہ
ہوئی اُس مین ایرج نوجوان پلنگ پر پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کہ گانے کی آواز کان
مین آئی کہ کوئی خوش آواز بہ آواز بلند نے اندازسے گا رہا ہی نظم

اور اب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا — سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر — ہمارے اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا
ہمارا اِک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو — وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
جبیں افشان جو پیشانی پہ اُسکے چاندنی چھٹکی — ملی مستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا
اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا — شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
ڈرا تا ہی کسے ای شیخ تو نار جہنم سے — سمندر موج مارے مگر نچوڑون پاٹ دامن کا
سمجھتے تھے نہ ہم اِتنا ورانداز جنون جبکو — گریبان سے تعلق ہو گیا موقوف دامن کا

در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہی — سمجھتا ہون میں تجھیں اک بہانہ نادیدہ گلشن کا
یقین منزل محبوب اسیر مجھکو ہوتا ہی — دل صد چاک میں میرے ہی صاف انداز چلن کا
نہین ہمسا گنہگار او فلک کوئی زمانہ مین — ہمارے مُردے کو در کار ہی غسل آب آہن کا
ستایا ہی نہایت انقلاب دہر نے مجھکو — رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
مجھے بھی گر کسی نے حلکے مین حشر کے پوچھا — تو گھن لیتا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا
کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے — گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

ایرج نے جو یہ اشعار عبرت آمیز سُنے گھبرا کر آگے ہتھیار لگا کر باہر نکلے دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہو رہا ہی ہر خیمے سے آواز گانے کی آرہی ہی ایک خیمہ جو سامنے تھا اُسکا پردہ اُٹھا ایک نازنین گلپوش خیمے سے نکلی ایرج کو آکر سلام کیا کہا اے شہریار آپکی ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین دیر سے آپ کی مشتاق ہین مین آپ کو لینے آئی ہون ایرج اُس نازنین کے ساتھ خیمے مین آئے دیکھا ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اور کئی ہزار پریزادان دُر در گوش مرصع پوش جمع ہین اور مسند پر ایک شعلۂ جوالہ آفت کا پرکالہ خاموش بیٹھی ہی جیسے ہی ایرج سامنے پہونچے وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی اُس نازنین نے پکار کر کہا تشریف لایئے مین کئی دن سے آپ کی مشتاق ہون ایرج پہلو مین آکر بیٹھے اُس نازنین نے جام لبریز کیا ایرج کو اُسکا جام دینا ایسا پسند آیا کہ جام پی گئے جام پیتے ہی اُس نازنین نے پوچھا کہ کیونکر آنیکا اتفاق اس صحرا مین ہوا ایرج نے کہا مین فکر فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی مین نکلا ہون چاہتا ہون کہ لوح حاصل کرون یہ سُنکر اُس نازنین کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا اے شہریار تصور فرمایئے بقول شاعر یہ مثل آپ پر صادق ہی ۔ ای بس حد خود را بشناس ۔ اس طلسم مین ہزارون آتشین جین خونخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم بلائے روزگار ہی کیا ممکن ہی کہ اُسکے ملک مین غیر کا گذر ہو نہ کہ آپ کیون اپنی جان دینے کا ارادہ کرتے ہین ابھی تک خیر ہی پلٹ جایئے ایرج نے کہا جان سے جانا قبول ہی مگر فکر فتاحی طلسم سے منھ نہ پھیرون گا انشاء اللہ اُس تنگ پیشانی کو جا کر قتل کرونگا وہ نازنین جھلا کر اُٹھی کہا

اب مین تو جاتی ہون آپ کو اختیار رہی ایرج نے گھبرا کر ہاتھ تھامنا چاہا کہ نہ جانے دون
وہ دوڑ کر چلی ایرج جیسے ہی جھپٹے یہ فرش کی ٹھوکر لگی کہ گر کر بیہوش ہوے جب نسیم
سحری چلی تو ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو چپرکھٹ پر پایا شاپور واسطے جگانے کے آیا
دیکھا شاہزادہ جوڑا بھاری پہنے ہوے عطر سہاگ ملا ہوا شاپور حیران ہوگیا کہ
یہ سامان کہاں سے آیا اسنے شاہزادے کو جگایا جب شاہزادہ اٹھا تو لباس کو دیکھکر
یہ بھی حیران ہوگیا شاپور نے پوچھا کیون آقاے نامدار یہ لباس کہان سے آیا
شاہزادے نے کہا اے شاپور رات کو ایک جلسے مین شریک تھا اس جلسے کی تعریف
نہین کرسکتا میری بیہوشی مین شاید ملکہ نے یہ لباس پہنایا اور عطر وغیرہ لگایا مگر بڑی
شوخ تھی جب وہ چلی تو مین اسکے پیچھے چلا پیر فرش کی ٹھوکر جو لگی گر کر بیہوش ہوگیا
اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا مقدمات طلسم شروع ہوگئے خدا انجام بخیر
کرے شاپور نے کہا اب ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ آپ کی گرفتاری کی تدبیر ہو
تو غلام کیا فکر کریگا خدا کرے جلد تلاش عالی پر کوئی حکایت ایسی نہ پڑے کہ جس سے
حضور عاجز ہون ایرج نے کہا اے شاپور شب کو وہ سامان دیکھا ہے کہ جسکی یاد مین
دل تڑپ رہا ہے بقول آتش

نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا　　بلبل مست سے سوداے گلستان نہ گیا
حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق　　زلفین وان منہ کو گئین یان حال پریشان نہ گیا
پھر بھی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی　　ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے　　رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
مرغ بسمل کی طرح رقص کرینگے طاؤس　　چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجسا یکش　　شیشے سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا
خاک پا تونے نہ اس عیسی نفس کی چھڑکی　　باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا
مجسا غم دوست نہ ہوویگا کوئی دنیا مین　　کونسی مجلس ماتم ہے مین مہمان نہ گیا
چھوڑ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین　　تھکے شرمندہ ہے اے خار مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش		بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نگیا

دن بھر ایرج اسی طرح پریشان رہے شام کو شاپور نے اپنے ہاتھ سے شراب
وغیرہ پلائی اور کہا چلکر آرام فرمایئے آخر شاپور بھی اُسی مقام پر لیٹا اور سو گیا اب جو
ایرج نے دیکھا کہ شاپور سو گیا دبے پانون اُٹھے باہر بارگاہ کے آئے نکلکر دیکھا کہ
صحرا مین وہی روشنی ہو خیمون سے آواز گانے کی آرہی ہو ایرج چلے تھوڑی دور
چلے تھے کہ وہی ایک کنیز بلانے کو آئی کہا چلیے آپ کو جلسے والون نے بلایا ہی ایرج
اُسکے ساتھ گئے ایک خیمۂ اطلس مین پہونچے اندر جاکر جلسہ دیکھا کہ ایک شاہزادی
آفتاب جمال مسند پر بیٹھی ہو اُس نازنین نے استقبال کیا ایرج کو لاکر مسند پر بٹھایا
باتین میل کی کرنے لگی ایرج نے کہا ای جان جہان وہ آرام دل مشتاقان تمھاری
محبت سے افسوس ہوتا ہی کہ تم مجھکو تڑپتا چھوڑ کر چلی جاؤ گی اُس نازنین نے ہاتھ
باندھکر کہا مین مطیع ہون مجھے آپ کی بے رخی کا خیال ہو کل آپ جس جلسے مین سے
آج اُسکو فراموش کیا مجھکو خوف آتا ہی کہ آپ اسی طرح مجھکو بھی فراموش کرینگے ایرج
نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم ہم بیوفا نہین ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت
نہایت سجا ہوا اُسپر ایک نازنین جلوہ فرما تھی نہایت حسین وجمیل آکر پہونچی اور
آتے ہی ایرج کو سلام کیا ایرج اُسکا جمال دیکھکر مبہوت ہو گئے نازنین اول کو
بھول گئے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ مجھکو گل اندام کہتے ہین
مین آپ کو سمجھانے آئی ہون کہ آپ پلٹ جایئے طلسم کے جھگڑے مین نہ پھنسیے ایسا نہو
کہ شاہان طلسم آپ کے دشمن ہو جاوین ایرج نے تامل کرکے جواب دیا کہ آپ کی
مہربانی آپ نے سمجھایا مگر مین عہد کر چکا ہون کہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگا میرا
ہمچشم اس طلسم مین آیا ہی تب اُس سے چشمک رکھتا ہون اُس نازنین نے زانو پر
ہاتھ رکھدیا کہا ای شہریار اگر میرا کہنا نہ مانیے گا تو بہت پریشان ہو جیے گا ایرج نے
پھر وہی جواب دیا بس وہ نازنین اُٹھی اور کہا صاحب مین گشت کو آئی تھی تمکو
اُسکو اس آفت مین دیکھا اِس وجہ سے سمجھایا نہین مانتے تو رنج اُٹھاؤ گے اب مین تو

رخصت ہوتی ہون ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم مین ابھی نہ جانے دونگا ایک کنیز پہلو سے آئی اُسنے ایرج سے اشارہ کیا کہ انکو اپنے مقام پہ لے چلیے ایرج نے کہنے سے کنیز کے ہاتھ اُسکا نہ چھوڑا کہا ہمارے مقام پہ چلیے وہان بلا تکلف کی صحبت ہوگی وہ نازنین ایرج کے ساتھ ہوئی وہ نازنین جو مسند پہ بیٹھی تھی اُسنے کہا اے گل اندام کہان جاتی ہو ایسا نہ ہو کہ تم پر کوئی اُفتاد پڑے اور جسکے ساتھ چلی ہو یہ بھی پیش جاوین اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے دلدار ہمیرا و اُنکا کہنا کیونکر رد کرون ایسا نہ ہو اِنکے دل نازک پر صدمہ پہونچے مین بعد تھوڑی دیر کے چلی آؤنگی ایرج اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیرون بارگاہ آئے پلٹ کر دیکھا وہ خیمۂ اطلسی ندارد اُس نازنین نے کہا اے شہریار دیکھیے خرابی شروع ہوگئی ایسا نہ ہو کہ عفریت طلسم آجائے تو کچھ نہ بن پڑے گا ایرج نے کہا مین دیو بند و دیو کش ہون وہ کنیز جسنے اشارہ کیا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے ہے اصرار کر رہی ہے کہ اپنی بارگاہ مین چلیے اب ٹھہریے نہین ایرج اُس نازنین کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئے مسند پر لاکے بٹھایا وہ کنیز بھی سامنے بیٹھی ہے یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند تا بتا کر گا رہی ہے

نظم

غم سوا عشق کا مآل نہین — کون دل ہے جو پائمال نہین
حُسن پر آپ مین عبث مغرور — کون شے ہے جسے زوال نہین
حُسن مین بال کا نہین ہے فرق — کمر یار دیکھو بال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے — انکو مطلق مرا خیال نہین
زخم کے مُنھ سے بات کیا نکلے — لال ہے طاقت مقال نہین
غم سے افسردہ ہوگیا یا تنگ — آرزوے شب وصال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے — وصل کا آپ سے سوال نہین
ہجر مین ہوگیا وصال نظام — ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کہ ایک آواز مہیب تاک آئی وہ نازنین جو گا رہی تھی یہ کہکر بھاگی کہ اے شہریار

ہوشیار ہو جایئے ایرج نے دیکھا پردہ بارگاہ کا اُٹھا کر ایک دیو مہیب صورت آیا
اور للکار کر کہا کیون گل اندام تو پاس دشمن خداوند کے بیٹھی ہی مجھکو کچھ خوف نہین
شاہ طلسم نے تجھکو طلب کیا ہی ایرج تلوار کھینچکر جھپٹے اُس دیو نے کچھ اشارہ کیا کہ تلوار
ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی ایک پنجہ کمر مین اُس نازنین کی دیا اور دوسرا کمر مین
ایرج کی دیا اور اس زور سے چیخ ماری کہ زمین ہلگئی ایرج اور نازنین کو لے اُڑا
تموج ہوا سے آنکھین بند ہوگئین دیو نے جلادوگان کی صورت بنا ہوا شاپور
تھا اِسنے بہت جستجو کی اندر جا یا پیچھے جاؤن مگر تھوڑے عرصے مین وہ دیو نظرون سے
غائب ہو گیا شاپور ناچار رجع کو بہ خدمت میلان آیا سب سردار جمع ہوے
شاپور نے سب سحر کر بیان کیا میلان نے کہا مین تو منع کرتا تھا مگر شاہزادے نے
نہ مانا اب سوا سے طلسم کشا کے کوئی اُنکو رہا نہین کر سکتا اور بادشاہ طلسم کو بڑی
کوشش ہی کہ یہ لوگ بھی طلسم مین آئے ہین اُنکو گرفتار کر کے قتل کرون دیکھیے کیا ہو
شاپور نے کہا آپ لوگون کو اختیار ہی مین جاتا ہون جاکر سعد شہریار سے اطلاع
کرون کہ وہ اُنکی رہائی مین کوشش کرین سب سردارون نے کہا ہم اسی مقام پر
ٹھہرے ہین جیسا کچھ اتفاق ہوگا اُسکو دیکھین گے شاپور سب کو ٹھہرا کر اسباب
عیاری سے آراستہ ہوا سعد شہریار کی تلاش مین چلا ایک مقام پر پہونچا دیکھا
لشکر اُترا ہی فقیر بنکر لشکر مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان
اِس مقام پر فروکش ہین اور مہنوش شیرین کلام منتظر لشکر مین شاپور بلا تکلف
بصورت اصلی سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے شاپور کو گلے سے لگا لیا
پوچھا کہ ہمارا برادر کہان ہی شاپور نے کہا وہ گرفتار طلسم ہو گئے سب سحر بیان
کر کے کہا مین بہ خدمت سعد شہریار جاتا ہون کہ جا کر اُنسے اطلاع کرون کہ وہ فکر
رہائی مین مصروف ہون ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کوئی سحر گذر جائے نور الدہر
نے کہا مین تو برا سے مقابلہ مہران قصیدہ و بارز جاتا ہون مہنوش بھی قریب نور الدہر
بیٹھی ہی کہ دہی صدا سے مہیب آئی شاپور ایک جانب بھاگا مہنوش کانپ رہی تھی

شاپور نے دور سے دیکھا کہ وہی عفریت آکر پہونچا اور چاہا نورالدہر کو گرفتار کرے مینوش نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ سینے پر دیو کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا مگر وہ دیو نہ گرا پھر طرف مینوش کے جھپٹا مینوش نے جھپٹ کر دوسرا گولہ مارا سات گولے دیو پر مارے جسم میں دیو کے سوراخ پڑ گئے مگر زور دیو کا نہیں کم ہوتا یہی قصد کرتا ہی کہ مینوش کو گرفتار کر لوں جب آٹھوان گولہ مینوش نے نکالا دیو نے اُن سوراخون پہ ہاتھ پھیرا ہر سوراخ سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان جو آنکھ مین نورالدہر اور مینوش کی لگا دونون لڑکھڑا کر گرے دیو نے دونونکو اٹھا لیا اور کل سرداران نورالدہر کو لیا شاپور یہ سب معرکہ دیکھا کیا غرض وہ دیو سب کو لیکر اڑ گیا شاپور نے چاہا پیچھا کرون مگر وہ غائب ہوگیا شاپور شیردل مجبور و ناچار افسوس کرتا ہوا تلاش سعد شہریار مین چلا کہ ذکر اسکا وقت پہ تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان سعد شہریار کہ مع سرداران نامی طرف مہرانیہ کے چلے ہین مہران سے مقابلہ پڑنا و فیروزہ کی عیاری و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر بے عدیل — کہ میخوار رکھین گے اُسکی سبیل
سُن اے ساقی بیخبر بادہ نوش — کہ رندون کو ہو جوش رہین خروش
تری مہر و الفت کا خواہان ہون مین — سمجھنا نہ تو آج بیجان ہون مین
مرا کلک ہے رستم داستان — کہ ہے آج یہ برسر امتحان
اگر زور دکھلائے میرا قلم — تہور شعاری پہ مارے قدم
کہان رستم و زال و افراسیاب — ہوئے دہر کی بے رخی سے خراب
کبھی آجتک یہ نہ سامان ہوا — کہ رستم کو ہو کلک سے بھی وفا
اگر دشت ہیجا مین آئے قلم — تو ہو شور اُسکا میانِ عدم

... شب کا کاک جولان رہا — کہ فتح وظفر کا بھی سامان رہا
کبھی جتنے پیچھے نہ پھیرا قدم — قلم ہی قلم ہو قلم ہی قلم
اٹھا ابر تاریک با شد و مد — کرین آکے بیخوار بیری مدد
یہ جھومست جوانونکے بیجا نہین — کسی نے یہ سامان دیکھا نہین
کہ مست مے بیخوار رشتہ نژاد — کہ ہو ذکر مے اور یہ ہوویں نشاد
اسی قدمین جست وچالاک ہین — کہ بیخوار ہین اور بیباک ہین
چبل کاکاک شیرین زبان بید ریغ — قمر کی زبان ہو کہ چلتی ہی تیغ

چہرہ ربائی اخبار طلسمات و نیرنگ سازی ساحران مکار وغدار و شعبدہ بازان داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور کرون محفل داستان طرازی سخندان کا پھر امتحان + سعد شہریار تیغ یا سمن رنگین پوش منزل بمنزل آتے آتے ساحت مہرانیہ کے پہونچے مہران شعبدہ باز بالاے قلعہ بیٹھا تھا اسنے دیکھا ایک لشکر جرار و سرداران نامدار اور سعد شہریار قریب صحرا آکے پہونچے مہران نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلایا بلبلاکر قلعے سے اترا بارگاہ مین آیا سرداروں سے صلاح کرنے لگا کہ یہ مسلمان اپنے دل مین کیا سمجھے ہین کہ لشکر لیکر آئے ہین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا بھاگنے کا بھی راستہ ندونگا دو سحر کرون کہ سعد شہریار کا ہاتھ نہ اٹھ سکے سرداروں نے کہا اگر آپ حکم دین تو سب کو گرفتار کر لاوین مہران نے کہا بیشک جاؤ سب کو گرفتار کر لاؤ وقیدی تو روانہ ہو گئے یقین ہی کہ شاہ طلسم نے انکو قید کیا ہو طومار جادو اپنے مقام سے اٹھا ساٹھ ہزار ساحروں کو لیکر بیرون قلعہ آیا سعد نے دیکھا کہ لشکر ساحران مقابلے مین آگیا فیروزہ اپنے مقام سے اٹھا کہا اے شہریار مین فکر مین اس مردود کی جاتا ہون اگر جیتا ہی تو گرفتار کرکے لاتا ہون سعد نے فرمایا اے فیروزہ یہ عملداری ساحرون کی ہی جو کچھ کرنا سمجھ بوجھ کے کرنا اگر خدانخواستہ تم گرفتار ہو گئے تو باعث خرابی ہوگا پھر کون ہماری خبر لیگا اور زیادہ ساحر دباؤ ڈالین سگے ظلم و بدعت سے

مطلب نکالین گے فیروزہ نے عرض کی غلام آپ کا خوب سمجھے ہوے ہے خدا قبلہ گاہ
کو سلامت رکھے سب کچھ تعلیم کیا ہے آیندہ خدا کے اختیار ہے یہ کہکے با تمامہ عیاری
سے آراستہ ہوا طرف لشکر طومار کے چلا مگر طومار لشکر کو اُتار کر خود تنہا چلا صحرا مین
پہونچا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک مالن آتی ہے چنگیر پھولون کا ہاتھ مین اور گلنار
ساری آدھی باندھے آدھی اوڑھے گجرے پھولون کے ہاتھون مین پہنے ہوے
طومار کو دیکھکر چہار ابرو کترا کر کاجاون کمر کو لچکاتی ہوئی چلی تھی کہ طومار کے دل کو
بیکل ہوئی آخر پکار اُٹھا کہ اے لی جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ ہمین کچھ بات کرنا ہے
مالن نے پلٹ کر دیکھا غنچۂ دہان وا ہوا کہا کیون صاحب کیا ہے راہ گیر کو کیون ٹوکا
کیا اس طلسم مین لوٹ ہے مین اپنے کاروبار کو جاتی ہون مجھے ٹھہرنے کی مہلت
نہین طومار جھپٹ کر قریب آیا مالن بھی ٹھہر گئی ہنس کر بولی کہو کیا کہتے ہو طومار
نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے مالن نے کہا گلدستہ یہ نام ہے میری دیورانی کو درد زہ
نکلا ہے مین دعا کرنے جاتی ہون کہ جا کر خداوندون سے عرض کرون کہ مشکل آسان
ہو آج تیسرا دن ہے کہ درد کے مارے تڑپ رہی ہے بس اب جاؤ مجھسے بات نہ کرو
مجھے زیادہ فرصت نہین ہے طومار نے کہا ذرا اُدھر کوہ مین چلو مین تجھے دو باتین
کرونگا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا مالن نے کہا چلو کیا مجھے کھا جاؤگے مین ڈرتی نہین یہ
کہکر ساتھ طومار کے درہ کوہ مین آئی ہاتھ مین جو تھال تھا دھر دیا طومار نے
ایک بار اُٹھایا کہ سونگھنے لگا جیسے ہی سونگھا بو جو دماغ مین پہونچی چیخ مار کر
گرا بیہوش ہو گیا القصہ ہوا کہ تم فیروزہ بن عمرو تمثال وغیرہ دیکھا کہ طومار جادو
کا پشتارہ باندھا جلدی مین سوزن دینا بھول گیا یہان دربار مین سعد شہریار
بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی استاد ایک پشتارہ لیے ہوے آتے ہین یا حضرت
جناب سعد ہوتا ہے کہ طومار نے پنجہ قابض کیا ہے ذکر تھا کہ فیروزہ طومار کو لیے ہوے
بارگاہ مین آیا طومار کو اُس ستون سے باندھا سعد شہریار نے کہا کہ اے فیروزہ
اسکو ہوشیار کرو فیروزہ نے ہوشیار کر دیا طومار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ مین تو

دربار مین سعد شہریار کے ہون یاسمن نے پکار کر کہا کہ ای طومار قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم گرفتار ہو گئے بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو طومار نے دیکھا کہ میری زبان مین سوزن نہین ہی جھلا کر جواب دیا او جعلساز دو گھڑے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہی یاسمن نے چاہا اپنے مقام سے طومار پر سحر کرے فیروزہ نے دیکھکر کہا افسوس سوزن دینا مین نے فراموش کیا طومار پسند لیے نکلگیا جھپٹ کر سعد پر گرا اپنچہ کمر مین دیکر لے اڑا یاسمن نے للکارا کہ او دشمن خدا اس شہریار کو تو کہان لیے جاتا ہی یہ کہکے جدول سے ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طائر اسکا بنا کر کچھ سحر کیا کہ وہ طائر اڑتا ہوا سر پر طومار کے آیا مثل انسان کے آوازین دینے لگا اور گرد سر چرخ مارتا تھا اور چہکارتا تھا کہ اسکی آواز سے یہ اشعار پیدا ہوتے تھے نظم

خون فشان چھالے ہین مثل چشم گریان پانون مین
خار صحرا نے کئے چھید چھید کے مژگان پانون مین

جھک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اسقدر
چبھتے مین ہر ہر قدم پر خار مژگان پانون مین

ہون وہ وحشی وحشت آباد جہان مین ایکدن
آبلون کے بدلے ہین چشم غزالان پانون مین

ضعف مین بار قبا اترا پر ای دست جنون
بنگئی بیڑی مری طوق گریبان پانون مین

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے طومار جادو جھومنے لگا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مین تو آپکو دیکھنے آیا تھا یاسمن نے کہا اگر ہمارے خواہان ہو تو مہران تاجدار کا سر لاؤ یہ سنکر طومار جادو نے سعد شہریار کو چھوڑ دیا جھومتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد رو ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مردے سے بدتر زبس احوال یہ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

باغ عالم مین ہوا حسن سبب سے مجکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پہ دوا کے بھی عشق ہو
غرفے مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

چہرے کو اپنے سوارون مین بھی ہم بکھو چکے
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اڑ کر آنکھین انکی بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا

چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

بھی پڑ بیٹا بھران کو عاجز کر دونگا ساحر شعلہ نے نہ پایگا یہ کہکے چلا کتا ہو کہ نئی بات یہ ہو کہ
تمہارے شہریار نے کوئی طلسم آجتک فتح نہیں کیا پہلے پہل طلسم پہ ہاتھ ڈالا ہو خدا انکو
مظفر و منصور کرے اور یہان سے طلسم فتح کرکے پلٹیں اور لشکر میں اپنے داخل ہون
آخر فیروزہ لشکر سے نکلا لشکر شہپال مین پھرنے لگا دیکھا ایک سردار پھیرہ باہوا اُسکے
سامنے آیا جُھک کر سلام کیا اُس افسر نے پوچھا تیرا کیا نام ہو فیروزہ نے کہا میرا نام
جہان گشت جادو ہو حضور کے پاس حاضر ہوا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے
ساتھ رکھیے اُس افسر کا نام گلفام جادو ہو اُسنے کہا او جہان گشت کہیکے یہان تم
ملازم رہے کہان کہان نوکری کی فیروزہ نے کہا اول بادشاہ طلسم ہوشربا کا ملازم
تھا بہ بادی ہوشربا دیکھی وہان سے بھاگ کر نور افشان مین آیا اُسکو بھی تباہ ہوتے
دیکھا پھر وہان سے طلسم ہفت پیکر مین آیا مسلمانون نے اُسکو بھی برباد کیا وہانسے
خیال سکندری مین پہونچا بقراط ثانی مالک طلسم تھا وہ بھی ان خدا پرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوا اب مدت سے آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار رہون چنانچہ
کہ میرے ملازم کرنے سے کوئی نفع نہیں مگر اتنا فائدہ ہو کہ اگر مین حاضر رہونگا تو
کوئی عیار نہ آسکیگا عیار کو خوب پہچانتا ہون گلفام نے کہا چلو تمہارا نام لکھوا دین
ساتھ لیکر کچہری مین آیا نام لکھوایا خال و خط بھی لکھوا دیا رات کو گلفام نے کہا میری
بارگاہ مین رہنا جہان مین سوؤن وہان سوتا عیارون کا انتظام تمہارے سپرد ہو
فیروزہ نے کہا رات بھر جاگونگا مگر ملازمون کو حکم ہو جائے کہ جسپر اشارہ کرون
اُسکا فوراً سر کاٹ لین زندہ نہ چھوڑین گلفام نے ملازمون کو حکم دیا کہ جہان گشت
جسکو اشارہ کرے اُسکو فوراً قتل کرنا عیارون کا انتظام ہو جائے تو کل سے
جنگ آغاز کرون دیکھون تو بی بامحن کیا کرتی ہین یقین ہو کہ عاجز ہو کر بھاگین
صورت نہ دکھاوین فیروزہ پہرے پر بیٹھا جو ساحر نکلا ساحرون سے اشارہ کر دیا
کہ اسکو مار لو ساحرون نے اُسے گولے مار کر مار لیا جب دس بارہ جادوگر مارے گئے
اور صورت تبدیل نہ ہوئی تو ایک خدمتگار نے گلفام کو جگایا اور تمام کیفیت یہ

بیان کی کہ حضور ہمارے لشکر کے ساحر قتل ہوئے ہیں کوئی عیار تو ان میں نہ تھا
بعض ہم سے لڑے بھی ہمکو حال کھلگیا کہ ہمارے ہی ہمراہی تھے فیروزہ نے جو دیکھا
کہ گلفام کو بخار ہے تو جھپٹ کر قریب آیا کہا او خدمتگار کیون افسر کو ستاتا ہے انکی نیند
مین فرق آتا ہے اچھو لاٹے بچھوا دیے صبح کو دیکھ لینا حال کھنچ جائیگا گلفام بھی نیند سے تھا
یہ کہکر لیٹ رہا کہ صبح کو سمجھا جائیگا جہان گشت نے خدمتگارون سے کہا باہر بیٹھو ایسا
نہ ہو کہ کوئی عیار نقب دیکر آئے خدمتگار باہر گئے فیروزہ نے گلفام کو بیہوش کیا اور
چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشے مین کھڑا کر دیا آپ بشکل گلفام پلنگ پر سو رہا جب
صبح ہوئی تو افسرون نے آکر کہا ہمارے رسالے کے تین جوان مارے گئے کسی نے
کہا ہماری پلٹن کے دو جوان مارے گئے فیروزہ نے کہا یارو سمجھ جائیگا ان بارہ
ساحرون مین کوئی تو عیار ہوگا دیکھو آخر جہان گشت چلا گیا ہے پاس لاؤ ہم پہلے
سلام شہپال جاؤنگا آج صلاح کرکے طبل جنگ بجا دین مقابلہ پڑے خیر خواہی ظاہر
ہو افسر اعلیٰ بھی ہماری جانبازی سے ماہر ہو جھومل بائین ہاتھ ہو انکا شہپال کی
بارگاہ مین آیا شہپال نے پوچھا کہ اے گلفام شب کو تمھاری بارگاہ پر کیا گذرا تھا یہ سنکر
گلفام نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران کچھ جادوگر باغی ہو گئے تھے
انکو شب کو قتل کیا مین آٹھو پہر انتظام مین رہتا ہون کہ کوئی ساحر میل نہ کرنے پائے
دیکھیے دختر شاہ جاکر ملگئین طومار جادو کو کیونکر قتل کرا دیا اب مجھکو حکم ہو کہ جا کے
لشکر دشمن کو تباہ کرون کوئی زندہ نہ بچنے پائے شہپال نے کہا مین اسی فکر مین ہون
کہ مسلمانون کو مٹاؤن مگر کوئی بات نہین نکلتی بی یاسمن رنگین پوش وہ تو انکی
ہو کر جسپر قدرت عاشق ہین اور ہر روز پوچھا کرتے ہین کہ یاسمن گرفتار ہوئی یا نہین
جانتا ہون جسدن گرفتار ہوگی اپنے سامنے بلوائین گے اور سمجھائین گے یقین ہے
یاسمن بھی قدرت کو قبول کرے اسی فکر مین ہون کہ اول یاسمن کو گرفتار کرون
تو دل کو آرام ہو پھر گلفام نے کہا آج جلسہ آراستہ کیا جائے صحبت عیش و نشاط
ہو شہپال نے کہا اختیار ہے گلفام نے جلسہ آراستہ کیا تمام سردار آکر بیٹھے پایان

بجانے لگا شہپال نے پوچھا اسکا شوق کب سے ہوا گلفام نے ہنس کر کہا اسکا حال
نہ پوچھیے شب کو جمشید اول کو خواب مین دیکھا یہ کمال عنایت فرما گئے ہین سرکار
سے ذکر نہین کیا ورنہ مجھکو باتین سے کیا کام دیکھیے کیا ہاتھ مین تاثیر ہے اب گانا سنئے یہ
کہکر سیدھا سیدھا گھیا سجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانا شروع کیے

نظم

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست ۔ بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست
منصور بھی جو ہون توانا الحق کہین ہم ۔ اپنے طریق مین نہین یہ بادمن درست
سجدہ کرین تجھے بت وزنار توڑ کر ۔ جانین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان ۔ ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست
حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا ۔ نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست
صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ ۔ نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست
آرایش جمال کو مشاطہ چاہیے + ۔ بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست
کم شاعری بھی نسخہ اکسیر سے نہین ۔ مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست
مشق سخن نے بندش الفاظ چست کی ۔ سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست
قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹے گلا ۔ آراستہ ہے گور ہماری کفن درست
پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہے وہ کنوان ۔ نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست
آتش رہی بہار کا عالم ہے باغ مین ۔ تا حال ہے وہ باغ ہوا سے چمن درست

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ اشعار گائے کہ شہپال خوش ہو گیا کہا اے گلفام
قدرت تمکو بڑا کمال دے گئے گلفام نے کہا کیا بیان کرون کہ کیا کیا باتین قدرت
نے بتائین آخر مین یہ کمال مرحمت ہوا آج سب رنگ حضور کے سامنے ظاہر کرونگا
اور آپ کو خوب راضی کرونگا کلید میخانہ مجھکو دیجیے شہپال جانتا ہے کہ یہ انا سردار
ہے کلید حوالے کر دی فیروزہ نے میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا بیہوشی بخوبی
ملائی کئی سو گلابیان لیکر بارگاہ مین آیا سب تعریفین کرتے تھے کہ گلفام بڑا سلیقہ دار
ہے کس لطف سے شراب لایا ہی چاہتا ہے کہ شراب پیجیے گلفام نقلی نے کہا کہ صاحبو

کیون گھبراتے ہو سب کو پلاؤنگا لشکر والون کو بھی تقسیم کرونگا جب مین ساقی ہون
تو کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکے جام لبریز کیا اول سامنے شہپال کے آیا اور جام بھرا ہوا
شہپال کو دیا شہپال جام پی گیا اور ونکو بھی جام دے رہا ہے سب خوش ہو رہے ہین
اور کہتے ہین کہ اے گلفام تمنے خوب کمال حاصل کیا آج تو تمنے سب کو محظوظ کر دیا کہ
تھوڑے ہی عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ نے قصد کیا کہ شہپال کو لے بھاگون
کہ پہلوے دھڑوے کی شیر کے آواز آئی فیروزہ نے پلٹ کر دیکھا کہ پہلوے بارگاہ
سے شیر آتا ہے فیروزہ نے بتعجیل تمام شہپال کا پشتارہ باندھا اور جست کرکے بھاگا
شیر جست کرکے رہگیا جب صحرا مین فیروزہ پہونچا تو دیکھا طرف سے دروکدہ کے
وہی شیر آتا ہے فیروزہ حیران ہے کہ اس شیر نے خوب پیچھا لیا آخر ایک غار مین چھپ رہا
شیر ڈھونڈھکر پلٹا فیروزہ سوچا کہ ایسا نہ ہو بارگاہ مین کچھ فتور ہو اُسی غار مین
شہپال کا سر کاٹ کے ڈالدیا جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا یاسمن رنگین پوش
کو اطلاع کی کہ مین نے شہپال کو مارا یاسمن نے کہا اب تم چھپو یہی وقت بربادی
فوج ہے مین جاکر سحر کرتی ہون یہ کہکے طاؤس پہ سوار ہوئین برسر لشکر شہپال آکر
آگ برسادی کئی ہزار ساحر جلے جو بیہوشی سے ہوشیار ہوا یا خداوندا خداوند
کہتا ہوا بھاگا دیکھتے ہین کہ آگ برس رہی ہے خیمے جل رہے ہین آخر بھاگ کر اپنی جان
بچائی یاسمن خیمے وغیرہ جلاکر پلٹین لشکر مین آئین سعد شہریار کو اطلاع کی سعد نے
فرمایا یہ جنگ ہمکو ناگوار ہے آیندہ ایسا نہ کرنا فیروزہ نے عرض کی صاحب دن سے تو
یہی معرکہ ہوگا یہی تدبیرین ہونگی اسی طرح یہ دربند فتح ہوگا یاسمن نے فیروزہ سے
کہا اگر ہو سکے تو اپنے کو تابہ مہران پہونچاؤ فیروزہ نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے
اسی وقت بھاگا مگر یاسمن سے کہ گیا کہ میرا خیال رکھنا یاسمن نے کہا شہریار کو تو
پروردگار پر تکیہ ہے مگر تم بھی ضرور ہو ای فیروزہ تم جاؤ ہم بھی وقت پر آئینگی ادھر
سے فیروزہ چلا ادھر مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا تھا سب سردار جمع ہین یہی ذکر
ہو رہا ہے کہ شہپال سب کو لیکر آتا ہوگا کہ کان مین آواز آئی کشتہ مرا نام من شہپال

جادو پرد مہران نے کہا غضب ہوا شہپال بھی مارا گیا کہ ہمراہیان شہپال بھاگے ہوئے پہونچے عرض کی اے شہنشاہ شہپال عجب رنگ سے مارا گیا ہمکو نہ ثابت ہوا کہ کیونکر قتل ہوا گلفام جادو سپہ سالار نے محفل میں جلسہ کیا ناچ گانا سب کو شراب پلائی پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آگ برس رہی ہے ہمارے بھاگنے کے کوئی چارہ نہ تھا مہران تاجدار نے کہا اے طیران جادو تم جاؤ جاتے ہی طبل جنگی بجواؤ وقت پر میں خود آؤنگا ایک سحر میں سب کو گرفتار کرونگا طیران جادو اٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر چلا فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا ایک ساحر بنکر طیران سے ملاقات کی طیران نے پوچھا تو کون ہے کہا ویران جادو میرا نام ہے ایک عیار شہپال کو لے گیا تھا اُسکا جاکر سحر میں مارا میں جو کوہ سے نکلا میں نے اسکو گرفتار کیا میں درہ کوہ میں ڈالدیا ہے آپ چلیے تو میں آپ کے سپرد کروں اور مجھکو انعام ملے طیران جادو خوش ہوگیا کہا اے ویران تمنے بڑا کام کیا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اُدھر بعد روانہ کرنے طیران کے مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا ہے انتظار کر رہا ہے کہ جب جنگ وہاں آغاز ہو تو میں بھی جاؤں مگر فیروزہ طیران کو ساتھ لیے ہوئے صحرا میں آیا میں فکر کر رہا ہے کہ اسکو مارڈالے مگر ملکہ یاسمن آسمان سے دیکھ رہی تھیں کہ فیروزہ طیران کو لایا قتل نہیں کرسکتا ہمراہ لیے پھر رہا ہے کارد سحر جعولی سے نکال تاک کر طیران پر پھینکا ماری طیران کے سینے پر پڑی توڑکر پشت کو پار گذری فیروزہ حیران ہے کہ اسکو کسنے مارا کہ ملکہ یاسمن آسمان سے اتریں کہا کیوں متحیر والا کہ عین وقت پر اسکو مارا میں آسمان سے دیکھ رہی تھی کہ تم اسکو لیے لیے پھر رہے تھے قتل نہ کر سکتے تھے میں نے عین وقت پر اسکو مارا مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا تھا طیران کے ہاتھ کا گلدستہ بندھا ہوا سامنے رکھا تھا وہ دفعتہً جلنے لگا مہران تاجدار گھبرا گیا کہ یکایک اسکے کان میں آواز آئی کہ طیران مارا گیا بس جلا کر اٹھا کہتا تھا یارو غضب کی بات ہے کہ جو جاتا ہے وہ مارا جاتا ہے ساحر کا تمنا و شوار ہے ہمارا انتقام بیکار ہوا اب کیا تدبیر کروں میں جاکر دیکھوں تو کہ طیران کو کسنے مارا غصے میں اٹھا اڑتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ

یاسمن اور فیروزہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین لاشۂ طیران زمین پر پڑا ہی مہران
نے للکارا کہ او گیسو بریدہ مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے ہی ہاتھ سے طیران مارا گیا بہادری
ہماری جانتی ہی یاسمن نے چاہا کہ بھاگون مہران نے سحر کیا کہ دونون گرے اسنے
زمین پر آکے دونون کو گرفتار کیا لشکر مین آکر آواز دی ہان یارو بلوہ کرو سب
فوج تیار ہوئی ستر اسی ہزار جوان آگے آگے مہران شعبدہ باز یہان سعد شہریار
بیٹھے تھے کہ جرکارون نے خبر دی کہ ملکہ یاسمن و فیروزہ دونون گرفتار ہوگئے ہین
مہران شعبدہ باز آتا ہی ارادہ ہی کہ مقابلہ کرے سعد شہریار آگے فوج مین استادہ
ہوا آپ مرکب پر سوار ہوکے بیرون لشکر نکلے کنارے پر کھڑے دیکھ رہے ہین
دیکھا آگے مہران تاج کو سنبھالتا ہوا پشت پر اسی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار منم
شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + منم شیر دل صف شکن نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + کل فوج نے بھی بلوہ کیا مگر ساحرون نے پڑھکر جو پھینکے
سوار و پیدل گرنے لگے اہل اسلام نے جب دیکھا کہ ہمارا زور نہین چلتا بیہوش
ہوکر گرتے ہین اور ساحر قتل کرتے ہین کاٹین کاندھے سے اتارین مگر جیسے ساحر کو
خیال آگیا اسنے تیر چلا دیے تیر اندازی سے مطلب نہین نکلتا سعد نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
تاج کو سر سے اتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای
والی بیکسان و داور بے نوا جہان فروشا ہا کرم بر من درویش نگر + بر حال من
خستہ درویش نگر + تو ہی اس بلوے سے نجات دیگا ان ظالمون سے سامنا ہی
کر جو نگاہ ملتے ملتے حریف کو بیکار کرتے ہین فیروزہ و یاسمن ایک تخت پر بیہوش
پڑے ہین بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد
اڑی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار دیوزادون سے براے شکار
جاتا ہی نقابدار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین
ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ان سب ساحرون کو کھا لو دیوزاد ہجوم کر آگے

جب چنگل مارا اور دس کوے کے پھینکا مارنا شروع کیا مہران شعبدہ باز نے جبال
پر ہاتھ ڈالا چاہتا ہو ان دیوزادون کو بھی بیکار کرون کہ نقابدار نے کمان کا زہ
سے اُتاری تاک کر تیر مہران کو مارا مہران کی آنکھ پر تیر پڑا کہ توڑ کر قفا کے پار گذرا
پرنالہ خون کا آنکھ سے جاری ہوا اگر ملکہ یاسمن کو جو ہوش آیا دیکھا سعد شہریار گھر
ہین اور مہران کی آنکھ سے دریا خون کا جاری ہو چاہتا ہو سمجھا گون یہ تو یقین کامل
ہو کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھ بھی بیکار ہوئی مگر یہ جرأت ڈر رہا ہو وہی قطرات خون لیکر
پھینک رہا ہو ملکہ نے چاہا اُٹھون مگر یہ بین مہران کے ہو ہاتھ پانوُن مین طاقت
نہین ہو کہ اُٹھ سکے فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم مین بھی بیکار ہون ہاتھ پانوُن اعانت
نہین کرتے کہ اُٹھ سکون نقابدار نے دوسرا تیر مارا مہران شعبدہ باز کہ آنکھ بند
کیے کھڑا تھا جب چلو خون سے بھر جاتا تھا تو پھینک مارتا تھا کہ تیر نقابدار کا چل گیا
دوسری آنکھ بھی گئی سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ نقابدار نے کمال کیا کہ مہران
کو اندھا کر دیا گھوڑا بڑھا کر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا جب تلوار چلی تو مہران نے
آہٹ پائی سپر پشت سے اُتار کر چہرہ کی پناہ کی مگر تیغہ بازو دار برق مثال اسطرح سے
تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے سراسر سر کو قلم کرتی ہوئی زمین کو بوسہ دیا
مہران کا مارے جانا کہ تمام زمانہ تاریک ہو گیا آوازین ُ مہیب آنے لگین یاسمن
اپنے مقام سے اُٹھین سحر مہران اُترا فیروزہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ ہاے آتشبازی مار
کئی سو ساحر جلا کر مارے سعد نے پکارا کہ ای نقابدار تم نے کیا کارنمایان کیا ورنہ یہ جنگ
فتح نہ ہوتی چاہتا ہون تمھارا جمال بے مثال دیکھون نام نامی سے آگاہ ہون کہ گل
کس گلستان کے ہو اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب آیا
رکاب کو بوسہ دیکر عرض کی حضور کے ہواخواہون مین ہون ورنہ کسکی مجال ہو کہ
حضور کے ساتھ شریک جنگ ہو جبتک حضور اس طلسم مین ہین غلام ہمیشہ ہمراہ
خدمتگذاری آئیگا سینہ سپر کریگا اگر خدا فضل کرے اور حضور بیابانے بر فتح و فیروزی
پلٹین تو شاہزادہ بدیع الزمان سے میرا آداب و تسلیمات فرما دیجیے گا بعد اسکے

شاہزادہ قاسم سے کہنے لگا کہ ہوا خواہ آپ کا نام کرتا ہی میان زمرد پوش میرے خوف سے برابر شکار نہیں آتے اب حضور سمجھے کہ مین کون ہون یہ کہکے گوشۂ نقاب ہٹایا اور چہرۂ بے نظیر دکھایا بادشاہ نے پہچانا کہ قمر زادۂ صاحبقران ہین گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای عمم نامدار آپ نہ مدد کرینگے تو کون مدد کریگا بادشاہ نے لڑائی کو فتح کیا مہران کا لاشہ لیکر اہل فوج بھاگے طرف دربند ثانی کے چلے دوسرے دربند پر حاکم ہو کہ نام اُسکا قحطاس اژدر در ہوا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی یہی ذکر کر رہا ہی کہ یارو تمنے سنا اسکے مرتبہ واعظ طلسمی نے کیا گستاخی کی سر منبر انجم پڑھا اُسکا یہ توجبہ کیا کہ اساس طلسم برباد ہوجائیگا مذہب اسلام رونق پائیگا سراسر خلاف ہی خداوند کے ہاتھ مین کاغذ تھا جو چاہا وہ لکھدیا کسکی مجال ہی کہ ہم لوگون سے مقابلہ کرے غیر ساحر کی بھی یہ مجال ہی کہ ہم لوگون سے لڑے ہم لوگ وہ ہین کہ زمین و آسمان کے طبقے ملادین کہ رونے کی صدا کان مین آئی سر اُٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہی کہ ہرکارون نے آکر بد دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچرند ✤ شکست طبل تا سگان بدرند ✤ گرز آتش ہزار رنگار تنگ ✤ بر سر تو موکلان بزنند ✤ اہل دربار نے عرض کی بیش بادیا رو کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی کہ دربند اول تباہ ہوا مہران شعبدہ باز ایسا جادوگر مارا گیا اہل فوج اُسکے روتے پیٹتے آتے ہین قحطاس اپنے مقام سے اُٹھا روتا ہوا باہر آیا لاشۂ مہران کو جلوادیا فوج والون کو صحرا مین اُتارا کہا یارو تم یہان رہو مین ساحر روانہ کرتا ہون سب کو گرفتار کرکے لائیگا مگر سعد شہریار لڑائی کو فتح کرکے بخوشی بیٹھے بارگاہ مین آکر بیٹھے ناچ ہو رہا ہی مہجبینان نازک ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

عدم سے جانب ہستی جوان کھسا نہیں آیا ✤ یہ لیثیت اسپ تک تیری سواری کو نہیں آیا
کیا شکایہ آب بقا پیکر اُسے سے پینے ✤ جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا
غنیمت جان ای دل نقش عشق یار جانی کو ✤ شرف ہی اس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا
کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتے ✤ وہ نادان ہی جسے خوف کراماً کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
جگہ بد مین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین
بجا ہی عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دکھائے جوہر اپنے آئنے نے فکر رنگین کے
نہ ہوگا حسن کا ایسا بھی عاشق کوئی رعنائی
صباحت پر تری تشبیہ دی جو شعر مین اُسکو
نہ دیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا
کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے

فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
الٰہی خیر کیجیو گرگ یوسف کے قرین آیا
دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا
مقر منکر ہوے باطل گمانون کو یقین آیا
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا
زبان پر میری صدقے ہونے بار یاسمین آیا
غنیمت جان جو پیش نگاہ وہ یاسمین آیا
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

محفل مین عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بادشاہ جمجاہ بھی خوش بیٹھے ہین پہلو مین یاسمن رنگین پوش ایسی معشوقہ بیٹھی ہی فیروزہ بن عمرو نگس روانی کر رہا ہی تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ دربارگاہ سے زنگ کی آواز آئی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ مہتر شاپور شیر دل سامنے دربارگاہ سے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار مین آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہون نور الدہر و ایرج قید ہو گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کس مقام پہ قید گئی تا زمانیکہ طلسم نہ باطل ہوگا رہائی اُنکی غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ تم اِسی لشکر مین رہو مین پتہ لگاؤنگا یاسمن نے کہا اے شہریار یہ سب قیدی پاس جمشید ثانی کے جاوینگے کہ وہ خداوند طلسم ہی یقین ہی کہ جہان پر ملک آسمان پری و قرلیشہ وغیرہ قید ہین اُسی مقام پہ اُنکو بھی قید کیا ہو سعد نے فرمایا اے شاپور ابھی تو ہم نے دربند اول فتح کیا ہی ابھی تک سرحد طلسم مین داخل بھی نہین ہوے دیکھیے فلک کیا دکھائے شاپور نے عرض کی کہ جب تک آقاے نامدار رہا ہون مین چاہتا ہون زیر سایۂ دامن دولت رہون مگر اِتنا دریافت ہو جائے کہ آقاے نامدار کہان قید ہین کون مارا جائیگا جب آقا رہائی پاوینگے سعد نے فرمایا کیا فیروزہ کسی مقام پر کمی کریگا تسخیر مین اِس دربند اول کی اُسنے بڑی کوشش

کی اُس کی جستجو سے یہ دربند فتح ہوا کہ پری یاسمن بول اُٹھین کہ اے منزروالا گہر عزیت
طلسمی قید یہین لایا تھا مگر ہمارے باپ نے قیدیون کو طرف خونخوار کے روانہ کردیا
خونخوار تنگ پیشانی کہ بادشاہ طلسم ہے اُسنے سب کو قید کیا جبتک خونخوار نہ قتل
ہوگا وہ لوگ رہائی نہ پاوینگے مگر قضاے کار ایک ساحر فرستادہ جمشید ثانی دربار
مین بادشاہ کے حاضر تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی کہ معشوقہ خداوند بخدمت خونخوار گئی یہ
خبر سُنکر بھاگا یہان جمشید عشق مین بیقرار یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے نظم

سبب کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا — کہ ہے میرا تولد جیتم ماہ محرم کا
گیا جو اُسکے کوچے مین وہ با چشم پُرآب آیا — حرم سے جسطرح لاتے ہین پانی چاہ زمزم کا
سلیمانی ہے زیبا اُس پری کو ملک خوبی مین — تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا
جواب اُسنے نہ بھیجا اور بہتیرے خط لکھے اتنے — کہ گھر مین کہتے کرتے مٹ گیا نقش اپنی خاتم کا
نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے — ہوا بے سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا
برنگ گل جگر پھٹتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین — ہوا ہے تیغ غم بے یار نظارہ سپر غم کا
رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کو — غرور رنگ کے مرے کرتا ہے کیا تخییل شبنم کا
پری زادون سے منہ اپنا چھپایا ماہ سیمبر نے — اِسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا
ازل سے جبکہ باہم ہین جدا ہوتے ہین دو نیکی — دلیل اِسپر جدا ہونا ہے یان طفلان توام کا
سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے مین — بخیلون کی بدولت رہ گیا ہے نام حاتم کا
مری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اسقدر چھالے — تصور رات دن رہتا ہے مجھکو زلف پرخم کا
مسی آلود لب کو تونے جب کیڑے سے پونچھا ہے — وہ میرے زخم دل کے واسطے پھاہا ہے مرہم کا

ق

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین — عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا — کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک مین جم کا
عجب ہین سایہ رہ اور رعد دین خار و رنج — مسافر وادی امکان مین ہون گویا کوئی دم کا

جمشید ثانی اِس حال مین بیٹھا تھا کہ وہی ساحر آکر پہونچا عرض کی یا خداوند ملکہ
مہوش شیرین کلام گرفتار ہوگئین مگر قید اُنکی پاس بادشاہ طلسمی کے گئی یہ سُنکر

جمشید ثانی اپنے مقام سے اٹھا کہا وزیر پایۂ تخت اول کو بلاؤ میثاق کوہ گردان
حاضر ہوا کہا اے میثاق پاس خونخوار کے جاؤ کہنا خداوند نے ارشاد فرمایا ہے کہ مہوش
منظور نظر با دولت ہے سنتا ہون کہ اسکی قید تمہارے پاس پہونچی ہے خبردار اسکو
کوئی تکلیف نہ ہونے پائے بہ احتیاط اسکو ہمارے پاس روانہ کرو میثاق کوہ گردان
اسی وقت روانہ ہوا صحراؤن کو دیکھتا بھالتا اول دربند ثانی پر آیا قحطاس سے
ملاقات ہوئی قحطاس نے پوچھا اے وزیر اعظم کہان جاتے ہو میثاق نے کہا مین
پاس بادشاہ طلسم کے جاتا ہون دختر مہران کو طلب فرمایا ہے مین جاکر انتظام کرون
اگر خونخوار نے کچھ تامل فرمایا تو تبدیل سلطنت ہوگی مین فوراً قبضہ کرونگا
قحطاس نے کہا ضرور فتور پڑیگا مہوش بانی فساد ہے دوسرے یہ کہ مسلمانونکے
ساتھ قید ہے وہ کبھی مہوش کو نہ دیگا میثاق باتین کرکے قحطاس سے روانہ ہوا
سب دربندون کو طے کرکے اسوقت دربار مین خونخوار کے پہونچا خونخوار
نے سب قیدیون کو بلوایا ہے مہوش حیران و پریشان ہونٹھ سوکھے ہوے چہرہ
زرد لب پر آہ سرد ایک طرف نورالدہر دوسری جانب ایرج جملہ سرداران
مسلسل و مطوق جو دربار مین پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی
اور مہوش نے جواب سلام دیا خونخوار جل گیا کہا کیون بی مہوش تم بربادی طلسم
پر آمادہ ہو اور دشمنون کو زور دیا مہوش نے کچھ جواب نہ دیا خونخوار نے نورالدہر
وایرج سے کہا تم لوگ خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو ایرج شعلہ مزاج ہین برہم
ہو کے کہنے لگے اوبیحیا جمشید ثانی کون کتا ہے جسکو ہم سجدہ کرین ہم لعنت کرتے ہین یہ
سنکر خونخوار نے حکم دیا کہ انکو لیجاکر قید کرو میثاق نے یہ حال دیکھکر نوشتۂ جمشید دیا
خونخوار نے نامے کو آنکھون پر رکھ لیا مگر پڑھکر بہت برہم ہوا کہا اے میثاق ذرا
سوچو تو ایسے گنہگار کو مین کیونکر دیدون کہ قدرت اسپر رحم کرین پارہ پارہ کردین
میثاق نے کہا اے خونخوار اگر قیدی کے دینے مین انکار ہے تو تاج و تخت ترک
کرو خونخوار نے کہا کسکی مجال ہے کہ مجھکو تخت سے اٹھائے میثاق نے اسی وقت

حکم دیا ہنگام بر و بارہ کو بلاؤ ہنگام حاضر جو ہوا میثاق نے کہا اے ہنگام تمکو سلطنت
طلسم مبارک ہو ہنگام اٹھا کہا اے خونخوار تخت سے اُترآؤ خونخوار بگڑا کہا کسکی
مجال ہو کہ مجھکو تخت سے اُتارے آپس مین تکرار ہونے لگی ہنگام نے گولہ مارا
خونخوار کے پاس تحفہ جات طلسمی تھے گولے کو معدوم کر دیا اب دربار مین ہنگامہ
ہوا خونخوار نے افسران فوج کو حکم دیا کہ ہنگام کو گرفتار کر لو چہار طرف سے
افسر ٹوٹ پڑے ہنگام انتہا کا زخمی ہوا میثاق نے جب دیکھا کہ ایسا نہ ہو ہنگام
مارا جائے جیب کے کمرمین پنجہ دبایا اور لے بھاگا یہان جمشید ثانی منتظر بیٹھا ہو کہ
معشوقہ آتی ہوگی وزیر اعظم گیا ہو کہ میثاق بدحواس ہنگام کو پنجے مین دبائے
ہوئے آکر پہونچا جمشید نے پوچھا کہ کیا ہوا میثاق نے بغاوت خونخوار کی بیان
کی کہا یا خداوند خونخوار ترک سلطنت نہین قبول کرتا یقین تھا کہ ہنگام مارا جائے
مین لے بھاگا اسکو بچا لیا وہ مینوش کو نہین دیتا بلکہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ
وہ خود مینوش پر عاشق ہوا ہو جمشید نے کہا قدرت تقدیر کرکے اُسکو غارت
کردینگے لاشون سے میدان بھردینگے تینون وزیر حاضر ہون میثاق تو حاضر تھا
دوسرا کلاق خارہ شکن تیسرا شیر پنجا یک خرام چوتھا بلند پرواز جب یہ
چارون وزیر حاضر ہوئے جمشید نے حکم دیا کہ تم چارون جاؤ خونخوار کو تخت
سے اُتار دو اور ہنگام بر و بارہ کو تخت پر بٹھا دو چارون وزیر تخت پر سوار ہوئے
اور ہنگام کو ساتھ لیا دربار خونخوار مین پہونچے اِن وزیرون کو دیکھکر خونخوار
گھبرایا میثاق نے کہا اے خونخوار اب جو تکرار کروگے تو خود قدرت تشریف لائینگے
خونخوار نے کہا آج شب کی مجھکو مہلت ملے کل جواب صاف دونگا اور ملازمونکو
حکم دیا کہ اِن وزراکو اُتارو سامان دعوت مہیا کرو وزرا ایک کمرے مین اُترے
خاطر مدارات ہونے لگی ہنگام کی زخم دوزی کی لیکن خونخوار نے شب کو تخلیہ
کیا اپنے صلاح کارون کو جمع کرکے تمام جھگڑا بیان کیا کہا یارو کیا کہتے ہو سلطنت
تو چھوڑ دونگا سب نے کہا ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ طلسم کشا در بند ثانی پر

فرو کش ہی چلکر اُس سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ اگر طلسم فتح کرا دون اور اطاعت
اسلام کرون تو سلطنت مجھکو ملے یہ راے خونخوار کو پسند آئی چند وزیر امیر اپنے
ساتھ لیے سب قیدیون کو تخت پر سوار کیا طرف سعد کے چلا مگر ایک ساحر ملازمون
مین اِسکے نہایت مکار وجعلساز تھا رشک جادو نام جب تیسرے دربند پر خونخوار
پہونچا وہان کا بادشاہ سرداب گرم خو تھا اُسنے بڑی دھوم سے دعوت کی اور پوچھا
کہ آپ کہان جاتے ہین خونخوار نے کہا اِن قیدیونکو ایک شب با احتیاط رکھو مین براے
گرفتاری سعد جاتا ہون سرداب خاموش ہو رہا جب خونخوار الگ ہوا تو
رشک جادو حاضر ہوا کہا ای سرداب جادو تمکو کچھ خبر ہی کہ خونخوار کہان جاتا
ہی قدرت سے باغی ہوا اب قیدیون کو ساتھ لیے جاتا ہی طلسم کشا سے میل کیے گا
قیدیون کو روک لو اور خونخوار سے کہو کہ آپ تشریف لیجائیے قیدی یہین
رہین گے قدرت آپ سے خوش ہونگے سرداب نے کہا یہ سب کا دشمن ہی
جب طلسم ٹوٹے گا تو ہم سب طلسم مین قتل ہونگے مین خونخوار کو اپنے ملک سے
نکال دونگا قیدیون کو نہ جانے دونگا رشک جادو نے کہا مین نے سب سمجھا دیا
ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی صبح کو خونخوار تیار ہوا سرداب سے کہا قیدی ہمارے
دو تو ہم جاوین جاکر سعد کو گرفتار کر لاوین سرداب نے کہا ای خونخوار سب
حال تمھارا ہمکو معلوم ہوا طلسم کشا سے میل کرنے جاتے ہو ہم قیدیون کو نہ دینگے
خونخوار نے کہا ای سرداب تجھے کیا دخل ہی ہم جیسا مناسب جانین گے ویسا کرینگے
سرداب نے کہا قیدی نہ جاوینگے خونخوار پریشان ہوا سرداب سے تکرار ہونے لگی
آخر خونخوار اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای سرداب تیری یہ حقیقت ہوئی کہ ہمارے
حکم کے خلاف کرے وہ آفت برپا کرونگا کہ تجھکو جان بچانا دشوار ہوگی سرداب
نے کہا مین ایسا حلوا نہین ہون کہ مجھکو کھا جاؤ گے خونخوار نے چاہا سرداب
کو قتل کرے ان سرداب نے افسرون کو اشارہ کیا کہ اِسکو گرفتار کر لو خونخوار
کی جانب افسران سرداب بڑھے خونخوار نے بقہر و غضب افسرون پر حملہ کیا اور

خوب لڑائی کی افسرون کو مارا جب دیکھا اسنے کہ بلوہ بڑھتا جاتا ہی تو پر پرواز پیدا کر
نکلا مگر قیدیون کو نہ پایا آخر اڑتا ہوا تلاش مین سعد شہریار کی چلا اس خیال مین
کہ وہ طلسم کشا ہین قیدیون کو رہا کرا لینگے یہ بھی مشہور رہی کہ جو طلسم کشائی کیگا اُسکے
سب سامان مہیا ہوجا دینگے ابھی تو معرکۂ عظیم باقی ہین وہان جمع کو میثاق وغیرہ نے
دیکھا کہ خونخوار غائب ہوگیا ہنگام بردبار کو تخت پر بٹھایا سامان سلطنت درست
کرکے وزرا اپنے بخدمت جمشید ثانی آئے سب کیفیت بیان کی کہ خونخوار قیدیونکو
لیکر بھاگ گیا ہنگام کو تخت نشین کرآئے جمشید نے کہا طلسم سے نکلکر کہان جاویگا
جہان جائیگا گرفتار کرا کے منگالونگا میری تو عجب نوبت ہی یاد مین معشوق گلفام

یعنی مینوش شیرین کلام کی یہ صورت ہی نظم

کعبے گئے مدینے گئے کربلا گئے +
اک مغفرت کے واسطے ہم جا بجا گئے

ہموار تھا براق ملک تھے جلو مین ساتھ
اس شان سے فلک پہ رسول خدا گئے

نکلا دہان زخم سے کب حرف مدعا
کب روبرو مسیح کے بیمرد وا گئے

سینہ سپر مدام رہے وقت امتحان
خنجر سے پوچھ لو نہ کبھی دم چرا گئے

دنیا مین آپ آئے تھے کیا لیکے اپنے ساتھ
اور کیسے یان سے حضرت دل لیکے کیا گئے

آئے تھے مثل باد بہاری کے ہم صفیر
باغ جہان سے دم مین برنگ صبا گئے

پھر تکے بس آشیانے مین پہ بام یار تک
اڑکر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے

رعنا سراے دہر سے شکر خدا کرو
ایمان کے ساتھ تم سوے دار البقا گئے

مین اسکی تدبیر کرونگا فراق مینوش مین بہت بیقرار ہون جمشید ثانی تو اس فکر مین
ہرکارے جابجا روانہ کیے کہ خونخوار تنگ پیشانی بھاگ گیا ہی قدرت سے بغاوت
کی ہی وہ جسکے یہان آئے گرفتار کرکے بھیجدے کہ قدرت اُسکو سزا دینگے مگر خونخوار
سرداب کے پاس سے بھاگ کر چپکے تھے دربند پر آیا کہ وہان کا حاکم کمخواب جادو
ہی جمشید کا نامہ اُسکے پاس پہونچ چکا اُسنے آتے ہی سامان دعوت مہیا کیا دیکھا کہ
خونخوار گھبرایا ہوا ہی چاہتا ہی کہ ان دربندون سے نکل جاؤن کمخواب جادو نے

شب کو جلسہ کیا دعوت مین خونخوار کو بیہوشی دی جیسے ہی ہاتھ دھو نے خونخوار
اُٹھا لڑکھڑا کر گرا کمخواب نے حکم دیا اِسے گرفتار کر لو زبان مین سوزن دیکر
گرفتار کیا صبح کو جب خونخوار بیدار ہوا کمخواب سے اِشارے سے کہا کہ ای کمخواب
یہ کیا حرکت کی کمخواب نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا کہ خداوند سے باغی
ہوے اب آپ کی نجات کیونکر ہوگی مناسب یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ کیجیے مین آپکو
پاس جمشید ثانی کے روانہ کرون قدرت کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین
ہر چند خونخوار نے عذر کیا مگر کمخواب نے کچھ نہ مانا اور مسلسل و مطوق کر کے طرف
جمشید ثانی کے روانہ کیا قتال جادو قید خونخوار لیکر چلا قضاے کار پانچوین دن
یہ ملک سحاب برف بار حاکم ہین نہایت حسین جمیل جب قتال دربند سحاب پر
پہونچا تو سحاب نے پوچھا کہ ای قتال تم تو خونخوار کے خراج گذار ہو کیا ایسی
خطا ہوئی کہ تمنے اُسکو گرفتار کیا قتال نے سب معرکہ بیان کیا اور کہا خدمت مین
جمشید ثانی کی جاتا ہون قدرت کو اختیار ہی خواہ سزا دین خواہ بخشین یہ اِس
ملک مین تھے کہ قضاے کار سرو اب جادو قیدیون کو لیے ہوے آکر پہونچا
سحاب نے اِسکی بھی خاطر کی اور حال پوچھا کہ بی مینوش نے کیا خطا کی کہ یون
گرفتار ہوئین مینوش دیکھ دیکھکر نور الدہر کو بہت بیقرار ہی آنکھون سے دریا
اشک رواں ہی اُسطرف جمال بیمثال ایرج دیکھکر سحاب کو پسینہ آگیا ہر چند
چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر مینوش کے پاس بہ محبت جا کر بیٹھی اور کہا کیون جفا
یہ جفا آپنے کیون اختیار کی مینوش نے طرف نور الدہر کے اِشارہ کیا کہ اِس
شہریار کی محبت مین یہ مصیبت مجھپر پڑی اگر یہ شہریار چھوٹے گا تو مین بھی رہائی
پاؤنگی ورنہ اسی قید مین تڑپ تڑپ کے جان دونگی سحاب نے افسوس کر کے
سرو اب سے کہا کیون ای سرو اب مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ تمنے یہ آفت کیون
گوارا کی ای سرو اب اگر مناسب ہو تو مینوش کو قید سے چھوڑ دو اِسکا حال
دیکھکر مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ اِسکا معشوق بھی آفت مین ہی سرو اب نے کہا ای

ملکہ عالم ایسا کلمہ نہ کہو ایسا نہ ہو قدرت سن لین تو تمکو بھی گرفتار کر لین سحاب نے
کہا سوچو تو کہ عورت تو ناراض ہی اور قدرت دست انداز ہوتے ہین وہ کبھی تبدیل
نہ کرینگی قید مین مار ڈالین اور جو چاہے جفا کرین کمخواب اشارے کر رہا ہی کہ ای
ملکہ سحاب جادو تم اس مقدمے مین دخل نہ دو خونخوار نے اشارہ کیا کہ ای ملکہ
کیون تکرار کرتی ہو ایسا نہ ہو کہ قدرت کو خبر پہونچ جائے بس تم میری زبان سے
سوزن نکال لو مین سرداب و کمخواب کو مار لونگا قیدی تمھارے پاس رہینگے
قیدیون کا حال سنکر سحاب نہال ہوگئی ایرج نوجوان کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی
ہی اور دل سے باتین کر رہی ہی کہ ای سحاب مقام افسوس ہی کہ ایسا فقیر جیسا جرأت
کر جسنے کچھ جان کا خوف نکیا اور ان ساحرون پر چڑھ آیا یہ نہ جانتے تھے کہ طلسم مین
عجائب و غرائب ہوتے ہین کمخواب اور سرداب سے کہا کہ آج شب کو تم اور
رہجاؤ کل کا تمکو اختیار ہی اس حیلے سے یہان آئے ہو ورنہ امورات انتظام سے تمکو
مہلت کہان کہ تمھارا آنا ہوتا سرداب خاموش ہو رہا قیدیون کو لیکر ایک کمرے
مین آبیٹھا ایرج نوجوان اور نور الدہر سے تکرار ہو رہی ہی دونون جوان زنجیرین
ہلا رہے ہین ایرج کہتے ہین او کشتی گیر زمانے تو طلسم مین کیا سمجھ کے آیا ہی نور الدہر
نے جواب دیا وہ تاجر بچے کے پاس فروش بازاری تجھکو بھی یہ لیاقت ممکن ہوئی آخر
طلسم مین آکر کیا کر لیا ابھی مین چھوٹا اور مین نے طلسم فتح کیا مجھکو یہی تعلق ہی کہ
سعد شہریار بادشاہ لشکر ہوکر تکلیف اٹھائین اور مجسے کچھ نہ ہو سکے خدا انکو
جلد مظفر و منصور کرے کبھی انھون نے طلسم نہین توڑا مین تو براے خدمتگاری
آیا تھا تم کیا سمجھکر آئے آخر گرفتار ہوے ایرج نوجوان نے کہا بادشاہ جمجاہ
کیسی مدد کے محتاج نہین ہین دونون جوانون مین ایسی تکرار ہوئی کہ زنجیرین
ہلانے لگے خانۂ زنجیر مین غل ہوا ملکہ سحاب جادو نے جو ہنگامہ سنا گھبرا کے
آئی دیکھا دونون جوان بگڑے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین ایرج کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا ای شہریار کیون اسقدر غصہ کرتے ہو ایرج کے آنسو ٹپک پڑے کہا ای

ملکۂ عالم تمھین کیا معلوم کہ کیا تکرار ہی یہ کشتی گیرزادہ ہوکر میرا ہمچشم بنا ہی ہین نہ
شاہزادہ خاور سیاہ ہون ہمیشہ میرے باپ کے ہاتھ سے بدیع الزمان بھاگے
بھاگے پھرے اب مین انکو رولتا پھرتا ہون نقابدار گلگون پوش کی یارے
خاندان کا ہوا خواہ ہی یہ دو قاف مین کیا کیا شمشیر زنی کر رہا ہی اور انکے ہوا خواہ
میان زمرد پوش ہرچند چاہتے ہین کہ برابری کرون مگر گلگون پوش کی جراءت
کو نہین پہونچتے اگر کہین پا جائیگا تو قتل کر ڈالیگا اسطرح ایرج نے ماہ تاب سے
کلام کیے کہ سحاب کا جوش اور بڑھ گیا بول اٹھی کہ ہماری تو یہ کیفیت ہی نظم

ہون وہ وا ماندہ نشانِ ہمرہان ملتا نہین
کاروان کیسا غبارِ کاروان ملتا نہین

ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین
جان جسپر دی ہی وہ جان جہان ملتا نہین

عشق لاتا ہی جو شبخون غارتِ دل کے لیے
جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین

آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
عذر ہی معقول مین ای مہربان ملتا نہین

جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا
ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین

جوشِ گل سے دل مین کیا گلشن مین جا باقی نہین
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین

روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری
بوالہوس کیا تھا وہ پھر امتحان ملتا نہین

دخترِ رز پیر جو فصل گل مین ہو رنگ شباب
اب مزاج حضرتِ پیر مغان ملتا نہین

واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جو بعد قتل
کلکے پچھتاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

سرو آب سے کہا ای ملکۂ عالم تم کھلی کھلی بغاوت کی باتین کرتی ہو سحاب نے آنکھون
مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ ای سرو آب مجھکو انکے حال پر رحم آتا ہی کہ ایسے شیر
دلیر یون گرفتار مصیبت ہون مین تجھسے صاف صاف کہتی ہون کہ اگر تو نے میرا
کہنا نہ مانا تو ضرور فسادکرونگی خواہ میرے لیے بہتری ہو یا بدتری مین جانتی ہون
کہ خداوند کا دشمن ہوکر اس طلسم مین رہنا دشوار ہی مگر دل سے انسان مجبور و
ناچار ہی مین کیا کرون مجھسے ضبط نہین ہو سکتا مین ضرور خونخوار کو رہا کرونگی
اور ملکہ جیبوش کو تو ضرور رہا کرونگی تمکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا سرو آب سنکا ہا

جو ملکہ عالم جسوقت قدرت کو خبر پہونچیگی زمین بلادینگے اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے
ایرج بول اُٹھے کہ اے ملکہ عالم مقام افسوس ہے کہ ایک ساحر زبردست کو اپنا خدا
جانتی ہو اصل مالک کو نہین پہچانتی ہو کہ جسنے اتنا بڑا آسمان بے ستون بنایا
پانی کرش کا دشمن ہے اُسی پر زمین کو بچھایا جمشید ثانی کہ جسمین لاثانی ہے سواے
ہونے کچھ نہین جانتا وہ مردود پروردگار ہے ہر طرح مجبور و ناچار ہے ہم لوگون کا
قدم آیا ہے اب یہ طلسم نہ بچیگا بادشاہ عالیجاہ سعدین قباد اسکی فتح کو آئے ہین
دادا جان بھی ضرور پہونچینگے جسوقت صاحبقران زمان آگئے ساری سحر
ساحری بھول جائیگا وہ مالک اسم اعظم آہی ہین مور و فیوض نامتناہی ہین جتنے چند
رکنی پنڈت بیٹھے تھے کوئی جواب نہ دے سکا سحاب نے کہا ہان صاحب تم سب
لوگ بیٹھے ہو مقدمہ مذہب ہے اسکا جواب نہین دیتے پنڈتون نے کہا کیا جواب دیتے
ہین بس سحاب جادو اٹھی اور قریب خونخوار کے آئی کہا اے بادشاہ آپنے
مدتون بہ سلطنت کی ہم آپ کو قید مین نہین دیکھ سکتے قریب خونخوار آکر کہا
اے شہنشاہ سنبھلکر بیٹھیے کہ مین زبان سے سوزن نکال لون خونخوار سنبھلکر بیٹھا
سحاب ہان ہان کرتا رہا مگر سحاب نے نہ مانا زبان سے خونخوار کی سوزن
نکال اور مینوش کو بھی رہا کیا یہ دونون اُٹھے سحاب اور کمخواب تھرا گئے
چاہا بھاگین مگر خونخوار کب جانے دیتا ہے چند سنگ ریزے اٹھا کر مار دیے
کہ دونون کے سر پھٹ گئے انکا مرنا کہ سحاب جادو نے خونخوار کے قدمونکو
بوسہ دیا مگر ایک ساحر نکل بھاگا خدمت جمشید مین پہونچا تمام کیفیت بیان
کی کہ سحاب نے یہ آفت برپا کی خونخوار اور مینوش کو رہا کر لیا ایرج و نورالدہر
نے جو رہائی پائی بل کے [illegible] توڑ ڈالا اپنے مقام سے اٹھے مینوش نے
قریب نورالدہر آکر کہا [illegible] بچا لاؤن [illegible] ایرج کو [illegible]
سحاب نے [illegible] کہا اے مینوش [illegible] کبھی ہوش
نہ آئیگا [illegible] سحاب فتح لیکر ایرج کے

ہمراہ ہوئی مگر گل اندام بلوے سے الگ نکل گئی کہ ذکر اسکا تحریر ہوگا اور خونخوار
نے کہا مین خدمت سعد مین جاتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان مع ہمراہیان
طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے یہ حال مصیبت مآل سنکر جمشید بہت گھبرایا کہتا ہو کہ
یارو ان مسلمانون کا مقدمہ عجیب وغریب ہو سحاب نے کچھ جان کا خوف نکیا جس
مقام پر پاجاؤنگا خاک مین ملادونگا جہان رہین گے وہان رہنے نہ دونگا لیکن
خاموش کیا کرے قہر درویش بجان درویش خونخوار اُدھر جاتا ہو وہان قحطاس
نے طبل جنگی بجوایا سعد نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین یاسمن نے کہا او شہریار قحطاس جادو بلاے روزگار ہو
مقام تاسف ہو کہ دیکھین کل میدان مین کیا ہو شاہ نے فرمایا پروردگار مالک ہو
وہی سامان پیدا کریگا یاسمن خاموش ہو رہی لشکر مین تیاریان ہونے لگین
رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین نقیب
نقابت کرکے ہٹے قحطاس یہ خبرین سنکر برہم ہو رہا تھا خود میدان مین نکلا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمناے مرگ کی ہو وہ نکلے ہرچند کہ ملکہ یاسمن کا قصد نہ تھا
مگر سوچی کہ مقام افسوس ہو اگر مین نہ نکلونگی تو شاہزادہ عالم خود نکلین گے قحطاس
کا کیا کر سکین گے گو کہ بہادر رزم آزما ہین مگر وہ ساحر غدار ہو زور بازو کیا کرتا ہو
سعد سے اجازت لیکر میدان مین آئی قحطاس نے جو یاسمن کو دیکھا جلکر رہ گیا
پکار کر کہا ای یاسمن بادولت کے مقابلے مین آئی ہو کچھ تمکو جان کا خوف ہو
یا نہین یاسمن نے کہا ہزار جان نام پر سعد شہریار کے نثار ہو جو تجھسے ہو سکے تقصیر
نہ کر خداے ما بزرگ است فرو سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ÷ ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب ÷
قحطاس نے کہا سحر تو کرلو کہ حوصلہ نہ رہ جائے یاسمن نے جواب دیا ہم جنکے تابعدار ہین
انکا یہ دستور ہو کہ پہلے حملہ نہین کرتے تیرے حملے کے بعد ہم بھی حربہ کرین گے
اگر خدا مظفر کرے گا تو غالب آوین گے ورنہ جان دینا مین دل کی آرزو ہو
قحطاس نے مٹھی خاک کی زمین سے اٹھائی اور خاک اڑا دی جیسے ہی وہ

خاک اُڑی تمام صحرا پُر غبار ہو گیا یاسمن گرد میں پوشیدہ ہوگئی مگر یاسمن نے سحر کر کے ابر غبار کو توڑا چمک کر نکلی قحطاس پر گولہ مارا قحطاس نے خالی دیا دو چار سحر آپس میں ہوے قحطاس نے پکار کر آواز دی کہ او شگوفۂ رنگین او اجلد آؤ کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک نازنین مرکب پر سوار چھلون کا گہنا پہنے ہوے یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئی اور پکار کر آواز دی ہاں بی یاسمن یہ اشعار سن لو نظم

کل شب جو بزم غیر میں وہ جلوہ گر رہے / جیتے تھے پر عذاب میں ہم تا سحر رہے
پہلو میں میرے رات جو رو رات بھر رہے / بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے
جبتک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے / اے دل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے
ہرجائیوں سے عشق نے کیا کیا ذلیل / رسوا رہے خراب رہے در بدر رہے
افسوس ہو کے مخبر صادق کے اُمتی / اس عمر مستعار میں ہم بے خبر رہے
کاٹی ہے کس عذاب سے ہجتے شب فراق / کل انتظار یار میں ہم تا سحر رہے
اعجاز سے جیا کوئی حسرت سے مرگیا / کیا کیا نہ کوے یار میں کل شور و شر رہے
کسطرح جائے طائر جان کوے یار تک / جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے
باغ جہان میں اب کے کچھ ایسی ہوا چلی / گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے
کاٹون گا انتظار میں روز قیام بھی / ایفائے عہد آپ کو مد نظر رہے
اُس شمع رو کی یاد میں روتا ہوں تا سحر / دامن نہ کسطرح صفت شمع تر رہے
شاید وہ زلف و رخ نظر آجائیں خواب میں / رعنا اسی خیال میں شام و سحر رہے

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سامنے یاسمن کے گائے یاسمن جھومنے لگی مگر اُس نازنین نے کہا چلو تمھیں قحطاس بلاتے ہیں یاسمن نے سر جھکا لیا اُسی نازنین کے ساتھ چلی سعد نے جب یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو گئے گھوڑا بڑھایا وہیں سے نعرہ کیا کہ او بے حیا آگاہ ہو نعرۂ سعد شہریار منم شاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس رحم * منم صف شکن شیر دل نوجوان * نہال گلستان [illegible] * جیسے ہی قحطاس نے دیکھا کہ سعد آتے ہیں اور کاندھے سے کمان اُتار [illegible]

سحر کیا کہ کمان ہاتھ سے سعد کے چھوٹ پڑی جلد سردار چلے تھے کہ قحطاس پر جا پڑیں
قحطاس نے وہ سحر کیا کہ سب کے گھوڑے رک گئے اور مرکب سعد بدلگامی کرنے لگا
اب ہر چند سعد چاہتے ہیں کہ میں اپنے کو قریب قحطاس کے پہونچاؤں لیکن گھوڑا
نہیں مانتا اپنی ہی کرتا ہے قحطاس بڑھا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لوں اُسوقت بادشاہ
کی بیقراری ملکہ یاسمن کہ ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے جاتی تھی کھڑے ہو کر
تماشہ دیکھنے لگی مگر بادشاہ نے یہ حال زار دیکھکر طرف آسمان کے دیکھا دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم اس
مشکل کو آسان کر مگر قحطاس آستین چڑھاتا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا کہ اے سعد اب
کیونکر بچوگے میرے سحر میں مبتلا ہوے یہ سحر وہ ہے کہ کسی کے روکے سے نہ رکیگا سعد
نے فرمایا وہ رحیم و کریم ہے اگر اُسکا رحم ہو تو ابھی مشکل آسان ہوتی ہے کیوں اسقدر
غرور کرتا ہے جیسے ہی قحطاس نے چاہا جا کر ہاتھ تھام لوں گھوڑے سے اُتار لوں
پھر کل لشکر پر سحر کروں گا سب یوں ہی رہیں گے اُنکو کون رہا کریگا ہاتھ بڑھایا کہ
سعد کو گرفتار کروں سعد نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اس خیال سے کہ ساحر کے جسم سے
جسم مس نہ ہو اور پکار اُٹھے کہ اے بے نیاز وقت مدد ہے اس دشمن سے مجھکو بچا لے
مصیبت سے نجات دے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا بدف مراد پر پہونچا ایک برق
کڑک کر گری کہ قحطاس کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین جو یاسمن کو لیے جاتی
تھی وہ بھی جل گئی لشکر والے دوڑ پڑے اتنے میں یاسمن نے مشت خاک اُٹھا کر
پھینک ماری کہ سب ساحر جلنے لگے فریاد و فریاد کی صدا بلند ہوئی کئی ہزار ساحر
جل گئے آخر افسران فوج آکر قدموں سے لپٹ گئے مطیع اسلام ہوے ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ ہم آپ کے تابعدار ہیں جو حکم کیجیے وہ بجا لاویں نوبت نقارہ
بجاتے ہوے طرف قلعے کے چلے گئے سعد نے فرمایا کہ کیوں اے یاسمن تم تو اپنے
ہوش میں نہ تھیں پھر قحطاس پہ برق کیسے گرائی یاسمن نے کہا کسی ایسے ساحر
زبردست کا سحر تھا کہ قحطاس نہ روک سکا یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک

ساحر تاجدار اُترتا ہوا آتا ہی یاسمن نے پہچانا کہا اے شہریار شہنشاہ طلسم یہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ جمشید ثانی سے اپنے بچاؤ ہوا چاہتا ہی خونخوار تنگ پیشانی آکے سعد سے ملے کہ ایک آندھی سیاہ آتشی نمودار ہوئی زمزمہ سرائی کرتے ہوئے کر زمزموں سے اُسکے یہ آواز آتی تھی

نظم

فرقت مین مری آکے دل آزار خبر لے
ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے

دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا
ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے

کس قہر سے کاٹے ہین تہے ہجر مین دن رات
دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے

اغیار سے سن سن کے تری گرمی صحبت
جی جلتا ہی اے غیرت گلزار خبر لے

دکھلائے مجھے خواب مین اُس ماہ کی صورت
بیچین ہون اے طالع بیدار خبر لے

مشکل کا ہی یہ وقت کہ ہو رنج مین رعنا
یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

یاسمن نے دیکھا کہ جمشید ثانی ایک تخت پر سوار ہاتھ ہلاتا ہوا پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او خونخوار غضب کیا اب کیونکر بچیگا یہ کہکے سر سے ایک بال توڑا اُسکو جھٹکا دیا وہ زنجیر بنکر گلے مین خونخوار کے پڑا ارادہ ہوا کہ سعد پر بھی سحر کرون مگر کچھ سوچکر خونخوار کو تخت پر ڈال لیا یاسمن تو بھاگ کر ایک غار مین چھپی سعد شہریار نے گھوڑا بڑھا کر اپنے کو قلعے مین پہونچایا مگر فوج جو پس پشت تھی اُن سبکے پانون زمین نے تھام لیے جمشید نے جو دیکھا کہ سعد اندر قلعے کے بھاگ گئے یاسمن کا نشان نہین ملتا خونخوار کو لیکر پلٹ گیا بعد جانے جمشید کے یاسمن نے نکلکر پانی برسایا سب کے پانون کھل گئے آکر داخل قلعہ ہوئے کہا اے شہریار اب جمشید کو فکر پڑی کہ خود آنے لگا اب مشکل ہوگی دربند دن کا فتح ہونا بہت دشوار ہوجائیگا مگر افسوس ہی کہ خونخوار ایسا مددگار گرفتار ہوگیا اگر وہ ساتھ رہتا تو پھر لوح ملجاتی لوح کا پتہ لگاتا اُسکی شرکت سے بڑا مطلب نکلتا سعد نے فرمایا پروردگار مالک ہی اُسکی رہائی کا سبب نکل آئیگا مگر جمشید ثانی خونخوار کو لیکر پلٹا اُسی قید خانہ مین لایا جہان ملکہ قریشہ و آسمان پری قید تھین وہین لاکے خونخوار کو بھی قید کیا

آسمان پری نے پوچھا اے بادشاہ تمنے کیا خطا کی کہ جو اِس قیدخانے مین قید ہوے
خونخوار نے اشارون سے سب حال بیان کیا کہ مین طرفدار شہریار ہون اسی
جرم مین جمشید نے گرفتار کیا ہے پروردگار مالک ہے صورت رہائی پیدا کریگا
انشاء اللہ تابہ سعد پہونچ جاؤنگا طلسم فتح کراونگا مگر یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز
ہے اُسکو اپنے سحر پر ناز ہے جانتا ہے کہ میرا کوئی ہمعصر نہین ہے خدا اُسکے زور کو ڈھائے
اِس غرور کا انجام دکھائے ملکہ آسمان پری افسوس کرنے لگین فرماتی ہین کہ اے
خونخوار اب تمھارے واسطے بھی دعا کرینگے پروردگار صورت رہائی پیدا کریگا
ہمارے قید ہونے پر بڑے بڑے بلوے ہونگے سب فرزند ہمارے آوینگے
شوہر بھی میرا ضرور آئیگا وہ صاحب اسم اعظم ہے محترم و محتشم ہے سحر اسپر تاثیر نہین
کرتا ساحر یہ ظاہر اُسکا کیا کرسکتے ہین زور بازو مین بھی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتے
طلسم حیران سلیمانی کہ عجائب و غرائب سے معمور تھا اُسکو کس لطف سے فتح کیا
سب ساحر ہارے گئے مگر جمشید ثانی نے چند ساحر روانہ کیے ہین کہ خبر لاکر دو کہ
سعد شہریار کیا کرتے ہین زاغ جادو و زغن جادو حکم پاکر روانہ ہوے لیکن
زاغ جادو اُڑتا ہوا شہر قحطاس مین پہونچا تبہ بارگاہ پر بیٹھا یاسمن کی جو نگاہ
پڑی سینگ کا تیر و کمان جھولی سے نکالا تاک کر مارا کہ زاغ کے دو ٹکڑے ہوا بس
زاغ کا لاشہ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے تمام ہوا زغن جادو کہ آسمان سے دیکھ
رہا تھا مرنا زاغ کا دیکھکر گھبرا گیا اُلٹا پلٹا سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند زاغ
جادو مارا گیا جمشید ثانی نے کہا اب ہم اُسکو اور جگہ پیدا کرینگے جو ان ہو کر خدمت
مین آئیگا دیکھو سعد کی بھی فکر کرتا ہون چند ساحر روانہ کیے کہ سعد کی خبر لیکر آؤ
ساحر چلے شہر قحطاس مین پہونچے سعد شہریار تخت پر بیٹھے تھے گرد تمام ساحر بیٹھے
ہین کہ استنہان جادو اُڑتا ہوا آسمان پر آیا سعد کو دیکھکر جھک کر گرا سعد کو
پنجے مین دبا لیا یاسمن نے جو دیکھا کہ کوئی ساحر شہریار کو لیے جاتا ہے للکارا کہ
او مکار کہان جاتا ہے استنہان پلٹا یاسمن نے گولہ مارا کہ استنہان کے سینے کو

توڑ کر پار گذرا سعد کو روک لیا لاکر تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا سب سرداروں نے نذرین دین اور کہتے تھے کہ حقیقت مین یاسمن کو بڑا خیال ہو بادشاہ نے فرمایا تخت سلطنت تو خود نخوار ننگ پیشانی ہو مگر ملکہ یاسمن نائب قرار پائین گی انھین سب کا دخل ہوگا ہر چند کہ جمشید ثانی اسکو پاٹ گیا مگر صورت رہائی خدا نکالے گا اُسکا قید ہونا مجھپر شاق ہوا افسوس ملاقات بھی نکرنے پائے اب اُسکی رہائی کی بھی جستجو ضرور ہی یاسمن نے کہا اُسکی رہائی دشوار ہی مگر آپ فکر مین مصروف ہون اب یہان سے کوچ فرمایئے طرف دربند ثالث کے چلیے کاش کہ یہ دربند فتح ہون بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑے بادشاہ نے کہا دو چار روز اور اس مقام پر رہین پھر کوچ کرینگے سعد شہریار تو اس فکر مین تھی دوسرا دربند قبضے مین آگیا ہو مشیران سلطنت آمادہ ہین کہ کوچ کیجیے بادشاہ آمادہ سفر ہین کہ ذکر انکا تحریر ہوگا تخت پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے جھککر سلام کیا عرض کی کہ ایک شاہ سیاہ پوش دردولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو بادشاہ نے فرمایا بلاؤ کہ ایک بادشاہ اندر آیا اُسنے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سعد نے کرسی مرحمت فرمائی پوچھا اے بادشاہ عالیجاہ کس فکر مین تشریف لائے ہو بادشاہ نے کہا اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہو مسکن غولان اُس صحرا کا لقب ہی ہزارہا غول وہان رہتا ہو اگر حضور عنایت فرمائین تو درد اپنا عرض کرون بادشاہ نے فرمایا مین مشتاق ہون کہ کیفیت اپنی بیان کرو وہ تاجدار پھلے زار زار رویا عرض کی کہ ایک فرزند مجکو پروردگار نے دیا تھا کہ نام اُسکا اشتار دیو کش تھا بچپن مین اپنے اُستے دیو کو مارا جرأت مین اُسکا مثل نتھا ایک دن صحرائے مسکن غولان مین براسے شکار گیا چہار طرف سے غولون نے گھیر لیا وہ خوب لڑا کئی سو غول قتل کیے مگر غول اسقدر تھے کہ دم بدم زیادہ ہوتے جاتے تھے سب ساتھ والے تو بھاگ گئے اور وہ اکیلا بیکس و بے بس رسیون سے گرفتار ہوا امیدوار ہون کہ اُسکو رہا کر دیجیے مجکو خواب مین آکر ایک بزرگ نے مسلمان کیا اور ہدایت کی کہ بخدمت سعد شہریار جاؤ وہ تمھارے فرزند کو رہا کرینگے ملک و مال قبضے مین دونگا

ہمیشہ ہمراہ حاضر رہونگا فرزند میرا آپ ہی کی رفاقت کے لایق ہی آپ اُسکی رفاقت
سے بہت خوش ہونگے بادشاہ نے فرمایا او ملکہ یاسمن تم تو اسی مقام پر رہو ہم ہمراہ
اشجار تاجدار جاتے ہین یہ فرماکر بادشاہ فوراً ہمراہ اشجار روانہ ہوے اشجار
ہمراہیون سے اپنے وجد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حقیقت مین ایسے بہادر نگاہ سے
نہین گذرے ہرچند کہ مین نے بیان کر دیا کہ وہ صحرا مقام مسکن غولان ہی لیکن وہ
تیار ہوگئے اور ہمارے ساتھ ہوے خدا انکو مظفر و منصور کرے کئی دنمین منزلین
طی کرکے قریب صحرا ے مسکن غولان پہونچے اشجار نے بیان کیا کہ حضور لشکر کو
الگ اُتار دیے ایسا نہ ہو شب کو غول بہ طور شبخون آپڑین بادشاہ نے کہا مین خود
چاہتا ہون کہ وہ آپڑین فیروزہ نے عرض کی لشکر اُتار دیجیے اول غلام جا ے جاکر
وہانکا نقشہ دیکھے اگر بن پڑے تو اُنکے فرزند کو رہا کرلاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ
بسم اللہ فیروزہ با نہا ے عیاری لگاکر روانہ ہوا صحرا مین جب گیا دیکھا کہ ہزارہا
نخل ہین شاخ سے شاخ ملی ہوئی آوازین ہیبت ناک آرہی ہین فیروزہ ایک
نخل پر چڑھکے بیٹھا کہ رات اُسی جنگل مین ہوئی دیکھا ہزارہا غول پھر رہے ہین
چیخین مارتے پھرتے ہین جب فیروزہ نے دیکھا کہ غول ایک طرف نکل گئے
تو درخت سے اُترا اور درختون کی آڑ پکڑتا جاتا ہی قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا
آواز آہ آہ کی آرہی تھی فیروزہ خوف کرتا ہوا درۂ کوہ مین داخل ہوا دیکھا کہ
ایک نوجوان زنجیرون مین جکڑا ہوا پڑا ہی ایک سنگ کلان چھاتی پر رکھا ہی
فیروزہ نے اول پتھر ہٹایا پھر قید کاٹی اُس جوان کو ہوش آیا پوچھا کہ اے مونس و
ہمدم تو کون ہی فیروزہ نے بیان کیا کہ مین سعد شہریار کا عیار ہون تمھاری رہائی
کو آیا ہون اشجار اُٹھا ایک طرف سپر و شمشیر رکھی تھی وہ اُٹھالی ہمراہ فیروزہ نکلا
غضب تیرہ و تار جیسے ہی درۂ کوہ سے نکلے غولون نے دور سے دیکھا کہ ہمارا قیدی
جاتا ہی آپڑے اشجار لڑنے لگا فیروزہ نے کمر سے مویز نکالے مٹھی بھر بھر کے
پھینکنا شروع کیے جس غول نے مویز کھایا وہ بیہوش ہوکر گر گئی سو غول بیہوش ہو

مگر بزار ہا چلے آتے ہین چاہتے ہین فیروزہ کو گرفتار کرلین فیروزہ نے کمر کھولدی موہزون کا جو انبار ہوا غول تو موہزون پر گرے اشمار اور فیروزہ چلے مگر بادشاہ جمجاہ پڑے ہوے سو رہے تھے کہ عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای سعد شہریار تم پڑے سو رہے ہو اور ہم تمھارے مشتاق ہین لہذا ہمارے پاس آؤ کلید فتح طلسم ہمارے پاس ہی سعد شہریار اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ایک طرف چراغ جل رہا ہی اُس چراغ کی طرف چلے سوچے کہ ہوا چل رہی ہی مگر چراغ گل نہین ہوتا یہ مقدمہ کرامت سے خالی نہین ہی صحرا مین جو آئے دیکھا اشمار دیوگوش اور فیروزہ لڑ رہے ہین بادشاہ بھی مصروف جنگ ہوے بادشاہ نے آکر نعرہ کیا جسے کہ اشمار لڑ رہا تھا اور غول گھیرے ہوے تھے مگر نعرہ شاہ سنکر جان آگئی نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر دل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	ز لزل فتند درمیان مصاف
گر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

بادشاہ شمشیر زنی کرنے لگے تمام غول موہز کھا چکے تھے بیہوش ہو ہو کے گر رہے ہین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے ایک غول کلان نعرہ کرتا ہوا آیا چوبدست آکر لگائی بادشاہ نے چوبدست کو قلم کیا اُس غول نے ایک چیخ ماری کہ منم ہیتالک غول بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ہیتالک کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کلان کا مارے جانا کہ جو غول باقی تھے وہ بھاگے بادشاہ نے فیروزہ سے کہا تم انکو لیکر لشکر مین چلو مین آتا ہون اشمار و فیروزہ طرف لشکر کے گئے بادشاہ طرف روشنی کے چلے پہاڑ پر چڑھے جب بلندی پر پہونچے تسبیح خوانی کی آواز آئی دیکھا وہ مرد بزرگ جو خواب مین تشریف لائے تھے بیٹھے ہوے ذکر خدا کر رہے ہین سعد اُنکے قریب پہونچے جھک کر باادب سلام کیا اُنھون نے اُٹھکر سعد کو گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ہم تمھارے اشتیاق مین تھے مناسب یہ ہی

کہ مجھے تحفہ لو اور فتح طلسم کا ارادہ کرو شاید طلسم فتح ہو جاے یہ طلسم نہایت سخت و
صعب ہی اول مینے اشجار تاجدار کو ہدایت کی اور تمھارے پاس بھیجا جب دیکھا
کہ تم یہان نہین آتے خواب مین جاکر اطلاع کی یہ فرماکر زیر سجادہ سے ایک تختی
نکالی فرمایا یہ لوح محفوظ ہی کسی کا سحر تمپہ تاثیر نہ کریگا بادشاہ نے اُس لوح کو اپنی
آنکھون سے لگایا اور گلے مین ڈالا اُن بزرگ سے رخصت ہوے اُن بزرگ نے
بوقت رخصت فرمایا کہ اسکو بحفاظت رکھنا کہ سے ساحرون کے بھینا ایسا
نہو دم دیکر تمسے لے لین بادشاہ پہاڑ سے اترے صحرا مین آکر دیکھا کہ فیروزہ
کھڑا ہوا رو رہا ہی پوچھا سعد نے کہ ای فیروزہ کیا ہوا فیروزہ نے عرض کی کہ آپکے
جانے کے بعد ایک ساحر آیا اشجار دیوکش کو اُٹھالے گیا غلام ایک غار مین چھپ
گیا تھا ورنہ مجھکو بھی لیجاتا نہایت بدصورت تھا بادشاہ مع جاہ ہمراہ فیروزہ ایک
جانب چلے دیکھا ہوا زور سے چل رہی ہی کہ قدم نہین جمتے تختی کو دیکھا نوشتہ پایا
کہ اس اسم کو ورد زبان رکھو تب مقام پر باد انگیز کے پہونچوگے بادشاہ اسم
پڑھتے ہوے چلے چند درون کو طی کیا ایک درے سے دیکھا کہ ہوا نکل رہی ہی
قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت اشجار دیوکش کو ذبح کیا چاہتا ہی
بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او ملعون بندۂ خدا کو ذبح کرتا ہی خبردار ہاتھ ہٹالے وہ ساحر
اپنے مقام سے اُٹھا اشجار دیوکش کہ اُسکے سحر مین پھنسا ہی اُسی طرح بیہوش پڑا ہی
جسم کو جنبش نہین اُس ساحر نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
سامنے کیا سحر اُسکا باطل ہوا اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ او نوجوان تو بھی
کسی گروہ کا مونڈا ہوا ہی کہ میرا سحر تاثیر نہین کرتا بادشاہ قریب پہونچے باد انگیز
نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر اپنا وار کیا باد انگیز نے سر آگے کر دیا
ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مرا اُسکا کہ پہاڑ گر پڑا بادشاہ مع جاہ اشجار کو ساتھ
لیکر درۂ کوہ سے نکلے اشجار نے ہاتھون کو بوسہ دیا چونکہ خود بہادر ہی جرأت کی
تعریفین کرتا تھا بادشاہ اُسکو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیکھا لشکر پہ ایک دھوان

چھپا یا ہوا ہی بادشاہ نے قریب آکر لوح کو چمکایا وہ دھوان برطرف ہوا دیکھا ایک
درخت پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او مکار مخفی ہو کر سحر کرتا
ہی اگر دعوی سحر ہی تو ظاہر ہو کر آ وہ ساحر شاخ سے کود پڑا چاہا کمر مین ہاتھ ڈالکرے اڑے سلطان
بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا ساحر منھ کے بھل جھکا بادشاہ نے ایک تمانچہ
مارا یا کہ سر دُخان جادو کا اُڑ گیا دُخان کو مار کر باپ بیٹے کو ملوایا اشجار تاجدار
تعریفین کرتا تھا کہ آپ نے بڑی مشکل آسان کی بادشاہ اُسی مقام پر اُترے کہ دوسرے
دن صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر مقابلہ
سعد مین آکر اُترا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ نے غضب کیا کہ دُخان جادو کو مارا بہتر ہی
کہ آکر اطاعت کیجیے سعد نے جواب دیا او عیوق مردم در جو جیسے ہو سکے تصور نکر
عیوق نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے جواب مین حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے عیوق نکلا اشمار دیوکش نے جا کر مقابلہ کیا مگر کسی
وجہ مین زخمی ہوا عیوق نے پکارا کہ اس شکار زبون کو لیجایئے اور آپ میرے
مقابلے مین تشریف لایئے مین مشتاق ہون سعد شہریار گھوڑا بڑھا کر مقابلے
مین عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا
جھک کر سلام کیا کہا او شہریار اس مقام تک آنا کیونکر ہوا بادشاہ نے فرمایا بیتاب لک
غول نے اشمار دیوکش کو گرفتار کیا تھا مین اُسکی رہائی کو آیا تھا شکر کرتا ہون اُس
پروردگار کا کہ وہ رہا ہوا دخان دباد انگیز قتل ہوے عیوق نے عرض کی ایک
عرض غلام کی ہی کہ سامنے کوہ پر شیوخ قزاق رہتا ہی اُسکی دختر رعنا بانو پہ عاشق
ہون مگر وہ نہین قبول کرتا امیدوار ہون کہ تشریف لے چلیے معشوقہ میری مجھکو
دلوا دیجیے اور گینڈے سے کود کر قدمون کو بوسہ دیا بادشاہ نے سنکر فرمایا مین
ضرور چلونگا عیوق کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے عیوق کی دھوم سے دعوت کی
محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی عیوق پہلوان خدمت مین حاضر ہی ناچ ہو رہا ہی
مطربان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

دیر سے مین حرم مین جا نکلا	بتکدہ خانۂ خدا نکلا
مجھکے بیمار آ ملا وہ مسیح	درد حق مین مرے دوا نکلا
دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت	جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا
دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا	نارسا گیسوئے رسا نکلا
عندلیبو فروغ رنگ چمن	اثر سبزۂ صبا نکلا
خضر رہ ہو گیا دل وحشی	راہ گم کردہ رہنما نکلا
جام کو جم بنا کے پچھتایا	دل جو جام جہان نما نکلا
شام سے صبح تک نہین سلجھا	گیسوئے یار اک بلا نکلا
نہ رلایا غریق رحمت ہو (ق)	بحر الفت کا آشنا نکلا
واہ کیا پاکباز تھا فرہاد	پارسی شخص پارسا نکلا
حسن دلکش مین دلربا کے نظام	اثر جذب کہربا نکلا

شبوخ قزاق بالا سے کو وجیحا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ عیوق پہلوان مسلمان ہو اسعد شہریار کو لیکر آتا ہو محفل مین اپنی صلاح کی کہ کیون یارو کیا تدبیر کرین عیار اسکا شبخواب تیزرو اپنے مقام سے اٹھا کہا مین اُسے گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکے شبخواب چلا بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا تحقیق کرتا پھرتا ہو کہ سعد شہریار کسوقت برآمد ہوتے ہین تماشے کار اُدھر سے فیروزہ آتا تھا اُسنے فیروزہ سے پوچھا کہ سعد شہریار کب برآمد ہوتے ہین فیروزہ نے چشم و ابرو دیکھے سمجھ گیا کہ یہ عیار ہو کہا وہ دیکھو سامنے سعد کھڑے ہین جیسے ہی شبخواب پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہائے کمند مارے شبخواب گرفتار ہوا فیروزہ نے مشکین باندھین کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا صاف صاف بتا کہ تو کون ہو شبخواب کانپنے لگا کہا مین شبوخ قزاق کا عیار ہون برائے گرفتاری آیا تھا مگر خود گرفتار ہوا مین آپ کی اطاعت کرتا ہون فیروزہ نے کہا او مکار مین عمرو کا فرزند ہون تیور پہچانتا ہون صاف صاف کہہ شبخواب قدمون پر گر پڑا کہا آپ مجھکو رہا کرین مین کیسے تورعنا بالو کو لادون

اور اگر حکم دیجیے تو شیوخ کو پکڑ لاؤن فیروزہ نے کہا اب صاف کُھلتے ہو
تمھارا کہنا لایق اعتبار ہی شبخواب فیروزہ کا شاگرد ہوا کہا اب جاکے رعنا بانو کو
خبر کرتا ہون شاید میرے ساتھ چلی آئے یہ کہکے شبخواب روانہ ہوا بالاے کوہ
آیا شیوخ نے پوچھا ای مہتر کیا کیا شبخواب نے کہا تدبیر کر آیا ہون مقام نشست
و برخاست دیکھ آیا اب گرفتار کر لاؤنگا شیوخ سے یہ کہکر اندر محل مین آیا رعنا
نے پوچھا کہ ای شبخواب کہو کیا انجام ہوا شبخواب نے کہا کنارے چلیے تو میں
عرض کرون رعنا جب کنارے آئی تو شبخواب نے کل کیفیت اصلی بیان کی کہ میں
لشکر مین گیا تھا فیروزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوا اُسکا شاگرد ہوکر آیا ہون رعنا
نے کہا ای شبخواب تو نے عجب مژدہ سُنایا اگر تو مجھکو لے چلے تو مین نکل چلون سعد
شہریار کے ساتھ عبوق آیا ہی باپ کو میرے بڑا تردد ہی جب مین نکلجاؤنگی تب
خاموش ہو رہے گا مین چاہتی ہون آپس مین فساد نہ ہو اور یہ بھی سنا ہی کہ
سعد شہریار فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین جو اُنسے مقابلہ کرتا ہی وہ زیر ہوتا ہی
پھر شیوخ مین کیا شاخ تمکی لگی ہی سعد سے مقابلہ کرینگے شبخواب نے رعنا بانو سے
اقرار کیا کہ مین شب کو زیر کوہ کھڑا ہونگا آپ اُتر آئیے گا مین آپ کو لے چلونگا
یہ وعدہ کرکے باہر نکلا شب کو زیر کوہ آکر شہزادی رعنا بانو بموجب وعدہ اُشتی کمند
لٹکا کر اُتری شبخواب نے کہا ای ملکہ وعدہ تو پختہ کیا اب میرا اعتبار ہوگا فیروزہ
کو یقین نہ تھا کہ مین خیرخواہی کرونگا رعنا کو ساتھ لیکے چلا شیوخ پڑا سو رہا تھا
کہ ایک کنیز نے آکر شیوخ کو خبر دی کہ حضور صاحبزادی آپ کی نکل گئین شیوخ
جھلا کر اُٹھا تیغ کھینچے ہوے پہاڑ سے پھاند پڑا دیکھا سامنے رعنا بانو جاتی ہی للکارا
کہ او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ ننگ خاندان تجھکو کب جانے دیتا ہون رعنا نے
کمان کاندھے سے اُتاری شبخواب نے بھی تیر جوڑا یہ دونون تیر مار رہے ہین
شیوخ چاہتا ہی آگے بڑھون مگر خوف سے آگے نہین بڑھ سکتا قزاقون نے
جو سُنا کہ افسر ہمارا اکیلا گیا ہی کئی ہزار قزاق پہاڑ سے اُترے اُسوقت پہونچے

کہ رعنا شبخواب ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوئے تیر مار رہے ہین سب نے کہا ای
آقاے نامدار آپ تامل فرمائیے ہم گرفتار کیے لاتے ہین شیبوخ نے کا قزاقون نے
گھوڑے بڑھاے رعنا نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای کس بیکسان مین نے تیرا دین
اختیار کیا ہو ان ظالمون کی بدعت سے بچالے صبح ہو چکی تھی کہ صحراے گرد آڑی
ویہیم تاجدار نے کہ براے شکار نکلا تھا دیکھا کہ ایک مہ جبین اور ایک عیار
لرزان و ترسان حیران و پریشان ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین وہین سے للکارا
کہ او سوارو خبردار قریب اس غریب کے نہ آنا او نازنین نہ گھبرانا یہ کہکے سوارون پر
جا پڑا شیبوخ نے دیکھا کہ ویہیم تاجدار مصروف جنگ ہو آپ بھی لڑنے لگا ویہیم
تاجدار کے قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مار دیا ویہیم نے روک کر جواب مین ہاتھ
مارا کہ شیبوخ کے دو ٹکڑے ہوے قزاقون کو مار کر بھگایا جب سب بھاگ گئے
تو گھوڑا اُڑا کر قریب رعنا کے آیا کہا ای محبوب مرغوب مین بادشاہ قلعۂ ویہیم
ہون اس قزاق کو ایک ہاتھ مین مارا تو میرے ساتھ چل خاتون محل بنا نگار رعنا
نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل کانپ گیا بیقراری مین زبان سے یہ نکلا کہ ای تاجدار
ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

داغ دل چمکا خیال عارض پر نور سے	ہو گیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے
زخمی ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور سے	رشک آتی ہو مرے ہر زخم کے انگور سے
کب ہوا مار سیہ کے سامنے روشن چراغ	بھاگتا ہو آفتاب اپنی شب دیجور سے
نقش گل کرتی ہو بالیدہ و برنگ گل مجھے	جامۂ وحشت زیادہ ہو ذرا دستور سے
آئینہ ہو آب بقا اور آئینہ ہو زہر فنا	کیا ہو ظلمت کو مثال اپنی شب دیجور سے
پیرزن نے کوہ کن کا کام آخر کر دیا	زور کا کچھ بس نہین چلتا ہو ہرگز زور سے
نغمۂ مطرب سے مجلس مست ایسی ہو گئی	رو چھلک پڑتی ہو ہر دم کاسۂ طنبور سے
پا شکستہ جو ہو کرتا ہو جہان مین سلطنت	یہ صدا آتی ہو ہر دم تربت تیمور سے
وصف لب کرتا ہون اک برق تجلی کا قلم	بہر خامہ شاخ منگوائی ہو نخل طور سے

دیہیم نے یہ اشعار سنکر ملازمون کو اشارہ کیا کہ محافہ لاؤ شبخواب سے کہا سامان ہویا
ختم ہو شبخواب تو بہت تیز و طرار ہے یہ قدمون پر گر پڑا کہا مین ملازم ہمیشہ ہون حضور
کے ساتھ رہونگا اگر حکم ہو تو باہر سے عیاری سے آؤن دیہیم نے کہا اچھا جاؤ رعنا
روٹھی ہوئی جاتی ہے کہتی ہوئی تاجدار تو ناحق مجھپر خفا ہوتا ہے مین جسکی خواہان ہون اُسیکے
پاس جاؤنگی دیہیم جواب دیتا ہے کہ وہ سرکش تجھکو جھگڑا دیکر دیگا آخر مجھکو قبول کریگی بگڑ
شبخواب جو بھاگا لشکر سعد مین آیا فیروزہ سے خبر کی کہ استاد مین رعنا بانو کو لاتا
تھا راہ مین دیہیم تاجدار ملا اُسنے ملکہ کو چھین لیا وہ شیہ رخ مار آگیا سعد فوراً
سوار ہوئے اشکار دیوکش و اشجع تاجدار ہمراہ ہوئے اثنائے راہ مین آگے روکا
عیوق بھی روتا ہوا ہمراہ ہے سعد فرماتے ہین کیون گھبراتے ہو مین دیہیم کو نہ جانے
دونگا عیوق کو سمجھا کر گھوڑا بڑھایا سامنے آکر نعرہ کیا کہ او دیہیم تاجدار نابکار اس
عورت کو لیے جاتا ہے بہتر ہے کہ تو ٹھہر جا دیہیم تاجدار کو اپنے زور پر بڑا ناز ہے گھوڑا
بڑھا کر مقابل سعد مین آیا بعد گفتگو ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے بار ٹھہرا کر کلائی پر ہاتھ
مار دیا دونون جوان گھوڑے سے اتر ے کشتی ہونے لگی دوپہر مین سعد نے دیہیم
کو اٹھا لیا دیہیم نے آواز دی الامان اسی کا امیدوار تھا کہ جو مجھکو زیر کرے اسکی
اطاعت کرون سعد نے چھوڑ دیا عیوق نے آکر محافہ پر قبضہ کیا ان سب کو لیکر
لشکر مین آئے عیوق کا عقد ساتھ رعنا بانو کے کیا اب کل لشکر تیار کر کے طرف
دربند چہارم کے چلے لیکن دربند چہارم والے بے وارث ہو رہے تھے آکے
سعد کی اطاعت کی چار دربند سعد کے قبضے مین آگئے اب سعد طرف دربند پنجم کے
چلے لشکر گران ساتھ ہے عیوق پہلوان و اشجع تاجدار و اشکار دیوکش وغیرہ ہمراہ
ہین کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کہ حضرت خانہ کعبہ گئے تھے مقابلہ ہونا اسلم زنگی سے اور اسلم کا بھاگنا صاحبقران کا

تعاقب کرنا اور راہ سے ایک جادوگرنی کا صاحبقران کو اٹھا لیجانا
باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و ساقی نامہ مصنف

ای سحر قلم رواں ہو جلدی | ہے اب تو طلسم پہ لڑائی
سلطان سریر لامکاں میں | کعبہ پہ یورش ہے کافراں میں
پہونچا دے امیر کو برابر | ہے جوش میں بحر طبع احقر
اسلم زنگی عجیب ہے | کعبے پہ وہی تو آگیا ہے
پہونچیں جو امیر با لیاقت | ظاہر ہو جری کا زور و طاقت
بھاگے اسلم بہ نامرادی | ہو مالک کعبہ کو بھی شادی
اک دشت میں جا کے آخر کار | اسلم جو ہوا وہاں نمودار
اس گرد نے ترنت اسکو روکا | ہنگامۂ جنگ تھا مہیا
اک ساحرہ فکر میں لگی تھی | گویا کہ پہاڑ پر کھڑی تھی
لیکر وہ امیر کو بصد جاہ | لے پہونچی وہ اپنے گھر پہ ناگاہ
اس ذکر سے فائدہ و ثمر کو | لکھتا ہوں میں حالت سفر کو

چہرہ بادیہ پیمایان منازل صعوبت و جادہ نگاران صحائف مشقت ایں داستان حیرت بیان تو یوں تحریر فرماتے ہیں **شعر مصنف** ہوا خواہان بازار معانی + چنیں آیند جنس نکتہ دانی + کہ اسلم زنگی نے آکر قلعے کو گھیرا ہے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو نامہ لکھا اور اسلم سے مہلت لی۔ جب اسلم نے دیکھا کہ دن مہلت کے گذر گئے تو کہلا بھیجا کہ کل میں قلعے میں آؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ جو اس سے ہوسکے وہ کرے جسکا گھر ہے وہی حفاظت کریگا وہ سب بات پر قادر ہے ہر مقام پر حاضر و ناظر ہے اسلم نے طبل یورش بجوایا خواجہ عبدالمطلب کے بموجب حکم سب عرب قلعے کے اندر چھپے ہوئے ہیں مگر خواجہ عبدالمطلب قریب سنگ اسود پر تشریف لائے بوسہ دیکر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز

اس دشمن کے ہاتھ سے بچائے یہ دعا کرکے آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا کہ عین وقت پہ صاحبقران آئے مین اسلم یا تو قلعے مین آ گھسا یا طرف صحرا کے بھاگا اور صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے خواجہ عبد المطلب خوشی خوشی اُٹھے سب کو مژدہ دیا کہ کل میرا فرزند آئیگا سب کو بلا سے تھام لیکر بیٹھے مگر اسلم صبحکو سوار ہوا فوج لیکر چلا قلعے سے گولہ پڑنے لگا کئی ہزار زنگی مارے گئے اسلم نے جھلا کر گرز اُٹھایا اکیلا طرف قلعے کے چلا کہتا ہوا کہ مین فوج کے بعد رستے پہنچین ہون تنہا قلعہ فتح کرونگا سب عربون کو شکست دونگا کوئی اون کو روکتا ہوا چلا قریب خندق پہونچا گینڈے سے اترا خواجہ عبد المطلب نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای بے نیاز ای رب کارساز وقت مدد ہے رباعی

ای خالق ہر بلند و پستی　　شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراغ دستی　　ایمان و امان و تندرستی

ای رحیم و کریم اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے اسلم نے قصد کیا کہ خندق فرا ڈن کر صحرا سے گرد اُڑی سب اُسی طرف دیکھنے لگے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان آئے امیر نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال ہر خندق جھوم رہا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر آگے قدم نہ بڑھانا خانۂ خدا مین نہ جانا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا اور نعرہ کرکے جیتے نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار　　بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام　　یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بہ کافران از جہان پاک کرد　　سر سرکشان جملہ در خاک کرد

منم ہژبر بیشۂ عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان یہ فرماکر طرف اسلم کے چلے اسلم نے بھی صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا امیر نے فوج کو اشارہ کیا فوج اسلم پر جا پڑی عمرو نے حقہ ہائے آتشبازی مارے زنگی جلنے لگے مقبل تیر و کمان سے لڑنے لگا مگر اسلم زنگی مقابلہ صاحبقران مین آیا نیزہ مارا امیر نے نیزہ اسلم کا توڑ ڈالا اسلم

نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور ہاتھ تلوار کھایا امیر نے تلوار اسکی روک کر تیغ عجب
کا ہاتھ مارا کہ شانہ اسلم کا مجروح ہوا امیر نے فرمایا تیرے مارنے کا مشتاق ہوں مگر
اسلم نے کہا میں شانہ اپنا اکھڑا ہوا پاتا ہوں یہ کہکے گھوڑا اپنا پیچھے ہٹایا اور لشکر میں آیا
کہا یارو فتح ہوتے مجھے معلوم نہیں ہوتی لہذا بھاگ جاؤ یہ کہکے فوج کو پیچھے لیا آپ
آگے ہوا گھوڑا بھگاتا ہوا چلا امیر نے پیچھا کیا سب فوج والے پیچھے رہگئے مگر عمرو
رکاب سے لپٹا ہوا ہے صاحبقران تعاقب میں اسلم کے جاتے ہیں ایک صحرا میں
پہونچکر امیر نے اشقر تیز کیا سامنے آکر اسلم کو روکا اسلم پلٹا کر صاحبقران سے
مقابلہ کروں قضائے کار ماہ جادو کہ مدت سے صاحبقران پر عاشق ہوا ایک پہاڑ
پر کھڑی دیکھ رہی تھی امیر کو جو دیکھا شگفتہ ہوگئی تڑپ کے گری صاحبقران کی کمر
میں پنجہ دیا عمرو کو بھی اٹھا لیا اس زور سے پر مارا کہ متوجہ ہوئے دونوں کی
آنکھیں بند ہوگئیں ماہ جادو امیر کو بحیرت دیکھ رہی ہے اور عمرو کو دیکھکر کہا کہ ایسے
بن مانس کہوں یا جلمانس یا کسی جزیرے کا جانور ہے غرضکہ دنیا کو طے کرتے ہوئے
جبل علی پہونچی جبل اعلی سے گذر کر باغ میں اپنے کہ عین طلسم نوخیز میں ہے امیر و عمرو کو
لا کر اتارا امیر کو ہوشیار کیا خواجہ بھی ہوشیار ہوئے ماہ جادو نے ہنسکر کہا یا
صاحبقران میں تمپر عاشق ہوں مدت سے تلاش میں تھی آج صحرا میں پایا تو
اٹھا لائی لیکن یہ دوسرا کون جانور ہے امیر نے مسکرا کر فرمایا ہمارے لشکر کا قاضی
ہے سب کا عقد پڑھتا ہے ماہ جادو نے خوش ہوکر کہا کہ اچھا ہوا میں اسکو بھی لائی
امیر نے فرمایا ہاں خواجہ پڑھتا پھرتا ہے خواجہ نے کہا اے ماہ جادو تم دلہن بنکے
بیٹھو اور حمزہ کو دولہا بناؤ تو میں نکاح پڑھوں لیکن کشتی منگواؤ شربت بناؤ
ماہ جادو اٹھی ایک کشتی میں قند کے کوزے اور نقل اور کئی توڑے اشرفیوں کے
لا کر رکھے عمرو نے شربت بنایا بیہوشی ملا کر ماہ جادو کو پلایا ماہ جادو پیتے ہی
گھبرا گئی گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر گری عمرو نے ماہ جادو کا سر کاٹ ڈالا وہاں کا سب
لوٹ لیا امیر و عمرو باغ سے نکلے جیسے ہی باغ سے نکلے دیکھا ایک دیو آتا ہے امیر نے

گھبرا کر کہا خواجہ پر دو قات مین آ گئے ہم یہ نسمجھے تھے اُس دیو نے جھپٹ کر ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو کھا وے امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا مار کر دیو کو آگے بڑھے ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہوا آتا ہی اُسنے جو دور سے صاحبقران کو دیکھا پکار کر کہا یارو کوچک سلیمان آ گیا اِسکو گرفتار کرو ورنہ پسعد کی مدد کریگا فوج آ پڑی صاحبقران تلوار کھینچکر لڑنے لگے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز پیشم فراری شده
همه قاف از کفر شد پاک و صاف
همه شهر آباد اسلام شد

منم اختر برج عز و جلال
زمین دیو عفریت عاری شده
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

امیر لڑتے بھڑتے قریب اُس بادشاہ کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اُسکو اُٹھا لیا اِس تاجدار کا مہلیل خارہ شکن نام ہی بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا یا صاحبقران مجھکو ایک مہم درپیش ہی میری مدد کیجیے صاحبقران نے فرمایا جو تو کہیگا وہ قبول کرونگا صاحبقران کو مرکب پر سوار کیا اپنے قلعۂ مہمانیہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگے

نظم

مسیحا تجھکو درد عشق کو تیرے دوا سمجھے
تری خاک قدم کو ای صنم خاک شفا سمجھے

ہمین تم بیوفا اغیار کو تم باوفا سمجھے
سمجھ پر آفرین ہو آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

تمھارے غم کو شادی جانتے ہین ہیچ کو راحت
شہید ناز کوچے کو تمھارے کربلا سمجھے

جفا سے باز آ غم سے لبون پر جان آئی ہی
ارے او ناسمجھ اب بھی سمجھ تجھسے خدا سمجھے

ہوئی گر جان صدقے عاشقونکی تیر سے صد رشک
تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے

فراق یار مین اوقات کاٹی اِس مصیبت سے
دنون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے

خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو ای بلبل
تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے

طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو ہمنے
مکان اُس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رخ و زلف صنم جسکو نظر آئے جو اہر رعنا | اِسے والّلیل سمجھے اور آئے بدر الدجیٰ سمجھے

امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ مہلیل خارہ شکن بیقرار زار زار رو رہا ہی امیر نے اشارہ کیا کہ گانا موقوف کرو کہا کیون ای شاہ باعث بیقراری کیا ہی مہلیل ہاتھ باندھکر اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کیا گذارش کرون کس زبان سے اپنا حال زار کہون دختر میری موسوم بہ نازچہر فنون سپاہ گری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق پیشے مین شکار لعینی تھی اکثر گنوارون نے چاہا کہ اُسپر دست انداز ہون مگر اُسنے جرأت سے کام لیا اُنکو اپنے قریب نہ آنے دیا کئی گنوار اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مشہور ہو گیا کہ یہ عورت بدکار نہین ہی ایک دن شکار کھیلتی ہوئی صحراے عجائب نگار مین پہونچی اخفش جادو کہ اُسی صحرا کا حاکم ہی اخفش کی جو نگاہ اُسکے جمال بیمثال پر پڑی لپیٹے لپیٹے ہوگیا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا کوہ سے اُترا آواز دی ای بہادر ٹھہر جا اُسنے مرکب اپنا روک لیا اخفش قریب آیا سوال وصل کیا اُس پاک دامن نے جواب دیا کہ او سیاہ رو کیا بیہودہ بکتا ہی کیا تو نے بازاری کسبی سمجھا ہی مین واسطے شکار کے چلی آئی تو ایسے کلمات نادرست کہتا ہی بس اخفش نے غصے مین نازچہر کی کمین پنجہ دبا لے اُٹھا ہرچند کہ تڑپی پھڑکی مگر اخفش نے نہ چھوڑا لیکر اپنے باغ مین آیا کر کنیزون کو بلایا کہا اسکی خاطر کرو خاطر ہونے لگی کنیزون نے کہا ای ملکۂ عالم یہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو ظلم کرے لہذا اسکا کہنا قبول کر لیجیے تشنۂ شربت وصل ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر سحر کرے تو آپ اپنے آپ سے باہر ہو جائیے گا نازچہر مردانہ مزاج ہی غصے مین جواب دیا کہ اخفش سے کہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر میرا پروردگار مجھکو بچائیگا اُسکی کیا مجال ہی کہ مجھپر جبر کرے کنیزون نے اخفش کو اطلاع کی کہ وہ ظالم نہین مانتی اُس ظالم نے نازچہر کو ایک قفس آہنی مین بند کیا اور شب کو ہر روز بلواتا ہی کنیزین سمجھاتی ہین مگر اُسنے ابتک قبول نہین کیا امیدوار ہون کہ اُسکو قید سے رہا کرا دیجیے غلام بہ صدق دل مسلمان ہوا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا ای تاجدار جلیل اسقدر بیقرار نہ ہو مہلیل نے کہا ای شہریار وہ دختر مجھکو فرزند سے

بہت تڑپتی دیکھیے کیا جتنا اُٹھا رہی ہو مگر کہنا اُسکا نہین مانتی صاحبقران نے فرمایا کہ
انشاءاللہ تمھاری دختر کو تمسے ملاؤنگا یہ فرماکر صاحبقران اُٹھے فرمایا اے مہلیل تم وہ
مقام چلکر مجھکو بتادو انشاءاللہ اخفش کو قتل کرونگا اور تمھاری صاحبزادی کو رہا
کرونگا دوسرے دن صاحبقران مہلیل کو ساتھ لیکر طرف صحراے عجائب نگار
کے چلے بعد کئی دن کے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا سبزہ نایاب درخت لاجواب
پھولون سے تمام جنگل بھرا ہوا ہو طائران زمزمہ سرا بہ صد رعنائی زمزمہ سرائی کر رہے
ہین صاحبقران صحرا کو دیکھتے ہوئے قریب درِ باغ پہونچے مہلیل وعمرو کو باہر چھوڑا
آپ اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا عجب طرحکا باغ ہو درخت سوکھے ہوئے سبزہ
مرجھائے ہوئے زاغ و زغن سر اُٹھا اُٹھا کر غل مچا رہے ہین صاحبقران قریب
بارہ دری کے پہونچے قفس سے نازچہر کی نگاہ جو جمال بیمثال صاحبقران پر پڑی
چلا کر آواز دی کہ اے نوجوان اِسطرف نہ آنا یہ مقام سحر سے معمور ہو اخفش جادو
حاکم یہان کا بڑا ستمگار ہو ایسا نہ ہو آجاے صاحبقران نے بنگاہ محبت
نازچہر کو دیکھا اُدھر سے تیور نازچہر نے ڈالے تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین
تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوئے صاحبقران نے کلیجا اپنا
تھام لیا نازچہر پسینے پسینے رنگت زرد لب پر آہ سرد دل مین درد مگر صاحبقران
قریب قفس پہونچے ہر چند نازچہر نے منع کیا کہ قفس کو ہاتھ نہ لگانا لیکن صاحبقران
نے جوش محبت مین قفس توڑ ڈالا نازچہر نے نکلتے ہی عرض کی اے شہریار آپ نے
غضب کیا اخفش نہ جانے دیگا اگر خبر اُسکو ہو جائیگی تو روکیگا صاحبقران نے
فرمایا اے نازچہر تو مجھے واقف نہین ہو مین کہ جناب سلیمان مالک اسم اعظم الٰہی مورد
فیوض نامتناہی کل پریزادہ قاف کو تسخیر کیا بہ عنایت پروردگار عفریت میرے
ہاتھ سے مارا گیا اور آسمان پری میری زوجہ و قرینۂ سلطان رخشندہ پریزاد کی بیٹی
ہین داماد نوشیروان مشہور ہون دو بیٹیان شاہ کی میرے عقد مین آئی ہین [illegible]
[illegible] کیا حقیقت ہو عنایت پروردگار رہا چاہیے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی تاج [illegible]

کہا ای شہریار ہوشیار ہوجائیے یکایک باغ پر آکر وہ آندھی اسطرح چھائی کہ رعد کی
گرج برق کی چمک تمام باغ سیاہ ہوگیا صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر دم
کیا ابر پھٹا ایک ساحر سیاہ رو بدخواہ اخوان الانسان کے مالے گلے مین پہنے ہوئے
بال تابہ کمر لٹکتے ہوئے بہ جوش و خروش پیدا ہوا اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ بیرون
قفس کھڑی ہے ایک جوان حسین وجمیل تیغہ ہاتھ مین سامنے کھڑا ہی کچھ پڑھ رہا ہی
اخفش نے جو یہ معرکہ دیکھا جلگیا وہین سے آواز دی کہ او جوان تو کون ہی میری
معشوقہ کو رہا کیا دیکھ تو کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے کودا جھوم کر صاحبقران
پر آپڑا چاہا گردن پکڑکے مروڑدون صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک
بکہ مارا کہ منہ کے بل جھکا امیر نے گردن پکڑلی مگر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین امیر
نے اخفش کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا کہ اب کہ کیا کہتا ہی تکبر پروردگار کو پہچان
سامری وجمشید پر لعنت کر اخفش قدمون پر گرپڑا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی
سے آگاہ ہون آپ کون بزرگ ہین کہ میرے سحر نے جواب دیا بالکل زور نہ چلا
صاحبقران نے فرمایا منم کوچک سلیمان زلزلۂ قاف حمزۂ صاحبقران نام سنکر
اخفش حیران ہوگیا سوائے اطاعت کے کچھ جواب نہ نکلا قدمون پر گرکے
مطیع اسلام ہوا عرض کی حضور یہان کسوجہ سے تشریف لائے صاحبقران نے
فرمایا مین عقب مین اسلم زنگی کے جاتا تھا کہ ماہ جادو ساحرہ مجھکو یہان اٹھا کر
لائی اخفش نے کہا سعد شہریار آپ کا پوتا اِس طلسم مین آیا ہی آپکی زوجہ اور دختر
قید ہین مگر غلام آپ کو تا بہ طلسم مذکور لے چلے گا ماہ جادو ملازم سلطان طلسم
تھی اگر وہ کوشش کرتی تو بڑا مطلب نکلتا صاحبقران نے فرمایا وہ تو میرے ہاتھ
سے قتل ہوئی اخفش نے کہا چھٹا در بند کرو ہانکا حاکم امکان فیل زورہ ہی وہانتک
پہونچاؤنگا کیا عجب ہی کہ سعد شہریار سے ملاقات ہوجائے صاحبقران یہ باتین
سنکر اخفش سے بہت خوش ہوئے اخفش امیر کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آیا
چند غلام بلائے امیر کو مسند پر بٹھایا نازچہر پہلو مین امیر کے بیٹھی مگر اخفش اِس

فکر مین مصروف ہو کہ فوج جمع کر کے امیر کا ساتھ دون طرف دربند ششم کے لے چلون
امیر نے مہلیل خارہ شکن کو بلوایا ناز چہرے ملوایا مگر مہلیل خارہ شکن نے جو
امیر کو طرف ناز چہرے کے متوجہ دیکھا ساعت سعید دریافت کر کے عقد کر دیا امیر نے
فرمایا ای ناز چہر مین فی الحال مصیبت مین گرفتار ہون کہ شاہزادی پردہ قاف قید
ہو انشاء اللہ بعد انکی رہائی کے تجھسے ضرور وصل ہوگا ناز چہر خاموش ہو رہی مگر
دل مین کہتی ہو اس انتظام کو زمانہ چاہیے خدا انکو مظفر و منصور کرے کہ آرزو سے
دلی پوری ہو مگر اخفش جادو بارہ ہزار ساحر جمع کر کے گرد باغ کے چھوڑ کر طرف
امکان جادو کے روانہ ہوا جب دربار مین امکان کے پہونچا دیکھا امکان
مصروف تیاری جنگ ہو اخفش نے پوچھا ای شہنشاہ کس سے جنگ درپیش ہو
امکان نے بیان کیا کہ پوتا حمزہ کا طرف دربند پنجم کے آتا ہو اُس شاہ نے مجھکو
نامہ لکھا ہو مین تدبیر فراہمی لشکر کر رہا ہون تم بھی جاؤ اور جمعیت فوج کر کے آؤ اخفش
بہت خوب کہکر بیٹھا بخدمت صاحبقران آیا تمام کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا
ای اخفش جلد کوچ کرو ایسا نہو سعد شہریار پر کوئی آفت آپڑے اخفش نے عرض
کی جسقدر رہبری توت تھی اُسقدر فوج جمع کر چکا مہلیل خارہ شکن کو تخت پر
بٹھایا اخفش منتظم لشکر ہوا صاحبقران طرف دربند ششم کے چلے امکان کو خبر
پہونچی کہ اخفش صاحبقران کے ساتھ ہو گیا یہ لشکر ساحران آتے ہین گھبرا کے
ساحرون سے کہا کوئی تم مین سے ایسا ہو کہ صاحبقران زمان کو جا کے لائے
ہفت جوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی جا کر صاحبقران کو
لایا امکان نے کہا ای ہفت جوش اگر تمنے یہ کام کیا تو بادشاہ طلسم تمکو عزیز
رکھیگا ہفت جوش پر پروانہ پیدا کر کے اُڑتا ہوا چلا امیر کو تیسری منزل ہو اخفش
نے انتظام کیا ہو ہفت جوش نے آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران گھوڑے پر
سوار جاتے ہین تڑپ کر گرا امیر کو اُٹھا لے گیا امیر اسم اعظم نہ پڑھ سکے سامنے
ایک کوہ حداد ستقا اُسپر آکے اُتارا منظور ہوا کہ مشکین وغیرہ باندھ لون

ابجو امیر کی آنکھ کھلی ایک ساحر کو دیکھا کہ رسن وغیرہ درست کر رہا ہی چاہتا ہی
آکے مشکین باندھوں کہ امیر نے اُٹھکر للکارا کہ او بیحیا تو کون ہی ہفت جوش
نے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ اُسکا پھٹ کر گرا کئی سحر کیے مگر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی ہفت جوش ناچار ہوا تلوار کھینچکر دوڑا قریب امیر آکر ہاتھ مارا
امیر نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر ہفت جوش کا اُڑ گیا کوہ سے اُترے
طرف لشکر کے چلے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچے کہ رونے کی آواز کان
مین آئی طرف صدا کے متوجہ ہوے اندر درے کے آکر دیکھا کہ ایک نوجوان
حسین وجمیل بندھا ہوا پڑا ہی ماران سیاہ گرد ہین اور اپنے کپچے کھولے ہین چاہتے
ہین اُس جوان کو ہلاک کرین وہ جوان اپنے کو بچاتا ہی بلک بلک کر رو رہا ہی
امیر نے قریب آکر فرمایا اِی جوان تو کون ہو اُس جوان نے آہ کرکے کہا اِی مونس
تنہائی و باعث صبر و شکیبائی کیا حال پوچھتا ہی وہ مصیبت زدہ ہون کہ کوئی معین
و مددگار نہین جب امیر نے حال پوچھا تو اُس جوان نے طرف ماران سیاہ کے
اشارہ کیا کہ اُنکے خوف سے حال نہین کہہ سکتا امیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا کہ
وہ ماران سیاہ جل گئے امیر قریب جوان کے بیٹھے حال پُرسی کرنے لگے اُس
جوان نے رو کر کہا القاس مردم آزار میرا نام ہی سامنے کوہ پر قلعہ ہی وہان کا
حاکم ہون پیشۂ قزاقی کرتا تھا مگر سلطان جادو کہ اِس درے کی حاکم ہی مجھکو
اُٹھا لائی لاکر یہان قید کیا برائے شکار گئی ہی جب آتی ہی ہزار طرح کے صدمے
پہونچاتی ہی مجبور و ناچار صدمات سہتا ہون کچھ کر نہین سکتا مگر ابتک تو ثابت
قدم ہون کہ اُسکے دام مین نہین پھنسا اور اُسکے ظلم سے بچا یقین ہی کہ آتی ہو
صاحبقران نے فرمایا اِی القاس مردم آزار تمہارا نام کیسا القاس نے کہا
جو کاروان نکلا اُسکو بظلم لوٹ لیا غربا قتل ہوے اِسی وجہ سے مردم آزار
لقب ہوا صاحبقران نے فرمایا قزاقی سے توبہ کرو القاس رہ دار نام رکھو
اور جو اِدھر سے گذرے اُسکی ضیافت کرو اپنی عملداری سے بخیر و عافیت نکالدو

جہانتک ہو سکے نیکی کرو پروردگار سب مشکلین آسان کریگا القاس کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا کہ تھوڑے عرصے مین آگ آسمان سے برسنے لگی القاس
نے کانپ کر کہا ای شہریار وہی مکارہ آتی ہو امیر نے اسم اعظم ورد کیا سنبھلکر بیٹھے
کہ سلطان جادو پیدا ہوئی اپنے قیدی کو جو آزاد دیکھا پکارکر آواز دی کہ او
جوان تو کون ہو مجھے بہت پسند آیا اگر میرا وصل اختیار کرے تو القاس کو مین
چھوڑ دون تجھکو قبول کرون صاحبقران نے فرمایا او لکاتہ اپنی صورت دیکھ
کیا سمجھکر پسند کرتی ہو جو ہو سکے تصور نہ کر سلطان جادو نے سحر کیا کہ آگ برسنے
لگی مگر امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ نے آپپر تاثیر نہ کی سلطان جھلاکر شیرنی
کی چیر پھاڑ کر اس جوان کو کھا جاؤن جیسے ہی قریب پہونچی امیر نے ہاتھ تیغہ عرب
کا اٹھایا سلطان نے جو دیکھا کہ تیغہ برق مثال چمکا تھرا کر قدمون پر گر پڑی کہا
ای شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون امیر نے فرمایا کوچک سلیمان
قاتل عفریت وسمندرون فتاح پر دہ قاف کشندہ جنت سیمرغ بروز معمان شہر
آسمان پری پدر قریشہ اتفاق سے یہان گذر ہوا سلطان جادو نے کہا او
کوچک سلیمان مین اطاعت اسلام کرتی ہون مگر کیا قصد ہو امیر نے فرمایا میرا
ارادہ ہو کہ جیتے دربند پر جا کر امکان جادو سے لڑون واسطے آنے سعد شہریار
کے راستہ پاک کرون اپنے کو تا بہ قید آسمان پری پہونچاؤن سلطان نے کہا
کنیز بھی ساتھ چلیگی راہ وغیرہ بتائیگی میرے ساتھ ہونے سے بہت جلد پہونچیگا
امیر نے فرمایا محبت تمھاری سلطان جادو بھی ہمراہ ہوئی امیر نے القاس و
سلطان کو ساتھ لیا درے سے باہر نکلے ملازمان القاس ڈھونڈتے پھرتے
تھے اپنے آقا کو دیکھکر گرد پھرنے لگے کہتے تھے ای آقاے نامدار آپ کہان تھے
القاس نے کہا ان شہریار کے قدمون کو بوسہ دو کہ جنکے عجب سے رہائی پائی
ورنہ عمر بھر اسی مقام پر تڑپتے اور رہائی نہ پاتے تم لوگون کی کیا مجال تھی کہ مجھتک
پہونچتے القاس نے عرض کی میرے قلعے مین چلیے مین سامان دعوت مہیا کرون

امیر مع سلطان قلعۂ القاس مین آئے القاس نے سامان دعوت مہیا کیا بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی ایک نازنین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

پیا جام مے چشم بتان آج / ہوے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کرے گا / کہ ہی مشق جنون کا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہان تک / خلل ہی چشم باز پاسبان آج
اِشارون نے خبر دی مدعا کی / ہوے باہم کلام بے زبان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے / کہ تھا مطلوب اِک غنچہ دہان آج
صبا سے ہین سبک باری کے بول / چڑھے بل پر ہی تیرا ناتوان آج
کھنچی شمشیر ہان خالی نہ جائے / یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہی زخمی / لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج
نسیم اپنے کلام پاک سے ہی / بہار گلشن ہندوستان آج

القاس خدمت کر رہا ہی کہ چند قزاق گھبراے ہوے آئے القاس کے کان مین کچھ کہا القاس نے پریشان ہوکر صاحبقران سے عرض کی ای شہریار آپ تو رخصت ہو جائیے مجھ پر جو گذریگی وہ جھیلونگا اب کیا زندہ بچونگا امیر نے فرمایا کیا معرکہ ہی کہا بادشاہ فیروز بخت تین لاکھ کی فوج سے مجھ پر چڑھ آیا ہی چہار جانب سے آکر گھیرا ہی مین نے اسکی ارسال لوٹ لی تھی فیروز بخت نہایت زبردست ہی امیر نے فرمایا ای القاس ایسے وقت مین ہم تم سے جدا نہونگے ہم خود مقابلہ کرینگے تم نے ہمپر احسان کیا اُس احسان کا یہ بدلہ ہی کہ ہم وقت پر چلے جاوین القاس نے کہا آپ میرے مہمان ہین مین چاہتا ہون آپ کو تکلیف نہ پہونچے صاحبقران نے فرمایا جنگ تو ہمارا آٹھ پہر کام ہی اسی لڑائی مین نام ہی القاس نے کہا ای شہریار آپکے ساتھ فوج بہت ہی امیر نے فرمایا دو لعاولعین سے مقابلہ پڑتا ہی برائی سب الگ ہو جاتے ہین انشاء اللہ دیکھنا کیسی جنگ پڑیگی القاس کو سمجھاکر

صاحبقران نے بٹھایا مگر فیروز بخت نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین نقارے
بجے صبح کو لشکر آکر میدان مین جمے فیروز بخت نے دور سے دیکھا کرسب کے آگے
ایک جوان آفتاب جمال مرکب پر سوار کھڑا ہو مگر شیر صولت رستم جلالت چہرے سے
آثار فتح جنگ ہویدا و ظاہر گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے او القاس قزاق تو نے غضب کیا کہ مایہ دولت کی ارسال سب
لوٹ لی آج مین نے تجھکو زیر کر دیا پا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا القاس نے ارادہ
کیا کہ مقابلہ فیروز بخت مین نکلون مگر امیر نے القاس کو روکا فرمایا مناسب نہین
ہو کہ ہمارے سامنے تم جنگ کرو القاس مجبور رونا چارہ ہوا مگر سوچتا ہو کہ اگر مغلوب
ہوئے تو بڑی خرابی ہوگی ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور ایسا لڑین کہ ان سب کو
مجبور کر دین تبھی دیکھا جائیگا کہ یہان ہمارا قتل ہو یہان امیر مقابلہ فیروز بخت
مین پہونچے فیروز بخت نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو آپ کو ان قزاقون سے کیا
مطلب میرے تو یہ سب گنہگار ہین ان سب کو قتل کرونگا آج بدلہ لونگا امیر نے
فرمایا اے فیروز بخت شاید تمنے میرا نام سنا ہوگا کو چک سلیمان ہونے ملک
قاف اٹھارہ برس پردۂ قاف مین لڑا تمام جزائر تسخیر کیے عفریت میرے ہاتھ سے
مارا گیا کوئی بہادر نہ نکلا کہ عفریت کو بچاتا اب ہو سکتا ہو کہ ہمارے ہوتے مین
تم القاس راہ دار کو قتل کرو اور ہم دیکھین فیروز بخت نام صاحبقران سنکر
تھرا گیا جی مین کہتا ہو کہ قاتل عفریت سے کیونکر مقابلہ ہو اس جوان نے وہ وہ
دیو زاد مارے کہ جنکا نظیر نہ تھا سب سردار زادے اسی کے ہاتھ سے قتل
ہوئے کیا کوئی ایسا نہ تھا کہ انپر غالب آتا لیکن حقیقت مین اسے مقابلہ دشوار
ہو تھوڑے سے کو دیر کہا اے شہر یار میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کرون مین
اطاعت اسلام کرتا ہون صاحبقران نے فیروز بخت کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا
تم ہمارے برادر دینی ہو اب کسکی مجال ہو کہ تمسے جنگ کرے چلکر القاس سے
ملجاؤ جو رنج ہو وہ دفع کرو اب وہ قزاقی نہ کریگا فیروز بخت بہت خوب

کر رہا ہو امیر نے فیروز بخت کو لاکر القاس سے بغل گیر کرایا القاس نہال ہو گیا
ساتھ والوں سے کہتا ہو کہ یہ صاحب اقبال ہیں کہ ایسا حریف یوں اطاعت کرے
اگر ایسے نہ تھے تو کل یہ داؤ قاف کیونکر تسخیر کیا مثل مشہور ہو کہ نام مرد بماند مرد انکا
نام سنکر فیروز بخت مطیع ہوا سب کہتے ہیں یہ آپ کی اقبال مندی کہ شیر بیشہ و لبستان
آپکا مطیع و فرمان بردار ہوا آپ نے ... کیونکر لاکر ملا دیا جس سے جان کا خوف تھا
اب کوئی خوف نہیں القاس کہتا ہو میں اب فیروز بخت کے ہمراہ ہونگا قزاقی
سے توبہ کی بندگان خدا امیر کے ہاتھ سے عاجز تھے راستہ بند ہو گیا تھا اب شہنشاہ
دونگا کہ جسکا دل چاہے اس راستے گذرے اب کسی کو تکلیف نہ پہونچیگی امیر
فیروز بخت کو ہمراہ لیکر بارگاہ القاس میں آئے ساقیان سیمین ساق و مطربان
خوش آواز مجمع ہوئے عیش و عشرت ... ہے اشعار عاشقانہ گا رہے ہیں نظم

دیا ترے عشق نے ... اور ... نوجوانی کا — اثر ... ہوئے رسوا نا حق ... مہربانی کا
نہیں سنتا ... اب دل ... — مزہ ... میں میری مٹ گیا میری کہانی کا
خیال وعدہ ہوا یوں مرگ آنکھیں بند کیا ... — سمجھیگا لگا ہو ... تعلق پاسبانی کا
نگاہوں میں سبک ہوں ... آنکھیں ... — ... ایسا مزہ دیتا ہو پانی کا
خیال وعدہ انکا گو تسلی بخش ہو لیکن — نسیم ابتک وہی عالم ہو اشکوں کی روانی کا

صاحبقران خوش بیٹھے ہیں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک
ساحر اور ایک ابن مالش حاضر ہو امیدوار باریابی ہو امیر نے مسکرا کر جواب دیا
کہ بلاؤ القاس نے پوچھا کہ اے شہریار یہ ابن مالش کون ہو امیر نے فرمایا میرا عیار
وفادار عمرو نامدار ہو کہ اخفش اور خواجہ عمرو سامنے آئے عمرو نے جو امیر کو
بہ نگاہ غور دیکھا سلام نہ کیا القاس کے سامنے آکر سر جھکایا کہا اے پہلوان دوران
میں ایک تاجر جلیل ہوں میرا غلام مال لیکر بھاگا ہو وہ تمہاری بارگاہ میں آکر
چھپا ہو القاس نے کہا میری بارگاہ میں دیکھ لیجیے خواجہ نے کہا وہ تو افسر بنا ہوا
بیٹھا ہو میں کیونکر گرفتار کروں القاس نے پوچھا غلام آپ کا کہاں ہو عمرو نے

طرف امیر کے اشارہ کیا القاس نے سر جھکا لیا کہا ای خواجہ بازرگان یہ تو ہمارے
افسر ہین کوچک سلیمان انکی ذات سے جنگ سے فراغت پائی عمرو نے کہا
تمسے فریاد بیکار ہی مین تو آیا تھا کہ تمسے اپنی داد پاؤنگا امیر نے فرمایا خواجہ بس
مسخرہ پن ہو چکا آکر بیٹھو فیروز بخت سے ملو کہ یہ تازے مسلمان ہین فیروز بخت
نے اُٹھکر عمرو کو گلے لگایا موتیون کا مالا فیروز بخت پہنے تھا عمرو نے ترکیب سے
اُتار لیا جب خواجہ آکر بیٹھے تو فیروز بخت نے خیال کیا کہ موتیون کا مالا کیا ہوا
طرف عمرو کے دیکھنے لگا امیر نے پوچھا ای تاجدار کیا ہوا فیروز بخت نے کہا
ای شہریار میرا موتیون کا مالا غائب ہو گیا امیر نے فرمایا خواجہ مالا انکا دیدو
عمرو نے کہا آپ کے دربار مین آکر چیدر کہلاے مقام افسوس ہی کہ ہمارا مال
آپ نے نہ دیا یہان کوچک سلیمان بن بیٹھے اسطرح کے مسخرے ہو رہے ہین اور
اخفش جادو بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ کیا صاحب اقبال ہین اکیلے آئے اور یہان آکر
اتنی فوج کے مالک بن بیٹھے عین گرمی صحبت ہی کہ اپنے مقام سے فیروز بخت
اُٹھا کہا ای شہریار کچھ آرزو رکھتا ہون صاحبقران نے فرمایا بیان کرو فیروز بخت
نے کہا یہ سامنے جو صحرا ہی اسی جنگل کی پشت پر غلام کا قلعہ ہی مگر سامنے صحرا سے
آدم خواران ہی شریر آدم خوار ساحر زبردست وبے نظیر ہی میرے قلعے پر
چڑھ آیا عجب طور سے مقابلہ کرتا ہی کہ ایک چنگل مار دیتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے
مقابلے مین ٹھہرے کے غلام زخمی ہو کر بھاگا اُسنے قلعۂ فیروز زنگار پر قبضہ کر لیا ہی
امیدوار ہون کہ میرا قلعہ دلوا دیجیے صاحبقران اُسی وقت اُٹھے کہ مین برائے
مقابلۂ شریر آدم خوار چلتا ہون فیروز بخت نے عرض کی ابھی تو وقت شب ہی
صبح کو چلیے گا صاحبقران نے رات اُسی مقام پر بسر کی اور صبح کو فیروز بخت کو
ساتھ لیکر طرف قلعۂ فیروز زنگار کے چلے القاس راہ دار بھی ساتھ ہوا جب
قریب قلعہ پہونچے شریر آدم خوار کو دیکھا کہ قلعے مین بدعت کر رہا ہی اہل قلعہ
ناچار ہو رہے ہین خبر جو سنی کہ فیروز بخت کوچک سلیمان کو ساتھ لیکر آئے ہین

شمشیر بر صفدر نے مقام پر کہا کہ یارو کوچک سلیمان کو کیا سمجھتا ہون چیر پھاڑ کر
کھا جاونگا یہ کہکر حکم دیا کہ چہار جانب سے اس جوان کو گھیر لو خون اسکا تمہین حلال
ہو جب یہ بات سنی آدمخوارون نے بلوہ کیا امیر نے نعرہ کیا کہ یا شیدا ای کافران بیحیا
و ای نابکاران پر روف آگاہ ہو کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز چشم فراری شدہ	زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد و اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ سنکے لڑنے لگے مگر آدمخوار اسطور سے لڑ رہے ہین کہ بڑھ بڑھ کے چنگل مارتے
ہین امیر تیغ عقرب سے ہاتھ اُنکے سر دست قلم کر دیتے ہین جسکا ہاتھ کٹا وہ چیخ
مارکر بھاگا شمشیر آدم خوار سے آکر کہنے لگا کہ حضور جا کر مقابلہ کرین ہم لوگ
عاجز ہین ہر چند چاہتے ہین گرفتار کرلین مگر اُنپر قبضہ نہین ہوتا دوپہر برابر تلوار
چلی وحشی جنگلی آدمی کئی سو ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے آخر کار امیر لڑتے
بھڑتے قریب شمشیر آدم خوار کے پہونچے شمشیر نے چنگل مارا امیر نے کلائی
تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ شمشیر جھکا امیر گھوڑے سے کود پڑے کمر مین ہاتھ ڈالکر
شمشیر کو اُٹھا لیا پھر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے
اور خنجر نکالا شمشیر ہاتھ باندھنے لگا کہنے لگا ای کوچک سلیمان مین تابعدار ہون
صاحبقران نے چھوڑ دیا شمشیر آدم خوار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا
امیر شمشیر کو ہمراہ لیکر سامنے فیروز بخت کے آئے فرمایا ای شمشیر یہ تمھارے
بادشاہ ہین اِنکے قدمون کو بوسہ دو شمشیر جھکا فیروز بخت نے گلے سے لگا لیا
پیشانی پر بوسہ دیا صاحبقران نے قلعہ فیروز بخت کو دلوا دیا مگر شمشیر آدم خوار
صاحبقران کا عاشق ہو گیا عرض کی ای شہریار مین ہمراہ رکاب رہونگا امیر نے
شب کو جلسہ آراستہ کیا ساقی بیچے حاضر ہین جام کو گردش مین بے پاؤن چل رہا ہے

مطربان خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہے ہین نظم

حکم تھا روز گذشتہ مین کہ ہم آتے ہین آج
جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتے ہین آج

حال دل کیونکر کہین بس پر انھین پاتے ہین آج
سیر ہے بوسونکی لب نازک قسم کھاتے ہین آج

رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کر دیا
دیدۂ بیدار انکے ہمسے شرماتے ہین آج

شرم وا ہو دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا
پانؤن آغوش اجل مین چلکے پھیلاتے ہین آج

ابتو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسی احبا دیکھنے آتے ہین آج

منزل مقصود تک جانیکی طاقت جو نہین
جابجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج

آرزومند تعلق ہو مری دیوانگی
دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج

غفلت قاتل سے حاصل ہو گئی ہین پژمردگی
زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج

دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے
ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج

کی ہے تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
ایسے منہ کھولتے مین زخم شرماتے ہین آج

خندۂ دزدیدہ ہر ہر دہان زخم مین
شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج

شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا خیال
ای فلک ہشیار ہمسر نالے مرے آتے ہین آج

آہ قبل از حشر ملکر فیصلہ کر لین بہم
زندہ کر لیتا ہین لو تپہ مرجاتے ہین آج

ہین خیالی نامہ و پیغام ان سے ای نسیم
متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے سب سردار خوش بیٹھے ہین کہ آسمان پر آکر سیاہ پوش جادو فرستادۂ شاہ دربند ششم تھرآیا عمرو کو جو دیکھا تڑپ کر گرا اور اٹھا لیا اخفش نے جو دیکھا کہ آسمان سے ایک ساحر آیا عمرو کو لیے جاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا گولا جھولی سے نکالکر مارا سیاہ پوش جادو نے گولا کاٹا اخفش سوچا ایسا نہ ہو سیاہ پوش نکلجاے خود بلند ہوا جا کر کارد سحر ماری شانہ سیاہ پوش کا زخمی ہوا خون بہنے لگا مگر عمرو کو نہین چھوڑتا صاحبقران نے جو دیکھا کہ اخفش بڑی جانبازی کر رہا ہے لیکن سیاہ پوش عمرو کو نہین چھوڑتا یہی چاہتا ہے نکلجاؤن اور اخفش پر جو گیا کہ آسمان سے تلوار گری سر اخفش کا زخمی ہوا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تاک کر

تیر مارا سینے پر سیاہ پوش کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سیاہ پوش مر کر گرا خواجہ کو
دوڑ کر امیر نے روک لیا عمرو بیہوش ہو گیا جب ہوشیار ہوا تو اُچکنے لگا کہا ای شہریار
آپنے کیوں تکلیف فرمائی مجھکو جہاں لیجاتا مین رہا ہوجاتا کیا کسی بات مین باہر تھا
امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا پکار کر آواز دی صاحبو خواجہ کو چھوڑ دو کہ اُنکو ساحر
لیچلا تھا خدا نے انکو بچایا عمرو نے کہا ہان امیر یہ بات خوب تجویز کی چادر اپنی
پھیلادی دُونیاں چوانیاں روپے اشرفیاں گرنے لگین تھوڑے عرصے مین چادر مال سے
بھر گئی خواجہ نے سب اٹھا کر نذر زنبیل کیا کہا آقاے نامدار آپ کی عنایت سے
اس مہینے کا سودا ادا ہو جاے گا مگر سرخ پوش معرکہ سیاہ پوش دیکھ رہا تھا جب
سیاہ پوش مارا گیا سوچا کہ ساتھی میرا قتل ہوا مین جا کر کیا منہ دکھاؤنگا تڑپ کر
گرا چاہا اخفش کو لیجاؤن اخفش کو اٹھا لیا ہوا پر آکر اخفش نے ایک طمانچہ
مارا دونوں لڑنے لگے امیر نے جو دیکھا کہ اخفش کمزور ہوا ایسا نہ ہو سرخ پوش
مارلے پھر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ سرخ پوش بھی مارا گیا
رات بھر مین اسیطرح چھ جادوگر اسی امیر کے ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے
باہر پڑے ہین جسنے لاشہ ساحر کا دیکھا آپس مین کہا یارو طلسم مین ہنگامہ ہے اب
چھٹے دربند پر صاحبقران جاوین گے یقین ہے کہ اُسکو فتح کرکے ساتوین دربند پر
چلین گے امیر نے صبح کو حکم دیا سرداران مذکور جمع ہوے لشکر کا شمار کیا تو معلوم
ہوا کہ چار لاکھ لشکر و سولہ سرداران خرد و کلان ہین سب کو ساتھ لیکر طرف دربند
ششم کے چلے امکان برق بار کہ حاکم دربند ششم ہے انتظار مین تھا کہ ساحر براے
گرفتاری صاحبقران گئے ہین لیکر آتے ہونگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
کافر کو کافرون نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچمن ندہد شکست
طبل تاسگان بدرند ہ گرز آتش بہرا در نگار رنگ بہ بر سر تو موکلان بزنند ہ
سردارون نے عرض کی پیش یاد کیا خوشخبری لاے ہرکارون نے عرض کی کہ امیر
بجمعیت کثیر آپہونچے یہ خبر سنکر امکان اپنے مقام سے اٹھا دو ساحر بلاے ایک کو

نام باران قطرہ زن دوسرے کا نام ابر بار جادو ہو انکو کچھ تحفے دیے اور کہا جا کر
کوہ بوقلمون پر رہو یہ دونون ساحر پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئے صاحبقران زمان
منزل در منزل آتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے دیکھا کوہ پر گلہاے رنگارنگ
و شگوفہاے بوقلمون جابجا سے پانی گر رہا ہو یہ رنگ دیکھکر صاحبقران گھوڑے
سے اُترے فیروز بخت سے فرمایا تم لشکر اُتارو ہم سیر دیکھکر آتے ہین فیروز بخت
نے منع بھی کیا کہ اندر درے کے جانا بہتر نہین مگر امیر نے نہ مانا اخفش کو اور
جملہ سردارون کو ساتھ لیا خواجہ سب سے آگے بڑھ گئے اندر درے کے آکر دیکھا
کہ ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہین سبزہ بیدار بخت لہلہا رہا ہو اُسپر گل خود رو پڑے
رہتے ہین گویا لاسبزے پر اسطرح کھلا ہوا ہو کہ فرش زمردنگار پر موتیون کا فرش
معلوم ہوتا ہو خواجہ ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

شمع سحری اُٹھ کے ساتھ نیا وقت ٹل گیا　　سنت کچھ اور رمان کرین پہ سنبھل گیا
شانے کی راستی پہ کمی کیا مست ہوگئی　　ہم بندگی کرینگے جو زلفون سے بل گیا
دو ور و خدا کے واسطے دیکھو یہ کیا ہوا　　کہتا ہو کوئی ہاے کلیجہ نکل گیا
کیون لاے دوست اسکو عیادت کے واسطے　　دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
سر قوت کر لگائیگا پھاے کہان کہان　　او چارہ گر تمام بدن میرا چھل گیا
افسوس کر رہا ہو وہ پہچانتا نہین　　اس چال پہ رفتار مین ایسا بدل گیا
توبہ تو ہو بلا سے جو ویسا نہین ہو دل　　زاہد بشکل شیشۂ مے کیون اُبل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے　　لو وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اسکو جھجکی کچھ نہ کر سکا　　واعظ کا بھی قدم نہ جما لو پھسل گیا
سامان سفر کے ساتھ ہین ہر وقت اے نسیم　　کیا خاک اس جہان مین میرا دل بہل گیا

خواجہ عمرو مبہوت بیٹھے گا رہے ہین کہ صاحبقران زمان پہونچے جلسہ دار
ساتھ ہین فرمایا خواجہ مقام افسوس ہو کہ فیروز بخت یہ تماشہ نہ دیکھے اب تم
جا کر فیروز بخت کو بھی بلا لاؤ کہ وہ بادشاہ لشکر ہو عمرو نے کہا ابھی اے شہریار ابھی چلیے

زیادہ وہ اِس مقام پر نہ ٹھہرے امیر نے نہ مانا عمرو تو واسطے بلانے فیروز بخت کے گیا
صاحبقران نخلستان کے سائے مین آکر بیٹھے سیر صحرا دیکھ رہے ہین فرماتے ہین کہ
مین اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہا مگر ایسا صحرا ایسے فرح افزا نگاہ سے نہین گذرا
حقیقت مین نمونۂ جنت ہو کیا کیفیت ہو اِس خیال مین بیٹھے تھے کہ لکہ ہاے ابر آسمان
پر آئے امیر نے چاہا نکلجا دین مگر تھوڑی دیر مین ابر محیط عالم ہوا یا تو بوندیان پڑتی
تھین یا برف پڑنے لگی جو سردار اُٹھا کہ اپنے کو بچاؤن نکلجاؤن برف کی سل گری
کہ وہ جوان اُسکے نیچے دب گیا بہت سی سلین صاحبقران پر گرین سپر سے روکین
آخر کو صاحبقران بھی دب گئے جملہ سردار مع صاحبقران برف کے نیچے دبے
برف کے انبار ہو گئے خواجہ عمرو پاس فیروز بخت کے پہونچے کہا اے فیروز بخت
صاحبقران زمان نے بلایا ہو فرماتے ہین تم بھی آکر تماشہ دیکھو اب فیروز بخت
وخواجہ وجملہ لشکر جو قریب آیا دیکھا کہ پہاڑ پر دوسرا پہاڑ برف کا ہو برف کی
سلون نے درہ کو بند کر دیا عمرو رونے لگا فیروز بخت نے کہا خواجہ نگھراؤ
مین ابھی مزدورون کو حکم دیتا ہون برف کاٹکر درہ صاف کر دینگے کئی سو بیلدارون
کو حکم دیا بیلدار کمر کوہ کاٹنے لگے کہ پہاڑ پھٹ پڑا اکئی سو مزدور بھی دب گئے اتنے
فیروز بخت بہت گھبرایا کہ خواجہ اب کیا کرون خواجہ نے کہا غضب ہوا امیر مع
سردارون کے اِس درے مین رہے مین کمبخت کیون چلا آیا لیکن باران قطرہ زن
اور ابر بار جادو پاس بادشاہ دربند ششم کے پہونچے کہا اے شہنشاہ ہمنے حمزہ کو
گرفتار کر لیا تین دن مین خاتمہ ہو جائیگا امکان جادو نے حکم دیا اُسی باغ مین
جاؤ جا کر سحر کو زور دو کہ وہ سب ہلاک ہو جائین تو پھر مین آگے بڑھون اور اپنے کو
دربند ہفتم پر پہونچاؤن طلسم کشا کا بھی خاتمہ کرون دونون پھر روانہ ہوئے اور
ایک نامہ لکھا قطران ابلق سوار کو کہ وہ لشکر لیکر بر سر لشکر خدا پرستان جاکے
اُن سب کو گرفتار کرکے لائے غرض نامہ پاس قطران کے پہونچا تین لاکھ فوج
ہمراہ لیکر قطران روانہ ہوا یہان فیروز بخت وخواجہ سامنے درے کے اترے

ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اب کیا تدبیر کریں کہ صحرا سے گرد اڑی تمام صحرا سیاہ
ہو گیا فیروز بخت نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر
سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین آتر پڑا طبل جنگی بجوایا فیروز بخت نے
جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین مگر فیروز بخت کہتا ہے کیون خواجہ اس دیو
سے کون مقابلہ کریگا جو سردار لایق جنگ تھے وہ سب صاحبقران کے ساتھ ہیں
مگر مین مقابلہ کرونگا خدا انجام بخیر کرے ایسا نہو کہ لشکر پر شکست واقع ہو پہلوان
بڑا مغرور ہے خدا اسکے شر سے بچائے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قطران
نے جب دیکھا کہ صف بندی ہو چکی گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز بخت نے چہار جانب دیکھا جو سردار موجود
تھے انھون نے سر جھکا لیے یعنی مراد یہ تھی کہ ہم اسکے مقابلے کے لایق نہین ہین
فیروز بخت نے جب دیکھا کہ کوئی اسکے مقابلے مین نہین جاتا تو تخت سے اُتر کر
گھوڑے پر سوار ہوا مقابلۂ قطران مین آیا اول نیزہ چلا فیروز بخت نے نیزہ
قطران کا ٹالا مگر قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر فیروز بخت کا زخمی ہوا چاہا
سر کاٹ لون اہل فوج نے دیکھا کہ ہمارا آقا جدا از قتل ہوتا ہے لینا لینا کر کے آپڑے
دونون لشکر ملگئے مگر قطران شیر انداز رہا ہے جس صف پر پہونچا اُسے درہم برہم
کر دیا ساتھ والے اسکے بہ اطمینان لڑ رہے ہین کہ افسر سر پر ہے یہان فوج بھی
بے سردار جب دیکھا کہ شکست ہونے لگی تو خواجہ نے طبل امان بجوا دیا دونون
لشکر ہٹے مگر قطران کہتا ہے کہ ہرکارے جائین آکر خبر دین کہ مسلمان اب کیا کرینگے
یہان فیروز بخت جو زخمی آیا اور خواجہ نے دیکھا کہ اب کل کون مقابلہ کریگا
فیروز بخت سے صلاح کی کہ لشکر یہان سے ہٹا لیجیے ایسا نہو کہ دشمن شبخون لائے
رات ہی رات بارگاہین وغیرہ لدوائین طرف صحرا کے بھاگے ہرکارون نے
قطران کو خبر دی کہ مسلمان بھاگ گئے قطران اُسی وقت سوار ہو التعاقب
مین چلا یہ لوگ بھاگے ہوے جاتے ہین جس مقام پر پہونچتے ہین نشان آمد

فوج قطران ظاہر ہوتے ہین پھر اُسی طرح بھاگتے ہین عمرو نے دیکھا کہ کوئی گرجامعی
و نجیہ و ترتیب نہین ہر کہا تک بھاگین سامنے ایک پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گئے کہ قطران
آکر پہونچا چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اب خواجہ گھبرائے فرمانے لگے کہ بڑی
غلطی ہوئی اِس پہاڑ پر نہ آنا تھا دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہو قطران نے اُترتے ہی
طبل یورش بجوا دیا خواجہ نے ہرچند چاہا کہ اگر کسی طرف سے راستہ ملے تو نکل جاوین
لیکن چہار طرف سے پہاڑ گھرا ہوا ہو چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب
گریبان سحر غم مین اہل اسلام کے چاک ہوا قطران سوار ہوا طرف پہاڑ کے چلا
خواجہ نے گھاٹیان درست کی ہین تیر انداز بٹھائے ہین جب فوج کو آتے ہوئے
دیکھا اسقدر تیر مارے کہ کئی ہزار کافر مارے گئے قطران نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہو جائیگا سب کو روکا کہا مین تنہا جاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا سپہ منھ پر کھینچ تیر روکتا
تامل کرتا ہوا چلا اہل کوہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب دوجہان اے
مالک زمین و زمان اس ظالم کے ظلم سے بچالے قطران چلا آتا ہو آتے آتے قریب
کوہ کے پہونچا چاہتا ہو پہاڑ پر چڑھون خواجہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے کریم کارساز
و اے رب بے نیاز مقام افسوس ہو کہ افسر ہمارا اسیر ہو ہنوز اور اس بچپانے ہمارے
قتل پر کمر باندھی ہو تو رحیم و کریم ہو مگر قطران گینڈے سے اُترا گھاٹیان طو کرتا ہوا طرف
بلندی کے چلا جس گھاٹی پر پہونچتا ہو صدہا سپاہیون کو قتل کرتا ہو کئی گھاٹیان طو
کر چکا اب جو خواجہ نے دیکھا کہ قطران آ پہونچا بلک کر دعا کی کہ اے رحیم و کریم فضل اپنا
شامل کر قطران نے چاہا کہ چند گھاٹیان جو باقی ہین اُنکو بھی طو کر کے بالائے کوہ
جاؤن فیروز بخت کو گرفتار کر لون فوج والے بھاگ جاوینگے میرے مقابلے
مین کون ٹھہر سکتا ہو مگر عمرو نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ
صحرا سے گرد اُٹھی عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اب جو دیکھا
تو نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب باد رفتار پر سوار بصد زور و شور آتے ہین
فوج پشت پر دور سے جو نور الدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال بالائے

کوہ جاتا ہو اہل اسلام تڑپ رہے ہین نور الدہر نے گھوڑا بڑھایا وہین سے نعرہ
کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر بشہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر
او مغرور عقل و فراست سے دوران دست و پا شکستون پر کہان جاتا ہو عمرو نے
جو بالاے کوہ سے نور الدہر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے نور نظر و اے جان تمھارے
دادا کوہ مین برف مین دبے ہین اس مردود نے آ کر گھیرا ہو نور الدہر قریب پہاڑ کے پہونچے
فوج کو روک دیا پلٹ کر بیہوش شیبون کلام کو منع کیا کہ ملک خبردار سحر نہ کرنا مین
اس مغرور سے سمجھ لونگا یہ فرما کر قریب کوہ آئے قطران کو للکارا کہ بالاے کوہ
کہان جاتا ہو قطران نے کہا اہل کوہ کو قتل کر لون تو پلٹ کر آتا ہون نور الدہر نے
جھاڑی کو تھاما اور نعرۂ تکبیر کر کے جست کی دو جستون مین بالاے کوہ پہونچے
قطران نے جو دیکھا کہ یہ جوان قریب آگیا چاہا اوجھڑی کی مار کے پہاڑ سے گرا دون
نور الدہر نے خم ہو کر یہ چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا زور کر کے اٹھا لیا اور
ہاتھ پر تولکر قطران کو ایک غار مین پھینک دیا پہاڑ سے اتر کر فوج پر جا پڑے
فوج قطران نے فرار کی راہ لی نور الدہر انکے تعاقب مین سدھارے جب لشکر سامنے
سے بھاگ گیا تو خواجہ اپنا لشکر چھوڑ کے اکیلا اترے فیروز بخت سے کہا تم اس صحرا
مین اترے رہو تلاش مین صاحبقران کی جاتا ہون مگر تم یہان سے آگے نہ بڑھنا غرض
فیروز بخت اسی مقام پر اتر گئے خواجہ عمرو تلاش مین چلے ایک صحرا مین پہونچے کہ
زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا کچھ اونٹ آتے ہین روٹیان و سالن وغیرہ
لدا ہو چند شتربان ساتھ طرف صحرا کے جاتے ہین عمرو نے فقیر کی شکل بنا کر سوال
کیا شتربانون نے جواب دیا کہ شاہ صاحب یہ مال ایسا نہین ہو کہ جس مین سے
ہم کچھ دین عمرو نے کہا بابا واقعیہ کہ ہر مذہب مین خدمت کرتے ہین ایک روٹی
مین بابا کیا نقصان ہو جائیگا شتربانون نے کہا دو جادوگر زبردست بحکم امکان
باغ مین آ کر اترے ہین حمزہ کو سحر کر کے برف مین دبا چکے اب یہ فکر ہو کہ انکا خاتمہ
کرین ہم شاہ کے حکم سے ہر روز انکو کھانا پہونچاتے ہین آج دیر ہو گئی ہمکو خوف

خوف ہو کر دیکھیے وہ کسطرح ہمسے پیش آتے ہین ایسون کے کھانے مین سے ہم کیونکر
دے سکتے ہین وہ جادوگر آفت برپا کرینگے عمرو یہ حال سُنکر رونے لگا کہا بابا ہم تو فقیر
بھوک سے بیقرار ہو مگر تارک لذّات ہو ایک سخی داتا نے قند کا کوزہ دیا ہی وہ لیلو
اور ایک روٹی دیدو شتربان بہت خوش ہوے اپنے کھانے کی روٹی بغل سے
نکالکر عمرو کو دی عمرو نے وہ قند پاس سے نکالا اور شتربانون کو دیدیا سب نے
آپس مین تقسیم کرکے کھایا اُس مین بیہوشی ملی تھی کھاتے ہی بیہوش ہوے عمرو
نے سب کھانے مین بیہوشی ملائی اِس خیال سے کہ جادوگر کھانا کھا کر بیہوش ہونگے
مین قتل کرلونگا جب ہوا چلی شتربان ہوشیار ہوے آپس مین کہتے تھے یار و آج
وہ ... بہت خفا ہونگے عمرو گلیم اوڑھے الگ سے دیکھ رہا ہو کہ شتربان چلے
کھانا سب ... مقام پر پایا کہتے ہونگے کہ بڑی خیر ہوئی اُس فقیر نے کسی شی کو ہاتھ نہین لگایا
یہان باران قطرہ زن و برق بار جادو بیقرار بیٹھے ہین عذر کر رہے ہین آپس مین
کہ رہے ہین کہ کیا باعث ہو کہ آج کھانے کو دیر ہوئی کہ شتربانون نے آکر سلام کیا
باران و برق بار نے پوچھا ارے آج کہان دیر لگی تمھارے ہاتھ ہماری
زندگی ہو کہ کھانا لاتے ہو شتربانون نے کہا حضور صاف صاف آپ سے بیان
کرین راہ مین ایک فقیر ملا اُسنے ہمکو قند کا کوزہ دیا ہم اُسکو کھا کر سو گئے تھے
باران نے کہا اب ہمکو خوف ہوتا ہو کہ ایسا نہ ہو وہ فقیر ساربان زادہ ہو کے
امکان جادو نے کہدیا تھا کہ بہت احتیاط سے رہنا ایسا نہ ہو عمرو عیار آکر
تمکو مار ڈالے اور ضرور آئیگا یہ کہکے شراب کی گلابی اُتاری اُسکو جو سونگھا
بیہوشی کی بو آئی سب کھانے کو اُٹھا کر حوض مین پھینکدیا اور شتربانون کو قتل
کیا عمرو نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ کیا کرون یہ تو بڑے ہوشیار ہین
کھانا نہ کھایا سب پھینکدیا ایسے بدگمان ہین کہ شتربانون کو بھی قتل کیا باران
نے برق بار سے کہا اب دو تین دن بے کھانے پینے بسر کرینگے کہین اور سے
کھانا کھا آیا کرینگے اب وقت سخت ... و ساربان زادہ ہمارا پتہ پا گیا جھٹ پٹ بیہوشی

کھانے مین ملائی اگر ہم کھا لیتے تو موت حق بادشاہ سے پھر انعام و اکرام کون لیتا اگر
امیر کو قتل کیا تو طلسم مین بڑا نام ہوگا پھر طلسم کشائی گرفتاری کتنی بڑی بات ہو ابھی
غفلت مین امیر بھی سحر کرینگے سب کو ہمین مارلینگے کوئی ہمارے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا
یہ باتین آپس مین کر رہے ہین پانی اور برف سامنے رکھا ہوا ہے جسمے استخوان انسان
کے بنے ہوئے اُنکو چرخ دے رہے ہین لکہا سے ابر اُٹھتے ہین جو ابر آسمان پر چھایا ہے
اُسمین جا کر ملجاتے ہین برف کی بارش کو انتہا کا زور ہے برف برس رہی ہے کہ ایکطرف
سے دیکھا ایک تخت اُڑتا ہوا آتا ہے اُس تخت پر ایک ساحر مہیب ایک کتاب ہاتھ مین
لئے نعرے کرتا ہوا آتا ہے کہ اے باران برف بارستم جمشید ثانی مجھکو معلوم ہوا کہ فکر
مین تمھاری ساربان زاد و شکلا ہے اور لات و منات ملک الموت کو روانہ کر چکے
ہین سنو راہ مین اگر اُسکو روکا کہ خبردار ابھی نہ جانا ورنہ ساری دنیا کو ابھی غارت
کر دونگا ملک الموت تو پلٹ گئے مگر لات و منات اسی فکر مین ہین کہ تمکو قتل کرین
دونون جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی یا خداوند آپ نے تکلیف فرمائی مگر
یہ بڑا کام کیا کہ ملک الموت کو روک دیا مگر ہم شراب کے واسطے بہت بیقرار ہین اگر
آپ حکم دیجیے تو جا کر پی آوین پھر بیٹھکر سحر کرین ابتو مسلمان نوبت بجان رکار دہر
استخوان ہونگے آجکی رات اور اُنکے خاتمے مین باقی ہے صبح کو میدان صاف
ہو جائیگا ہم پلٹ جاوینگے جمشید ثانی نے کہا ہم تمکو گلابی دیتے ہین مگر یہ شراب
شباب ہے ہمیشہ جوان رہو گے ضعیفی تم تک نہ آئیگی دونون خوش ہو گئے جمشید
نے کمر سے گلابی نکالی دونون کو ایک ایک جام پلایا پیتے ہی دونون گھبرا گئے اپنے
مقام سے اُٹھے کہا یا خداوند ہم آسمان پر جاتے ہین ہمکو فرشتے بلاتے ہین جمشید ثانی
نقل نے کہا جلد جاؤ یہ شراب شباب کی تاثیر ہے کہ تمھاری آنکھون سے پردے
اُٹھ گئے فرشتے دکھائی دینے لگے دونون اُٹھے لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونوں کو
ذبح کیا اِدھر تو یہ مرے اُدھر لکہا سے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سب برف پانی ہو کے
بہ گئی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سب سرداران کو ساتھ لیا فرمایا یارو

یہ مقدمہ سحر تھا معلوم ہوتا ہی میرا یار وفادار پہونچا اُسنے ساحرون کو قتل کیا درہ کوہ سے نکلے فیروز بخت نے ہرکارے مقرر کیے تھے وہ جھپٹتے ہوے سامنے آئے کہا او بادشاہ عالیجاہ صاحبقران مع سردارون کے آتے ہین فیروز بخت نے آکر استقبال کیا صاحبقران لشکر مین آئے پوچھا خواجہ کہان ہین سب نے عرض کی حضور کی تلاش مین گئے ہین یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی خواجہ نے لاکر دونون سر سامنے ڈالدیے اور کہا حمزہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا تب یہ مارے گئے امیر نے دس ہزار روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا میرا روپیہ بہت خرچ ہوا ہی امیدوار ہون کہ جلسہ جمائیے سب سردارون کو حکم دیجیے اپنا اپنا خون بہا دیوین تب شاید میرا مطلب ہو صاحبقران نے حکم دیا جلسہ آراستہ ہوا خواجہ نے چادرہ بچھا دیا اور ڈیجا کرنئے طور سے یہ اشعار گانے لگے نظم

نازک حباب سے ہو مرا دل مرا مزاج
ہوجاے پانی ہوکے جو بدلے ذرا مزاج

اِکدم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رہا مزاج

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج

اِکدن رہا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار
اُس گلبدن کا پاگئی جو کیا قبا مزاج

مشق ستم ہوا ہیلیے اُس طفل شوخ کو
اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج

صحت نہین نوشتہ ہمیار عشق مین
چھٹ جاتی ہی غذا نہین پاتی دوا مزاج

کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج

ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
پھیرے مگر بتون کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہی یہ بیسوا مزاج

تمام اہل دربار جمع ہین خواجہ کو روپیہ اشرفی دیے رہے ہین تھوڑے عرصے مین چادرہ معمور ہوگیا دو دن تک اُسی صحرا مین لشکر رہا بعد دو دن کے امیر نے کوچ کیا لیکن امکان جادو کہ تخت پہ بیٹھا ہی جملہ ساحر حاضر ہین کہ ہیرون نے لاکر لاشہ باران قطرہ زن و برقبار کا پہونچایا امکان نے کہا یارو یہ وہ ساحر مارے گئے

کہ جنکی وجہ سے دربند ششم ویران ہوگیا مگر پکار کر پوچھا کہ کیا ہوا کھایا ہیرون سنے
آدازدی کہ اے بادشاہ عالیجاہ ساربان زادہ جمشید ثانی بنکر آیا تھا انھین کی شکل پر
دونون کو قتل کیا یہ سنکر امکان جادو نے زانو پیٹ لیا کہا لو یارو مذہب سامری
و جمشید کا خاتمہ ہوا کیا باعث ہوا کہ قدرت کی شکل بنکر عمرو آیا اور قدرت نے
اپنے بندون کو نہ بچایا یارو ہر چند کہ ایک دربند کا حاکم ہون اگر میری شکل بنکے
عمرو عیاری کرے تو مین آگاہ ہو جاؤن گا اور قدرت کو اپنے بندون سے یہ ذہنی
کہ آگاہ نہ کیا دونون ساحر قتل ہوگئے اب اِس طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان
سچ کہتے ہین اور انسان ہوکر دعوی خداوندی کرے اور اُس سے کوئی اظہار
قدرت نہ ہو سب نے کہا اے شاہ خاموش رہیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے
ایسا نہ ہو قدرت آگاہ ہو جاوین تو باعث خرابی ہو امکان نے کہا قدرت کو خبر
بھی نہین ہوتی قدرت آٹھ پہر قصر مرواریدین رہتے ہین اسی وجہ سے کسی بات کی
انکو خبر نہین سب نیک و بد مروارید گوہر افشان کے سپرد کر دیا ہی جو انکے مزاج
مین آتا ہی وہ کرتی ہی یقین ہی جلدی سے مین طلسم کشا بھی لڑتا بھڑتا یہ لوح پہونچ جائیگا
ایک ساحر اٹھا اُسنے کہا مین ابھی جاتا ہون صاحبقران کو پکڑے لاتا ہون وہی
ساحر پلنگ نیک رائے نام اُٹھکر باہر آیا ایک نازنین کی شکل بنکر چلا لشکر امیر
مین داخل ہوا بعد اُسکے جانے کے امکان نے کہا لو یارو پلنگ کے جانے پر
خاتمہ ہی اگر پلنگ جاکر حمزہ کو پکڑ لایا تو فوراً قتل کرونگا اگر پلنگ گرفتار ہوا
یا مارا گیا تو مین جاکر حمزہ کا شریک ہو جاؤنگا دل کو یقین ہوگا کہ جمشید ثانی خدا وند
نہین ہین مگر پلنگ نیک رائے بشکل محبوب پری چہرہ پھرتا ہوا لشکر اسلام مین
آیا بازار مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا **نظم**

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب	بڑھکر ہی اِس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امید وار مرگ سے کیون منھ چھپا لیا	اب کون لیگیا مرے قاتل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر	دیکھا کیے وہ صاحب محفل کا اضطراب

مدت سے آرزو ہے کوئی لحظہ بیٹھ کر | تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو | لیکن نہان ہو صاحب محمل کا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشہ ہے دیکھ لے | لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب
اُسکو قرار ہو اسے پروا نہ دمبدم | سیماب سے فزون ہو مرے دل کا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم | جاتا نہین ہے آج مرے دل کا اضطراب

القاس راہ دار اپنی بارگاہ سے آتا تھا اُسنے جو اس مہجبین کو دیکھا تڑپتا ہوا
سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہریار انقلاب فلکی ہے کہ ایک نازنین حسین
جمیل خوبصورت نیک طینت بازار مین بیٹھی گا رہی ہے اگر مناسب ہو تو حضور
اُسکو بلوائین صاحبقران نے حکم دیا عمرو نے کہا مین جاکر بلا لاؤن امیر نے کہا
بسم اللہ خواجہ باہر نکلے ایک خدمتگار کی شکل بنکر بازار مین آئے قریب اُس
نازنین کے بیٹھ گئے ایک روپیہ پھینکا اور کہا اے مہجبین چل تجھکو حمزہ نے بلایا ہے
عمرو کا دل کھٹک رہا ہے یہی دمبدم خیال ہے کہ کوئی ساحر نہ ہو جب وہ نازنین اُٹھی
تو عمرو نے کان مین کہا اے ملکہ مین تمکو خدمت مین آقاے نامدار کی لیے چلتا ہون
اگر رنگ جمے اور آقا تمکو تخلیے مین لیجاوین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ بدل شریک
ہونگا میرا ارادہ ہے کہ جاکر اسکان جادو سے ملاقات کرون اور اپنی خرابی کا
باعث کہون حمزہ وہ ظالم ہے کہ کوئی ملازم راضی نہین پلنگ نے کہا اے خدمتگار
ہرچند کہ مین قتل صاحبقران نہین چاہتا مگر تیری زبان سے سنکر دل کو ہوس
ہوئی جو حمزہ کو قتل کریگا اسقدر مال دنیا پائیگا کہ بے نیاز ہو جائیگا سب اہل
دربند اطاعت کرینگے مگر بادشاہ طلسم ساحر سخت ہے یقین ہے کہ وہ زندہ نچھوڑے
مین عورت نہین ہون پلنگ نیک رائے جادو میرا نام ہے مین حمزہ کو گرفتار
کر لیجاؤنگا جسوقت مجھکو تخلیے مین لیجاوینگے شراب پلاکر بیہوش کرونگا اور گرفتار
کرکے لیجاؤنگا اگر تو شرکت کریگا تو اپنے انعام مین تجھکو بھی شریک کرونگا اور
تیرا مطلب بھی ہو جائیگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ لے چلے ایک مقام پر آکر کہا

وہ دیکھو حمزہ کھڑے ہیں تمہارا انتظار کر رہے ہیں پلنگ جیسے ہی پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے
مند مار کر حباب مارا پلنگ کو بیہوش کرکے زبان میں سوزن دی ور پشتارہ
باندھکے بھاگے دربار میں صاحبقران کے آئے القاس نے کہا خواجہ کیا کیا
عمرو نے کہا یہ عورت نہیں ہے پلنگ نیک رائے ہے یہ صورت عورت آیا تھا کہ
صاحبقران کو گرفتار کرے میں نے پوچھا ایسکو پکڑ لیا صاحبقران نے حکم دیا
ستون سے باندھکر ایسکو ہوشیار کرو عمرو نے ستون سے باندھکر جو ہوشیار کیا
پلنگ کی آنکھ کھلی دیکھا صاحبقران مقام صدر پر ہیں گرداگرد سردار بیٹھے ہیں
ناچ ہو رہا ہے سب سردار مصروف عیش و فرحت ہیں صاحبقران نے پکار کے
آواز دی کہ اے پلنگ نیک رائے تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا اب بہتر یہ
ہے کہ لات و منات پر لعنت کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا یہ سنکر پلنگ تھرا گیا اور
منتیں کرنے لگا کہا میں مطیع اسلام ہوتا ہوں اے شہریار میں کلمہ پڑھتا ہوں لیکن اس
طلسم میں ہنگامہ ہے ہر طرف سے شاہزادے آتے ہیں اہالی طلسم بھی آمادہ خونریزی
ہیں شاید میرے ہاتھ سے بھی کوئی کام بن پڑے کہ میرا بھی نام ہو صاحبقران نے
حکم دیا زبان سے پلنگ کی سوزن نکالی پلنگ قدموں پر گرا بصدق دل مسلمان ہوا
امیر نے خلعت دیا وہ خلعت پہنکر لشکر میں رہنے لگا امکان جادو کو خبر ہوئی کہ پلنگ
جاکر گرفتار ہوا اسنے کہا یارو میں نے مقدمہ پلنگ میں عہد کیا تھا کہ میں خدمت
صاحبقران میں جاؤنگا سب نے کہا حضور آپ اتنے بڑے ساحر ہوکر ایسا کہتے
ہیں امکان نے کہا ایہا الحاضرین میں تو جاتا ہوں جسکو میرے ساتھ چلنا ہو میرا
ساتھ دے اور چلکر اطاعت اسلام کرے ورنہ مارا جائیگا ساٹھ ہزار فوج سولہ افسران
نامی امکان کے ساتھ ہوے امکان ان سب کو لیکے قلعے سے نکلا قصد ہوا کہ اب
خدمت صاحبقران میں چلیں دیکھوں کہ صاحبقران کیا کہتے ہیں اس جمعیت سے
قریب لشکر پہونچا صاحبقران کو ہرکاروں نے خبر دی کہ امکان جادو بہ ارادہ
اطاعت آتا ہے یہ سنکر امیر نے سرداروں کو حکم دیا کہ آگے جا با اعزاز لاؤ پلنگ کو بھی

ساتھ کر دیا پلنگ نے آکر ملاقات کی کہا او شاہ ور بند ششم تمکو معلوم ہوگا کہ مین اگر
گرفتار رہا اگر اطاعت نہ کرتا تو کیا کرتا امکان نے کہا تمھارے اعتقاد پہ تو مین بھی
آیا پلنگ امکان کو ساتھ لیکر بہ خدمت صاحبقران آیا امکان نے سلام کیا امیر
نے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہ دی امکان نے عرض کی اب حضور یہان کیون اترے
ہین قلعے مین تشریف لے چلیے سب آپ کے مشتاق ہین صاحبقران اٹھے اسیوقت
سوار ہوے امکان نے آکر قلعے کو آراستہ کیا تمام قلعے مین خبر اڑ گئی کہ امکان
مسلمان ہوا اب امیر مع لشکر آتے ہین دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنکر
بیٹھے نقارے پہ چوب پڑی سب کو معلوم ہوا کہ امکان جادو بہ اعزاز امیر کو لاتا ہی
سب دوکاندار مشتاق بیٹھے ہین کہ دیکھا امکان تاجدار چوب وچپاق ہاتھ مین لیے
ہوے اہتمام کرتا ہوا آتا ہی صاحبقران کو لایا دوکاندار سلام کر رہے ہین صاحبقران
دونون ہاتھون سے سب کو جواب دیتے ہوے دار الامارہ مین آئے فیروزبخت
تخت پر تمام سردار جمع ہین کہ عرض ہوئی در دولت پر شتر سوار حاضر ہوا امیر نے
فرمایا بلا لو گر امکان کی رنگت متغیر ہو گئی شتر سوار نے آکر نامہ ہاتھ مین امکان کے
دیا بادشاہ ور بند ہفتم قیلاب عقاب سوار نے لکھا تھا کہ او امکان ہمکو معلوم ہوا
کہ تمنے ساحری جمشید کو چھوڑا اور اطاعت حمزہ اختیار کی بہتر اسی مین ہی کہ حاضر
خدمت ما بدولت ہو ورنہ ما بدولت خود آتے ہین اسقدر فوج ساتھ آئیگی کہ گاو
زمین بار نہ سنبھال سکیگی بھاگتے تمکو راستہ نہ ملیگا امیر نے فرمایا او امکان مناسب
یہ ہی کہ اسکو جواب صاف دو اسی نامے پر لکھدو کہ جو تجھ سے ہو سکے کر ادر ہین تو ضرور
اپنے کو تا بہ طلسم پہونچاؤنگا ہر چند کہ فتاح اسکے ہمارے بادشاہ جمجاہ ہین لیکن کوئی
مطلب تو ہم سے بھی نکلیگا ایک طرف سے نور الدہر و ایرج لڑتے آتے ہین امکان
نے جواب لکھا کہ او مغرور قیلاب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدا بزرگ است
شتر سوار نامہ لیکر چلا پاس قیلاب کے پہونچا قیلاب نے جو جواب صاف پایا
افسرون کو حکم دیا کہ تیاری کرو ما بدولت کوچ کرینگے وردیان تقسیم ہونے لگین

بارگاہ میں نکلیں قیلاب کا تو ارادہ ہے کہ بر سر دربند ششم جاؤں اور امتحان کو قتل کروں مگر صاحبقران نامدار دوسرے دن جو بارگاہ میں آئے حکم دیا کہ اے امکان جس قدر لشکر امکان میں ہو تیار کرو ہم طرف دربند ہفتم کے جاوینگے امکان نے دو دن میں تیاری کی ساٹھ ستر ہزار ساحران نامی کر افسر انکا امکان جادو تھا چار لاکھ فوج غیر ساحر انکا افسر فیروز بخت جملہ سرداران نامی کو لیکر امیر طرف دربند ہفتم کے چلے

دو کلمہ داستان جرأت بیان رستم پیلتن کے گذارش ہوتے ہیں پہونچنا رستم کا سرحد طلسم نوخیز میں و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان — کہ تیز رنگ ہو اب نئی داستان
ارے ساقی ماہ وش خوش خرام — پلا مجھکو صہبائے الفت کا جام
محبت میں تیری سبک بار ہون — بہت جان سے اپنی بیزار ہون
اڑی دھوم جو ساقی کی آمد ہوئی — تو پیر مغان کو بڑی کد ہوئی
گلابی اٹھا ساقی سیمبر — کہ لیتا ہے میخانہ کی بھی خبر
اٹھا ابر تاریک با زور و شور — ہوا سرو بھی ہے رقصان میں حور
بہاریں فضا میں بھی ہے جوش میں — ہوا فرق رندوں کے بھی ہوش میں
پیا جام ایسا بہکنے لگے — چمن کے بھی طائر چہکنے لگے
کیا قمریوں نے سر سرو شور — کیا نشہ و نے رندوں کو کور
یہی خواہش طبع بیباک ہے — کہ مضمون یہاں چست و چالاک ہے
کروں ذکر رستم بصد شد و مد — کریگا خدا انکی ہر دم مدد
یہ ہیں پور صاحبقران زحشم — کیے سیکڑوں نخل بدعت قلم
کیا شہرہ مرزوق میں خوب کام — ہر اک شہر میں ہے بڑا انکا نام
چل اے توسن کلک رنگین خیال — کہ ہے منشی ذکر کو قیل و قال
قدم زیر افلاک جمتا نہیں — تری پشت پر پانوں تھمتا نہیں

طرارے رکھا سب کو شدیز کے لکھوں داستان عجائب بیان	اشارے یہ ہین طبع گلریز کے قمر طبع روشن کا ہو امتحان

چہرہ پردازان جرات مثال رنہور شعاران جلالت شعار اِس داستان حیرت
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعار خجستہ مقال + چنین
مینگارد زکلک خیال + کہ رستم پلیتن کہ داخل لشکر ہین دل مین خیال کیا کہ بادشاہ
جہجاہ کو عرصہ ہوا قبلہ وکعبہ بھی نہ پلٹے نہین معلوم جنگ خانہ کعبہ مین کیا ہوا اسلم زنگی
ہزار پر دست تھا پروردگار اُن شہریارے پھر ملاے اور نور الدہر وایرج کا بھی
پتہ نہین یقین ہے دو شہریار بہ جرات تعاقب مین بادشاہ کے پہونچے فتاحی طلسم نوخیز
مین ہونگے سمک بلداتی سے یہ سب باتین کہین سمک بہت پریشان ہوا لیکن
عرض کی کہ غلام فکر کریگا حضور کا بھی داخل ہو یہ کہکے برامد ہو خیمہ سے چلا جنگل مین پھرتا
ہوا جاتا تھا کہ ایک درہ کی درد سے رونے کی آواز آئی سمک درہ کو دیکھنے آیا دیکھا
دیو تندک پڑا تڑپ رہا ہے سمک نے پوچھا اے دیو تندک خیر تو ہے کس بلا مین مبتلا
ہو تندک نے کہا اے مہتر والا گہر خشخاش جادو ایک دیوی ہے مدت سے مجھپر عاشق
تھی آج میرا اِدان ہر پا گئی اُسنے اپنے یہان قید کیا ہے وہ وصل جبر کرتی ہے کہ اُسکا ذکر
نہین کرسکتا مگر مین غلام صاحبقران زمان ہون مین نے ابتک قبول نہین کیا
اِسوجہ سے مجھپہ جبر کرتی ہے سمک نے کہا اے تندک اگر بن پڑتا ہے تو آج اُسکو مارتا ہون
یہ کہکے سمک بلداتی گوشے مین چھپا شام ہوئی ایک جھونکا ہوا کا چلا درختون کے
پتے مثل کنول روشن ہوگئے سامنے درے کے ایک بارگاہ استادہ ہوئی آسمان سے
ایک ساحرہ بال زمین مین لوٹتے ہوئے دھوتی نیلی باندھے ہوئے آکے پہونچی
تندک کو درے سے نکالا خیمے مین اپنے لیکر بیٹھی سوال وصل کرنے لگی مگر تندک
[illegible] سمک غار سے نکلکر ایک گوشے مین آیا چند بانس کاٹے ایک
[illegible] دیو کی شکل بنکر اُس خول مین چھپا جست کرتا ہوا روانہ ہے پر
[illegible] آواز دی کہ اے ملکۂ عالم یہ عاشق زار حاضر ہے خشخاش جادو نے جو آواز

سنکی بیقرار ہوکر نکل آئی دیکھا ایک دیو کھڑا ہی ایک تصویر ہاتھ مین جیسے ہی خشخاش
سامنے آئی دیو لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا خشخاش نے قریب آکر سر اُسکا زانو پر رکھا
تصویر کو جو اُٹھاکر دیکھا تو اپنی تصویر پائی بلائین لینے لگی پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار
کیا کہا اے عاشق صادق میرے تصویر کیونکر پائی دیو نقلی رونے لگا کہا ایک تاجر ایک
صندوقچے مین لایا تھا کئی ہزار روپے دیکر یہ سودا خریدا ہی خشخاش نے کہا چلو بارگاہ مین
بیٹھو ایک دیو نگوڑا دیوانہ ہی مین نے اُسکو قید کیا ہی ہمارے تمھارے وصل ہوا اُسکے
کباب لگاکر کھائین تب کیفیت ہو سمک نے پوچھا کیا اُس دیو پر آپ عاشق ہین یہ
سنکر خشخاش نے کہا مین تو مرد کے نام سے بھاگتی ہون مگر تمھاری عاشق صادق ہون
اسواسطے قبول کرتی ہون سمک نے کہا قلعہ دربند پنجم قاف کا بادشاہ ہون میری
عملداری مین کوئی دیو نہین آتا آسمان پری سے جنگ رہتی ہی کئی مرتبہ مین شکست
دے چکا ہون آخر وہ بھاگ جاتی ہی خشخاش نے کہا اب مین تمھاری عملداری
کبادونگی وہ سحر کرون کہ سب مسلمان پاگل ہو جاوین جسکو چاہو قتل کرلو سمک نے
کہا اے ملکۂ عالم اگر اتنا سہارا ہو تو ایک دن مین گلستان ارم مین عملداری کرلون
قریشہ کو قتل کرون اب خشخاش بہت خوش ہی دیو تندک سے اشارے کرتی ہی
کہ نگوڑے دیکھ تو مجھسے انکار کرتا تھا کیسا عاشق صادق ملا اسکو خان قاف بناؤنگی
تمام رئیسان پردۂ قاف اسکی اطاعت کرینگے اُٹھارہ پردے تسخیر کرادونگی سرکشان
قاف مین کوئی باقی نہین جسکو آسمان پری نے شکست نہ دی ہو کل پردون پر قبضہ کرلیا
اسکو کوئی لایق مقابلے کے نہین رہا تندک اشارہ کرتا ہی کہ او چھلو تو لاکھ فتور کرے
مگر مین نہ تجھکو دونگا سمک نے کہا ملکہ شراب لاؤ کہ مطلب حاصل ہو خشخاش دوڑکر
گلابی شراب کی لائی سمک نے جام لبریز کیا کئی مثقال بیہوشی ملائی خشخاش نے پوچھا
کہ اے وزیر سلیمان تاجدار کمر سے کیا نکالکر ملایا سمک نے کہا یہ پڑیا رنگ شباب کی ہی
خوب رنگ لائیگی مجھکو اور تمکو لطف شباب حاصل ہوگا صبح تک عیش و عشرت
مین مصروف رہونگا آج میرے واسطے روز عید ہی مگر وہ لولا جو اب بعید ہی کیا جانتا تھا

کہ آج سا سنا ہوگا ورنہ سب طرح کے نسخے لاتا یہ نسخہ ہر وقت موجود رہتا ہو جلدی
پی جاؤ ایسا نہ ہو ہوا لگ کر تاثیر مٹجاے خشخاش نے خوشی خوشی جام پیا سمک نے
جام پر جام دیا جب دو تین جام پلاے خشخاش نے گھبرا کر کہا صاحب میرا دل گھبراتا ہو
کلیجہ منھ کو آتا ہو کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہو سمک نے کہا ذرا اٹھکر ٹہلو کہ فرحت
حاصل ہو تسکین دل ہو خشخاش گھبرا کر اٹھی جیسے ہی دو چار قدم چلی لڑکھڑا کر گری
سمک نے کہا او تندک مین اب اسکو قتل کرتا ہون لیکن ایک اقرار کرو کہ
مجھکو اور میرے آقا رستم کو پردہ قاف مین لے چلو تندک نے کہا اچھا شاہزادے
وہان جنگ کر رہے ہین صاحبقران بھی پہونچے ہین لیکن ابھی تک لوح کا پتہ
نہین ملا شاید آپ کی مددسے لوح دستیاب ہو تو رفع اضطراب ہو سمک بیلداقی نے
خشخاش جادو کو قتل کیا مرنے سے خشخاش کے بڑا اندھیرا ہوا پہاڑ تھرتھرایا زمین بھی
ہل رہی ہو بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من خشخاش جادو بود سمک نے
تندک سے کہا آقاے نامدار آج دن کو گھبرائے تھے انکو بھی یقین ہوگیا کہ ایرج
اور نور الدہر وہین گئے تندک نے کہا تم جاکر رستم کو لاؤ مین پھر آکر بدیع الزمان
اور قاسم کو بھی لیجاؤنگا سمک نے کہا ان دونون کے مقدمے مین تمکو اختیار ہو
مگر مین اپنے آقا کو لاتا ہون رات بہت قلیل باقی ہو سمک تندک کو ٹھہرا کر بھاگا
یہان رستم فرش خاک پر پڑے تڑپ رہے ہین اور یہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو کہ
ایرج اور نور الدہر سے جنگ ہوجائے تو باعث خرابی ہو ایرج کے مزاج مین
جہالت ہو ہر چند کہ نور الدہر بہت سلیس ہین مگر طعن و تشنیع کہانتک اٹھا سکتے ہین
اگر کہین دونون آپس مین مصروف جنگ ہو گئے تو پردہ قاف مین کون ایسا ہو کہ ان
دونون کے بیچ مین جائے اس خیال مین نیند اڑگئی ہو کبھی گھبرا کے یہ اشعار
زبان پر لاتے ہین

نظم

ڈھونڈھکر ہم کوئی معشوق پریزاد کرین	اسطرح اب دل ناشاد کو بھی شاد کرین
قہر ہو ہمتو یہان نالہ و فریاد کرین	ہاے وہ بزم مین اغیار کے دل شاد کرین

اسلیے مین اسے پہلو مین نہان رکھتا ہون　　چھین کر دل نہ مرا وہ کہین برباد کرین

جبتک کے ہون زیست مین ہر ایک سے اے دل نادان　　دوست تو کیا ہین عدو بعد فنا یاد کرین

فر و عشاق کی وہ دیکھو رہے ہین یا رب　　کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صاد کرین

ہم ادھر صبر و تحمل مین ہوے ہین مشتاق　　وہ اُدھر روز نئے ارادون ستم ایجاد کرین

رحم آیا ہو انھین اپنے گنہگارون پر　　سان پر تیز نہ تلوارون کو جلاد کرین

اپنے عشاق پہ اے بت نہ کر اسقدر جو ستم　　تنگ آکر نہ خدا سے تری فریاد کرین

ضبط عشاق پہ تاکید کب کرتا ہو　　دل سے کھینچین کبھی آہ نہ فریاد کرین

حسرتین آرزوئین دلین ہمارے ہون مقیم　　گھر یہ مدت سے ہو اُجڑا ہوا آباد کرین

سیکڑون دوست گئے ملک عدم اے معشوق　　کسکا افسوس کرین کسکو بھلا یاد کرین

رستم اِس حال مین بیٹھے تھے کہ سمک پردہ اُٹھاکر آیا عرض کی اے شہریار تا بہ طلسم نوخیز چلیے گا غلام نے تدبیر نکالی رستم نے تیغ کپیتان اُٹھایا سپر پیشت پر ڈالی فرمایا اے سمک یہ بڑا احسان کیا کیونکر اور کیا تدبیر ہو سمک نے سب حال بیان کیا رستم باہر نکلکر اشتر بالا کبود فرنگی پر سوار ہوے اُسی اندھیری رات مین ساتھ سمک کے روانہ ہوگئے جب صحرا مین پہونچے تو تندک کو دیکھا ٹہل رہا ہو رستم کو دیکھکر سلام کیا کہا اے شہریار حقیقت مین جبتک آپ لوگ نہ پہونچین گے اور بدیع نہ تسخیر ہونگے تو طلسم کیونکر شکست ہوگا جیسے ملکۂ عالم قید ہوئین مین گلستان ارم مین نہین گیا اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا ہون خشخاش جادو نے قید کر لیا تھا لیکن سمک نے بڑا کام کیا اب مرکب یہین چھوڑ دیے رستم نے کہا مرکب ضرور لیچلو پر وہ قات مین مرکب ممکن نہ ہوگا تندک نے سمک کو کاندھے پر سوار کیا رستم گھوڑے پر سوار ہوے تندک نے گھوڑے سمیت رستم کو اُٹھالیا اور لیکر بلند ہوا جبل اعلی سے گذر کر جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچے رستم نے اُس صحرا کو بہت پسند کیا فرمایا اے تندک ہمکو اسی مقام پر اُتار دو تندک نے کہا بھی کہ ابھی طلسم نوخیز دور ہی رستم نے نہ مانا آخر تندک نے اُسی مقام پر اُتارا رستم سمک کو ساتھ

لیکر ایک جانب چلے تنذک تو چلا گیا مگر رستم کئی کوس چلے تھے کہ غریو دیوان کی آواز
کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک صحراے وسیع مین کئی ہزار دیو جمع ہین
اور ایک دیو بلند قد کو زنجیرون مین باندھا ہی آگ روشن کی ہی سب ملکر چاہتے ہین
کہ اُسکو قتل کرکے کباب لگائین وہ دیو تڑپ رہا ہی رستم نے کہا ای سمک یہ بھی
کارخانۂ عجب ہی کہ یہ سب ملکر چاہتے ہین کہ اُسکو قتل کرین اگر کہو تو اسکو بچاؤن سمک نے
منع بھی کیا مگر رستم گھوڑا بڑھاکر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر
عرب کیست علمشاہ جو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شب فیلزور کہ بر تخت
مرزوق افگند وشورہا تیغ کیتیان کو کھینچکر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے جب رستم نے دو چار دیو زد و قتل کیے وہ سب بھاگے رستم نے آکر اُس دیو
کو کھولا پوچھا کہ ای برادر یہ کیا معرکہ تھا دیو نے کہا دیو صمصام میرا نام ہی مین شکار
کھیلنے آیا تھا اِن سب نے مجھے گرفتار کرلیا آپ نے بڑا احسان کیا کہ ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچالیا مگر آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا نام میرا علمشاہ ہی فرزند کوچک
سلیمان ہون براے مدد سعد بن قباد آیا ہون کہ بادشاہ ہمارے براے فتح طلسم
نوخیز آئے ہین دیو صمصام نے عرض کی آپ نے میری جان بخشی کی اِسکا بدلہ تو غیر
ممکن لیکن بادشاہ طلسم ہنگام تاجدار ہی اُسکی دختر بلند اختر عنبرافشان نازک اندام
مین نے اُسکو پرورش کیا ہی سحر مین یگانۂ آفاق حسن مین طاق ہی اکثر ہنگام کہا کرتا ہی
کہ میری بیٹی مین وہ کمال ہی کہ طلسم مین کوئی اُسکا مثل نہین اگر آپ فرمائین تو
مین جاکر عنبرافشان سے ذکر کرون چونکہ مجھکو بہت مانتی ہی اگر میری قید کا حال
سنتی تو آکر ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دیتی رستم نے کہا ای صمصام یہ کچھ ضرورت
نہین ہی وہ مددگار نہین وہ مددگار ہی ہمکو تا بہ طلسم پہونچائیگا ہمارا آنا بیکار نہ ہوگا
اگر قضا لیکر آئی ہی تو مجبور ہون ناچار ہین اب تم رخصت ہو ہم راہی منزل مقصود ہوتے
ہین کسی راہ پر پہونچ جاوینگے دیو صمصام نہ جاتا تھا مگر رستم نے بگڑکر کہا کہ میرے
ساتھ کہان جاؤگے صمصام چلا مگر دل مین سوچتا ہوا کہ ای صمصام انسان کر

ضعیف البنیان کہ ہماری خوراک ہی وہ جان بخشی کرے اور مجھے پھر نہ ہو سکے جستجو تو
کرو آیندہ پروردگار کو اختیار ہی یہ سوچتا ہوا چلا صحراے مینو سواد مین پہونچا
اسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ ملکہ عنبر افشان نازک ادا اکثر اُس باغ مین آتی
ہین دو دو چار چار دن قیام رہتا ہی قضاے کار ملکہ باغ مین تھین چند کنیزون نے
جو دیو صمصام کو دیکھا پکار کر پوچھا کہ اوصمصام کہان تھے ملکۂ عالم روز تمکو پوچھا
کرتی تھین کہ ہمارا صمصام کہان ہی کئی دن سے نہین آیا صمصام نے کہا صاحبو مین
عجب مصیبت مین تھا مگر خداے نادیدہ نے بچا لیا کنیزین جوان جوان ہنستی ہوئی
بھاگین آپس مین کہتی ہوئین کہ آج تو صمصام نے نئی بات کی خداے نادیدہ
کا نام لیتا ہی ایک کہتی ہی دیوانہ ہو گیا ہی دوسری کہتی ہی کہ چہرہ بھی اُسکا اُداس
ہو رہا ہی آپس مین کھسر پھسر جو ہوئی عنبر افشان نے پوچھا اری شفتلو کیا آپس مین
اشارے کنایے ہو رہے ہین کسکو برا کہہ رہی ہو کہا حضور دیو صمصام کئی دن سے
غائب تھا آج آیا ہی مگر عجب حال مین ہی خداے نادیدہ کا نام لیکر تعریفین کرتا ہوا
آتا ہی ملکہ نے کہا ذرا بلاؤ تو مین تو اُس سے پوچھون کہ تو نے خداے نادیدہ کی
کیا صفت دیکھی تجھکو کیونکر معلوم ہوا کنیزون نے صمصام کو بلایا صمصام ہنستا
ہوا سامنے ملکہ کے آیا عنبر افشان نازک ادا نے پوچھا کہ اے صمصام تم کئی
دن سے کہان تھے آج تو بہت خوش خوش آئے ہو صمصام نے کہا اے ملکۂ عالم
ساکنان صحراے مینو سواد ہمیشہ سے میرے دشمن تھے آج کئی دن ہوے کہ
مین براے شکار گیا مجھکو بلوہ کر کے گرفتار کر لیا چاہتے تھے قتل کرین مین نے
لات و منات کو پکارا کوئی نہ آیا سامری و جمشید کو پکارا اُنسے بھی کچھ نفع نہ ہوا
پھر خداوند راس الشیاطین کو پکارا وہ بھی مدد کو نہ آئے جب مین نے دیکھا
دو کئی سو دیو آگ روشن کر چکے اب آمادہ ہین کہ مجھکو ذبح کرین تب مین نے
مایوس ہو کر خداے نادیدہ کو پکارا کہ اے کریم و رحیم اِن ظالمون کے ہاتھ سے
بچا لے یہ نام لیتے ہی صحراے گرد اُڑی ایک جوان آفتاب جمال حسین و جمیل

مرکب بادرفتار پر سوار صرف ایک عیار ہمراہ نعرہ کر کے اُن دیوزادوں پر آپڑا اور پانچ دیو قتل کیے آخر وہ سب بھاگ گئے اُسنے مجھکو کھولا نام ونشان میرا پوچھا کلمہ تعلیم کیا میں بہ صدق دل مسلمان ہوا اسی وجہ سے خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہوں میں نے دریافت کیا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے اُس جوان نے نام اپنا علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران بتایا اب طرف طلسم نوخیز کے تشریف لے گئے طلسم نوخیز پر آفت ہے کئی فرزند صاحبقران کے اُسکی شکست کی فکر میں لڑ رہے ہیں کئی دربند تسخیر کیے صاحبقران بھی اُسی حوالی میں ہیں اُسی جوان کی زبان سے یہ سب حال معلوم ہوا میں دیوانہ نہیں ہوں خدا کی تعریف کر رہا ہوں عنبر افشان دمبدم پوچھتی ہے اور کہتی ہے دیوزادوں سے کیونکر لڑے کہ دیوزادوں کا تذکرہ ہوتا ہے صمصام نے طرز جنگ رستم بیان کیا عنبر افشان طریقہ جنگ سنکر گھبرا گئی کہا اے صمصام تو اُنکے ساتھ نہ رہا صمصام نے کہا میں نے قصد کیا تھا مگر اُنھوں نے فرمایا دیو کو ہم ہمراہ نہیں رکھتے ایسے جری ہے پروا میری نگاہ سے نہیں گذرے یا لوو الدانکے آکر دیوزادوں سے لڑے یا اب یہ آنے میں غرض عنبر افشان یہ حال سنکر خاموش ہو رہی مگر دل سے کہتی ہے اُس جوان کو کیونکر دیکھوں ایسے بے خوف کہ دیوزادوں کے ملک میں آئے میں پوچھا کیوں صمصام لوح طلسم کا کچھ ذکر کرتے تھے صمصام نے کہا فتاح طلسم اُنکا بھتیجا ہے وہ الگ کد و کوشش کر رہا ہے ایک پوتا اُنکا اور ایک بھتیجا اور رقیبہ و کعبا کے قاتل عفریت یہ سب جوان آئے ہوئے ہیں بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے عنبر افشان اُسوقت تو خاموش ہو رہی مگر رات کو جو بیٹھی تو نیند نہیں آتی تارے گن رہی ہے زبان پر یہ اشعار بیقراری میں جاری ہیں رستم کی یاد ہے

نظم

غم نہیں گر ہو نمک رتبہ ہو زخم خار کا ۔۔۔ آفتاب اک زرد پتہ ہو مرے گلزار کا

زلف کے حلقے میں اُلجھا سینہ گردش یار کا ۔۔۔ ہوگیا سنگ زمرد خال چشم یار کا

ناخدا سے موت جو دم ہو سوار بادبان ۔۔۔ عزم ہے کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثلِ صدا اُڑتا ہون اب — یاد آتا ہو کھٹک پا مین کھٹکنا خار کا
جوشِ گریہ نے کیا ہو ناتوان اتنا مجھے — ٹوٹنا ممکن نہین ہو آنسوون کے تار کا
ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین — اور رفو کا شوق ہو ہر بان زخمِ دامن دار کا
پھول جو ہو اپنے گلشن کا سپر کا بدل ہو — ہر شجر اس باغ مین لاتا ہو پھل تلوار کا
خطِ روے یار سے ایذا اُٹھائی ہو نہ بس — سبزے سے ہوتا ہو صدمہ میرے دل کو خار کا
گر وہ پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین — کعبے پہ نزغہ ہوا ہو لشکرِ کفار کا
او صنم تیری کج آنکھ سے ثابت ہوا — رنگ اُڑ جاتا ہو روے مردمِ بیمار کا
یار مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا — مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا
اُس پری رو کے جو کوچے کا گذرتا ہو خیال — بن کے جن سایہ لپٹتا ہو مجھے دیوار کا
اُسکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر — اک قیامت ہو صنم عالم تری رفتار کا
او صنم عاشق سے روپوش نہین لازم تجھے — پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا
بوے گل آتش کہین ہوتی ہو محسوس اے ظفر — افترا ہو روز محشر یار کے دیدار کا

رات بھر ملکہ تڑپی صبح کو جو اُسکی چہرہ زرد لب پہ آہ سرد کنیزون نے جو آکر دیکھا کہا اے ملکۂ عالم مزاج کیسا ہو ملکہ نے کہا صاحب کیا پوچھتی ہو جو دلپر گذر رہی ہو کیا حال بیان کرون مگر ڈر سے صمصام نے عجب حال بیان کیا کہ دل جسنے ٹکڑے کر دیا مین والد کی ملاقات کو جاتی ہون یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی اُڑاتی ہوئی طاؤس کو جاتی ہو راہ مین ایک پہاڑ ملا کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین اُس کوہ کو دیکھا کہ نہایت پُر فضا مقام ہو ہر سمت درخت سرسبز و شاداب ہر طرف نہرین جاری پانی گر رہا ہو طائران ہوائی آکر بیٹھتے ہین زمزمہ سرائی کر کے اُڑ جاتے ہین ملکہ کو وہ مقام پسند آیا طاؤس اُتارا پہاڑ پر ٹہلنے لگین چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان آفتاب عالمتاب تاج شہریاری برسر و چار قب شہنشاہی دربر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تخت پر سوار چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہو

گرد تخت ہالہ پڑا ہوا ہو پشت پر فوج ظفر موج سرداران نامی و پہلوانان گرامی
گرد گھیرے ہوئے ہالۂ بارگاہ کا لدا ہوا اس دھوم سے لشکر جا رہا ہو نگاہ جو
جمال بے مثال پہ پڑی پروانۂ شمع جمال ہوئی پسینے پسینے ہوگئی جی مین کہتی ہو یہ
وہی جوان ہو جسکا صمصام نے ذکر کیا تھا مگر کیونکر روکون کیا کرون فوج
و لشکر سامنے سے گذر گیا قصہ یہ جب آنکھون سے ہٹی دل کو تھام لیا اور ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگی مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہو کر اٹھی باغ مین آئی باغ پر نگاہ
ڈالی باغ خار خار معلوم ہوتا ہو جیسے خنجر بُران شاخون کا خم گلے پر گویا تلوار
پھر رہی ہو ہر طرف عندلیبان خوشنوا کی پکار قمریون کی کوکو سے سر پھرنے لگا
سر جھکا کر بیٹھی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو کنیزون نے عرض کی سواری خاصہ تیار
ہو ملکہ نے کہا دل غم و الم سے بھرا ہو کھانے کو جی نہین چاہتا یہان تو ملکۂ عالم
باغ مین بیقرار ہین مگر بادشاہ سعد بن قباد کی یہ منزل آخر تھی قریب دربند
ہفتم پہونچے سرخاب فراق لقیب تخت پہ بیٹھا ہو ذکر طلسم کشا ہو رہا ہو مگر
سرخاب نے کہا مین تو خبر سن چکا ہون کہ چھٹا دربند بھی تسخیر ہوگیا وہان کے
حاکم نے خوف جان سے اطاعت کی مگر مین وہ جنگ کرون گا کہ مسلمانون کو
بھاگتے راستہ نہ ملیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے کافرکو
کافرون نے بددعا دی قطعہ ای فر جہانبانی وفا ساقط ازو ۔ گوہر یہ رہین داری ر
ا ساقط ازو ۔ روزان و شبان زحق تعالیٰ خواہم ۔ مرکب وہدت خداوبا
ساقط ازو ۔ مصاحبون نے کہا جیش بادتو کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون
نے کہا غلام واسطے بالا دی کے نکلے تھے سعد بن قباد شہریار مع فوج ظفر
موج آپہونچے سامنے آپ کے قلعے کے اُترے ہین اور یہ بھی خبر مشہور ہو کہ
صاحبقران زمان اپنے دادا جان لڑتے بھڑتے دربند ششم کو فتح کر کے طرف
دربند ہفتم کے جاتے ہین اب جابجا مقابلے پڑینگے یہ سنکر سرخاب جادو نے
حکم دیا لشکر تیار رہو مین مقابلے مین جاؤنگا اور سب کو گرفتار کر کے لاؤن گا

یہ کہکے لشکر انگیز ہوا لشکر کو آراستہ کیا اپنے عیار سب تیز رفتار کو بلا کر حکم دیا
کہ مین نے خبر سنی ہر کہ عیار صاحبقران مالک اسد اعظم تیرے کسی طریقے لیتے یہ تدبیر کرو
اپنے لشکر سے بھگا دین تو لشکر کو گرفتار کرون اور یہی تدبیر واسطے سعد شہریار کے
ہم عیار نے کہا مین تدبیر کرونگا سرخاب بیرون بارگاہ وگفتار ابتدا یہ کلام کر رہا تھی
کہ ہوا سے گرد اڑی دیکھا نشان لشکر کھلے ہوے بادشاہ جمجاہ بعد کروفر آکے
پہونچے ایک طرف سے ابر سرخ اٹھا یاسمن رنگین پوش مع کنیزون کے آکر
پہونچی اہتمام کرنے لگی سرخاب یاسمن کو دیکھ بہت گھبرایا کہا صاحب دیکھو
گھر والے بادشاہ کے شریک ہوگئے کیونکر خرابی نہ ہو دیکھو اہتمام کر رہے
ہین مگر ایسا سحر کرون کہ یہ لشکر سے نکلجائے تو مین لشکر کا خاتمہ کر دون یہ کہکے
طبل جنگی بجوایا سعد بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سرخاب
مقابل حضور مین آگیا اوسنے طبل جنگی بجوایا ہے بادشاہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی
بجا یاسمن نے کہا ای شہریار آج کی شب بڑی حفاظت چاہیے صبح کو مقابلہ ہے اگر
حکم ہو تو مین طلایہ دون بادشاہ نے فرمایا جو مناسب وقت ہو وہ اہتمام کرو
ملکہ یاسمن چند کنیزون کو ساتھ لیکر طلایہ پہ آئین پاسبانون کا انتظام کیا پھر
بارگاہ سعد پر آکر ٹھہرین اگر کوئی عیار بھی نکلتا ہے تو اوسکو سحر کرکے مار ڈالتی ہین
لکھتی ہین کہ جب کہ تردد یہ ہے کہ سرخاب نے کیا بھاگا طبل جنگی بجوایا ہے کوئی تو آتا
ہیا کیا ہے جسکے سبب سے مطمئن ہو دو پہر رات گذر چکی ہے ملکہ یاسمن بیٹھی ہین
اہتمام کر رہی ہین کہ کان مین رونے کی آواز آئی بیقرار ہوکر کہا یہ کون ایسا
دردرسیدہ رو رہا ہے جاکر خبر لاؤ یہ کہکے نشان صدا پر چلین صحرا مین آکر دیکھا
ایک نخل کے سایے مین ایک نازنین بیٹھی رو رہی ہے یاسمن نے آکر پوچھا اے
کیون نیکبخت خیر تو ہے باعث گریہ کا کیا ہے وہ نازنین قدمون سے لپٹ گئی اور
کہا حضور شکر ہے کہ آپ نے میرا حال تو پوچھا دو دن سے یہان پڑی ہوئی ہون
رہی ہون کسی نے آکر حال بھی نہ پوچھا یاسمن نے کہا تمھارا نام کیا ہے نازنین نے

جواب دیا کہ میرا نام گلشن نازک ادا ہے یہان سامنے قریہ ہے میرا باپ زمیندار
ہے مین اُسکی دختر ہون تمھارے لشکر کا رسالہ نون کا جو گذر ہوا قریہ لوٹ لیا میری
تلاش مین تھے مین نکل بھاگی لیکن ایک رسالہ دار میرے تعاقب مین چلا تھا
مین آکر یہان بیٹھ رہی اگر حضور اتنی عنایت کرین کہ میرے ساتھ چلکر میرے
باغ مین پہنچا آوین تو مین مطمئن ہو جاؤن یاسمن نے کہا چلو وہ نازنین اُٹھی
یاسمن کو ساتھ لیکر چلی تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ دکھائی دیا کہا یہی کنیز کا
باغ ہے ملکہ ہمراہ اُس نازنین کے جو باغ مین آئین دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہے
ہر طرف نہرین بھری ہوئی ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بہار پیرایہ
عالم کو گلزار بنا رہے ہین جوانان باغ لباس سبز زیب جسم کیے اکڑ رہے ہین کسی
جانب چمن زعفران زار کہ جسکو دیکھکر ہنسی آتی ہے ملکہ یاسمن ساتھ اُس نازنین
کے مصروف سیر باغ ہوئین کنیزون سے کہا جاؤ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرو کہ
یہان تشریف لائیے ایسی سیر ہے کہ بہت خوش ہو جیئے گا کنیزین روانہ ہوئین
وہ نازنین ہمراہ یاسمن سیر کر رہی ہے چمن دکھاتی پھرتی ہے یہان سعد جو بیدار ہوئے
فرمانے لگے کہ صاحبو ملکہ یاسمن نے کیا انتظام کیا ہرکارون نے عرض کی کہ ملکہ
یاسمن دروازے پہ نہین ہین بادشاہ بیقرار ہو کر نکل آئے ایک ایک سے
پوچھ رہے ہین کہ ملکہ یاسمن کہان ہین ملازم عرض کر رہے ہین کہ دو پہر رات گئے
طرف صحرا کے گئی تھین پھر پلٹ کر نہین آئین یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے آکر عرض کی
کہ حضور آپ کو ملکہ یاسمن نے بلایا ہے یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ ہے
اُسکو ملاحظہ فرما رہی ہین حضور تشریف لے چلین بادشاہ نے افسرونکو حکم
دیا کہ طرف میدان کارزار کے چلو مین ملکہ یاسمن کو بلا لاؤن ایسا نہ ہو کہ
اُنکے خلاف گذرے اور فرمائین کہ تم نے بلایا تو تشریف نہ لائے یہ فرما کر سوار
ہوئے فیروزہ نے کہا بھی کہ حضور لشکر میدان کارزار مین جا سکتا ہے جب
آپ نہ ہونگے تو کون مقابلہ کریگا حریف کو کون جواب دیگا بادشاہ نے فرمایا

تم لوگ چلو مین ابھی آتا ہون یہ فرماکر ہمراہ کنیزون کے روانہ ہوے کل لشکر تیار ہوکر میدان مین آیا مگر بادشاہ جہجاہ ہمراہ کنیزون کے جاتے ہین جب صحرا مین پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہے بادشاہ نے جو اُس درد رسیدہ کو دیکھا حال پوچھا اُسنے کہا میرے فرزند پر کسی نے سحر کر دیا ہے کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے تو ایک حکیم نے بتایا ہے کہ پاس سعد شہریار کے جاؤ لوح محفوظ اگر چند ساعت کو ملے تو لاکر اسکا پانی دھوکر پلاؤ تو اُسکی وحشت جاتی رہے حضور فرزند کی محبت آج تین دن سے اُس شہریار کو ڈھونڈ رہا ہون اور سنتا ہون کہ وہ حق ابن حق ہین ہر چند کہ لوح محفوظ اُنکی حفاظت ہے مگر ضرور مرحمت کرینگے بادشاہ جہجاہ کو بڑا افسوس آیا فورًا لوح گلے سے اُتاری فرمایا یہ لیجاؤ پانی پلاکر لاؤ وہ شخص لوح محفوظ لیکر ایک طرف چلا بادشاہ ساتھ کنیزون کے باغ مین جو آے تو دیکھا ملکہ یاسمن شگفتہ اُس باغ مین سیر رہی ہین بادشاہ کو دیکھکر بلایا بادشاہ ساتھ یاسمن کے مصروف سیر ہوے لیکن لشکر جو میدان کارزار مین پہونچا تھا اُدھر سے سرخاب جادو بھی فوج لیکر آیا دیکھا لشکر آکر پہونچا صفین آراستہ کرکے نقیبون کو اشارہ کیا نقیب میدان مین آکے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے

نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر عشرہ دار	تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آپ ہو فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا	جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرو ارتین	عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام	ارغنون وار صدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نکسی موسم مین	کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	واہ ری تیری تنگ ظرفی یہ اپنے عز و وقار
جنپہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس	آجکل وہ لب جو چند کا ہے آئینہ دار
قصر کو جا بیندہ باشندہ نکو وانکے دیکھو	تکیہ گور دگو زن آج ہے ہر ایک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ حیلے نہ تسکین نہ خود آرائی ہے	کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

نصیبون نے جو یہ اشعار پڑھے بہار رجعو سنتے تھے مگر سرخاب فراق نصیب تخت سے اُترا میدان مین آیا ایک گولہ جھولی سے نکالا اُٹھا کر مارا کہ آسمان پر جا کر پھٹا اسقدر دھوان پیدا ہوا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا تمام لشکر والے اُسی دھوئین مین مبتلا ہوے لشکر کا یہ حال کر کے ایک دیوار دود اُس سر دود نے گرد لشکر بنادی کہ کوئی شکل نکلنے بارگاہ خیمہ وغیرہ اسی دھوئین کے اندر رہ اہل لشکر فریاد کر رہے ہین سرخاب جادو یہ سامان کر کے پلٹا وہان بادشاہ بہرام و یاسمن صدف سیر باغ مین بہمان سرخاب نے یہ آفت برپا کی مگر سرخاب جو پلٹا قلعے مین آیا اہل لشکر سے کہا صاحبو تمنے دیکھا مین نے کیا انتظام کیا اب بادشاہ اور یاسمن بھی گرفتار ہو کر آجاوینگے میرے سحر نے لوح محفوظ لے لی اب بادشاہ بیکار رہین یہ باتین کہتا ہوا بارگاہ سے اُٹھا محل مین آیا عنبر افشان نازک ادا کو خبر ہوئی کہ سرخاب فراق نصیب آتے ہین بہرا سے ستقبال اُٹھی سرخاب نے کہا ہو نور نظر اب کیون گھبراتی ہو مین نے انتظام کر دیا سارا لشکر سعد کا مبتلاے سحر کر دیا بادشاہ و یاسمن فلان باغ مین سیر کر رہے ہین جبتک مین نہ چاہونگا نہ پلٹین گے عنبر افشان نے جو یہ باتین سنین یاد مین بادشاہ کی بیقرار ہو رہی تھی سوچی کہ اسوقت مین اُنکی مدد کرنا از جملہ واجبات ہے باپ سے کہا آپ نے سب کو پھنسا دیا مین بھی چلکر تماشہ دیکھونگی پھر سرخاب سے کہا او والد نامدار مجکو بھی ہمراہ لے چلیے کہ اُن لوگون کو مین بھی دیکھ لون کہ آپ نے کیا سحر کیا ہے سرخاب عنبر افشان کو ساتھ لیکر میدان مین آیا دکھایا کہ دیکھو دیوار دھوئین کی گرد لشکر ہے عنبر افشان نے کہا مین سحر کرون کہ یہ سب جلنے لگین انکا زندہ رہنا بہتر نہین ہے سرخاب نے کہا بیٹا تم تو جانتی ہو کہ سحر تین دن کا ہوتا ہے آج کے تیسرے دن آسمان سے آگ برسے گی یہ خود جل جاوینگے تمھارے سحر کی کون ضرورت ہے عنبر افشان خاموش

ہو رہی سرخاب جادو بیٹی عنبر افشان یہ حال دیکھکر بیقرار ہوگئی جب دیکھا کہ اب
سرخاب چلا گیا تو عنبر افشان ایک پہاڑ پر گئی وہاں آکر تھوڑی تھوڑی سے ماش
کے دانے نکالے طرف لشکر اسلام کے پھینکے شعبدان شق ہو گیا یہ شعبدان شق
ہوا تو اہل اسلام کو آرام ملا ملکہ عنبر افشان وہاں سے پھر طاؤس پر سوار ہوئی یہاں
سعد شہریار و یاسمن اور دوسری وہ نازنین جو لڑکر لائی جو معروف سیر باغ ہیں کہ آسمان
سے آکر ایک برق گری کہ اس نازنین کے دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام مکار جادو بود ملکہ یاسمن نے گھبرا کر کہا اے شہریار جبین اور آپکو
یہاں کون لایا نہیں معلوم لشکر پر کیا گذری جس وقت سے آپ چلے آئے بادشاہ
نے فرمایا میں تو تمہارے نام سے آیا ورنہ میں جانتا تھا کہ سرخاب سے مقابلہ ہے
دیکھیے لشکر پر کیا آفت برپا کی ہو سر اٹھا کر دیکھا ایک نازنین آفت جان نے کہ ایک
طاؤس پر سوار ہے پیدا ہو کر کے اس نازنین کو مارا ہے کہ اسنے پکار کر کہا واہ بی یاسمن ہی کا ساحر
کے سحر میں ایسی مبہوت ہوئیں کہ ہوش محفوظ شہریار سے نکالا دی اب طرف لشکر کے
چلیے میں حاضر ہوتی ہوں یہ کہکر طاؤس بڑھایا ایک طرف نکلگئی ملکہ یاسمن و سعد
باتیں کرتے ہوئے چلے گئے ہرکاروں نے سرخاب کو خبر دی کہ آپ کے آنے سے
امیر و شعبدان وغیرہ و غائب ہو گیا لشکر اسلام میں خوشی ہو رہی ہے یہ سنکر سرخاب
اٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر سوار ہو اور میدان میں پہونچا دیکھا لشکر ہے آرام آتش افروز ہے
شعبدان وغیرہ وغیرہ ساحروں سے اشارہ کیا ان سب کو مار لو ساحر جو ہمراہ سے
تو بیکبارگی سحر کرنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جلگیا یہ طرفہ
فریاد کی صدا بلند ہوئی کہ یا الٰہی کریم کارساز ہو مالک بے نیاز اس آفت سے
بچا لے چند کنیزان یاسمن جو یہاں موجود ہیں وہ سحر کو روک رہی ہیں مگر انکے
سحر کو یہ کیا طاقت ہے کہ سرخاب کے سحر کو روکے جو عجز ہے سحر کر رہی ہیں لیکن
آسمان سے آگ کا گرنا موقوف نہیں ہوتا کئی ہزار آدمی فوج کے جلکر خاک ہوئے
بعض گھوڑوں سے گر پڑے ہیں چاہتے ہیں اٹھیں ہاتھ پاؤں میں اٹھنے کی طاقت

لیکن سرخاب چاہتا ہو دوسرا حکم دون کہ آسمان سے ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی
گرج برق کی چمک سرخاب نے کہا او صاحبہ ملکہ عنبر افشان آتی ہین اسکو بھی
افسوس ہو کہ ملک تباہ ہوتا ہو ہماری ساری بہار ہے یہی ہو دیکھو تو اسکا حال کیا ہوگیا
ہو چہرہ زرد لب پر آہ سرد گویا دل مین درد کئی دن سے کھانا ترک ہو اب جو تم نے
تو مین کہون کہ او نور نظر کیون اتنی بیقرار ہو طلسم کشا قتل ہوتا ہو اب کسی کی مجال نہین
ہو کہ طلسم پر دست انداز ہو خداوند سامری لکھ گئے ہین کہ اگر کسی نے کوشش کر کے
سعد کو قتل کیا تو کئی ہزار برس طلسم قائم رہیگا اور عزیز ہوا تھا اب ہم دنیا کوشش
کرینگے کہ طلسم مین نہ آسکین گے اور جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا یہ ذکر تھا کہ ابر سنہرا
آکر بیٹھا سرخاب نے دیکھا کہ ملکہ عنبر افشان قطرے پسینے کے چہرے سے ٹپک رہے
ہین صاف ظاہر ہو کہ آسمان سے بارش مروارید ہو رہی ہو مگر انتہا کا اشتیاق دل
بیقرار معشوق کو دیکھا نگون بیٹھے ہین ایک جلاد صاحب بیداد خنجر کھینچے کھڑا ہو
عنبر افشان اتری سرخاب نے گلے سے لگا لیا کہا او فرزند کیون اسقدر بیقرار
ہو لو طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یا اب قتل کرتا ہون عنبر افشان نے کہا اس شخص
کے مقدمے مین کیا کیا حکم ہین خداوند لکھ گئے ہین کہ آجتک ایسا جلیل نامی
نہین آیا ساکنان طلسم کو مناسب ہو کہ اپنی حفاظت کرین اس جوان سے ڈرین
اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین قتل کرون پہلے ہاتھ کاٹونگی پھر پانون قلم
کرونگی سرخاب کیا جانے کہ اسکے دل مین کیا ہو بیساختہ حکم دیدیا او عنبر افشان
خوشی تمھاری عنبر افشان نے کہا جبتک تو رہ کر جلاد وسیلہ نکرے اور مین میل کرونگی
ایک ہاتھ مین سرتن سے جدا کرونگی اس طرح سے مارون کہ تڑپ تڑپ کر جان
دے اور کچھ نہ ہوسکے یہ کہکے نیمچہ تو لٹکتی ہوئی تھی اور نیمچہ بلایا کہ نیچے سے برق
گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے جلاد کو مار گرایا پکار کر کہا او شہریار یہ لوح محفوظ
موجود ہو اسکو گلے مین پہنے سعد نے لوح محفوظ لیکر گلے مین پہنی تمام قید ٹوٹ کر
گری سرخاب نے نعرہ کیا ارے اس گیسو بریدہ نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو لوح

محفوظ تھا پھر بچا دی اب طلسم کشا کو کون قتل کر سکیگا سعد نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم صف شکن شیردل نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

تلوار کھینچکر لڑنے لگے عنبر افشان نے بھی سحر کیا ملکہ یاسمن نے لشکر بڑھایا سرخاب
نے خیال کر کے دیکھا کہ چہار طرف سے سحر کا گھیرا پڑا ہوا ہو لشکر ساحران قتل ہو رہا ہو
حیران تھا کہ کیا کرون مگر سعد شہریار جنگ رستمانہ کرتے ہوے جس غول پر پہونچے
اُسکو درہم و برہم کر دیا کئی صفین الٹ کر مقابلۂ سرخاب مین پہونچے سرخاب نے
جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا پیچھے ہٹا چاہتا تھا نکل جاؤن مگر دیکھا ہر طرف سے
دیوارین کھینچی ہین کسی طرف نکلنے کا راستہ نہین عنبر افشان اور یاسمن کے سحر سے
دیوارین گھری ہوئی ہین جدھر جاتا ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ مجھکو شیر گھیرے ہوے ہین
آخر سعد کے سامنے آیا کئی سحر کیے مگر سحر نے تاثیر نہ کی ناچار ہو کر ہاتھ تلوار کا
مارا عنبر افشان ایسے سحر کر رہی ہو کہ ایسا نہ ہو سرخاب بھاگ جائے بادشاہ نے
تلوار روک کر ہاتھ مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو
کاٹا سپر کو کاٹ کر جب تلوار گری سر سرخاب کا زخمی ہوا سرخاب زخمی ہو کے
پیچھے ہٹا سعد نے گھوڑا بڑھایا بیچ مین کئی جادوگر آ پڑے مگر ہاتھ سے سعد کے
مارے گئے جو بڑھکر آیا طعمۂ شمشیر آبدار ہوا آخر قریب سرخاب کے پہونچے
سر سے اُسکے خون بہ رہا ہی چاہتا ہی غرق زمین ہو جاؤن مگر عنبر افشان نے
زمین کو سنگ لاخ کر دیا ہو چہار طرف شیر پھر رہے ہین سرخاب کو کچھ نہ بن پڑا
بادشاہ کے سامنے آیا کہا اے شہریار اطاعت کرتا ہون اگر میری جان بخشی ہو بادشاہ
نے فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کر تو تیری جان بخشی ہو ورنہ تجھکو اختیار رہو
بدون قتل نہ چھوڑونگا تو نے اپنے نزدیک تو خاتمہ کر دیا تھا مگر خدا نے مدد کی
کہ تجھ ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرخاب قدمون سے لپٹ گیا کہا میری خطا
معاف کیجیے ہم خطاوار ہین آپ صاحب خلق و مفتاح طلسم ہین جو مناسب ہوا اس

غلام کے حق مین کیجیے جب سرخاب نے یہ کہا تو بادشاہ نے اُسکو مطیع اسلام کیا بعدہٗ
سرخاب نے فوج کو منع کیا کہ یارو جنگ نہ کرو مین نے اطاعت کی یارو ظاہر رہے
کہ جو انکی اطاعت کریگا اُسکی جان بچیگی اور جو اطاعت سے گردن ہٹائیگا وہ مارا جائیگا
عمر طلسم تمام ہو چکی خداوند کا کہنا تخت نشین ہوا ایسی کتاب مین لکھا ہو کہ فلان سنہ
مین اور فلان مہینے مین مسلمان بلوہ کرینگے پھر طلسم نہ بچیگا بانی اسکے لوح بناگئے ہین
جسدن وہ لوح طلسم کشا کو ملیگی اُسی دن خاتمہ ہو خداوند اپنی جان بچا دین ہم لوگ
تو مطیع ہو کر بچ بھی جاوینگے لیکن خداوند کیونکر امان پاوینگے مسلمانون کو بہت ہی
ناگوار ہو کہ انسان خدائی کرے اور یہ لوگ سجدہ کرین مسلمانون کا اعتقاد ہو کہ
ہمارا پروردگار ہر مقام پہ حاضر و ناظر ہو اُسی کی قدرت کا ظہور ہو سب افسر آکر
قدمون پر گرے بادشاہ نے سب کے عہدے قایم رکھے چارون ورجندون کے
حاکم پانچوان سرخاب فراق نصیب بادشاہ کے ہمراہ ہین مگر عنبر افشان جادو
علیحدہ علیحدہ آتی ہو عنبر افشان نے جو یاسمن کو دیکھا کہ بادشاہ سے باتین کرتی
ہوئی خوش اور بحال آتی ہو بہت ناگوار ہوا مگر کچھ چارہ نہ تھا سعد بھی بنگاہ محبت
ملکہ عنبر افشان کو دیکھ رہے ہین عنبر افشان نے عرض کی اے شہریار دار الامارہ مین
چلیے بادشاہ دار الامارہ شاہی مین آئے آکر تخت پر بیٹھے مگر سرخاب کو بمقدمۂ ملکہ
عنبر افشان بڑا انتشار ہو ساتھ والون سے کہہ رہا ہو کہ یارو کیا سبب ہوا کہ یہ مطیع
ہو گئی دونون جادوگردن کو اسی نے مار امصاحب کہتے ہین اے شہنشاہ آج کئی
دن سے ملکہ بہت بیقرار تھین جسکا یہ انجام ہوا کہ لوح محفوظ آکر وقت پر پہونچا ئی
دونون جادوگردن کو مار لیا سرخاب نے کہا یارو میرا ارادہ ہو کہ آج شب کو
عنبر افشان کو لیجاؤن بخدمت بادشاہ طلسم پہونچاؤن ہنگام کو اختیار ہو چاہے
قتل کرے چاہے بخشے مین اپنا کام کرون اگر میری کوشش سے طلسم بچ گیا تو قدرت
پر احسان ہوگا قدرت بہت مانین گے اور فرماوینگے کہ اے سرخاب تمنے بہت
بڑا کار نمایان کیا کہ اہل طلسم کو بچا لیا ارن بھر ایسی ایسی فکرین کیا کیا شب کو سب نے

آرام کیا سرخاب فراق نصیب شب کو جو گرفتار ہا آخر اپنے مقام سے اُٹھا جس کمرے
مین ملکہ عنبر افشان سو رہی تھین آگے سحر کیا سوتے مین بیہوش ہو گئین سرخاب نے
عنبر افشان کو اُٹھایا کاندھے پر ڈالکے لے چلا مگر حیران ہو کہ کہان لے جاؤن خدمت
بادشاہ طلسم مین لیجاؤن یا خدمت مین خداوندی پہونچون جاکر حال کہون مگر قدرت
دعوی عشق کرینگے پاس ہنگام کے لے چلو یہ سوچکر اُڑا عنبر افشان کو لے چلا لیکن
چونکہ راستہ دور تھا خیال مین گذرا کہ راہ مین کسی مقام پر ٹھہر جاؤ ایک دن بسر کرو
دوسرے دن شہر سلطانیہ مین چلون کہ ہنگام تاجدار کو تخت پر پاؤن راہ مین
قریہ ہو کہ اُسکو قریۂ سیماب کہتے ہین سیماب جادو وہان کا حاکم و ناظم ہے جاکر سیماب کے
پاس ٹھہرا سیماب نے حال پوچھا تمام کیفیت سرخاب نے ظاہر کی کہ اِسطرح شکست
ہوئی کچھ بن نہ پڑا آخر بھاگ آیا سیماب نے ایک قصر مین سرخاب کو اُتارا لیکن
باہر سے دیکھتا ہے کہ اُس مکان مین روشنی ہو گئی حیران ہے کہ آفتاب کہان سے آیا
کہ خانۂ تاریک روشن ہو گیا جھانک کر دیکھا کہ سرخاب مسند پر بیٹھا ہے سامنے
ایک آفتاب عالمتاب زبان مین سوزن بال چہرے کے بکھرے ہوے معلوم
ہوتا ہے کہ شب و روز ملے ہین اور جو گیسو بلھاتے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ شام
ہجر عاشقان ہے یا نمونۂ ظلمات ہے بوے خوش آ رہی ہے سیماب نے جو اُس معشوقہ
کو دیکھا کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ میان سرخاب ذرا باہر آیئے
مجھے کچھ عرض کرنا ہے سرخاب ٹھہرا تا ہوا سامنے آیا دیکھا کہ سیماب آنکھون مین آنسو
آنسو بھرے کھڑا ہے پوچھا کیون خیر تو ہے سیماب نے کہا اے شہنشاہ یہ نازنین کون ہے
سرخاب نے جواب دیا یہ میری بیٹی ہے اِس سے خطا ہوئی ہے اسکو مشکین باندھکر
لایا ہون اب خدمت شاہ طلسم مین لئے جاتا ہون سیماب نے کہا مین ذلیل نے
دونگا مناسب یہ ہے کہ اِسکو میرے پاس چھوڑیے آپ بخدمت ہنگام جایئے
سرخاب نے کہا مین ایسا نہ کرونگا سیماب خاموش ہو رہا مگر دل مین برابر آگ
جل رہی ہے سوچتا ہے کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ باپ بیٹی کو قتل کرانے لیے جاتا ہے

رات کو چرا لونگا جب رات کو سرخاب سویا تو سیماب اپنے مقام سے اٹھا دبے
پانون خیمے مین آیا آکر عنبر افشان سے اشارہ کیا کہ مین تمکو لیے چلتا ہون مگر مجھکو
قبول کرنا عنبر افشان نے دیکھا کہ یہ وقت غنیمت ہے اس سے اقرار کر لو یہ سوچکر سیماب
کو سہارا دیا سیماب نے عنبر افشان کو اٹھایا کاندھے پر ڈالکر لے چلا باہر آکر پشتارہ
درست کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا راہ مین کوہ نیلی ہے اس پہاڑ پر آکے ٹھہرا جیسے
بیٹھا قصد کیا کہ اس معشوقہ سے باتین کرون اگر مان لے تو وصل حاصل کرون تو
مالا مال ہو جاؤنگا اور اگر نہ مانیگی تو لیکر بھاگ جاؤنگا یہ سوچکر ہوشیار کیا کہا لو ملکۂ عالم
مین تمکو نکال لایا اب وعدہ اپنا پورا کرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے ہماری سوزن
نکالو سیماب نے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی تڑپ کر عنبر افشان الگ ہوئی
کہا او گنوار ایسا خیال محال دل مین لایا خبردار الگ رہنا سیماب نے گولہ مارا
عنبر افشان نے کاٹا باہم سحر ہو رہے ہین اور لڑ رہے ہین مگر عنبر افشان عاجز ہو رہی ہے
کہ کیونکر نکلون یکایک کوہ نیلی پھٹا ایک ساحر زبردست پیدا ہوا آواز دی کہ
تم کون ہو کہ میرے پہاڑ پر بے سلسلے لڑ رہے ہو عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا
پکار کر کہا او ملکۂ عالم مین اسکو مار لون مگر مجھکو قبول کرنا ملکہ نے سر ہلا دیا نیلی پوش
نے کاردِ سحر نکالکر پھینک ماری ہر چند سیماب نے ارادہ کیا کہ بچون مگر سیماب بیچارا
کشتہ ہو گیا یہان آنا اسکے واسطے اکسیر نہ ہوا مار کر سیماب کو نیلی پوش نے کہا او
ملکۂ عالم الکریم اذا وعد وفیٰ ملکہ عنبر افشان نے کہا او بیچارا حلوا خوردن را روئے
باید ذرا سوچ تو مین عاشق جمال سعد شہریار ہون تو ایک ساحر صحرائی ایسا ارادہ
کرتا ہے میرے ساتھ چل مین انعام دلوا دونگی کہ تو نے خیر خواہی کی یہ سنکر نیلی پوش نے
کہا مین کیا دیوانہ ہون جو تجھکو جانے دونگا یہ کہکے ارادہ کیا کہ دست انداز ہون
ملکہ نے اسپر بھی سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے پہاڑ جو پھٹ گیا ہے اسمین سے شعلے
نکل رہے ہین ہزارہا طائرون نے آکر عنبر افشان کو گھیرا ہے مگر عنبر افشان اپنے کو
بچا رہی ہے کبھی طائرون پر حملہ کرتی ہے کبھی نیلی پوش پہ جا پڑتی ہے مگر نیلی پوش ایسے ایسے

سحر کرتا ہو کہ عنبر افشان بشکل پچی ہو یہ ماں صبح کو جو بادشاہ اُٹھے فرمایا بارگاہ مین جب
آئے مگر سحر خاب اور عنبر افشان نہین آئے فیروزہ بیقرار ہو کر برائے تلاش گیا
کمرے مین آکر دیکھا ملکہ کو نہ پایا فیروزہ سامنے سعد شہریار کے آیا سعد نے پوچھا
کیون ای فیروزہ کیا ہوا فیروزہ نے سب کیفیت بیان کی کہ اِسطرح باپ اُسکا اُسکو
لے گیا نہین معلوم کہان گیا سعد نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ای یار وفادار
جا کر تلاش کر فیروزہ نکلا پھرتا ہوا سامنے کوہ نیلی کے آیا دیکھا شعلے بھڑک رہے
ہین عنبر افشان سے ایک ساحر لڑ رہا ہی فیروزہ کنارے ہوا مگر نیلی پوش نے
طائرون کو آواز دی کہ ہان یارو اگر ہو سکے تو اِسکو گرفتار کرلو فلان مقام پر
خاک قبر جمشید کی ڈبیہ رکھی ہی وہ اُٹھا لاؤ ایک طائر گیا ڈبیہ لا کر نیلی پوش کو دی
نیلی پوش لڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے تیغ کھینچا چاہا ہاتھ مارون لیکن پہلے
آواز دی کہ خبردار ہوشیار رہنا نیلی پوش نے سر زمین کرا کے ڈبیہ کھولدی خاک
جو اُڑی عنبر افشان گری نیلی پوش نے زبان مین سوزن دی برسر کوہ لایا اور
ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا بیقراری مین یہ کیفیت تھی کچھ
دل کی عجیب حالت تھی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج　　شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج
پہلو مرا خالی ہو گیا یار کدھر آج　　قابو مین نہ دل ہی نہ سنبھلتا ہی جگر آج
اُٹھ اُٹھکے غبار اپنا جو پڑتا ہو تصدق　　کیا گور غریبان مین ہوا اُسکا گذر آج
کیا خانۂ دل مین مری حسرت ہوئی ہو وہ　　کیون پیک نفس نے مجھے دی ای خبر آج
معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج　　زانو پہ رہا اُنکے جو شب بھر مرا سر آج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے　　ہی حور کی خواہش جو عدم کا ہی سفر آج
خورشید جہان تاب مین سوزش یہ نہو گی　　جلتے ہین کچھ اِسطرح سے داغ جگر آج
کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالون نے کیا ہی　　بتلایئے ای مشفق من آئے کدھر آج
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے مرے شاید　　سطوت نہین ہوتی شب فرقت کی سحر آج

نیلی پوش نے یہ اشعار سُنکر کہا او ملکۂ عالم بدون حصول وصل نہ چھوڑونگا کہ پہلو سے آواز آئی زمین تھرا گئی نیلی پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لاتے ہین جمشید ثانی کو دیکھکر اُٹھا مگر کانپنے لگا جمشید نے کہا کہ او نیلی پوش بڑے مغرور ہوگئے ہو ہماری خاص بندی پر ہاتھ ڈالتے ہو بہتر اسی مین ہو کہ سامنے آؤ ہم تمکو ایک جام پلا دین جسکے اوصاف قدرت اول لکھ گئے ہین کہ اس شراب کا پینے والا ہزار سال زندہ رہیگا نیلی پوش خوش ہوگیا کہا یا خداوند تشریف لائیے مگر ڈر سے کانپ رہا ہو زبان سے کچھ نہین کہتا دل مین تاؤ پیچ کھا رہا ہو کہ مقام افسوس ہو کہ قدرت اب اسکو لیجا دینگے ایسا نہ ہو اگر مین روکون تو مجھے جلا دین خوشامد کرنے لگا کہتا تھا یا خداوند جو آپ فرمائین وہ کرون اگر حکم ہو تو مین عنبر افشان کو چھوڑ دون جہان دل چاہے وہان جائے کسیکو اسیر کیا اختیار رہی یہ سعد شہریار کی عاشق زار ہی یہ کہکے سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند شراب مرحمت فرمایئے جمشید نے ہنسکر کہا کہ سوچ تو یہ شاہزادی تیرے لایق ہو زبان سے اسکی سوزن نکال نیلی پوش نے کانپتے ہوئے ہاتھون سے سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن نکلی عنبر افشان اُٹھی مگر جمشید نے للکارا کہ عنبر افشان خبردار سرکشی نہ کرو ماہ دولت کے ساتھ چلو تمھارا مرتبہ بڑھا دینگے وہ مرتبہ عطا کرینگے کہ بہت راضی ہوگی عنبر افشان بہت ڈرتی ہو کہ ایسا نہ ہو سحر کرکے مجھکو قابو مین کرے مگر سر جھکا لیا سوچی کہ اس ظالم کے قبضے سے نکلنا دشوار ہو ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا مانگ رہی ہو کہ او معبود دوگانہ مین تو عاشق سعد شہریار ہون دوسرے کو دل کیونکر قبول کرے جمشید ثانی نے کرتے سے گلابی نکالی جام لبریز کرکے نیلی پوش کو دیا کہا او نیلی پوش میرا نام لیکر پی جا یہ سنکر نیلی پوش نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا جام پیتے ہی بہکی بہکی باتین کرنے لگا کہتا ہو یا خداوند آپ کی چار آنکھین ہین اور دو سر ہین لیکن ناک بہت چھوٹی ہو امیدوار ہون اگر حکم ہو تو ناک درست کر دون جمشید نے ہنسکر کہا تمھارا دماغ درست نہین جو چاہتے ہوئے جاتے ہو شراب نے نشہ کیا ہو اُٹھکر ٹہلو کہ نشہ کم ہو

ایسا نہ ہو کچھ اور ہو جائے بہتر اسی مین ہی کہ ذرا کھڑے ہو کے ہوا کھاؤ تاکہ خون برسے
بعد دو چار دن کے تمہاری صورت بھی تبدیل ہو جائیگی از سر نو جوان ہو جاؤ گے
آخر نیلی پوش اٹھا چاہا مگر ہلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عنبر افشان
نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا فیروزہ خنجر لیکر چھاتی پر سوار ہوا عنبر افشان نے کہا کہ حضور
اپنے کیا خطا کی فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مجھکو نہیں پہچانا منم فیروزہ بن عمرو عیار
سعد بن قباد فیروزہ نے نیلی پوش کو جو قتل کیا ایک دھوان اٹھا ہوا پہاڑ تھرایا آواز
آئی کہ اے عنبر افشان ایسی دشمن ہو مین کہ نیلی پوش کو قتل کرا یا اول ۔ یا اب تمہاری
وجہ سے کشتہ ہوا اب بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو ورنہ جلا کر خاک سیاہ کر دونگا
سامنے بادشاہ کے لے چلون ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ سرخاب آسمان سے چاہتا
ہی کہ لٹک کر گردن فیروزہ توجہہ کر ایک غار مین چھپا فکر مین ہی کہ سرخاب کی
بھی گردن لون ایسا نہ ہو کہ عنبر افشان کو اٹھا لیجائے یہ سوچکر غار مین چھپ گیا
سرخاب نعرہ کر کے گرا عنبر افشان سے سحر ہونے لگا دنا نے بلند ہین کبھی سرخاب
زمین پر آتا ہی کبھی بلند ہو کر آسمان پر جاتا ہی مگر عنبر افشان سینے کو بچا رہی ہی ہر روز
ہنگامے ہو جاتے ہین کہ سرخاب فراق نصیب کڑک کر گرا عنبر افشان نے جھولی
پر ہاتھ ڈالا کچھ پرچے کاغذ کے نکالے اُنپر سحر کیا طرف ہوا کے پھینک دیا آواز دی
کہ اے ہوا اس جا دو جلد آؤ اس زیبا کی خدمت کرو جیسے ہی یہ آواز دی کہ ایک
پہلو سے جواب آیا کہ اے ملکۂ عالم کیا مین تمہارے حکم سے باہر ہون جو حکم کرو وہ
بجا لاؤن عنبر افشان نے کہا جلد آؤ اسکو طرف باغ ویران کے لیجاؤ کہ اسکو معلوم
ہو کہ عنبر افشان کے ساتھ لڑنے سے یہ نفع ہوا وہان تڑپ تڑپ کے رہیگا آخر کار
جان بجہنم تسلیم ہوگا یہ جو عنبر افشان نے کہا معاً ایک گرد اُڑی دیکھا ایک نازنین
نہایت حسین رجمیل پکارتی ہوئی آتی ہی کہ اے سرخاب باغ ویران تمہارا مشتاق
ہی میرے ساتھ چلو اسی مین خیر ہی ورنہ ابھی ایسا سحر کرونگی کہ دیوانے ہو جاؤ گے
سرخاب نے جو اُس مہ جبین کے جمال کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا اُس نازنین

قریب آکر سرخاب کا ہاتھ تھام لیا سرخاب بھی خوشی خوشی اُسکے ساتھ روانہ ہوا
وہ تا زمین باتین کرتی ہوئی سرخاب کو لے گئی فیروزہ نے غار سے نکلکر آواز دی
کہ او ملکۂ عالم اب جلد نکل چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے عنبر افشان نے کہا او فیروزہ
تمکو پنجے مین دبالون اُڑا کر لے چلون فیروزہ نے کہا اصل یہ ہے کہ ہم جادوگر کے
قبضے مین نہین جاتے آپ چلیے یقین ہے کہ آپ سے چند قدم پیشتر پہونچونگا میری تو
تیز رفتاری مین فرق نہین ہے عنبر افشان طاؤس پر سوار ہوکر طرف لشکر سعد کے
روانہ ہوئی فیروزہ بن عمرو صحراؤن کو طے کرتا ہوا جاتا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ چند
زنگیان صحرائی بیٹھے شراب پی رہے ہین فیروزہ ایک مالن کی شکل بنکر اُس جلسے مین
آیا سامنے بیٹھکر خوب گایا اپنے ہاتھ سے سب کو شراب پلانے لگا جنگلی آدمی عورت
جو خوبصورت دیکھی بلبلا رہے ہین ہر ایک کہتا ہے پہلے ہمکو پلاؤ فیروزہ اشارہ
کرتا ہے مین تم سب کے کام آؤنگی بہت خوش ہوگے شراب تو پیلو پھر باتین بنانا مگر
افسوس ہے کہ تم لوگون نے بھیر خیال نکیا مین تمھاری مشتاق آئی ہون سب نے کہا
ہم سب آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لادین فیروزہ نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو
درختون مین جو پھل لگے ہین وہ توڑکر میرے سامنے لاؤ سب کے سب نعرے کرتے
ہوے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ نے
سب کو قتل کیا اِن لوگون کے مرنے کے بعد درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ
کوئی رو رہا ہے فیروزہ اندر درۂ کوہ کے آیا دیکھا ایک جوان خوش رو زنجیرون مین
بندھا ہوا پڑا تڑپ رہا ہے فیروزہ نے قریب آکر پوچھا او جوان تو کون ہے اُسنے رو کر
کہا آفت زدہ مصیبت کا مارا چند جنگلی آدمی یہان رہتے ہین مین برا سے شکار
یہان آیا تھا اُن سب نے مجھکو گرفتار کر لیا مین آج چار دن سے یہان قید ہون
مگر اِسوقت بدن مین طاقت آگئی چاہتا ہون اُٹھون تمھارے گرد پھرون کہ تمنے
آکر حال پوچھا مگر قوت کہان سے آگئی فیروزہ نے کہا نام تمھارا کیا ہے کہا سیمین
تاجدار یہان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ سیمین نگار کہتے ہین اکثر قدرت

بھی آتے ہین میرے قلعے مین ایک شاہزادی رہتی ہی کہ نام اُسکا میگون شیرین کلام
ہو قدرت آپپر عاشق ہین مہینے مین دو مرتبہ تشریف لاتے ہین میرے مکان مین جا بسر
رہتا ہو مین خدمت کرتا ہون فیروزہ نے بیٹھکر جھٹکر پان بیڑ پان کا ڈبہ ریز ریز
کٹ چکین اور یمین تاجدار کے ہوش درست ہوے تو پوچھا کہ اے مہربان اپنے
نام نامی سے آگاہ کرو تو دل کو تقویت ہو فیروزہ نے اُسی وقت سب اپنا حال
بیان کیا کہ مین سعد کا عیار ہون جن لوگون نے تمکو قید کیا تھا اُنکو مار ا جب تمکو
رہا کیا یمین تاجدار نے کہا میرے قلعے مین چلیے آپ نے آبرو بچائی آپ تو
جان بخش ہین آپ کی دعوت و ضیافت کرون فیروزہ نے کہا اِسکی کیا ضرورت
ہی پھر کبھی آوینگے مگر یمن تاجدار نے نہ مانا ہمراہ یمین تاجدار قلعہ یمین نگار
مین آیا ملازمون نے جو اپنے آقا کو دیکھا ہر طرف سے دوڑ پڑے بہ اعزاز و
اکرام دار الامارہ مین لایا پکار کر آواز دی کہ یارو آگاہ ہو جاؤ یہ احسن آتا ہی
جسنے فیروزہ کو دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ
تمھاری وجہ سے ہمارا ملک پھر آباد ہوا مگل زرین پر فیروزہ کو جگہ دی اور
ملازمون سے کہا کہ اِس مہمان عزیز کی خاطر کرو بادشاہی جلسہ ساقیان یمین ساق
و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

پہونچا رہے کوے یار تلک آسرا تو ہی
اے ضعف تار اشک بجائے عصا تو ہی

ہمسے نہ اٹھ سکے یہ اٹھاینگے کوہ عشق
دل مین ہزار شکر کہ یہ حوصلا تو ہی

آفت مین خوف ہی تجھے کیونکر بچیگی جان
کوہ غم و الم مرے دل پر گرا تو ہی

رکھیگا اپنے پاس حفاظت سے اے صنم
مکر و دغا سے جسنے مرا دل لیا تو ہی

وہ شوخ رفتہ رفتہ یونہی ہوگا مہربان
رستے مین شکل دیکھ کے میری ہنسا تو ہی

مرنے کا میرے اُنکے کسی نے کیا جو ذکر
وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہان سُنا تو ہی

ہم آج تمھین دیکھے اُسے گھر مین لاوینگے
جائیگا کس طرف سے یہی راستا تو ہی

شکر خدا انھر کو بہر حال چاہیے
قالین اگر نصیب نہین بوریا تو ہی

بچھین گے ایک دن فلک کج مدار سے | گر آہین کارگر نہین تیر و دعا تو ہی
گو اسقدر مفید نہین حُسن کا خیال | درد فراق یار کی لیکن دوا تو ہی
سطوت عدو سوا ہو جو الفت مین وہ ستم | ہمکو نہین ہی خوف نگہبان خدا تو ہی

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو فیروزہ نے دیکھا کہ یمین تاجدار کف افسوس مل رہا ہی پوچھا اے شاہزادے کیا افسوس کر رہے ہو یمین تاجدار نے کہا اے بہتر و الاگہر کیا بیان کرون باپ میرا اسکندر تاجدار نہایت جری و بہادر ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی اُسکو صحراے ویران کہتے ہین درہ کوہ مین لاکھون روپیہ کا مال رکھا ہی شب کو خود بخود روشنی ہو جاتی ہی والد کو جو مال کی ہوس ہوئی ایک دن اُس صحرا مین پہونچے چند زنگی نکلے ہر چند کہ باپ میرا بڑا بہادر تھا مگر اُن زنگیون سے کچھ زور نہ چلا گرفتار کر کے لے گئے اسوقت صحبت کو دیکھکر یاد آیا کہ اگر آج وہ ہوتے تو تمھارے قدمون کے نیچے آنکھین فرش کرتے فیروزہ نے کہا میرے ساتھ چلو خدمت شہریار مین وہ تمھارے باپ کو رہا کر دینگے یمین تاجدار خوش ہو گیا کہا والد کی رہائی تو مشکل ہی وہ مال ہی ہاتھ لگے وہ اب کاہے کو زندہ ہونگے ہر چند کہ بہادر ہین مگر سختی قید نہ اٹھا سکینگے تڑپ تڑپ کے جان دی ہوگی فیروزہ نے کہا یہی ساحرون کا دستور ہی کہ جسکو گرفتار کرتے ہین اُسکو قتل نہین کرتے قید مین رکھتے ہین اگر وہ زندہ ہین تو لا کر تمھے ملا دینگے اگر خدانخواستہ سپار گلشن جنان ہوے تو وہ مال لا کر تمکو دینگے رات بھر تو جلسہ رہا صبح کو یمین تاجدار سوار ہوا فیروزہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان سعد شہریار بعد روانہ کرنے فیروزہ کے انتظار کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا یار وفادار پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم عنبر افشان کو پایا یا نہین پایا سردار عرض کر رہے ہین آپ کا عیار بلاے روزگار ہی ملکہ کو لیکر آئیگا اس خیال مین بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر خوک پیکر کرگدن مست پر سوار چالیس ہزار

ساحر پشت پہ بڑے زور و شور سے آکر پہونچا لشکر کو مقابلے مین بادشاہ کے اُتارا
کہلا بھیجا کہ اے سعد شہریار یہ زمین مجھ سے متعلق ہے یہان سے کوچ کر جاؤ بہت دنون
سے اُترے ہوئے ہو اب مجھکو احوال معلوم ہوا کہ تم خداوند کے دشمن ہو لہذا
تمھارا رہنا یہان بہتر نہین منم گلخیز جادو بادشاہ نے جواب دیا کہ جاکر کہدینا کہ تمھارے
صحرا کو اُجاڑا نہین کوئی نخل نہین قلم کیا پس غصے کا کیا باعث بعد دو چار دن کے
چلے جاوینگے مگر تمھارے کہنے سے نجاوینگے گلخیز نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی نقارہ
رزمی بجا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو گلخیز میدان مین آیا اُدھر سے سعد پہونچے
دونون لشکر جمے نقیبون نے نقابت کی زرکیت کڑکا کہ بڑھے گلخیز نے گینڈا اپنا
بڑھایا میدان مین آیا فوج والون سے کہا جب تم لوگ دیکھنا کہ مین مارا گیا
جنگ مغلوبہ کر دینا مین آجاؤنگا ایک چٹکی خاک کی طرف صحرا کے پھینکی کچھ اور رسم
سحر کے کیا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آئیے سعد شہریار گھوڑا بڑھاکر میدان مین
آئے بعد گفتگو گلخیز نے سر آگے کر دیا اشارہ کیا کہ ہاتھ لگائیے بادشاہ نے فرمایا
ہمارا یہ دستور نہین ہے جب تمھارے حملے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے بہ قول شاہ فردوسی اول بر آور تمنائے خویش ٭ کہ من خصم را میدہم
دست پیش ٭ یہ سنکر گلخیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر رد کر
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر تیغ قمقام کا وار کیا گلخیز نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تیغ قمقام برق مثال تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر
جو تلوار گری تا بہ جگرگاہ پہونچی بادشاہ نے نعرۂ تکبیر کیا اہل فوج نے جو اپنے
افسر کو کشتہ دیکھا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بادشاہ بھی نعرہ کرکے جا پڑے دونون
لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اگرچہ سب ساحر بلکہ سحر کر رہے ہین مگر اختتام جنگ نہین ہوتا
کہ صحرا سے گرد اُڑی گلخیز ایک عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آپہونچا اور آواز دی
کہ ہان یارو بادشاہ کو کمندون مین گرفتار کرلو چالیس ہزار ساحر بادشاہ کو
کمندین مارنے لگے بادشاہ ہر مرتبہ حلقے کمند کے قطع کرتے ہین مگر دس حلقے

کھاتے تھے ٹھوکریں اور مرے گئے آخر کئی ہزار حلقہ کمند کا بادشاہ پر پڑا بادشاہ گرفتار ہو کر گھوڑے
سے گرے اور دوست بلوہ کے سب نے گرفتار کر لیا گلچیز نے لشکر پر سحر کیا کہ سب مسحور ہو کر
کھڑے ہو گئے تلواریں پھینک دیں گلچیز نے لوح محفوظ گلے سے بادشاہ کے اتار لی
گرفتار کر رہا ہے آہنگروں کو بلایا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا خبردار ادھیا یہ شہریار والا
تبار میں ہتکڑیاں بیڑیاں نہ پہنا گلچیز نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی والا قدر
چہرہ درخشاں بدر آسمان پر تخت اڑاتی ہوئی اور نعرے کرتی ہے کڑک کر گرجتی ہے کہ سر
قلم کیے گلچیز ہر چند چاہتا ہے کہ اس کا سحر روکوں مگر عنبر افشاں کا سحر کون روک سکتا ہے
جب ہاتھ ہلایا سحر و مسحور کے سر قلم ہوئے دس میں گرے کچھ گھوڑے بدلگامیاں
کرنے لگے لشکر اسلام پر سے بھی سحر اتارا وہ لوگ بھی جا پڑے ہاتھ پاؤں میں قوت
آئی لشکر گلچیز قتل ہونے لگا گلچیز بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہے مگر تاثیر نہیں کرتا مگر لوح محفوظ
کو چمکا رہا ہے لوح محفوظ کا چمکنا عنبر افشاں پر شاق ہوا ایک سحر کیا کہ صحرا سے گرد
اڑی ایک زنگی سیاہ رو تیغہ بکف آکر پہونچا اور للکارا کہ او گلچیز خبردار لوح لیکر نہ
بھاگ نہ جہاں جائیگا وہاں تیرا پیچھا کرونگا اور تیرا تعاقب نہ چھوڑونگا یہ کہکر کچھ پھول
سونگھتے جھولی سے نکالا کہ طرف صحرا کے پھینکے بعد تھوڑی دیر کے گانے کی آواز آئی
اور وہ زنگی مقابلے میں گلچیز کے پہونچا گلچیز نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کر
تلوار چھین لی لوح محفوظ لی آپ طرف صحرا کے چلا گیا اب گلچیز بھاگتا پھرتا ہے عنبر افشاں
نے کارد سحر پھینک ماری ہرچند گلچیز بھاگا اور سحر کیا کہ کارد روکوں مگر وہ کارد چمکتی
ہوئی سامنے آئی سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گزری گلچیز کا مارا جانا کہ فوج نے
شکست کھائی بھاگنے لگی سعد بن قباد لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ عنبر افشاں
نے لوح محفوظ لا کر گلے میں ڈالی کہ دوسری گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ جن
عمرو ایک شاہزادے کے ساتھ تخت پر سوار بڑے زور و شور سے آکے پہونچا
بادشاہ کو دیکھکر تخت سے کود اقدموں کو بوسہ دیا حال جنگ سنا اپنی کیفیت کہی
بادشاہ نے خیمے وغیرہ گلچیز کے لٹوا لیے بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل دار الامارہ ہوئے

سردارون نے عرض کی آج خدا نے بڑی بلا ٹالی مناسب ہے کہ سامان خوشی ہو اور تہنیت
جشن آراستہ ہو سب سردارون کو خوشی حاصل ہوئی ہے بادشاہ نے بموجب کہنے سردارونکے
جلسہ آراستہ کیا فیروزہ و سیمین تاجدار کو بلایا سیمین تاجدار نے سب حال اپنا بیان کیا
بادشاہ نے فرمایا ہرچند کہ ہمکو مہلت نہین ہے مگر پہلے تمھارے ساتھ چلین گے اگر خدا چاہیگا
تو تمھارے باپ کو تمسے ملا دینگے رات بھر جلسہ رہا ناچ گانا ہوا بوقت سحر بادشاہ
آکر تخت پر بیٹھے سیمین تاجدار سے فرمایا اے برادر چلو تمنے ہمارے عیار کا ساتھ دیا
پس اُسکا کہنا ہمپر شاق ہے دل اِسکا مشتاق ہے کہ تمھارے باپ کو رہا کرین اور تمسے
ملوائین کہ خدا ہمپر بھی فضل کرے ہمارے بھی قیدی چھوٹین کہ جنکی وجہ سے یہ کد و کوشش
کر رہے ہین ہماری جدہ و ماجدہ و پھوپھی صاحبہ طلسم مین قید ہین خدا وہ دن کرے
کہ انکو رہا کرین تو عید ہو سب سردار دعائین مانگنے لگے کہ پروردگار ایسا کرے کہ
آپ کی آرزو پوری ہو آخر سیمین تاجدار کو بادشاہ ساتھ لیکر چلے فیروزہ بھی ساتھ
ہے مگر چند ہرکارے جو لشکر اسلام مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے کوہان فیل پیکر کے
سامنے آئے کہ اُس درے کا وہی مالک ہے ہرکارون نے بیان کیا کہ طلسم کشا آتے
ہین کوہان نے کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون آئین گے تو مزہ اُٹھائین گے
وہ ہرکارون کہ بھاگتے راستہ نہ ملے بر سر کوہ آکر بیٹھا تماشہ دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد
اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت پر اور پشت پر کئی ہزار ساحر
و غیر ساحر اتال بارگاہ کا لدا ہوا اِس کر و فر سے آکر پہونچے عنبر افشان سنہرے ابر پر
سوار طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے زیر ابر آکر ملکہ بھی آڑی درہ کو دیکھا کہا اے
شہریار یہ مقام عجائب و غرائب ہے یہ جو مال سامنے رکھا ہے اسی کی ہوس مین لوگ کھنچے
فیروزہ نے عرض کی اقبال شاہنشاہی پروردگار بڑھائے انکے ہاتھ سے باپکو
سیمین تاجدار کے رہا کرائے غرض بادشاہ بھی اُتر پڑے لشکر صحرا مین اُترا لیکن
بادشاہ نے فرمایا آج طلایہ کون دیگا یاسمن رنگین پوش تڑپ کر سامنے آئین اکر
عرض کی اے شہریار آج طلایہ کنیز دیگی بادشاہ نے منع بھی کیا مگر یاسمن نے کہنا نہ مانا

بادشاہ نے حکم دیا کہ جسقدر فوج کہین اُنکے ساتھ جاے مگر خبردار ملکہ یاسمن کو ہرگز
تکلیف نہ ہو یاسمن اُسی وقت تیاری کرکے واسطے طلایہ کے روانہ ہوئین اگر بانار بچکا
انتظام کیا یہ انتظام کرکے ٹھہرین طرف لشکر دشمن کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک دامن
صحرا مین روشنی ہوئی تمام نخل مثل جھاڑ کے روشن ہو گئے تمام پتون سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ کنول روشن ہین بعد تھوڑی دیر کے درے مین بھی روشنی ہوئی یاسمن
نے جو پہاڑ کیطرف دیکھا کہ یہ روشنی ہوئی خیال مین گذرا کہ یاسمن بڑھکے دیکھو تو شہریار
نابکار بیٹھے شاید کوئی مشکل آسان ہو جاوے دریافت تو کرون کہ اس درے مین
کون ہے یہ سوچکر یاسمن بڑھین سامنے سے نخلستان کے راستہ ہو اُسی راستے سے
ہوتی ہوئین جب سامنے درے کے پہونچین تو دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار مسند
پر بیٹھا ہے چند قیدی زنجیرین پہنے ہوے سامنے بیٹھے ہین یاسمن نے چاہا اندر جاؤن
اِس تاجدار سے ملاقات کرون حال پوچھون کہ یہ قیدی کون ہین آپ کون ہین یہ
روشنی کا کیا باعث ہوا دل سے یہ باتین کرتی ہوئین آگے بڑھین جیسے ہی سامنے مین
کوہ کے پہونچین اُس مسندنشین نے سر اُٹھا کر دیکھا جو کنیزین کہ پشت پر کھڑی تھین
ایک سے اِشارہ کرکے کہا دیکھو یہ کون آتا ہے وہ کنیز درے سے نکلی یاسمن کو آکے
سلام کیا یاسمن نے پوچھا یہ کون صاحب ہین کنیز نے کہا باغ دلفریب مین چلیے سب
حال آپ کو معلوم ہو جائیگا یاسمن نے کہا چلو اُس کنیز کے ساتھ ملکہ یاسمن روانہ
ہوئین اِنکی کنیزین غل مچایا کہین کہ ہماری انتظام طلایہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ حریف آپہنچے
یاسمن نے پلٹ کر جواب نہ دیا ساتھ اُس کنیز کے روانہ ہو گئین کنیزان یاسمن نے
باہر سے دیکھا کہ ملکہ ہماری درے مین گئین اب نشان بھی نہین معلوم ہوتا چند
کنیزین مجمع سے جدا ہوئین اُسی درہ کوہ مین جاکر غائب ہو گئین جو باقی رہین وہ
آپس مین کہنے لگین بوا اب نہ جاؤ ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنسین وہ کھڑی رہین
مگر کہتی تھین کہ صبح کو سعد شہریار پوچھین گے کہ ملکہ یاسمن کہان گئین تو ہم کیا انکو
بتائین گے جو جاتا ہے وہ پلٹ کر نہین آتا باقی رات کنیزون کو اسی انتشار مین گذری

صبح کو بخدمت سعد شہریار آئین سعد نے پوچھا کہ ملکہ یاسمن کہان ہین کنیزون نے کہا
کہ درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوئین سب حال بیان کیا کہ تیرہ کنیزین بھی گئین جب وہ پھر
نہ آئین تو ہم لوگ رک گئے سعد نے فرمایا مرکب لاؤ مین خود جاؤنگا یہان کا حاکم بڑا
نا منصف ہو کچھ اسکا بندوبست نہین کرتا مین دریافت کرکے آؤنگا اگر یاسمن کو قید
کیا ہو تو انکو بھی قید سے چھڑاؤن سیمین تاجدار نے کہا سرکار کو اختیار ہو لیکن اس
معاملے کو پہلے دریافت کرلیجیے سعد نے کہا دریافت ہونا بہت دشوار ہو طریقے سے
معلوم ہوتا ہو کہ یہان کا حاکم بڑا ظالم ہو فیروزہ نے عرض کی حضور تشریف رکھین
غلام جاکر دریافت کرتا ہو جبتک واپس نہ آؤن حضور تشریف نہ لیجائین ایسا نہ ہو
کسی بلا مین پھنس جائیے یہ کہکے فیروزہ چلا جب سامنے کوہ کے آیا تو دیکھا کہ جلسہ
جمع ہو تاجدار مسند پر بیٹھا ہو چند قیدی مسلسل و مطوق سر جھکاے ہوے سامنے
بیٹھے ہین اُنسے وہ تاجدار کچھ کلام کر رہا ہو ایک طرف ملکہ یاسمن ہین وہ بھی مسلسل
و مطوق سر جھکاے ہوے بیٹھی ہین فیروزہ تو عیار ہو بتا ہوا چھپتا ہوا سامنے مین
کوہ کے پہونچا کہ اُس تاجدار نے پشت پر دیکھا ایک عیاربچی تنتورۂ زریفق و
پاتاوہ سقرلاطی زرتار پر آراستہ جست رہا لاک نہایت بیباک کھڑی ہوئی تھی تاجدار
نے اشارہ کیا کہ اے شمیمہ گوہر پوش ذرا دیکھ تو یہ کون آتا ہو ہرچند کہ وہ چھپتا ہوا آیا
مگر بد ولت کو ظاہر ہوا کہ وہ کوئی عیار ہو شمیمہ بڑھی جست کرکے باہر آئی فیروزہ بھی
چھپ گیا تھا مگر اُس عیاربچی کو دیکھکر نکل آیا عیارہ نے کہا مہتر صاحب ہو اسے دریافت
حال آئے ہو باغ دلفریب مین چلو فیروزہ ایسا عقیل و فہیم عیار پیشہ کچھ نہ بولا ساتھ
اُس عیاربچی کے چلا جیسے ہی درے مین پہونچا وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا
دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو لپٹین کی لپٹین آرہی ہین اُس عیارہ
نے اشارہ کیا فیروزہ باغ مین آیا دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون
سے باغ سرسبز و شاداب ہو حوض و چمن ہر دو لاجواب ہو مگر ایک تاجدار نحیف و ضعیف
تاج شکستہ پہنے ہوے ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوا

رو رہا ہی ایک طرف ملکہ یاسمن زنجیرین ہلا رہی ہین فیروزہ نے چاہا پلٹون جاکے
سعد شہریار کو اطلاع کرون اُس نازنین نے کہا مہتر صاحب ابھی تمنے کیا دیکھا ہی
میرے ساتھ آؤ یہ کہکے فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے سامنے ایک چمن تھا کہ اُسمین
نخل سنبل آراستہ تھے وہان آئی عیارہ نے پکار کر کہا ای سنبل جادو انکو تماشہ دکھا دو
ایک جادوگرنی اُس چمن سے نکلی ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے آکر فیروزہ کو
پہنائین پھر چمن مین جاکر غایب ہوگئی فیروزہ بھی ایک نخل کے نیچے جا بیٹھا اپنے
حال زار پر رو رہا ہی کہ ای فیروزہ اگر ایسا سمجھتے تو نہ آتے وہ عیارہ قید کرا کے
فیروزہ کو چلی گئی فیروزہ جی مین کہتا ہی یقین ہی کہ شہریار بھی آکر ایسی بلا مین پھنسین
کیونکر انکو اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ تشریف نہ لیجائیے کیا عقل پر
پتھر پڑے کہ ساتھ اُس عیارہ کے چلے آئے یہ نہ جانتے تھے کہ جاکر بلا مین پھنسینگے
فیروزہ تو اِس حال مین سر ٹکرا رہا ہی انتہا کا گھبرا رہا ہی ہر دم یہی چاہتا ہی کہ اِس
قید سے چھوٹون تو نکل جاؤن مگر رہائی نہ ہوئی کل دن بھر اِسی حال مین گذرا شام کو دیکھا
کہ تمام باغ مین روشنی ہوئی لالٹینین لٹکائی گئین جھاڑ کنول مردنگیان جا بجا رکھے گئے
ہین تمام باغ مین دن ہو گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای قیدیو ہوشیار رہو
شہنشاہ ذی اقتدار آتے ہین دیکھا ایک تاجدار ایک نازنین کا ہاتھ تھامے
ہوے اپنے تخت پر کئی خدمتگار وہی عیارہ جست وخیز کرتی ہوئی ہمراہ ہی جب وہ تاجدار
گذر گیا تو عیارہ نے کہا کہ چلو شہریار بلاتے ہین فیروزہ مع یاسمن و مع اُس
تاجدار نحیف بنحیف کے روانہ ہوا درۂ کوہ مین آکر دیکھا کہ وہ تاجدار مسند پر
بیٹھا ہی بیٹھے ہی فیروزہ سامنے آیا اُس تاجدار نے پوچھا کیون او عیار تو کیون
آیا تھا فیروزہ نے کہا اپنے آقا کے حکم سے حال دریافت کرنے آیا تھا آپنے مجھکو کیون
قید کیا ہی مین نے کیا خطا کی تاجدار نے کہا ہم اِس گوشے مین آکر رہتے ہین اسیواسطے
کہ کوئی غیر نہ آئے مگر آنے والے آتے ہین اور اپنے کو بلا مین پھنساتے ہین اب تمکو
مناسب ہی کہ ہماری اطاعت کرو جمشید ثانی کو سجدہ کرو تو ہم تمکو ملازم کرین فیروزہ نے

کہا یہ خیال محال دل سے نکال ڈالیے ہم کبھی باطل پرستی نہ کرینگے تاجدار کے پہلو مین
جو نازنین بیٹھی تھی اُسنے کہا بھی کہ اے شہنشاہ اسکی کیا خطا ہے اسکو چھوڑ دو اسکے جلسے
سے یہ توقع ہوگا کہ اپنے آقا کو منع کریگا نہین معلوم اسکے آقا کون ہین اُس تاجدار نے
منھ پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا کہا ان قیدیون کو لیجاؤ چند خادم اُٹھے فیروزہ کو لا کر ایک
باغ مین پہونچا دیا لیکن سعد شہریار نے دو راتین انتظار کیا جب فیروزہ پلٹ کر
نہ آیا تو صبح کو اُٹھے مگر نہایت برہم تھے فرمایا کہ مین جاؤن جا کر دیکھون کہ کیا ماجرا ہے
جو عیار تاجور وہ پلٹ کے نہین آتا کیا راہ عدم ہو کہ سیکڑون گئے اور کوئی پلٹ کر
نہین آیا فیروزہ جا کر کسی بلا مین مبتلا ہوا ورنہ وہ ضرور آتا کوئی امر تو مانع ہو کہ
نہین آتا یہ فرما کر لباس پہنا سلاح ذات پر آراستہ کیے تیغ تمتمام ہاتھ مین لیا سپر
پشت پر ڈالی جب باہر نکلے مرکب تیار ہو کر سامنے آیا اہل لشکر غل کر کے دست بستہ کر
حضور کہان جاتے ہین سپین تاجدار قدمون پر گر پڑا کہ حضور نہ جائین مین تو
رہائی سے باپ کی باز آیا سمجھ چکا کہ وہ جا کر بلا مین مبتلا ہوئے صبر کرونگا بادشاہ نے
فرمایا اے شاہزادے ہم لوگون کا یہ دستور نہین ہے کہ جو کہین وہ نہ کرین انشاءاللہ
تمھارے باپ کو رہا کرکے چلین گے یا شاید اسی سرحد مین ہماری قضا ہو تو
جان دینگے تم بیٹھو چالیس دن ہمارا انتظار کرنا بعد چالیس دن کے چلے جانا یہ
بادشاہ نے جو برہم ہو کے کہا سپین تاجدار کنارے ہوا بادشاہ روانہ ہوے جب
سامنے دو کوہ کے پہونچے تو دریا طائر آکر سدراہ ہوئے مگر بادشاہ نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب دو کوہ کے پہونچے تو سنا یہ پہاڑ کا پڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آگیا قلب کانپنے لگا لوح محفوظ کو چمکایا اور دو کوہ سے لوح محفوظ کو مس کیا ایک
آواز بلند ہوئی پہاڑ دو ہو گیا لوح کو چمکایا پھر روشنی ہوئی دیکھا ایک دروازہ
نقش و نگار نہایت تکلف سے آراستہ خلقت کی آمد و رفت ہے دو کاہ فرش سیم و زر کا
کھچا ہوا ہے کچھ لوگ اندر سے آتے ہین بادشاہ بسم اللہ کہکر اُس قلعے مین داخل
ہوئے دیکھا شہر آباد ہے دنیا بادل شاد رونق پاکیزہ مصرافہ ہزار ہا آراستہ جوہری بیچ

دوکانون پر بیٹھے ہین جواہرات بیش قیمت کا انبار ہر دکانون کی بول چال ہر گاہک کو
لگا رہے ہین مال بکوا رہے ہین جد معرفت بادشاہ نکلتے ہین کوئی اُنسے متوجہ نہین
ہوتا ایک کوچے کے سرے پر پہنچے دیکھا ایک ضعیفہ کمر مین خم عصاے ضعیف ہاتھ مین
خاموش کھڑی ہو بادشاہ کو دیکھکر براے تسلیم جھکی اور عرض کی کہ شہریار آپ اس
شہر مین مسافرانہ وارد ہین اگر آرام منظور ہو تو کنیز کو سرفراز فرمائیے غریب خانہ
حاضر ہو اس فصاحت سے اُس ضعیفہ نے کہا کہ بادشاہ اُسکے ساتھ ہوے ضعیفہ
لیکر چلی بادشاہ نے کہا بڑی بی صاحب اس شہر کے لوگ بڑے بیوفا معلوم ہوتے ہین
کتنے بار محبت سے کلام کیا کسی نے سلام بھی نہ کیا بڑھیا نے کہا حضور یہین خدمت کے
واسطے مقرر ہو کہ جو مسافر آتا ہو اُسکو اپنے مکان مین اُتارتی ہون نان نمک سے
آرام ہو سب کافر اس قلعے مین رہتے ہین مین مسلمان ہون اس سبب سے آپ کا
پاس کیا مقام افسوس ہو کہ آپ ایسا تاجدار آئے اور کوئی کلام نہ کیے صرف
دو چار روز مجھے سرفراز کیجیے نان و نمک جو ممکن ہو وہ نوش فرمائیے بعد آپ کو
اختیار ہو بادشاہ بہت خوش ہوے کہ یہ ضعیفہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو اسکے
یہان رہنا کبھی خلاف نہ ہوگا تھوڑی دور جاکر وہ ضعیفہ ٹھہر گئی ایک مکان
مقفل تھا اُسے کھولا بادشاہ اندر آئے ایک کمرہ نفیس کہ وہ فرش و فروش سے
آراستہ تھا اُس ضعیفہ نے اشارہ کیا کہ یہ کنیز کا مکان ہو اس کمرے مین تشریف رکھیے
سعد شہریار کمرے مین بیٹھے ضعیفہ نے کہا کھانا حاضر ہو بادشاہ نے نوش فرمایا غرض
شام تک وہ ضعیفہ خدمتگزاری مین مصروف رہی چھپر کھٹ جو آراستہ تھا بادشاہ
شب کو خاصہ نوش کرکے پلنگ پر آکر لیٹے دروازے کمرے کے بھیڑ دیے وہ
ضعیفہ ایک پلنگ پر بیٹھی مگر بیرون کمرہ سے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ
ای مادر مہربان کیا کرتی ہو ضعیفہ نے اُٹھکر دروازہ کھولا سعد نے دور سے
دیکھا کہ دو عورتین جوان آئین ضعیفہ نے اُنکو اپنے پلنگ پر بٹھایا اور کہا ای
گلریز وای محفل افروز کچھ باتین کرو کہ رات کٹے دل گھبراتا ہو گلریز نے کہا کہ ای

مادر مہربان آپ کو معلوم ہی کہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہی ہر شخص کی زبان پر یہی ہی کہ اب
طلسم فتح ہو جائیگا محفل افروز نے کہا ابو اجتبک لوح نہ ملیگی کیونکر طلسم فتح ہوگا یہ
طلسم کو وہ بہت سخت ہی بڑے بڑے لوگ آئے قید ہو کر مر گئے کسی نے لوح کو نہ پایا
اُس ضعیفہ نے کہا بیٹا تم اپنے عہدے پر رہو تمھین ان جھگڑون سے کیا کام ہی جس
جب ان کی آمد کا غلغلہ ہی وہ تو میرے گھر مین سو رہا ہی یہ سب باتین بادشاہ سُن رہے
ہین گوش بر آواز ہین ضعیفہ نے کہا ای نور نظر آخر لوح کہان ہی اُسنے کہا لوح پاس
لوحدار جادو کے ہی کیونکہ بانیان طلسم نے اُسکو معتبر جانا لوح اُسکو سپرد کی ضعیفہ
نے کہا اگر ایسا ہی ہوگا تو مین اظہار اسلام کر چکی یقین ہی کہ مجھکو اور تمکو نہ ستائین
بادشاہ طلسم پہ جا بین محفل افروز نے کہا آج شاہ فرماتے تھے کہ لوحدار جادو
خود جائیگی اور لوح بادشاہ کو دیگی مگر یارو اگر ہو سکے تو لوحدار کو منع کر دیکہ
اپنے مکان سے نہ نکلے گوشے مین بیٹھی رہے ورنہ باعث خرابی ہی ضعیفہ نے کہا بیٹا
تم تو جوان ہو تمنے ابھی کیا دیکھا ہی جو قاعدہ حکما مقرر کر گئے ہین وہی ہوگا سب
احوال کھل جائیگا دونون خاموش ہو رہین ضعیفہ سے کہا ای مادر مہربان ہم تو اب
جاتے ہین مگر آپ بہت ہوشیار رہیئے گا ضعیفہ نے کہا مین نے کئی سلطنتین دیکھی ہین
جب ایک شاہ مرا دوسرا تخت نشین ہوا مگر یہ شاہ جس دن سے تخت پر بیٹھا ہی ظلم و
بدعت کو رواج دیا دیکھین اسکا انجام کیا ہو دونون وہ جوانین اُٹھکر چلی گئین
بڑھیا نے دروازہ بند کر لیا جب صبح کو بادشاہ اُٹھے منھ ہاتھ دھوکر ضعیفہ کو بلایا جب
ضعیفہ کمرے مین آئی تو پوچھا کیون ای مہربان رات کو یہ دو جوانین کون آئی تھین
اور تمسے کیا باتین ہوئی تھین ضعیفہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا شاید آپ سنتے تھے
ان باتون کا اعتبار نہ کیجیے یہ دونون بیٹیان شاہ طلسم کی ملازم ہین وہ ایسے ایسے
جھگڑے بیان کیا کرتی ہین مگر آپ نے اُنکو دیکھا بہت برا کیا مین یہان سے باز
آئی آپ تشریف لیجایئے اس بے لطفی سے ضعیفہ نے یہ کہا کہ سعد کو بہت ناگوار
ہوا اپنے مقام سے اُٹھے دروازہ سے باہر نکلے تب ضعیفہ نے پکار کر کہا ای شہ با

خدا حافظ ہی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور آگے بڑھے دیکھا اہل شہر عمدہ کپڑے پہنے
ہوے ایک جانب دوڑتے ہوے جاتے ہین بادشاہ نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا
او برادر کہان جاتے ہو کیا ضرورت درپیش ہی اُسنے کہا شاید تم نو وارد ہو یہ شہر
سرحد طلسم کوہ ہی یہان کا حاکم الوند جادو بادشاہ طلسم کو خراج دیتا ہی الوند جادو کی
دختر بلند اختر آج بام پر جلوہ فرما ہوتی ہی سب اُسی کے جمال کے مشتاق جاتے ہین
اور یہ مشہور ہی کہ آج طلسم کشا بھی مجمع مین آئیگا بادشاہ نے ہاتھ اُس کا چھوڑ دیا اور
سب کے ہمراہ چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ گھنٹ اور ناقوس کی صدا کان
مین آئی دیکھا ایک دیر کلان ہی کہ اُسمین ہزارہا تصویرین پتھر کی رکھی ہین اور برہمن
پوتھیان پڑھ رہے ہین گھنٹ اور ناقوس بجاتے ہین بادشاہ اُس دیر کو دیکھکر فوراً
ٹھہر گئے کہ ایک طرف سے نقارے پر چوب پڑی آمد خروج ظاہر ہوئی نشان ہوا
مین اُڑتے ہوے ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر وزرا امرا
دست بستہ ہمراہ تاجدار وہ بادشاہ بھی آکر ٹھہرا طرف دیر کے دیکھ رہا ہی کل اہالی
شہر طرف اُسی دیر کے دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ آج تو بڑی دیر ہوئی
کہ ایک طرف سے ہٹو بچو کی آواز آئی چند چوبدار آوازین لگاتے ہوے ایک
مرکب باد رفتار پر ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آیا دیر پر کرسی
بچھی تھی اُسی پر آکے بیٹھ گیا تمام شہر والے دیکھ رہے ہین کہ اُس نقابدار نے
نقاب چہرے سے اُٹھائی یہ ثابت ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا ماہ تابان یا مہر درخشان نکل آیا
اور سب تو ہائے واے کرنے لگے مگر بادشاہ اوج کو جھکاتے ہوے سامنے اُس
نازنین کے آئے اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہو گئی پکار کر آواز دی
اے شہریار آئیے مین تو آپ کی مشتاق تھی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ خانۂ چشم مین تمھاری جگہ ہی بادشاہ نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا تھا پکار کر آواز دی کہ
صاحب مین خود تمھارا مشتاق ہون چند برہمنون نے بڑھکر منع کیا کہ اے نوجوان

یہاں نہ آئے مگر اُس نازنین نے منع کیا کہ کیوں روکتے ہو آنے دو دوسری کرسی منگوا کر
بچھوا دی بادشاہ اُس کرسی پر بیٹھے اُس حسین سے باتیں کر رہے ہیں مگر وہ نازنین
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کہتی ہے ہم چند ساعت کے مہمان ہیں کیونکہ نقابدار
نیلی پوش آتا ہوگا وہ آپ کو نہ بیٹھنے دیگا بادشاہ نے فرمایا کیا مجال یہ ذکر تھا کہ گرانے
کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش گینڈے پر سوار للکارتا ہوا
آتا ہے کہ او جوان اجل گرفتہ تو نے بڑا غضب کیا کہ اس مقام تک آیا اب بھی اگر اپنی
جان بچایا چاہتا ہے تو نکل جا [illegible] کا کھلا تو سعد نے جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ
بکتا ہے ہم نہ اٹھیں گے اُس نازنین نے بھی اشارہ کیا کہ آپ نہ اُٹھیئے گا یقین ہے کچھ
بہتری ہو نقابدار نیلی پوش نے کہا اے او جوان اگر نہیں اُٹھتا تو تجھے [illegible] بلکہ اس کا
جواب دونگا اور ابھی تجھکو قتل کرتا ہوں یہ مجال نہیں کہ تو میری معشوقہ کے پاس
بیٹھ سکے بادشاہ اُٹھے نیلی پوش نے بڑھ کر تیغ مارا سعد نے وار اُسکا رد کر کے تیغ دو
اُسکا توڑ ڈالا نقابدار نے تلوار کھینچی خنجر دار خنجر وار کے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد
بن قباد نے لوح محفوظ کو چمکایا بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا نقابدار نیلی پوش
گینڈے سے اُتر آ آپس میں کشتی ہونے لگی لیکن الوند تاجدار تخت سے یہ معرکہ
دیکھ رہا ہے کہتا ہے نیا معاملہ ہوا کہ نقابدار نیلی پوش سے اسطرح جنگ ہو رہی ہے
میں یہ نہیں چاہتا کہ مسافر گرفتار مصیبت ہو مگر وہ بھی بڑا جو مجھسے ہو سکے گا کیا
قصور کرونگا مگر نیلی پوش ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ سعد کو پکڑ لاؤں مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی
جرأت میں لاثانی بچ رہے ہیں تمام اہل شہر کہتے ہیں آج میاں نیلی پوش کو معلوم
ہوگا یہ جوان کیا بہادر ہے کس لطف سے جنگ کر رہا ہے سامری و جمشید اسکو غالب
کریں پھر بچہ کامل نقابدار نیلی پوش بادشاہ سے لڑا جب بادشاہ کے ہاتھ پانوں
میں رعشہ آتا ہے لوح محفوظ پہ ہاتھ پھیر دیتے ہیں پھر قوت آ جاتی ہے ایک مقام پر
نیلی پوش بادشاہ کو لے دوڑا سات قدم ریلکر لایا وہاں لا کر بکہا اسعد کا
جسم ذرا بھی نہ ہوا میں سے [illegible] نیلی پوش کو ریلکر لے دوڑے ستر قدم ریلکر لائے

وہان پہ آکر یکبار اکہ دونون گھٹنے نقابدار کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا تڑپ کے
لنگر قایم کرون مگر سعد شہ پا ۔ نے دونون ہاتھون سے ہدیکا لنگر قایم نہ ہونے دیا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا بقول شاعر نظم یکے نعرہ زد ہمچو منزل رسان
کہ سیمرغ از بیم در کوہ قاف ٭ بیکے نعرہ شد آن زحلقش بدر ٭ کہ آہن دلان را بدریدہ
جگر ٭ نیلی پوش کو اُٹھا لیا مگر جب کپڑا بند نقاب چہرے سے ٹوٹا بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام بڑے بڑے دانت دہن سے نکلے ہوے ہین
ہر چند اسم جو پڑھتا ہو مگر کچھ تاثیر نہین ہوتی بادشاہ نے اُٹھا کر نیلی پوش کو زمین پر مارا
نقابدار نے مونڈھے کی کھا کر چاہا سنبھلون بادشاہ نے ایک ٹھوکر مار دی کہ
نیلی پوش چت ہوا سینے پر سوار ہوے فرمایا اوبیحیا اب شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہو نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ نے سینے سے اُٹھکر ایک
پانون دونون پانون سے دبایا اور ایک کو تھام کر یکبار اچیر کر نیلی پوش کو
پھینک دیا نقابدار کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا صدا اٹھی مہیب آنے لگین بعد اسکے
آواز آئی کشتی مرا نام مین نقابدار نیلی پوش ہو ۔ بادشاہ نے لوح محفوظ کو چھپایا
اندھیرا ہر طرف ہوا اب دیکھا کہ وہ قلعہ نہین ہو نہ سامنے دیدہ و معشوقہ خوبرو
اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران ہو ان چہار جانب دیکھ رہے ہین لیکن وہ معشوقہ
کہ الوند کی دختر ہو کرسی سے اُٹھی مگر لڑکھڑاتی ہوئی سعد کی تصویر آنکھون کے نیچے
پھر رہی ہو جی مین کہتی ہو نہین معلوم کہان تشریف لے گئے اُس شہریار پر کیا گذری
کہ الوند کوہ پیکر تخت کو قریب لایا کہا آؤ بیٹیا سوار ہو ملکہ حمالہ گیسو کشا تخت پر
سوار ہوئی پوچھا اے والد نامدار آخر وہ جوان کہان گیا الوند نے کہا بیٹیا جو شہرہ
تھا کہ طلسم کشا آئیگا اسی جوان کو لوگ دکانبان طلسم طلسم کشا کہتے مین اسکی معشوقہ
یاسمن رنگین پوش بھی آکر قید ہوئی ہو حمالہ نے کہا اے والد نامدار لوح طلسمی تو
پاس لوحدار جادو کے ہو یہ لوح کیونکر پاوینگے کیونکر طلسم توڑینگے الوند نے کہا
خود لوحدار جادو انکے پاس جائیگی اور لوح دیدیگی حمالہ گیسو کشا نے کہا او بابا

اُسکو منع کر دیجیے کہ لوح لیکر نہ جائے الو نذر نے کہا قاعدہ تو یہی چاہتا ہو حمالہ نے کہا
مین جا کر منع کر آؤن مگر وہ جوان کہان پہونچا ہوگا الو ند نے کہا صحرا ے ویران مین
مارا مارا پھر رہا ہو مگر بیٹا جاؤ جا کر لوحدار کو منع کر و کہ لوح لیکر نہ جانے ورنہ باعث
خرابی ہو اہالی طلسم کے لیے حمالہ گیسو کشا پریشان ہو رہی ہو جی مین کہتی ہو دیکھیے کیا
آفت برپا ہو وہ جوان صحرا ے ویران مین کیسا گھبراتا ہوگا انتشار مین ہوگا کہ کہان
وہ آبادی اور کہان یہ ویرانہ نہ مقام قیام نہ ٹھہرنے کی جگہ مین جا کر آگاہ کرون کہ اس
صحرا سے نکل جایئے کسی مقام آباد مین پہونچیے گا یہ باتین باپ سے کرکے اُٹھی یاد
مین سعد کی حیران و پریشان ہو پر پیدا کرکے چلی یہان سعد شہریار اُس
صحرا ے ویران مین جسطرف جاتے ہین ویرانہ پاتے ہین جی مین کہتے ہین عجب
صحرا ے نامعقول ہو کہ جہان درخت کا نام نہین ایک طرف جو بڑھے دیکھا ایک
قصر عالی گوشے مین تعمیر ہو بادشاہ جھجکا وہ سامنے قصر کے آکر زیر نخل بیٹھ گئے مکان
مین دریچہ تھا وہ کھڑکی کھلی چند کنیزون نے آکر بادشاہ کو دیکھا لوحدار جادوگر
اپنے مقام پر بیٹھی تھی کنیزون نے آکر خبر دی کہ ایک جوان صف شکن تیغ زن نہایت
حسین و جمیل زیر درخت بیٹھا ہو مگر اس ویرانے سے بہت پریشان ہو رہا ہو کہ آپکے
قصر کو دیکھ رہا ہو لوحدار نے آکر جھانک کر دیکھا مگر جمال بے مثال بادشاہ دیکھکر
پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا صندوقچی لوح کی اُٹھا لی اور قصر سے نکلی
دور سے دیکھا کہ بادشاہ زیر نخل بیٹھے ہین اُسی طرف چلی صندوقچی کو بغل مین دبائے
ہوئے قریب آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا او شہریار قصر مین تشریف لے چلیے

کنیز کا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو اب تو جینا محال ہو **نظم**

ہجر مین میرے سیہ خانہ کی رکھو پروانہ شمع
دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئے
روسیاہی قسمت کی گلگیر مین لکھی گئی
زندگی تک آتش الفت کی تھین سب گریبان

ہاے دیکھون آج کی شب ایک جا پروانہ شمع
کرگئی پوشیدہ میرے حال کا افسانہ شمع
بیگناہی کے لیے بیجا ہوے پروانہ شمع
جان پروانے کی نکلی ہوگئی بیگانہ شمع

واے قسمت نخل گریہ یک بھی اُگتا نہین
دن کو پنہان رات کو فانوس کی زنجیر اٹھاے
دامن گریہ چھپا دیتا ہو عریانی کا عیب
کیا غضب ہو ہوے گل معشوق بلبل ننگے
صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے
قیدی زنجیر گریہ کیون ہو دیوانونکی شکل
بعد مردن عاشقونکے پاسبان معشوق ہین

بوتی ہو ناحق لگن مین، شک کا ہر دانہ شمع
کسقدر رکھتی ہو پاس غرقت پروانہ شمع
تن پہ رکھتی ہو ردا ے اشک بیتابانہ شمع
کچھ نہ آیا جھکو پاسِ الفتِ پروانہ شمع
حاجت مشاطہ رکھتی ہو نہ فکر شانہ شمع
مانگ لے پروانہ کرنے کو جو پروانہ شمع
رات بھر کرتی ہو حفظ لاشۂ پروانہ شمع

او شہریار آپ اِس مقام پر کیون بیٹھے ہین غریب خانہ مین تشریف لے چلیے مجھکو ہدایت تھی کہ طلسم کشا آوین تو انکو مکان مین لانا جو خاطر ہوسکے وہ کرنا امانت آپ کی میرے پاس ہو یہ کہکے صندوقچی لوح کی بغل سے نکالی اور رکھولکر سامنے رکھدی بادشاہ نے دیکھا لوح طلسم کو وہ مثل قمر چمک رہی ہو بادشاہ نے لوح کو اُٹھالیا اور ساتھ لوحدار کے چلے اُس قصر مین داخل ہوے مصاحبون نے لوحدار کے چہار طرف سے بادشاہ کو گھیر لیا لاکر مسند پر بٹھایا شراب و کباب پیش کیے بادشاہ نے اِنکار کیا اور فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کرو تو مجھکو یہ حلال ہو لوحدار نے کہا مین مدت سے مطیع اسلام ہون یہی آرزو رکھتی تھی کہ آپ تشریف لاوین تو لوح حاضر کرون ہر چند کہ کل اہالی طلسم میرے دشمن ہوجاوینگے مگر خداے نادیدہ آپ کو سلامت رکھے میرا کوئی کیا کرسکتا ہو یقین ہو میرے لوح لینے کی خبر پہونچے بادشاہ نے جام نوش فرمایا کہ آسمان پر برق چمکی لوحدار نے کہا لو اور غضب دیکھو دخترِ الوند آتی ہو یقین ہو فساد برپا کرے بادشاہ نے پوچھا اِس مہ جبین کا کیا نام ہو لوحدار نے کہا حمالہ گیسو کشا اسکا نام ہو خبر یہ آپ پہونچے ہونگے نقابدار نیلی پوش آپکے ہاتھ سے مارا گیا ہوگا یقین ہو کہ حمالہ [illegible] خوش ہوئی ہو بادشاہ نے فرمایا اِس سے خوف نہ کرو یہ ہماری مشتاق ہو اُسی نے کہکر نقابدار کو قتل کرایا کہ حمالہ آکر اُتری سعد کو مسند پہ دیکھا اور لوحدار جادو

حضرت خاطر داری ہو بہت ناگوار ہوا کہا اے لوحدار ہم تمکو حکم پہونچاتے ہیں کہ
لوح کی بہت حفاظت کرنا لوحدار نے کہا لوح میرے پاس کہاں ہوشربا نے گلے میں
پہنے بیٹھے ہیں تجھ سے ہو سکے تو اُنسے چھین لو جمال نے ہنسکر کہا میں اسی لیے آئی ہوں کہ
لوح دلواؤں سرکشوں کو قتل کراؤں باپ نے میرے وہ بدعت کی ہو کہ کل اہل شہر
بیزار ہو رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اس بادشاہ کی بدعت سے بچیں اگر سے
والا جگہ بچا سے میں جا کر شاہ سے اطلاع کرتی ہوں کہ مکان پر لوحدار کے طلسم کشا
پہونچ گئے لوحدار نے اوت دید مگر ہوشربا ایک خیال رہے کہ جو معرکہ درپیش
ہو لوح کو فورًا ملاحظہ فرمایئے گا بدون حکم لوح قدم نہ اٹھایئے گا ان طلسم بڑے
بڑے مکر کرینگے اب جا کر باغ وافر پیر سے قیدیوں کو رہا کیجیے باقی دو دن سے
تماشے دیکھیے گا آپ صاحب اقبال ہیں خدا سے نا امید ہو آپ کی مدد کریگا انشاءاللہ
طلسم فتح ہو جائیگا سب قائم مارے جاوینگے آپ کے ہاتھ سے ہاں نہ پایں گے
یہ کہکر جمال اکیسوا کیتا اسکی بعد جانے جمال کے بادشاہ قصر سے نکلے دیکھا سامنے ایک
باغ ہو کہ ملکہ یاسمن رنگین پوش وغیرہ وزرہ بن عمرو سنبل مطوق دروازے پر
کھڑے ہیں بادشاہ کو جو آتے دیکھا شادمان ہوگئے یاسمن نے کہا او متولا الا اگر یہ
بادشاہ جادو آتے ہیں خدا انکو مظفر و منصور کرے بادشاہ در باغ کے قریب آئے
ہزارہا طائر درختوں سے اترے ملکیں بازکر بشکل ساحر بنے بادشاہ اک طلسم کشا
کو مار او کئی ہزار ساحر سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح طلسی کو چمکایا جسپر عکس پڑا وہ
نابینا ہوگیا بعض جل گئے آخر ساحر سامنے سے ہٹے بادشاہ داخل باغ ہوے یاسمن
سے پوچھا اور کوئی قیدی بھی یہاں ہو فیروز زرہ نے عرض کی ایک تاجدار نحیف و
ضعیف باغ اندام تاج ٹوٹا ہوا سر پر ایک نخل کے نیچے بیٹھا زار و زار کرتا ہو بیڑیان
بلا رہا ہو بادشاہ نے فرمایا کیا عجب ہو کہ یہیں تاجدار کا باپ ہو یہ فرما کر اندر آئے
اول زبان سے یاسمن کی سوزن لی فیروز زرہ کی بیڑیان کاٹیں ان دونوں کو ساتھ
لیکر اس مقام پر آئے جہاں وہ تاجدار ضعیف بیٹھا تھا لوح کو بادشاہ نے ملاحظہ

فرمایا نوشتہ پایا کہ یہی تاجدار ہے پس تاجدار ہو بادشاہ سے قریب آکر سلام کیا وہ
تاجدار دعائین دینے لگا کہا زہے نصیب کہ آپ کی زیارت ممکن ہوئی بادشاہ نے
فرمایا تمکو ہمارا حال کیونکر معلوم ہوا سکندرزن تاجدار نے کہا شب کو مین نے دیکھا
خواب مین کہ ایک بزرگ فرمارہے ہین کہ او سکندرزن وقت رہائی تمھارا قریب
آیا کل طلسم کشا سے ملاقات ہوگی مین انتظار مین تھا اسوجہ سے پہچانا قید سے رہا
کرکے سکندرزن تاجدار کو بھی ہمراہ لیا جیسے ہی باغ سے نکلے صحرا سے گرد اُڑی باعث
یہ ہوا کہ حمالہ گیسوکشا جو گئی تو باپ نے پوچھا کہ بیٹا کیا انتظام کرآئین کہا او والد
مین اسوقت پہونچی کہ طلسم کشا مکان مین لوحدار کے بیٹھے تھے اور لوحدار خاطر
مین مصروف تھی مین نے ہرچند منع کیا مگر اُسنے جواب دیا کہ اب تو مین لوح دے چکی
میرے قبضے مین نہین اگر تمکو کچھ دعوی جراَت ہی تو طلسم کشا سے لے لو اور جو تمسے
ہوسکے قصور نہ کرو یہ سُنکر باپ اِسکا سوار ہوا حمالہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی
بلا حکم دو تو آگے بڑھکر دیکھون باپ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ دیکھنا کیا کررہے ہین
حمالہ اُڑتی ہوئی مقام پر لوحدار کے پہونچی دیکھا کہ لوحدار نے تمام مکان مین
آگ لگادی اشیاے ضروری ایک تخت پر رکھکر کنیزون کو ساتھ لیکے باہر نکلی کہ حمالہ
آکر پہونچی حمالہ نے پوچھا طلسم کشا کہان گئے لوحدار نے کہا قید خانے کے باغ
مین گئے ہین یقین ہی کہ قیدیون کو رہا کرلیا ہو حمالہ نے کہا اَی لوحدار تمنے بڑی
ہوشیاری کی کہ مکان مین آگ لگادی ورنہ بہی آفتین پہنچتین پھر حمالہ نے کہا اب
بڑا سے مدد چاؤ والد پہونچ گئے ہونگے مین نے اِسی لیے جاکر آنسے اطلاع کردی
کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرین جو ہونا ہو وہ ہوجاے جیسے صبر نہ ہوسکیگا جسوقت
طلسم کشا پر دھاوا ڈالینگے ایک طرف سے مین سحر کرون اور دوسری طرف سے
تم سحر کرنا یون طلسم کشا کو بچانا لوحدار نے حمالہ کی بلائین لین کہا بی بی سبحان اللہ
خوب تدبیر کی مجھکو اطلاع کرچلین دہ ... ذمین دیر مین آتی حمالہ تو ... کہکر چلی یہان
...عد نے ... تدفوج دیکھی فیروزہ سے فرمایا لو بادشاہ طلسم آپہنچا لوح کو ملاحظہ کیا :

نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا خوف نہ کرنا تیرے مددگار بھی آتے ہین جو ہوسکے مصروف شمشیر زنی ہو مگر سنگ زن تاجدار گھبرایا بادشاہ نے فرمایا تم اپنے کو کسی غار مین مخفی کرو یاسمن لنگوٹی باندھا تیار رہو یہ کہا ای شہریار رو و سحر کرون کہ لشکر کا پاؤن نہ جم سکے الوند نے جو دور سے دیکھا کہ باغ مین سے بادشاہ آتے ہین الوند نے فوج کو اشارہ کیا کچھ طائر صحرا کے درختون کے اوپر سے لوٹ کر بشکل انسان بنے لاکھ سوا لاکھ ساحر نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے لوح کو ہاتھ مین لیا اور نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر دل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

ایک طرف سے ملکہ یاسمن نے آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر الوند نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ سحر نہ کرو حملہ کر کے بادشاہ کو گرفتار کر لو ساحر تلوار سے لڑنے لگے ادھر فیروزہ بن عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ہزارون کو جلا دیا بادشاہ نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جلگیا بعض نابینا ہوکر گرے مگر یہی چاہتے ہین کہ جسطرح ہوسکے بادشاہ کو گرفتار کرلین نرغہ کیا مجال ہو کہ کوئی قریب آسکے جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا یاسمن نے مشت بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکے جتنے دانے پھینکے آسمان سے ہی شعلے گرے الوند حیران ہو کہ کیا کرون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حمال آتی ہو آتے ہی حمال نے زلفون کو گردش دی ایک آندھی سیاہ چلی ساحر ٹکرانے لگے مثل پر کاہ اُڑ رہے ہین کہ دوسری طرف سے لوحدار کا نعرہ ہوا الوند جانتا ہو کہ بیٹی میری طلسم کشا پر سحر کر رہی ہو جب لوحدار آکر پہونچی اُسنے بھی فوج ساحران پر حملہ کیا سحر کر کے دشنک دی صحرا سے صدہا شیر پیدا ہوے اور ساحرون کو چیر پھاڑ کر کھانے لگے تین جادوگرنیان سحر کر رہی ہین ایک طرف وہ تماشا حقہ ہاے آتشبازی کا ہو جب فیروزہ حقے مارتا ہو سو دو سو ساحر جل جاتے ہین آخر ساحر عاجز ہوکر سحر کرتے ہین اور کہتے ہین ای بادشاہ ہم شمشیر زنی نہین جانتے ہم سحر سے لڑینگے الوند کہتا ہو کہ طلسم کشا لوح کو گردش دے رہا ہی

تین جادوگرنیاں برابر کی سحر کر رہی ہیں حمالہ نے تو آفت برپا کر دی کس زور سے
آندھی چل رہی ہے کہ قدم نہیں جمتا میہ انوار اور یہ ہو کہ بھاگ کر نکل جاؤں تو بسہولت اپنی
اپنی جان بچاؤں ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے تم لوگ ان سے بہتر نہیں
ہو کہ اس جنگ کو سر کرو سب نے کہا جا بیٹھ ہم بھی چلے آتے ہیں سنے گی تین جادوگرنیاں
کس زور و شور سے سحر کر رہی ہیں کہ اثر غالب ہونا دشوار ہے یہ کہکے الوند تخت سے
اترا زمین میں غلطاں ماری طرف آسمان کے جا حمالہ نے پکارا کہ ای شہریار یہ
جاتا ہے بادشاہ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ حقیقت میں الوند جاتا ہے حمالہ نے کہا کہ اگر
یہ نکل جائیگا تو سبز بخت جادو کو لائیگا کہ جو کوہ میں بیٹھا رہتا ہے اسکو اپنے سحر کا بڑا
دعویٰ ہے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری اسم حاشیہ اوج پڑھکے تیر
پر دم کیا تیر بیجکر کمان میں جوڑ اتنا کر مارا آکر الوند کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا لاشہ اسکا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا بعد عرصے کے آواز آئی ہے سنی مرا نام
میں الوند جادو ہوں یہ لاشہ اٹھا کر لے چلے سبز بخت جادو در کوہ میں بیٹھا
تھا مصروف عیش و نشاط تھا کہ ہیروان نے لاکر لاشہ الوند کا پہونچایا اور پکار کر
کہا کہ پیرومرشد طلسم کشا نے قید خانہ فتح کر لیا لوحدار نے لوح دیدی حمالہ نے یہ
الوند مارا گیا اب طلسم کشا آتا ہے جو تدبیر کرنا ہو وہ کیجئے سبز بخت نے کہا تمام تین
کو تو سے بھر دونگا کیا مجھکو بھی الوند جادو جانتا ہے بی حمالہ اور لوحدار کو جاتے ہی
خاموش کر دونگا کیا تعجب ہے کہ دونوں جادوگرنیاں بہت تدبیر گر ہیں یہ کہکے اٹھا اور در
کوہ سے باہر نکلا ایک دستک دی ہزار ہا ساحران صحرا آکر پہونچے کہا صاحبو تمنے
سنا اب وہ وقت ہے کہ کوئی معین و مددگار نہیں طلسم کشا آتا ہے جو تمسے بن پڑے
وہ سحر کرنا کئی لاکھ جادوگر آمادہ ہوئے یہاں بعد تاریکی جب روشنی ہوئی بادشاہ
نے اپنے کو قریب در کوہ پایا اور دیکھا کہ فوج ساحران صف بستہ ہوئی ہوا اور
سبز بخت آگے صف کے کھڑا ہے جیسے ہی بادشاہ کو دیکھا کلوا بھیرون نار سنگھ کو
پکارنے لگا ایک دو ستھر زمین پر مارا کہ زمین کانپی غبار اڑا بادشاہ ہر چند لوح کو

جھپاتے ہین مگر تاریکی دفع نہین ہوتی کہ حمالہ آکر آسمان سے چمکی زلفون کو ہلایا بعد
اسکے لوحدار نے بھی آگ پھر کیا کہ سب تاریکی برطرف ہوئی اب تو بادشاہ سبز بخت
کی جانب چلے سبز بخت جادو دو سحر کر رہا ہے کہ زمین پھٹ رہی ہے زمین سے دھوان
نکل رہا ہے ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہے سبز بخت تڑپ رہا ہے ہالی فوج کو قتل
کرتا ہے جہان شاہ پہونچے جادوگرون کو اشارہ کرتا ہے کہ کمندین مار کر گرفتار کر لو
جب وہ کمندین لیکر چلتے ہین بادشاہ اندر جا پڑتے ہین حمالہ گیسو کشا زلفین ہلا
ہلا دیتی ہے کمندین ہاتھو سے ساحرون کے چھوٹ جاتی ہین پھر سب ملکر سحر کرتے ہین
یاسمن اور لوحدار سحر دفع کر دیتی ہین سبز بخت نے حمالہ کو للکارا کہ او گیسو پیچ
پھکو نفترہ دیکر گئی وہان جا کے بادشاہ سے نہین ہٹا کیا اب کہان جائیگی حمالہ نے
پھر زلفون کو جنبش دی سبز بخت پر شعلہ ہاے آتش گرنے لگے سبز بخت جادو نے
سپرین لوہے کی بنا کر اپنے گرد کر لین جو شعلہ آسمان سے گرتا ہے سپرین سینہ سپر کرتی
ہین اپنے ہی اوپر روک لیتی ہین یہان سعد بن قباد رستمانہ لڑ رہے ہین کہ
حمالہ نے آواز دی اے شہریار سر دیکھیے بادشاہ نے دیکھا دونون آپس مین سحر
کر رہے ہین اسوجہ سے سنگ باری ہو رہی ہے سحر سے حمالہ کے آگ گر رہی ہے
ہنگامۂ سحر گرم ہے بادشاہ لڑتے ہوے اُسی طرف چلے سبز بخت نے جو بادشاہ کو
آتے ہوے دیکھا سحر سے روکنے لگا مگر یہ لوح چمکاتے ہوے آتے ہین انپر
سحر تاثیر نہین کرتا بہت سے جادوگرون کو مار کر جب قریب سبز بخت پہونچے
تو حمالہ الگ ہو گئی فوج پر سحر کرنے لگی مگر سبز بخت نے ایک دو تھپٹر زمین پر مارا
کہ بادشاہ پر تلوارین برسنے لگین لوحدار نے آکر سینہ سپر کر دیا بادشاہ مقابلۂ
سبز بخت مین پہونچے سبز بخت نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بجاے سپر کے
لوح کو اُٹھا دیا جیسے ہی سبز بخت نے ہاتھ مارا عکس جو لوح کا پڑ گیا جھولی
شانے سے گر پڑی سبز بخت جھکا کہ جھولی اپنی اُٹھا لون سعد نے اوپر سے ہاتھ
مارا سبز بخت نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ تمام دست زبردست بادشاہ

اسلام برق جہند وجگر بن سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر سبز بخت جادو کے
دو ٹکڑے کیے مرنا سبز بخت کا آندھیاں سیاہ چلیں سنگ باری برف باری ہوئی
بعد اس آفت کے آواز آئی کشتی مرا نام من سبز بخت جادو بود بادشاہ نے سجدہ
شکریہ پروردگار کیا سب ساحر مطیع اسلام ہوئے سنگ زن تاجدار کو چین تاجدار
سے ملایا اس اہتمام میں تھے کہ ایک مرد پیر نے کنجیاں لا کر بادشاہ کو بطور نذر
کے پیش کیں بادشاہ نے پوچھا یہ کیسی کنجیاں ہیں حال گیسو کشا نے عرض کی کہ یہ
کنجیاں خزانہ طلسم کی ہیں اسکو لیجیے اور خزانہ نکلوا لیجے بادشاہ نے کنجیاں لیں اور
درہ کوہ میں آئے اب جو کوٹھے کھولے مال بے حساب نکلا کئی ہزار سلاح
اور لباس براے حیوانات شیر دل وساز و یراق مرکبان یہ سب سامان نکلا صندوقچے
جواہرات کے توڑے اشرفیون کے سب مال نکلوا کر باہر لائے اور اونٹوں پر لدوایا
جب بادشاہ نے مال طلسمی لیکر قصد کیا کہ طرف اپنے لشکر کے جاؤں کوہان فیلزور
کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا نے طلسم کوہ کو فتح کیا مال طلسمی نکلوا لیا اب
کوچ کر کے جاتے ہیں اسنے جھلا کر کہا یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری عملداری میں
طلسم تھا اور مال غیر شخص لیجائے یہ کہکے اسی وقت سوار ہو ادھر کا ارادہ کیا مال لیلوں
کر چین تاجدار نے تلوار کھینچی اور کہا اے کوہان یہ مال بادشاہ اسلام کا ہے ہم اسکے
دینے والے کون تم ٹھہرو ہم شاہ کو اطلاع کرتے ہیں جیسا حکم ہوگا ویسا بجا لاوینگے
تب کوہان رکا چین تاجدار نے آکر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور کوہان فیلزور آکے
سدراہ ہوا ہے مال طلسمی نہیں دینے دیتا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر اسوقت آئے
تو دیکھا کوہان فیلزور تلوار کھینچے کھڑا ہے اور نگہبانوں سے کہ رہا ہے کہ مال اتار دو
کیوں صاحبو انصاف تو کرو کہ میری عملداری کا خزانہ غیر لیجاوے کہ سعد نے
نعرہ کیا کہ او کوہان ادھر متوجہ ہو وہ مال دینے کے مجاز نہیں ہیں کوہان نے
جو سعد کو دیکھا گینڈا ایسا اور سمجھا کہ انکو مروڑ کر مار ڈالونگا مجھے کیا لڑسکینگے
طلسم کا فتح ہونا تو برکت لوح پر موقوف تھا بے زور کے مقابلہ نہ ہو سکیگا یہ سوچکر

سامنے سعد کے آیا نعرہ کیا کہ منم کوہان فیلزور اے سعد بن قباد شکست طلسم پر
نازاں نہ کرنا میرے مقابلے مین جانبازی ہو سیکڑون پہلوان مین نے مارے ہین
مال کے واسطے کیون جان دیتے ہو تمنے مشقت کر کے طلسم توڑا نصف مال لیلو
بادشاہ نے فرمایا ایک خرمہرہ اس مین سے نہ دونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدا
بزرگ است یہ سنکر کوہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا کوہان نے
تیغے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے تیغہ لنگر دار جو سپر دار لگایا سعد نے سپر کو
سپرے کی پناہ کر کے گردش دی اور بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر
تلوار چھین لون کوہان نے کہا جب انگلیان کٹ جاوینگی تب تلوار قبضے سے
نکلے گی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون مین کشتی ہونے لگی کوہان کو اپنے زور
پر بڑا ناز ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے سعد کو ریلکر لے دوڑون مگر سعد نے جس مقام پر
قدم گاڑ دیے کیا مجال کہ وہان سے ہٹا سکے سعد ہر مرتبہ ریلکر لے جاتے ہین
اور فرماتے ہین کہ اے کوہان جس پیچ پر ناز ہو اُسے کر لو کہ دل مین حوصلہ نہ رہے
کوہان کیسے کیسے پیچ باندھ رہا ہے مگر جہان کوہان نے ہاتھ بڑھایا کہ مین فلان
پیچ باندھون سعد نے توڑ کو ہاتھ بڑھا دیا دونون جوان یون لڑ رہے ہین
گویا بلبلین گتھی ہوئی ہین ہر مرتبہ ٹکرین چلتی ہین ریل پیل کے زور ہو رہے
ہین ایک مقام پر کوہان الجھا الجھتے ہی کوہان کے سعد کوہان کو لے دوڑے
اٹھارہ قدم تک لائے وہان پر اسکے ٹکر مارا دونون گھٹنے کوہان کے آشنا
بر زمین ہوئے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور جو کیا اٹھا لیا پہلے زور مین تا بہ زانو
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا کہ آگھیر کر زمین پر
ماردون کوہان نے کہا الامان سعد نے فرمایا امان بشرط قبول ایمان کوہان کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا اے شہریار امیدوار ہون کہ میری دعوت
قبول کیجیے بالاے قلعہ تشریف لے چلیے سعد نے قبول کیا سرداران سعد
آکر شریک ہوئے بالاے کوہ تشریف لائے اہل قلعہ کو مسلمان کیا قلعہ تمام

اسلام آباد ہوا کوہان نے دھوم سے دعوت کی سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جام ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی پریزادان درد در گوش و نازنینان مرصع پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں

نظم

وصل کی رات ہے آخر کبھی عریان ہونگے — میں پشیمان ہوں تو کیا وہ پشیمان ہونگے
آپ مرجاؤنگا تو آکے نہ آ او ظالم — آج وہ دن ہے کہ مجھ سے مرے احسان ہونگے
غیر کی شکل بنیں گے کبھی خود آنکے شوق — ہم بھی دیکھیں تو کہاں تک نہ وہ پرسان ہونگے
دل جو روٹھا تو منانے سے کہیں منتا ہے — یہ ستم باعث حسرت تجھے ایجان ہونگے
آج پھر روپ عدو کا ہے بنایا میں نے — اتنے تو وہ بھی مرے انداز پہ قربان ہونگے
انکو پہنیں گے مرے دشت جنوں کے کانٹے — یہ وہ دامن ہے کہ آخر کو گریبان ہونگے
بر کے وہ رہی جانان میں اٹھیں ہوگی نسیم — پھر سے تلنے اثر فکر غزلخوان ہونگے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو بادشاہ نے حکم کوچ دیا کوہان نے کہا میں ساتھ رہونگا بادشاہ ناچار ہوئے کوہان کو ساتھ لیا بارہ ہزار فوج اسکی بھی ساتھ ہوئی ارادہ کیا کہ طرف قلعہ سیمین نگار کے جاویں کہ ہوا سے گرد اٹھی ایک پہلوان دیو خصال و عفریت مثال گینڈے پر سوار ساتھ دستہ ہزار فوج پشت پہ آکے آتے راستہ روکا حمال نے عرض کی اگر حکم ہو تو اس لشکر کو بھگا دوں شہنشاہ دوران سعد نے فرمایا او حمال خبردار کبھی غیر ساحر پر تو وار کرنا ورنہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوگا تمر تو نے کہا بھیجا کہ بہتر یہی ہے کہ مال طلسمی بھیجدیجیئے ورنہ البکر تحیا نے دونگا مال میرے حوالی کا ہے بادشاہ نے فرمایا ایک حبہ نہ دونگا میں نے جانفشانی کرکے طلسم کو فتح کیا ہے تجھے ہوسکے تو سر کر دو تمر تو نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے سنکر نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں مگر کوہان بہت گھبرایا رستم سے عرض کرتا ہے او شہریار یہ پہلوان بڑا زبردست ہے میں ایک مرتبہ اسکے ہاتھ زخمی ہو چکا ہوں ایک کاروان تمن سے لوٹتا تھا تاجروں نے اس سے فریاد کی تو اسنے

کہلا بھیجا کہ مال ان تاجرون کا دیدو یہ ہمارے رفیق ہین مین نے قطعاً انکار کیا اُسنے
آکر ہمین جنگی بجوادیا مین لڑا تو اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا آخر نصف مال پھیر دیا لہذا اگر مال پہ
نبھاہ ہو جاے تو جنگ نہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای کوہان ہم اپنے پروردگار پہ تکیہ
کیئے ہین اگر پروردگار چاہیگا تو زیر کرلین گے اور اگر قضا ہماری اسکے ہاتھ سے ہے
تو ناچاری ہو شب بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے تمرد میدان مین
نکل پکارا کر آمادہ ہو بادشاہ اسلام میدان مین آکر مقابلہ کرین بادشاہ نے مرکب بڑھایا
کوہان قدمون سے لپٹ گیا کہ مین شہریار کو نہ جانے دونگا بادشاہ نے فرمایا میرا
نام لیکر پکارتا ہو مجھے جانا ضرور ہے یہ فرما کر میدان مین آگئے گھوڑا اطرار سے بھرتا ہوا
دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے تمرد کے پہونچا تمرد نے جو شوکت و شان دیکھی گھبرا گیا
عرض کی مین آپ کو معاف کرتا ہون کہ مال لیجائیے مین آپ سے مقابلہ نہ کرونگا سعد
نے فرمایا اب تو میدان مین آچکے جو کچھ کرنا ہے وار کرو تب تمرد نے نیزہ مارا بادشاہ
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایک مقام پہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
تمرد کے نکلگیا تمرد نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار
کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا آئینہ تمقام جو تڑپ کر گرا سر تمرد کا زخمی ہوا سمجھا کہ
اب دوسرا ہاتھ مارینگے سر اُڑ جائیگا گھوڑا پیچھے ہٹایا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا ای
تمرد پلٹ جاؤ جب صحت پانا تب ہمارے مقابلے مین آنا ہمارا دستور نہین کہ زخمی
پہ ہاتھ ڈالین صحت پاکر آنا جسطرح چاہنا مقابلہ کرنا تمرد نہال ہوگیا وجد کرتا ہو اور
کہتا ہو کہ حقیقت مین جرائت ان لوگون پہ ختم ہو کہا ای شہریار مجھکو حکم ہو کہ ہمراہ رکاب
رہون بادشاہ نے فرمایا تمھارا گھر ہی میری آنکھون پر رہو ایسا نہ ہوگا کہ کبھی تمکو
تکلیف پہونچے انشاء اللہ تمکو باعزاز رکھین گے تمرد قدمون سے لپٹ گیا کہا ای
شہریار مین نے بدل اطاعت کی اب امیدوار ہون کہ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیے کہ
مین بصدق دل مسلمان ہون بادشاہ نے کلمہ پڑھایا کلمہ بصدق دل پڑھکر تمرد
مسلمان ہوا ساتھ ہزار فوج اسکی بھی ساتھ ولی اب بشوکت تمام طرف قلعہ مین نگار

سے روانہ ہوئے ایک مقام پر دور راہ سے ملا سامنے ایک قلعہ تھا برج بارہ سے آراستہ
کئی سو توپ قلعے پر چڑھی ہوئی بر تنند: زرہ گرد انداز قلعے پر بیٹھے رہے ہین تمرود نے جو قلعہ
دیکھا بے اختیار رونے لگا ہرکارے نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے قریب آکے
پوچھا اے تمرود باعث گریہ کیا ہے تمرود نے عرض کی حضور یہ قلعہ میرے قبضے مین تھا مگر ایک
پہلوان ہے کہ گیہان گرگدن سوار اسکا لقب ہے اُس سے مقابلہ پڑا قلعہ مجھسے چھوٹ گیا
امیدوار ہون کہ یہ قلعہ مجھے دلوا دیجیے اِسوقت اِس قلعے کو دیکھکر دل بھر آیا جبتک
میرے قبضے مین رہا مین نے کبھی توپین نہین چڑھائین ہمیشہ دروازہ کھلا رہتا تھا
اِسیوجہ سے قلعہ ہاتھ سے گیا بادشاہ نے فرمایا بارگاہ لے چلو سامنے اِستادہ کرو
کوہان نے بڑھکر عرض کی حضور کیون کانٹون مین اُلجھتے ہین فرمایا اے برادر تمرود ہمارا
سردار ہے جسنے اُسکو ستایا اُسنے گویا ہمکو تکلیف دی اگرچہ لشکر ہمارے ساتھ کم ہے
مگر وہ قادر توانا جو ہمارا سرپرست ہے سب سے زیادہ زبردست ہے اگر اُسکو منظور
ہے ایک مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمائے انشاءاللہ ایسا مقابلہ پڑیگا کہ تمکو
زندہ دیگا کوہان نے کہا پہلے تمرود کو لڑوا دیجیے گا بادشاہ نے فرمایا مین کسی کو حکم نہین
دیتا جو جسکو پکارے وہ مقابلے مین نکلے بروقت دیکھا جائیگا الغرض گیہان کو خبر پہنچی
کہ تمرود بن تیار ساتھ ہے بادشاہ لشکر اسلام بھی اسکے مقابلے آئے ہین یہ سنکر گیہان نے
حکم دیا بائیس ہزار کو فوج آراستہ کرکے قلعے سے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہے موت
انکو کھینچ لائی ہے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا دونون لشکر میدان مین آکر ٹھہرے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر چکے تھے کہ گیہان میدان
مین آیا [illegible] جسیم ہے گینڈے کی کمر لچکتی ہے زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے
میدان مین آیا پکارا کہ آؤ [illegible] میدان تمرود مقابلے مین آ یہ سن تمرود کانپنے لگا بادشاہ
نے فرمایا پہلوان گھبراتے ہو مین مقابلے مین جاتا ہون یہ فرما کر مرکب پیمبر تاج کو
تیز کرکے ہوئے سامنے گیہان کے آئے گیہان نے کہا اے سعد شہریار زیر کرنے
پر تمرود کے [illegible] مگر سبب یہ ہے کہ میری اطاعت کرو [illegible] کرونگا کہ عالم

عالم رشک کرے تمکو بادشاہ لشکر کرون اور مین تمھارا سپاہ سالار بنون تمام اکناف
کے قطعے تسخیر کرون بادشاہ نے فرمایا اب زیادہ غرور نہ کرو زبان تیغ وسنان سے
سوال وجواب ہو گیہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے پہ روکا دو گھڑی کامل آپس
مین نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پہ گانٹھکر تھپیڑ امارا کہ نیزہ ہاتھ سے
گیہان کے نکل گیا زمین پہ جاکر گرا بادشاہ نے اپنا نیزہ گاڑ دیا قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہ
گیہان نے تلوار کا وار کیا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کو گردش دیکر
کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ تو رکھا مگر رنگ رو متغیر ہونٹ خشک
کہا او شہریار اب آپ سے کل مقابلہ کشتی کا کرونگا بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا گیہان
پلٹا بادشاہ پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے نگ گیہان جو اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا کوئی
میرے پاس نہ آئے تنہا بیٹھا رو رہا ہو کہ او گیہان یہ جوان ایسا صاحب طاقت ہو
اگر اس سے کشتی لڑونگا زیر ہو جاؤنگا عیار اسکا سلیم عیار وجہ ٹہلتا ہوا آیا دیکھا
کہ مصاحبان گیہان در بارگاہ پہ ٹہل رہے ہین اسنے پوچھا کہ کیون یارو تم اندر
کیون نہین گئے سب نے کہا ہمارے پہلوان نے منع کیا ہو کہ کوئی اندر نہ آئے
اکیلا بیٹھے کچھ سوچ رہے ہین سلیم سمجھ گیا کہ آج میدان سے مکدر پلٹے تھے اسی کی
فکر مین ہونگے یہ بلا تکلف بارگاہ کے دروازے پہ آیا خدمتگار سے کہا عرض کرو
کہ سلیم حاضر ہو کچھ عرض کرنا چاہتا ہو گیہان تو حیران بیٹھا تھا عیار کو بلوالیا سلیم جو
سامنے آیا دیکھا کہ گیہان کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین سرنگون بیٹھا ہو سلیم نے
پوچھا کیون شہریار خیر تو ہو گیہان نے کہا او سلیم بڑے سخت حریف سے مقابلہ ہو
اگر کل مقابلے مین جاؤنگا تو زیر ہو جاؤنگا اب حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون اور
وہ بہادر ایسا باانصاف ہو کہ مین عاجز ہو ہوا تو ہاتھ روک لیا مہلت مانگی مہلت
دی اب کیا تدبیر کرون سلیم نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین گرفتار کیے لاتا ہون تمرد
اور کوہان پر تو آپ غالب ہین سعد شہریار کو مین چرا کے لاتا ہون اور رون سے
آپ سمجھ لیجیے گا گیہان خوش ہو گیا کہا او سلیم اگر تو گرفتار کر لایا تو اپنی بیٹی کی تیرے

ساتھ شادی کرونگا گلفام زلف آرا کہ نہایت حسین و جمیل ہو شاہان اطراف جسکے
خواستگار ہین ابھی تک مین نے قبول نہین کیا سلیم نہال ہو گیا باسامان عیاری
سے آراستہ ہو کر نکلا بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا کوہان برسر طلایہ ہوا اسنے جو
دور سے دیکھا کہ ایک شخص ضعیف ہانپتا ہوا آتا ہی گھوڑا بڑھا کر قریب آیا اور کہا اے
شخص تو کون ہی کہ رات کو ہمارے لشکر مین آتا ہی ہم تجانے دینگے پلٹ جاؤ سلیم نے
کہا گھوڑے سے اتر بیے مین کچھ عرض کرونگا کوہان اتر پڑا سلیم کو کوہان باتین کرتے
کرتے ایک گوشے مین لایا حباب مار کر بیہوش کیا کوہان کو تو کنارے ڈال دیا آپ کی
شکل بنکر نکلا گھوڑے پر سوار ہو کر انتظام کیا کہا یارو اسوقت خود بخود دل گھبرایا
مین ذرا آقا کو دیکھ آؤن تو پلٹ کر آتا ہون غیر آنے نہ پائے سب کو چھوڑ کر سلیم
قریب بارگاہ سعد آیا نگہبانون نے پوچھا اے افسر اسوقت کیا کام تھا سلیم نے کہا
مین ذرا آقا کو دیکھونگا ایسا نہ ہو کہ کوئی نقب دیکر آئے اور اس شہریار کو چرا لیجائے
لہذا گھڑی بھر بیٹھونگا تو اطمینان ہوگا خادمون نے کہا بسم اللہ اے کوہان حقیقت
مین تمکو اس شہریار سے بڑی محبت ہی سلیم پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا سعد شہریار
پڑے سو رہے ہین کنچہ نکالکر بیہوشی دی بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اب حیران ہی
کس طرف سے نکلون سب طرف آدمی ہین آخر نقب کھودی نقب سے لے نکلا دیتا
ہوا چلا قضا سے کار فیروزہ بن عمرو ایک دوکان پہ سو رہا تھا خواب مین خواجہ
کو دیکھا کہ فرماتے ہین ارے کیا سوتا ہی کچھ اپنے آقا کی بھی فکر ہی سلیم نامے عیار لیے
جاتا ہی تو اسقدر غافل رہتا ہی فیروزہ آنکھین ملتا ہوا چلا در بارگاہ سعد پہ آیا اُن
خدمتگارون سے پوچھا خدمتگارون نے کہا کوہان سردار تھوڑی دیر سے آیا ہی
اندر بیٹھا ہی یہ سنکر فیروزہ کا دل کھٹکا سوچا کہ کچھ فتور ہی اندر آکر دیکھا پلنگ خالی
پڑا ہی برابر پلنگ کے منہ نقب کا لگا ہی پیر سے کا نشان دیکھکر کودا نقب سے
باہر نکلا دیکھا سامنے سلیم پشتارہ بدوش جاتا ہی فیروزہ بیقرار ہو رہا تھا وہین سے
پکارا کہ او سلیم آ گئے نہ جیتا تم فیروزہ بن عمرو مین آپہونچا سلیم نے جو فیروزہ کو آتے

دیکھا دس قدم آگے بڑھکے ٹھہر گیا جی مین کہتا ہو کہ اِس لونڈے کی کیا حقیقت ہو اسکا
سر کاٹ لونگا کھڑے کھڑے شکست دونگا یہ سوچکر پشتارہ رکھدیا فیروزہ بھی جھکا
نیچے چلنے لگا فیروزہ بھی چاہتا ہو کہ اِسکو ہٹا کر پہلے پشتارے پر قبضہ کرون پھر اِس سے
سمجھ لونگا خدا چاہیگا تو شکست دونگا یہ سوچکر بنوٹ بیٹھکر نیچے مارنے لگا سلیم جست
کرکے خالی دیتا ہو مگر پشتارے کے پاس سے نہیں ہٹتا رات کم تھی فیروزہ گھبرایا
اتنی دیر گذری کہ گریبان سحر چاک ہوا جب روشنی ہوئی طائر آشیانون سے نکلنے لگے
گرمی سے آفتاب کی ہر ایک کے پر جلنے لگے مگر فیروزہ سلیم سے لڑ رہا ہو اور سلیم
عاجز ہو رہا ہو دل مین کہتا ہو کہ یہ لڑکا بڑا آفت روزگار ہو کہ قضائے کار گیہان کہ
اپنے شب بھر انتظار کیا جب صبح ہوگئی اور اسکا عیار واپس نہ آیا تو گھبرا کر اپنے
مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوکے چلا جب صحرا مین آیا تو نیچون کے جھنجھنانے
کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نخل کے نیچے پشتارہ رکھا ہو میرے عیار سے ایک
شخص دبلا پتلا مگر چست و چالاک لڑ رہا ہو سوچا کہ شاید میرا عیار آتا ہوگا اس عیار نے
آکر روکا ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری آواز دی کہ او عیار بیج فیروزہ نے
جو دیکھا کہ ایک جوان زبردست آتا ہو تیر و کمان کاندھے سے اُتار رہا ہو فیروزہ
خوف جان سے بھاگا گیہان نے آکر عیار سے اپنے حال پوچھا عیار نے کہا
مین سعد کا پشتارہ لاتا تھا اُنکا عیار فرزند عمرو نامدار اُسنے آکر گھیرا تھا آپ کو دیکھ
دیکھکر بھاگ گیا آپ خوب وقت پر آگئے آپ کا اختر اقبال چمکا اب چلکر اُنکو قتل
کیجیے اور سب کو مٹا دیجیے آپ سے کون مقابلہ کر سکیگا گیہان نے اشارہ کیا سلیم نے
پشتارہ اُٹھا لیا آگے آگے گیہان پیچھے پیچھے سلیم دونون طرف لشکر کے چلے کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار بادل پوش گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے آتا ہو جب
قریب پہونچا تو پوچھا کہ او عیار یہ پشتارہ کسکا ہو عیار نے کہا سعد شہریار جو بادشاہ
لشکر اسلام ہین اُنکو لیے جاتا ہون میرا افسر بھی ساتھ ہو نقابدار نے کہا مین تو
دیکھون کون شخص ہو عیار نے چادر چہرے سے ہٹائی نقابدار کی نگاہ جو چہرہ

بے نظیر پر پڑی دیکھا ایک جوان یوسف ثانی ہی مگر آنکھین بند دیکھکر اُس نازنین کا کلیجہ
منھ کو آگیا پلٹ کر گیہان نے دیکھا عیار سے پوچھا یہ نقابدار کون تھا عیار نے
کہا مین نہین جانتا کہا آگے چل اب عیار آگے آگے اور گیہان پیچھے پیچھے جاتا ہی
جب اپنے لشکر مین آیا عیار سے کہا اِسکو تو قید خانے مین قید کر آ پھر مین سمجھ لونگا
سلیم نے سعد کو لیجانیکا قصد کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل بہ طوق پایا
مگر غصے مین اُٹھ بیٹھے فرمایا کیون گیہان تمکو اپنی جرأت کا بڑا دعویٰ ہی عیار کے بھروسے
پر کام کرتے ہو یہ تمنے بڑی بزدلی کی گیہان اسکا کچھ جواب دینے کو تھا کہ عیار نے
کہا اے پہلوان دوران اِنسے زیادہ کلام نہ کیجیے فوراً قتل کا حکم دیجیے گیہان نے
جلاد کو بلوایا جلاد نے آتے ہی نعرہ کیا کہ تیغ بازی مدار رکھتا ہون بازو پر قوت
ہی بس ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا حکم کی دیر ہی گیہان نے کہا جلد اسکا
سر کاٹ لے جلاد چلا خنجر چمکاتا ہوا اِس خیال مین کہ ایک ہاتھ مارون کہ سر جدا
ہو جائے قضا سے کار گلفام زلف آرا دوسرے خیمے سے دیکھ رہی تھی مگر
جب سے آئی ہی تڑپ رہی ہی اب آنکھون سے یہ دیکھا کہ معشوق زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی
ایک جلاد خرس طینت میمون خصلت خوک بادیہ ضلالت خنجر چمکاتا ہوا جاتا ہی چاہتا
ہی کہ ایک ہاتھ مارون یہ حال پر ملال دیکھکر کلیجہ منھ کو آگیا جی مین کہتی ہی اگر
یہ شہریار قتل ہوا تو بڑے غضب کی بات ہی کیا مجبور بیٹھا ہی ملکہ گلفام نے کمان اُٹھا کر
اور ترکش سے تیر نکالکر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا جلاد کے سینے پر پڑا
کر پشت سے پار گذر گیا جلاد لڑکھڑا کر گرا گیہان حیران ہی کہ یہ تیر کہان سے آیا کسنے
مارا چہار جانب دیکھتا ہی سعد نے ہنسکر کہا اے گیہان تونے قدرت خدا کو دیکھا
کہ جلاد کا جلاد آسمان سے پیدا ہو گیا دم بھر مین جلاد کا خاتمہ ہوا پس گیہان جلا
اپنے مقام سے اُٹھکر کہا دیکھون اب کون بچاتا ہی غصے مین تیغ مارا اسعد نے ہاتھ
اُٹھا دیے ہتھکڑی کی ہتھکڑی کا کٹنا کہ خاک زور مین آکے نعرہ کیا قطعہ شعلہ شمشیر زبان
شمع جگر سوز من * گرمی بازار عشق از تف خون من است * بر سر دار فنا خانہ

نخو غلط من ٭ بانگ سندرم زدار چوب ستون من است ٭ خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر
عشق ٭ بشکنم این بند را وقت جنون من است ٭ قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے
پھینکدیا اپنے مقام سے اُٹھے گیہان نے کہا لینا ایک پہلوان کہ برابر کھڑا تھا اُسنے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے اُسکی تلوار چھینکر اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا تلوار
لیکر لڑتے بھڑتے باہر نکلے فیروزہ نے لشکر میں خبر پہونچائی کوہان و تمرو
سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ سعد تنہا لڑ رہے ہیں چہار طرف سے فوج کا
ہجوم ہے نیزہ و تلوار مار رہے ہیں تمرو و کوہان نعرہ کرکے گرے سعد شہریار کو بیچ
میں لے لیا گھوڑے پر سوار کیا گیہان نے ہرچند کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہو سکا آخر
کوہان و تمرو لڑتے ہوے سعد کو لے گئے فیروزہ نے بھی حقہ ہاے آتشبازی
مارے کئی سو کافروں کو جلا کے مارا جب سعد نکل گئے تو گیہان اپنی بارگاہ میں
آیا عیار سے کہا کیوں اے سلیم اب کیا کروں دیکھا تو نے کہ تیر مارنے والا ثابت ہوا
سلیم نے کہا اے شہریار جس طلسم پہ یہ جاتے ہیں اُس طلسم میں کتاب جمشیدی ہے اُسکے
ابتک لکھ گئے ہیں کہ طلسم کشا کو موت نہیں ہے جس مقام پر یہ قید ہونگے ایسی اُفتاد پڑیگی
کہ رہا ہو جاوینگے مگر میں آج پھر جاتا ہوں اگر میں پا لوں تو راہ میں قتل کرونگا زندہ
یہاں نہ لاؤنگا یہ کہکے چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو کہ چلا لشکر اسلام میں آیا دریافت
کیا کہ آج پہرا کون ہے دریافت ہو گیا کہ تمرو ہیں تیار طلاے پہرا ایک گوشے
میں بیٹھ رہا رات کو اُسنے نقب لگائی مہرہ نقب کا لا کر بارگاہ سعد میں توڑا سعد
سو رہے ہیں سلیم نے چاہا بیہوش کروں سعد نے خواب میں دیکھا کہ قباد شہریار کھڑے
ہوے ہیں باپ کو سعد نے سلام کیا عرض کی حضور آجکل کہاں ہیں فرمایا کہ اے فرزند
انشاء اللہ تعالی تجھے ملیں گے تمکو تکلیف نہ ہونے پائیگی مگر ہوشیار رہو سعد نے
آنکھ کھول دیکھا ایک سیاہ پوش کھڑا ہے اُسنے کچھ پڑھا پایا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور
اپنی طرف کھینچا سلیم نے جھٹکا مارا کہ لفافۂ عیاری بادشاہ کے ہاتھ میں رہ گیا سلیم
جست کرکے بھاگا سعد نے پیچھا کیا سلیم قنات کو پھاند گیا سعد نے بھی جست کی برابر

سلیم کے پہونچے سلیم چاہتا ہو جان بچا کر نکلجاؤن سعد نے بڑھکر سلیم کی گردن لی
اِس زور سے ٹیکا کہ اُستخوان اُسکے چور چور ہو گئے سر اُسکا کاٹ لیا اور پلٹے لشکر
مین ہلڑ ہو گیا تھا کوہان و تمرد چلے تھے فیروزہ بن عمرو بدحواس چلا آتا تھا شاہ
کو دیکھکر سب رُکے دیکھا ایک سر رومال مین باندھے ہین اور جسم پر خون کی چھینٹین
فیروزہ نے بڑھکر پوچھا سعد رونے لگے کہ آج تو قبلہ و کعبہ نے سرفراز فرمایا اور
یہ کلمہ کہا کہ ہم تمسے ملین گے اِس کلام سے یہ پایا جاتا ہو کہ ابھی وہ حیات ہین یا میرا
جام عمر لبریز ہو چکا ہو کہ اب مین اُن جناب کی قدمبوسی حاصل کرونگا فیروزہ نے
عرض کی حضور کیا عجب ہو کہ وہ حیات ہون اور آپ اپنے والد ماجد کی زیارت
سے مشرف ہون فیروزہ اِسطرح سعد شہریار کو سمجھاتا ہوا بارگاہ مین لایا سب
افسر بھی موجود ہین جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا مگر کیہان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا
اپنے عیار کو یاد کر رہا ہو کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ آج سنتا ہو کہ سلیم ہاتھ سے سعد
شہریار کے مارا گیا مسلمانون مین جشن ہو رہا ہو بڑے لطف سے وہ پہونچا چاہتا تھا
سعد کو بیہوش کرے سعد بیدار ہو گئے سلیم بھاگا سعد نے تعاقب کیا سنتے ہین
کہ جنگل مین جاکر اُسکو مارا یہ ذکر تھا کہ اور عیار بھی روتے ہوئے آئے کہا اے شہریا
غضب ہوا اُستاد کو سامری و جمشید نے بلا لیا لاش اُنکی جنگل سے لائے ہین سر اُنکا
بالائے قلعہ رکھا ہو کیہان نے منھ پیٹ لیا کہا یار و میرا رفیق و شفیق مارا گیا جب مجھکو
تردد ہوتا تھا تو وہ دستگیری کرتا تھا حقیقت مین اِس عیاری مین اُسنے بڑی کد و
کوشش کی مگر موت نے مہلت نہ دی یارو لاشہ اُٹھا کر لائے ہوا ر تقی جنداؤ اور
ناری کو جہنم مین پہونچاؤ بھجائی سلیم کا کلیم سامنے ہاتھ باندھکر آیا کہا میری مجال
نہین کہ بھائی صاحب کے موافق عیاری کرون مگر جسطرح ہوگا سعد کو چرا لاؤنگا
آپ کا اقبال ہو تو جاکر لاتا ہون یہ کہکے با نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا بصورت
مبدل لشکر اسلام مین پہونچا جا بجا پھرنے لگا مگر سعد شہریار خیال مین اپنے والد
کے مغموم بیٹھے ہین سب سردار سمجھا رہے ہین کہ باعث فرط محبت تھا کہ وہ خواب مین

تشریف لائے مقام انتشار نہین ہی انشاءاللہ سب طرح خیریت رہیگی بادشاہ نے فرمایا
آج دل بہت گھبراتا ہی اگر تم سب کی صلاح ہو تو شکار کھیل آؤن دل کو جاکر جنگل مین
بہلاؤن سب نے کہا بہت مناسب ہی مگر فیروزہ نے عرض کی کہ غلام ہر وقت ہمراہ
رہیگا میرا دل دھڑکتا ہی کہ سلیم مارا گیا سنتا ہون کہ اُسکا بھائی کلیم نامے اُسنے وعدہ
کیا ہی اور دھکہ مین حضور کی نکلا ہی کلیم بشکل خدمتگار بارگاہ مین کھڑا تھا اپنا نام سُنکے
بھاگا جنگل مین آکر انتظار کرنے لگا یہان سعد سوار ہوے فیروزہ ہمراہ ہی اور چند
سردار ہمراہ ہوے بادشاہ براے شکار روانہ ہوے ایک صحرا مین آکر شکار کھیلنے
لگے کہ ایک آہو معلوم ہوا اُسپر شاہ نے گھوڑا اڑایا فیروزہ کہتا جاتا ہی کہ حضور زیادہ
گھوڑے کو تیز نہ کرین مگر سعد نے ذرا گھوڑے کو ایسا مہمیز کیا کہ فیروزہ پیچھے رہگیا
مگر گرتا پڑتا چلا جاتا ہی اسکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ راہ مین کلیم عیاری کرے ایک
مقام پہ جاکر آہو چوکڑی بھولا سعد نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے اُتر کر بہ قربانی
پہونچایا خیال مین گذرا دن چڑھ آیا ہی کباب لگاکر کھالین جبتک فیروزہ بھی آگیا
آہو مذبوح کو کھینچکر زیر نخل لائے اچھا اچھا گوشت نکالا سیخین نکالکر کباب لگانے
لگے مگر کبھی اتفاق جو نہین ہوا تو آگ نہین سلگتی کہ صحرا سے ہو حق کی صدا آئی
دیکھا ایک فقیر بے نوا سامنے سے آیا کہا اے شہریار آپ کی آنکھین سرخ ہو رہی
ہین تکلیف پہونچتی ہوگی مین کباب درست کردون خدمت کرون بادشاہ نے فرمایا
تمہارا احسان ہوگا فقیر نے بیٹھکر کباب درست کیے نمک اپنے پاس سے ملایا بادشاہ
کو کباب کھلائے پانی لاکر صحرا سے پلایا بادشاہ ہاتھ دھونے اُٹھے لڑکھڑا کر گرے
بیہوش ہوگئے عیار نے نعرہ کیا منم کلیم صبا رفتار پشتارہ بادشاہ کا باندھا لیکر چلا
مگر حیران ہی کہ گھوڑا کیونکر لے چلون گھوڑے کو ہنکاتا ہوا لے چلا پشتارہ دوش پر
اپنے لگاے ہو مرکب اصیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ میری پشت خالی ہی اور میرے
آقا کا پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہی فورًا ٹھٹھک گیا چلنے مین تامل کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی
فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش گھوڑے کو

ہنکاتا ہوا لیے جاتا ہی وہین سے للکارا کہ باش او مکار مین آپہونچا کلیم نے جو فیروزہ
کو دیکھا گھوڑا چھوڑا ایک طرف بھاگا مگر اِشتارہ سعد کا وہ شہپر ہی روڑ نہین سکتا
ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہی فیروزہ قریب پہونچا کہا بس بہتر اِسی مین ہی کہ اِشتارہ رکھدے
مین سُن چکا تھا کہ تو تلاش مین نکلا ہی کلیم نے اِشتارہ رکھا نیچہ کھینچکر سامنے آیا فیروزہ
سے نیچہ چلنے لگا مگر کلیم کسی مقام پر کبھی نہین رکتا برابر اُڑ رہا ہی ہرچند فیروزہ چاہتا ہی
کہ اسکو مارون مگر نیچہ قابض نہین ہوتا کہ صحراے گرد اُڑی کلیم نے دیکھا کہ تمرد کا
بھائی سرشار قوی ترکیب شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کلیم نے پکارا اے آقاے نامدار
جلد آئیے اِس عیار نے مجھکو گھیرا ہی سرشار پلٹا اب فیروزہ گھبرایا کہ مین کیا کرون
کلیم پر تھوک دیا کہ اوجھیا اِسی منھ پر دعوی عیاری کا اپنے مددگار کو بلاتا ہی سرشار
گھنڈا بڑھاکر چلا اب فیروزہ کا یہ حال ہی کہ ایک نیچہ تو کلیم کو اور ایک تیر طرف
سرشار کے پھینکتا ہی کہ سرشار روکتا ہوا آتا ہی تیر کو خالی دیتا ہی مگر فیروزہ دعا مین
مانگ رہا ہی پیچھے ہٹتا جاتا ہی عرض کرتا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز کسی کو
میری مدد کرنے کو بھیج کلیم نے ارادہ کیا ہی کہ اِشتارہ اُٹھا لون کہ صحراے گرد اُڑی
کوہان نوجوان تلاش مین بادشاہ کی آتا تھا دور سے اِسنے دیکھا کہ فیروزہ ہٹتا
ہوا آتا ہی اور ایک عیار اِشتارہ اُٹھانا چاہتا ہی ایک پہلوان زبردست قریب
عیار کے کھڑا ہی فیروزہ نے جو کوہان کو دیکھا پکار کر کہا اے کوہان خوب وقت پر
آئے دیکھو تمھارے آقا کو عیار لیے جاتا ہی مین لڑ رہا تھا کہ یہ پہلوان آپہونچا ہی
کوہان گھنڈا بڑھاکر جا پڑا کلیم نے چاہا مین نکلجاؤن فیروزہ نے کہا بھلا اب مین
تجھکو جانے دونگا سرشار نے کوہان پر ہاتھ مارا کوہان نے سپر پر روکا اُلجھاو
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا سرشار نے چاہا پلٹ جاؤن مگر تلوار جو پڑی
ہاتھ سرشار کا اُڑ گیا جب ہاتھ سرشار کا کٹا اور تلوار بھی گری تو کوہان نے کہا
اے شخص نکلجا ہم ضعیف زبون کو قتل نہین کرتے ہمارے آقا کی مخالفت ہی سرشار گھوڑے
سے کود پڑا اور پکار کے کلیم سے کہا اِشتارہ رکھدے اب مین نجانے دونگا

یہ شہریار ایسا انصاف پسند ہی کہ سردار اُسکے زخمی پہ ہاتھ نہین ڈالتے تیرے ساتھ
اتنی نیکی کرتا ہون کہ زندہ نکلجا فیروزہ نے جو دیکھا کہ سرشار بھی مطیع ہوا بیٹھکر ہاتھ
مارا کہ دونون پانوٗن کلیم کے کٹ گئے کلیم گرا فیروزہ نے پشتارہ سعد کا کھولا ا
کو ہان بھی نہ پایا ہی بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے عیار اور سردار کو دیکھا کہ کھڑے
ہین ایک لاشۂ عیار سامنے پڑا ہو مگر تڑپ رہا ہی کہتا ہو ای فیروزہ ایک خنجر اور
مار دے کہ مین اس کشاکش سے مہلت پاوٗن فیروزہ نے نہ مانا بادشاہ نے فرمایا
ای فیروزہ اس تکلیف دینے سے کیا نفع جو اسنے کیا بہت اچھا کیا اپنے آقا کے حکم
کی تعمیل کی کہ مجھکو گرفتار کیا یہ فرماکر فیروزہ سے اشارہ کیا اُسی وقت فیروزہ نے
سر کلیم کا کاٹ لیا سرشار کو ساتھ لیکر بادشاہ پلٹے فیروزہ سب ذکر کرتا ہوا آتا ہی
کہ ای شہریار مین وقت پر پہونچا مگر کب آپ کا نہایت وفادار ہو حیران تھا کہ آقا کو
کہان لیے جاتا ہی مین کیا کرون مجھکو دیکھکر شیشے بھرنے لگا جس سے مراد یہ تھی کہ
اسکو لینا کئی مرتبہ ہنسا کر چاہا کہ کلیم کو مار لون مگر مین نے منع کیا چونکہ اُسکی قضا ہی
تھی سرشار آ پہونچا کوہان نے آکر سرشار کا ہاتھ کاٹا سرشار مطیع ہوا کلیم بھی
چہار جانب دیکھ رہا تھا مین نے ایک ہاتھ پالٹ کا مار دیا دونون پیر کلیم کے اُڑ گئے
اب حضور کے حکم سے قتل کیا ورنہ ارادہ یہ تھا کہ اسکو یہین پڑا رہنے دون لیکن
حضور رحم دل ہین سرشار عذر کرتا ہی کہ ای سعد شہریار آپ کے مرد اسنے ہاتھ میرا
کاٹکر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہمارے آقا کا حکم نہین ہی کہ زخمی پہ ہاتھ ڈالو مجھکو محبت
ہوئی کہ ایسے شہریار کی اطاعت کرنا چاہیے بادشاہ نے ہاتھ سرشار کا باندھ دیا
اور سرشار کید ستی نام رکھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلے گو ہرکارہ دون نے یہ سب
خبر بن تمرد کو پہونچا ئین کہ بھائی صاحب آپ کے ہاتھ کٹوا کر مطیع ہوئے اور یہ کلیم عیار
گیہان مارا گیا تمرد خوش ہوا اور کہا شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ بھائی میرا مطیع اسلام
ہوا مگر گیہان اس فکر مین ہی کہ بادشاہ کو کیونکر گرفتار کرون خبر سنی کہ بادشاہ جاتے
ہین فوج کو ساتھ لیکر جو جھوڑا بادشاہ آتے تھے کوہان و سرشار ساتھ ہین

کہ یہ فوج کو ساتھ لیکر آپڑا بادشاہ فوج کو دیکھکر ٹھہر گئے گیہان نے اشارہ کیا کہ
اِن سب کو پکڑ لو فوج لپٹا لپٹا کے آپڑی بادشاہ کب رکتے ہین تلوار کھینچکر نعرہ کیا اور
کوہان بھی ہمراہ بادشاہ لڑنے لگا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس ہم
منم شیر دل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

ایک طرف کوہان بھی لڑ رہا ہو مگر فوج نے باشارہ گیہان بادشاہ پر بلوہ کیا ہو جدھر
کوہان جاتا ہو اُدھر سے ہٹ جاتے ہین مگر بادشاہ پر کمندین پڑ رہی گئین حتی کہ بادشاہ
انتہا کے زخمی ہوے چہار جانب سے بلوہ کر کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا گیہان گرفتار
کر کے لے گیا کوہان اور سرشار اور رفیع وزرہ اپنے لشکر مین آئے جتنے تھے وہ اِس
فکر مین ہوا کہ اگر سرداروں کی صلاح ہو تو جا پڑین بادشاہ کو رہا کرین یا اپنی جان دین
مگر قدم نہ اٹھین آخر یہی صلاح ہوئی کہ بلوہ کر کے چلو یہان گیہان جو بادشاہ کو لایا
مسلسل کر کے زیر تیغ بٹھایا جلاد قصد کرتا ہو کہ قتل کرے بادشاہ دل کو رجوع کر کے
دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اِس آفت سے بچا لے
گیہان کھڑا ہو سارا لشکر اِسکا انتظار کر رہا ہو کہ بادشاہ قتل ہون تو نوبت نقارہ
بجائین کہ سامنے سے دیکھا کہ کوہان و سرداران سعد مع فوج آتے ہین اِسنے جلاد
کو اِشارہ کیا کہ سعد کا سر کاٹ لے جلاد نے بڑھکر جلدی مین ہاتھ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹ گئی خانہ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک پہلوان کو مارکر
تلوار لی سر دفت جنگ ہوے گیہان گھبرایا چاہتا ہو نکلجاؤن کہ بادشاہ لڑتے ہوے
قریب پہونچے فرمایا او گیہان یہ قد و قامت اور یہ جرأت گیہان کو غیرت آئی
لپک کر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مار دیا کہ گیہان کا
سر اڑ گیا مارے جاتا گیہان کا اہل فوج نے فریاد کی کہ اے شہریار الامان بادشاہ
نے فرمایا اگر تم لوگ مسلمان ہو تو امان دیتا ہون سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے
مال و اسباب گیہان کا لدوا لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر اترے اسجو

شمار کیا بارہ چودہ سرداران نامی تین لاکھ کا لشکر جمع ہوگیا بادشاہ یہ جمعیت لیکے طرف دربند
ہفتم کے چلے تین چار منزلین طے کرکے سامنے دربند کے پہونچے مگر یہان دختر یہان
موسومہ بہ گلفام زلف آرا جب اسکو خبر معلوم ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا فوج شریک
ہوگئی تو گھبرائی کہ اب مین کیا کرون آخر کنیزون سے یہ صلاح کی کہ مین نقاب ڈالے
جاتی ہون بادشاہ سے ملاقات کرون بڑے صاحب اقبال ہین کس کسطرح سے
یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون کو ہمراہ لیا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
یہان بادشاہ قریب دربند ہفتم کے پہونچے ہین حاکم وہان کا سکان زمین کن اپنے
مقام پر بیٹھا تھا گھبرا رہا ہے کہتا ہے بار و کیا ستم ہوا کہ سب دربند تسخیر ہوگئے اب
میرے دربند پر آوینگے دیکھیے کیا معرکہ پڑے ہنگام جادو کو عرضی لکھی کہ اے بادشاہ
طلسم بادشاہ اسلام لشکر کشی کرکے میرے ملک کے قریب آئے ہین جو حکم کیجیے وہ
بجا لاؤن سب دربند تسخیر ہوگئے دربند ششم باقی تھا اسکو صاحبقران نے تسخیر کیا
بادشاہ یہان آپہونچے فوج انکے ہمراہ ساحر و غیر ساحر بہت ہین ہرچند کہ میرے ساتھ
بھی ساحر بہت ہین لیکن لوح محفوظ انکو ملگئی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یا اگر
حکم ہو تو دربند کو چھوڑکر چلا آؤن اور اگر فرمایے تو مقابلے مین جاؤن ایسے یہ لوگ
تیغ زن وصف شکن ہین کہ جو آیا وہ اکیلا آیا آخر کو یہ جمعیتین پیدا کرلین اب چار لاکھ
فوج سے بادشاہ آئے ہین ہنگام جادو نے جو عرضی حاکم دربند ہفتم کی پڑھی سناٹا
آگیا مگر کہتا ہو لوح محفوظ طلسم مین نہین لاینگی سر ٹپک کر باہر رہین گے طلسم مین ہرگز
نہ آسکین گے حکم دیا جواب لکھ دو کہ بیدار جادو تمھاری مدد کو آتا ہو وہ سب
انتظام کرلیگا یہ لکھکے بیدار کو حکم دیا بیدار جادو تین لاکھ ساحر ساتھ لیکر چلا ہو
جب بادشاہ سامنے دربند کے آٹھہرے اور کئی دن گذرے کہ کوئی مقابلے پر نہین
آیا تو واسطے شکار کے سوار ہوے فیروزہ ساتھ ہو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے
ایک آہو پر مرکب کو بڑھایا تین چار کوس پر آکر اسکو شکار کیا فیروزہ کباب تیار
کرنے لگا بادشاہ زین پوش بچھاکر بیٹھے بیدار جادو کا ایک بھائی بزدل ار جادو

اُسکا نام ہی ہزار جوان اسکے ہمراہ ہیں یہ آگے بڑھا ہوا آتا ہی ایسے دور سے دیکھا کہ
ایک جوان نخل کے نیچے بیٹھا ہی وہ عیار کباب لگا رہا ہی دریافت کر دیا تو معلوم ہوا
کہ بادشاہ لشکر اسلام ہیں سوچا کہ ہزار جوان میرے ساتھ ہیں دو کس کا گرفتار کرنا
کتنی بڑی بات ہی اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو ہم ابی کا خاتمہ کردوں بادشاہ
کو انتشار تھا حاکم نہ ... بند ہفتہ بھی کسقدر بیقرار تھا اتنو چین کرے کہ میں طلسم کشا
کو گرفتار کیے لیتا ہوں یہ سوچکے ٹھاساٹھ آکر نعرہ کیا کہ منم دلدار جادو ہزار
جوان سحر کرتے ہوے چلے بادشاہ نے جو جلوہ دیکھا تلوار کھینچکر اُٹھے فیروزہ تو
اپنے مقام سے اُٹھو نہ سکا مگر بادشاہ نے لوح محفوظ چمکائی جس ساحر کو ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے اس زور و شور سے بادشاہ لڑ رہے ہیں عین گرمی جنگ ہی
ہزار جوان چہار طرف سے گھیرے ہوے ہیں بادشاہ نے جو جلوہ فوج کا دیکھا تو
دست دعا بلند کیے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے
جو بیقرار ہوکر دعا کی ہوا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلپوش چالیس پچاس
جوان ہمراہ اُسکے دور سے جو دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے جنگ کر رہے ہیں وہیں
سے نعرہ کیا کہ منم نقابدار بادلپوش پچاس جوان جو بادلپوش کی پشت پر تھے یہ
معرکہ جو اُنھوں نے دیکھا کہ سحر ہو رہے ہیں کمانیں کاندھے سے اُتاریں اسقدر
تیر مارے کہ کئی سو ساحر گرا دیے دلدار جادو نے یہ دیکھا کہ نقابدار نے ستم برپا
کر دیا ہی گولا اُٹھا کر پھینکا وہ گولا آکر پھٹا دھواں نکلا دھواں جسکے لگا کمان ہاتھ
سے گر پڑی بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار بیکار ہوا اول تو فیروزہ
پر آکر لوح محفوظ چمکائی فیروزہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو
ساحر جلکر گرے بادشاہ اس ہنگامے میں لڑتے ہوے قریب دلدار کے پہونچے
دلدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ پر شعلے گرے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے
سنبھلکر ہاتھ مارا دلدار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر لوح محفوظ جو چمکی سپر کے
دو ٹکڑے ہوے پھر ہاتھ کاٹ کر تلوار جو گری دلدار کا سر اُڑ گیا مرنا دلدار کا کہ نقابدار نے

بھی ۔ ہائی بائی وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب ساحر بھاگے بادشاہ اُسی وقت اُسی حال
مین قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے بہادر تونے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر
آکر شریک ہوا مگر چاہتا ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون ہمیشہ احسان مانونگا
کہ ایک کنیز نے گھوڑا بڑھایا عرض کی اے شہریار آپ نے انکو نہین پہچانا گیہان کی دختر
ہین جس روز آپ گرفتار ہو کر آئے جلاد کو انھون نے تیر مارا تھا آپ کو بچایا تھا بعد
قتل گیہان یہ قصد ہوا کہ آپ سے ملاقات کرین آپ کے لشکر مین آتی تھین لیکن جب
حضور کو اس بلا مین مبتلا دیکھا شریک جنگ ہوئین انکو ہمیشہ سے آپ کا خیال لگا ہی
بادشاہ خوش ہو گئے گلفام زلف آرا نے گوشہ مین آکر چہرہ بے نظیر دکھا دیا
بادشاہ نے بہت پسند کیا حسین وجمیل فنون سپاہ گری سے ماہر سلاح وغیرہ لگائے
ہوئے بادشاہ نے گلفام کو ساتھ لیا اپنے لشکر مین آئے انتظار رہا کہ بادشاہ قلعہ
سے باہر نکلے تو مقابلہ ہو گلفام سے بادشاہ اسلام نے عقد کیا جادوگرنیون سے
وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم جب فرصت لوبرکی تو تمھارے ساتھ عقد کرینگے
بادشاہ زادیان مجبور و ناچار رہین نہین چاہتین کہ شاہ کو تکلیف پہونچے اسی انتظار
مین ہین کہ خدا وہ دن دکھلائے کہ طلسم فتح ہو لیکن بادشاہ سعد بن قباد سریر شاہی
پر جلوہ فرما ہین پردہ بارگاہ کے اُٹھے ہین دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جادوگر
تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار قطار در قطار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے
آتے ہین سکان زمین کن کو خبر پہونچی کہ بیدار جادو آگیا مقابلہ طلسم کشا مین آیا
فوج ساحران لیکر بیرون قلعہ آیا بیدار کو خبر پہونچی کہ سکان زمین کن برائے
استقبال آتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا بارگاہ سے نکلکر سکان سے ملاقات کی
دونون آپس مین بغلگیر ہوئے بیدار نے کہا آپ نے کیون تکلیف کی آپ باہر
کیون تشریف لائے مین کل سب کا خاتمہ کرونگا ا شعرون سے بیدار پھر دنگا
مین نے سنا ہو کہ چند جادوگرنیان بھی ساتھ ہین مرکا ۔ سے نے خبر دی ذکہ ہا ملکہ
یاسمن رنگین پوش دلو حد ار جادو رہنے والی طلسم کوہ کی وحبالہ گیسو کشا

دختر مالک طلسم کوہ و ملکہ عنبر افشان نازک ادا دختر بادشاہ دربند ششم اِن
جادوگرنیون کی وجہ سے ساحر ہاتھ نہین ڈال سکتے ہر وقت حفاظت مین معروف
رہتی ہین جب اِنکی فکر ہو جاے تو بادشاہ پر سحر تاثیر کرے پھر بیدار نے کہا اِن سب
شاہزادیون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دونگا ای شاہ آپ تشریف
لیجائیے سکان نے کہا ای بیدار مین بھی تماشاے جنگ دیکھونگا مقدم یہ ہی کہ اگر
تم کسی فکر سے لوح محفوظ لے لو تو پھر گرفتار کرنا کچھ بات نہین ورنہ فتح پانا دشوار ہی
سحر ساحر کا بیکار رہی بیدار نے کہا پھر اِن جادوگرنیون کی تم تدبیر کرو لوح محفوظ مین
منگا لونگا اگر لوح محفوظ نہ لے سکے تو ہم ساحر کیسے ایسی فکر کرین کہ لوح محفوظ مین
یہ صلاح ہین کرکے چند ساحرون کو روانہ کیا بیدار نے حکم دیا طبل جنگی بجے
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے وہ
دریافت کرکے بھاگے خدمت شاہ مین آئے بعد دعا کے عرض کی کہ بیدار نے
طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و
فساد کو بھڑکاوے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور
بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے بجنے لگے تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گزر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شبہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا سپیدان چرخ سے اِکبار	مہ انجم سیاہ رو یکبار

بادشاہ جمجاہ نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے سلاح خانے مین آکے لباس زیب
جسم کیا ہتھیار لگاے لوح محفوظ گلے مین ڈالی باہر برآمد ہوے صاف ثابت
ہوتا تھا کہ پردہ ظلمت کا اُٹھا آفتاب عالمتاب کا شانۂ مشرق سے نکلا جادوگرنیان
سب دریاے سحر مین ڈوبی ہوئین کار زار ہاے سحر ہاتھو مین دروازے پر ٹہل رہی ہین
بادشاہ کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوئین ایک طرف سے جملہ سردار کہ حاضر تھے براے

تسلیم خم ہوئے بادشاہ نے سب کو جواب سلام دیا بیدار جادو کہ سو برس سے مغرور
کر رہا ہو پہلے میدان مین پہونچا تھا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی بادشاہ جمجاہ تخت پر
جادوگرنیان مذکور پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھے ہوے ہمراہ ہین مگر بیدار کی جو نگاہ پڑی
جمال جہان آرائے عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہوگیا کہتا تھا کیا ستم کی بات ہو کہ ایسی
شاہزادیان مسلمانون کے پاس ہین مجنے اسکے بارے مین اکثر کد و کوشش کی مگر باپ اسکا
چونکہ مالک دربند تھا اُسنے غرور مین نہ قبول کیا یہی کہتا تھا کہ کوئی بادشاہ مثل میری
بیٹی کے حسین وجمیل اگر ہوگا اُسکے ساتھ شادی کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ مسلمانون کے
قبضے مین جائیگی ہرکارون سے پوچھا کچھ جانتے ہو کہ اسکا کیا نام ہو سب نے کہا کہ نام
اسکا مثل آفتاب کے روشن ہو عنبر افشان جادو ساحرۂ زبردست بیدار جادو
نے کہا اسی کو جاکر للکارتا ہون اور گرفتار کرکے لاتا ہون میدان مین آیا عجائب و
غرائب سحر کے دکھائے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عنبر افشان مین تمھارے مقابلے
کا خواہان ہون نام اپنا سنکر عنبر افشان نازک ادا طاؤس بڑھا کر سامنے بادشاہ
کے آئی کہا اے شہریار بیدار جادو مجھے بلاتا ہو امیدوار ہون کہ اجازت میدان ملے
کہ جاکر اس سے مقابلہ کرون دیکھون تو کیا کمال رکھتا ہو بادشاہ نے فرمایا خدا اسکے سپرد
کیا عنبر افشان طاؤس بڑھا کر سامنے بیدار جادو کے آئی بیدار جادو نے کہا
اے ملکۂ عالم آپ آگاہ ہوئین کہ مین مدت سے آپ پر عاشق ہون آپ کے والد کو بھی
پیغام دیا تھا آپ کے والد نے جواب صاف دیدیا کہ مین اپنی دختر کی شادی کسی
ایسے کے ساتھ کرونگا کہ جو میری بیٹی کے موافق خوبصورت ہو اور کوئی بادشاہ
جلیل القدر بھی ہو عنبر افشان نازک ادا نے جواب دیا جب تو والد کا اختیار
تھا اب مین تجھکو جواب صاف دیتی ہون کہ مین خدمت مین طلسم کشا کی ہون خدا
انکو مظفر و منصور کرے بیدار نے یہ سنکر گولہ مارا کہ ملکہ عنبر افشان پر آگ برسنے
لگی عنبر افشان ہنسین کہ مینہ برسنے لگا آتش سحر کو بجھا دیا کئی سحر بیدار نے کیے
عنبر افشان نے ہنس ہنسکر دفع کر دیے آخر مین بیدار نے طرف صحرا کے منھ کرکے

آواز دی کہ ای گلفروش نازک ادا جلد آؤ اِس سرکش کو لیجاؤ سب نے دیکھا کہ صحرا سے ایک نازنین بناز و کرشمہ پائچے سنبھالے ہوے اِسی طرف آتی ہو عنبر افشان نے جو اُس نازنین کو دیکھا دوسری طرف ایک گولا مارا اور آواز دی کہ ای خرطوم بلند یعنی اِس نازنین کو لینا ایک جوان بلند بالا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پیدا ہوا پکارتا تھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہو نظم

زخم بالیدہ ہوے داغ غنچہ جوبن آگیا
پرورش پایا کیا جو زیر دامن آگیا

دوری امید آخر کھینچ لائی متصل
دشنۂ قاتل قریب خطِ گردن آگیا

کون سا یہ خاکسار آتا ہو دیکھو اے شہسوار
اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے مثادی آج دونوں کی خلش
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا

شورش ہنگیز محشر نے جگایا تھا مگر
میری آنکھوں کو لحاظِ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہوکر رہ گیا دردِ فراق
دوست کے بدلے مرے پہلو میں دشمن آگیا

توڑکر تسبیح مثلِ رشتۂ زنار ہو
بعد مدت یار اِک طفل برہمن آگیا

دشمنوں کی پردہ پوشی کی ہوائے شوق نے
گردنوں میں خار کے پیراہن تن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
مثل اخگر دل تہ داماں گلخن آگیا

باغ عالم میں بشکل بلبل تصویر ہوں
کچھ غرض رکھتا نہیں گر سوے گلشن آگیا

صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ میں
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا

اے فلک شاید کمانِ خندہ اسیر بھی ہوا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا

آج راحت پائی احسان اجل سے اے نسیم
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس نازنین کے آیا پکار کر آواز دی کہ ہم تمھارے فراق مین سرگردان ہین مناسب یہ ہو کہ ہمارے ساتھ چلو چلکر باغ کی سیر دیکھو وہ نازنین بلا تکلف اُس جوان کے ہمراہ ہوئی وہ جوان اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا احمد بیدار ہو شیار ہوا گویا خواب غفلت سے بیدار ہوا زانو پر اپنا ہاتھ مارتا تھا کہ بڑا اسحر میرا اٹھا یا اُس نازنین کا غائب ہونا مجھپر شاق ہو دل عنبر افشان کا

مشتاق ہو کوئی سحر ابتک ایسا نہین کیا کہ اسکو تکلیف پہونچے ورنہ ابھی عفریت طلسم کو
بلاؤن مگر وہ آکر کھا جائیگا اگر ایسی نازنین یون پریشان ہوئی تو مین اِسکے فراق مین
زندہ نہ رہونگا مگر عنبر افشان کہ رہی ہو کہ او بیدار خواب غفلت سے ہوشیار ہو وہ جو
نازنین ہماری تیغ کو آتی تھی وہ تسخیر ہو گئی آخر یہ انجام ہوا اب جو ہو سکے وہ کرو کہ
بیدار نے سامنے آکر ہاتھ باندھے اور کہا کہ عمر بھر تمھاری غلامی کرونگا کیا مجال جو مین
گردن تابی کرون اے محبوب مرغوب میرا کہنا قبول کر ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم تجھکو پہونچے
مگر عنبر افشان نے کہا ہم کو کچھ جان کا خوف نہین اطاعت اسلام کر چکے باطل پرست
نہین ہین یہ سنکر بیدار بہت جھلایا چرخ مارنے لگا چرخ مار کر ایک بیخ نخل پر دو ہتھڑ
مارا اور آواز دی کہ اے عفریت آدمخوار جلد حاضر ہو لیکن اس نازنین کو صدمہ
نہ پہونچانا میرے سامنے لے آنا جیسے ہی بیدار نے دو ہتھڑ مارا وہ نخل کانپا بیخ نخل
سے ایک دیو نکلا منھ کھولے طرف ملکہ عنبر افشان کے چلا حمالہ گیسو کشا نے
جو دور سے دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہو ایک گوشے مین آکر دستک دی کہ ایک
نازنین درخت سے اُتری سامنے اُس عفریت کے آئی اور پکار کر کہا مین تیری
خوراک ہون دیو نے اُس نازنین کو اُٹھا کر جیسے ہی منھ مین ڈالا ایک شعلہ بھڑک کر
گرا کہ وہ عفریت جلنے لگا بیدار کو گالیان دیتا تھا کہ او نامرد تو نے مجھکو اسی واسطے
بلایا تھا کہ آتش سرکش مجھکو جلاے اب بچاتا نہین بیدار نے کئی سحر کیے پانی برسایا
مگر پانی کی بوندین جو جسم پر دیو کے پڑین اُنستے ہی آبلے پڑ گئے چرخ مارتا پھرتا ہو کہ
ارے مین جلا ہا ہا اے سامری مجھے بچا لیکن عنبر افشان حیران ہین کہ یہ سحر کسنے کیا
پلٹ کر دیکھا کہ حمالہ گیسو کشا دستک پیچ دے رہی ہین جون جون دستکین دیتی ہین
آگ کی ترقی ہوتی ہو کچھ شعلے آسمان سے گرے عفریت کو جلا کر خاک کیا اب تو بیدار
گھبرایا کہ اسی سحر پر ناز تھا وہ یون مٹا معشوق بلاے روزگار ہو اس سے جان
نہ بچیگی عنبر افشان نے سوکھے ہوے ہار کر جو گلے مین پڑے تھے ایک ہار کو اُتارا
اسم سحر پڑھکر پھینک مارا حمالہ بھی اِس سحر مین شریک ہو کہ دستکین دے رہی ہو دفعۃً

صحرا سے گرد اڑی ایک جوان کو دیکھا کہ تلوار چمکاتا ہوا سامنے بیدار کے آیا کہا چل
تجھکو بادشاہ طلسم نے بلایا ہی بیدار فوراً اُس جوان کے ساتھ ہوا تھوڑی دیر مین
صحرا مین جاکر غائب ہو گیا بعد چند ساعت کے وہی جوان جو پہلے آیا تھا سر بیدار کا
لا کر آگے ڈال دیا کہا ای عنبر افشان یہ دشمن کا سر ہی تمھارے ساتھ دشمنی کرتا تھا مگر
سکان زمین کن یہ معرکہ دیکھ رہا تھا کہ بیدار پر یہ سانحہ گذرا طبل امان بجوا کے
پلٹ گیا ساتھ والون سے کہتا تھا اب لشکر طلسم کشا بڑے زور پر ہی وہ جادوگرنیان
شریک ہو گئین کہ جنکا مثل نہین بیدار ایسا غافل تھا کہ عنبر افشان کے ساتھ حمالہ
نے سحر کیا اور بیدار کو قتل کرا دیا آکر داخل بارگاہ ہوا مگر کہتا ہی وہ ساحر کہان گئے
جنکو واسطے لینے لوح محفوظ کے بھیجا تھا وزرا نے عرض کی ای شہنشاہ وہ ساحر لشکر
مین گئے ہین اگر اُنکا پنجہ قابض ہوگا تو لوح محفوظ لا دینگے ورنہ واپس آوینگے یہ ذکر
تھا کہ ایک ساحر ہنستا ہوا آیا کہا ای شہنشاہ آج شب کو لوح محفوظ لے لونگا مین یہ
کرکے آیا ہون یہان سعد بن قباد جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے شاہزادیان بھی آکے
بیٹھین عنبر افشان نے عرض کی آج حضور نے ملاحظہ فرمایا حقیقت مین حمالہ نے
کیا سحر کیا ہی بیدار کا اُسی کی وجہ سے خاتمہ ہوا حمالہ نے سر جھکا لیا کہا بی عنبر افشان
ابھی تمنے سحر نہین دیکھا انشاء اللہ پروردگار وہ دن کرے کہ طلسم مین داخل ہو
اسوقت سحر کرینگے ابھی سحر کا کیا کام ہی خدا شہریار کو سلامت رکھے مالک لوح محفوظ
ہین انپر کوئی سحر نہین کر سکتا کہ فیروزہ نے لاکر پرچہ سرخ ہاتھ مین دیا سعد نے پڑھکر
فرمایا ای فیروزہ تدبیر کرو ہم پر اسے طلایہ جاوینگے سردارون نے عرض کی حضور کیون
تکلیف فرماتے ہین غلام کس دن کے واسطے ہین بادشاہ نے فرمایا اپنی باری جب
تمھارا وقت آئیگا تب طلایہ دینا ہمارے لشکر کا یہی دستور ہی سال مین ایک دن
پڑتا ہی تو والاجاہان بھی طلایہ دیتے ہین ہم کیونکر عذر کرین تم لوگ سب ہمارے مہربان
ہو وقت پر خدمت موقوف ہی ہم بھی تو تمھاری خدمت کرین سردار خاموش ہو رہے
مگر وجد کرتے تھے کہ ایسے سپاہی دوست سردار نگاہ سے نہین گذرے ایک ایک

مہربان ہین عدالت انکا کام ہو امید جہ سے نام ہو بادشاہ سوار ہوے فیروزہ ساتھ ہو
ہو دو سو سوار کے جا بجا پہرے کیے بازارون مین جادوگرون کو مقرر کیا لیکن
حمالہ گیسوکشا کہ عاشق صادق ہو اسکو چین نہ پڑا اپنی بارگاہ سے اُٹھکر ایک نخل کے
اوپر جا بیٹھی بشکل طوطی زرین بال زمزمہ سرائی کر رہی ہو کہ دیکھا بادشاہ انتظام کر کے
اُسی نخل کے نیچے آ بیٹھے فیروزہ سے فرمایا رات زیادہ ہو جاکر ایک گلابی لے آؤ
فیروزہ نے کہا مین حضور کے ساتھ ہون آپ کو اکیلا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے
جھلا کر فرمایا یہان کون حریف و ظریف ہو مین یہان بیٹھا ہون ناچار فیروزہ چلا
مگر زمین پانون پکڑے لیتی ہو بعد جانے فیروزہ کے بادشاہ زیر نخل بیٹھے سننے کر
ایک طرف سے آواز آئی یا ہادی یا مرشد بادشاہ نے دیکھا ایک درویش بے نوا
کفنی پہنے ہوے ایک تسبیح ہاتھ مین کچھ پڑھتا ہوا آتا ہو قریب بادشاہ کے آکر سر
جھکا کر سلام کیا ہاتھ باندھکر کہا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے مین ایک مصیبت
مین ہون اور سن چکا ہون کہ آپ نہایت سخی ہین میرے بیٹے پر ایک ساحر نے سحر
کر دیا ہو کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہو امیدوار ہون کہ راہ خدا مین براے چند ساعت لوح
مجھکو عنایت فرمایئے مین تھوڑی دیر مین لیکر آتا ہون بادشاہ کا دل بیقرار ہو گیا فرمایا
کہ لوح محفوظ موجود ہو مگر اور ساحرون سے مجھسے مقابلہ ہو ہر وقت میری فکر
مین رہتے ہین زیادہ دیر نہ لگانا فقیر نے کہا داتا اپنے مطلب سے کام ہو لیجا کر اسکو
دھو کر اُسکا پانی پلا کر لے آؤنگا بادشاہ نے لوح محفوظ دیدی جیسے ہی لوح محفوظ اُسکے
ہاتھ مین آئی جھولی مین رکھکر نعرہ کیا کہ او سعد بن قباد منم ہیکلان جادو فرستادہ
سکان زمین کن یون لوح لیجاتے ہین اب کیونکر ساحرون سے بچو گے حمالہ کہ
نخل پر بیٹھی تھی یہ آواز سُنکر ہشیار ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر مہیب لوح محفوظ لیے
جاتا ہو بادشاہ خاموش بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین تلوار قبضے مین نہین آتی ہو
ہر مرتبہ تلوار ٹٹولکر رہجاتے ہین حمالہ تھرا کر نخل سے کود ہی للکار کر آواز دی کہ او بیحیا
کہان جاتا ہو منم حمالہ گیسوکشا یہ کہکے ایک دوہتھڑ مارا کہ ساحر کے پانون زمین سے

تھام لیے اُسنے لوح محفوظ چمکائی کہ سحر اُتر گیا چاہا بھاگ کر نکلجاؤن جب تو حمالہ نے چند سنگریزے اُٹھاکر پھینکے آسمان سے پتھر برسنے لگے مگر وہ ساحر اپنے کو بچا رہا ہو آخر جب حمالہ نے دیکھا کہ کئی سو پتھر گرے اور ہیکلان پر تاثیر نہ ہوئی شرمندہ ہوکر موتیون کا مالا گلے سے اُتار للکار کر آواز دی او ہیکلان اس سحر کو تو روک اب احوال تو دیکھ ہیکلان سحر کرنے لگا ہر سحر پر خون اپنا کاٹ کر پھینکتا ہو حمالہ پر جو قطرے گرتے ہین تو بدن مین آبلے پڑجاتے ہین حمالہ نے سحر کیا کہ آبلے مٹے بڑھکر للکارا کہ او ہیکلان اب کہان جائیگا یہ کہکے دستک دی اور آواز دی کہ او آتش بہار جلد آؤ اِس جوان کی خدمت کرو یہ کہکے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ پھٹا آگ برسنے لگی ہیکلان نے پانی برسا کر آگ کو بجھایا اِسطرح کے دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے اب حمالہ نے ناچار ہوکر زلف عنبرین کو کھولا سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ وہ ساحر جھومنے لگا اور پکارکر آواز دی کہ او حمالہ گیسو کشا تمھاری یاد مین بیقرار رہتا تھا اب جیسا حکم ہو وہ بجالاؤن حمالہ نے کہا باغ دلچسپ مین جاؤ اور یہ تختی ہمکو دیدو ہیکلان نے تختی جھولی سے نکالی بطور نذر پیش کی اور آپ جھومتا ہوا طرف صحرا کے گیا سعد سے حمالہ نے سب کیفیت بیان کی کہ کنیز کو اسکا خیال تھا کہ آج کوئی ضرور آئیگا مگر خدا نے فضل کیا کہ یہ کنیز حاضر تھی کہ اُسکو روانہ کر دیا اب وہ عمر بھر صحرائے ویران مین رہیگا آبادی مین نہ آئیگا انجام سرکشی یہ ہوا بادشاہ نے حمالہ کی بڑی تعریفین کین فرمایا ای حمالہ آج تمنے احسان عظیم کیا ورنہ وہ مجھکو گرفتار کرلیتا مین دیکھتا تھا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو معلوم ہوتا تھا کہ خون جسم سے نکل گیا طاقت ذرا نہ تھی تلوار ہاتھ سے گری پڑتی تھی پنجہ قبضۂ تلوار پر دستگیری نہین کرتا تھا حمالہ نے عرض کی حضور جسدم یہان براسے طلایہ تشریف لائے مین اُسیوقت میرے سحر نے مجھکو اطلاع دی کہ یہ ملعون واسطے لینے لوح محفوظ کے دربار سکان سے روانہ ہوچکا ہو بدین وجہ قبل سے اِس درخت پر منتظر بیٹھی تھی بادشاہ جہجاہ نے حکم دیا کہ سکان کو خبر ہو کہ او سکان آئندہ کیا منظور ہی بہتر یہ ہو کہ آکر اطاعت کرو لوحدار طلسم کوہ نے

عرض کی کہ یہ کنیز جائیگی اور جواب باصواب لائیگی سعد نے میر منشی کو حکم دیا کہ ایک
نامہ تیار کرو میر منشی نے نامہ تیار کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اور کہا بہت قاعدے
سے لکھا ہے اور اپنے دستخط سے مزین فرما کے حوالے لوحداران کے کیا اور لوحداران
طلسم کوہ پر سمت سفارت چلی یہان وہ وقت ہے کہ سکان زمین کن تخت پر بیٹھا ہے وزرا
امرا حاضر دربار ہین ذکر ہو رہا ہے کہ جنگ اول تو ابھی خراب ہوئی اتنا بڑا ساحر مارا گیا
کہ جسکا جرأت مین مثل نتھا خوب خوب لڑا بھائی نے اسکے چاہا تھا کہ سعد کو گرفتار
کرے مگر سامری و جمشید نے اسکو بھی اپنے پاس بلا لیا چار جادوگرنیان عاشق
ہین وہ اٹھ پہر کد وکوشش کر رہی ہین یہ ذکر تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ دروازے
پر ایک ساحر حسینہ جمیلہ بطریق سفارت آئی ہے امید وار باریابی ہے سکان نے
حکم دیا کہ بلالو لوحداران اندر آئی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی سکان
بہت جلا لوحداران نے قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر زبردست ونگل پہ بیٹھا ہے کہا میان
ساحر صاحب ذرا ونگل سے اٹھ جاؤ ہم تمھارے شاہ سے کلام کرینگے ساحر نے
کہا مجھکو سب مین حقیر سمجھا لوحداران نے کہا تم سب مین جلیل ہو مگر ذرا اٹھ جاؤ
ساحر نے کہا مین تو نہ اٹھونگا اور کہین جا کر بیٹھو لوحداران نے کہا ہم تو اسی
مقام پر بیٹھینگے ساحر نے سحر کیا کتمان جادو نام ہے لوحداران نے سحر اسکا
دفع کرکے ہاتھ چمکا دیا کہ برق گری کتمان کے دو ٹکڑے ہوے مار کر کتمان کو
اسی ونگل پر لوحداران بیٹھی شاہ نے پوچھا اے لوحداران کیا اتفاق ہوا کہ تم
شریک مسلمانان ہوگئین لوحداران نے کہا اے سکان اگر انصاف کرو تو مذہب
اسلام نہایت سچا ہے اور سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے ساحر تھے آخر
مرے پھر خداوند کیسے سکان نے کہا مرنا تو سب کے واسطے ہے لوحداران نے
وہ کلام کیے کہ سب اہل دربار خاموش ہو رہے لوحداران نے پکار کے کہا
سنو منم نامہ وار دشمن نامہ دارم اے سکان آگاہ ہو کہ یہ نامہ شہنشاہ کا ہے مہر
بجھوا کر ایک وزیر یا امیر کو حکم دیجیے کہ وہ پڑھے اور آپ سنیے اور جواب باصواب

دیجیے اگر مضمون پر غصہ آئے تو پھر آتا ریے گا نامے پر زور نہ کیجیے گا سکان نے مہر بچھوایا مقرب جادو کو اشارہ کیا کہ اُسنے نامہ لیکر سر بمہر پڑھنا شروع کیا اول الہی پادشاہ حقیقی نامے مین بموجب اشعار تحریر تھی **نظم**

طغرا است بنام پادشاہے		کو راست چو عرش بارگاہے	
سلطان سر پر مالک ہستی		بیناد و نہ بلند و پستی	

اے سکان ذیشان آگاہ ہو کہ سنم سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کل کی جنگ کو دیکھ چکے بیدار و دلدار واصل جہنم ہوے اور تمنے ایک ساحر کو واسطے لینے لوح محفوظ کے روانہ کیا تھا وہ بھی دیوانہ وار وحشی مثال کوہ و بیابان مین اپنا سر ٹکراتا پھرتا ہوگا آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہوا اب تمکو لازم ہو کہ آکے تم فوراً میری اطاعت کرو ورنہ **نظم**

دو شعلہ ز یک تیغ دارم بجنگ		یکے نور صلح و دوم نار جنگ	
ترا ہر چہ بایست کردم پیام		حکایت برین ختم شد والسلام	

سکان نے چاہا نامہ لیکر پھاڑ ڈالون لوحداران نے جست کر کے نامہ لے لیا اور کہا اے سکان کیا مرضی ہو جو مناسب ہو وہ جواب دو سکان نے کہا اپنے ہاتھ سے پشت نامے پر لکھوا اور لیکر جواب نامۂ جنگ جاؤ لوحداران نامہ لیکر جب نکلی تو سکان نے کہا بڑے افسوس کی بات ہو کہ ایسے کلمات کہ گئی اور نامہ جست کر کے لے لیا میرے ہاتھ مین نہ آیا ورنہ نامے کو چاک کرتا پرزے پرزے کرکے دیتا مگر بار دیگر زندہ نہ جانے پائے لوحداران ضعت لشکر طے کر چکی ہو کہ لینا لینا کی آواز کان مین آئی دیکھا کل لشکر کو جنبش ہوئی لوحداران نے فوراً سحر کرنا شروع کیا سکان بھی نکل آیا سحر کر رہا ہو مگر لوحداران اپنے کو بچاتی ہو ہر کارے جو لشکر اسلام کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت سعد شہر یار مین آئے بعد دعا کے عرض کی کہ لوحداران نے کیا مردانہ وار سفارت کی لیکن اب کل فوج نے گھیر لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا حالا گیسو کشا و عنبر افشان نازک ادا کو نہ پایا فرمایا یہ دونون

کہان گئین کنیزون نے عرض کی حضور جب ملکہ لوحداران برائے سفارت چلی تھین تو یہ دولون یہ کہکے اُٹھین کہ وہان فساد ضرور ہوگا لہذا ہم شرکت کرین گے بادشاہ نے فرمایا نوخیر و عافیت ہی مگر مرکب تیار کرکے لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا سعد سوار ہوئے سردار ان نامی ہمراہ ہوئے یہان لوحداران ڈر رہی تھین سکان نے حکم دیا کہ کمندین مارکر اُسے گرفتار کرلو کئی سو سوار کمندین سحر کی لیکر چلے جیسے ہی چلے تھے کہ زمین شق ہوئی عنبر افشان نازک ادا اُن کمند اندازون پر گرین دوسری طرف سے حمالہ کا نعرہ ہوا اب یہ تین جادوگرنیان جب سحر کرتی ہین دو دو چار چار سو جوان گریبان پھاڑ ڈالتے ہین اور بھاگتے پھرتے ہین بعض جھیلون مین گرے بعض نے اپنے کو کنوون مین گرا دیا غرق دریائے لعنت ہوئے کہ سامنے سے گرد اُڑی نعرۂ شاہ کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی شہنشاہ گیتی ستان فرزند صاحبقران تلوار کھینچکر آگرے آتے ہی تہ و بالا کر دیا سکان نے دیکھا کہ تینون جادوگرنیان کیا کم تھین اب تو طلسم کشا خود بھی آ گئے ایسا نہ ہو شکست فاش ہو اور بھاگنے کی تلاش ہو تو باعث خرابی ہو طبل امان کا بجوا دیا بادشاہ نے لوحداران کو بیچ مین لیا عنبر افشان و حمالہ ساتھ ساتھ خون کی چھینٹین لباس پر پڑی ہوئین بہ فتح و فیروزی پلٹے اُدھر سکان فوج کو ساتھ لیکر خستہ و شکستہ پلٹا مگر حیران تھا کہ کیا جرأت ہی اور کیا شوکت ہی کہ ڈپٹ کر پلٹ گئے اور کوئی گرفتار نہ کرسکا بارگاہ مین آیا رفیقون سے صلاح کی کہ یارو میرا ارادہ ہی کہ کل مین خود میدان مین نکلون دیکھون کیا ہوتا ہی جہانشکن جن پٹی بگجان جادوگرنیون کو ستاؤنگا بادشاہ کے ساتھ سے ستاؤنگا کہ یہ عاجز ہوکر نکلجا دین پھر سعد سے سمجھ لونگا جسوقت یہ نگہبان نہ ہونگی تو گرفتار کرلونگا ساحرون نے کہا حضور اگر یہ جادوگرنیان نہ ہون تو لوح محفوظ چھین لینا کوئی بات نہین ہی فقرہ دیکر لین گے سکان نے کہا مین اسکی بھی تدبیر کرلونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا بادشاہ

کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
جسوقت کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے الٹی مجنون روز بہ صد سوز صحراے نجد
چرخ زبرجدی مین آیا بس تیاریان ہونے لگین دونون لشکر تیار ہوکر میدان کارزار
مین آئے صفین جمین سکان پیدل آتا ہی تخت کے پیچھے چھپا ہوا بادشاہ نے دور سے
دیکھا کہ تخت سکان کا خالی ہی حیران ہوے کہ بادشاہ آج کہان گیا عنبر افشان نے
کہا کسی فکر مین ہو بوا حمالہ ہوشیار رہنا حمالہ نے کہا ہم ہوشیار ہین تم اپنی فکر رکھو مگر
لوحداران دور کھڑی ہوئی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک عقاب نکلا اور پنجہ
کمر مین لوحداران کی دیکر اٹھالے گیا ہر چند ہوا عنبر افشان نے دیکھا کہ ایک
عقاب بلند پرواز لوحداران کو لیے جاتا ہی کوئی ہر کیے مگر عقاب نظر کا ابتو عنبر افشان
و حمالہ چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ کوئی ہمکو نہ اٹھالیجائے کہ ایک پنجہ کڑک کر ملکہ
عنبر افشان پر گرا اسطرح کا کہ دیکر لے چلا کہ عنبر افشان بیہوش ہو گئی حمالہ یہ
دیکھکر جیسی تھی کہ ایک طاؤس گرا اسنے حمالہ کو لیا اور لیکر غائب ہو گیا کنیزین سب
سر پیٹتی رہگئین سعد نے فرمایا خاموش رہو انکی رہائی کی تدبیر ہو جائیگی سب
خاموش ہوئین ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بی بی کو خدا کے سپرد کیا لیکن سکان نے
تینون کو قید کیا اسی کا سحر تھا کہ تینون کو لایا قفس آہنی مین بند کر کے ایک پہلوان
ہو سماک اژدر گیر تینون قفس اسکے یہان بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ ای سماک انکو
قید کرو جب ہم کہین توفوراً سر روانہ کرنا قفس جو پاس سماک کے پہونچے جمال
بیمثال تینون جادوگرنیون کے دیکھکر بیقرار ہوگیا کہتا تھا یارو ان شاہزادیون
کو کیا ہوا کہ یہ سعد پر عاشق ہوئین اپنے کو بلا مین پھنسایا مین کیا کرون مجھکو خود
انپر رحم آتا ہی جاکر باغ مین بیٹھا حکم دیا وہ قفس لاؤ وہ قفس جب آئے تو کنیزون
نے سمجھایا کہ بادشاہ کو قبول کرو تمھارے واسطے بہتر ہی راحت ہوگی ورنہ بڑی
مصیبت مین رہوگی یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا سیکڑون قیدی یہان
آکر مرگئے لوحداران نے انکار کیا عنبر افشان نے بغصہ جواب دیا مگر حمالہ

کہ نہایت عقیل و فہیم ہو اُسنے کنیزون سے کہا کہ اینپر تو میرا زور نہین مگر مین اپنی ذات
سے قبول کرتی ہون جو سماک کہیگا مجھے منظور ہو کنیزون نے سماک سے کہا سماک نے
کہا وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہو اُس سے اگر اقرار ہوا تو نہال ہو جاؤنگا یہ کہکر
حمالہ کو قفس سے نکالا حمالہ نے کہا ای سماک کیسے عاشق صادق ہو کہ زبان سے
ہماری سوزن نہین نکالتے ہمکو تکلیف ہوتی ہو سماک نے انجام نہ سمجھا فورًا اُسکی
زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن حمالہ کی زبان سے نکلی کڑک کر قفسون
پر گری دونون قفس توڑ ڈالے اُنکی بھی زبانون سے سوزنین نکالین اب تو تینون
نے ملکر جو سحر کیا سماک اژدرگیر باغ مین ناچنے لگا خدمتگار سر ٹکرانے لگے نخل
کٹ کر گرے چمن ویران ہوے سیکڑون طائر مارا گیا لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
یہ تینون شاہزادیان سماک کو دیوانہ کرکے اور خدمتگارون کو مبہوت کرکے
کہ ایک ایک کو مارتا ہو آمادہ ہین کہ آپس مین لڑین اپنی جا نین دین باغ سے
نکلین طاؤسان زرین بال پر سوار ہوکے چلین یہان طبل جنگی بج چکا تھا صبح کو
دونون لشکر میدان مین تھے طرف سے سکان جادو کے تشہیر جادو ایک ساحر
زبردست نکلا میدان مین آکر پکارنے لگا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جسوقت
بادشاہ نے دیکھا کہ کوئی نکلنے والا نہین ہو تو مرکب بادرفتار بڑھایا سب سردار
آکر لپٹ گئے یاسمن نے آکر قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای شہریار جس ملازم
کو حکم دیجیے وہ جاے حضور کا دمبدم نکلنا مناسب نہین بادشاہ نے فرمایا اب تو
قصد کرچکا اب رُک رہنا باعث نامردی ہو مرد ارادہ روک رہے ہین بادشاہ فرماتے
ہین مین ضرور جاؤنگا اُدھر تشہیر جادو میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہو کہ آسمان پر
برق چمکی تینون شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار اُڑاتے ہوے آتی
ہین سب کے آگے ملکہ حمالہ گیسوکشا ہو اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام مردود
جملہ خاص و عام میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہو لشکر اسلام سے کوئی مقابلے مین
نہین آتا حمالہ نے اپنے کو گرا دیا سامنے تشہیر کے پہونچی اور آواز دی کہ او بےحیا

جو ہو سکے وہ کر تشہیر نے گولہ مارا حمالہ نے گولا اُلٹا پھیرا تشہیر نے گولے کو گرا دیا ورنہ زخمی کرتا دو چار سحر چلے تھے کہ وہ بھی دونون شاہزادیان اُتر آئین تینون نے ملکر سحر کیا کہ صحرا سے ایک نازنین ہنستی ہوئی آئی تشہیر کے سامنے آکر اول یہ اشعار بخوش آوازی گانے لگی

نظم

پاک ہو لذت عشرت سے مکان واعظ ۔۔۔ جو بلا آئے اُلٹی سو بجان واعظ
ہم نفس باغ جنان گھر ہو گنہگارون کا ۔۔۔ ڈھونڈھ دوزخ مین کہین جا کے مکان واعظ
خدمت رند قدح نوش مین یہ بے ادبی ۔۔۔ جیبین ہو کاٹیے دانتو لسے زبان واعظ
خود فراموش ہو کیا اور کو سمجھائے گا ۔۔۔ راست بازون سے کجی پہ ہو گمان واعظ
کیون نہ ہو تیرا اشارات سے عالم مجروح ۔۔۔ قد خم گشتہ ہو گویا کہ کمان واعظ

بعد ان اشعار کے مسکرا کر تشہیر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے عاشق صادق و اے یار موافق سارا باغ تیرا منتظر ہے چشم نرگس شہلا کھلی ہوئی ہے سنبل نے گیسوے عنبرین پریشان کیے ہین لالہ داغ بدل سرو منفعل ہر طرف تیرا ذکر ہے سوسن پکارتی ہے کہ تشہیر کو لاؤ لہذا چلو تشہیر نے کہا صاحب اسوقت مین میدان مین آیا ہون کل آؤنگا حمالہ نے ہنستے ہنستے اپنے منھ پر تمانچہ مارا بس اُس نازنین نے تشہیر کا ہاتھ تھام کے ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا ہم تجھے کہتے ہین کہ باغ مین چل اور تو انکار کرتا ہے تمانچہ کھاکر تشہیر نے سر جھکا لیا ہمراہ اُس نازنین کے چلا صحرا مین جاکر دونون غائب ہوگئے حمالہ نے پوچھا کہ اے عنبر افشان یہ سحر تو خاص تمہارا تھا تشہیر کو خوب تمنے تسخیر کیا مگر اب یہ کہان جائیگا عنبر افشان نے کہا اُس صحراے ریگستان مین جا کے چھوڑیگی کہ جہان دانہ نایاب اور پانی نا ممکن ہے پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچیگی نگرسکان نے جو ان تینون شاہزادیون کو دیکھا تو سر پہ ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ یارو نہین معلوم ضحاک اژدر گیر پر کیا گذری ان تینون قیدیون نے کیونکر رہائی پائی اور کس طرح یہانتک آئین نہین معلوم انھون نے اُسکو مار ڈالا یا کیا مگر جمال تو اُنکے عابد کش و زاہد فریب ہین یا کوئی نگہبان ملگیا ساتھ والون نے عرض کی

حضور نامہ لکھیں خبر ملجائیگی سکان میدان سے پلٹا مگر بڑا سوچ ہو کہ کیا تدبیر کرون
مین نے تینون کو قید کیا تھا کیا افتاد پڑی کہ تینون رہا ہو کے آئین اور تشہیر کو یون
غارت کیا مگر مین جاتا ہون اگر صحراے ویران مین ملا تو تشہیر کو لاتا ہون سردارون
نے منع بھی کیا کہ آپ نہ جائیے ہم لوگ جاوین سکان نے نہ مانا ایک زاغ پر سوار
ہو کر چلا زاغ کو اڑاتا ہوا ہر طرف جاتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ صحراے ریگستان ہی
ریت کے جا بجا انبار رہین تشہیر جادو ایک مقام پر دبا پڑا ہی کہ رہا ہی مین اٹھ نہین
سکتا سکان نے آکر تشہیر کو ریت سے نکالا تشہیر گھبرایا ہوا اٹھا کہا او شہنشاہ
اگر پہر دو پہر آپ اور نہ آتے تو مین تڑپ تڑپ کے تمام ہو جاتا لیکن یہ تو بتلایے
کہ وہ معشوقہ کہان گئی سکان نے کہا او تشہیر تم ایسے ساحر ہو کر ایسے واہیات
کلام کرتے ہو وہ نمود بے بود سحر تھی کہ ایک طرف سے دیکھا ایک ضعیفہ قوم کی زنگن
بال چھوٹے چھوٹے سر پہ سر کھلا ہوا گاڑھے کی چدریا اوڑھے ہوے سوسی کا
پائجامہ پہنے ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین باند بندھے ہوے اسی طرف آتی ہی
سکان نے کہا او تشہیر لو تمھاری معشوقہ آتی ہی تشہیر نے جو دیکھا کہا حضور یہ تو
میری نانی کے سنون ہی سکان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہی مین تیرے
معشوق کو لیے جاتا ہون بڑھیا چیخی یہ کتنی سہولی کہ او نگوڑے موے مونڈی
کاٹے اِس نگوڑے کو نہ لیجا یہ یہین رہیگا تشہیر بھی کہنے لگا کہ او سکان مین اِنکا
ابھی مجھکو فرصت نہین سکان نے کارد سحر نکالکر اُس ضعیفہ پہ پھینک ماری ضعیفہ نے
ہر چند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی کارد سینے پہ پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری جب
بڑھیا مری تب تشہیر کو ہوش آیا سکان تشہیر کو نکال لایا اُس صحرا مین نہ رہنے
دیا لیکر لشکر مین آیا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے یہ خبر لیکر خدمت شاہ
مین آئے تمام کیفیت عرض کی کہ اِسطرح سکان گیا تشہیر کو لایا یہ سنکر عنبر افشان
نے کہا آج رات کو پھر چلا جائیگا دیکھون کہان سے لاتا ہی کیا کیا نیرنگی
سحر دکھاتا ہی عنبر افشان نے رات کو ہوخانہ ایستادہ کیا بیٹھکر سحر کرنے لگی تشہیر

پڑا ہوا سو رہا تھا دو پہر شب گذری تھی کسی نے جگایا کہ حضور اُٹھیے آنکھ کھولتے
تشہیر نے دیکھا کہ وہی آفت جان کھڑی مسکرا رہی ہے اور کہتی ہے کہ میرے ساتھ چلو
تشہیر اُٹھکر ہمراہ ہوا وہ نازنین اپنے ساتھ تشہیر کو لیگئی صحرا میں جاکر غائب ہوئی
ہرکاروں نے آکر بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے فرمایا یہ شعبدات سحر ہیں اس میں
مجھے کیا دخل ہے مگر خوب سنرادی اب تشہیر کا پلٹنا دشوار ہے کہ عنبر افشان آئی مگر
ملول و حزین سرخم چشم پرنم بادشاہ نے پوچھا اے عنبر افشان کیسا مزاج ہے ملکہ نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا جب تو حمار گیسو کشا اپنے مقام سے اُٹھی کہا کیوں بوا
کیسا مزاج ہے آج تمکو بہت پریشان پاتے ہیں یہ کہکے منھ پر ہاتھ پھیرا عنبر افشان
نے ہنسکر کہا اے حمار گیسو کشا اسوقت یہ خیال تھا کہ اتنا بڑا طلسم کیونکر فتح ہوگا
ہرچند کہ یہ ساتوان در بند ہے کئی مہینے جنگ کو گذر چکے اور خاتمہ نہیں ہوا روز
نیا شگوفہ نکلتا ہے اب دیکھو مقدمۂ تشہیر میں کیا ہوتا ہے اودھر صبح کو سکان کو خبر پہونچی
کہ تشہیر بستر خواب سے غائب ہوگیا اقشۂ جمشیدی نکالکر دیکھا اُس میں مضمون نکلا
کہ تشہیر جادو صحراے گرد آباد میں خاک اُڑا رہا ہے یہ دیکھکر سکان فوراً صحراے
گرد آباد میں پہونچا دیکھا کہ تشہیر جادو پسینے پسینے ہو رہا ہے ہوا اپنے پھر رہا ہے اور
ایک ضعیفہ ہاتھ پکڑے ہوے راہ بتاتی پھرتی ہے کہ ادھر چلو ادھر مگر تشہیر جادو
ہر مرتبہ اُس ضعیفہ کی بلائیں لیتا ہے کبھی گرد پھرتا ہے کبھی بوسہ لیتا ہے وہ ضعیفہ کہتی ہے
اے فرزند اب تو مجھکو چھوڑ دے جنگل میں حیران ہوگئی مگر تشہیر کا جوش و خروش
بڑھتا جاتا ہے کہتا ہے تجھکو چھوڑکر کہاں جاؤنگا تیرے واسطے گھر بار چھوڑا دوستوں کی
محبت سے منھ موڑا سکان نے للکارا کہ اے تشہیر کس حال میں ہے تشہیر نے کہا میرا
حال نہ پوچھیے میں عشق میں اس نازنین کے دیوانہ ہو رہا ہوں سکان نے کہا
ارے یہ معشوقہ ہے کہ تیری نانی ہے تشہیر نے کہا بیہودہ نہ بکو ورنہ تمکو قتل کرونگا سکان
نے ضعیفہ کو للکارا کہ او بلاے روزگار اسکا ہاتھ چھوڑ دے ضعیفہ نے تشہیر کا
ہاتھ چھوڑا سکان نے کارد سحر لگائی ضعیفہ کو مارا تشہیر نے کہا او سکان تمنے بُرا

ستم کیا کیسی معشوقہ حسین وجمیل اُسکو اِس حسرت سے قتل کیا میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا ہائے کیا کرون اب اُسکو کیونکر پاؤن سکان نے ہاتھ پکڑا اور خون اُس ضعیفہ
کا ہاتھ مین لیکر منھ پر تشہیر کے ملا تب تشہیر ہوش مین آیا اُس ضعیفہ کا لاشہ دیکھکر
افسوس کرنے لگا کہ مین اِس شخص کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا آپ نے بڑی عنایت
کی کہ مجھکو اِس آفت سے نکالا سکان تشہیر کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا کہا ای تشہیر خبردار
اب کہین نہ جانا مجھکو بڑی تکلیف ہوتی ہو تشہیر نے کہا اگر حکم دیجیے تو آج عنبر افشان
کو پکڑ لاؤن سکان نے کہا وہ بڑی زبردست ہو نہین معلوم تمھارا کیا حال کرے گی
مگر تشہیر نے نہ مانا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا قریب بارگاہ عنبر افشان آیا سحر
کرتا ہوا اندر پہونچا چاہا کہ عنبر افشان کو بیہوش کرکے لیجاؤن کہ پلنگ کے نیچے
سے شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی ایک شیر ببر جھپٹ کر نکلا تشہیر نے چاہا اپنے کو
بچاؤن مگر شیر نے پناہ نہ دی چیر پھاڑ کر تشہیر کو پھینک دیا آواز سے شیر ببر کی ملکہ
عنبر افشان کی آنکھ کھلی دیکھا لاشہ تشہیر پڑا ہو شیر غرش کر رہا ہو عنبر افشان نے
ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شیر زیر پلنگ جاکر غائب ہوا اگر دھماکا جو ہوا اور شیر نے
بھی آواز دی تھی چند کنیزین بیقرار ہوکر آئین کہ آج شب کو کیا معرکہ ہو کیسا ہنگامہ ہو
آکر دیکھا ملکہ کے منھ پر دوشالہ ہو ایک لاش پڑی ہو گوشت و پوست تو شیر کھا گیا
صرف ہڈیان باقی ہین حیران ہوکر دیکھنے لگین ایک ایک حیران تھی کہ یہ لاشہ کہان سے
آیا نہین معلوم کون تھا ملکہ نے آنکھین کھولکر دیکھا پوچھا ارے کیون حیران
ہو سب نے کہا واری یہ لاشہ کسکا ہو ملکہ نے کہا وہی تشہیر جادو مجھکو گرفتار کرنے
آیا تھا مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ آج شب کو ضرور فتور کریگا تو مین نے گرفتار کر لیا
شیر ببر نے اُسکو چیر پھاڑ ڈالا لاشہ اِسکا باہر پھینک دو لاشہ تشہیر باہر پھینکا گیا مگر
صبح کو ہرکارون نے سکان زمین کن کو خبر دی کہ تشہیر جادو مارا گیا لاشہ اُسکا
جنگل مین پڑا ہو سکان نے کہا لاشہ اُسکا اُٹھوا کر جلاؤ نار ی کو جہنم مین پہونچا دو
لاشہ تشہیر کا جلایا گیا مگر سکان نے جمشید ثانی کو عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ کیسا ستم

جو کہ مسلمانون کے عظم وشان بڑھتے جاتے ہین ساحر تباہ و برباد ہین اب ہین طبل جنگی بجواتا ہون وقت پر یا تو کسی کو بھیجے یا خود تکلیف فرمائیے غرض روانہ کرکے طبل جنگی بجوایا سعد نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سکان خود نکلا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے گھوڑا بڑھایا میدان کارزار مین سامنے سکان کے آئے سکان نے پوچھا ای شہریار آپ کسواسطے آئے ہین فرمایا تیرے مقابلے کو سکان نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے سعد نے خالی دیے کئی وار خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارو یا تیغ انتقام جو زرہ پر گرا اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سر سکان کا زخمی ہوا سکان نے اپنے کو زمین پہ گرا دیا سعد نے چاہا اسکو مارلون مگر سکان تڑپکر بلند ہوا اچھلا لاکھو فوج جو اسکی صفین باندھے کھڑی تھی اُسکے فسرون کا نام لیکر آواز دی کہ ان سب کو مارلو مغلوبہ ہوئی دونون لشکر آپس مین لگے چارون شانہزادیان جو آکر سحر کرنے لگین ہزارون کے قلب الٹ گئے بھاگے بھاگے پھرتے ہین بعض کنوئین مین گرتے ہین بعض پہاڑ سے سر ٹکرانے لگے سکان نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ساحر سر ٹکرا کر مر رہے ہین کبھی آپس مین لڑتے ہین ایک کو ایک طعن و تشنیع کرتا ہے کوئی نام معشوق لیکر غل مچاتا ہے کوئی پکارتا ہے ای جان جہان وای آرام عاشقان
نظم

کیا لکھون حال چاک دامان کا ۔۔۔ تار باقی نہین گریبان کا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل ۔۔۔ دو نگھڑا سنغایہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر ۔۔۔ زخم اُٹھالیجو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین ۔۔۔ حال لکھون جو آہ و سوزان کا
خشک ہوکر مرا تن لاغر ۔۔۔ ہو عصا ابتو دست دربان کا
ای قمر نقد جان عوض مین دون ۔۔۔ پاؤن چلا جو دست جانان کا

سکان نے جو دیکھا کہ ساحر اپنی جان دیئے دیتے ہین اور آپس مین کشت و خون ہونے لگا پکارا کہ یا خداوند جمشید میری مدد کیجیے زخمی ہو چکا اب سامنے

طلسم کشا کے نہ جاؤنگا ان شاہزادیون نے وہ قیامت برپا کی ہو کہ جسکا دفع ناممکن ہو
کئی ہزار ساحر جان دینے پر آمادہ ہین کس کسکو روکون آخر شکست کھا کر بیٹھونگا کیونکہ
طلسم کشا صف شکن تیغ زن ہو کفر سے کفر سے قلعہ فتح کر لینگے یہ کہہ بیقرار ہو کر سکان نے
کہا صحرا سے گرد اڑی ایک ساحر کوہ پیکر پشت کرگدن پر سوار چند ساحر پشت پر اس
کروفر سے آکر پہونچا سکان نے بڑھکر آواز دی ای ثریا سے روشن طبع قدرت
نے کیا ارشاد فرمایا ہو ثریا نے کہا ای بادشاہ ور بند ہفتم تمھاری فریاد قدرت نے
سنی مجھکو حکم دیا تم جاؤ میں بھی آتا ہوں آج اُن شاہزادیون کو سزا سے معقول دونگا
مگر میری بندیاں ہین پھر انکو عہدہ ہاے جلیل دونگا یہ سنکر سکان لڑنے لگا ثریا
سحر کرنے لگا جب گور رہینیکا دس بیس کے سر ہیئے ثریا بھی سحر کرتا ہوا آیا آکے ایک
دو پتھر زمین پر مار اک گرد اڑی اُسطرف ملکہ حمالہ گیسو کشا موجود تھین غبار مین
چھپ گئین دور سے عنبر افشان نے دیکھا کہ حمالہ کا خاتمہ ہوتا ہو تڑپ کر گری
اُس غبار کے ٹکڑے اُڑا دیے غبار کو خاک مین ملا دیا حمالہ نکلی ثریا نے جو یہ حال
دیکھا گھبرا گیا کہا او سکان یہ شاہزادیاں ہمارا سحر دفع کرتی ہین اب مین کیا کرون
سکان نے کہا او ثریا یہ وہ شاہزادیاں ہین کہ انھون نے کل علم حاصل کیے ہین
کوئی سحر ایسا نہین کہ جو انھون نے نہین سیکھا لیکن اگر خداوند جمشید ثانی آجائے
تب یہ شاہزادیاں عاجز ہوتین عین گرمی جنگ ہو کہ یکایک صحرا پر بہار ہو انخل جھومنے
لگے غنچے چٹکنے لگے کلیون کو بے کلی رنگ گل کو تیزی ہیج ہاے نخل سے دھوان نکلنے
لگا طائرون نے آوازین دین کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ شیطان کی خطا کے بانی یعنی
خداوند جمشید ثانی جو کہ سحر و ساحری مین لاثانی ہین تشریف لاتے ہین یہ صدا سنکر
چارون شاہزادیاں یا تو سحر کر رہی تھین یا خاموش ہوئین ایک نے ایک کی
جانب دیکھا اشارہ یہ تھا کہ لو غضب ہوا جمشید مردود آتا ہو یہ ذکر تھا کہ ابر پھٹا
دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار چند رستین ہاتھون مین چارون وزیر چارون
کونون پر سرنگون بیٹھے ہوے ہاتھ ہلاتے جاتے ہین اُسی کی یہ تاثیر ہو کہ جو اوپر تھا کیا

طائرون کی زمزمہ سرائی صحرا کی رعنائی جمشید نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان
سحر کر رہی ہین اول طرف عنبر افشان کے متوجہ ہوا پکارا کہ او ظالم بڑی سرکش ہی
او میثاق اسکو اٹھالے میثاق کڑک کر گرا عنبر افشان کو اٹھالے گیا احمالہ نے
چاہا بھاگون لیکن دوسرا وزیر کلاق خارہ شکن تڑپ کر گرا احمالہ کو بھی اٹھالایا
تیسرے وزیر سے پھر اشارہ کیا کہ بی لوحدار کو بھی لینا ابلیس بلند آواز تڑپ کر
گرا لوحدار کو بھی اٹھالے گیا یاسمن نے چاہا بھاگون کہین جا کر چھپون مگر جمشید
خود اٹھا چونکہ اسپر عاشق ہی کسی وزیر کو اشارہ نہ کیا خود ہی یاسمن کو اٹھالے گیا
آپ تو بیٹھا شراب پی رہا ہی چارون شاہزادیان سامنے پڑی ہین مثل مردے کے
بالکل حس و حرکت نہین جب آنکھ کھولتی ہین اور جمشید کو سامنے دیکھتی ہین تو پھر
خوف سے آنکھین بند کر لیتی ہین مگر جمشید نے سکان کو آواز دی کہ او میرے
بندۂ خاص الخاص دیکھا تو نے کہ قدرت نے کیا کیا اسی طرح سعد کو بھی گرفتار
کرتا ہون مغلوبہ کو زور دے سکان نے فوج کو اشارہ کیا چہار طرف سے سحر
ہونے لگا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان گرفتار ہو لیئین جگر
اڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی کہ فیروزہ کو بھی پنجہ اٹھالے گیا لا کر سامنے جمشید کے
ڈالدیا اب جمشید کچھ ہاتھ وغیرہ ہلا ہلا کر بھی اشارہ کرتا ہی بادشاہ چہار طرف
جنگ مین سستی دیکھتے ہین کہ ہمارے فوج والے بہت سست لڑ رہے ہین یہی
ارادہ ہی کہ بھاگ جاوین سکان کے سحر سے بدحواس ہو رہے ہین اگر تلوار
اٹھاتے ہین تو ہاتھ مین رعشہ کمان مین خم خنجر بیدم تیرون کا یہ حال ہی کہ مثل مدقوق
کانپ رہے ہین ہر طرف یہی آواز ہی کہ ای شہنشاہ غلام کیا کرین سلاح نے جوابدیا
تلوار نہین چلتی تیر ترکش مین طائر پر بند ہین خنجر نالیسندہ ہین گھوڑون کو دیکھیے کیا
حال ہی کہ رہروی سے مجبور و ناچار کھڑے ہانپ رہے ہین سوار کانپ رہے
ہین علاوہ سحر سکان کے جمشید ثانی سحر کر رہا ہی بادشاہ نے دیکھا ایک جانب
ایک ساحر سیاہ رو فیروزہ کی مشکین باندھ رہا ہی اور فیروزہ پکارتا ہی کہ ای

حق سے تا مدار غلام کو بچائیے بادشاہ نے جو دیکھا کہ فیروزہ گرفتار ہوا اُسکو جا کر رہا
کردن گھوڑے کو بڑھایا قبضے پہ ہاتھ ڈالکر للکارا کہ او نابکار یہ کردار خبردار فیروزہ
پر دست انداز ہونا اُس ساحر نے کئی سحر کیے مگر بسبب لوح محفوظ کے سعد محفوظ رہے
اڑتے بھڑتے قریب اُس ساحر کے پہونچے ساحر نے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد شہریار
نے تلوار کو روک کر ہاتھ مار دیا کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مگر فیروزہ ہاے کہکر
پکارا کہا اے شہریار غلام کے اعضا جلا چاہتے ہین جلد لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالیے
کہین سحر سے بچون معلوم ہوتا ہی کہ ہڈیان جل رہی ہین بادشاہ نے اپنے عیار کی محبت
مین لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین فیروزہ کے پہنادی فیروزہ نے
جو لوح پائی پیچھے ہٹ کر آواز دی کہ منم سرسنگ جادو یا خداوند لوح محفوظ مین نے
لے لی یہ کہکر بھاگا قریب تخت کے آیا ہاتھ بڑھا کر جمشید نے لوح محفوظ لی اور ہاتھ
ہلایا کہ رسن سحر گلے مین بادشاہ کے پڑی کھینچتے ہوے سامنے جمشید کے پہونچے
جمشید نے اُسی تخت پر بادشاہ کو بھی ڈال لیا خیال مین ہو کہ اے جمشید اب نکل چلو
مگر اہل اسلام نے جو دیکھا کہ بادشاہ بھی گرفتار ہو گئے اور سحر کا ہنگامہ ہے کوئی رہنے
والا باقی نہ رہا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز

اِس مشکل کو آسان کر نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب　　گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آوری از لطف جوہر پدید　　بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را　　تو پیروزہ جوہر کشی رنگ را
بہار و ہوا تا نہ گوئی ببار　　زمین تا دردتا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی　　برون زانکہ یاری گرے خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر　　سرشتی باندازہ [illegible]
چنان برکشیدی و بستی نگار　　کہ ہر زان نیارد خبر [illegible]

اے کریم و رحیم سوا اے تیرے کس سے فریاد کرین اور سوا اے [illegible] [illegible]

جمشید ثانی کھڑا دیکھ رہا ہی اہل اسلام کا انتشار ہر خرد و کلان بیقرار چاہتے ہین بھاگین
بھاگ نہین سکتے اگر مقابلے کا قصد کرتے ہین تو اپنے ہتھیار اپنے دشمن جیدا ہیہ ستے
دو رہبرن ہوے ہر مرتبہ منھ طرف آسمان کے کرتے ہین پروردگار کو پکارتے ہین
کہ پروردگار بچالے اس کشاکش سے نجات دے گنہگار تیرے مبتلاے مصیبت ہین
امیدوار رحمت ہین جمشید چاہتا ہو ایک سحر ایسا کرون کہ ان سب پر برق گرے کہ
ایک ہی مقام پر رہجائین اڑنے سے باز آئین دامن سپر سے منھ چھپائین اڑنے سے
عاجز ہو جائین مگر اہل اسلام نے بلک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ ہوا
سے گرد اڑی نوبت نقارے بجتے ہوے علمہاے زنگاری کے پھر پھرے کھلے ہوے
جنپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم سامنے آکر دامنگرد کا
شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع چند سردارون کے آکر پہونچے
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین ہرکارے
لشکر سعد نے صاحبقران کو دیکھکر دوڑے آکر خبر دی کہ اپنے کو جلد پہونچایئے سعد
شہریار قید ہو گئے امکان جادو نے جو کہ صاحبقران زمان کے ساتھ ہوا اور
بصدق طبع ہو چکا ہو اسنے کچھ جان کا خوف نہ کیا گھوڑے سے اترا طرف جمشید کے
چلا اور پکار کے کہا کہ او شہریار اگر جیتا ہو تو سعد کو لاتا ہون اور کسی جادوگرنی کو
چھڑاتا ہون یہ کہکے بلند ہوا کہ تخت پر جمشید کے گرا جمشید نے امکان کو
بھی گرفتار کر لیا مگر قیلاب عقاب سوار کہ حاکم دربند ہفتم ہو سکان اسکا تابع
ہو طرف دربند ششم کے گیا تھا اور سکان زمین کن کو اپنا قایم مقام کرکے چھوڑ گیا تھا
اسوقت آیا قریب تخت جمشید پہونچا آکر سجدہ کیا جمشید نے پوچھا او قیلاب کہان
تھے قیلاب نے عرض کی کہ براے گرفتاری امکان جادو دربند ششم پر گیا تھا
اُس دربند کو بالکل ویران پایا جمشید نے کہا او قیلاب مین نے اُسکو یہان
گرفتار کر لیا صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ امکان بھی جاکر گرفتار ہوا بیقرار
ہو کر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
عدو ان زہیبتم فراری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
ہمہ شہر آباد و اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
زمین و یو عفریت عاری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کرکے تلوار کھینچی مگر عمرو کو زیر شکم مرکب ہی کہتا جاتا ہو کہ ای شہریار، اسم اعظم پڑھیے جمشید کیسے کیسے جوڑ رہا ہو کبھی آگ برساتا ہو کبھی ہوا سے گرم چلتی ہو مگر صاحبقران پر تاثیر نہیں ہوتی اسی طور سے لڑ رہے ہیں کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اور صاحبقران سے اس نے آنکھ ملائی وہ مسکرائی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

مہربانی تو ذرا مرگ پہ ای یار محبت
کہ نہ تجھے داغ جگر سے کیا افسوس کہ ہم
آپ کے بخل طبیعت سے اب امید نہیں
کون سی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
غیر ممکن ہو کہ مسک سے جیسے ہو فیض
میں ہوں افسردہ ہنسی آئیگی کیونکر لب پر
ہاں تو تھے جو کہتا ہو وہ ای یار نسیم

دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار محبت
دیکھنے آئے میں کیفیت گلزار محبت
دوست آئے ہیں ہم دولت دیدار محبت
ہجے بل کرنے لگے گیسوئے خمدار محبت
دہن زخم نے چومے لب سوفار محبت
گڑگڑاتے ہیں کفِ پا کو سر خار محبت
ہو نہ آزردہ کہیں کرتے ہو تکرار محبت

جیسے ہی اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران یہ اشعار پڑھتے امیر نے اسم اعظم ... زبان کیا اُس نازنین پہ دم کیا بس وہ جلنے لگی جلکر خاک ہوئی اور آواز آئی اشتی مرا نام ہے دل افروز جادو ہاں دو مار کر اُس کو صاحبقران آگے بڑھے قریب تخت جمشید پہونچے جمشید نے وزرا کو اشارہ کیا چاروں وزیروں نے تکبر ... لیا مگر چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران قریب تخت کے پہونچے جب تو جمشید نے تخت اپنا بلند کیا ... راحت ... سحر تاثیر نہیں کرتا میں کیا کروں آخر ایک روز ... کہ اب تو ... جادو ... تقدیر کی یہ کہکے تخت کو بلند کیا امکان جادو وسعت ... دریا ... دامان ...

اِن سب کو لیکر روانہ ہوا صاحبقران نے کئی تیر مارے مگر جمشید نے تیر جلا دیے
کوئی تیر قریب اُسکے نہ پہونچا جمشید تو نکل گیا کل فوج نے صاحبقران زمان کو گھیرا
سکان و قیلاب طبل امان بجوا کر بیٹھے قیلاب نے سکان سے کہا اے سکان
تدبیر کرو کہ صاحبقران گرفتار ہون سکان نے کہا آج رات کو جاؤنگا اور حمزہ
کو چُرا لاؤنگا ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرین یہ کہکے سکان ہودہ خانے
مین آیا سحر تیار کیا رات کو اُڑتا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا جا بجا پھر رہا ہو خبر لیتا
پھرتا ہو کہ صاحبقران کس بارگاہ مین ہین خواجہ عمرو ایک سپاہی کی شکل بنے ہوے
آتے ہین کہ سکان نے پوچھا کیون میان سپاہی صاحبقران کس بارگاہ مین ہین
خواجہ کا یہ سُنکر ماتھا ٹھنکا فرمایا اے شخص تو کون ہو کسواسطے پوچھتا ہو سکان چپ ہوا
حیران تھا کہ کیا جواب دون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ کوئی حریف ہو عمرو نے کہا اے برادر
مین تو خود حمزہ سے بیزار ہون مین چلکر بتا دون بلکہ گرفتار کرا دون سکان ٹھہرا
کہا بڑے میان صاحب تمکو حمزہ سے کیا عداوت ہو عمرو نے کہا کئی مہینے کی تنخواہ میری
دبالی ہو مین چاہتا ہون اُنکو سزا دلوا دون سکان نے کہا تنخواہ تمکو ہم دینگے
عمرو نے کہا اگر تنخواہ آپ دینگے تو مین بھی جان لگا دونگا سکان نے کہا بہت کچھ تمکو
دلواؤن ہر چند کہ حاکم کو اختیار ہو مگر میرے کہنے سے اِنکار نہین کر سکتے ہین کاروبار
کل کرتا ہون عمرو نے کہا چلو مین ابھی گرفتار کرا دون سکان خوشی خوشی ساتھ
ہوا خواجہ اُسکو لیکر چلے ایک مقام پر آکر کہا وہ دیکھو سامنے صاحبقران آتے
ہین جیسے ہی سکان پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند مارے اور رحباب مار کر بیہوش
کیا پشتارہ باندھا دربار مین سامنے صاحبقران کے لیکر آئے صاحبقران نے
پوچھا خواجہ یہ کون ہو عمرو نے کہا سکان فرستادۂ قیلاب عقاب سوار امیر
نے کہا ہوشیار کرو اول تلقین کرو اگر اطاعت کرے تو جان بخشی ہو ورنہ قتل کرو
عمرو نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا پھر سکان کو ہوشیار کیا سکان کی
جو آنکھ کُھلی اپنے کو دربار صاحبقران مین پایا تاجدار و سردار بیٹھے ہین امیر نے

پکار کر کہا کہ ای سکان تو نے قدرت خدا کا تماشہ دیکھا میری گرفتاری کو آیا تھا
تو خود گرفتار ہوا بہتر یہ ہی کہ جمشید ثانی پر لعنت کر تو نے خود دیکھا کہ میدان مین
میرے سامنے سے بھاگا چونکہ ساحر ہی سحر کر کے بلند ہوگیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا مگر وہ
سعد کو گرفتار کر کے لے گیا ہی مین انشاء اللہ اوسپر لشکرکشی کرونگا اسطرح امیر نے
سمجھایا چند کلمے مذمت کفر مین کہے اور چند کلمے تعریف پروردگار مین بیان کیے
کہ سکان کے دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا پکار کر کہا مین بصدق
دل مسلمان ہوتا ہون عمرو نے کہا ای سکان اطاعت کرو کہ آقا کے کام آؤ سکان
نے کہا مین سب طرح حاضر ہون صاحبقران نے حکم دیا کہ سوزن زبان سے سکان
کی نکالو سکان کی زبان سے جب سوزن نکلی قدمون پہ صاحبقران کے گر پڑا
اطاعت اسلام اختیار کی زمرۂ سرداران مین آکر بیٹھا صبح کو ہرکارون نے یہ خبر
قیلاب کو پہونچائی کہ سکان شریک صاحبقران ہوا قیلاب بہت گھبرایا کہا
کیا مصیبت ہی کہ ادھر کے لوگ اودھر شریک ہو جاتے ہین اب یہ لوگ راز و نیاز
بتا دینگے مین جاتا ہون سکان کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے اڑا سکان زمین کن
بارگاہ صاحبقران سے نکلا ہی کہ اپنی بارگاہ مین جاؤن قیلاب نے آسمان سے
دیکھا تڑپ کر گرا سکان کو اوٹھا لے گیا اور آسمان پہ آکر نعرہ کیا کہ منم قیلاب امیر
نے جو یہ خبر پائی فرمایا خواجہ جاؤ جسطرح بن پڑے اوسکو رہا کر کے لاؤ ورنہ مین
خود جاؤنگا اوسکو رہا کر کے لاؤنگا قیلاب اوسکو کیا سمجھ کے لے گیا ہی مجھپر کد و
کوشش واجب ہی یہ سنکر خواجہ اوسی وقت روانہ ہوے مگر یہان قیلاب
سکان کو لیکر بارگاہ مین آیا ستونون سے بندھوا دیا سحر اپنا اوتار کر ہوشیار کیا اب
سکان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا قیلاب تخت پر بیٹھا ہوا غرور کر رہا
ہی کہ ای سکان تو نے دیکھا یون ہی حمزہ کو بھی گرفتار کر لاؤنگا مگر خواجہ بشکل
خدمتگار ایک طرف ٹھہرے قیلاب نے جو کلمات نادرست کہے سکان نے
بگڑ کر جواب دیا کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کیون ڈراتا ہی مین بدل اطاعت

اسلام کی کرچکا یقین ہو کہ صاحبقران زمان میری رہائی مین کوشش کرینگے وہی میرے
آقاے نامدار ہین مین انکا ساتھ نہ چھوڑونگا قیلاب نے جھلا کر کہا جلاد کو بلا کر
اسکو قتل کرے جلاد جو حاضر ہوا بھائی سکان زمین کن کا کتمان زمین کن بیٹھا ہوا
تھا اُسنے جو دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہی خون قرابت نے جوش مارا جی مین کہتا ہی کہ مقام
افسوس ہی بھائی صاحب قتل ہوجائین اور مین اپنی آنکھون سے دیکھون اپنے مقام
سے اُٹھا سامنے قیلاب عقاب سوار کے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران ہرچند کہ یہ
قصوروار ہی مگر پرورش کا امیدوار ہی قیلاب نے جواب دیا اسنے وہ خطا کی ہی
کہ لایق بخشنے کے نہین ہی کتمان نے عرض کی غلامون سے ہمیشہ خطا ہوتی رہتی ہی
سرکار معاف فرماتے ہین اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو غلامان قدیم کو ناامیدی ہوگی
یہ سُنکر کتمان سے قیلاب نے کہا کہ اول جا کر گنہگار سے دریافت کرو اگر وہ عذر
کرے تو مین خطا معاف کردون کتمان اُٹھا پاس سکان کے آیا کہا اے برادر تم
ناحق جان دیتے ہو یہان حمزہ کا گذر ہونا دشوار ہی اس ملک کا ایسا پاس ہی
کہ خود قدرت تشریف لائے اور چارون شاہزادیون کو گرفتار کرکے لیگئے
قدرت اس ملک کے مددگار ہین کیا عجب ہی کہ کوئی سحر اپنا چھوڑ گئے ہون کہ وہ
بروقت کام آئے لہذا تم عذر کرو کہ شہنشاہ تمھارے جرم سے درگذر فرمائین
یہ سُنکر سکان ہنسا کہا اے برادر تم کنارے بیٹھو جو ہماری تقدیر مین رہائی ہی تو
فبہا ورنہ بقول شاعر **فرد** اگر تیغ عالم بجنبد ز جا ۔ نہ برد رگے تا نخواہد خدا ۔ اور
مین تو اسیر کاربند ہون **بیت** سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ۔ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ۔
یہ ذکر تھا کہ ایک اور جلاد صف سے تڑپ کر نکلا کہا اے شہنشاہ یہ مغرور متکبر اپنی
زبان سے نہ مانیگا اگر مجھکو حکم ہو تو فوراً سر قلم کرون تب یقین ہی کہ اسکو خبر ہوگی سب ملازم
آگاہ ہوجاوینگے کہ خطاوار کے واسطے یہ سزا ہوتی کتمان نے کہا اے جلاد تجھے کیا
دخل ہی ہم شہنشاہ سے تقصیر معاف کراتے ہین جلاد نے نہ مانا کہتا ہوا بڑھا **فرد**
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ۔ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ۔

قریب آکر خنجر چمکایا اشارہ کیا کہ سنبھلکر بیٹھو منہ پر سیہ عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
یہ کہکے خواجہ نے زبان سے **سکان** کی سوزن نکالی **سکان** نے اٹھتے اٹھتے سحر کیا کہ
تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا رعد گرجا برق چمکی **قیلاب** نے کہا لینا یہ نہ جانے پائے
چہار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا مگر یہ ساحر زبردست ہے جس مقام پر کھڑا ہوکر
سحر کرتا ہے ہزارون ساحرون کے سر اڑ جاتے ہین کچھ بیہوش ہوکر گرتے ہین کچھ بھاگتے
ہین اسی طرح **سکان** لڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہے کہ **قیلاب** نے آکر نعرہ کیا
کہ او **سکان** تیری کیون قضا آئی ہے ایک گولہ ماروںگا کہ سر اڑ جائیگا **سکان** نے جو
نعرۂ **قیلاب** کی صدا سنی پلٹ کر سحر کرنے لگا اور **قیلاب** کا سحر دفع کر دیا **قیلاب** نے
جو دیکھا کہ سحر کو میرے دفع کرتا ہے اہل فوج سے اشارہ کیا کہ اسکو مار لو ارے تم
سب چہار طرف سے سحر کرو کس کا سحر تو تاثیر کریگا کئی لاکھ جادوگر بڑھے **سکان**
انکی طرف متوجہ ہوا اور انکے سحر رد کرنے لگا اس بلوے مین **قیلاب** نے ہاتھ
بلند کیا کہ برق گری اور سر **سکان** کا زخمی ہوا اسے خون جو بہا چیخ مار کے گرا
بیہوش ہوگیا **سکان** کے گرتے ہی **قیلاب** نے آواز دی اسکو گرفتار کر لو ایک
ساحر نحیف و ضعیف قریب کھڑا تھا اسنے پکار کر کہا کہ ہان صاحبو تم لوگ قریب آؤ
مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکے کمر پر ہاتھ ڈالا ایک جال نکالا اسطرح پر وہ جال مارا
کہ **سکان** جال مین آگیا کھینچا اسکو نعرہ کیا کہ اے **قیلاب** آگاہ ہو **نعرۂ خواجہ عمرو**

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ خنگ باختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

عمرو جست و خیز کرتا ہوا بھاگا جس ساحر نے منہ کھولا کہ سحر کرون **عمرو** نے تیر مار دیا
کہ گدی کو توڑ کر پار گذرا جسنے ہاتھ بڑھایا **عمرو** نے اسکا ہاتھ قلم کر دیا کاندھون پر
ساحرون کے قدم رکھتا ہوا **عمرو** اس بلوے سے نکلا ہر چند ساحرون نے تعاقب
کیا مگر **خواجہ** کو کون پاتا ہے جب **قیلاب** نے دیکھا کہ **عمرو سکان** کو لیکر نکل گیا تو
رنجیدہ پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا کہتا ہے یارو کیا تدبیر کرون اتنا بڑا ساحر زبردست

میرے قبضے سے نکل گیا مجھکو خیال یہ ہی کہ حمزہ کی مدد کریگا لیکن مین اسکا تعاقب ہرگز
نہ چھوڑونگا پھر گرفتار کر لاؤنگا چین سے بیٹھنے نہ دونگا یہان صاحبقران دربار
مین پریشان بیٹھے تھے کہ عمرو سکان کو لیکر آیا کہا ای آقاے نامدار سکان کو لایا
مگر بہت نقصان ہوا کئی صندوقچے میرے پاس تھے وہ گر گئے پس اُسکی قیمت دیجیے
مہاجنون نے سکان کو چھین لیا ہی روپیہ ملے تو مین اُسے چھڑا لاؤن امیر با توقیر نے
کئی ہزار روپیہ منگوا کر دیے خواجہ نے سکان کو نکالا سکان ہوشیار ہوا کہا ای
شہریار مین دیکھ رہا تھا خواجہ نے کیا کارنمایان کیا کہ مجھکو اُٹھا لائے ورنہ زندہ
رہنا دشوار تھا امیر نے فرمایا خواجہ اگر ہو سکے تو قیلاب کو گرفتار کر لاؤ کہ اُسکے
دیے سے بڑا فتور پڑا ہی اگر یہ دربند فتح ہو تو راستہ طلسم کا کھلے عمرو نے کہا مجھکو کچھ
خرچ ملیگا تو مین جا کر تدبیر کرونگا سکان نے کئی موتیون کے مالے گلے سے اُتار کے
عمرو کو دیے عمرو نے کہا ای سکان یہ رقم تو بہت حقیر ہی لیکن جستجو کرونگا اگر بن پڑا
تو قیلاب کو لاؤنگا یہ کہکے عمرو کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل
جمشید ثانی بنا تخت پر سوار ہوا تخت اُڑتا ہوا چلا یہان قیلاب دربار مین بیٹھا
ہو کر اپنے دیکھا خداوند تخت پر آتے ہین براے استقبال اُٹھا قدرت آکر دربار مین
بیٹھے کہا ای قیلاب حکم کتاب سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ تمھاری فکر مین نکلا
ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تمپر ہاتھ ڈالے لہذا شراب منگواؤ اور سب جمع ہو کے
بیٹھو مین ایک ایک جام سب کو پلاؤن عمر بڑھادون کہ ساربان زادہ کچھ نہ کر سکے
مجھکو اپنے بندون کا بڑا خیال ہی آج کئی دن سے یاسمن کو سمجھا رہا ہون مگر وہ سرکش
نہین مانتی آج ایسی تقدیر کرون کہ وہ مجھپر مائل ہو جبکہون وہ قبول کرے مین نے
پیدا کیا ہی کیا یہ مجھ مین طاقت نہین ہی کہ دل پہ قبضہ کرون یقین یہ ہی کہ آج راضی ہو
مگر مجھکو خیال ہوا کہ جا کر اپنے بندون کی عمر بڑھادون یہ مضمون سُنکر سب خوش ہین
کہ اب قدرت عمر بڑھاتے ہین کسکی مجال ہی کہ پھر ہمکو مار سکے مٹکے شراب کے لا کر
رکھے گئے جمشید ثانی نے کرست ایک پڑیا نکالی سب حیران ہین کہ دیکھین قدرت

کیا کرتے ہین حکم دیا کہ یہ پڑیا کل شراب مین ملا دو اِسی کا ایک ایک جام پیو لیکن
ایک سانس مین پینا اگر دم ٹوٹا تو عمر گھٹ جائیگی سبھون نے بڑے بڑے جام چُن
چُنکر لیے اُنکو اپنے ہاتھ سے بھر لبون سے لگا کر یکدو کوشش پیا قیلاب نے دو جام
پیے کہا یا خداوند شراب پیتے ہی عجب پردہ کھلا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اور عرش
اعلیٰ تا سامان معلوم ہو رہا ہی جمشید ثانی نے اشارہ کیا کہ اُٹھکر ٹہلو قیلاب اُٹھکر
ٹہلنے لگا بیہوشی نے تمانچہ مارا کر لڑکھڑا کر گرا اور اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہ ست ناچتے
ہوسے اُٹھے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل بیہوش
ہوے عمرو نے ارادہ کیا کہ قیلاب کو اُٹھا لون اور محفل کو لوٹون مگر سالار جادو
سپہ سالار قیلاب جو اسے شکار گیا تھا اُسوقت آیا آسمان سے بیرون بارگاہ
دیکھا کہ ہزارہا ساحر ناچ رہے ہین دوڑے دوڑے پھرتے ہین آسمان سے اُترا
ساحر اسکو گالیان دینے لگے کہ او سالار اِسوقت تو کیون آیا سالار نے کسی پر
توجہ نکی پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین ایک شخص دبلا سا
محفل کو لوٹ رہا ہی لاشے پڑے تڑپ رہے ہین للکارا کہ باش او سارابان زادے
خبردار شاہ کو نہ اُٹھانا عمرو نے جو دیکھا کہ سالار آگیا جست کرکے بھاگے سالار نے
عمرو کا پیچھا نہ کیا قیلاب کو ہوشیار کر دیا قیلاب جو اُٹھا ساری محفل کو بیہوش پایا
پوچھا اے سالار یہ کیا معرکہ ہی خداوند کہان گئے سالار نے کہا میرے سامنے خداوند
نہ تھے قیلاب نے کہا قدرت نے ہمکو شراب پلائی اور تو کہتا ہی کہ مین نے قدرت
کو نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ قدرت تجھسے ناراض ہین کہ اُنھون نے تیرا سامنا
نہین کیا وہ تجھکو دیکھکر پوشیدہ ہوگئے کہ اِسکو بھی شراب حیاتی دینا ہوگی سالار
نے کہا اے قیلاب مین نے آپ کو بچایا وہ قدرت نہ تھے بلکہ ساربان زادہ عیار
صاحبقران تھا قیلاب نے کہا او سالار تو مجھکو جھٹلاتا ہی عیار کے پاس یہ تخت و
تاج کہان سے آیا یہ اُسکی مجال ہی کہ قدرت کی صورت بن سکے اِسی طرح سالار
اور قیلاب سے خوب تکرار ہوئی قیلاب نے حکم دیا کہ سالار کو نکالدو جس سے

قدر نا شناس سے ہم بھی کشیدہ ہین جب ساحرون نے سالار کو گھیر کر اسکو
بارگاہ سے نکالا ہے سالار بہت غمگین ہوا اور روتا ہوا بارگاہ سے باہر آکر سوچنے
لگا کہ اہل طلسم کی عقل پر پتھر پڑا ہو دوست کو دشمن بناتے ہین مسلمان بڑے قدردان
ہین جب تو سکان جا کر شریک ہوا مرنا گوارا کرتا تھا مگر کہتا اُسکا نہ مانا قیلاب نے
کیسا کیسا دباؤ ڈالا مگر ایسی قدرشناسی صاحبقران نے اُسکی کی ہو کہ مرنا گوارا کرتا
تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالے مگر اطاعت صاحبقران سے منھ نہ پھیرونگا پس انکی خدمت
مین جلد چلکر حاضر ہو رہائی بادشاہ مین جو پیروی کروگے تو صاحبقران بہت خوش
ہونگے لہذا سردارون کو بلایا ستر ہزار جادوگرونکا افسر ہو سب افسر آکر موجود ہوے
اُنسے بیان کیا کہ یارو میرا ارادہ ہو کہ جاکر صاحبقران کا شریک ہون سب افسران
فوج کہ رہے ہین کہ ای شہریار قیلاب قیامتین برپا کریگا خداوند جمشید ثانی بھی
پیروی کرینگے وہ قدرت ہین سالار نے کہا قول مسلمانان ٹھیک ہو دیکھو یہ کن
پر عاشق ہین اور کچھ نہین کر سکتے بڑے اعتراض کی بات ہو جسکو پیدا کیا اُسی پر مائل
ہوے کیا اُس سے بہتر پیدا نہین کر سکتے معلوم ہوا کہ مجبور و ناچار ہین مگر ہرکارون
نے خبر قیلاب کو پہونچائی کہ سالار جادو کے خیمے مین افسرون کا مجمع ہو صلاح
ہو رہی ہو کہ خدمت مین صاحبقران کی چلین قیلاب یہ خبر سنکر بہت جھلایا اور کہا
کہ ابھی جاکر سزا دیتا ہون یہ کہکر تنتنا ہوا بارگاہ سالار مین آیا دیکھا کہ افسر جمع ہین
کچھ باتین ہو رہی ہین قیلاب کو دیکھکر سب اُٹھے تعظیم کرکے بٹھایا قیلاب نے کہا
کیون سالار تو بھی باغی ہوا ایک ایک کو قتل کرونگا زندہ نہ جانے دونگا سالار
نے کہا آپ ایسے افسر کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا جسنے یہ خبر آپ سے کی سراسر خلاف ہو
مین یہ صلاح کر رہا ہون کہ جاکر سکان کو لاؤن اور خدمت مین پہونچاؤن مگر
قیلاب نے کہا او بیحیا مین نے اپنے کانون سے سُنا کہ تو صلاح کر رہا تھا کہ خدمت
صاحبقران مین جاؤن چل دربار مین چل تدبیر بتاؤنگا کہ سکان کو یون گرفتار
کر سالار نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین حاضر ہوتا ہون قیلاب نے کہا مین تجکو

اپنے ساتھ سے جاؤنگا سالار نے کہا میں تو آپ کے ساتھ نہ جاؤنگا قیلاب نے کہا
میں تجھکو زبردستی سے جاؤنگا مجال جو کہ میرے حکم سے خلاف کرے تجھکو [illegible] بار میں
جو زبان مارونگا سالار بگڑ کے اٹھا کہ آپ کلمات نادرست کہتے ہیں ہم بھی افسر ہیں
بدولت جیسے نہ اٹھینگے جو دل چاہے وہ کیجیے قیلاب نے یہ سنکر گرز مارا سالار نے
[illegible] سالار قیلاب پر حملہ کر رہے ہیں قیلاب نے اُسی ہنگامے
میں [illegible] سرداروں کو [illegible] کر دیا اور کئی کو قتل کیا افسروں نے جو اپنے ساتھ والونکے
[illegible] دیکھے پکار کر کہا کہ اے سالار اب اس ظالم کا ساتھ نہ دینگے اسنے ہمارے ساتھ
والوں کو قتل کیا سالار نے جو اپنے ساتھ والوں کو ثابت پایا لڑتا ہوا باہر نکلا جس
[illegible] فوج سامنے اُتری ہوئی تھی سب نے دیکھا کہ سالار لڑتا ہوا نکلا
[illegible] تو فوج کو دیکھکر کہا کہ ہاں یارو اسکو گرفتار کرلو فوج نے
[illegible] افسروں نے جو پکار کر آواز دی کہ ہاں اے یارو قیلاب کو مارو
[illegible] لڑتے ہوگئے قیلاب پر حملہ کرنے لگے قیلاب نے پکار کر آواز دی
[illegible] سالار کو گرفتار کرلو فوج میں بلوہ ہوا صاحبقران زمان
[illegible] پہنچے تھے کہ [illegible] نے آکر خبر دی کہ سالار جادو اور قیلاب سے بگڑی
[illegible] فوج میں بلوہ ہوا صاحبقران نے حکم دیا کل لشکر تیار ہو [illegible] مدد سالار [illegible]
[illegible] سکان زرین کمر نے جو یہ حکم سنا اور معلوم ہوا کہ سالار
[illegible] چلا اسوقت پہونچا کہ دیکھا سالار کے ستر ہزار جوان بیچ میں
[illegible] ہوئے گرفتار لڑ رہے ہیں ہر طرف سے ہنگامہ ہو قیلاب
[illegible] ان سب کو گرفتار کرلو مگر سالار ایسا جوانمرد ہو کر بلوے کو فوج کے
[illegible] جان پر کھیل [illegible] کسی کو قریب نہیں آنے دیتا دمبدم قیلاب پر حملہ کرتا
[illegible] قیلاب آگے [illegible] سالار نے کیا قیلاب نے دفع کر دیا سکان
نے [illegible] کہ اے سالار نہ گھبرا صاحبقران تمھاری مدد کو آتے ہیں ساحروں کے
دم بند کر دینگے لاشوں سے میدان بھر دینگے سالار نے جو سکان کو دیکھا کسی قدر

مطلئن ہوا جھپٹ جھپٹ کے سحر کرنے لگا سکان نے آسمان سے سحر کیا کہ قیلاب کا سر زخمی ہوا قیلاب نے وہی خون چلو مین لیکر فوج پہ پھینک مارا کل فوج بیہوش ہوکر گری قیلاب نے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کرلو سکان نے ایسا سحر کیا کہ سب ہوشیار ہوگئے پھر اٹھنے لگے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آکے پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین حل افسرا ان صاحبقران بھی آپڑے ہر سردار ہر غول مین پہونچا مگر اخنش جادو نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا مٹھی بھر کر ماش کے دانے نکالے طرف صحرا کے پھینکے دیکھا قیلاب نے کئی سو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین صحرا سے پیدا ہوئین مگر سب کے آگے ایک نازنین خوبصورت طرحدار کبک رفتار شیرین گفتار یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی مستانہ آتی ہے نظم

کس پری رو کا انتظار ہے آج — دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج — بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کوندتی ہو — ابر ترچشم اشک بار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو — مرغ روح رواں شکار ہے آج
تیر سے آشنا ہی دیکھ راحت جان — چین ہی صبر ہو قرار ہے آج
وصل کا دے مجھے باغ مین ہو — باغبون کو کمال خار ہے آج
خوش تھا دل تو محبت ملنے کا — کسلیے تنگ و عار ہے آج
دھیان ہر تا کل پریشان کا — اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہو — گرم رہ کوئی شہسوار ہے آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر — تودۂ دل کے صاف پار ہے آج
ہو تکلم مین سبزہ باغ کہان — نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام نازہ ہو یہ — غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے — کہو رعنا تمہین خمار ہے آج

قیلاب نے جو ان نازنینون کو آتے دیکھا صحرا کی جانب گولہ پھینکا ایک تاجدار

تخت پر سوار جتنی نازنینان مہ جبین تھین اُتنے ہی سردار پیدا ہوے اُس تاجدار
نے نازنین کو اشارہ کیا جو سب کے آگے تھی اُسنے آکر سلام کیا تاجدار نے ہاتھ
تھام لیا ہر سردار نے ہر نازنین پر قبضہ کیا اور ساتھ اپنے لیکر طرف صحرا کے روانہ
ہوگئے اخفش نے جو دیکھا کہ میرا سحر ان قیلاب نے مٹایا کہ ایک تاجدار آیا آکر
شاہزادیون کو لے گیا اپنے کو طاؤس سے گرایا سحر کرتا ہوا سامنے قیلاب کے آیا
اور چلایا تلوار کھینچکر جا پڑون سر میدان اس سے لڑون قیلاب نے للکارا کہ او
بیحیا تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مابدولت کا سامنا کرے تجھ ایسے بہت سے شاگرد
ہین رومال سے ہاتھ باندھے اور میرے قریب آ شاید خطا معاف کردون
اخفش نے سحر کیا کہ قیلاب پر آگ برسنے لگی قیلاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ
دم بھر مین وہ آگ بجھ گئی دونون مین دیر تک رد و قدح ہوئی اخفش نے ایک
دستہ زمین پر مارا کہ برق گری مگر قیلاب زخمی نہ ہوا دیر تک لشکر مین ہنگامہ رہا
قیلاب سب کے سحر کا جواب دیتا ہو کسی کے سحر کو نہین مانتا کہ صاحبقران لڑتے بھڑتے
قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب نے کئی سحر کیے مگر صاحبقران نہ رکے کہ اسم
اعظم ورد زبان تھا جب کئی پہلوانون کو مار کر قریب پہونچے تو قیلاب پر ہاتھ
تلوار کا مارا قیلاب نے ہرچند روکا مگر تیغہ عقرب کب رکتا ہو تڑپ کر مثل برق
گرا سپر کو کاٹ کر تا دوابرو پہونچا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون کہ قیلاب نے
اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر قیلاب نے تیر چلا دیے
قیلاب نے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے
سالار کو گھیر لیا سالار نے قدمون کو بوسہ دیا اور بصدق دل مطیع اسلام ہوا
تمام کیفیت بیان کی کہ میری وجہ سے خواجہ رہ گئے اسکا بدلا اُسنے یہ کیا کہ کلمات
سخت زبان سے نکالے ہم ہرچند کہ اسکے نوکر تھے مگر کلمہ سخت نہین سُن سکتے امیر نے
بہ فصاحت و بلاغت کلام کیے اور آپ آپ کہا کیے ہر بات پر سالار وجد کرتا ہو
اور کہتا ہو یا خداوند نعمت ہم اسی کے طالب ہین اور حضور بہادر کے قدردان ہین

اسی وجہ سے سکان بھی شریک ہوا اب ساحرون پر وقت انقلاب ہی صاحبقران نے
فرمایا اب خواجہ کو حکم دیا ہی خواجہ اپنے کو بارگاہ جمشید مین پہونچا دینگے اور صورت
بحالی بادشاہ کی ہوگی خدا اُنکو سلامت رکھے سپہ سالار وہ ایسے شیر کے فرزند ہین کہ جسنے
نو برس کے سن مین جا کر فرنگستان کو فتح کیا۔ ہرچند کہ رستم کی وجہ سے فرنگستان جانا
ہوا کہ یہ قباد سے بگڑ کے گئے تھے مگر دونون بھائیون نے ملک فرنگستان کو فتح کیا تم
دیکھتے ہو سعد و رستم سے جسکا رشتہ ہی رستم نے جو سنا کہ بھتیجا طرف طلسم نوخیز کے
گیا فوراً آنے جا بجا لڑ رہے ہین یقین ہی کہ یہ سب دلیر ہر وقت فتاحی طلسم شریک
ہون حقیقت مین یہ بڑا طلسم ہی سالار نے عرض کی کہ حضور جمشید ثانی وہ ساحر ہی
کہ سب سے زبردست ہوا اُسکا قتل ہونا دشوار ہی اول تو اُسکے معین و مددگار ہین
جب بیہوش ہوگا کوئی نہ کوئی آکر اُٹھا لیجائیگا خواجہ ارادہ تو کرتے ہین پر مددگار
اُنکی مدد کرے امیر نے فرمایا ای سالار افراسیاب سے بڑھکر کوئی ساحر نہ ہوا ہی
اور نہ ہوگا اُسکے جی چھوڑ دینے آخر کو مارا گیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا عمرو نے وہ
وہ کار ہاے نمایان کیے کہ ہوشربا کے ملاحظے پر موقوف ہی افراسیاب کو ختم
کر دیا وہ کہا کرتا تھا کہ ہزار طلسم کشا ہوتے مگر عمرو نہ ہوتا تو میرا کوئی کچھ نہ کر سکتا
قیلاب جو بیٹھا اپنے آکر جا بجا نالے آگے شاہان ملک کو لکھا کہ میرے [illegible]
مسلمانون نے بلوہ کیا ہی میری آکر مدد کرو صاحبقران تو بارگاہ مین ہین مگر چالاک
بن عمرو بارگاہ قیلاب مین خدمتگار بنا کھڑا ہی خبر لے رہا ہی کہ آسمان سے ایک
طائر آیا اُس طائر نے نامہ قیلاب کو دیا قیلاب نے پڑھا اُس مین تحریر تھا کہ ای
برادر ہم طرف سے کوہ بیستون کے آتے ہین نام سے میرے آگاہ ہو کہ نام میرا
قبقاب فیلسوار ہی اور زوجہ میری کہ جو بلاے روزگار ہی ملکہ سیمتن غنچہ دہن ہی کہ
جسکے حسن کا تماشائی طلسم مین شہرہ ہی ہم زن و شوہر آکر سب کو مار لینگے قیلاب نے
یہ نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اور اُسکا لدان مین ڈالدیا یہ کیا جانے؟ خدمتگار پڑھا ہوا
ہی چالاک نے سب نامہ پڑھ لیا اور بارگاہ قیلاب سے نکلا طرف لشکر کے پہونچا تھا

کر دیکھا خواجہ کھڑے ہین پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا اے والد
نامدار بارگاہ قیلاب مین نامہ آیا ہو کوئی ساحر زبردست کہ قبقاب فیلسوار اُسکا
نام ہو اور زوجہ اُسکی سیمتن اُسنے نامہ لکھا ہو کہ ہم دونون طرف سے کوہ بیستون کے
آتے ہین اگر حکم ہو تو جا کر روکون خواجہ نے فرمایا یہان آنے دو سمجھا جائیگا اگر جاؤگے
تو عیاری خراب ہوگی یہان آئیگا تو مین سمجھ لونگا تم اپنا حال بتاؤ کہ اس طلسم مین کیونکر
آئے چالاک نے کہا مجھکو دیوتندک نے پہونچایا مین تو کئی دن سے یون ہی مارا مارا
پھر رہا تھا کہ معلوم ہوا اس مقام پر لشکر امیر اُترا ہوا ہو اور قیلاب عقاب سوار
سے مقابلہ ہو تو مین بشکل خدمتگار بارگاہ قیلاب مین گیا وہان یہ خبر معلوم ہوئی
خواجہ تو یہ خبر سُنکر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے مگر چالاک سوچا کہ چلکر قبقاب کو
روکون یہ سوچکر چلا جب قریب کوہ بیستون پہونچا ایک گویا بنکر ایک نخل کے نیچے
بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

دل کو میرے خم تمنا نہ بنایا ہوتا　　کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
ہون فقط عقل کی افراط سے شستہ بیتاب　　اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان　　دانۂ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان کا خشم مجھکو دیا تھا تونے　　خانۂ دل کو پری خانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور　　تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا　　کاش خالِ رخِ جانانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی　　خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر ہو کہ اے رب جہان　　دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہو انگشت بدندان رعنا　　غم نہ تھا حال جو خستانہ بنایا ہوتا

قضارا لشکر قبقاب کا ایک ساحر فیلقوس جادو واسطے سیر کے نکلا تھا گشت
جو آسمان سے دیکھا کہ ایک گویا گا رہا ہو تمام صحرا مست ہو رہا ہو طائر زمزمہ اپنی
بھولے گانے پر گوش بر آواز ہین تڑپ کر گرا چالاک کو اُٹھائے گیا بارگاہ قبقاب مین لا

کہا او ملکۂ عالم یہ گویّا ایسا گا رہا تھا کہ دل میرا اُسکے سُر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مین اُٹھا لایا ہون
آپ اسکا گانا سنیے یقین ہو بہت پسند فرمایئے گا سیمتن نے کہا جنگلی گویّا ہے کیا گانا
ہوگا فیلقوس نے کہا حضور سماعت تو فرما دین تو آپ کو میرے کہنے کا اعتبار ہوگا
یہ کہکے چالاک کو بیدار کیا چالاک نے جو دیکھا کہ ایک بارگاہ آراستہ ہے اور ایک
شاہزادی مسند پر بیٹھی ہوئی ہے کنیزین اُٹھکر سلام کیا اور کہا حضور مین تو جنگل مین بیٹھا
تھا مین یہان کیونکر آیا امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے فیلقوس نے
کہا تو بیوی قبجناب فیلسوار مالک کو جیتوں او گویّے اپنا گانا سُنا کر ملکہ کو خوش
ہون تجھکو کہتی ہین کہ جنگلی گویّا ہے مین تیرا گانا سُن چکا ہون میرے دل کو یقین ہے
ضرور پسند فرما دینگی سیمتن نے اشارہ کیا کہ ہان او گوییے گانا اپنا سُنا چالاک نے
گنگنا کر چند اشعار اسطرح گائے کہ سیمتن بہت خوش ہوئی کہا او گوییے دو ایک گانا
چالاک نے اور شعر بڑھا کے گائے مین سیمتن نے کہا ارے لو تو خوب گاتا ہے چالاک نے
کہا یا ملکہ کمال خوب رہتا ہے جب ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے سیمتن نے کہا
شراب اندیل کر پلا اگلی بات ہے چالاک نے کہا حضور ملاحظہ فرمائیے گی سیمتن
نے حکم دیا شراب منگا او چالاک نے گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر
آگے ناچنے لگا شراب کو خراب کر چکا اور خوب بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے
سیمتن کے لایا سر خم بجا لا کر سیمتن نے ہاتھون مین لیکے جام پیا اب تو چالاک نے دور باندھا
سب کو شراب پلائی پھرتا ہے باندھنے لگا جا بجا دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کسی
کسی کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کو گالیان دیتی ہے کوئی اُٹھکر ناچنے لگی سیمتن نے جھلا کر
کہا اری کمبختو ہماری صحبت مین یہ ہنگامہ یہ کہکے اُٹھی چاہا کنیزون کو سزا دون کہ
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی کنیزین لپٹا لپٹا کر اُٹھین جدا اُٹھی جو جہان سے اُٹھی تھی
گرتے ہی سب بیہوش ہو گئین جب سب بیہوش ہو گئین تو چالاک نے سیمتن کو ایک
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے کھڑا کر دیا اور آپ اُسکی شکل بنکر لیٹ رہا تھوڑے عرصے کا
تتقاب فیلسوار جو اپنی بارگاہ سے اُٹھا خیال مین گذرا کہ اپنی زوجہ کو دیکھ لون

جیسے ہی بارگاہ میں آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں زوجہ کو دیکھا بیہوش پڑی ہے آکر
زوجہ کو ہوشیار کیا کہا کیوں صاحب یہ کیا معرکہ ہے تیتن نے کہا ایک گویا آیا تھا معلوم
ہوتا ہے ہوا آستے شراب میں بیہوشی پلائی دریافت کرو کہ وہ گویا کہاں گیا ہر چند تلاش
کیا مگر کہیں نہ گویے کو پایا قبقاب تو اپنی بارگاہ میں چلا گیا تیتن نقلی نے سب کو ہوشیار کیا
محفل میں بیٹھی اب چالاک فکر میں ہے کہ قبقاب کو بھی لوں بیٹھے بیٹھے کہا جا کر دیکھوں
کہ صاحب کیا کر رہے ہیں یہ کہتا ہوا چالاک بشکل تیتن چلا قبقاب نے خبر سنی کہ
ملکہ عالم آتی ہیں بہ اسے استقبال یعنی استقبال کر کے بارگاہ میں لایا چالاک کو تو
جلدی ہی تھی کہا صاحب سب کو ہٹا دو جب سب ہٹ گئے تو چالاک نے گلابی اٹھائی
اس میں جو بیہوشی ملا کر سامنے قبقاب کے پیش کی قبقاب نے چاہا پیوں شراب نے
چرخ مارا جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا جیسے ہی جام ٹوٹا اور شراب نے چرخ مارا قبقاب
نے کہا ارے تو کون ہے چالاک نے چاہا جست کر کے بھاگوں قبقاب نے ایک
دوہتڑ زمین پر مارا کہ چالاک بے زمین پکڑا گیا ورد من عیاری کا چہرے سے
اٹھ گیا قبقاب نے جو صورت بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ یہ عیار ہے کہا او ظالم
تو نے میری زوجہ کو کیا کیا تو جو اسکی شکل بنکر آیا تجھکو کچھ خبر نہ ہوا کہ قبقاب جو
پوچھے گا کہ شب کو کیا باتیں ہوئی تھیں تو کیا بتائیگا صاف صاف بتا کہ میری معشوقہ
کہاں ہے چالاک نے کہا میں نہیں جانتا قبقاب تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے دیکھا کہ یہ تیغ برہنہ لیے چھاتی پر بیٹھا ہے ضرور
قتل کر ڈالیگا ہنسکر کہا اے شہنشاہ ساحران آپ ایسا گھبراتے ہیں آپ اپنی زوجہ
کو مجھ سے لیجیے میں ابھی حاضر کرتا ہوں اب جو قبقاب نے اپنی زوجہ کے ملنے کا نام
سنا خوش ہو گیا چھاتی سے اٹھ کہا اے چالاک جسقدر کہ میں روپیہ صرف کروں تجھکو
نوکر رکھ لوں چالاک نے کہا حضور ہم لوگوں کی اسی میں بسر ہوتی ہے کہ ہزاروں
کو گرفتار کرتے ہیں کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں لشکر میں ایک لاکھ
چھوڑ اسی ہزار پیک بچہ ہے وہ لوگ بھی جا بجا سے نازنین حسین کو گرفتار کر لاتے ہیں

ہین اور فروخت کر لیتے ہین ہمارا اور اُستادون کا حصہ بس آتا ہو ان باتون مین چالاک
نے طول دیا مگر قبقاب گھبراتا ہو ہاتھ باندھ باندھکر کہتا ہو کہ او چالاک مطلب کی بات
کہو ہین تمکو نوکر رکھ لونگا چالاک نے کہا جو حضور ہمکو نوکر رکھین گے تو ایسا خوش
ہونگے کہ ملک کے ملک تسخیر کرا دونگا وجہ معاش کا حل ہو کہ ہماری اوقات بسر ہو
تو پھر ہم یہ کام چھوڑ دین بردہ فروشی سے باز آئین سیکڑون بہو بیٹیان اِسی طرح سے
فروخت کر ڈالین اُنکے ماں باپ کیسے کلپتے ہونگے اُنکی بد دعا سے یہ ہمارا حال ہو کہ
صد بار روپیہ پاتے ہین اور خراب حال ہین اور جسم پہ بوٹی نہین چڑھتی دیکھیے کسقدر
نحیف و زار ہو رہا ہون خزانۂ صاحبقران سے صرف تین روپیہ ملتے ہین کہ اُنمین
سوکھی روٹی بھی نہین ہوتی مگر مجبور و ناچار کیا کرین یون ہی بسر کرتے ہین اگر پیشہ
کو نوکر رکھ لیجیے گا تو جان لڑا دینگے وہ وہ شاہزادیان لا کر ملا دین کہ آپ سیمتن کو
بھول جاوین قبقاب کہتا ہو کہ او چالاک مطلب کی بات کہو کہ میری تسکین ہو
ایسا نہ ہو کہ زوجہ میری ہاتھ سے نکلے چالاک کہتا ہو کہ مطلب نکلے گا باتین تو کیجیے مجھکو
یہ خوف ہو کہ ایسا نہ ہو آج تو آپ کی غرض ہو آپ کہتے ہین نوکر رکھونگا اور کل آپ
جھڑا دین تو مین کدھر کا رہا بھائیون سے چھوٹا باپ سے چھوٹا جنکی گود مین پرورش
پائی اُنسے چھوٹا جو لفظ مین نے زبان سے نکالا کبھی کسی عیار نے یہ کلمہ نہین کہا کہ
ہماری بردہ فروشی مین بسر ہوتی ہو جب قبلہ و کعبہ سنین گے کہ چالاک نے ایسی
بات کہی سامنے افسر کے وہ زمرے سے عیارون کے نکالدینگے قبقاب خیلسوار
نے کہا بھائی مین دل و جان سے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب عیار رشک
کرین چالاک نے کہا مین بھی سب کام کا ہون خدمتگار مصاحب جس عمل مین کہ
آپ چاہینگے جو نالیے سر پہ کھڑا رہونگا قبقاب نے کہا او چالاک اب طول کلام
ہو چکا یہ بتاؤ کہ میری زوجہ کہان ہو ورنہ آتش سحر سے جلا دونگا چالاک نے کہا کہ
خفقہ نہ کیجیے پہلے نوکری کو پختہ کیجیے جواب صاف دیجیے تب مین بتاؤن کہ ملکۂ عالم
کہان ہین قبقاب نے کہا ارے اتنا تو کہدے کہ اسی مقام پر میری زوجہ ہو چالاک نے

کہا کیسی ہو مگر آپ کو ملجائیگی اول نوکری کو فرمائیے کہ نوکر رکھیئے گا اسکی چنگل کر دیکھیے یہ کہکے اپنے منھ مین تماچے مارنے لگا کہ ہاے مین نے کیا کلمہ کہدیا اب شرمندہ ہونے سے کیا ہوتا ہو بات منھ سے نکلی اور مشہور ہوئی اب یہ راز نہ چھپے گا ہاے سب بھائیون کو خبر ہوگی کہ چالاک ایسا عیار ہو قبلہ وکعبہ کسی کو حکم دینگے کہ چالاک کو قتل کرڈالو مہتر قران ایسا انکا شاگرد ہو کہ وہ راہ چلتے ایک لغدہ مار دیگا ہاے کیونکر جان بچیگی اب مین کدھر جاؤن کہان چھپون ہاے یہ مین نے کیا کیا اپنے بھائیونکا راز کھولا قبقاب نے کہا اے مہتروالاگہر بس اب افسوس کرچکے اب بتاؤ کہ زوجہ میری کہان ہو اسکو میرے سامنے لاؤ کہ میرے دل کو آرام آئے اندر سے دل کانپ رہا ہو اصل مین یہ کیفیت ہو عجیب صورت ہو

نظم

کیا جلد آج تیر نظر کام کر گیا	اٹک تک نہ کرسکے کہ جگر سے گذر گیا
جوش سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان	دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اتر گیا
اللہ ری سیاہی شام شب فراق	بھسا امید وار اجل صاف ڈر گیا
روز جزا بھی پاس رضا آگیا مجھے	منکر ہوے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا
چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین	او میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا
جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا	تا جیب طول چاک قبا سے سحر گیا
اللہ رے کرشمۂ تیغ ادائے یار	کوئی تڑپ کوئی طپان کوئی مر گیا
اب دست احتیاج اٹھانے سے فائدہ	برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا
تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا	افراط نازکی سے گمان کمر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم	طے جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

یہ اشعار پڑھکے قبقاب رونے لگا کہا اے چالاک قسم کہاتا ہون سامری وجمشید کی کہ اب کچھ عذر نہ سنونگا اور تمکو قتل کرڈالونگا چالاک سوچا کہ اب یہان سے نکلنا ہی دشوار ہو قبلہ وکعبہ کو بلواؤن وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کسی حیلے سے مجھکو بھی نکالینگے کہا اے قبقاب تلوار کو نیام مین کرو میرا خون خشک ہوا جاتا ہو

قبقاب سے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ ورنہ زوجہ سے ہاتھ اٹھاؤنگا تمکو قتل کر ڈالونگا
چالاک نے کہا صاف صاف تو یہ ہی کہ خواجہ مجھکو ساتھ لیکر آئے تھے زوجہ کو تمھاری
دولے گئے مجھکو اُسکی صورت پر چھوڑ گئے تھے کہ قبقاب کو گرفتار کر لاتا اگر آپ سے
ہوسکے تو اُنکو بلوا لیجیے پھر آپ کی زوجہ ملجاے ایک تاجر جلیل قوم کا زنگی اُس سے
گفتگو ہوئی تھی شاید اگر رہن بھی رکھا ہوگا تو چھڑا لا دینگے قبقاب نے منھ پیٹ لیا
کہا او چالاک یہ تمنے غضب کا فقرہ کہا مین عمرو کو ابھی بلواتا ہون اگر اُسکو رہن کیا
ہوگا تو اُسکو اور تمکو دونون کو قتل کرونگا لیکن خواجہ عمرو کہان ہونگے چالاک
نے کہا بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہونگے قبقاب نے ایک سنہری پتلی جیب سے
نکالی کہا اے ہمشبیہ سامری خواجہ عمرو کو تو جا کر اُٹھا لا وہ پتلی چلی چالاک بیٹھا ہوا
باتین بنا رہا ہو مگر خواجہ عمرو در بارگاہ پر ٹہل رہے ہین شاگردون سے فرمارہے
ہین کہ چالاک غائب ہوا مجھکو ڈر ہو کہ ایسا نہ ہو لشکر قبقاب مین جاے اور وہان
جاکر دست اندازی کرے سُنتا ہون کہ وہ بڑا ساحر زبردست ہو کہ پتلی نے آکر
آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمرو کھڑے ہین تڑپ کر گری اور خواجہ کو اُٹھا لیا اور
نعرہ کیا کہ منم فرستادہ قبقاب فیلسوار در بارگاہ پر ہلڑ ہوا کہ اُستاد کو ایک پتلی لیے
جاتی ہو صاحبقران ہلڑ سُنکر باہر نکل آئے سکان بھی ساتھ ہو سر اُٹھا کر دیکھا کہ
ایک سنہری پتلی خواجہ کو لیے جاتی ہو سکان نے پیچھا کیا مگر پتلی تیزرو سامنے سے
نکل گئی مگر سکان تعاقب کرتا ہوا جاتا ہو تھنا سے کار ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ
ایک قصر عالی بنا ہو اُس مین آئینے لگے ہین نہایت آراستہ و پیراستہ اُس مین ایک
نازنین حسین موسوم بہ زعفران پوش بیٹھی ہوئی ہو سکان نے جو اُس نازنین کو
دیکھا اور سراپا پر نگاہ پڑی سکتہ سا ہوگیا چاہتا تھا کہ اِس قصر مین جاؤن لیکن
بسبب آئینہ بندی کے نہ جاسکا اُسکے حُسن کو باہر سے دیکھ رہا ہو کہ سراپا خوب
محبوب مرغوب ہو بقول شاعر

نظم

دہام کیجیے کہ دلربا کیجیے	بکھرے بال اُس پری کے کیا کیجیے

دیکھکر جسکو غش ہوا ہو چین
شوق مین اُسکے مضطرب پیچان
عرق افشان ہر گیسوِ پرخم
زلف ہی یا کہ ہر شب دیجور
کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا
زلف کا کھولنا بہانا تھا
دیکھ پائے جو اُسکے ماتھے کو
عارض صندل سے رکھتی ہو وہ حور
جسکو خالق نے حسن بخشا ہو
خوشنمائی سے ہو جبین کو کام
کیا کرون وصف ابروِ پرخم
جنبش اُسکی ہو تیغ کا چلنا
کج سے شرمانہ یہ ہلال جدا
ہو یہ شیشہ شراب آب بقا
ستوان ناک یا الف کہیے
گفتگو ہو یہ اُسکے عاشق کی
واہ کیا کہیے گورے گورے گال
ایسا عارض جو اپنے ہاتھ آئے
کیا کہون اُس دہن کو مین بیدل
ہو دہن غنچہ پہ سخن در ہو
اُن لبون کا مسیح دیوانہ
ہوتے عاشق مزاج گر معشوق
دانت بھی ایسے خوبصورت ہین

لاکھ تار نظر سے بنے مشکین
طرۂ تار سنبل و ریحان
پردۂ شب مین جسطرح شبنم
مانگ ہو اُس مین یا کہ ہو دہ نور
شعر مشاطہ نے یہ موزون کیا
مدعا جسسے منھ چھپانا تھا
عید کا چاند اُسپہ قربان ہو
تا نہ ہو درد سر کسی کا دور
اُسکو پروا ہے خال و خط کیا ہو
چین دکھلائے تو جو زیب دام
ہو کبھی زہر کی یہ تیغ دو دم
اُس سے بہتر ہو سر جھکا لینا
سبز نور رخ نے دو نیم کیا
بیش بینی ہو خضر کو اس جا
ایسی بینی کو دیکھتے رہیے
نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی
قابل بوسہ ہے کہان یہ مجال
عارض دل کا دور ہو جائے
ہو دہن چوم لینے کے قابل
تنگ مانند تنگ شکر ہو
اُن لبون سے فسون ہو افسانہ
جان دے اُنپہ کیون نہ ہر مخلوق
گر نظیر اُنکی دے سکا نہ یمین

طرفہ ثمر ان پر کوئی کیا جانے — انکے اختر تراش ہین دانے
شفقت آمیز ہر کسی سے کلام — تا نہ آزردہ ہو کوئی ناکام
جس پری کی زبان ایسی ہو — دیکھیے آن بان کیسی ہو

سکان جادوگر قصر پھر رہا ہو چاہتا ہو اندر جاؤن راستہ نہین ملتا قریب آئینے کے آکر سکان نے ایک دو تھپڑ مارا آئینہ ٹوٹا سکان ٹکر مار کر اندر گھسا جیسے ہی قصر مین آیا چرخ کھا کر گرا بیہوش ہو گیا اُس نازنین نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو چند کنیزین آئین قوم کی حبشین انھون نے آکر سکان کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دیکر ایک قفس آہنی مین بند کیا چھت مین پنجرا لٹکا دیا مگر وہ پتلی خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ قبقاب مین پہونچی کہا اے شہنشاہ یہ حاضر ہو پتلی کو اُٹھا کے قبقاب نے جھولی مین رکھا عمرو کو ہوشیار کیا خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ میان چالاک بیٹھے باتین کر رہے ہین اور ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہو چالاک پر غصہ کر رہا ہو خواجہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہو چالاک نے جھک کے سلام کیا کہا قبلہ وکعبہ انکی زوجہ کو حوالے کر دیجیے عمرو نے حیران ہو کر کہا کیسی زوجہ اور کیا بیہودہ بکتا ہو چالاک نے کہا اب کچھ نہ فرمایئے معشوقہ انکی دیدیجیے اور مین نے اب آپ کا ساتھ چھوڑا شہنشاہ کا نوکر ہو گیا خواجہ نے ایک تھپڑ چالاک کو مارا چالاک نے کہا بس کنارے بیٹھیے اب نہ ہاتھ اُٹھایئے ورنہ مین بھی ہاتھ اُٹھاؤنگا تو آپ کو مشکل پڑیگی مین نے سب حال شہنشاہ سے کہدیا ایسے مالک کہان ملتے ہین بردہ فروشی جیسے چھوٹی خواجہ نے کہا ابے بردہ فروشی کیسی چالاک نے کہا جو ہمارا پیشہ تھا وہ ہمنے ترک کیا اب نوکری کرکے بیٹھینگے سامری و جمشید کو یاد کرینگے پھر چالاک نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بنایئے مطلب پر آیئے خواجہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو میرا دل خود پریشان ہو اور یہ تمنے بردہ فروشی کا کیا نام لیا یہ شیوہ تو ہمارا نہین ہو چالاک نے کہا اب نہ کریے صاف صاف کیسے باپ بیٹون مین خوب گتھم گتھا ہوئی قبقاب نے کہا کہ

اب آپس مین لڑ چکے خواجہ میرے مطلب کی کہو کہ میری زوجہ کو کیا کیا چالاک نے
اشارہ کیا کہ قبول لیا اور مجھکو میان سے نکالیے میرا پیچھا نہین چھوڑتا خواجہ نے کہا ای
قبقاب زوجہ تمھاری رہن ہوگئی ہزار روپیہ صرف کرنا پڑیگا قبقاب نے کہا او شہنشاہ
اوج عیاری اگر اُس مردوے نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا تو جو کہو گے دونگا اگر اُسکی عصمت
مین کچھ فرق آیا ہوگا تو تم دونون کو مار ڈالونگا خواجہ نے کہا ایسی جلادی نہ فرمائیے
آپکے غصے سے ہمارا دل کانپتا ہی خون گھٹا جاتا ہی روپیہ لیکر چلیے جنگل مین رکھدیجیے
ایک درخت کے نیچے ہم آپ کی زوجہ کو رکھدینگے ہم روپیہ اُٹھا لین اور آپ زوجہ
لین قبقاب نے کہا مجھے یہ منظور ہی مگر ایسا نہ ہو کہ آپ میری زوجہ کو نہ دین اور روپیہ
مفت لے لین عمرو نے کہا آپ تشریف تو لے چلین جب زوجہ کو اپنی دیکھ لیجیے گا
تب روپیہ اُٹھانے دیجیے گا چالاک نے کہا دیکھیے قبلہ و کعبہ سمجھ کے فرمائیے گا
ایسا نہ ہو میرے آپ کے فساد ہو عمرو نے کہا او نالایق چپ رہ کیون بولے جاتا
ہی شرم نہین آتی کہ تم شہنشاہ کے نوکر ہو اور اُنکی زوجہ نہ دی جاے اور اے
شہنشاہ ساحران آپ کوئی خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اُنکی عصمت بچی ہوئی ہی
جس شخص کے پاس تینے رہن رکھا ہی اُس سے اقرار نامہ لکھا لیا ہی کہ خبردار اسکو
ہاتھ نہ لگانا یہ قبقاب فیلسوار جو کہ شہنشاہ ساحران ہین اُنکی زوجہ ہی تمکو سود
ملیگا اور یہ ہمارا ہمیشہ سے قاعدہ ہی کہ جسکو رہن کرتے ہین اُس مرتہن سے اقرار
کرلیتے ہین کہ خبردار یہ صرف مین نہ آنے پائے ورنہ سوگنی رقم دینا ہوگی لیکن جسکو
فروخت کر ڈالتے ہین تو اُس حالت مین مشتری کو اختیار ہی چاہے صرف مین لاے
اور چاہے نہ لاے اختیار باقی ہی اور یہ شری ہوگیا ہی اسکو بکنے دیجیے جو مین
عرض کرتا ہون اُسے قبول فرمائیے آپ کی زوجہ عصمت برقرار ملیگی اُسکا شیشۂ
ننگ و ناموس کیا مجال ہی کہ ٹوٹے اگر اِسکے خلاف ہو تو مین نے اپنا خون سرکار
کو بحل کیا قبقاب نے جو یہ تقریر خواجہ کی سُنی خوش ہوگیا کہا مین روپیہ لیکے
تمھارے ساتھ چلتا ہون مگر خواجہ اِشارے سے پوچھ رہے ہین کہ یہ تو بتا کہ زوجہ

اسکی کہان ہو چالاک نے کہا راہ مین بتا دونگا قبقاب کئی لاکھ روپیہ نقد جواہرات بیش قیمت لیکر اٹھا خواجہ ساتھ ہوے چالاک بھی ساتھ ہو راہ مین آکر چالاک نے اشارہ کیا کہ زوجہ اسکی اس خیمے مین ہو خواجہ چلتے چلتے گر پڑے ہاے درد ہاے درد کرنے لگے قبقاب نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہو خواجہ نے کہا یہ جو خیمہ سامنے استادہ ہو مین تھوڑی دیر کو اس خیمے مین جاؤن اور پھر نکل آؤن ذرا چیٹ باندھ لون تو درد جاتا رہے اسوجہ سے کہ مجھے آنت اُترآنے کا مرض ہو قبقاب نے کہا کیا مضائقہ ہو چالاک نے اشارے سے بتا دیا کہ خیمے کے ایک گوشے مین چٹائی مین لپٹی ہوئی گٹھری ہو خواجہ نے اندر جا کر سیمتن کو چٹائی سے نکال کر نذر زنبیل کیا اور ہنستے ہوے باہر نکل آئے قبقاب کے ہمراہ ہوے چالاک نے اشارے سے پوچھا کہ مطلب ہو گیا خواجہ نے کہا اب صحت حاصل ہوا اتنی دیر مین درد جاتا رہا اب مین نے خوب کسکر باندھ لیا قبقاب کے ہمراہ چلے کنیزان سیمتن روتی ہوئی ہمراہ ہین کہ ہماری بی بی دیکھیے کیونکر ملین اور خواجہ نے جسوقت سیمتن کو داخل زنبیل کیا تھا تو پکار کر کہدیا تھا کہ خبردار اسکو تکلیف نہ پہونچے راحت سے رہے نگہبانون نے جواب دیا ایسا ہی ہوگا خواجہ نے صحرا مین آکر چالاک سے اشارہ کیا کہ تم تو بھاگو ورنہ کلجا ؤ چالاک نے کہا قبلہ وکعبہ آپ دشمنون مین رہین اور مین اپنی جان بچاؤن خواجہ نے کہا بس اب زیادہ خیر اندیشی نہ فرمائیے مین نکل آؤنگا اور مین خوب سمجھتا ہون کہ جسوجہ مین آپ فرماتے ہین مین اس رقم مین سے ایک خرمہرہ نہ دونگا ساری رقم میری ہو چالاک سر جھکا کر خاموش ہو رہا اور اپنی جان کو غنیمت جانا اور طرف صحرا کے بھاگا خواجہ نے ایک پرانا قالین نکالا اُسکو بچھا کر تکیہ رکھا زنبیل سے ایک پتلا نازنین کا نکالا اُسکو لٹا دیا اور سپیٹا ساچادرہ اُڑھا دیا اور چہرہ کھلا رکھا قبقاب نے جو دور سے دیکھا کہ عمرو نے میری زوجہ کو نکالا کہا خواجہ مین آؤن عمرو نے کہا مین طرف روپیون کے جاؤن قبقاب نے کہا جائیے خواجہ عمرو نے

جھپٹ کر سب روپیون کے توڑے اُٹھائے اور لیکر بھاگے مگر قبقاب دوڑا ہوا آیا ہاتھ پکڑ کر روپیہ کو بلانے لگا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا خواصون نے پکار کر کہا واری غضب ہوا کہ ملکہ ہماری گل گئین ایک خواص نے پیٹ پر ہاتھ رکھا کہ ہاتھ پیٹ مین اُتر گیا کہا حضور یہ تو صبوہ اور شہاب کی بنی ہوئی تھین کسی نے چوٹی پکڑی اُلٹا آئی بعد عرصہ دراز ثابت ہوا کہ یہ پتلہ بنا کر ڈال گیا قبقاب نے کہا کہ یہ حرامزادہ سا۔ ہان زود و کہان جاتے ہیں قبقاب چلاتا ہوا پلٹا کہا او یار دو یہ عیار بڑا دعوکا دے گئے مگر دیوانہ کرکے مارونگا سارے لشکر کو پامال کر ڈالونگا غرض یہ کہتا ہوا قبقاب لشکر مین آیا سارے لشکر کو تہ و بالا کیا آپ گینڈے پہ سوار ہو کر طرف لشکر خاص کے چلا گو خواجہ بھاگے ہوئے جاتے تھے ہوا مین تو جب اُس قصر کے پہونچے باہر سے دیکھا کہ سکان جادو نفس آہنی زنجیر مین لٹکا ہوا ہے بس عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ یہان کیونکر پہونچا اب دیکھکے چلے جانا یہان سے مناسب نہین ہے حیلہ نکرونی کرنا چاہیے ایک گویے کی شکل بنائی زیبا تھ مین لیکے سامنے قصر کے بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

نہین جیسدن سے یار پہلو مین — دل کو ہو اضطرار پہلو مین
نخل امید یہ ثمر لایا — ہو وہ رشک بہار پہلو مین
کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر — دل ہوا ہی شکار پہلو مین
دل مشبک ہو تیر مژگان سے — زخم ہین بے شمار پہلو مین
نہین ممکن کہ اب پتہ بھی لگے — ڈھونڈھ رہے دل ہزار پہلو مین
دل و جان و جگر شب وصلت — ہو سے تیرے نثار پہلو مین
دل کو وارون مین جان نثار کرون — آؤ گر ایکبار پہلو مین
جام جم دیدۂ جہان بین ہے — دل ہو آئینہ وار پہلو مین
تیغ بلبل یہ گل چڑھاؤن نظام — آئے اگر گلعذار پہلو مین

اُس نازنین اپنی زعفران پوش کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سر نکالکر دیکھا کہ

ایک گویا نحیف وضعیف مگر اچھا کا گورا ایک مشروع کا پاجامہ اور ایک کرتا عمدہ
چکن کا پہنے ز بیٹھا ہوا بجا رہا ہی اور اشعار عاشقانہ گا رہا ہی زعفران پوش بیقرار
ہوگئی ایک کنیز سے کہا اسکو اٹھا تو لا یہ صحرا مین کیونکر آیا یہ تو صحراے آئینہ دار شہود
ہی یہان کوئی آ نہین سکتا کنیز نکلی خواجہ کو اٹھا لیگئی سامنے زعفران پوش کے
لائی کنیزون نے خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ جو ہوشیار ہوے تو دیکھا کہ اسی قصر
آئینہ مین بیٹھا ہون وہ نازنین مسکرا کر کہنے لگی کہ میان گویے اس صحرا مین کیونکر
آئے عمرو نے کہا حضور آفت زدہ مصیبت کے مارے صحرا صحرا پھرتے ہین تمام
تاجدار مسلمان ہوتے جاتے ہین ہمکو کوئی پیسا نہین دیتا یہان صحرا مین آکر بیٹھے
کہ شاید عنایت جمشید ثانی ہو اور طائر ہماری مدد کرین مگر آپ ایسے قدردان اب
کہان ہین ہر ملک مین دیکھتے ہین مسجدین بنی ہین نماز روزے کا سامان ہو رہا ہی
سامری و جمشید کا کوئی نام نہین لیتا جہان دیکھو نام خدا سے نادیدہ لیا جاتا ہی
زعفران پوش نے کہا بڑے میان صاحب اپنا نام تو بتاؤ خواجہ نے کہا مجھکو اُستاد
ہرجائی کہتے ہین مگر اس طلسم مین بھی جابجا جلوہ ہی یہ کون شخص ہی جو قفس مین لٹکا ہی
زعفران پوش نے کہا یہ گنہگار خداوند ہی مجھپر عاشق ہوا تھا اسی جوش مین آیا یہان
آکر گرفتار ہوا اب مجال نہین ہی کہ اس قصر سے آکر نکلجائے مین نے اسکو گرفتار کیا ہی
اب سامنے خداوند کے لیجاؤنگی قدرت کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین
عمرو نے پوچھا قدرت کہان رہتے ہین زعفران پوش نے کہا قصر مروارید نگار
جہان کی حاکم دردانہ گوہر پوش ہی وہان تشریف رکھتے ہین کل جلسہ ہی سب شہزادیان
جمع ہونگی میرا ارادہ ہی کہ مین بھی جاؤن اور اس گنہگار کو سامنے قدرت کے لیے
جاؤن عمرو نے کہا بلیّان لون مجھکو بھی اپنے ساتھ لے چلیے زعفران پوش نے
کہا مین ضرور تجھکو اپنے ساتھ لے چلونگی اور تیرا گانا مجھکو بہت پسند آیا یقین ہی کہ
قدرت بھی پسند فرمائین اسکے نام کا تو اشتہار ہی کہ جو سکان کو گرفتار کرکے لاے
منصب اور جاگیر پاے مین حیران تھی کہ کیونکر تکلیف کرونگی جب دربند ہفتم پر جاؤنگی

تب سکان کو پاؤن لیکن قدرت خداوند جمشید ثانی کہ یہ خود یہان آکر پہونچا اس
آفت مین گرفتار ہوا عمرو نے کہا یہ گرفتار بڑا مغرور معلوم ہوتا ہے قفس اُتار لیجے
کہ مین اِس سے پوچھون کہ تو کیون مسلمان ہوا زعفران پوش نے اِشارہ کیا کہ اسے
قفس سکان کا اُتارو سامنے میان ہر بابی کے رکھو یہ بھی دریافت کر لین کہ کیون
مسلمان ہوا اگر یہ خوبی مذہب اسلام کی کہیگا جب قفس زمین پر آیا تو عمرو نے قریب آکر
کہا کیون او سکان مذہب مسلمانان مین کیا بہتری دیکھی کہ جاگتی جوت کے خداوند کو
چھوڑا کہ جنھون نے کس پرورش سے تم لوگون کو پیدا کیا اور کیا مرتبہ عنایت ہوا
سکان نے کہا میان گویے صاحب تم کیا جانو کہ مذہب کیا چیز ہے خدا اسے نادیدہ
خدائے برحق ہے اور جمشید ثانی ایک ساحر مکار رجلساز شعبدہ باز ہے کہ جس نے
سب کو ورغلا رکھا ہے مین نے خدائے حقیقی کا مذہب اختیار کیا گویے نے کہا
اے ملکۂ عالم دیکھیے عقل کی کوتاہی ایک کو مانتے ہین اور پوجنے دوسرے کو چھوڑتے ہین
خداوندون سے منھ موڑتے ہین یہ باتین کرتے کرتے عمرو نے پوچھا اے ملکۂ عالم
یہ زبان مین اِسکی سوئی کیسی لگی ہے اگر حکم ہو تو اِسکو نکال لون زعفران پوش نے
کہا میان گویے صاحب سوئی نہ نکالنا جادوگر کو جب قید کرتے ہین تو زبان مین اُسکی
سوئی لگا دیتے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے آنکھ کا اِشارہ دکھلا کر کہا کیون میان
سکان سوئی نکال لون سکان نے کہا خواجہ زندگی مین اِس زرد رو کے قفس
سے نکلنا دشوار ہے یہ آئینے چمکین گے ہر طرف سے روکین گے مین کس کس پر حملہ کرونگا
اگر ہو سکے تو اِسکو بیہوش کرو خواجہ یہ سنکے چپکے اِشارہ کیا کہ ملکۂ عالم یہ جھگڑے
تو رہین گے چند اشعار سُن لیجے وقت جاتا ہے زعفران پوش نے اِشارہ کیا اچھا
میان ہر بابی کچھ گاؤ عمرو نے دو چار ٹھمریان گائین زعفران پوش بہت خوش
ہوئی عمرو نے کہا حضور آج تیسرا روز ہے کہ اِس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون اگر
شراب پیون تو طبیعت کھلے زعفران پوش نے اِشارہ کیا کہ میز پر گلابی رکھی ہوئی
ہے اُٹھا کر پیو کون منع کر سکتا ہے عمرو نے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا بیہوشی ملا کر پیا چاہی

پھر خیال کرکے کہا کیا ہے وہی ہو کہ سرکار کے سامنے پیے لیتا ہوں یہ کہکے جام لبریز
کرکے سامنے کیا زعفران پوش نے کہا مجھ سے میاں صاحب آپ پیجیے مجھے ضرورت
نہیں ہے عمرو نے کہا اگر آپ نہ نوش فرمائینگی تو میں بھی نہ پیونگا جب عمرو نے یہ کہا تب
زعفران پوش نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا کہا کیوں مجھ سے میاں صاحب میں جام پی جاؤں
بڑے میاں نے کہا ضرور نوش فرمائیے زعفران پوش نے چاہا کہ جام لبوں سے
لگاؤں کہ ایک آئینہ چمکا جیسے ہی آئینہ چمکا زعفران پوش نے ہاتھ روکا اور کہا اے
آئینہ دار صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہے کیوں منع کرتی ہو دیکھا کہ جہاں سے آئینہ
چمکا تھا وہیں سے ایک نازنین نے سر نکالا پکار کر کہا اے ملکہ عالم مجھکو افسوس ہوتا ہے
کہ آپ جام پیتے ہی بیہوش ہو جائیےگا ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ آپ جام
نہ پیجیے زعفران پوش نے وہ جام پٹک دیا جام ٹوٹتے ہی شراب جو زمین پر گری
اتنی زمین سیاہ ہو گئی عمرو کانپ گیا جی میں کہتا ہے کہ غضب ہوا کہ راز کھلا اب یہاں سے
نکلنا دشوار ہے چپ چاپ کر قریب قفس کے آیا زعفران پوش زمین کو دیکھ رہی ہے
کہ زمین کیوں سیاہ ہو گئی عمرو نے زبان سے سکان کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی
سکان تڑپا کہ آئینہ پھر چمکا اسی نازنین نے سر نکالا پکار کر کہا اے ملکہ عالم اسکو
جانے نہ دیجیے اگر یہ نکلگیا تو قیامت برپا ہوگی یہ عمرو عیار ہے زعفران پوش نے
چاہا سحر کروں مگر سکان نے پہلے عمرو ہی کی کمر میں پنجہ دیا چاہا سے نکلوں کہ آئینہ چمکا
اُس نازنین نے سر نکالکر کہا خواجہ کہاں جاتے ہو اے سکان ٹھہر جا سکان قریب
آئینے کے جا گرا زعفران پوش نے اٹھکر خواجہ عمرو و سکان کو گرفتار کیا گرفتار
کرنے کے آواز دی کہ اے آئینہ دار خواجہ عمرو کو لیکر اپنے پاس قید کر وہیں تو صبح سے
سوچ رہی تھی کہ سکان کی رہائی کو کوئی آئیگا میری گھبراہٹ کا یہ انجام ہوا اے
آئینہ دار اگر اسکو احتیاط سے رکھا اور یہ عمرو قید رہا تو اہل اسلام سحر جی چھوڑ
جاوینگے یہ وہ شخص ہے کہ جسنے افراسیاب ایسے بادشاہ کو تنگ کر دیا کہ جسکا ہمیں
مشق دانظیر نہ تھا اسکے کمر سے بچا آئینہ دار نے کہا حضور اسکو پہرا جاگتی ہوں

جسدن سے مسلمان آئے خواب و خور حرام ہو گیا ہر وقت یہی خیال ہے کہ تجھ رہا ہو جاوا
چاہتا ہے لیکن اگر مناسب ہو تو اسکو قتل کرڈالیے آپ یہ چالاک ہے جیسی ہر ایک کی رائے
یہی ہے کہ یہ شخص قید سے نکل جائیگا چالیس کنیزیں آپ کی حفاظت کیا کرتی ہیں یہ سنکر
زعفران پوش اٹھی حکم دیا بیرون قصر میدان خونی کی تیاری کرو میں تم لوگوں کی
صلاح سے کام کرتی ہوں میرا بھی دل دھڑکتا ہے کنیزیں باہر نکلیں چالیس کنیزیں افسر
سب کی آئینہ دار زعفران پوش بھی بیرون قصر آئی تخت پر سوار ہو کر عمرو وسکان
کو کشاں کشاں لائی ایک مقام پر بٹھا دیا ایک حبشی کو اشارہ کیا کہ وہ تلوار
کھینچکر چلی عمرو دعائیں مانگنے لگا کہ اے خالق کارساز اور رب بے نیاز تو رحیم و کریم
ہے اس آفت سے نجات دے رباعی

یارب ز کرم بر من درویش نگر — بر حال من خستہ دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو — بر من منگر بر کرم خویش نگر

سکان نے بھی دعا کی کہ اے پروردگار دعا قبول کر اس آفت سے نجات دے
تقاضائے کارساز صاحبقران زمان خاصہ کھا کر آرام فرما رہے تھے کہ عالم خواب میں
دیکھا کہ عمرو و سکان زیر تیغ بیٹھے ہیں اور قتل ہوا چاہتے ہیں گھبرا کر اٹھے فرمایا اشقر کو
لاؤ اشقر تیار ہو کر آیا امیر اسپر سوار ہوئے فرمایا اے اشقر جس مقام پر عمرو قید ہو اسطرف
بھگا لے چل زعفران پوش نے یہاں گھبرا کر کہا اے حبشی جلد اسکو قتل کر کہ حمزہ نے
ادھر کا رخ کیا ہے لگے ہاتھ ہلایا کہا اب میں انکو بھی گرفتار کرتی ہوں ایک آہو دشت
سے نکلکر جست و خیز کرتا ہوا چلا یہاں صاحبقران جو صحرا میں آئے دیکھا کہ ایک آہو
صحرا سے آتا ہے مگر نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ آراستہ و پیراستہ بقول شاعر نظم

تھی زر بفت پشت کے اوپر — ہوا دوڑنے آہو پری پیکر
جسم محبوب اُس سے عاری تھا — دل کے رکھنے کا وہ شکاری تھا

صاحبقران نے اسپر گھوڑا ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہے اشقر طرارے بھرتا ہوا ہر چند
پاس سکے پہونچتے ہیں چاہتے ہیں کہ گرفتار کروں مگر آہو چالاک وہ ہے جسوقت

جست کرتا ہو پچیس قدم پر جاکر ٹھہرتا ہو امیر بھی وہین پہونچتے ہین مگر آہو پھر بڑھ جاتا ہو
دیر تک صاحبقران اُس آہو کے پیچھے سرگردان رہے آخر نظرون سے غائب ہو گیا
ایک طرف روشنی معلوم ہوئی صاحبقران طرف روشنی کے چلے قریب آکر دیکھا کہ
ایک قصر آئینہ بنا ہوا ہو دالانمے مین اُس قصر کے عمرو وسکان زیر تیغ بیٹھے ہین اور
ایک جادوگرنی زعفران پوش تخت پر سوار اشارے کر رہی ہو کہ انکو جلد قتل کرو
حبشن تلوار لیکر چلی کہ قتل کرون عمرو نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ اے مالک
و حاکم کیا میری موت آگئی کبھی زعفران پوش سے اشارے کرتا ہو کہ ملکۂ عالم اِس
سکان کو قتل کیجیے مین تو آپ لوگون کا کملوتہ ہون امیر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او
حبشن خبردار ہاتھ نہ مارنا بہ کہکے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری حبشن پر تیر مارا کہ
حبشن کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا جب حبشن گری تو زعفران پوش نے
کہا لو حمزہ آپہونچا چہار طرف سے گھیر کر مار لو سب کنیزین و آئینہ دار و زعفران پوش
بھی ملکر سحر کرنے لگین صاحبقران کا اشتر گرگا عمرو نے پکار کر کہا کہ اے آقاے نامدار
و اے مولاے قدر شناس اسم اعظم کو نہ فراموش فرمایئے صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا جیسے ہی اسم اعظم ورد زبان کیا مرکب بڑھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل — گزر گشتہ سہراب و رستم مجل
امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بُن کافران از جہان پاک کرد — ہمہ سرکشان جملہ در خاک کرد

جو کنیز کہ سامنے آئی وہ علف شمشیر آبدار ہوئی لاشے کنیزون کے زمین پر گرے اور
آئینہ دار یہ کہکر بڑھی کہ مین حمزہ کو گرفتار کیے لیتی ہون ایک چھوٹا سا آئینہ ہاتھ
مین تھا اُسکو چمکانے لگی صاحبقران ہر مرتبہ رک جاتے ہین مگر جب اسم اعظم پڑھتے ہین
تو مرکب بڑھتا ہو آئینہ دار سحر کرتی ہوئی سامنے پہونچی چاہا نیمچہ مارون اُسی ہاتھ مین
آئینہ ہو امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا ایک تڑاقہ ہوا آئینہ ٹوٹا اُسی سے ایک برق چمکی

آئینہ دار کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر غبار ہو گیا امیر اُس اندھیرے
مین قریب عمرو کے پہونچے اول آتے ہی سوزن زبان سے سکان کی نکالی خواجہ
گرفتار سحر تھے اُنپر اسم اعظم دم کیا عمرو نے رہائی پائی اُٹھتے اُٹھتے عمرو نے ایک حقۂ
آتشبازی مار دیا مگر سکان نے چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے کہ زعفران
پر پتھر برسنے لگے زعفران پوش نے ایک سپر فولادی بنا کر سر پہ پناہ کی جو پتھر گرتا ہی
سپر سینہ سپر کرتی ہی دیر تک پتھر برسے مگر زعفران پوش کا کچھ نقصان نہ ہوا پکار کر کہا
او سکان ابھی چند سحر سیکھ مین ایسے سحر کو کب مانتی ہون مگر دیکھتی ہو کہ کنیزین قتل
ہوئین آئینہ دار اپنے سحر مین آپ جل رہ قصر آئینہ بھی گرا زعفران پوش نے چاہا کر
نکلجاؤن کچھ پڑھکر شانون پر پھونکا کہ دو پر پیدا ہوے جب پر ظاہر ہوے تو اپنے
بازوون کو پکڑ دیا تخت سے اُڑی عمرو نے کہا آقاے نامدار یہ جانے نہ پائے
اگر نکلجائیگی تو آفتین برپا کریگی یہ اُن سب کی افسر ہو امیر نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر زعفران پوش پر مارا لیکن
زعفران پوش نے ہر چند اپنے کو بچایا مگر تیر آکر سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
مارے جانا زعفران پوش کا کہ دیر تک ہنگامہ رہا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ شتی
مرا نام ہن زعفران پوش مالک قصر آئینہ بود بعد مارے جانے زعفران کے دیر تک
صحرا مین اندھیرا رہا جب صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا تب اندھیرا دفع ہوا سکا
و عمرو کو ساتھ لیکر صاحبقران لشکر مین آئے مگر جمشید ثانی نام وجیفا کا بانی تخت پر
بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی حکم دیا کہ ملکہ یاسمن کو لاؤ یاسمن کو سامنے بلوایا اور
پکار کر کہا او جان جہان راتین مجبیر تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آپ و دانہ ترک ہو گیا
انتظام دنیا مین خلل پڑتا ہو نہین معلوم کتنے پیدا ہوے اور کتنے مرے یاسمن تو
خاموش کھڑی ہو لیکن جمشید ثانی نے قصد کیا کہ اُٹھکر گلے لگالون یاسمن نے دعا کی
کہ ای پروردگار و اے مالک لیل و نہار اِس ظالم کی بدعت سے بچالے ایسا نہ ہو
بیجا ہاتھ لگانے کہ ایک کرشمہ کا ہوا کہ گر کے قصر گرا جمشید ثانی نے کہا آج کوئی رکن

طلسم گر ہے لیکن حال نہ کھلا کہ کون مارا گیا کہ سامنے سے دیکھا چند طائر اڑتے ہوئے آئے
جو سب کے آگے تختہ اٹھائے تھا پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا کہ قصر آئینہ گر گیا آئینہ دار
مالک قصر آئینہ زعفران پوش ماری گئیں یہ سنکر جمشید نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو
سامنے سے اس ظالم کو ہٹا دو اسی کے قدم کی نحوست سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہے کہ
قدرت کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ جادوگرنی مری ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا او
برق بار تم اسی صحرا میں جا کر حفاظت کرو ایک جادوگرنی بھاری لنگا سمیٹے
ہوئے اپنے مقام سے اٹھی اور جب اسے انتظام ہوا تو ہوئی برق بار نے جا کر
سب کے لاشے اٹھوائے قصر آئینہ بنایا ہے اسے حفاظت میں لی اگر کوئی ملزم بھی آکر
آتا ہے تو اسے بھی دھوکا ہوتا ہے کہ اسکو جلا دیتی ہے اگر کوئی ہرن نکلا تو اسکو
بھی سحر کا شکار کیا جنگل میں کسی کو ٹھہرنے نہیں دیتی بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے لیکن
خواجہ عمرو کو افسوس ہے کہ بڑے تاسف کی بات ہے کہ وہ قصر گرا اور نہ اسکی تلاش
ہوئی شاید یہ حال تھا پھر سوچتے ہیں کہ اب پھر چلو چلکر دیکھو لوکہ کیا رنگ ہے خواجہ
تو اس فکر میں ہیں مگر مالک دربند ہفتم قیلاب عقاب سوار بارگاہ میں بیٹھی
بیٹھا تھا کہ خبر سنی کہ قبقاب نیلسوار آتا ہے کہ آنے روا اسکا نامہ بھی آچکا ہے یہ
میرا چھوٹا بھائی ہے صلاح کر رہا ہے کہ دیکھیے قبقاب آکر کیا کرتا ہے مگر قبقاب اپنی
زوجہ کے غم میں پریشان و مضطر بیقرار و خشمند رہے وہ رستے جو لشکر اسلام کو دیکھا
جلگیا رجز سے نعرہ کیا کہ باشید او مسلمانان مجھکو بتلاؤ کہ ساربان زادہ کہاں ہے
قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے قبقاب نے گولہ مارا کہ لشکر
اسلام پر پتھر برسنے لگے اہل اسلام پامال ہوئے جاتے ہیں مگر اخفش نے جو
سنا کہ لشکر اسلام پر آفت برپا ہے خیمے سے نکلا دیکھا کہ ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے ہزارہا
ساحر گرا ہے اہل اسلام کو قتل کر رہا ہے اخفش نے آتے ہی سحر کیا کہ پتھر برسنا موقوف
ہوئے صاحبقران زمان دنا تماشا سنکر بارگاہ سے نکلے اسم اعظم پڑھنے لگے
اسم اعظم جو پڑھکر دم کیا جو لوگ بیہوش پڑے تھے وہ سب ہوشیار ہوئے مگر

قیلاب نے جو خبر سنی کہ قیقاب آتے ہی لڑائی میں مصروف ہوگیا اپنے مقام سے
اُٹھا باہر نکلا دیکھا کہ ابر آسمان پر چھایا ہے مگر بارش نہیں پکار کر آواز دی کہ ای
برادر بجان برابر قیقاب یہ کیسا ابر چھایا ہے جس سے بارش آب بھی نہیں یہ سحر کیوں
کیا قیقاب نے پکار کر کہا ای شہنشاہ ساحران مجھکو عمرو نے لوٹ لیا میری زوجہ کو
لیکر بھاگا ہے کیا میں وہ ہونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر قیلاب نے گولہ اٹھاکر
طرف ابر کے پھینکا ارادہ یہ تھی کہ آگ برساؤں سب کو جلادوں مگر ایک ساحر جو
اُس ابر میں چھپا تھا گولہ آکر اُسکے سامنے پہنچا اُسنے پکار کر کہا یہ کون بے ادب ہو کہ
حملہ ستاتا ہے سب کو قتل کرونگا ہمارے آقا نے سحر کیا ہے جو ہمارا سب جانیں گم ہو
اُڑینگے اور کوئی ان میں دخل نہ دے قیلاب [illegible] پکار کر آواز دی کہ
اگر کوئی دخل دے تو تو کیوں بات ہو اُس ساحر نے آسمان پر اشارہ کیا ایک لکڑا ابر
ٹوٹ کر قیلاب پر گرا قیلاب کا سر زخمی ہوا تب تو قیلاب بگڑ گیا ایک دو ہتھڑ زمین
پر مارا اور خون سر کا لیکر پھینکا ارادہ خون کے قطرے جو ابر پر پڑے ابر لخت لخت
ہوگیا سحاب ابر بار ظاہر ہوا قیلاب نے اُس ساحر کو کھینچا جب وہ قریب آیا تو
کلائی پکڑی کہا کیوں بھیا تو نے مجھکو زخمی کیا تیرا جو افسر اعلیٰ ہے وہ میرا چھوٹا بھائی
ہو تو مجھسے دعویٰ برابری رکھتا ہے سحاب ابر بار نے جواب دیا قیلاب نے جھلاکر
تمانچہ مارا کہ سر سحاب کا اُڑ گیا مرتے ہی سحاب کے لشکر قیقاب میں ہنگامہ ہوا
کئی سو ساحر دیوانے ہوگئے پہاڑوں سے سر ٹکراتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ
بہ جوش و خروش زبانوں پر جاری تھے نظم

ساسنا ہونے نہ پائے اے خدا برسات کا	بے صنم بھاتا ہے کسکو دیکھنا برسات کا
فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہیں	رہتا ہے بارہ مہینے سامنا برسات کا
جوش گریہ تا فلک پہونچا ہجوم رنج سے	اشک تر ایسے بڑھے رتبہ گھٹا برسات کا
بے صنم بھاتی ہے کب اے دل یہ فصل برشکال	قہر ہے آفت ہے ہمکو دیکھنا برسات کا
کسکو دل ایسا دکھایا ہے کسی بیدرد نے	ہے جو اشک تر سے عالم جابجا برسات کا

اسقدر آنسو بہائے جتنے جل تھل بھر گئے
چشم گریان کو اجازت دے کہ پھر یار مین
غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم
ہو گیا لبریز صحرا گر گئے لاکھون کے گھر
پھر وہی چہلین وہی اٹکھیلیان ہون یار
کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون نسیم

لوگ کہتے ہین مہینہ تو نہ تھا برسات کا
دیکھ لین گے ایک دن ہم حوصلا برسات کا
ابر تر برسے کسے ہی وعدہ تھا برسات کا
زور اسکی تو نہایت بڑھ گیا برسات کا
جلد آجائے مہینہ ای خدا برسات کا
فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

قبقاب گینڈا بڑھا کر قریب قیلاب کے گیا اور کہا ای برادر یہ کیا حرکت کی کہ اُس ساحر کو مار ڈالا کہ جسکی ذات پر انتظام لشکر تھا قیلاب نے کہا ای برادر تمھارا مدعا کیا ہے قبقاب نے کہا میری زوجہ کو عمرو لے آیا ہے مین چاہتا ہون عمرو کو گرفتار کرون قبقاب نے کہا اگر سارا لشکر تباہ کر دوگے تو یہ لوگ بخوشی عمرو کو ندینگے تم پلٹ چلو مین وعدہ کرتا ہون کہ عمرو کو گرفتار کرونگا غور سے دیکھو جسطرف امیر لڑ رہے ہین اسطرف سحر نہین جاتا پھر ہم کیا کرین تدبیر کر کے لڑین گے کہ شاید ہم غالب آوین صاحبقران رخصت ہوے قریب قیلاب پہونچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر علحدہ ہوے قبقاب کو ساتھ لیکر قیلاب پلٹا بارگاہ مین لا کر بٹھایا مگر قبقاب کے ہوش و حواس درست نہین ہین زوجہ کی یاد مین بیقرار رہی قیلاب نے کہا مین جاتا ہون اور عمرو کو لاتا ہون اگر اُسنے تمھاری زوجہ کو دیا تو زندہ چھوڑ دونگا ورنہ اُسکو قتل کرونگا قبقاب کہتا ہے ای برادر عمرو کے ساتھ سختی نہ کرنا منت و خوشامد سے میری زوجہ کو لے لینا طاؤس تیزرو عیار قیلاب بیٹھا ہوا تھا اُسنے کہا آقا سے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جا کر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے طاؤس تیزرو اُٹھا تلاش مین خواجہ کی نکلا مگر شاگردون نے خواجہ کو خبر پہونچائی کہ آپ کی تلاش مین طاؤس عیار آتا ہے خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلے ایک صحرا مین آکر ٹھہرے کہ ایک آواز آئی دیکھا کہ طاؤس تیزرو اُڑا ہوا آتا ہے عمرو نے صفہ ہاے کمند عش پوش کر دیے اور شاہراہ پر آکر بیٹھے جیسے ہی طاؤس اُدھر سے نکلا

عمرو نے شیر کی آواز دی طاؤس رُکا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے حباب
مار کر بیہوش کیا بیٹھکر طاؤس کو اپنی شکل بنایا آپ طاؤس کی شکل بنے طرف لشکر قبقاب
کے چلے قبقاب فیلسوار کر انتظار مین تھا دیکھا طاؤس آتا ہی بیقرار ہو کر دوڑا
کہا او طاؤس کے لایا کہا اُسی دشمن کو کہ جسکا وعدہ کر گیا تھا جنگل مین خوب تلوار
چلی مگر میرے ہاتھ سے کیا بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کر لیا ایک مقدمہ مین نے
اور دیکھا اُسکو بیان کرتے ڈرتا ہون کہ جنگل مین ایک جھاڑی تھی وہان اِسنے
کچھ چھپایا ہی مین اِسکی گرفتاری کی خوشی مین تھا خیال نہین کیا مگر اتنا معلوم ہوگیا ہی
کہ کسی عورت کو اِسنے چھپایا ہی قبقاب نے کہا ارے یہ بردہ فروش ہی کسی کی بہو یا
بیٹی کو چرا لایا ہوگا مگر خداوند ایسا کرین کہ میری زوجہ کو چھپایا ہو او طاؤس تجھے
دولت دنیا سے نہال کر دونگا تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے طاؤس
نے کہا مین جان و مال سے موجود ہون جو مجھسے ہو سکے وہ پیروی کرونگا یہ کہکر لشکر میں
ڈالدیا اور آپ طرف جنگل کے بھاگا جنگل مین آکر سیمتن کو زنبیل سے نکالا زیور
سب اُتار دیا فقط ایک ساری باندھ دی پشتارہ لگا کر دوڑا ہوا آیا کہا او شہنشاہ
عورت ہی مگر پہچانیے کہ یہ کون عورت ہی قبقاب نے جو اپنی زوجہ کو دیکھا کہا او
طاؤس بڑا کام کیا بڑی خداوند نے خیر کی کہ جنگل مین کوئی شیر بھیڑیا آتا تو اِسکو
کھا جاتا مگر تو نے بڑا احسان کیا کہ ملکہ کو لایا جو تو مانگے وہ دون عمرو نے کہا مین
اِسکا مشتاق ہون کہ خوشی کیجیے اور شراب پلایئے اور پھر مین اپنے ہاتھ سے سبکو
شراب پلاؤن اور راگ ساربان زادے کو جلاؤن قبقاب عمرو کو اپنے ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آیا طاؤس نقلی نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے قبقاب نے بخوشی
کلید دیدی خواجہ میخانے مین آئے سب شراب کو خراب کیا خوب دل بھر کے
بیہوشی ملائی بیہوشی ملا کر چند گلابیان آراستہ کیمن ارغوانی سے معمور کر کے
سامنے قبقاب کے لائے قبقاب نے اِتنے عرصے مین زوجہ کو اپنی نہایت
عمدہ کپڑے پہنائے مگر دیکھا کہ زیور نہین ہی جی مین کہتا ہی کہ بلا سے زیور گیا یہ تو ملی

زوجہ کو اپنی پہنا اُڑھا کر مسند پر بٹھایا اور ہوشیار کیا پوچھا صاحب تمکو عمرو کہاں لیگیا تھا اِتنے دنون کہاں رہین سیمتن نے کہا صاحب کیا بیان کرون ایک مکان عالی بنا ہوا تھا اُسمین ہزارہا کنیزین تھین مجھکو دیکھکر دوڑین مین ڈری کہ دیکھیے اب یہ کیا کرینگی ایک شاہزادی حسین کوٹھا ہاتھ مین لیکر آئی کنیزون کو آکر مارا اور کہا ارے حکم ہے اِس شفیق کو آرام سے رکھنا تب کنیزین ہٹین اُس شاہزادی نے بہ محبت مجھے ایک گھر مین لیجا کر بٹھایا تسکین دیتی تھی اور کہتی تھی کہ تھوڑے دنون مین تمھاری مدد ہوگی کوئی تو مدعا ہے کہ ہمکو حکم ہوا کہ اِسکو صدمہ نہ پہونچانا اِس حال مین رات دن بیٹھی رہتی تھی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا خواجہ عمرو صاحب آپ کو بلاتے ہین پھر میری آنکھ بند ہوگئی اب مجھکو نہین معلوم کہ مین کیونکر آئی قبقاب کو یہ حال سُنکر تعجب ہوا دل مین سوچا کہ عمرو اپنے قول کا سچا تھا جو کہتا تھا وہی نکلا اب خواجہ نے گھنگرو پاؤن مین باندھے بہ شکل طاؤس گت ناچنے لگے قبقاب و سیمتن خوب تعریفین کر رہے ہین کہ او طاؤس کیا کہنا ہر ہیٹے پر انعام دیتے ہین آرزو یہ ہے اسقدر طاؤس کو دین کہ یہ بے نیاز ہوجاے اور کہتے ہین کہ او طاؤس ہم تجھکو قیلا بے مانگ لین گے ہمارے ہی ملک مین رہنا طاؤس نقلی نے سر جھکا کر جام سامنے قبقاب کے کیا قبقاب نے بہ خوشی پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا اُسنے بھی وہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی چونکہ سب نے بیہوشی پی آپس مین دست درازی ہونے لگی کسی نے پکار کر کہا کسید ان صاحب آپ کی موچھ پر کوا بیٹھا ہے کسید ان نے جواب دیا کیا اِس جانور نے اڈا مقرر کیا ہے رسالدار نے کہا چپکے بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر جھٹکا مارا کسید ان نے کہا بھائی یہ کیا ہوا کہا بھائی کوا اُڑ گیا پونچھ اُسکی ہاتھ مین رہگئی دونون آپس مین لپٹ گئے کشتی ہوئی ایک نے ایک کو دے مارا دونون بیہوش ہوے اسیطرح سب لڑلڑ کر بیہوش ہونے لگے کل محفل مین ہنگامہ ہوا جب دربار مین غل ہوا قبقاب نے کہا یارو میرے دربار کو بازار مقرر کیا یہ زن و شوہر ٹہلتے ہوے

اُسنے کہ سب کو نکالدین بارگاہ تو پاک ہو دونون لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونونکو
نذر زنبیل کیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام نکلتا اب نر و مادہ ایک مقام پر
ہو رہے بچے بھی ہونگے غرض بارگاہ کو خوب لوٹا تنکا تک نہ چھوڑا کئی ہزار جوان یون
بٹھا دیئے کہ منھہ اُنکے کالے کیے اور ہاتھون مین جوتیان باندھ دین دروازے پر
آکر چوبدارون کے عصے لے لیے مگر یہ خیال رہا کہ عہدے سے نہ گر جائین لکڑیان لیکر
اُنکے پہلو مین رکھدین جنکے پاس سونٹے تھے وہ اُٹھا لیے جلے ہوے سوختے اُنکے
پہلو مین رکھدیئے کہ عہدے اُنکے قایم رہین جب اُٹھین تو اپنے عہدے کو پہلو مین
پائین مگر طاؤس تیز رو کہ بارگاہ مین بندھا ہوا ہی آنکھون سے دیکھ رہا ہی کہ عمرو
نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا منھ سے نہین بولتا کہ ایسا نہو عمرو ایک نیمچہ مجھکو
بھی ماردے اسی سوچ مین ہی کہ جو چاہے کرے مگر مجھکو زندہ چھوڑ دے عمرو جب
نکلکر روانہ ہوگیا قبیلاب صبح کو جو اُٹھا اُسنے خبر سُنی کہ طاؤس تیز رو میرا عیار عمرو کو
لایا ہی رات سے بارگاہ قبقاب مین جلسہ ہو اور رنگ ناچ ہو رہا ہی خیال گذرا کہ چلکے
بھی دیکھین حقیقت مین یہ سب عیار نے کیا کار نمایان کیا کہ عمرو ایسے شخص کو لایا
مین نے تو طلب نہین کیا کہ اُس سے حال کھلتا اب سب کچھ دریافت کرونگا جیسے ہی
در بارگاہ پر آیا دیکھا خادم وغیرہ سنکار و چوبدار آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک
کلموہا کہتا ہی قبیلاب نے جھپٹ کر آواز دی ارے تم سب کلموہے ہو مار کر سب کو
نکالا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا دریاے خون جاری ہی لاشے تڑپ رہے ہین
مگر صاحب جلسہ کو وہان نہ پایا پکار کر کہا ارے کس سے پوچھون کہ مالک جلسہ
کہان گئے کہ طاؤس نے آواز دی ای شہنشاہ یہ غلام آپ کا بندھا ہوا ہی پلٹ کر
قبیلاب نے دیکھا کہ عمرو عیار بندھا ہوا ہی ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا یہ کیا ستم کیا
بتلا کہ قبقاب و ہمیتن کہان ہین طاؤس نے کہا مین ہون آپ کا غلام طاؤس تیز رو
مجھکو گرفتار کرکے سارہان زادہ لایا میری شکل پر یہ ہنگامہ کیا اپنی شکل مجھکو بنا گیا
زن و شوہر کو لے گیا پہلو تک ہاتھ لے گیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام

اُگلنا اب نر و مادہ دونون کو لو بچے بھی ہو نگے پھر مین نے ان دونون کو نہ دیکھا کہ وہ دونون
کیا ہو گئے اور عمرو نے ساری بارگاہ کو لوٹ لیا نہین معلوم کہ یہ سارا اسباب کیا ہو گیا
اور یہان سے وہ خالی ہاتھ گیا ہو اب میرا منھ ہاتھ دھلوا دیجیے تو میرا اُگلنا ثابت ہو آپ کو
ظاہر ہو کہ مین طاؤس ہون قیلاب نے ڈرتے ڈرتے طاؤس کو کھولا طاؤس نے
ہاتھ منھ پر پھیرے رنگ و روغن دفع کیا قیلاب نے کہا بڑا غضب ہوا کہ زن و شوہر
گرفتار ہو گئے قدرت بازپرس کرینگے او طاؤس جاکر خبر تو لا مگر ذرا ہوشیار رہنا کہ
ایسا نہ ہو پھر گرفتار ہو جاؤ میری بارگاہ مین آفت کر دو تمھارے اعتبار پر قبقاب
پکڑا گیا بادشاہ طلسم پرسش کریگا کہ ایسے سردار جنکا مثل و نظیر اِس طلسم مین نہین ہو وہ
گرفتار ہوے تو باعث بدنامی ہو طاؤس نے کہا مین جاکر دیکھون کہ اُنپر کیا گذری
یقین ہو اول صاحبقران سوال اسلام کرین اگر وہ مان گئے تو شریک ہو نگے اگر
نہ مانا تو حکم قتل دینگے آپ کو یہ حوصلہ نہین کہ اپنے بھائی کو اُٹھا لائیے اُنکا جو سردار
گرفتار ہوتا ہو وہ اُسکو رہا کر لیجاتے ہین قیلاب نے کہا مین کیا کرون حمزہ تو مالک
اسم اعظم ہو سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا ہمارے بے نظیر صاحب جاہ و توقیر مجھکو بڑی مشکل پڑی
ہو کہ ایسا نہ ہو قیدیون پر کوئی اُفتاد پڑے طاؤس اُسی وقت باتہاے عیاری لگاکر
روانہ ہوا اُسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ صاحبقران مقام صدر پر بیٹھے ہین
عمرو پہلو مین کرسی پر ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہو کہ امیر نے فرمایا خواجہ زن و شوہر کو
نکالو اُنکا دربار سمجھا جاے یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین عمرو نے دونون کو
زنبیل سے نکالا زبانون مین سوزن شنبا سے رنج و محن اب جو آنکھ کھلی دیکھا دربار
صاحبقران ہرسکان جادو و اخفش جادو اپنے اپنے مقام پر دونون بیٹھے ہین
دونون گھبرا گئے کہ ہم یہان کہان آئے صاحبقران نے پکار کر کہا او قبقاب و
سیمتن تمنے قدرت خدا کو دیکھا کہ تم کیونکر گرفتار ہوے اب بہتر یہ ہو کہ جمشید ثانی
پر لعنت کرو مذہب حافظ حقیقی و مالک تحقیقی اختیار کرو دیکھو سکان اور اخفش
کی کیا آبرو ہو قبقاب تو بڑا ہی ساحر زبردست ہو سوچا کہ اگر اِسوقت کچھ دم مارونگا

اور انکار کرونگا تو قتل کیا جاؤنگا بہتر یہ ہی کہ ظاہر مین انکی اطاعت کرو اور رات کو
عمرو کو گرفتار کرکے لیچلو اگر عمرو کو پاؤن تو اُسکی بوٹیان کاٹون یہ سوچ کے زوجہ کو بھی
اشارہ کیا کہ جو مین کہونگا وہ تم بھی کہنا یہ کہکے صاحبقران کو جواب دیا کہ آپ صاحب
اقبال ہین ہم دونون اطاعت کرتے ہین ہمارے شریک ہونے کا نفع آپ کو معلوم
ہوگا بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کرین خواجہ عمرو کو تا بہ بارگاہ جمشید ثانی پہونچا مین امیر
نے اُٹھکر دونون کی زبانون سے سوزن نکالی دونون نے قید کو توڑا الاقدمون پر
صاحبقران کے گرے گرے عرض کرتے تھے کہ اے شہریار فرو مرتبت پیش تو از ظل
اگر آمدہ ایم بہ سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم صاحبقران نے دونون کا سر چھاتی
سے لگا لیا دونون کو کرسیان ملین حکم ہوا بارگاہ انکی استادہ کرو طاؤس نے یہ سب
ماجرا اپنی آنکھون سے دیکھا کہ قبقاب بیٹھا کہہ رہا ہے کہ خواجہ تمکو تا بہ بارگاہ جمشید
پہونچاؤنگا اور خواجہ فرماتے ہین کہ یار رہو بچے ابھی تمھاری بات کا اعتبار نہین ہی تا
تمھارا چہرہ سیاہ ہو صاحبقران خواجہ کو منع کرتے ہین کہ خواجہ ایسے کلمات نکہو انکے
خلاف گذرے گا عمرو خاموش ہو رہا مگر طاؤس پلٹا بارگاہ قیلاب مین آیا تمام کیفیت
بیان کی کہ حمزہ نے سوال اسلام کیا وہ دونون مطیع اسلام ہوے قیلاب نے کہا
اے طاؤس ہو سکتا ہے کہ ان دونون کو گرفتار کرلا طاؤس نے کہا غلام ابھی جاتا ہے مگر
دن بھر تدبیر کرونگا رات کو پکڑ لاؤنگا یہ کہکے بانہاے عیاری جسم پہ آراستہ کیے لشکر
صاحبقران مین آیا معلوم ہوا کہ فلان مقام پہ بارگاہ ہے مگر دن بھر قبقاب دونین
بارگاہ صاحبقران مین رہے شام کو اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے قبقاب زوجہ سے
کہہ رہا ہے کہ صاحب مین تو عمرو کو لونگا اور تم کسی اور کو لینا تم سکان کو لینا اگر یہ دشخص
بارگاہ قیلاب مین پہونچ گئے تو بارگاہ صاحبقران مین سناٹا ہو جائیگا اس فکر
مین زن و شوہر بیٹھے ہین اور کبھی بیرون بارگاہ آتے ہین دریافت کرتے ہین کہ
خواجہ عمرو کہان ہین ہرکارون سے معلوم ہوا کہ خواجہ بازار بزازان مین تماشا
کر رہے ہین مگر طاؤس نے دور سے دیکھا کہ خواجہ عمرو تو بازار بزازان مین ہین

اِسطرف نہ آئین گے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا دوڑا ہوا بارگاہ قبقاب مین آیا قبقاب نے پوچھا کیون اے خواجہ عمرو اسوقت کہان آئے عمرو نقل نے کہا تمھاری خبر لینا منظور تھی اور ایک جام شراب بھی پیونگا اسی وجہ سے چلا آیا قبقاب نے کہا خواجہ گلابی ... ہو جام نوش فرمایئے طاؤس نے ایک جام آپ پیا ایک ایک جام زن و شوہر کو پلایا دونون گرکر بیہوش ہوے اب طاؤس نے دونون کا پشتارہ باندھا سراپردہ چاک کر کے نکلا طرف اپنے لشکر کے رستہ لیا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہے کہ کوئی میری فکر مین نہ آتا ہو رات بھر جنگل مین پھرا کیا صبح ہوتے لشکر مین آیا قبیلاب کہ بارگاہ مین بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر دی کہ اُستاد پشتارہ بدوش آتے ہین قبیلاب نے کہا جلد بلاؤ طاؤس سامنے آیا پشتارہ سامنے ڈالدیا قبیلاب نے حکم دیا کہ دونون کی زبان مین سوزن دوجب سوزن دی گئی تب طاؤس نے ہوشیار کیا بارگاہ کو حیران دیکھ رہے ہین کہ اے قبقاب یہان کیونکر آئے قبیلاب نے پکار کر آواز دی کیون اے قبقاب کوئی سختی نہین پڑی اور مطیع اسلام ہو گئے خداوند جمشید ثانی کو بُرا کہا جب وہ سنین گے تو کیسے برہم ہونگے فرمائین گے کہ ہم کیا بُرے خداوند تھے اِن ساحرون کو کیا کیا مرتبے دیے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہے مگر صبح کو خواجہ واسطے مجرے کے صاحبقران کے پاس آئے ہرکارون نے پرچہ اخبار صاحبقران کے ہاتھ مین دیا صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا اول یہی مضمون لکھا تھا کہ قبقاب اور زوجہ اُسکی اپنی بارگاہ سے غائب ہو گئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ شاگرد تمھارے پرچہ دیتے ہین کہ زن و شوہر غائب ہو گئے عمرو نے کہا مین نے تو عرض کیا تھا کہ دونون مکار ہین مگر آنکی آنتین اُنھین کے گلے مین پڑین کہ خود گرفتار ہوے مین جاکر خبر لاتا ہون یہ کہکے خواجہ روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ قبیلاب اور قبقاب سے گفتگو ہو قبقاب کہتا ہوا او قبیلاب تجنے ہمارا مطلب دلی نہ ہونے دیا ہم مکر سے مطیع ہوے تھے یہ سنکر قبیلاب بہت جھلایا کہا اب جو گرفتار ہوکر آئے تو یہ باتین بناتے ہو

مین زندہ نہ چھوڑونگا قدرت تمھارا قتل سنکر بہت خوش ہونگے فرمائینگے کہ خوب
کیا ایسے مکارون کو قتل کرڈالا انھون نے ماہدولت کو برا کہا تھا اُسی کی سزا پائی
ہرچند زن وشوہر کہتے ہین مگر قیلاب نہین مانتا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد اُسی دم
حاضر ہوا کہا زن وشوہر کو قتل کر اور سر انکے کنگرۂ قلعہ پر رکھدے کہ لوگ دیکھین اور
عبرت کرین کہ جو قدرت سے باغی ہوگا اُسکا یہ حال ہوگا جلاد جو آیا اُسنے زن وشوہر
گھبرائے پکارکر آواز دی یارو جیسا ہمنے مکر کیا اُسکا انجام پایا لیکن اگر کوئی خدمتگزار
خواجہ عمرو یہان حاضر ہو تو اُنسے عرض کردے کہ ہم بصدق مطیع ہوے مگر افسوس
ہو کہ سفر ہمارا قریب ہو اگر ہوسکے تو خواجہ آکر ہماری مدد کرین قیلاب نے کہا دیکھیو
اب اور مضمون پر آئے کہ ایک جلاد مجمع سے نکلا اُس جلاد کا ہاتھ پکڑکر ہٹایا کہا اب
مین قتل کرونگا قیلاب نے پکارکر پوچھا ارے جلاد تو کون ہو تجھکو کیا دشمنی ہو تو
خداوند کا دشمن ہو اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہو وہ بولا مین بعذاب قتل کرونگا پہلے ہاتھ
قلم کرونگا پھر سر کاٹونگا یہ بھی یاد کرچکا یہ کہکے تو بیب قبقاب آیا اشارہ سے
کہا منم مہر سپہر عیاری تمھاری رہائی کو آیا ہون اور صاحبقران بھی آتے ہین جیسا
تمنے کیا ویسا پایا اگر ہم جانتے تو تمکو قید رکھتے لیکن تمنے کچھ خیال نہ کیا اسکا یہ انجام ہو
مین زبان سے سوزن نکالتا ہون قبقاب یہ حال معلوم کرکے ہنسنے لگا زوجہ نے
پوچھا صاحب یہ ہنسنے کا وقت ہو قبقاب نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو آگئے اب مین
دم بھر مین تماشا دیکھا کرتا ہون قیلاب ہان ہان کرتا رہا کہ او جلاد ذرا ٹھہر جا
مگر عمرو نے جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی قبقاب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی اور
زوجہ کو بھی رہا کیا اب جو زن وشوہر اُٹھے کئی سو ساحرون کے سر اُڑا دیے بارگاہ
مین اندھیرا ڈالدیا قیلاب ہرچند چاہتا ہو کہ سحر کو دفع کرون مگر تاریکی نہین دفع
ہوتی زن وشوہر سحر کرتے ہوے باہر نکلے تمام لشکر نے گھیر لیا مگر یہ دونون زورو
شور سے لڑ رہے ہین جب ہاتھ چلاتے ہین اور سحر کرتے ہین تو آگ برسنے لگتی ہو
قیلاب باہر نکلا ہرچند فوج کو اشارہ کرتا ہو مگر فوج دل دہی نہین کرتی ہی آڑ ہو

کہ انکو گرفتار کرلونگر جب قریب آیا وہ اصل جہنم ہوا اور عمرو ایک ساحر بنا ہوا اِنکے تعاقب
مین ہولینا لینا کررہا ہو لیکن جہان کوئی بڑا جادوگر آیا خواجہ جست کرکے اُسکے قریب
پہونچے کہا کہ حضور سحر کیجیے اُس ساحر نے سحر کیا عمرو نے پہلو پہ آکر خنجر مارا کہ شکم چاک
قصہ پاک ہوا زن وشوہر بہت خوش ہوتے ہین آپس مین اشارے ہین کہ دیکھو عمرو کیا
جانبازی کررہا ہو کوئی نامی ساحر نہین بچتا کہ صحرا سے گرد اُڑی نعرے کی آواز آئی کہ
زمین کانپی طائر آشیانون سے اُڑے اُس آواز مین یہ ثابت ہوتا تھا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار ... بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام ... یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد ... سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک طرف سے سکان زمین کن و اخفش جادو بازو سے بازو شانے سے شانہ
ملائے ہوئے آسمان پر اُڑتے ہوئے آکر پہونچے آتے ہی دونون نے سحر کیا کہ
دس ہزار جادوگر دیوانے ہوگئے ہر طرف سے آواز الامان بلند ہوئی صاحبقران
نے دیکھا کہ زن وشوہر بیچ مین فوج کے گھرے ہوئے ہین فوج کے بلوے سب غرق
سے ہو رہے ہین آسمان سے آگ برس رہی ہو کسی نے پانی برسایا ملازمان اخفش
وسکان یہ بیں آکر گرے اسطرح کے سحر کیے کہ ہمراہیان قیلاب دیوانہ وار وحشی
مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہمارے سامنے
بہ آواز بلند یہ اشعار گا رہی ہو

نظم

یاد آئینہ رو مین حیران ہین ... دھیان مین زلف کے پریشان ہین
اپنے مطلب کے کیسے ہین دانا ... میرے مطلب کے وقت نادان ہین
چشم مخمور و زلف و عارض یار ... دشمن جان و دین و ایمان ہین
وجہ گلبانگ ہو یہ او گلچین ... حال بلبل پہ پھول خندان ہین
عشق بازی ہمارا مشرب ہی ... ہم نہ ہندو ہین نہ مسلمان ہین
بارِ سر پہ رکھ لیا ہو غیرون نے ... قتل عاشق کے آج سامان ہین

وصل حاصل ہو اُس پری رو سے | آج رعنا غرض سلیمان ہین

ان اشعار کو سنکر ایسے دیوانے ہوے کہ جا کر کنوؤن مین گرے ہزار ہا جادوگر جب اسطرح دیوانے ہوے کہ اپنے بھائی بند تک کو نہین پہچانتے بلکہ ساتھہ والون کو قتل کر رہے ہین اسطرح جا بجا جو لشکر کا انتشار دیکھا قیلاب دعا مانگنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ ہی اس آفت سے بچایئے مین کدھر کد ھر جاؤن کسکو روکون حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سکان و اخفش آگ و پانی برسا رہے ہین اور قبقاب رسیتن نے سب کو دیوانہ کر دیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ یارو لشکر سے نکل چلو اب جان نہ بچیگی سکان و اخفش نے قیامت برپا کی ہم کس کس کے سحر کو روکین اُنکے برابر نہین جب ہمارا مالک سحر نہین روک سکتا تو ہم کیا کر سکتے ہین یہ حالات دیکھ دیکھکر افسران فوج نکل گئے بعض جا کر اپنے خیمے مین چھپے مگر خیمے بھی جلکر خاک ہوے لیکن پہر بھر کامل یہ جنگ رہی صاحبقران لڑتے ہوے قریب زن و شوہر پہنچے دونون کو اپنے ساتھہ لیا فرمایا نکل چلو قیلاب نے دیکھا کہ صاحبقران دونون کو لے چلے اور کوئی ساحر قریب نہین جاتا جو قریب پہونچا ہاتھہ سے صاحبقران کے مارا گیا مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب آیا ہاتھہ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا کہ یکایک طرف سے کوہ کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام ہوا تاریک ہو گیا سکان نے کہا او اخفش غضب ہوا جمشید ثانی آتا ہو سب ساحر دیکھنے لگے دیکھا تخت پر جمشید ثانی سوار کچھ رسنین ہاتھہ مین دیکھا کہ صاحبقران اپنے ساتھہ زن و شوہر کو لیے جاتے ہین جمشید ثانی نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ گلے مین قبقاب کے پڑا جمشید نے اُسکو کھینچ کے تخت پر اپنے ڈال لیا صاحبقران نے کئی تیر مارے ایک تیر صاحبقران کا بازو پہ جمشید کے پڑا اُسنے اُکھیڑ کر پھینکدیا اور پکار کر آواز دی کہ او سپہ سالار قدرت مین نے تجھکو یہ مرتبہ دیا مگر تو نے مجکو فراموش کیا امروز فردا مین تجھکو بھی قید کرلونگا مہلت نہ دونگا صاحبقران نے فرمایا او بھگوڑے ٹھہر تو جا دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہو مگر جمشید نے زخمی ہوکر آواز دی

کہ اے قیلاب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ جا قیلاب نے اُسی وقت طبل امان بجوا دیا
دونون لشکر پلٹے مگر صاحبقران جو پلٹ کر آئے کہا خواجہ تمنے دیکھا اب جمشید ثانی
نے خود آنا شروع کیا اگر بہتر کرتا ہو سکان واخنش درہ کوہ مین چھپ گئے تھے بعد جانے
جمشید کے نکلے عرض کرتے ہوئے کہ اے شہریار رفلاسون کو بڑا تردد ہوتا ہو کہ ایسا نہو
ہمکو گرفتار کرلے مگر اے شہنشاہ اوج عیاری تمھین کوئی تدبیر کروگے اگر جمشید ثانی
کو مار لو تو کل طلسم فتح ہو جائے عمرو نے کہا تم رازدار طلسم وساحر زبردست ہو کسی
تدبیر سے جمشید کو مارو اسطرح کی صلاحین کرتے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے لیکن
قیلاب رنجیدہ اور کبیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ رہا ہو یارو دیکھتے ہو تم کہ
خداوند کیا پرورش فرماتے ہین وقت پر تشریف لاتے ہین مگر بادشاہ طلسم ایسا غافل
بیٹھا ہو کہ نہ کوئی مدد بھیجتا ہو اور نہ خود تشریف لاتا ہو ابھی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
لکہ ہائے ابر آسمان پر نمایان ہوئے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے زیرابر
اُڑتے ہوئے لاکھون ساحر بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے ایک ساحر زبردست لیکن
نہایت حسین وجمیل تخت پہ سوار ہاتھ مین چند گوسے پشت ساحران پہ علمدار جنکے
علمون پہ تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم قیلاب نے حکم دیا دریافت
تو کرو کہ یہ ساحر کون ہو اور کہان سے آتا ہو ہرکارے گئے عرض کی کہ طیران بلند پرواز
کو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہو کہ جاکر قیلاب کی مدد کرو اسوجہ سے یہ ساحر آیا ہو غرض
قیلاب واسطے استقبال کے چلا طیران نے جو قیلاب کو آتے ہوئے دیکھا تخت
سے کود پڑا دونون آپس مین بغلگیر ہوئے قیلاب نے پوچھا کہ اے طیران کیونکر
آپکا آنا ہوا طیران نے جواب دیا اے قیلاب شہنشاہ غافل نہین ہین روز تدبیر
مین مصروف رہتے ہین یہ خبر سُنی کہ تمپر سختی ہو ملک قبضے سے جاتا ہو مجھکو حکم دیا کہ
جاکر قیلاب کی مدد کرو دیکھو مین کیا دام مکر پھیلاتا ہون حکم ہو کہ عمرو کو گرفتار
کرکے روانہ کرو پس مین تدبیر کرتا ہون اب بارگاہ استاد کراؤ تو مین رنگ جماؤن
اتفاق سے خواجہ عمرو ایک خدمتگار کی شکل بنکر کھڑے ہین طیران کی باتین سن

رہے ہین جی مین کہتے ہین دیکھون کیا فتور کرے قیلاب نے بارگاہ استاد کراٹی طیران
اُٹھا کہا ایک چوکی لاؤ پھول اور انگیٹھی لاکر رکھو قیلاب نے یہ سب سامان رکھوا دیا
طیران آیا خود چوکی پر بیٹھا اور پکار کر کہا کہ اے قیلاب یہ سحر بھی دیکھنے کے لایق ہو کر
دھوان اُٹھکر انگیٹھی سے جائیگا عمرو کو کشان کشان لائیگا عمرو نے جو یہ حال سنا تو
گلیم اوڑھکر چوکی کے نیچے جا بیٹھے مگر طیران نے پھولون پر سحر کیا ایک طوق آہن
پیدا ہوا کہا اے قیلاب اب ملاحظہ کر دیکھ ایک دو ستقر انگیٹھی پر مارا کہ دھوین
نے طوق آہن کو اُٹھا لیا دھوان بلند ہو کر مع طوق آہن گرد اُسی چوکی کے چرخ
مارنے لگا طیران ہرچند دستکین دیتا ہو کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتا ہو مگر وہ دھوان
بارگاہ سے نہین نکلتا گرد اُسی چوکی کے چرخ مار رہا ہو طیران نے پکار کر کہا اے سحر
سامری کیا مین عمرو ہون کہ جو گرد میرے چرخ مار رہے ہو بہت جلد جاؤ عمرو کو گرفتار
کرکے لاؤ نہین جا سکتے تو بھوگ دونگا یہ کہکے بوتل شراب کی زمین مین انڈیل دی
یہ معلوم ہوتا ہو کہ شراب زمین مین جذب ہو گئی طیران نے پکار کر کہا کہ اے بیراب تو
تدبیر کر واسطے خداوند سامری کے جلد جاؤ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ ہزار ہا مرتبہ اپ
سحر کا امتحان ہوا مگر آج نیا معمہ کہ ہوش پراگندہ ہین کہ میرے ہی گرد دھوان چرخ
مار رہا ہو طوق آہن بھی اسی مقام پہ چرخ مار رہا ہو لاکھ جیجا پیٹیا خون بھی پلا دیا کا مگر
دیا مگر دھوان اُسی مقام پر رہا آخر جھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ بھی چوکی کے نیچے سے
نکل آئے مگر گلیم اوڑھے ہوے ہمراہ طیران چلے طیران انگلیون پر کچھ شمار کر رہا ہی
قیلاب نے پوچھا اے پیر اور کیا انجام ہوئیگا طیران نے کہا افسوس کرتا ہون کہ آج
نئی بات ہوئی دستور یہی ہو کہ یہ دھوان جا کر طوق آہن حریف کے گلے مین پہنا دیتا
ہو مگر نہین معلوم آج کیا سبب ہے اکہ دھوان نہ بڑھا آخر ناچار ہو کر طیران نکل آیا
بارگاہ مین آکر بیٹھا کئی توڑے اشرفیون کے منگائے کہا انعام بانٹونگا ملازمونکو
دو دو چار چار دینے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ اشرفیون کے توڑے بٹ رہے ہین
منھ مین پانی بھر آیا بیقرار ہو گئے ایک خدمتگار کی شکل بنے ہوے تھے گلیم اُتار کر

سامنے آئے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ مین صاحب عیال ہون مجھکو زیادہ دیجیے طیران
نے دس اشرفیان ہاتھ پر رکھکر سامنے کین خواجہ عمرو نے جھپٹ کر اٹھالین طیران نے
پھر اور دس اشرفیان رکھین عمرو دوسری صورت بنکر سامنے آیا وہ اشرفیان بھی اٹھالین مگر
طیران حیران ہو چپکے چپکے مصاحبون سے کہتا ہوا ابھی تک عمرو نہین آیا اگر عمرو آتا تو
مجھکو خبر ہو جاتی عمرو نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ ساحران تم کسکی فکر مین ہو طیران نے
کہا صاف تو یہ ہے کہ مین عمرو کی فکر مین ہون اگر عمرو آتا اور اشرفیان اٹھاتا تو اشرفیان
اس سے نہ اٹھتین مین گرفتار کر لیتا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ اری
حسین شعبدہ باز جلد آ عمرو کو گرفتار کر پہلوے بارگاہ سے ایک نازنین دوازدہ
سالہ مگر بہت تیز و طرار و فرار مسکراتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی نظم

او فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدۂ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفون کا منم شانہ سے
واقعی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا

صیاد لو رو نہ دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
بخل مزدور رہو سلطان کے محل مین ہوتا

سخن تلخ بھی مین سنتا ہون لب شیرین سے
عہدین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ مین یون دل نازک مین چمک غم رشک
جلوہ گر جیسے ہو شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز ابھی ہی مین
امتحان مرد کا ہے جنگ و جدل مین ہوتا

غزل و نصب انکو ہی منظور نظر ہے آتش
لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

اس نازنین نے یہ اشعار گاتے گاتے سامنے آ کر طیران کو سلام کیا طیران بولا
اے حسین شعبدہ باز اگر عمرو اس محفل مین ہو تو گرفتار کر لے وہ نازنین سب کو دیکھنے
لگی عمرو کہ چوبدار بنا کھڑا تھا اس نازنین نے قصد کیا کہ بڑھکر عمرو پر ہاتھ ڈالدون
عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے وہ پیچھے عمرو کھڑا ہے جیسے ہی وہ نازنین پلٹی عمرو نے ایک
عصا مارا کہ وہ نازنین چرخ کھا کر گری مگر پکار کر اسنے آواز دی کہ اے طیران اسکو

لینا یہ شخص جانے نہ پائے لوگون نے چاہا عمرو پر ہاتھ ڈالدین کہ عمرو جست کر کے بھاگا
لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی جس ساحر کے قریب سے گذرا دھکہ دیا اور نکل گیا ایک ساحر
ملازم طیران سیاہ پوش جادو نام راہ مین کھڑا تھا کہ عمرو کو آتے ہوے دیکھا پکارکر
آواز دی خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو تمکو ملال پہونچے مین تمکو گرفتار کرلونگا خواجہ ٹھہر گئے
کہا ای سیاہ پوش مین نے تیری کیا خطا کی ہی جو مجھکو گرفتار کریگا سیاہ پوش نے کلالی
پکڑی عمرو نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اب جو عمرو بھاگا دیکھتا ہی کہ غزالان صحرا و
جانوران دریا میری گرفتاری کا قصد کرتے ہین عمرو نے کئی آہو مارے کئی آہو کو دریا
اور کوئین مین ڈالدیا مگر نقشب جادو کہ کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا اُسنے جو سُنا کہ
عمرو بھاگا جاتا ہی کئی ساحرون کو مار گیا اور دستیاب نہین ہوتا ایک طائر کی شکل بنکر
اُڑا خواجہ بھاگے ہوے آتے تھے پلٹ کر دیکھا ساحر غلغلہ کر رہے ہین مگر کوئی پیچھے
میرے نہین آتا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ ایک طائر خرد کو عمرو نے دیکھا کہ آکر
نخل پر بیٹھا مگر شاخ جھکی عمرو سمجھ گیا کہ یہ کوئی ساحر ہی پس خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا
ایک چھڑ نکالی اُس مین پھندہ تھا عمرو نے چھڑ بڑھا کر پھندہ گلے مین اُس طائر کے ڈالا
اور جھٹکا مارا کہ نقشب گرا عمرو نے جھپٹ کر جب مارا دیا وہی طائر بنا ہوا عمرو نے
جنگل سے لاکر زبان مین سوزن دی اور سوئیاں چبھوئین طائر کو غربال کیا طائر کی جان پر
صدمہ ہی تڑپ رہا ہی خواجہ نے کہا او جیا اپنی صورت اصلی بناو رنہ چھید چھید کے مین
مار ڈالونگا تب تو نقشب نے اشارہ کیا کہ سامنے جو حوض ہی اُسکا پانی مجھپر ڈالدیجیے
تو مین بصورت اصلی ہو جاؤن خواجہ نے پانی ڈالا صورت طائر تبدیل ہوئی دیکھا
عمرو نے ایک جادوگر نہایت مہیب بشکل عجیب و غریب سامنے بیٹھا ہوا ہی عمرو نے
کہا ای نقشب دیکھا تو نے کہ مین نے تجھکو کیونکر گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ مسلمان ہو اور چلکر
دیکھ سکان و خنش کس آبرو سے مین تجھکو بھی رتبہ اعلیٰ ملیگا صاحبقران تجھکو بندہ
جلیل دینگے اگر بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کریگا تو صاحبقران اپنا محسن جانینگے وہ
مرتبہ تیرا کرینگے کہ تمام عالم رشک کریگا ہر ایک کا یہ قول ہوگا کہ نقشب نے بہائی

شاہ کی تدبیر کی اے نقشب اب غرور کو کام نہ کر نقشب نے یہ سنکر سر جھکا لیا خواجہ نے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا طاؤس تیز رو یہ معاملہ دیکھ رہا تھا کہ دیکھا اسنے کہ عمرو نقشب کو گرفتار کر کے لے چلا اسنے جھپٹ کر روکا اور پکارا کہ او ساربان زادے نقشب کو کہان لیے جاتا ہی عمرو پلٹا طاؤس نیچے مارنے لگا خواجہ پشتارہ زمین پر رکھکر اڑنے لگے نیچے روک رہے ہین حلقہ ہاے کمند کمر سے گراتے جاتے ہین حلقے عمرو نے گرا کر خس پوش کیے اور جھپٹ کر نیچہ مارا طاؤس پیچھے ہٹا دو بارہ اُسنے بھی گھسکر نیچہ مارا پیچ حلقہ ہاے کمند مین آگیا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے حباب مار کر طاؤس کو بھی بیہوش کیا دونون کا پشتارہ باندھا تلے اوپر دونون کے پشتارے لگا کر خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوے سامنے صاحبقران کے لائے کہا آقاے نامدار اور فکر مین کرونگا مگر یہ ساحر جو آیا ہی ایسا زبردست ہی کہ مجھکو خوف ہی کہ میری آمد و رفت موقوف ہو جائیگی آج اسنے وہ سحر کیا تھا کہ اگر مین لشکر مین ہوتا تو گرفتار ہو جاتا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ یون چھڑی کے نیچے چھپا سکان نے کہا خواجہ اس سحر کا اور کچھ دفعیہ نہ تھا تمنے وہ کام کیا کہ یہی سامری و جمشید آلہوگئے ہین خوب اپنے کو بچایا حقیقت مین کار نمایان کیا کہ ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچے اور خواجہ یہ نقشب جادو تمہ سامری کا رہنے والا ہی اگر یہ پیروی کریگا تو تمہ ہفت جوش مین پہونچا دیگا غلام بھی ہمراہ چلیگا خواجہ نے نقشب و طاؤس کو ہوشیار کیا نقشب نے سکان کا مرتبہ اعلیٰ دیکھا اور رخش کو دیکھا کہ ونگل زرین پر بیٹھا ہی مشیرون مین شریک ہی سکان نے اٹھکر نقشب کو سمجھایا کہ او نقشب ساحرون پر زوال ہی مسلمانونکا جلال ہی اور انصاف کرو کہ جمشید ثانی بھی ایک انسان ہی تم لوگون نے خداوند بنایا کہ اب وہ تقدیر مین بگھارتا ہی بلبلایا کرتا ہی سات سو ملک والے اُسکو سجدہ کرتے ہین وہ اپنے ہوش مین نہین ہی مگر اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست کھائیگا یا مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا اسطرح سکان نے سمجھایا کہ نقشب نے اشارہ کیا کہ مین مطیع اسلام ہوتا ہون اُٹھکر قدمون پر صاحبقران کے گرا کہا آقاے نامدار آج ہی عہد کرکے چلا

تھا کہ اگر گرفتار ہو گیا تو شریک صاحبقران ہونگا عمرو طرف طاؤس کے متوجہ ہوا
کہ مہتر صاحب آپ فرمایئے تمکو کس طور سے گرفتار کیا طاؤس نے سر جھکا لیا کچھ سوچنے
لگا سوچ سوچ کے کہا استاد مین شاگرد ہوتا ہون عمرو نے جو یہ سنا اور چہرہ اسکا دیکھا
بہت خوش ہو گئے فرمایا اے طاؤس تجھکو اولاد سے زیادہ عزیز رکھونگا یہ کہکر طاؤس
کو کھولا فرمایا شاگردی کے لیے کچھ شیرینی چاہیے خدمتگار گئے طاؤس نے دو روپیہ
نکالے عمرو نے کہا اے مہتر والا گہر ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ تمھارا بھائی ہے تو
سب کو حصہ پہونچے طاؤس نے کہا اب آپ کے ساتھ عیاری کرونگا جس ساحر کو مارونگا
کچھ مال ملیگا تو خدمت مین حاضر کرونگا عمرو نے وہ قلیل شیرینی منگوا کر طاؤس کو شاگرد
کیا کہا اے فرزند خبر تو لاؤ کہ طیران بلند پرواز کیا کر رہا ہے طاؤس روانہ ہوا بعد جانے
طاؤس کے چالاک نے کہا اگر حکم ہو تو مین بھی جاؤن مجھکو خوف معلوم ہوتا ہے کہ
یہ مقدمہ سحر سے بھی آگاہ نہین ہے ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جائے خواجہ نے کہا بسم اللہ
اے فرزند خیال رکھنا مین طاؤس کو تمسے لونگا غرض طاؤس جو چلا بصورت سبدل لشکر
طیران مین آیا خبر سنی کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے طاؤس بلا تکلف بارگاہ طیران مین آیا
دیکھا ایک چوکی پر بیٹھا ہوا اچھے لوگون کو نوبت بنوبت طاؤس کو خیال ہوا کہ اسکو کسی
نہ کسی طرح گرفتار کرون لیکن طیران نے پھول تو چکر زمین پر پھینکے چند بچے سنہری
پیدا ہوئے ایک ایک ہار لیے ہوئے ایک بچے نے وہ ہار گلے مین طاؤس کے
پہنا دیا طاؤس گر کر تڑپا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا طیران نے کہا او بچہ تیری
خبر لو آگئی کہ تو شاگرد عمرو ہوا طاؤس نے کہا مین تو عمرو کو دم دینے آیا تھا کہ اسکے
آقا سے جا کر ملون مگر آپ نے گرفتار کیا طیران نے کہا اگر یہ ارادہ تھا صاف ہوتا تو
یہ پھول مرجھا جاتے پھول تو شگفتہ ہین مین تجھکو قید کرونگا پکار کر آواز دی کہ جلد
خاموش جادو کو بلاؤ ایک چوبدار سامنے کھڑا تھا وہ پکارتا ہوا باہر نکلا خاموش
سامنے آیا کہا مروت صاحب کیا ہے مروت نے کہا کہ شہنشاہ بلاتے ہین خاموش چلا
مروت نے راہ مین جیب سے چند خرمے نکالے ایک آپ کھایا اور ایک خاموش کو دیا

کہا یہ باغ سامری کا تحفہ ہے اسکے کھانے سے قوت دماغ بڑھتی ہے خاموش نے وہ خرما
کھایا چند قدم چلا بیہوش ہو گیا چوبدار نے خاموش کو درہ کوہ مین ڈالدیا خاموش
کی شکل بنکر سامنے طیران کے آیا کہا غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے طیران نے کہا یہ طاوس
گرفتار ہوا ہے اسکو لیجا کر قید کرو مگر اچھی طرح حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ عمرو آکر اسکو رہا
کر لیجائے یہ کہکے اشارہ کیا کہ اسکی مشکین باندھ لو خاموش نقلی نے اول منتر طاوس
کی مشکین باندھین اپشتارہ لگا کے بھاگا باہر نکلا طرف لشکر صاحبقران کے بھاگا
چند ساحرون نے دیکھا کہ طرف لشکر صاحبقران کے جاتا ہے پکار کر آواز دی میان
خاموش کہان جاتے ہو چالاک نے پلٹ کر جواب دیا کہ ہم منتر چالاک بن عمرو
خاموش درہ کوہ مین پڑا ہے اسکو نکال لینا ایسا نہ ہو کہ مصیبت مین مر جائے یہ کہکے
چالاک بھاگا لشکر صاحبقران مین آیا صاحبقران بارگاہ مین تھے چالاک نے لاکر
طاوس کو حاضر کیا صاحبقران نے حال پوچھا چالاک نے کل کیفیت بیان کی امیر نے
چالاک کو خلعت دیا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ فرزند کو خلعت ملا گھبرا کر اٹھے پکار کر
کہا اے فرزند حقیقت مین اب تمھارا کوئی مثل نہین ہے تمھین کو جانشین کرونگا چالاک نے
خلعت اتار کر پیش کیا کہا یہ حاضر ہے اسکو زنبیل مین رکھیے خواجہ نے وہ خلعت لیکے
خوشی خوشی زنبیل مین رکھا چالاک کو بہت پیار کیا طاوس نے کہا او منتر چالاک
تمھارا کیا کہنا تمنے وہ احسان کیا کہ عمر بھر یاد رکھونگا کیون نہ ہو فرزند خواجہ ہو جو
عمدہ تمھارے واسطے ہو زیبندہ و سزاوار ہے یہان طیران نے بعد تھوڑے عرصے
کے حکم دیا کہ خاموش جادو کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے گئے کہین پتہ نہ پایا آکر طیران سے
کہا کہ خاموش کا پتہ نہین ملتا کہ ہرکارون نے عرض کی کہ ہم لوگ واسطے خبر کے گئے تھے
پلٹے آتے تھے کہ درہ کوہ سے رونے کی آواز آئی جا کے دیکھا کہ خاموش بندھے
پڑے ہین ہمنے خوف سے رہا نہین کیا اگر حکم ہو تو لے آوین طیران نے حکم دیا کہ جاکر
اسکو لاؤ کہو مین نے قیدی تمھارے سپرد کیا تھا اس قیدی کو لائیے اس سے پوچھین کہ
درہ کوہ مین کیونکر پہنچا ہرکارے جاکر خاموش کو ہوشیار کر کے لائے طیران نے

پوچھا تو نے قیدی کو کیا کیا خاموش جادو دیکھکے خاموش ہوا آپ بہت پوچھا تو عرض
کی کہ غلام کو ایک چوبدار نے بلایا نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی
دیکھا بندھا ہوا پڑا ہون طیران کو بڑا تعجب ہوا حکم دیا خاموش کو قید کرو خاموش
بیچارہ بے وجہ قید ہوا مگر خواجہ عمرو سے بعد اس مقدمے کے نقشب نے کہا کہ ای شہنشاہ
عیاران مین دربار خداوندگار سے نکالا ہوا ہون اگر حکم ہو تو آپ کو لے چلون عمرو خوش
ہو گیا کہا اے نقشب چلو اگر تمنے مجھکو وہان پہونچایا اور اُسکو تمھارا مسلمان ہونا
نہین معلوم ہوا ہے تو بیشک مین عیاری کرونگا نقشب نے کہا میرا ایک بھائی
مذہب جادو ہے اُسکی شکل بن مین تمکو لے چلونگا خواجہ نے نقشہ دریافت کیا گوشے
مین جو جا کر نکلا نقشب نے کہا ای برادر تم کہان تھے مین اب مطیع اسلام ہوا خواجہ
ہنس پڑے کہا اے نقشب صورت مین تو فرق نہین ہے نقشب نے کہا مین نے
ایسا موافق پایا کہ دھوکا کھایا مین جانتا تھا کہ خاص میرا بھائی آگیا یہ کہکے تخت سحر
بنایا خواجہ کو سوار کر لیا تخت اڑتا ہوا چلا قضا سے کار جمشید ثانی ظلم و بدعت کا
بانی سوار ہو کر ہوا سے سیر کو نکلا تھا راہ مین نقشب نے دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین ایک لکہ ابر آسمان پر تڑپ رہا ہے نقشب نے گھبرا کر کہا خواجہ معلوم
ہوتا ہے جمشید ثانی آتا ہے یکایک وہ ابر پھٹا دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار ہے نقشب
واسطے سجدے کے جھکا خواجہ نے بھی دو انگلیون کی محراب بنائی اور واسطے سجدے
کے جھکے جمشید نے کہا اے نقشب ہمکو کیون سجدہ کرتے ہو تم تو مطیع اسلام ہوے
نقشب نے ہاتھ باندھکر کہا یہ خبر حضور تک کسنے کہی مین تو اُسی طرح تابعدار ہون
مگر خواجہ نے جو دیکھا کہ نقشب اور جمشید سے باتین ہونے لگین سمجھے کہ اسکو معلوم
ہو فوراً تخت سے کود پڑے اور پکار کر کہا کہ مین اُسکو بلا لاؤن یہ کہکے گلیم اوڑھ لی
جمشید نے نقشب کو گرفتار کیا پوچھا بھائی تیرا جو ساتھ تھا وہ کیون بھاگ گیا ہے
کسکو بلانے گیا ہے نقشب نے کہا غلام نہین سمجھا آپ کا غصہ دیکھکر کانپ کے بھاگا
جمشید ثانی نے کہا وہ مکار تو عمرو کو ساتھ لایا تھا کہ میرے دربار مین لے جاے

جس قدر یہ طائر ہیں سب میرے ساتھ ہیں آئے تھے یہ سب مجھکو خبرین دیا کرتے ہین مجھکو مفصل خبر پہنچی
کہ عمرو تمکو گرفتار کرکے لے گیا تھا تم صحیح سلامت ہوے اور یہ بھی طائرون نے خبر دی کہ نقشب
عمرو کو ساتھ لیکر آتا ہے اسی سے مین واسطے شکار کے آیا کہ راہ مین جاکر دیکھون جمشید ثانی
نقشب کو گرفتار کیئے ہوے ہے یہ باتین کر رہا ہی کہ آواز آئی یا خداوند تیری دوہائی ہے فورا
جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک مہ جبین شعلۂ جوالہ غنچہ دہن یاقوت لب شکستہ تن کھڑی ہوئی
فریاد کر رہی ہے جمشید کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی کہ اے بندی قدرت تجھکو
کسنے ستایا نازنین نے کہا تخت اُتار لیجئے نیچے آئیے تو مین اپنا حال مفصل عرض کرون
جمشید نے تخت اُتارا نازنین نے قریب آکر جمشید کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا
یا خداوند شوہر میرا بڑا بدکار ہے تمام اسباب میرا جوے مین ہار دیا آج صبح کو مارنے دوڑا
تو مین بھاگی آپ کی تلاش مین نکلی تھی کہ اس مقام پہ آکر آپ کا جو تخت دیکھا فریاد کرنے
لگی آپ کا شکر کرتی ہون ایسی تقدیر کیجیے کہ شوہر میرا مجھپر مہربان ہو یہ ظلم و بدعت بھول
جاے جمشید نے کہا اب تیرا شوہر تجھکو نہ ستائیگا مین نے اسکا دل بدل دیا اب تجھپر
مہربان ہوگا مگر خواجہ جسوقت سے اس عورت کی شکل بنکر آے تمام طائر چاؤن
چاؤن کرتے ہوے ساتھ جمشید کے آتے ہین مگر جمشید ثانی ایسا حیران جمال
محو دیدار ہو رہا ہے کہ طائرون کی نہین سنتا چاہتا ہے دم دیکر اسکو لیجاؤن مطلب
حاصل کرون خواجہ طائرون کو دیکھکر گھبرا اٹھے مین ہوش پراگندہ باتین کر رہے ہین
اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ کہ طائر تڑپ کر سامنے جمشید کے آتے اپنی زبان مین کچھ
کہا جمشید نے منہ پھیر لیا اب جو جمشید پلٹا خواجہ نے حباب مارا جمشید لہرا کر گرا

خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان

تراشندۂ ریش کفن در ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون

ہر اک تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھاتے ہر ہر قدم

اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

جیسے ہی جمشید بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے چاہا اُٹھا لون سب طائر چاروں جانب گرد
کرے عمرو کو پہرا دیتے تھے عمرو نہ اُٹھا سکا جب چاہتا تھا تب جب جانے ان دو طائر آ کر حائل ہوتے
ہین عمرو نے خنجر نکالا طائرون کو قتل کرنے لگے جس طائر پہ خنجر مارا سر اُسکا کٹ گیا مگر پھر
جسم سے ملا اسی طرح زمزمہ سرائی کرنے لگا اب تو عمرو حیران ہو کر کیا تھا پھر کر دون ناگاہ
زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او ساربان زادے
خبردار قدرت کو ہاتھ نہ لگانا عمرو نے دیکھا کہ ایک پتلہ فولادی آواز دیتا ہوا آتا ہے
عمرو پتلے کو دیکھکر ایک غار مین کود پڑا اُس پتلے نے آ کر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی
جو آنکھ کھلی اور پتلے کو اپنے قریب پایا گھبرا گیا کہا کیون او نالایق حفاظت مین قدرت
کی ایسی دیر کرتا ہے کہ عیار نے مجھکو بیہوش کیا اور تو دیر مین آیا پتلے نے کہا یا خداوند
طائر تو ابتدا سے آگاہ کرتے تھے مگر آپ نے سماعت نہ فرمائی ایسے محو دیدار ہوے
طائرون نے عمرو کو آپ کے قریب نہین آنے دیا مین گوشے سے دیکھ رہا تھا آخر
تکلیف کی اور اب آپ کو آ کر ہوشیار کیا علاوہ تعریف کے آپ خفا ہوتے ہین پتلے
نے جو یہ ڈپٹ کر کہا جمشید کو بڑا غصہ آیا ایک تمانچہ مار دیا کہ پتلا جلنے لگا مگر پکارتا تھا
کہ یا خداوند آپ نے بڑا ستم برپا کیا مجھ ایسے نگہبان کو مار ڈالا خواجہ نے جب دیکھا تھا کہ
جمشید کو نہین اُٹھا سکتا تو نقشب کی زبان سے سوزن نکال لی تھی نقشب نکل گیا
تھا جب خواجہ نے دیکھا کہ جمشید ثانی پتلے کو جلا کر روانہ ہو گیا تو غار سے باہر نکلے
سمجھے کہ نقشب لشکر مین ہمارے گیا ہوگا مگر نقشب پر یہ کیفیت گذری کہ جب خواجہ
سے جدا ہوا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا خاک اُڑ رہی ہے صحرا اگرچہ تار معلوم ہوتا ہے کسی طائر
کا اُس مقام پر گذر نہین چشمے خشک پڑے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی او دشمن خدا تو
کہان جاتا ہے نقشب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت مہیب و شیم ہاتھ مین رسن
تھا اُسکو جنبش دیتا ہوا آتا ہے نقشب کو دیکھکر آواز دی کہ میان جلنے والے ٹھہر جاؤ
نقشب نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن لیکن اُس جادوگر نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ

لگے مین نقشب کے پٹا کھینچتا ہوا لے چلا ہر چند نقشب عذر کرتا ہی مگر وہ جادوگر نہین سنتا اور نعرے کرتا ہی کہ منم رستخیز جادو مالک صحرا رستخیز مجھکو قدرت نے خبر دی تھی کہ جب نقشب اِسطرف سے آئے فوراً گرفتار کر لینا اِسوجہ سے مین برائے گرفتاری آیا ہون اور تجھکو قید کرکے پاس قدرت کے روانہ کرونگا وہ جو سزا تیرے حق مین مناسب جانین وہ دین اگر حکم قدرت نہ بجا لاؤن تو جلکر خاک ہوجاؤن نقشب دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار اِس ظالم سے بچائے **نظم**

خداوندا تہم را روز گردان	چو روزِ اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ و فریاد ہر کس	بہ فریاد منِ فریاد کن رس

بیقرار ہوکر جو نقشب نے دعا کی رستخیز نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایک طفل چہاردہ سالہ پائجامہ مشروع کا پہنے ہوے آب روان کا کرتا کلاہ زرین مگر ڈھلکی ہوئی کڑے سونے کے ہاتھون مین پہنے ہوے جھکتا ہوا سامنے آتا ہی یہ اشعار زبان پر جاری **نظم**

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دو سر کی چوٹ	سر کو بتا کے کر چکا قاتل کمر کی چوٹ
آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان	نشتر کی چوٹ ہی مجھے گل برگ تر کی چوٹ
درد اسکو ہوگا سنکے مری آہ دردناک	جس دل نے کھائی ہوئیگی ترچھی نظر کی چوٹ
مشتاق درد عشق جگر بھی ہی دل بھی ہی	کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ
ای آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر	پیدا کیا ہی جسنے بھی شمس و قمر کی چوٹ
بدبین کو اپنی بزم مین او بت جگہ نہ دے	نشتر کو کاٹتی ہی یہ کافر نظر کی چوٹ
ہوتا ہی آہ سرد سے یون اپنے دل مین درد	پُروا ہوا مین لگتی ہی جیسے نشتر کی چوٹ
دلکو لگی ہی چشم سیہ کی تری نظر	رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ
بدتر نہین ہی غم فرزند سے کوئی	دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ
صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو	اسکے عوض لگے اِسے تیغ و تبر کی چوٹ
سودا سے عشق ہو نہ تمہارے دماغ مین	آتش بجھا ہی دیتی ہی انسان کو سر کی چوٹ

وہ لڑکا اسطرح یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہو گویا صورت مجسم باہر گریبان کی دھجیان بکھری ہوئی ہین
خاک اڑاتا ہوا وہ ششخیز نے پکار کر کہا میان صاحبزادے کس فکر مین ہو کیسے اشعار گاتے
ہو اس صحراے ویران مین کیونکر گذر ہوا ہم لوگ ویرانے سے گھبراتے ہین تجھ ایسے معشوق
رشک قمر کا کیونکر گذر ہوا لڑکے نے ٹھنڈی سانس کھینچی سامنے آکر کہا کہ اپنا نام و نشان
کیا بتاؤن آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہون نہ ہمدم گرفتار رنج و الم ہون
طوفان شاہ باپ میرا بادشاہ جلیل غربا کا کفیل ہے بدنصیب اسی کا بیٹا ہون ساحل تاجدار
خطاب ہے لیکن اس تصویر پر عاشق ہوا دیوانہ ہو کر نکل آیا دیکھون اب تقدیر کیا دکھاے
ششخیز نے کہا تصویر ذرا مین دیکھون کہ کس ملک کی تصویر ہے کہ تمھاری یہ نوبت بنائی
کہ مین پریشان ہو گئے تم وہ لفافہ ہاتھ مین دے کہا اسکے اندر تصویر ہے مگر براے خدا
تصویر کھول لینا نہین ایسا نہ ہو کہ میلی ہو جاے تو میرے دل پر میل رنج و الم پہونچیگا ششخیز
نے لفافہ ہاتھ مین لیا اسے کھولنے لگا ایک دھوان نکلا کہ ششخیز بیہوش ہو کر گرا خواجہ
نے خنجر سے اسے حلال کیا لباس اتار لیا نقشب نے رہائی پائی اس راہ مین جنگل ایسے
سے ہر مقام پر نقشب گرفتار ہوا اور خواجہ نے رہا کیا بمشکل لشکر مین پہونچے سکان
جو آئے ہوے خواجہ عمرو و نقشب کو دیکھا بڑھ کر پوچھا اے نقشب کہو کیا گذری نقشب
نے سب حال بیان کیا اور بہت سی خواجہ کی مدح و ثنا کی اور کہا کہ اگر خواجہ ساتھ
نہ ہوتے تو زندہ آنا ان لوگون سے نہ ملتا عالم و جمشید ثانی کے راہ مین جو ملا اسے
گرفتار کیا مگر خواجہ نے بہ عیاری ان سب کو مارا اور مجکو رہا کیا بمشکل یہانتک پہونچا
سکان نے کہا خواجہ ایک معشوقہ جمشید کی یہان سے قریب ایک باغ ہے اس مین
رہتی ہے اگر اسکو گرفتار کرو تو جمشید دھوکا کھاے خواجہ نے کہا اے سکان مین جاتا
ہون ذرا پتہ بتا دو کس طرف وہ باغ ہے سکان نے کہا یہان سے شمال کی جانب ایک
باغ موسوم بہ روح افزا ہے اسی باغ مین وہ معشوقہ جمشید ثانی رہتی ہے خواجہ
تین یہی جگہ مین رہتا تھا چلا تھا تب تین دن مین آتا ہون یہ سنکر خواجہ روانہ ہوے
ایک صحرا طے کرکے دوسرے جنگل مین پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہے

چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین خواجہ نے کنارے سے آکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی
شکل بنکر سب کے سامنے آئے ایک نے کہا گل اندام کہان غائب ہو گئی تھی دیر سے
ملکہ تجھکو پکار رہی ہین یہ سُنکر عمرو اندر آیا دیکھا ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تختہا ے
سر سبز و شاداب چمن نرگس شہلا معلوم ہوتا ہو کہ معشوقون نے اپنی آنکھین لگا دین ایک
طرف تختۂ سنبل پیچان صاف ظاہر ہو کہ معشوقان پریچہرو نے زلفین عنبرین کھول دی ہین
لالہ با دل داغدار صاف ثابت ہو کہ عاشقون کے دل کا نشان ہو سرو لب جو پر قد محبوب
کا گمان ہر طرف طائران خوش الحان مصروف زمزمہ ہے اُس باغ کی رعنائی و زیبائی وسط
باغ مین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہو اُس مین ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر
بیٹھی ہو گرد کنیزان زرین پوش جب خواجہ سامنے پہونچے اُس نازنین نے کہا کہ اے
گل اندام کہان گئی تھی مثل دیوانون کے ماری ماری پھرتی ہو خواجہ نے کہا اے
ملکۂ عالم ہر وقت گلچینی گلشن جمال کی کیا کرتی ہون نوکری پر مرتی ہون مینون اپنے
گھر نہین جاتی شاید کسی کام کو چلی گئی لیکن اگر حضور کنارے چلین تو کچھ عرض کرون
یقین ہو کہ حضور کے بھی خلاف ہو خداوند کو بھی مناسب نہ تھی یہ سُنکر وہ نازنین اپنے
مقام سے اُٹھی کہا اے گل اندام اپنے کو ہلاک کرونگی اگر قدرت مجھے موت لا ے
تو مجھکو زندہ نہ پاوینگے اور بہت ہی پچھتاوینگے گل اندام نے کہا ابھی باعث خرابی
نہین ہو حضور ذرا کنارے چلین مین مفصل عرض کرونگی اگر اُسکا بندوبست کیجیے اور قدرت
سے بگڑ جیگا تو کیا عجب ہو کہ یہ امر موقوف رہے اگر دو چار دن گذر جاوینگے تو پھر
کچھ بھی نہ ہو سکیگا یہ سُنکر وہ نازنین اُٹھی کہا بوا گل اندام تم نہ پیروی کروگی تو پھر کون
پیروی کریگا گل اندام سرو قد کو ساتھ لیکر ایک گوشے مین آئی باتین کرتے کرتے
گل اندام نقلی نے حباب مارا سرو قد بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل
کیا اُسکی شکل بنکر باہر نکلے کنیزون سے اشارہ کیا کہ صندل رگڑ کے لاؤ کہ درد سر بہت
ہو کنیزین صندل رگڑ کے لائین عمرو نے پیشانی پر لگایا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ
طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے باغ کی بہار کو ترقی ہوئی کنیزون نے عرض کی داری

معلوم ہوتا ہو کہ خداوند آتے ہین خواجہ سنبھلکر بیٹھے کہ ادہر آکر جہٹ دیکھا جمشید ثانی لباس
فاخرہ پہنے ہوئے تاج سر پہ پہنتا ہوا آتا ہو جب تخت کے قریب آکر پکارا کہ صاحب
ذرا میرے پاس آؤ سرو قد اپنے مقام سے اُٹھی بہ ادائے تسلیم خم ہوئی جمشید نے کہا
آج کیا باعث ہو کہ قواعد قدیم مین فرق آیا عمرو نے منہ بنا کر کہا کہ صاحب میرے سر مین
درد ہو نہین معلوم اپنے مقام سے کیونکر اُٹھی تمکو قواعد کی پڑی ہو جاکر بیٹھو طبیعت
حاضر ہوگی تو بات کرونگی ورنہ اسوقت چلے جاؤ زیادہ نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ کچھ خلاف
ہو میرا مزاج درست نہین ہو جمشید ثانی باتون مین بہلا رہا ہو ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون خواجہ ہاتھ جھٹک دیتے ہین جمشید ثانی بہت حیران ہو کہ کیا
سبب ہو کہ ملکہ آج شگفتہ نہین ہوتین ملکہ نے کہا صاحب مین آج اپنی جان سے بیزار ہون
درد سر نے حیران کر رکھا ہو جمشید نے کہا اے سرو قد شب کو اپنے بندون سے بچ کر
تمھارے باغ مین آتا ہون ایسا نہو کہ کوئی آگاہ ہوجاے تو باعث خرابی ہو سرو قد
نے کہا شراب آپ کے واسطے لاؤن جمشید نے کہا اے جان جہان تمکو تکلیف دینا مجھکو
گوارا نہین سرو قد نے جمشید کو باتون مین لگا کر جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھکر
سامنے کر دیا کہا یا خداوند نوش فرمایئے جمشید نے بلا تکلف جام اُٹھا لیا لبون سے
لگا کر چاہا پی جاؤن کہ شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بنکر اُڑ گئی جیسے ہی شراب اُڑی
جمشید نے کہا ارے تو کون ہو خواجہ نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کی کنیز ہون جمشید نے
ہاتھ تھام لیا کہا ظالم سچ بتا کہ تو کون ہو خواجہ کب اپنا نام بتاتے ہین یہی کہے جاتے
ہین کہ آپ کی کنیز ہون آج کیا سبب ہو کہ آپ خفا ہین جمشید نے کہا مین کیا تیرا نام
اور صورت نہین ظاہر کر سکتا یہ کہکے منہ پر عمرو کے ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری
اُڑ گیا دُبلا پتلا تانتیا نظر آیا جمشید نے کہا او ظالم مین نے تجھے پہچانا بتا کہ میری معشوق
کو تو نے کیا کیا اسی مین خیر ہو کہ اُسکو حاضر کر دے کہ مین تجھکو رہا کر دون خواجہ نے
کہا کہ یا خداوند یہ میری مجال نہین کہ آپ کے سامنے مکر کرون صاف صاف کہے دیتا
ہون کہ جب مین یہان آیا تو مین نے ملکہ کو نہ پایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا مین نہین

جانتا کہ مالک عالم کہاں ہین میں بیشک گنہگار ہوں کہ انکی شکل بنکر بیٹھا اب تو مجھے معاف
فرمایئے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا جمشید نے تیغہ اٹھایا عمرو نے کہا میرا خون سب
خشک ہوا جاتا ہو زبانی باتین کیجیے ہاتھ نہ ہلائیے ورنہ اپنی جان دونگا میری جان
بہت نازک ہو فقط اشارے مین نکلجائیگی اندار حم فرمایئے قبضے پر ہاتھ نہ ڈالیے
جمشید نے کہا او ساربان زادے تو نے میری معشوقہ کو کیا کیا اگر معشوقہ دیدیگا تو
مین تجھکو رہا کر دونگا مین بہت غمگین ہوں یاسمن کو گرفتار کرکے لایا روز اسکو سمجھاتا
ہوں مگر وہ نہین مانتی یہان چند ساعت کو آتا تھا دل بہلجاتا تھا یہ کہکے آواز دی
کہ ارے سیاہ پوش جادو جلد حاضر ہو وہ جو بطائر فریب ابر کے ہین ایک طائر
انمین سے گرا ایک زنگن کی شکل بنکر آیا جمشید نے اشارہ کیا کہ او سیاہ پوش
اسکا سر کاٹ لا عمرو داد و فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند مین آپ کا بندۂ قدیم ہوں
مین آپ کو خوب پہچانتا ہوں میرے قتل کا حکم نہ دیجیے مگر اس زنگن سوختنی نے
خواجہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا خواجہ نے ہرچند داد و فریاد کی مگر جمشید نے نہ سنی وہ
زنگن کھینچتی ہوئی خواجہ کو باغ مین لائی ایک نخل کے سایے مین بٹھایا تیغ کھینچکر
کھڑی ہوئی گردن پر کوسے کا خط دیا کہا جو ہوس ہو بیان کر عمرو نے کہا کوئی ہوس
نہین ہو مگر ایک ہوس ہو کہ قدرت کے سامنے لے چلو زنگن نے کہا مین تو اب
قدرت کے سامنے نہ لیجاؤنگی انھون نے حکم قطعی دیدیا کہ سر کاٹ کر عمرو کا لا
سکے یہ کہکے تیغ تولنے لگی عمرو نے بلک کر دعا کی کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے چھڑا دے
اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے قطعہ اے از کرمت امید وارم ہمہ جز رحمت تو کس
ندارم ہمہ رحمی کن و دستگیر من شو ہمہ اے فیض رسان جملہ عالم ہمہ عمرو کی آنکھون سے
آنسو جاری ہین کبھی عرض کرتا ہو کہ اے کریم و کارساز میرے تیرے کو وعدہ منتخب
ہو وعدہ ہوا ہو کہ جبتک تین مرتبہ تو موت نہ مانگیگا جبتک وہ قریب تیرے
نہ آئیگا مین نے ابھی تک اس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا آج تو ملک الموت سامنے
کھڑے ہین مژدہ موت دے رہے ہین اے رحیم بچالے اس آفت سے نجات دے

زنگن ہر مرتبہ تلوار تولکر سر پر آتی ہو مگر قضائے کار سکان زمین کہن کہ تعاقب مین عمرو
کے تھا یہ معرکہ سب اپنے آنکھون سے دیکھا کہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنکر اندر گیا دیر ہوئی
کہ واپس نہین آیا جھک کر آسمان پر آیا دیکھا کہ خواجہ ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین اور ایک
زنگن سیاہ رو تلوار کھینچے کھڑی ہو قتل کیا چاہتی ہو سکان نے منھ پیٹ لیا جی مین کہتا ہو
غضب ہوا مین نے صاحبقران کے سامنے اقرار کیا تھا کہ مین عمرو کے ساتھ جاؤنگا
اگر پوچھین گے تو کیا جواب دونگا نہین معلوم کہ کیا باعث ہوا کہ یہ گرفتار ہوا جمشید تو
جلائے روزگار ہو معلوم ہوتا ہو کہ اُسنے پہچان لیا جب تو قتل کا حکم دیا ہو اب مین اسکو
کیونکر بچاؤن کہ جمشید ثانی بھی سامنے موجود ہو آخر سوچ سوچ کر جھولی سے گولہ نکالا
بلند ہو کر پست ہوا گولے پر اسم پڑھکر زنگن پر پھینک مارا زنگن نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ ایک ساحر نے گولہ مارا ہو چاہا کہ بچون مگر گولہ آکر سر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے
مرنا زنگن کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین سکان تڑپکر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا
مگر زنگن جو مری جمشید اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکر دیکھا کہ زنگن مری پڑی ہو عمرو غدار و
جھلا کر طرف آسمان کے دیکھا سکان مثل ستارے کے بلند ہوا جمشید نے چاہا جست
کرکے جاؤن مگر دیکھا کہ دور جا چکا ہو ہاتھ مل کر رہ گیا مگر معشوقہ کا بڑا قلق ہو کہ عمرو اُسکو
لے گیا نہین معلوم کس آفت مین پھنسی ہائے مین نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا
مگر جب وقت وصل آیا تو یہ افتاد پڑی ہائے کیا کرون یہ سوچتا ہوا اُٹھا تخت پر سوار
ہوا مگر ملول و حزین رنجیدہ و کبیدہ یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے نظم

مرا تو کشت خونخوارے شریرے آفت جانے	جفا جو تند خو غارت گر دینی و ایمانے
خود آرائے پریروئے حسینے بزم افروزنے	چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے
جفا ناآشنا و عدہ فراموشے و عیارے	خود آرا خود پسندے بیوفا و سست پیمانے
گہے نازک مزاجے شوخ و شنگے عربدہ جوئے	شریرے زود رنجے نازنینے آفت جانے
گہے عاشق گہے خونخوار خلقے تشنۂ خونے	گہے عیسیٰ و نے جان جہانے راحت جانے
گہے در چمن صورت مثل باد صبح پیدائے	گہے در روضۂ معنی چو بو در غنچہ پنہانے

شگفتہ شکل تبسم در لب لعل پری رویان — گہے بر چہرۂ عاشق برنگ اشک غلطانے
گہے سرگرم ناز لن ترانی ہائے موسیٰ — گہے دل دادہ شیدائے رخ زہرہ جبین والہ سانے
چہ باشم در عدم آن بے نشان اندر وجود آیم — شوم گر از عدم موجود گردد باز پنہانے
چہ پرسی ہمنشین در عشق حال بندۂ مسکین — چو قیس آوارہ و سرگشتۂ دشت و بیابانے
ز حیرت ششدر و بے اختیارے سخت مجبورے — ز عصیان نادمے خجلت کشے سر در گریبانے
گدائے بینوائے بیکسے آزادۂ مسکینے — غریبے خانمان آوارۂ بیساز و سامانے
بمحشر شافع امت اگر سرگرم ناز آید — رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانے
چہ در عناکس نگشتند در تلاش شوخ ہرجائی — بہ دشت غربت و اندوہ حیرانے پریشانے

اسی حال مین دربار مین آیا بڑے بڑے ساحران نامی حاضر ہین چارون وزیر باتدبیر حاضر ہین سب نے دیکھا قدرت ملول و حزین ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے میثاق کوہ گردان اُٹھا ا ل سجدہ کیا اور پوچھا یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا کہ ای وزیر اعظم مسلمانون نے ایسا صدمہ دیا ہی کہ قدرت کو بڑا قلق ہی اب کوئی ایسی تقدیر کرون کہ عمرو گرفتار ہو کر آئے میثاق نے عرض کی اگر قدرت حکم دین تو زمین کو مین ہلادون طبقے زمین کے آسمان پر پہونچادون ارشاد تو فرمایئے کیا رنج پہونچا جمشید نے کہا آج سرو قد کو عمرو لے گیا مین نے اُسکے قتل کا حکم دیا تھا سیاہ پوش قتل ہوئی سکان زمین کن نائب قیلاب عقاب سوار کہ جو شریک مسلمانان ہو گیا ہی عمرو کو اُٹھا کر لے گیا قدرت کو کچھ بن نہ پڑا اب چاہتا ہون کہ سکان اور عمرو دونون گرفتار ہو کر آئین میثاق نے عرض کی ابھی جا کر سب کو مٹادون عمرو و سکان کو لادون یا حکم ہو تو قتل کرون جمشید ثانی نے ایک پرچہ نکال کر دیا کہا اسکو دیکھتے رہوگے تو دھوکا ہرگز نکھاؤگے میثاق اسی وقت اژدر آتشین پر بیٹھکر طرف دربند ہفتم کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ سکان عمرو کو لیکر آیا سامنے صاحبقران کے ہوشیار کیا کل کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خواجہ اُس مہجبین کو تو نکالو عمرو نے کہا مین قرضدار تھا مہاجن نے چھین لیا اگر روپیہ عنایت فرمایئے تو مین چھڑا لاؤن صاحبقران نے فرمایا خواجہ

کوئی وقت بھی ایسا ہوتا ہی کہ تمکو روپئی فکر سے مہلت ہو عمرو نے کہا آفت زدہ ہر وقت اپنی
مصیبت مین گرفتار رہتا ہی آپ کے یہان تو خزانے بھرے ہوے ہین بیکار روپیہ پڑا ہی
اگر مجھکو ملجاے تو قرضدارون سے مہلت پاؤن آپ تمسک لکھوا لیجیے تنخواہ مین مجرا لیا
کیجیے چندے مین ادا ہو جائیگا صاحبقران نے اِشارہ کیا کہ دس توڑے لاؤ جب وہ
روپیہ سامنے آیا عمرو اُٹھانے لگا امیر نے فرمایا پہلے اُس مہ جبین کو نکالیے تب روپیہ
اُٹھائیے عمرو نے رو رو کر سرو قد کو نکالا صاحبقران کی نگاہ پڑی ایک محبوب پری تن
غنچہ دہن رشک نسرین و نسترن عربدہ جو خوشخو حقیقت مین سرو قد اسم باسمی خورشید خد
صاحبقران نے فرمایا یہ مہ جبین تو بحکم دیدہ و خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین کئی لاکھ روپیہ
مانگتے ہین یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ ایک ساحر ہزبر آتشین
پر سوار لشکر پر آکے گرا ہی خواجہ وسکان کی تلاش مین ہی کئی ہزار آدمی مار چکا ہی جب
اِشارہ کرتا ہی آسمان سے تلوارین گرتی ہین کئی ہزار جوان قتل ہو چکے سکان و رخش
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ عمرو تو اپنے مقام سے کہتے ہوے اُٹھے کہ ہمکو بڑی
مشکل ہی اب کدھر جاوین مگر صاحبقران سوار ہو کر باہر نکلے دیکھا اُس ساحر نے
قیامت برپا کی ہی اور یہی کہ رہا ہی کہ او مسلمانو تم اگر اپنی جانبری چاہتے ہو تو عمرو
اور سکان کو حاضر کرو قدرت کے دونون گنہگار ہین ورنہ آج ایک زندہ نہ رہیگا
یہ خبر قیلاب ابلق سوار کو پہونچی کہ میثاق کوہ گردان وزیر اعظم خداوند لشکر سلیمانی
پر آپڑا ہی زمین ہلا دی ہی سب بھاگ رہے ہین یہ بھی اپنے مقام سے اُٹھا فوج کو
ساتھ لیکر باہر آیا شریک جنگ ہوا اب تو چہار طرف سے سحر چلنے لگا صداے ہو حق
بلند ہی گولون کے دناٹے ہوے سناٹے زمین کانپ رہی ہی مگر صاحبقران زمان نے
نکلتے ہی اسم اعظم ورد کیا پکار پکار کر پڑھنے لگے اور نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
سمندون زچشم فراری شدہ
ہمہ قاف ازکفر شد پاک و صاف

منم ماہتاب سپہر کمال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

	کہ صاحبقران و رجہان نام شد		ہمہ شہر آباد و اسلام شد ✦	

امیر نے جو اسم اعظم بآواز بلند پڑھا ملوارین جو آسمان سے برس رہی تھین وہ موقوف
ہوئین ساحرون کے سحر پلٹنے لگے سکان نے پشت پرسے آکر ایک گولا آہنی مارا کہ
پشت پر میثاق کی پڑا ہرچند کہ گولے نے نہ توڑا مگر ایسی چوٹ لگی کہ منھ کے بھل گرا کسی
ساحر نے آکر سنبھالا اب جو غصے مین اُٹھا چاہا کہ سکان پر جا پڑون اخنش نے بڑھکر
دوسرا گولا مارا جب طرف سکان کے چلتا ہو تو اخنش للکارتا ہو اور جب طرف اخنش
کے بڑھتا ہو تو سکان اپنے سحر سے روکتا ہو میثاق تو اِن دونون کے بیچ مین پھنسا ہوا ہو
مگر صاحبقران جنگ کرتے ہوے جاتے تھے کہ قیلاب کا تخت سامنے سے نمایان
ہوا قیلاب نے فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر کر گرفتار کرلو ساحرون نے بلوہ کیا
مگر صاحبقران شیرانہ رستمانہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا اگر سحر
کرتے ہین تو سحر اُلٹا پلٹ کے اُنھین کے سینے پر پڑتا ہو گرد مرکب ہزارہا ساحرون کے
لاشے پڑے تڑپ رہے ہین مگر لشکر مین انتشار جو ہوا جس بارگاہ مین صاحبقران
بیٹھے تھے پردے اُسکے اُٹھ گئے سرو قد گھبرائی ہوئی در بارگاہ پر آکے کھڑی ہوگئی
میثاق نے جو دور سے دیکھا جی مین کہتا ہو اِسی کے واسطے قدرت بیقرار ہین مین خوش کر
رونگا کہ آپ نے تقدیر معقول نہ کی کہ عمرو و سکان کو پا جاتا لیکر حاضر ہوتا اِسکو دیکھ
پایا نے آیا یہ سوچکر اڑکا بلند ہوا کڑک کے گرا سرو قد کو اُٹھا لیا مگر امیر نے جو دیکھا کہ
سرو قد کو لیے جاتا ہو بیقرار ہوگئے کمان کیانی کاندھے سے آتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا کلائی میثاق کی تاکی تاک کر تیر مارا امیر کے ہاتھ کا تیر کب خطا کر سکتا ہی
عقاب تیر پر کھول کر چلا کلائی پر پڑا کر توڑ کر استخوان کو پار گذرا سرو قد ہاتھ سے
چھوٹی امیر نے بڑھکر چند ملازمون کو اشارہ کیا کہ اِسکو اُٹھا لو ملازم سرو قد کو اُٹھا کے
لیگئے میثاق بدحواس جی مین کہتا ہو کہ اگر خالی پلٹا تو کیسی ذلت کی بات ہو حمزہ پر
سحر تاثیر نہین کرتا اِس رمز سے قدرت بھی آگاہ ہین علاوہ تاثیر نکرنے کے سحر جا کے
پلٹ آتا ہو جو ساحر سحر کر رہے ہین اُنھین کا کام تمام کرتا ہو ہاے کیا کرون سکان نے

جب دیکھا کہ ہاتھ میثاق کا زخمی ہوا کچھ سوچ رہا ہے تردد ہوا کہ کیا تدبیر کرون مگر میثاق نے چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن کوئی مدعا حاصل نہ ہوا دیکھیے قدرت کیا فرماوین یہ سوچکر طرف سکان کے چلا کہ اخفش نے للکارا کہ او میثاق غلامان صاحبقران سے تو آنکھ چار کر ایک طرف سے اخفش اور دوسری طرف سے سکان ملکر سحر کر رہے ہین میثاق کو دبا لیا کر دیا ہے جدھر پلٹتا ہے حربہ سحر پڑتا ہے اُسکو دفع کرکے پھر سنبھلتا ہے سکان نے آگ برسادی میثاق کو وہ گردان ایسا ہی ساحر ہے کہ سب کے سحر سے بچ رہا ہے جب سحر کرتا ہے تلوارین برستی ہین سوا اسے اسم اعظم کے وہ کسی کے سحر کو نہین مانتا مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب میثاق کے پہونچے میثاق نے تلوارین گرائین خنجر گرائے آگ برسائی مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی تب تو امیر نے گھوڑے کو بڑھایا قریب میثاق کے پہونچے میثاق نے ہاتھ تلوار کا مارا۔ امیر نے روک کر وار کیا میثاق نے ہاتھ ہلایا تلوار چمک کر گری چند سپرین فولادی سر پر میثاق کے حائل ہوئین مگر تلوار جو چمک کر گری سپرون کو کاٹتا سپرون کو کاٹ کر جو تلوار گری تو سر میثاق کا زخمی ہوا میثاق نے اپنے کو مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر میثاق پر نہ پڑے ایک تیر آخر کا پانوٗن پر میثاق کے پڑا کہ پانوٗن میثاق کا زخمی ہوا مگر بلند ہو کر نکلگیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور سوچنے لگا کہ او میثاق اگر خالی پلٹ گئے تو خداوند کو کیا منھ دکھاؤ گے فرمائین گے کہ تم اِس ہماہمی سے گئے اور خالی پلٹ آئے یہ سوچکر پہاڑ سے اُترا مگر خواجہ عمرو کر خوف سے میثاق کے بھاگے ایک مقام پر جا کر ٹھہرے میثاق نے پرچہ دیکھا معلوم ہوا کہ فلان مقام پر عمرو ہے کس طرف چلا خواجہ ٹھہرے ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے سے میثاق آتا ہے خواجہ وہان سے بھی بھاگے اب خواجہ جہان جاکر ٹھہرتے ہین میثاق اسی مقام پر پہونچتا ہے ایک دن اور ایک رات خواجہ کو بھاگتے بھاگتے گذر اتمام کو وہ دشت و بیابان مین جاکر چھپے مگر میثاق وہان بھی پہونچا ادھر چالاک بن عمرو تعاقب مین میثاق کے پھر رہا ہے اور دیکھتا ہے کہ قبلہ و کعبہ بھاگے بھاگے پھرتے ہین اور میثاق دوڑا دوڑا پھر رہا ہے مگر میثاق کے پاس ایک کاغذ ہے

جب اُسکو نکالکر دیکھتا ہو تب دوڑتا ہو چالاک سمجھ گیا کہ یہ علم نجوم ہو اگر ہوا سکو نہ دیکھنے
تو کیا عجب ہو کہ پھنس جائے ایک صحرا مین آیا دیکھا ایک نخل کا پودھا نہایت سرسبز و
شاداب گل غنچے اُسمین لاجواب ہین چالاک نے سوچکر توڑا کھولا کچھ پھول نکالے
کچھ غنچے ہر طرح طرح کے پھل اُس درخت مین آراستہ کیے پھول بھی ہر رنگ کے
لگائے کسی طرف نرگس شہلا کسی طرف سنبل پر پیچ و تاب کسی شاخ مین نسترن و
نسترین درخت کو پورا چمن بنادیا اور ایک تختی نکالی اُسمین بخط جلی لکھا کہ یہ نخل
قدرت خداوند سامری و جمشید ہو یہان تشریف لاتے ہین تمام درخت پر عطر
بیہوشی ڈالا اور بیخ مین اُسکی نقب کھودی اور خود اُسمین بیٹھا آمادہ ہو کہ اگر یہان
آئے تو میثاق کی گردن لون مگر میثاق پھرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا کہ بوے خوش
دماغ مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ صحرا مین ایک نخل ہو کہ سب طرح کے پھول پھل
و غنچے اُس مین آراستہ ہین اور درخت پر ایک تختی لٹک رہی ہو کہ اُسپر بخط جلی
مرقوم ہو کہ این نخل قدرت خداوند سامری و جمشید است یہ دیکھکر میثاق بڑھا
جی مین کہتا ہو کہ جا بجا قدرت سامری کے ظہور ہین جمشید ثانی ناحق کو خداوند
بن بیٹھا ہو اُسکی قدرت کا کہین ظہور نہین عمرو کی تلاش مین یہ مدعا حاصل ہوا
بڑی سعادت حاصل ہوئی یہ سوچکر دوڑا جون جون قریب پہونچتا ہو خوشبو کی
لپٹین چلی آتی ہین تختی کو دیکھکر وجد مین ہو کہ اسکو پڑھکر بوسہ دون یہ سوچکر جیسا
جون جون قریب آتا ہو خوشبو بڑھتی جاتی ہو جب قریب پہونچا چاہا دوڑ کر تختی سے
لپٹ جائے جیسے ہی دوڑ کر قریب آیا اسطرح کی خوشبو آئی کہ جھوم کر گرا ادھر بیخ نخل سے
چالاک نکلا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک سے ہیبت ... چالاک ہو
بچشم دشمن اندازم گرفتہ خاک نہ آید باد گرد تیز گامم خلیفہ اولم چالاک نامم
خنجر کھینچا میثاق پر جو سینہ پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی ای فرزند تمنے بڑا
نام نیا خوب نام کیا یہ وزیر اعظم جمشید ثانی ہو شاید مطیع اسلام ہو تم سیر ہو گئے
چالاک نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا ہاتھ روک لیا خواجہ جب قریب آئے تو

کہا اے فرزند تم نے بڑی عیاری کی اس بیٹے کو گرفتار کیا کہا یہ کہکے زبان میں میثاق کی
سوزن دی اور اسی نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے میثاق کو ہوشیار کیا میثاق
نے جو آنکھ کھولی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا زبان میں سوزن تھی خواجہ عمرو کوڑا لیے
ہوئے کھڑے ہیں کہ رہے ہیں کیوں اے میثاق قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھا تجھکو
کیونکر گرفتار کیا اب بہتر یہ ہے کہ جمشید ثانی پہ لعنت کر اطاعت دین اسلام قبول کر اگر
اسکے خلاف کریگا تو تجھکو قتل کرونگا آنکھ بچہ گزرے مجھکو پا گئے بھاگے اور تونے
تعاقب نہیں چھوڑا آخر انجام دیکھا کیا ہوا میں اسی خیال میں تھا میاں چالاک
بکس آئے ہیں دیکھوں کیا کرتے ہیں مگر حقیقت میں ایسی عیاری کا کرتب بے مثل و نظیر ہے
اب عمرو نے کمر سے میثاق کی دونو چھتالیں لیا دیکھا سے بیٹا کچھ لگتا نہیں ہے میثاق جیسا
درخت سے بندھا کھڑا ہے سوچ رہا ہے کہ کیا کروں کیونکر جان بچاؤں خواجہ نے کہا اے میثاق
کیا سوچ رہے ہو اگر کچھ مکر کروگے تو اُسکے نتیجے رہے لگے ہیں آنتیں پڑینگی ہم تمہارے
تیور دیکھ رہے ہیں کہ تم کو یہی خیال ہے کہ اپنی جان بچاؤں ہم تمکو زنبیل کی سیر کرائینگے
نئے نئے تماشے نئے پہاڑ دکھائیں گے ملک الموت سے ملاقات کرائیں گے کہ اپنی
زندگی سے تم عاجز ہو جاؤ زنبیل میں پڑے رہو گے جب ٹوکری ڈھوؤ گے تب
وجہ معاش ملیگی سیکڑوں جادوگر قید ہیں کہ آج تک انکا دربار نہیں ہوا جس جرم میں
قید ہوا وہ ہمیشہ کو قید ہوا ہزار تدبیر کروگے مگر وہاں سے رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے
عیار اسی کھنڈیاں کھولیں کہا اے میثاق اپنے رہنے کا مقام دیکھ لو پھر اختیار ہے غرض
میثاق نے جھک کر دیکھا کہ بڑے بڑے ساحر ٹوکریاں سروں پر مٹی ڈھو رہے ہیں
ایسے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اس مقام کا کیا نام ہے عمرو نے کہا یہی زنبیل
تو جسکو قید کروں کوئی رہا نہیں کر سکتا اگر جمشید ثانی تمکو گرفتار کرکے لیجائے تو بھی
زنبیل کو نہ دیکھے گا نگاہ سے دشمن کے مخفی ہو جاتی ہے کیا مجال ہے کہ کسی کا دخل ہو کہ اس
زنبیل میں آسکے یا ساحر زبان ہلاسکے میثاق کو بڑا خوف ہوا پسینے پسینے ہو گیا دل میں
کہتا ہے کہ اگر یہاں عمرو نے قید کر دیا تو کون ہمکو بچائیگا نہیں معلوم کیا انجام ہوگا

نہ چھوڑونگا مثل ان سب ساحرون کے مین بھی پڑا رہونگا اور صاحبقران مالک تاث
ودنیا ہین ہر آفت سے بچالین گے جمشید کی محبت مین یہ آفت ہو انکی دوستی مین راحت
ہو یہ سوچکر میثاق نے اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکال لیجیے مین اطاعت کرتا ہون
عمرو نے دیکھا کہ پیشانی میثاق کی روشن ہوئی نور اسلام چہرے پر ظاہر ہوا عمرو نے
جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی میثاق نے چھوٹتے ہی عمرو پہ سحر کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین
نے تھام لیے چالاک نے بڑھکر کہا او میثاق یہ تمنے کیا کیا اور دونون ہاتھ بالا سے
اور حباب پھینکے میثاق پھر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے پھر اسکو باندھ دیا کئی مرتبہ میثاق
نے سحر کیا اور چالاک نے ہر فقرے سے بیہوش کیا میثاق سمجھ گیا کہ یہ عیار بلا کے ہین
اِنکے جھگڑے سے نکلنا دشوار ہو آخر قدمون پر عمرو کے گر پڑا کہا او شہنشاہ اوج عیاری
مین بصدق دل اطاعت کرتا ہون تدبیر رہائی بادشاہ وغیرہ بھی کرونگا یہ نہ سمجھنا کہ میرا
شریک ہونا بیکار ہوگا جمشید کو بڑا تعلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ میرا بازو ٹوٹ گیا
دیکھون اب کیا انجام ہو خواجہ ہر مرتبہ گلے سے لگا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ او
میثاق نہ گھبرانا اگر تمھارے ساتھ کچھ بے اعتدالی ہوگی تو جان لگا دونگا قضائے کار
استقلان دریا بار ایک بادشاہ ہو کہ وہ برائے شکار نکلا ہو اُسکو ایک ہرکارے
نے خبر دی کہ میثاق کوہ گردان شریک خواجہ عمرو ہو گیا جنگل مین ہاتھ باندھے
کھڑا ہو عمرو اُسکو تسکین دے رہا ہو ہمراہ استقلان بارہ ہزار جادوگر ہین اشارہ کیا
کہ چہار طرف سے گھیر لو یارو بڑی غیرت کی بات ہو کہ خداوند کا وزیر مسلمان ہو جائے
اور ہمکو معلوم ہوا اور ہم کچھ کوشش نہ کرین میثاق خواجہ کے پاس کھڑا ہوا باتین کر رہا
ہو کہ صدائے لینا لینا کی آواز آئی میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر چہار طرف
سے بلوہ کیے ہوئے آتے ہین میثاق نے کہا خواجہ ہٹ جائیے مین انسے سمجھ لیتا ہون انکی
کیا مجال ہو کہ مجھکو گرفتار کرین یہ کہکر بڑھکے گولہ مارا خواجہ گلیم اوڑھکر الگ ہوئے
چالاک ایک غار مین مخفی ہوا مگر استقلان ساحرون کو اشارہ کر رہا ہو ساحر بلوہ
کر کے جاتے ہین مگر میثاق جس وقت سحر کرتا ہو ہزار دو ہزار مر کر گرتے ہین کسی پہ تلوار پڑی

کسی پر خنجر پڑا استقلان دیکھ رہا ہو کہ تھوڑے عرصے مین میثاق نے چھ ہزار جوان مار کر
ڈالدیے وہ سحر کرتا ہو کہ زمین تھرّا رہی ہو الامان کی آواز آرہی ہو کسی پر برق گری کسی پر
خنجر گرے کسی پر تلوار ین گرین استقلان گھبرایا جی مین کہتا ہو کہ یہ جوان سب کو مار کر نکلا جاتا
پکار اٹھا کہ یا خداوند جمشید ثانی مدد کیجیے ہم میثاق کو نہین روک سکتے آپ تشریف لایئے
اپنے وزیر اعظم کو لیجایئے جو وزیر کہ آپ کی خدمت مین رہا ہم اُسکو کیا روک سکتے ہین
یہ فقرہ ہمکو کہہ چلا تھا کہ ایک تیرہ و تار پیدا ہوا اور ہزار ہا طائر آگے ابر کے زمزمہ سرائی کرتے چہچہے
بڑھ بڑھ کے پکارتے ہین کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ خداوند جمشید ثانی آتے ہین اُس صحرا پہ
آکر ابر ٹھہرا یکایک ابر پھٹا جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی تخت پر سوار آتے ہی للکارا
کہ او میثاق تجھکو کیا ہو گیا ہو چل میرے ساتھ وہی تیرا مرتبہ کرونگا تیرے لیے ذلت نہ ہوگی
میثاق نے جواب دیا کہ مین تجھپر لعنت کرچکا یہ کہکر گولا مارا پایہ تخت جمشید ثانی ٹوٹا جمشید
نے دیکھا کہ پایہ تخت ٹوٹا بلا کا ساحر ہو میرے تخت کا تو یہ حال گزرا اور اس سے بھلا کون
لڑسکتا ہو اسکے سحر کا مثل نہین ہو کون اسکو روکے سحر کرنے لگا واضح رہے کہ جعدونہ سحر کی
جمشید کے پاس نہین ہو جب ہاتھ بڑھاتا ہو اُسی لکا ابر سے سنہری پنجے پیدا ہوتے ہین
جو شئ طلب کرتا ہو وہ سامنے آجاتی ہو اب جمشید نے ہاتھ بڑھایا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا
گولے لیے ہوئے سامنے آیا جمشید نے وہ گولے پھینک مارا قریب سر میثاق آکے پھٹا
آگ برسنے لگی دھواں اسقدر پیچیدہ ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہوا سے دخان ہو
مجال نہین کہ کوئی اس مین گذر سکے اُس دھوئین کو دیکھکر میثاق نے قصد کیا کہ دھوئین
کو توڑ کر نکلجاؤن جیسے ہی دھواں بلند ہوا آنکھون مین لگا بیہوش ہو کر گرا جمشید نے
رسن سحر لٹکا کر میثاق کا گلا باندھا اور اٹھا کر اپنے تخت پر ڈال لیا استقلان سے پکار کر
آواز دی کہ او بندہ خاص دا وید قدرت تو خوب وقت پر آیا کہ اسکو روکا مگر یہ وہ
ساحر ہو کہ جسکو قدرت نے تعلیم کیا اب تم جاکر قیلاب کے شریک ہو کہ وہ حیران ہو رہا ہو
بہت گھبراتا ہو استقلان نے عرض کی غلام اب گھر نہ جائیگا جاکر قیلاب کا شریک ہوتا
ہو عمرو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ میثاق کو جمشید لے گیا چالاک بھی غار سے نکلا

کہا قبلہ و کعبہ بڑی بدنامی ہے اگر بیثاق قید رہا تو آپ کے لیے سُبکی ہے عمرو نے کہا دیکھو میں ابھی جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو قصر ہفت رنگ مین جاکر داخلہ کرون دیکھون بیثاق کیسکے سپرد ہوتا ہے چالاک نے کہا غلام بھی آئیگا عمرو نے کہا بیٹا تمھارا کام نہین ہے بیٹکے خواجہ بھاگے طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہین یہی خیال ہے کہ جاکر بیثاق کو رہا کرون مگر جمشید ثانی جو بیثاق کو لیکر دربار مین آیا اور وزرا بھی موجود ہین سب طعن و تشنیع کرنے لگے بیثاق کسی کو جواب نہین دیتا تینون وزیر کہ رہے ہین کہ اے بیثاق تجھنے خداوند کا خوف نہ کیا اور شریک مسلمانان ہو گئے دیکھا قدرت کیونکر گرفتار کرلائے کسی مسلمان کی جرأت نہ ہوئی کہ تمکو روک لیتا جب جمشید نے بہت کچھ کہا تو بیثاق نے جواب دیا کہ اے یاوہ گو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کرین نے ورنہ کوشش کی کہ اگر تو دیکھتا تو وجد کرتا مگر چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہ گرفتار ہو گیا اب کیا چارہ ہے مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر جمشید نے پکار کر آواز دی کہ اے احول جادو جلد حاضر ہو ایک ساحرہ احول چشم آئی جمشید نے اشارہ کیا کہ بیثاق کی آنکھین نکال لے اُس عورت نے انگلیان ڈالکر آنکھین بیثاق کی نکال لین ڈھیلے تک نکل آئے بیثاق آہ کرکے بیٹھ گیا اور جادوگرنی نے جھولی سے ڈبیا نکالی اُس مین آنکھین رکھین اور پھر غائب ہو گئی جمشید نے حکم دیا کہ کملاق خارہ شکن اسکو لیجا کر قید کر و کملاق نے بیثاق کو ہمراہ لیا ایک مقام اندھیرے مین لاکر قید کیا خواجہ کی بیقراری بیثاق بھی درد چشم سے لوٹ رہا ہے ہاتھ آنکھون پر رکھے ہوئے کراہ رہا ہے بے اختیار کبھی پکارتا ہے کہ اے خداوند زمین و آسمان و اے رحیم و رحمان تیرے اسماے متبرکہ سے دل کو قوت ہوتی ہے اور قلب کو طاقت ہوتی ہے اے رحیم اِس آفت سے بچا لے اور اِس بلاے ناگہانی سے رست سے بیثاق دعائین مانگتا ہے مگر خواجہ پھرتے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا ایک مقام پر ایک مکان ہے اور ایک جادوگرنی بیٹھی ہے چند کنیزین پھر رہی ہین عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملا کنیزون سے پوچھا کہ یہ

مالک مکان کا کیا نام ہی ایک کنیز نے ہاتھ چمکا کر کہا بوا تم ایسی نادان ہو کہ مالک کا نام بھول گئین ملکہ احول چشم جادو اِس باغ مین رہتی ہین انھون نے میثاق کو نابینا کیا ہی عمرو اندر آیا خیال مین گذرا کہ بڑا غضب ہوا کہ میثاق نابینا ہو گیا کیا عجب ہی کہ اِسکے قتل پہ دو وبینا ہو عمرو یہ سوچ رہا ہی اور احول مسند پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک جادوگرنی طاؤسی تخت پر سوار آئی ہی کنیزین اُسکے ساتھ مین اُسنے کہا کیون بوا احول جلسے مین نہ چلوگی احول نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین وہ جادوگرنی تو روانہ ہوگئی عمرو نے پوچھا ملکۂ عالم اِنکا کیا نام ہی احول نے کہا ملکہ ندیم جادو مصاحب خداوندلعبہ تھوڑی دیر کے ایک اور جادوگرنی آئی اُسنے آکر احول کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا چلو اب وقت جاتا ہی احول اُسکے ساتھ اُٹھی کنیز نے چپکے سے پوچھا اِن بی بی کا کیا نام ہی احول نے کہا اِنکا قسیم جادو نام ہی عمرو بھی اُچک کر تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑے عرصے مین سامنے قصر ہشت رنگ کے پہونچی سات برج قصر کے بنے ہوے بیچ مین جو قصر ہی اُس مین تخت پر جمشید ثانی بیٹھا ہی ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین مہ جبین بتا بتا کر یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

تار تار پیراہن جنون سے ہو گیا ہے دوست — شکل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست
چہرہ رنگین کوئی دیدہ ان رنگین ہی مگر — حسن مطلع ہی جبین مطلع ہی صاف ابروے دوست
ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہی دراز — دوش سے نیچے نہین اترے ابھی گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت [illegible] دیدار کا — آئنے کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست
واہ ری شانے کی قسمت [illegible] معلوم تھا — پنجہ شل سے کھلین گے عقدہ ہاے موے دوست
داغ دل پہ خیر گذرے تو غنیمت جانئے — دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب — خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم — جب اڑاتی ہی ہوا سے تند خاک کوے دوست
اس بلا سے جان [illegible] آتش [illegible] — دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

خواجہ احول کے ہمراہ چلے گئے اُن کے پاس جا بیٹھے جو طبلہ بجا رہی تھی اُس سے کہا بوا تم

ستم پیشہ بجاتی ہو مجھے دو مین ٹھیک ٹھیک بجاؤن وہ سمجھی کہ یہ احول کی مقرب ہو
آہستہ طبلہ دیدیا خواجہ نے اس کیفیت سے بجایا کہ جمشید بول اٹھا کہ طبلہ بجانے والی
گانے والی کو سنبھالے ہوے ہو مگر افسوس ہو کہ میثاق اس صحبت مین نہین ہو وزرا
نے عرض کی اگر حکم ہو تو بلائین سب ملکر ہمعائین اشارہ کیا کہ میثاق کو بلوا بھیجا کنیزین
میثاق کو لائین میثاق آنکھون سے نابینا جمشید نے کہا او میثاق یہ کیا حال ہو اگر
دو چار دن نہ مانوگے تو تمھارے قتل کا حکم دونگا میثاق نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہو میرا
معین و مددگار پروردگار ہو اگر موت تیرے ہاتھ سے ہو تو بہتر ہی ہو ورنہ بقول شاعر فرد
اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خداے ٭ جمشید نے کہا مجھکو یاد کرتا ہو
مین تو تقدیر کر چکا میثاق نے کہا اپنے مقدرے مین تو تقدیر کیجیے لوح طلسم تو بچا لیجے
جمشید نے جھلا کر کہا اسکو قید خانے مین لیجاؤ کنیزین میثاق کو لے گئین مگر قسیم جادو
کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جی مین کہتی ہو کیسا جلیل یون ذلیل ہو رہا ہو افسوس صد افسوس
آنکھین بھی اسکی نکلوا لین بی احول کے سپرد کی ہین کلاق خارہ شکن اسپر متسلط ہو
او قسیم کیونکر اسکو قید سے چھڑاؤن کنیز جو طبلہ بجا رہی تھی اس سے کہا کہ تم بجاؤ کنیز
نے قسیم کے کان مین کہا کہ آپ کو کیا سوچ ہو میثاق کا حال آپ نے دیکھا قسیم نے
کہا تیرا کیا نام ہو کنیز نے کہا گلچہرہ مجھکو کہتے ہین مگر میثاق کے حال پر رحم آتا ہو کہ خداوند
نے بڑی بدعت کی خالی اسکو قید رکھا ہوتا آنکھین کیون نکلوا لین قسیم نے کہا آج شبکو
مین تدبیر کرونگی گلچہرہ نے کہا مین آپ کے ساتھ ہون قسیم نے کہا مقام سخت ہو مجھکو
خوف ہو کہ ایسا نہ ہو شیر تمھین چیر پھاڑ ڈالین مین تو اپنے کو بچاؤنگی عمرو نے کہا کہ مین
آپ سے زیادہ سحر کرونگی اپنے کو بچاؤنگی اور شیرون کو مارونگی اور آپ کی بھی جان
کی حفاظت کرونگی قسیم نے کہا ایسا وقت پر گھبرا جاؤگی جان بچا کر بھاگوگی عمرو نے کہا
ملاحظہ فرمائیے گا دیر تک دونون مین صلاح رہی جب دو پہر شب گذری تو جمشید تکیے
پر سر رکھکے سو گیا وزرا نے بھی آرام کیا قسیم اپنے مقام سے اٹھی خواجہ قسیم کے
پیچھے پیچھے ہوے جب قسیم گوشے مین آئی تو عمرو نے ایک گلوری نکالکر دی قسیم نے وہ

جلدی سے کھائی کھاتے ہی لڑکھڑائی بیہوش ہو گئی عمرو نے زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا
قسیم کی آنکھ کھلی دیکھا ایک گوشے میں بیٹھی ہون ایک شخص دبلا پتلا سامنے کھڑا ہی اور
کہ رہا ہی کہ ای قسیم ستم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو مین تیرے ساتھ ہون مگر اطاعت اسلام
قبول کرو ورنہ قتل کرونگا قسیم مطیع اسلام ہوئی عمرو نے سوزن زبان سے نکالی اب قسیم
و خواجہ چلے سامنے کمرے کے پہونچے دیکھا اندر سے رونے کی آواز آتی ہی اور دروازہ
پر دو شیر بیٹھے ڈکار رہے ہین قسیم نے کہا خواجہ دو شیر بیٹھے ہین انکو کیونکر دفع کرون مگر سحر
کرتی ہون یہ کہکر قسیم نے سحر کیا کہ دونون شیر آپس مین لڑنے لگے مگر ایک نے ایک کو مارا
ایک دم ہلاتا ہوا چلا گیا قسیم نے بڑھکر دروازہ کھولا اندر کمرے کے آئی دیکھا میثاق
سر جھکائے رو رہا ہو دروازے کی آواز سنکر سر اٹھایا قسیم نے کہا او میثاق جادو
منم قسیم جادو خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین میثاق نے کہا مجھے رہا کرنے آئی ہو جب تک
احول نہ قتل ہوگی مین یون ہی بیکار رہونگا او شہنشاہ اوج عیاری جسطرح بنے
احول کو گرفتار کرو اور وہ ذبح ہو تو پھر مین لایق دفایق ہو جاؤن عمرو نے کہا قسیم
تمکو لیے جاتی ہین اور مین انشاء اللہ احول کو بھی لاتا ہون میثاق نے کہا مین سحر سے
بھی ناچار رہوان اور آنکھون سے بالکل بیکار رہون خیر قسیم کو اختیار ہی قسیم نے میثاق
کی کمر مین پنجہ دیا اور اپنے باغ کا پتہ بتایا کہ خواجہ فلان مقام پر میرا باغ ہی جب قسیم
میثاق کو لیکر نکل گئی تو خواجہ دوڑے ہوے کنیز کی شکل پہ پاس احول کے آئے کہا
ای ملکہ عالم اب اپنے مکان کو چلو قدرت آرام فرماتے ہین جب قدرت اٹھین گے
تو محفل مین ہنگامہ ہوگا شاید تجھے بھی پرسش ہو تو کیا جواب دوگی مفت مین گنہگار
ہوگی احول نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا بی قسیم جادو میثاق کو لیگئین قیدخانہ
خالی پڑا ہو کملاق بھی پرسش کریگا احول گھبرا کر اٹھی کہا گلچہرہ تو نے خوب خبر دی
بی قسیم کی بھی شامت آئی ہی قدرت مٹا دین گے تمام عمدہ انکا خاک مین ملا دین گے
احول اسی وقت سوار ہوئی خواجہ بشکل گلچہرہ احول کے ساتھ باتین کرتے ہوے
چلے احول اپنے باغ مین آکر اتری خواجہ بھی ساتھ ہین کہا بی بی آپ نے سنا مین نے

آج کیسا طبلہ بجایا احول نے کہا کبھی تمکو گلچہرہ اِس کام مین نہین دیکھا اِسوجہ سے تعجب ہوتا ہی کہ تمکو کیونکر حاصل ہوا گلچہرہ نے کہا واری خداوندرہ میرے خواب مین آئے تھے گانا بھی تعلیم کر گئے اور فرمایا تھا کہ سوا اُسے احول کے اور کسی سے نہ کہنا لہذا مین نے عرض کیا اب آپ کو اختیار ہی مگر ذرا گانا میرا سن لیجیے احول نے کہا اے گلچہرہ ہم جلسہ کرینگے سب شاہزادیون کو سنوائین گے اور اِسکا فخر کرین گے کہ قدرت نے ہماری کنیز کو تعلیم کیا ہی گلچہرہ نقلی نے کہا پہلے سماعت تو فرمایئے یہ کہکر سید ھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کے واسطے کل کہگیا جانان میرا — آج کیا حال کریگی شب ہجران میرا
ہائے کیا قہر ہو کچھ میری طرح اب یہ بھی — منھ چھپا لیتا ہی دل مین مرے ارمان میرا
خوف تکلیف ہی سر کا میڈ اپنا کیونکر — روز شرماتا ہی آکر مجھے احسان میرا
ناتوانی کی اجازت نہ ملی گرچند سے — ہاتھ ہوجائیگا پیوند گریبان میرا
مجھکو باتین نری تاثیر کرین کیا واعظ — پاس ہی اُس بُت بدکیش کے ایمان میرا
خبر وصل بھی سُنکر یہ نہین خوش ہوتا — اِسقدر یار سے آزردہ ہی ارمان میرا
کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہی نسیم — کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا

احول نے گلچہرہ کو گلے لگا لیا کہا اے گلچہرہ بیتاب کردیا عمرو نے کہا مجھے تو یاد نہین رہا بہت سے کمال قدرت نے بندی کو تعلیم فرمائے ہین اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تو شیرے شیراب پلائیگی احول نے کہا اے گلچہرہ یہ تو بہت مشکل ہی عمرو نے کہا امتحان کیجیے شاید صادق آئے یہ کہکر گلابیان کھینچین جام لبریز کر کے سر پر رکھا سامنے احول کے گت ناچی احول ہر مرتبہ یا خداوند یا خداوند کہے جاتی ہی کہتی ہی اب جام گریگا مگر اِس خوبصورتی سے جام سامنے لائی کہ احول کھڑی ہوگئی دونون ہاتھ بڑھاکر جام لیا لیکر پی گئی ابتو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی احول کو جو نشہ ہوا خواجہ نے پوچھا کیون اے ملکۂ عالم وہ ڈبیہ کہان ہی جس مین میثاق کی آنکھین ہین احول نے کہا وہ سامنے صندوقچہ رکھا ہی اُس مین ڈبیہ ہی

مگر اے گلچہرہ عجب حال ہی آسمان سے پریان چلی آتی ہین بعض مجھے بلاتی ہین دیکھو ایک
پریزاد عمدہ کپڑے پہنے ہوے تاج سر پر رکھے مجھے بلا رہی ہی خواجہ نے کہا آپ اُسے
بلا لیجئے جو اپنے سے محبت کرے اُس سے ضرور محبت کیجیے احول نے کہا بوا آؤ یہ کہکے
اُٹھی بیہوشی نے تمانچہ مارا ارے کہکے گری گرتے ہی اُسکے کنیزین لپٹا لپٹا کہکر اُٹھین
جو اُٹھی دو جہان سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہو چکین خواجہ کو
تو احول کی باتین بہت پسند آئی ہین صندوقچہ کھولکر ڈبیہ نکالی سارے مکان کو دوڑ لیا
احول کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا لیکر چلے قسیم کا باغ پوچھتے ہوے یہان قسیم میثاق کو
لیکر اپنے باغ مین آئی میثاق بلک بلک کر رو رہا ہی کہ رہا ہی اے ملکۂ عالم مجھے ایسا بیکار
کیا کہ مین نہین دیکھ سکتا کہ آپ کی صورت زیبا کیسی ہی حقیقت مین تمنے احسان کیا مجھے
امید تھی کہ جس قید خانے مین سعد شہریار قید ہین مین بھی وہان جا کر قید ہونگا میرے
ساتھ وہ بھی رہائی پاوینگے مگر افسوس ہی کہ مجھکو جمشید نے الگ قید کیا اور اُس شہریار
کا کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری دیکھیے خواجہ احول کو لاتے ہین یا نہین قسیم
کہ رہی ہی اے میثاق مجھے تجھسے قلبی محبت ہی مگر شکر یہ کرتی ہون کہ مجھکو محبت نجس نہین ہی
مین تمھاری رہائی کی جویا تھی پروردگار عنایت کی نظر کرے کہ تمھاری آنکھین درست
ہون اور لشکر اسلام مین بخیر و عافیت پہونچو مین بھی ملازمت صاحبقران کرون
اُنکے اوصاف ایسے ہی سنے ہین یہ ذکر تھا کہ خواجہ ڈھونڈھتے ہوے وہ باغ پہ پہنچے
کنیزین جو دروازے پر تھین وہ چیخ مار کر بھاگین سامنے آکر قسیم سے کہنے لگین کہ ایک
بن مانس دروازے پر آیا ہی دوسری نے کہا ملکۂ عالم یہ جوشی ہی جلمانس ہی تیسری نے
کہا مرچیا جن ہی چوتھی بول اُٹھی اچھا خاصہ مٹھیا ریچھ ہی ہاؤ ہاؤ کرتا ہوا آتا ہی میثاق ہنسا
کہا لو بی قسیم مبارک ہو خواجہ آگئے کیا عجب ہی کہ میری مراد بھی لاے ہون کنیزون
نے کہا انسان تو وہ نہین ہی قسیم نے کہا بُلا لو کنیزین ڈرتی ہوئی دروازے تک آئین
خواجہ عمرو کو بلا لائین مگر ذرا دور سے چیختی ہین کہ رہی ہین کہ میان بن مانس صاحب
آؤ ملکۂ عالم بُلاتی ہین مگر سب حیران ہین کہ یہ کیا مسخرہ ہی یہ کون شخص آیا ہی کہ میثاق بھی

خوش ہو ملکۂ عالم بھی فرماتی ہین کہ بلا لو ایسا نہ ہو کسی کو کہا جاے خواجہ بہی سب کو ڈراتے
ہین اب جو اندر آئے قسیم نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا میان میثاق کی بھی مراد لائے خواجہ
نے کہا وہ ڈبیہ بھی لایا ہون اور بی احول بھی موجود ہین اب بھی اگر حاذق نہ ہو تو تعجب کا
مقام ہو خواجہ نے ڈبیہ نکالکر سامنے رکھی کہا ای میثاق اِسمین آنکھین تمھاری موجود ہین
میثاق نے کہا احول کو نکالیے خواجہ نے احول کو نکالا زبان مین سوزن دیکر درخت سے
باندھکر ہوشیار کیا اب جو احول کی آنکھ کھلی دیکھا سامنے میثاق اور قسیم بیٹھے ہین ایک
عیار کوڑا لیے کھڑا ہو کہ رہا ہو ای احول مناسب یہ ہو کہ اطاعت اسلام قبول کرو چلکے
امیر کی ملازمت کرو مگر اِنکی آنکھون کی تدبیر بتاؤ کہ میثاق کی آنکھین روشن ہون عمرو
نے چند دلائل مذہب اسلام کے اور چند برائیان مذہب کفار کی اسطرح بیان کین کہ
زنگ کفر آئینۂ دل سے احول کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اِشارہ کیا کہ مجھکو رہا کیجیے
تو آنکھین اِنکی روشن کرون خواجہ نے خیال کرکے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہو
زبان سے سوزن نکالی احول چھوٹتے ہی قدمون پر خواجہ کے گری اطاعت اسلام
بصدق دل قبول کی احول نے وہ ڈبیہ کھولکر آنکھین حلقۂ چشم مین میثاق کے رکھین
کچھ اسماے عزا پڑھے میثاق بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا چند قطرات
گندیدہ نکلے آنکھین میثاق کی مثل تارے کے روشن ہو گئین اب جو خواجہ کو دیکھا
کہنے لگا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑا احسان کیا کہ مین پھر انسانون مین آکر
شریک ہوا مجھے امید نہ تھی کہ پھر مین تمکو دیکھونگا مگر شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ
جسنے یہ نعمت عطا کی اب طرف لشکر کے چلیے قسیم نے کہا کہ ای میثاق میرے باغ مین
مال بےحساب ہو یہ سب رہا جاتا ہو خواجہ نے کہا آپ باہر تشریف لے چلیے مین چھکڑے
منگواکر سب لدوا لونگا جسوقت جو شے مانگوگی بلا تکلف حاضر کرونگا قسیم اور میثاق
باہر نکلے احول بھی ساتھ ہو خواجہ نے جال مار کر سب مال نذر زنبیل کیا پکار کر کہتے
جاتے ہین چھکڑے لے چلو جب باہر نکلے تو قسیم نے پوچھا کوئی چھکڑا باہر نہین نکلا عمرو
نے کہا تمنے خیال نہین کیا سب چھکڑے اِسی طرف سے گئے ہین قریب لشکر پہونچے ہونگے

تا گردمیر سے اتر وا لیوین سے گے میثاق سے کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ جو خواجہ نے باسنے ہین
اُسی طرح مال لیا پُنکا خوش تخت پر سوار ہوے خواجہ و میثاق و قسیم و احول طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوے مگر وہان صبح کو کملاق خارہ شکن جو اپنے مقام سے اُٹھا
اول قید خانے مین آیا میثاق کو وہان نہ پایا سامنے جمشید کے پہونچا کہا یا خداوند
کیا تقدیر انکی کہ قیدی غائب ہو گیا جمشید نے کہا مین تیور دیکھ رہا تھا قسیم و احول
شریک مسلمانان ہو گئین اپنے باغ کو قسیم نے چھوڑا طرف لشکر اسلام کے جاتی ہین
کملاق نے کہا یا خداوند میرے قیدی کو لیگئین مین جا کر سب لشکر کو تباہ کرونگا اور
میثاق و قسیم و احول کو لاؤنگا اور سارہ بان زادے کا تو وہ احوال کرون کہ عمر بھر یاد
کرے جمشید نے منع کیا کہ اے کملاق تم نہ جاؤ ساعت نیک نہین ہے کچھ رنج تمکو ہو پہنچیگا
اور کیا عجب ہے کہ پھنس جاؤ کملاق نے نہ مانا کہا یا خداوند جاتے ہی آگ لگادونگا اور
میثاق کی تو کیا مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے دیوانہ کرکے مارونگا یہ کہکے اُٹھا اور ایک
اژدر پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان صاحبقران زمان بارگاہ مین
تشریف رکھتے ہین سرداران جمع ہین سکان و اخفش کہ رہے ہین کہ خواجہ کو گئے ہوے
عرصہ ہوا نہین معلوم کیا گذری صاحبقران فرماتے ہین خواجہ کا جانا خالی از لطف
نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا آنے لگی صاحبقران نے
فرمایا اے سکان دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہلڑ ہے سکان جو باہر نکلا دیکھا کملاق وزیر اعظم
جمشید ثانی کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے کہ خیمے بارگاہ مین جل رہی ہین ہر طرف سے صداے فریاد و
الغیاث بلند ہے کٹ کے اہل فوج کے گر رہے ہین بعض آگ مین جلے بعض بیہوش ہو کر
گرے بعض بھاگے پھرتے ہین مگر جدھر جاتے ہین منھ کے بل گرتے ہین سکان نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا آکر امیر سے کہا کہ دوسرا وزیر جمشید ثانی کا جواب وزیر اعظم قرار
پایا ہے کملاق خارہ شکن نام ہے لڑ رہا ہے لشکر کے ہزار ہا آدمی مارے جا چکے ہین اگر
حکم ہو تو غلام جاکے مقابلہ کرے مگر سحر مین وہ بہت زبردست ہے جو سحر کہ حضور نے
میثاق کا دیکھا اُسکا سحر اُس سے زیادہ ہے چہار طرف سے سحر کر رہا ہے لشکر مین دھوان

بلند ہی جسکی آنکھ مین لگا وہ نابینا ہوا یہ مجال نہین ہی کہ بچ سکے چہار جانب اُسنے گھیر ڈالا ہی اور پکار کر کہرہا ہی کہ میثاق و تسیم واحول کسطرف ہین انکو مجھے حوالے کردو تو ہمکو جان بخشی کرون ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا صاحبقران نے یہ اسرار سہرے باہر آکے دیکھا کہ ہزارہا نابینا ٹکراتے پھرتے ہین آوازین دیتے ہین کہ اے پروردگار ہمکو ہلاکت سے بچالے اِس آفت سے نجات دے تو مالک و مختار ہی تیرا رحم کافی ہی رباعی

شاہا ز کرم برمن درویش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر حال من خستہ و دل ریش نگر
برمن منگر بر کرم خویش نگر

صاحبقران زمان نے جو فوج کو اسطرح تباہ و برباد دیکھا وسط لشکر مین آئے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے اسم اعظم کو بآواز بلند پڑھنے لگے سکان اور اخفش نے آکر دو جانب سے سحر کیا بہ برکت اسم اعظم خالق دوجہان ہزارہا نابینا بینا ہوے جو دیوانہ وار سہد رہے تھے وہ ہوش مین آئے اب نقیب ہاے بلند آواز جمع ہین آکر آوازین لگانے لگے اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار عبرت آمیز تھے نظم

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا
مٹی مین ملین گی صورتین سب
جانے کے لیے ہی سب کا آنا
کیا زور امانت خدا ہین
فرصت نہین منھ سے بولنے کی
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی
بندہ بندہ خدا خدا ہی
بوڑھا ہو کہ طفل ہو کہ برنا
مٹی کی بنی ہین صورتین سب
گذرا یونہی اسقدر زمانا
کیا دخل مشیت خدا ہین
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
جو حکم وہ دے وہی بجا ہی

احمد محمود عمر اور زید — مرنے کو سب آئے ہین بلا قید
بد ہو یا نیک نحس یا سعد — پہلے کوئی جائےگا کوئی بعد
نابود تو لفظ بود ہر ایک — سب کا عدم و وجود ہر ایک
جو مان کی کنار مین رہا ہو — آغوش لحد مین اسکی جا ہو
ہو زیست اگر بصورت نوح — اک دن نکلے گی جسم سے روح
سب کے لیے اک یہی سبق ہو — مرنا برحق ہو موت حق ہو
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے — اچھون کو قضا بھی چاہتی ہو
وعدہ جب ہوگیا برابر — گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
چھٹکارہ پھر نہین کہین پر — آپہونچیگی موت بس وہین پر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان — کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہو — ہر چیز کے واسطے فنا ہے
سب کے لیے یہ سفر ہو درپیش — دو روز کا ہو فقط کم و بیش
یہ جو ہو سات دن کا ہفتہ — سب جائین گے اس مین رفتہ رفتہ
اس کس کو موت نے نہ لوٹا — کسکا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا

یہ اشعار جو نقیب پڑھ رہے ہین بہادر نیزہ اٹھا کر چاہتے ہین کلاق پر جا پڑین لیکن کلاق کے حربے ہوا سے تیز چل رہی ہو قریب کلاق نہین پہونچ سکتے صاحبقران نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ گھوڑا بڑھا کر قریب کلاق کے جاؤن مگر ہوا نے نہ بڑھنے دیا ہر چند کہ امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین مگر اشقر اکثر ٹھہر جاتا ہو منھ پھرا کر کہتا ہو کہ آقاے نامدار مین مجبور ہون کہ قدم نہین اٹھتا صاحبقران نے ناچار ہو کر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھے کہ اے کارساز و اے بے نیاز کوئی سبب معقول پیدا کر کہ اس آفت سے نجات ہو تو تجھ پر آگاہ ہو کہ مین مجبور و ناچار ہون سراسر بیکار ہون یہ جو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر برق چمکی دیکھا میثاق کوہ گردان و نسیم و احول و خواجہ عمرو ایک تخت پہ سوار سامنے سے نمایان

ہوئے مگر میثاق نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا اے قسیم غضب ہوا ہماری تمھاری تلاش میں
کلاق آپڑا ایسی غیرت میں لڑ رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ تمکو اور مجھکو پائے تو زندہ نہ چھوڑے
قسیم نے کہا ایک طرف سے ہم اور احول سحر کرین اور دوسری طرف سے تم جا پڑو
یقین ہے کہ پروردگار فضل کرے اور اے میثاق دیکھو کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم
ہین مگر قریب کلاق کے نہین پہونچ سکتے عمرو نے کہا اے میثاق حقیقت مین یہ حال
ہے کہ قلب پر امیر کے ہجوم غم و ملال ہے یہ لوگ جو قتل ہوئے صاحبقران کو کیسا صدمہ
پہونچا ہوگا میثاق تخت سے کودا اور للکار کر آواز دی کہ او کلاق اس بدبخت سے
کیا نفع ہوا جو مار رہا بندگان خدا کا خون اپنی گردن پر لیا اگر میری تلاش مین آیا ہے تو مین
موجود ہون یہ کہکر گولہ مارا کلاق نے جو گولہ کاٹا اسطرح کا دھوان نکلا کہ تمام جہان تاریک
ہوگیا ایک طرف سے قسیم و احول نے سحر کیا کہ اس اندھیرے مین برق چمکنے لگی اور
سب برقین کلاق کی طرف جاتی ہین مگر یہ دفع کر رہا ہے صاحبقران نے جو دیکھا کہ
کلاق طرف دفع سحر میثاق و قسیم و احول کے متوجہ ہے اسم اعظم پڑھتے ہوئے گھوڑے
کو بڑھایا قریب کلاق کے پہونچے اور قریب آکر نعرہ کیا کہ او کلاق بہت غریب کشی
کرچکا کلاق نے جو صاحبقران کو قریب دیکھا سحر کرنے لگا مگر اسم اعظم الہی کے سامنے
سحر کی کیا نمود ہے ادھر میثاق مہلت نہین دیتا آگ برسا رہا ہے اور چاہتا ہے قریب جاکے
لڑون کلاق سے تلوار چلے مگر صاحبقران نے قریب آکر وار کیا کلاق نے سپر ہائے
فولادی سر پر حائل کین مگر تیغ عقرب جو تڑپ کر گرا برق جہندہ سے کب پناہ ہے ہزار
سپرون کے ٹکڑے اڑ گئے تلوار سر پر کلاق کے گری کہ کلاق زخمی ہوا تڑپ کر بلند
ہوا امیر نے تیر مارا کہ پانون بھی کلاق کا زخمی ہوا بے سر و پا زخمدار و بیقرار کلاق
بھاگا میثاق نے چاہا پیچھا کرون صاحبقران نے آواز دی او میثاق اب اسطرف
نہ جاؤ بھگوڑے کو بھاگ جانے دو آج اسکی موت نہ تھی کہ تیغ عقرب سے بچ گیا سارے
لشکر کو اطمینان ہوا قیلاب کو ہرکارون نے خبر دی کہ میثاق کوہ گردان شریک امیر
ہوا قسیم و احول بھی ساتھ آئے ہین کلاق آیا تھا زخمی ہوکر گیا قیلاب تو گھبرا ہی رہا تھا

اسنے پھر عرض بادشاہ طلسم کو لکھی کہ اے شہنشاہ نگین ستان اب مجھسے در رہنہ چھوٹا جاتا ہی امیدوار
ہون کہ میری مدد کیجئے ایسا نہو کہ شکست فاش ہو جانے کی نالش ہو یہ عرض پاس ہنگام برپا
کے پہونچی ہنگام نے جو نامہ پڑھا غصے مین کانپنے لگا کہا یارو کیا ستم ہو کہ مسلمان بڑھتے
چلے آتے ہین مگر تاسف کرتا ہون کہ طلسم کشا قید ہو گئے اور مسلمانون کا وہی زور وشور
ہی یارو تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ براے مدد قیلاب جاے اور جا کر اُسکی مدد کرے اور
طیران بھی گیا ہوا ہی اُسنے کچھ انتظام نہین کیا یہ کیسا ساحر زبردست ہو اُسکو تو اپنے سحر پہ
بڑا ناز ہی مگر یقین ہی کہ طیران ضرور آفت برپا کریگا شاید ابھی کسل سفر ہو اسوجہ سے کچھ
بندوبست نہین کیا کہ سرو مہر جادو اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم مین جاتا
ہون سب کی مشکین باندھکر لاتا ہون اور ارادہ ہی کہ بعالم غفلت جاؤن حمزہ کو جا کر
اُٹھا لاؤن میاں میثاق وغیرہ سب بھاگتے پھرین گے جب حمزہ قتل ہو جائیگا تو کوئی
سر نہ اُٹھائیگا یہ کہکے تخت سحر پہ سوار ہوا تین لاکھ جادوگر لیکر چلا یہان امیر جنگ مذکور
فتح کرکے بیٹھے ہین بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین کہ طیران نے قیلاب سے کہا میرے
نام پر طبل جنگی بجوا دیجئے مین میدان مین نکلکر میثاق کو ٹوکونگا دیکھون تو کیسے وزیر ہین
ہمراہ کیا کرتے ہین یقین ہی کہ بھاگتے پھرین اور قسیم اور احول انکی کیا حقیقت ہی
انکو ایک سحر مین ریزہ ریزہ کر دونگا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے صاحبقران کو
خبر دی میثاق دربار مین بیٹھا ہو عرض کر رہا ہی کہ اے شہریار اگر آپ کی رسائی تا بہ قصر
ہفت رنگ ہو تو رہائی سعد شہریار کی ممکن ہی صاحبقران فرماتے ہین اے برادر
رہائی بادشاہ کی وقت پر موقوف ہی خواجہ عمرو کئی مرتبہ ارادہ کر چکے مگر ارادہ پورا
نہین ہوتا دیکھو تمھاری رہائی کے لیے گئے تمکو بینا بھی کیا اور رہا بھی کرلاے جسدن
بدل قصد کرینگے اسی دن بادشاہ کو رہا کر لاوینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ طیران نے طبل جنگی بجوایا ہی میثاق نے کہا اے شہریار آپ بھی طبل جنگی بجوا دیجئے مین طیران
کے ہوش اُڑا دونگا دیکھون تو کیا کرتا ہی اُسکو اپنے مکر وحیلے پر بڑا دعویٰ ہی سر میدان
سمجھ لونگا امیر با توقیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان

ابھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تھا پاسبان ہوئے نہ تھے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

سرخ شمع مائل بہ زردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان
اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے طیران بلند پرواز بعد صفوف آرائی میدان
مین نکلا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے طیران نے جو
پکارا میثاق نے اژدر اپنا بڑھایا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی او شہریار مجکو
اجازت میدان سے صاحبقران نے فرمایا خدا کے سپرد کیا میثاق جو مقابلہ طیران
مین آیا طیران نے دیکھتے ہی آواز دی کیون او وزیر اعظم تمنے قدرت مین کیا برائی
پائی کہ اُسنے منھ پھیرا میثاق نے کہا اسمین سوا برائی کے بھلائی کہان ہی مثل ہمارے
تمھارے وہ بھی ساحر ہی خداوند کیسا سراسر گناہ اوڑھ رہا ہی گندہ جہنم ہوگا یہ سر کے
گذر رہے ہین اُسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا اگر کسی لایق ہوتا تو یہ چھوڑ رہنے نہ ہوجاتے
طیران نے گولا مارا میثاق نے گولا کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ میثاق نے
ایک گولا طرف ہوا کے مارا اور پکار کر آواز دی او دلفریب جلد آ اور اس طیران کو
لگا کر لے جاؤ ہنگام کو بھی معلوم ہو کہ مین نے ساحر بھیجا تھا اُسکا یہ حال ہوا اُسکے خون
مین وہی مبتلا ہو ہم بری رہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک نازنین چہاردہ
سالہ نہایت حسین وجمیل کئی سو کنیزین پنکھیان پھولونکی لیے ہوے اُس نازنین کو جھلتی
ہوئی پیدا ہوئین وہ جو نازنین سب کے آگے تھی وہ صفت سے بڑھی سامنے طیران کے
آئی کہا او طیران یہ بے مروتی کنیزون نے پنکھیون کی ہوا دی طیران کا مزاج پلٹ گیا
کہا او جان جہان مین خود تجھ پہ جان دیتا ہون جو کہو وہ بجا لاؤن نازنین نے ہاتھ تھام
کر منھ پر طیران بلند پرواز کے ہاتھ پھیرا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ آہ مجھسے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ ننگ عشق ہون سب اختر آزرتے ہین
کسی کی سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتان سے ہوتے ہین ہم سجدہ کر کے طالب وصل — دعا بھی بعد ادا ے نماز کرتے ہین
نگار دل ہی محبت جو بیٹھے چپ بھی + — یہ ڈھنگ جلد تر افشاے راز کرتے ہین
لبون تک آتے ہین دل سے جو شکوے ہین نا — شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین
نہ بند کر در مسجد کو مجھ پہ ای زاہد — ہر ایک گناہ پر توبہ باز کرتے ہین
ترے تمام عمل ہین یہ رائگان ای شیخ — وہ نفل کرنے سے تھے جو شیخ ناز کرتے ہین
وہ شوخ کہتا ہی مجھکو بتا کے بے پروا + — نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئنے کی ڈرتا ہون — نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
نگاہ نہ کیجیو ای دامن شب ہجران — کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا — کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین
نگار سے قبر کو پامال کر کے عاشق کی — ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے — بگڑ بگڑ کے گلے کار ساز کرتے ہین
بصد نیاز اٹھاتا ہی خنجر قاتل + — شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین
جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے — خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

نازنین نے یہ اشعار گا کر پھر منھ پہ طیران کے ہاتھ پھیرا طیران نے کہا ای جان جہان کیا اشعار سنائے مین دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا جان تم کہو وہان چلون تمھارا تابع فرمان ہون لیکن امیدوار وصل ہون آسنے کہا صاحب مین تجھسے راضی تم مجھسے راضی پھر کیا وجہ ہی کہ جدائی پڑی ہنگام بر و بار جبر بادشاہ طلسم ہی آسنے فراق ڈالا ہی وہ زبردستی کرتا ہی چلکر اسکو قتل کر و طیران نے کہا اسکی کیا مجال ہی کہ میرے مقدمے مین دخل دے مین ابھی چلکر سمجھائے دیتا ہون اُس نازنین نے کہا اگر اُسکو سمجھا دوگے تو مین تمھارے ساتھ ہون مگر چاہتی ہون کہ میرے واسطے ہتک نہ ہو طیران نے کہا کیا مجال دھوم دھام سے برات لاؤنگا ہاتھی پر سوار ہو کے آؤنگا بھاری سہرا سر پہ بندھا ہوگا خلعت شادی پہنے ہون شملہ سر پر رکھون اس دھوم سے برات لاؤن کہ گلیان روشن ہو جائین یہ کہکے طیران پلٹا طرف صحرا کے چلا وہ نازنین کھڑی دیکھا کی

جب طیران نظرون سے مخفی ہوا تو یہ نازنین اُسی طرح شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے کنیزون کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگئی میثاق نے بارز طلبی کی لشکر قیلاب مین ایک ساحر جو بلند بالا نام جھومتا ہوا نکلا قیلاب سے کہا اگر حکم ہو تو میثاق کو جاکر چیر پھاڑ ڈالون قیلاب نے کہا تم ایسے ہی زبردست ہو مگر وہ وزیر اعظم خداوندی ہو بلند بالا نے کہا میرے سامنے سحر نہ چلیگا وہ ذلت دون کہ میثاق بھی یاد کرے یہ کہکر میدان مین آیا میثاق نے طرف صحرا کے دیکھا آواز دی کہ ای ببران شیر سوار اسکو لینا یہ بڑا مغرور ہو بلند بالا ابھی مقابلے مین میثاق کے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک شیر سوار نعرے کرتا ہوا آیا کہا او بلند بالا ٹھہر جا تیری خدمت کو آتا ہون بلند بالا نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف شیر سوار کے دیکھا شیر سوار شیر سے کود اشیر نے آکر بلند بالا پر حملہ کیا ہر چند بلند بالا سحر کرتا ہو مگر وہ شیر نہین رُکتا جست کرکے بلند بالا کی گردن لی ایک طمانچہ مارا گال کا گوشت نوچ لیگیا دو تین حملون مین بلند بالا کو گرایا اور چیر پھاڑ کر پھینک دیا کئی ساحر اِسی طرح طرف سے قیلاب کے نکلے ہاتھ سے میثاق کے مارے گئے پہر دن رہے طبل بازگشت بجا میثاق بھی پلٹ آیا آکر داخل بارگاہ ہوا لیکن طیران جو سحر مین میثاق کے پھنسکر طرف صحرا کے چلا تھا قضائے کار سرو مہر جادو کہ با فوج قاہرہ منزل بہ منزل آتا تھا صبح کو سوار ہوتا ہو تین پہر پہر دن مین بسر ہوتے ہین پہر دن رہے کسی مقام پر آکر اُترتا ہو ایک صحرا مین لشکر اُتر چکا ہو سرو مہر ٹہل رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا طیران جادو عجب حال سے آتا ہو چٹکیاں بجاتا ہوا سر ہلاتا ہوا ہائے جان جہان زبان پر کبھی کہتا ہو ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تجھسے یون جدائی ہوئی کہ امید ملنے کی نہین کبھی ٹھہر جاتا ہو کبھی دوڑتا ہو لشکر سرو مہر کا دیکھکر اور زیادہ جھلایا سمجھا کہ یہی سب لوگ میرے دشمن ہین معشوق کو چھڑایا ہو لہذا ان سب کو قتل کرون سرو مہر دیکھ رہا تھا کہ طیران ٹھہرا کچھ سوچکر قبضے پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے آپڑا بے گناہون کو قتل کرنے لگا یہی چاہتا ہو کہ سارے لشکر کو قتل کر ڈالون لیکن سرو مہر نے جو طیران کو معروف جنگ دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای طیران اپنے

ہوش تو قایم رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا گو اچھا بے دشمن جل جائے طیران نے کہا او جیا کیا میں
تجھے دیتا ہون تیرا ہی سارا فساد ہو میری معشوقہ کو تیسے جدا کیا فراق الغیب ہوا یہ آتین
ہجر کی کس مشکل سے کٹتی مین یہ کہتا ہوا اور گولے پھینکتا ہوا بڑھا سرد مہر جھپٹ کر قریب آیا
طیران کو للکارا طیران نے ہاتھ تلوار کا مارا سرد مہر نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اور
طیران کی مشکیں باندھیں مگر طیران عز کرتا ہو اور کہتا ہو مجکو چھوڑ دو مین اپنی جان دونگا
مگر سرد مہر نے نہ چھوڑا زبان مین سوزن دیکر قید کیا قیدی کو لیکر چلا مگر طیران آٹھ پہر
غل مچاتا ہو کہ میری معشوقہ کو جدا کیا مجھے قید کیا ہو کوئی ایسا ہو کہ میری زبان سے سوزن
نکالدے کہ لشکر کو تباہ کرون سرد مہر کو ٹھنڈا کرون قضا سے کار رفتہ چالاک بن
عمرو کہین اسطرف گذرا صورت بدلکر لشکر مین آیا دیکھا ایک خیمہ مین طیران قید ہو
خانۂ زنجیر مین غل مچا رہا ہو چالاک نے پوچھا اسپر کیا گذری ہو کون بزرگ مین نگہبانون
نے کہا ملازم بادشاہ طلسم ہو براے جنگ گیا تھا وہان سے دیوانہ ہو کر آیا ہو چالاک نے
بہچانا کہ طیران جادوگر مین میثاق کے پھنکر آیا تھا اُسی کو معلوم ہوتا ہو سرد مہر نے
گرفتار کیا ہو سب مین ملکر میٹھا حقہ پلا کر سب کو بیہوش کیا خیمے مین آیا کہا اے طیران مین
زبان سے سوزن نکالدون سیدھے طلسم مین جاؤ یہان کیون اُلجھ رہے ہو طیران نے
کہا جو معشوقہ کا دشمن ہو وہ میرا بھی رہزن ہو اسیوجہ سے مین بگڑا تم مہربانی کرو کہ اب
سوزن زبان سے نکالدو کہ اِسی وقت اس لشکر کو تباہ کرون سرد مہر کو زندہ نچھوڑون
ٹھنڈا کرون جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی قید کو توڑ ڈالا طرف رعایا کے پلٹا
سحر کرنے لگا آگ برسنے لگی سرد مہر کو خبر ہوئی اپنے مقام سے اُٹھا باہر آ کے للکارا مگر
طیران کب مانتا ہو مبہوت ہو رہا ہو یہی یقین ہو کہ اِن سب نے معشوقہ کو چھڑایا کارد
سحر نکالی طرف سرد مہر کے پھینک ماری سرد مہر نے کارد کو کاٹا دو ٹکڑے ہوگئے وہ
کارد لہرائی طرف طیران کے چلی طیران ہرچند غل مچاتا ہو مگر وہ کارد نہین رکتی آخر
آکر طیران کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری طیران کا مارے جانا کہ ہنگامہ برپا
ہوا اندھیری چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم من طیران جادو بود مارے

طیران کو سرد مہر سوار ہوا کہا یار و یہ کس شخص کے سحر مین پھنس گیا تھا بے جان دیئے چین
نہ آیا مگر افسوس ہو کہ اسنے مجھسے مفصل حال نہ بیان کیا ورنہ مین سحر اُتار لیتا کہ ایک ساعت بے
نے ہوش کی حضور وہ اپنے ہوش مین کب تھا کہ جو آپ سے حال بیان کرتا سرد مہر نے کہا
ہان یہی سبب ہوا مگر مجھکو اسکے مارے جانیکا بڑا افسوس ہو سرد مہر راہ کو طی کرتا ہوا جاتا
ہو یہان صاحبقران بر سر دربند قیلاب عقاب سوار فرو کش ہین میثاق بیٹھا ہوا
باتین کر رہا ہو کہ نہین معلوم طیران پہ کیا گذری کہ آسمان سے ایک طائر نے آواز دی
کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود اے وزیر اے میثاق آگاہ ہو کہ طیران مارا گیا سرد مہر نے
اُسکو قتل کیا کہ وہ تابع طلسم نہ جانے پائے کہ چالاک آکر پہونچا سب کیفیت چالاک نے
بیان کی میثاق بہت خوش ہوا کہا اے چالاک کیا کہنا خوب قتل کرایا پردے بارگاہ
کے اُٹھے ہوئے ہین صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جادوگر
گینڈے پر سوار پشت پر لشکر بے شمار خیمے بارگاہ ہین لدی ہوئی علمہائے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے اسیر تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم اس کر و فر سے
آکر پہونچا قیلاب نے استقبال کیا لشکر صحرا مین اُترا سرد مہر نے سب حال دریافت کیا
قیلاب نے کل حال کہا کہ میثاق وزیر اعظم خداوند شریک مسلمان ہو گیا ہو اُسنے طیران پر
سحر کیا تھا وہی دیوانہ وار یہان سے گیا تھا سرد مہر نے کہا وہ میرے ہاتھ سے ٹھنڈا
ہوا کسی نے اُسکی زبان سے سوزن نکالدی وہ لشکر کو تباہ کرنے لگا مین نے اُسکو
مار ڈالا لیکن آخر مین مجھکو بڑا قلق ہوا کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا بے وجہ مارا گیا مگر
اے قیلاب اب جنگ کسطور سے کیجائے قیلاب نے کہا بڑی مشکل یہ ہو کہ حمزہ
مالک اسم اعظم الٰہی ہو اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اب تو میان میثاق اپنا نام کر رہے ہین
رہائی بادشاہ کی تدبیر ہو رہی ہو نہین معلوم قدرت نے اُنکو کیون زندہ رکھا ہو
قتل کر ڈالین سر اسطرف روانہ کرین کہ مسلمان گھبرا جائین اس گھبراہٹ مین ہم دبا
ڈالین اور حمزہ کو چڑا لائین آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قدرت کو ایک عرضی لکھو کہ سعد کا
سر کاٹ کر روانہ کرین سرد مہر نے عرضی لکھی کہ یا خداوند یہان یہ سر کہ درپیش ہو کہ

صاحبقران زمان مالک اسم اعظم ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا قدرت بھی آگاہ ہین لہذا سعد
بن قباد کا سر کاٹ کر روانہ فرمایئے دادا جب پوتے کا سر دیکھے گا تو نہایت پریشان ہوگا
بس اسوقت ہم لوگ حمزہ کو گرفتار کرلین گے اور آپ کے وزیر اعظم بڑے نام کر رہے
ہین اگر مناسب ہو تو کچھ اُنکی بھی فکر کیجیے ورنہ لڑائی مین مشکل ہوگی یہ عرضی جو پاس جمشید کے
پہونچی جمشید نے عرضی پڑھکر حکم دیا کہ رات کو جشن ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو
سب شاہزادیان آوین اُسی وقت سب کو نامے روانہ ہوے شام کو شاہزادیون کی
آمد شروع ہوئی ملکہ گلندام جادو وہ ہام جادو وہ ملکہ کاکل دراز و ملکہ کالنگ شعبدہ باز
وغیرہ آئین انکے بعد ملکہ ہمانے نازک ادا بھی آئی کہ یہ نہایت حسینہ ہو سحر مین بھی سب سے
زیادہ طاق شہرۂ آفاق ہو محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط شروع ہوا جام بوار غوانی
گردش مین آیا صدا اے ہو شاہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جمشید مست بیٹھا ہوا
شاہزادیون کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو ہمانے نازک ادا پر جو نگاہ پڑی بلبلا کر کہا
اے نازک ادا ذرا میرے قریب آؤ تو مین تجھسے کچھ بات کرونگا ہمانے نازک ادا
قریب آئی جمشید دست درازی کرنے لگا ہمانے نازک ادا کو بہت ناگوار ہوا
کہا یا خداوند ہم تو آپ کے فرزند ہین اولاد کے ساتھ یہ گستاخی زیبندہ نہین ہو
جمشید نے کہا اے ہمانے نازک ادا جسنے تمکو پیدا کیا یہ حسن و جمال دیا خاص جسنے
اپنے لیے بنایا او رتم ہو جو کہ یہ انکار کرتی ہو ابھی تقریر کرون تو یہ صورت بدلجا
وہ صورت ہو کہ کوئی نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھے نازک ادا نے عرض کی آپ کو اپنی خدائی
کی قسم ہو کہ میری صورت بدل دیجیے یہ حسن و جمال تو خداداد ہو اسمین کسی کو کیا دخل ہو
جمشید نے کہا اچھا جیٹھو اور طور سے سمجھا جائیگا ہمانے نازک ادا الگ آکر بیٹھی ملکہ
کاکل دراز نے کہا بوا کیون تمنے قدرت کو آزردہ کیا نازک ادا نے جواب دیا
کہ مین اس بڈھے بوڑھے ریچھ کو کیا پسند کرتی منھ سے وہ بو آتی ہو کہ منھ
لگانے کو دل نہین چاہتا جب منھ کھولتا ہو قلب اُلٹ جاتا ہو کاکل دراز نے کہا
بوا قدرت کی برائیان نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت آگاہ ہوجاوین نازک ادا نے کہا

ہم اپنے دل کے بادشاہ ہین قدرت کا اس مین کیا اختیار ہو مگر جمشید ہونگا محبت ملکہ نازک ادا کو دیکھ رہا ہو گلفام کو قریب بلا بلا کہا ہو گلفام نازک ادا کو بجھاؤ لاکے میرے پہلو مین بٹھاؤ گلفام نے اگر نازک ادا سے کہا نازک ادا نے جلکر جواب دیا کہ جاؤ تم جاکر بیٹھو سر محفل ذلت اٹھاؤ کون اِتنے بڑے دربار مین قدرت کے پہلو مین بیٹھے اور وہ دست درازی کرے مجھسے یہ نہو گا گلفام بلی اگر جمشید سے کہا کہ یا خداوند وہ نہین مانتی جمشید نے کہا ابھی سحر کرکے صورت بدل دونگا نازک ادا نے کہا چاہین کتنا بناؤ مین مگر مین نہ قبول کرونگی جمشید نے جھلا کر کہا اِسکو کشان کشان میرے سامنے لاؤ چار پانچ شاہزادیان اٹھین نازک ادا سے کہا ہو اچلو نازک ادا نے کہا ہرا مین تو نہ جاؤنگی ہاتھ تھام کر شاہزادیان کھینچنے لگین نازک ادا نے ہاتھ سے اِشارہ کیا وہ سب شاہزادیان گرین زمین پر تڑپنے لگین جمشید نے جو یہ دیکھا تخت سے اُٹھا تاج سنبھالتا ہوا کہا او نازک ادا جلد میرے پاس آؤ نازک ادا گھبرا کر اٹھی سامنے سے بھاگی ایک کمرہ تھا اُس مین گھس گئی دروازے بند کر لیے کراہٹ کی آواز آئی منھ پھیر کر دیکھا کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال بال سر کے بڑے ہوے آنکھین ڈگڈگا رہی ہین یا نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہین عارض انور مثل زعفران زرد زنجیرون مین جکڑا طوق گلے مین پڑا آہ آہ کر رہا ہو بچارے نازک ادا کو لپیٹ آگیا قلب تھر تھرا گیا قریب آکر پوچھا کہ او گرفتار دام محنت و او مقید قید خانہ پریشانی تو آفت کیا تو نے خطا کی جو اِسطرح قید ہو وہ جوان ٹھنڈی سانس بھر کے یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

کچھ تمنائین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے — اشک حسرت وہ بنین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے — دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا بٹنے کے لیے

شکوہ ہو برق تجلی سے کرو تا انصاف — ہم ہون منھ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

نازکی دیکھون اٹھالیتی ہو کیونکر تمکو — دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے جیسے وہ دور — اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

دل سے آتا ہو جگر میں تو جگر سے دل میں | درد اُٹھتا ہو ذرا آج ٹہلنے کے لیے
دست دلبر سے تپیدہ رہے وصل میں دل | ... جو ہو دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے
داغ کتنا ہو جو اے شب فرقت سے مرا | شمع ... ہونے کے لیے تو ہو میں جلنے کے لیے
دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں | ابھی اُٹھتا ہو تو اُن تلووں کے ملنے کے لیے
اپنے سایہ کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ | دھوپ میں کوچۂ محبوب کی چلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہیں | اُس سے گردیدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے
کیا کدورت نے تری خاک اُڑا کر شب میل | جیسے ہو دل مری پوشاک بدلنے کے لیے
نخل امید جما سے قدم اپنا جلال | گلشن دل میں مرے کھیت لتے پھلنے کے لیے

سعد شہریار نے جب یہ اشعار پڑھے ملکہ نازک ادا نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار سوال دیگر جواب دیگر آپ کا نام نامی کیا ہو سعد نے فرمایا یہ صاحبقران فرزند قباد شہریار عالیشان اس نیاز مند کو سعد کہتے ہیں جمشید نے قہقہہ مارا ہو اسقدر رات حیات میں باقی ہو صبح کو قتل کیے جاؤ گے ہاتھ سے فی الحال کے دعوت نہ پاؤ گے ہمارے ہی قتل کا تو یہ جشن ہو صبح کو اختتام جشن ہوگا ہمارے نازک ادا نے کہا ای شہریار نہ گھبرائیے پروردگار معین و مددگار ہو لیکن جمشید نے جو دیکھا کہ نازک ادا کمرے میں جب پہنچی قریب آکر کہا ای ملکہ عالم تشریف لائیے نازک ادا سعد سے باتیں کر چکی تھی فوراً نکل کر آئی جمشید نے چاہا ہاتھ تھام لوں نازک ادا نے اشارے سے کہا کہ یا خداوند آپکے حکم سے کسکو انکار ہو لیکن یہ جلسہ اور یہ سب شاہزادیاں جمع ہیں اپنے مقام پر مضحکہ کرینگی حضور کے واسطے بھی باعث بدنامی ہو اور کنیز بھی بدنام ہوگی میں کل حاضر ہونگی جو حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگی کیا آپ سے عذر کرونگی جمشید یہ سنکر خوش ہو گیا دستور ہو کہ جس کو طبیعت چاہتی ہو اسکا کلام بمنزلہ حدیث در آیہ ہوتا ہو سمجھ گیا کہ سچ کہتی ہو پلٹ آیا ملکہ نازک ادا ابھی آکر بیٹھی مگر خاموش ہو دل میں پیچ و تاب کر رہی ہو کہ ای نازک ادا کیونکر اس گرفتار دام محنت کو نکالوں جادوگر اپنے ایسے جمع میں خود جمشید کیسا کامل ہو ہائے وہ کلائیاں نازک اُن میں ہتھکڑیاں پاؤں نازک میں بیڑیاں کاشکہ وہ زیور

مجھکو پہنایا جاتا کیسا سر نگون بیٹھے ہین کیا سوچتے ہونگے ایسے دشمن کا سامنا کہ جینے بتا کلف
قتل کا حکم دیا کنیزین براے تیاری میدان خونی سنے گئی ہین کوئی بات ذہن مین نہین
آتی اگر مین نے اپنی جان دی تو کیا نفع ہوگا پھر تیغ کوٹ کے گرونگی بے بھاگونگی اگر
نکل گئی تو تنہا اور اگر گرفتار ہوئی تو پاس اسکے قید ہونگی تو بھی دل کی حسرت پوری
ہوگی کہ برابر معشوق کے ہم بھی قید ہین اسی سوچ مین رات تمام ہوئی گریبان سحر چاک
ہوا طائر آشیانون سے نکلے آوازین چہچہے زن ہوئے کسی طرف گھنٹے بج رہے ہین
کسی طرف سنکھ پھونک رہا ہو فوج مین ورریان بج رہی ہین یہ آوازین سنکر جمشید
اُٹھا تمام شاہزادیان وزرا امرا ساتھ ہین بیرون قصر نکلکر دیکھا وہ چٹیل میدان ہو
کہ جہان درخت کا نام نہین پہاڑ ریت کے جا بجا معلوم ہوتے ہین ہر مقام پر
طائران صحرا خشک شاخون پر حیران بیٹھے ہین بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین
مگر جمشید باہر نکل آیا کنیزون نے ایک طرف دارین استادہ کی ہین ایک طرف جلاد
شلنگین لگا رہے ہین جمشید نے کہا اے ملکہ ہمارے نازک ادا قیدی کو لاؤ لاکے
زیر تیغ بٹھاؤ یہ سنکر ہمارے نازک ادا دوڑی کمرے مین آکر قدمون سے لپٹ گئی
کہا اے شہریار بس اب یہی وقت ہو جمشید تو بیرون قصر گیا سارا مجمع اُسکے ساتھ ہو مجکو
حکم دیا ہو کہ قیدی کو لاؤ مین آپ کو لیکر نکلتی ہون بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ نازک ادا
مقام افسوس ہو کہ کوئی شاہزادی ہماری رہائی کو نہ آئی ایسا نہ ہو تم گرفتار ہو جاؤ
نازک ادا نے کہا مین بہت تیز رو ہون زمین کو کاٹ کرکے نکلونگی یہ کہکر قید کاٹی
کمر مین پنجہ دیا اور غرق زمین ہوئی بادشاہ کو لیکر چلی یہان جب عرصہ ہوا جمشید ثانی
نے کہا ذرا دیکھو تو کہ ہمارے نازک ادا کیا کر رہی ہو بہت عرصہ ہوا ایک کنیز کے
منھ سے نکلا کہ یا خداوند آپ نے سعد کو وہ حسن دیا ہو کہ جو دیکھے وہ دیوانہ ہو جائے
اور یہی ہمارے نازک ادا آپ سے تو انکار کرتی تھین مگر بادشاہ پر شاید عاشق
ہوئین بس جمشید نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو وہ شاہزادیان جو تخت کے قریب
تھین بدحواس ہوکر دوڑین قید خانے مین آکر دیکھا بالقول شخصیکہ بیرون ناچ رہا ہی

بڑھکر یہان پیرہان کٹی پڑی ہین ایک غار عظیم الشان ہو اُس مین سے شعلہ ہاے آتش
نکل رہے ہین شاہزادیون نے بڑھکر جمشید سے سب کیفیت بیان کی جمشید نے کہا تم مین
کوئی شاہزادی ایسی تیز رو ہو کہ اپنے کو صحراے تیہو مین پہونچا سکے اسی طرف سے اُسکا
گذر ہوگا اتنا تو قدرت سے دریافت کرلیا اگر وہ گرفتار ہو کر آجائے تو ایسی سزاے
معقول دون کہ عمر بھر یاد کرے آخر یہ فریاد کرے کاکل دراز پایۂ تخت چھوڑ کر جیسے
پر پروانہ پیدا کرکے صحراے تیہو مین پہونچی آکر دیکھا وہ ویران مقام ہو صاف ظاہر ہو
کہ نمونۂ مصیبت ہو ویرانے کی عجب کیفیت ہو ہر طرف سناٹا خاک اُڑ رہی ہو بونڈر سے
گردے اُٹھ رہے ہین چارون طرف اُس صحرا کے گشت کر رہے ہین اُلفین بونڈلون کا
گویا وہ مسکن ہو زاغ و زغن بے انتہا جابجا بیٹھے ہوے کائون کائون کر رہے ہین اور
ریت کے موجے ہین جن سے نشان دریا ثابت ہو رہا ہو چشمے جابجا خشک پانی کا کہین
نام و نشان نہین اگر کوئی پیاسا آیا تو اُسکو بناہ پانی مشکل ہوئی آبرو پر بنی دوڑ دھوپ
مین بسر ہوئی مگر پانی غیر ممکن بجاے آب قطرات شبنم جو گرے ہین وہ بھی خشک ہوگئے
ہین پھولونکی زبانین خشک غنچے دہن بستہ نخل سوکھے ہوے بیمار و خستہ شاخین گل
پژمردہ خار انگشت نما خود خوار و زار مگر انسان نے پانون رکھا اور تلوے کے پار
انگلیان اُٹھاتے ہین کہ او آیندہ و روندہ اسطرف نہ آنا کاکل دراز ایک مقام پر ٹھہری
ہر طرف سر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتی ہو کہین سعد کا نشان نہین جی مین کہتی ہو قدرت سے
یون ہی کہہ دیا ناحق مجھکو دوڑایا اب پلٹ جاؤن مگر اے کاکل دراز مقام افسوس ہو
کہ مین نے نازک ادا کو نہ پایا ورنہ گرفتار کرکے لیجاتی انعام و اکرام پاتی اور سب
شاہزادیان بھی خوش ہوتین یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ سامنے سے زمین شق ہوئی
دیکھا ملکہ ہماے نازک ادا سعد کو بغل مین دباے ہوے زمین سے نکلی جیسے ہی
سر نکالا کاکل دراز نے زلفون کو ہلایا جیسے ہی زلفین ہلین اندھیرا ہوگیا نازک ادا
نے جو دیکھا کہ کاکل دراز نے سحر کیا پکار کر کہا کہ لو اہم مصیبت زدون پر کیون ہاتھ
ڈالتی ہو وہ قیدی کہ جسکی رہائی کی کوئی صورت نہ تھی اگر اُسکو رہا کر لیا تو کیا خطا ہوئی

کیا مین تمھارے روکے سے رکونگی کاکل دراز نے کہا بولتکو جانے نہ دونگی نازک ادا
نے کہا لو اختر سندہ ہوگی یہ کہکے نازک ادا نے سحر کیا کہ اندھیرا دفع ہوا اور ایک طرف
چلی کاکل دراز نے بڑھکر روکا نازک ادا نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ سر بلکہ
کاکل دراز کا زخمی ہوا نازک ادا نے جو دیکھا کہ کاکل دراز زخمی ہوئی سوچی کہ اب
مین نکلجاؤن اور کاکل دراز نے خیال کیا کہ نازک ادا نکلجائیگی ہر چند روکا مگر نازک ادا
نہ رکی راہ مین جا کر سعد کو ہوشیار کیا پوچھا اے شہریار آپ کے چدعالی تبار کے لشکر مین
سے چلون سعد نے کہا جہان مناسب جانو وہان لے چلو ہم تو تمھارے قبضے مین ہین
نازک ادا چلی مگر کاکل دراز نے جب دیکھا کہ میرے روکے سے یہ لوگ نہ رکے
جا کر خداوند سے اطلاع کردون اسی زخمداری مین بھاگی سامنے جمشید ثانی کے آئی کہا
یا خداوند تمھین سحر اسے تہو مین گئی نازک ادا کو روکا مگر وہ نہ رکی اور نکلگئی مجھکو زخمی
کیا یہ سنکر جمشید نے سر جھکایا ایک طائر آسمان سے گرا اسنے زمزمہ بلند کرکے کہا کہ
نازک ادا اپنے باغ پر بہار مین گئی ہو یہ سنکر جمشید نے سر اٹھا کر آواز دی کہ یارو
تم مین کوئی ایسا ہو کہ باغ پر بہار تک جائے اور نازک ادا کو گرفتار کر لاسکے
ابلیس آوازہ زن اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند غلام جاتا ہو اور گرفتار کرکے
نازک ادا کو مع سعد لاتا ہو جمشید نے ابلیس کو حکم دیا ابلیس روانہ ہوا جمشید نے
کہا کچھ فوج بھی ساتھ لے لو ابلیس نے کہا ایک عورت کے واسطے فوج کی کیا ضرورت
ہو مگر جمشید نے پانچ ہزار جادوگرون کو حکم دیا کہ ہمراہ ابلیس کے جاؤ جا کر انکا ساتھ دو
ابلیس اُن سب کو ساتھ لیکر چلا گیا نازک ادا خستہ و شکستہ حیران و پریشان خوف
جمشید دل مین گھبرائی ہوئی اپنے باغ مین آئی باغ نہایت سرسبز و شاداب ہو ہزارہا
کنیزان غنچہ دہن چمنون مین پھر رہی ہین سبنے اپنی مالک کو دیکھکر سلام کیا نازک ادا
نے اشارہ کیا کہ مسند وغیرہ آراستہ کرو کنیزون نے فرش وغیرہ درست کیا نازک ادا
نے سعد کو مسند پر بٹھایا مگر آپ حیران ہو رہی ہو اور کہتی ہو کہ کاکل دراز زخمی ہو کر
گئی ہو کوئی اور ساحر آئیگا جلدی تیاری کرو کنیزون نے کوٹھون سے اسباب نکالا

نازک ادا نے سب سے حال کہا کہ مین خداوند سے باغی ہو کر آئی ہون جسکو میرا ساتھ
دینا ہو رہے ورنہ رخصت ہو جائے سب نے عرض کی ہم تو آپ کے تابعدار ہین ہمین
جمشید سے کیا کام ہے جبکی آپ دشمن اُسکے ہم دشمن نازک ادا کو اطمینان ہوا سب کو
ساتھ لیا سعد کو تخت پر سوار کیا مگر سعد نے فرمایا اے نازک ادا تحفہ ہمارا یعنی لوح
محفوظ رہ گئی اگر وہ ملتی تو ہم کسی سے پردہ نہ کرتے نازک ادا نے کہا اے شہریار جبتک
مین وہان تھی سب طرحکا اختیار تھا اگر آپ فرماتے تو مین لوح محفوظ بھی لاتی اب تو
وہان سے چلی آئی نہایت دشوار ہے مگر آپ طلسم کشا ہین لوح محفوظ ضرور ملیگی اور لوح
طلسم کا بھی پتہ ملیگا مگر چند تکلیفین سرکار پر ہونے والی ہین اُنکے بعد بہتری ہوگی یہ ذکر
تھا کہ آسمان پہ برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ گلے مین تختی مثل ستارے کے چمکتی ہوئی
اُتری ہوئی جاتی ہے سعد شہریار کو جو دیکھا کہ تخت پر سوار سات سو کنیزین گرد دیکھکر یہ
عظم و شان ہوا سے اُتر آئی سعد کو آکر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو پہچانا سعد نے کہا
مین نے تجھکو دیکھا نہین جادوگرنی نے کہا مین وہ ساحرہ ہون کہ مین نے لوح جمشید
سے حاصل کی تھی وہ میرے پاس حاضر ہے اسوقت مین نے خبر سنی کہ بی نازک ادا
آپ کو نکال لیگئین تو جمشید نے مجھسے کہا کہ جاکر صحرا اسے ویران مین چھپو مین اُڑی
ہوئی جاتی تھی مگر آپ کے اقبال نے مجھکو روکا یہی دل مین آئی کہ خدمت مین حاضر
ہون اور لوح محفوظ دیدون ہمراہ سرکار رہون سعد نے فرمایا تمھارا احسان
ہوگا مگر تمھارا نام کیا ہے ساحرہ نے کہا کہ نوخیز جادو میرا نام ہے نوخیز نے لوح محفوظ پیش
کی سعد نے وہ لوح گلے مین ڈالی مگر نازک ادا نے دیکھا کہ لوح پہنتے ہی چہرہ سعد کا
سرخ ہوگیا نازک ادا نے آکر رکاب پہ ہاتھ رکھا اس جاہ و حشم سے چلے ہر سر منزل
تھے بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر
فیروزہ کو پنجے مین دبائے ہوئے خدمت شاہ مین حاضر ہوا عرض کی اے شہریار
غلام کو نیکنام جادو کہتے ہین جب معلوم ہوا کہ زوجہ میری لوح محفوظ لیگئی تو مین
فیروزہ کو نکال لایا ایک طرف نیکنام اور دوسری جانب نوخیز جادو پشت پر ملکہ

ہمارے نازک ادا ساتھ سو کنیزان ماہ رو ہمراہ تھوڑی دور باغ سے چلے ہین کہ ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی نعرہ ہوا کہ منم ابلیس آوازہ زن پانچ ہزار ساحرون نے چہار جانب سے بلوہ کیا نازک ادا و نوخیز سحر کرنے لگین ہنگامہ گیرو دار بلند ہو مگر ابلیس ملعون جب آواز لگاتا ہو تو زمین تھراجاتی ہو دس پانچ کنیزین گرتی ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے سر پر زخم آیا نازک ادا روکتی ہو کہ آواز اسکی بلند نہونے پاے مگر غیر ممکن ہو کہ اسکی آواز کی تاثیر سے سعد گھوڑا ابر ہاکر جا پڑے اور رفو کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
ہز بر دمان صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

چونکہ لوح محفوظ گلے مین ہو سحر سے بے خوف جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسطرف جا پڑے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے نازک ادا ایک طرف سے سحر کر رہی ہو لیکن ابلیس آوازہ زن بے خوف سحر کر رہا ہو تقاضاے کار دربار صاحبقران مین جلسہ جما ہوا ہو میثاق بیٹھے بیٹھے اٹھا کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو شکار کھیل آؤن اسوقت خود بخود بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا صاحبقران نے فرمایا اے میثاق اسوقت تمکو منتشر پاتا ہون میثاق نے عرض کی اے شہریار کیا عرض کرون اسوقت میرے سحر نے خبر دی ہو کہ بادشاہ جمجاہ کسی مقام پر گھرے مین اور لڑ رہے ہین امیدوار ہون کہ اگر پہونچون تو انکی مدد کرون یہ کہکے میثاق نے ہاتھ اٹھایا اور پکار کر آواز دی اے طیران خبر رسان مجھکو معلوم ہو کہ بادشاہ جمجاہ کس مقام پر لڑ رہے ہین ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا اُسنے آکر عرض کی کہ اے وزیر اعظم سامنے باغ بہار ہو وہین پہ بادشاہ گھرے ہین صاحبقران نے فرمایا اے میثاق مین بھی چلون چلکر شریک جنگ ہون میثاق نے کہا بندگان عالی کی کیا ضرورت ہو غلام سمجھ لیگا یہ کہکر میثاق یکہ و تنہا روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ ابلیس نے نوخیز کو للکارا اور کہا اری تو نے بڑا غضب کیا نوخیز سامنے پہونچی چاہا سحر کرون کہ ابلیس نے آواز دی اے خنجر بار اپنی تیزی دکھا آسمان سے ایک خنجر گرا کہ سر نوخیز کا اڑ گیا مرنا نوخیز کا بادشاہ کو بہت شاق ہوا اُسکے شوہر نیکنام نے جو لاش اپنی

زوجہ کا دیکھا سہم کر جان دی بادشاہ نے جب دونوں کو مردہ پایا گھوڑا اچکا کر سامنے
ابلیس کے پہونچے آواز دی او چھپا ہوا دشمن خدا تو نے اسکو مار کر کیا نفع پایا ابلیس نے
ایک چیخ ماری کہ بادشاہ تھرا کر پیچھے ہٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ختم میثاق کوہ گردان
او ابلیس چھپا کیون انکو روکا ہے کس بات پر ناز کرتا ہے مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
دیکھون تو کیا کریگا جو ہو سکے قصور نہ کر ابلیس نے ایک چیخ ماری کہ میثاق تھرایا اور
یقین تھا کہ زمین پر گرے مگر اپنے کو سنبھالا ابلیس نے دو تین آوازین دین میثاق
کانپ کر رہگیا وہ جانتا تھا کہ یہ زمین پر گریگا مین اسکو مار لونگا مگر میثاق نے حملے
اسکے خالی دیے جب ابلیس نے دیکھا کہ میری آواز کی تاثیر سے یہ نہین گرتا تو بلند ہوا
قریب میثاق کے آکر اسطرح کی چیخ ماری کہ میثاق الٹ گیا اور تھرا کر زمین پر گرا
ابلیس یہ کہتا ہوا بڑھا کہ اگر قصد کرون تو آسمان کو زمین پر گرا دون فلک بے ستون کا
گرانا کتنی بڑی بات ہے اب زمین پر آیا سعد نے جو دور سے دیکھا کہ ہمارا طرفدار قتل
ہوتا ہے زمین پر بیہوش پڑا ہے گھوڑے کو مہمیز کیا راہ مین ساحر روکنے لگے مگر جو سامنے
آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو مار کر قریب میثاق کے پہونچے گھوڑے سے
کود پڑے سایہ لوح محفوظ کا ڈالا جیسے ہی سایہ پڑا زمین شق ہوئی ایک پنجہ فولادی
پنجہ ہاتھ مین لیے ہوے قریب میثاق کے پہونچا اور میثاق پر پانی کا چھینٹا دیا اب جو
میثاق نے آنکھ کھولی دیکھا بادشاہ جمجاہ میرے گرد گھوڑا پھرا رہے ہین یہی چاہتے ہین
کہ ابلیس کو قریب نہ آنے دون لوح محفوظ چاہتے ہین اسکے گلے مین ڈالدون میثاق
اٹھا دعائین دینے لگا عرض کرتا تھا خدا حضور کو سلامت رکھے کہ حضور نے بچایا ورنہ
ابلیس شیطنت کرتا مگر میرے قتل پر وہ قادر نہین ہے مین رفیق صاحبقران زمان
ہون یقین ہے کہ فتح طلسم دیکھون مین اپنی عمر کا شمار کر چکا یہ کہکے اٹھا ابلیس پر جا پڑا
آپس مین تلوار چلنے لگی میثاق نے جھکائی دیکر کمر بندائی سر پر ہاتھ مار دیا کہ ابلیس
شیطان زخمی ہوا چیخ مار کر سامنے سے بھاگا چاہتا تھا خون اپنا میثاق پر پھینکون
میثاق نے وہی پنجہ فولادی سامنے کر دیا خون ابلیس کا جو پنجے پر پڑا جلکر خاک ہوا

ابلیس بلند ہوگیا نازک ادا نے سب ساحرون کو مار لیا چند کس شکست کھا کر بھاگ گئے کوئی مقابلہ بادشاہ جمجاہ مین نہ ٹھہر سکا میثاق رکاب شاہ پر ہاتھ دھرے ہوئے بادشاہ جمجاہ ان سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے مگر ہرکارون نے صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ بادشاہ جمجاہ بہ فتح و فیروزی آتے ہین سرداران بادشاہ برائے استقبال چلے جب لشکر صاحبقران قریب رہگیا تو کل لشکر بھی آگیا بادشاہ نے فرمایا ای نازک ادا بہتر یہ ہو کہ جد عالی تبار در بند ہفتم پر پڑے ہین ہین وہان جاکر کیا کرون مین تو طرف طلسم کے چلتا ہون نازک ادا نے کہا بہت مناسب ہر ہنگام بر دبارہ ساحر زبردست ہو ضرور روکیگا لیکن آپ کو روک نہین سکتا یہ فرما کر دو پہر رات گئے لشکر تیار کرکے سوار ہوئے ان سردارون کو ساتھ لیا طرف طلسم کے چلے صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ طرف قلعۂ طلسمی کے گئے میثاق بھی ہمراہ گیا صاحبقران نے شکر کیا اور نامہ قیلاب کو لکھا کہ اب جنگ مین دیر نہ کرو ہمارے بادشاہ گئے ہم چاہتے ہین انھین کے ساتھ طلسم مین داخل کرین قیلاب نے کہلا بھیجا ایک ہفتے کی مجھکو مہلت دیجیے بعد اسکے یا اطاعت کرونگا یا جنگ کرونگا صاحبقران متردد بیٹھے ہین خواجہ سے فرما رہے ہین کہ خواجہ کوئی صورت رہائی آسمان پری و قریشہ نکالی یہ تو مین جانتا ہون کہ انشاء اللہ سعد بہ فتح و فیروزی طلسم مین پہونچین گے مین اپنے کو داخل کرونگا میثاق ساتھ گیا یہ بہت بہتر ہوا اسی فکر مین صاحبقران زمان بیرون بارگاہ آئے و تخت زرین پر بیٹھے جملہ سردار گرد بیٹھے ہین کہ سامنے سے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار چند شتر اسباب کے لدے ہوئے ہمراہ بادشاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا تخت سے کود آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ایک مشکل لاحل لایا ہون امیدوار ہون کہ اسکو حل فرمائیے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو بادشاہ نے کہا اول اپنے نام سے حضور کو آگاہ کرتا ہون تہنیت تاجدار میرا نام ہے مین قلعۂ تہنیت نگار کا حاکم ہون غرضکہ ایک فرزند حسین پروردگار نے مجھکو عنایت کیا تھا شاہور تیغ زن نام جب وہ جوان ہوا تو اسنے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے تمام ملک

کور دق ہوئی کئی ہو رفیق اُسکے گرد بیٹھے تھے قلعے سے پانچ کوس پر ایک صحرا مشہور ہو کہ اُس
صحرا کا صحراے بہار پیرا نام ہو ایک نازنین زیر نخل کھڑی رہتی ہو جو اُسطرف سے نکلتا ہو
اُسکو آواز دیتی ہو اور ہاتھ پکڑ کر لے چلتی ہو وہ جوان خاموش اُسکے ساتھ چلا جاتا ہو وہ
جب قریب درۂ کوہ پہونچتی ہو تو آواز دیتی ہو کہ اے بطلان خارہ کش جلد آ ایک جوان
نے ارادہ کیا ہو کہ مجھکو ذلیل کرے ایک زنگی درۂ کوہ سے باہر آتا ہو گرز ہاتھ مین اُس جوان
کو آکر ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہو میرا فرزند تعریف حسن نازنین سنکر سیر کرنے کے لیے گیا اُس
نازنین نے آواز دی کہ اے جوان مین تیری مشتاق تھی یہ قریب پہونچا اُس نازنین نے
اُسی طرح قریب درۂ کوہ آکر آواز دی وہ زنگی نکلا اُسنے گرز مارا اُسنے کلائی تھام لی
اور گرز چھین کر پھینک دیا اور زور کر کے دے مارا اُس نازنین نے غل مچایا آسمان
سے ایک پنجہ گرا میرے فرزند کو اُٹھا لے گیا اُسکے فراق مین اندھا ہو گیا آج مجھکو خبر ملی
کہ صاحبقران زمان حلال مہمات عالم ہین اسوجہ سے غلام حاضر ہوا میرے فرزند کو
مجھسے ملایئے صاحبقران نے فرمایا ایک ہفتے کی مہلت دو مین تمھارے ساتھ چلونگا
ہر چند عمرو نے منع کیا کہ آقاے نامدار آپ کو مہم قیلاب درپیش ہو بعد فتح طلسم وعدہ
کیجیے مگر امیر نے نہ مانا دوسرے دن تہنیت کو ساتھ لیکر روانہ ہوے جب قریب صحرا
کے پہونچے دیکھا ایک نازنین زیر نخل کھڑی ہو مگر سرو قد خورشید خد غنچہ دہن نازک اندام
سیمتن ہو اُس نازنین نے امیر کو پکارا امیر قریب آئے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا
امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے اُسکے ساتھ چلے جب قریب درۂ کوہ پہونچے اُس نازنین
نے آواز دی کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون درۂ کوہ سے نکلا گرز ہاتھ مین اُسنے
گرز مارا نازنین الگ کھڑی ہو اور زنگی کی تعریف کر رہی ہو کہ اے بطلان کیا کہنا مگر
صاحبقران نے گرز چھین لیا اور کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھایا زمین پر مارا وہ نازنین غل
مچا رہی ہو صاحبقران نے زنگی کو چیر ڈالا ایک پنجہ چمک کر گرا لیکن امیر نے اسم اعظم
پڑھا دیکھا کہ ایک دیو ہو وہ قصد کر رہا ہو کہ مجھکو اُٹھا لیجاے صاحبقران نے ہاتھ تیغ
عقرب کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے مرتا اُس دیو کا وہ نازنین غرق زمین ہو گئی

صاحبقران نے جو دیکھا کہ وہ نازنین غرق زمین ہوگئی طرف درے کے رُخ کیا چاہا تھا
کہ داخل ہون کہ اندر سے درۂ کوہ کے ایک جوان مسلح و مکمل کئی سو جوان ساتھ للکارتا
ہوا نکلا کہ او جوان تو نے غضب کیا عفریت پنجہ کش کو مارا علامت کو مٹایا صاحبقران
نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ سب علامتین رفع ہو نگی وہ جوان تلوار کھینچکر بڑھا امیر نے
تیغۂ عقرب کو کھینچا نعرہ کر کے جا پڑے وہ کئی سو جوان چاہتے ہین کہ امیر کو گرفتار کر لین
مگر صاحبقران کے سامنے جو آیا علف شمشیر آبدار ہوا لڑتے ہوے قریب اُس جوان
کے پہونچے اُس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ کٹکر
گرا اُس جوان نے جُھک کر ہاتھ پھر اُٹھا لیا کٹے ہوے ہاتھ سے ملا دیا پھر امیر پر وار
کیا امیر نے چار پانچ مرتبہ ہاتھ اُسکا کاٹا آخر وہ جوان لپٹ پڑا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین
بدن مین رعشہ آگیا تھا مگر جب اسم اعظم پڑھا تب جسم مین طاقت آئی کشتی ہونے لگی
امیر نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ چاروں شانے چت گرا امیر نے چاہا کو دکر چھاتی
پر سوار ہون کہ درۂ کوہ سے آواز آئی او جوان خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ زمین
قیامت برپا کرونگی دیکھا ایک جادوگرنی بال سر کے زمین پر لوٹتے ہوے آنکھین
سرخ ہاتھ ہلاتی ہوئی آتی ہو جست کر کے قریب صاحبقران کے آئی امیر نے اُسکے
بال پکڑے ساحرہ غل مچانے لگی کہ او جوان چھوڑ دے امیر نے ایک جھٹکا مارا کہ منھ
کے بھل گری امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا مگر سر پر سے اُس جادوگرنی کے تلوا اُچھل گئی
اُچٹ گئی جب صاحبقران ہاتھ مارتے ہین تلوار اُچٹ جاتی ہو وہ ساحرہ ہنس رہی
ہو کہتی ہو او جوان تو نے مجھکو کیا سمجھا ہو گر تو ساحر زبردست ہو تیرے سحر سے مجھکو امان
نہین ملتی سحر بھولی جاتی ہون دیکھ کون آتا ہو صاحبقران بیٹھے ساحرہ نے ہاتھ چھڑایا
اور ایک چیخ مار کر بھاگی امیر بھی اُسکے پیچھے چلے جب وہ درۂ کوہ مین داخل ہوئی
تو صاحبقران بھی اُسکے ساتھ داخل ہوے وہ تو کسی مقام پر جا کر غائب ہوئی امیر
جو باہر نکلے دیکھا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہو نخل سبزپوش شمرون کو بجا الفت کا
جوش حباب لب دریا یون منتظر ہین معلوم ہوتا ہو کہ دریا نے آنکھین کھولی ہین لیکن

آنکھون پر دم ہر ایک سمت ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی صاحبقران یہ تماشہ
دیکھ رہے ہین مگر حیران ہین کہ اب کسطرف جاؤن کوئی قصر سامنے نہین ہی کوئی قلعہ نہین
اِس سوچ مین کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک حکیم وضع ہوادار پر سوار
پانچ چار ہزار جوان پشت پر مگر سب لباس سفید پہنے ہوئے ریش ہا سے دراز چہرے پر
عطر ملے ہوئے سامنے سے آتے ہین اُس ہوادار سوار نے جب صاحبقران کو دیکھا
ہوادار سے کود اقدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی غلام کو حکیم دانشمند کہتے
ہین یہ سب میرے شاگرد ہین آپ کے مشتاق تھے برائے استقبال آئے ہین امیر نے
سر سینے سے لگا لیا اور فرمایا اے حکیم دانشمند اگر ہمارے مشتاق ہو تو کلمۂ طیبہ پڑھو حکیم
نے کہا غلام ہمیشہ سے مسلمان ہی جسدن سے شاہ ہورتاجدار گرفتار ہوا غلام اِن سب
شاگردون کو مژدہ دیا کرتا تھا کہ اب شاہ ہورتاجدار قید ہوا ہی اب صاحبقران زمان
آوینگے بس آجکے دن غلام کو چلکر سرفراز فرمائیے جو کچھ ماحضر حاضر ہو اُسے قبول فرماکر
نوش کیجیے پھر اختیار ہی دربار مین شاہ طلسم کے پہونچا دونگا عجب وقت پر آپ تشریف
لائے ہین کہ ساحرون کے یہان جشن ہی ایک گنبد مشہور ہی کہ اُسکو گنبد ارسطو کہتے
ہین ہمارے بزرگون نے بنایا ہی اب سب ساحر اُسمین آکر جمع ہوتے ہین آپ کو
بھی وہین لے چلونگا اور اُسی گنبد مین نام سب کے لکھے ہین اور بھی احکام ہین وہ
خاص آپ کی ذات کے لیے ہین کہ آپ ہی اُسے پڑھین گے سب نے ملکر صاحبقران
کو ہوادار پر سوار کیا باعزاز و اکرام لیکر چلے مگر خواجہ عمرو بعد جانے صاحبقران
کے سوچے کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم تھے کہ درۂ کوہ مین داخل ہو گئے اے
عمرو مین کیونکر جاؤن سامنے کوہ کے آکر ٹہلنے لگے مگر صاحبقران ہمراہ حکیم دانشمند
جاتے ہین کئی کوس راستہ طے کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا ایک طرف ایک گنبد
بنا ہی کہ اُسکے دروازے پر گھنٹہ نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار بیٹھے ہین اور سحر
تیار کر رہے ہین حکیم نے کہا دیکھیے اے شہریار گنبد ارسطو یہی ہی کل سے میلہ جمع ہوگا
مین آپ کو لے چلونگا مجمع عام ہوگا پھر جو امور ضروری ہین وہ عرض کرونگا امیر یہان

بان کرتے ہوئے ہمراہ حکیم جاتے ہیں جب قریب قصر کے پہونچے دروازہ قصر کا کھلا ایک نقابدار بادلپوش نکلا صاحبقران زمان کو استقبال کر کے قصر میں لایا اس شائستگی سے باتیں کیں کہ معلوم ہوتا ہے زبان سے موتی گر رہے ہیں یا زبان سے پھول جھڑ رہے ہیں صاحبقران نام کے خواہان ہوئے نقابدار نے جواب دیا کہ انشاءاللہ وقت پر ثابت ہو جائیگا صاحبقران خاموش ہو رہے وہ نقابدار امیر کو بٹھا کر بیرون قصر گیا مرکب پر سوار ہو کے برائے شکار روانہ ہوا لیکن حکیم دانشمند نے جلسہ آراستہ کیا جام مئے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشنا ہوش ونوشانوش بلند ہوئی ایک نازنین کرشمہ وناز سے معمور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ایک روز اس سرائے ہے بس لاکلام کوچ — سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کوچ
ہوس وہوا الٰہی نہ دل میں مرے رہے — تیرے مقام خاص سے کرجائیں عام کوچ
ایک عمر سے رواں ہوں رہ کوئے یار میں — دکھلا چکی وہ منزل عالی مقام کوچ
اب ضبط آہ ونالہ کی طاقت نہیں مجھے — صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوچ
بحر جہاں میں آب رواں سے کھلا یہ حال — استادگی کی جا نہیں یاں ہے دوام کوچ
منزل میں گور کی میں مسافر پہونچ چکوں — آخر ہو توشہ راہ کا ہوئے تمام کوچ
مرتا ہے جان بلب ہے مسافر ہے بے خبر — خدمت سے تیری کرتا ہے اب یہ غلام کوچ
جب دیکھو رہروی میں ہوں ریگ رواں کی طرح — میرا مقام وہ ہے کہ جسکا ہے نام کوچ
دن رات روز و شب ہے وطن میں سفر نہیں — وہ پختہ مغز ہے میں سودائے خام کوچ
آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہیں آج کل — ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

دوپہر رات گئے تک صاحبقران جشن میں رہے کہ حکیم دانشمند نے آکر عرض کی کہ چہرے سے حضور کے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو تکلیف ہوتی ہے چلکر آرام فرمائیے ناچ راگ و رنگ موقوف ہو صاحبقران اُٹھے ساتھ ساتھ دانشمند کے ایک کمرے میں آئے کہ کل دروازے اُسکے کھلے ہوئے تھے چھپر کھٹ آراستہ تنہا امیر نے آکر آرام فرمایا صبح کو جو اُٹھے خود دار و تنہا صاحبقران کو بڑا قلق ہوا جب حکیم دانشمند آئے تو صاحبقران نے فرمایا

کہ ہمارا خود جاتا رہا دانشمند نے عرض کی ان مقامون مین کوئی اور نہین آسکتا خادمون پر
تاکید ہوئی سب نے انکار کیا کہ ہم نہین جانتے صاحبقران نے عمامہ باندھکر دربار کیا
مگر سوچ مین ہین کہ یہ کسکا کام تھا جب دربار کے برخاست کا وقت آیا وہی نقابدار آیا
کہا ای شہریار آپ کا خود جاتا رہا صاحبقران نے فرمایا مجھے خود کا بڑا خیال ہی نقابدار
نے کہا غفلت کا یہی انجام ہی صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا مگر بات معقول تھی خاموش
ہو رہے کچھ کہہ نہ سکے نقابدار نے صاحبقران کو کمرے تک پہونچایا جب صاحبقران
چھپرکھٹ پر آئے تو نقابدار رخصت ہوا ہر چند صاحبقران نے نام پوچھا نقابدار نے
نام نہ بتایا رخصت ہو گیا مگر صاحبقران کو یہ کلمہ یاد ہی کہ غفلت کا یہ انجام ہوا آج بیدار
رہے پہر رات رہے اُسی نقابدار کو دیکھا کہ دبے پانون آتا ہی اور قصد ہی کہ تلوار
لیجاوے صاحبقران نے للکارا کہ او دُزد مین نے پہچانا نقابدار پلٹا صاحبقران بھی
جست کر کے اُٹھے نقابدار دوسرے کوٹھے پر گیا صاحبقران بھی پہونچے الغرض چار
کوٹھے نقابدار نے طی کیے تھے کہ صاحبقران برابر پہونچے ہاتھ نقابدار کا پکڑ لیا
فرمایا ای نقابدار بہادر یہ کیا حرکت تھی نقابدار نے نقاب چہرے سے اُٹھائی ایک
برق تڑپ گئی صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ چھوٹ گیا نقابدار
کود کر نکل گیا صاحبقران پلٹ کر اپنے مقام پر آئے مگر سوچ مین ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا
صبح کو دربار مین آئے فرمایا ہم شکار کو جاوینگے حکیم دانشمند نے عرض کی یہان کے صحرا مین
شکار بہت کم ہی آپ پریشان ہوجیے گا امیر نے نہ مانا اور سوار ہوے صحرا مین آکر شکار
کھیلنے لگے کہ ایک آہو جست کرتا ہوا سامنے آیا امیر نے چاہا اُسے گرفتار کرین حلقہ
کمند مارے آہو جست کر کے بھاگا صاحبقران نے پیچھا کیا ایک باغ کی پشت پر آہو آیا
جست کر کے باغ مین داخل ہو گیا صاحبقران نے اشقر کو مہمیز کر کے اشارہ کیا اشقر
چارون تھلیان جوڑ کر باغ مین آیا امیر نے دیکھا آہو جاتا ہی فوراً تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے
جاکر بہ قربانی پہونچایا گوشہ باغ سے کئی ہزار کنیزین حاضر ہوئین عرض کی ای شہریار آپ
بارہ دری مین چلیے ہم لوگ کباب درست کر دینگے صاحبقران حیران ہین کہ یہ کون لوگ ہین

کہ جو اِس خاطر سے پیش آتے ہین مگر امیر کو کنیزین گھیر کر بارہ دری مین لائین امیر مسند پر
بیٹھے کنیزون نے کباب لگا کر پیش کش کیے امیر نے کباب نوش فرمائے کہ سامنے سے نعرہ
ہوا کہ منم نقابدار پر لطف نواز صاحبقران نے دیکھا کہ ایک نقابدار مرکب مشکین پر
سوار للکارتا ہوا آیا کہا او نوجوان تم نے غضب کیا کہ آہو ہمارا صید کیا اور ہمارے باغ
مین آکر بیٹھے سپر و شمشیر حوالے کر دو اور چپکے چلے جاؤ صاحبقران نے فرمایا او نقابدار
کوئی سپاہی سپر و شمشیر دیدیگا یہ فقط تیرا خیال خام ہے نقابدار نے کہا تو اُٹھیے میرے
آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ آپ کے دل کا گھمنڈ نکلے آپ اپنے کو صاحبقران جانتے
ہین مین اس حوالی کا صاحبقران ہون بے سلاح لیے نہ جانے دونگا صاحبقران اُٹھے
گھوڑے پر سوار ہوے نقابدار گھوڑا پھیر کر سامنے آیا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی صاحبقران نے نیزہ گانٹھ کے
تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا مگر نقابدار نے جست کرکے نیزے کو
روکا امیر نے ڈانڈ ماردی کہ نیزہ نقابدار کا ٹوٹا نقابدار نے کہا آپ اِن فنون مین
طاق ہین زور کا امتحان کیجیے صاحبقران مرکب سے کود پڑے ایک چمن مین اکھاڑا
آراستہ تھا نقابدار کود کر اکھاڑے مین آیا صاحبقران بھی آئے کشمکش کے زور
ہونے لگے ہرچند امیر چاہتے ہین کہ زیر کرون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا دن بھر اسی
کشاکش مین گذرا جسوقت پہلوان آفتاب عالمتاب مع شاگردان ضیا و شعاع مغرب
کے اکھاڑے مین جاکر ڈنڈ پیلنے لگا نقابدار امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اب جائیے
صبح کو پھر آئیے گا صاحبقران نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین خاتمہ کرکے پلٹین گے
یا زیر کرینگے یا زیر ہونگے نقابدار نے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے ہاتھ ہلائے
کہ سب نخل روشن ہوگئے معلوم ہوتا ہے کہ سب جھاڑ روشن ہین پھر نقابدار سے کشتی
ہونے لگی رات بھر ایک طور رہا دن بھر بھی گذرا صاحبقران حیران ہین کہ یہ
نقابدار کون ہے کہ کسی طرح زیر نہین ہوتا بلطف لڑ رہا ہے کسی مقام پر کمی نہین کرتا
کہانتک عرض کرون کہ چار شبانہ روز ایک طور پر گذرے ہرچند کہ امیر تھک گئے ہین

مگر ایک طور پر لڑ رہے ہیں چوتھا دن ہی چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ حکیم دانشمند آسمان
پکار کر کہا کہ او نقابدار یہ کیا بے ادبی ہی کہ آقاے نامدار سے لڑتا ہی اور امیر سے کہا
کہ او شہریار چھوڑ دیجیے آپ اِس جاہل سے مقابلہ نہ کیجیے یہ کہکے حکیم دانشمند بیچ میں
آئے صاحبقران کو ہٹانے لگے صاحبقران نے ہاتھ بڑھا کر نقاب نوچ لی دیکھا تو
وہی نازنین ہی برق جمال میں وہ چمک ہی کہ آنکھ خیرگی اختیار کرتی ہی صاحبقران کو بڑی
غیرت آئی کہ یہ محبوب مطلوب اور چار دن کی کشتی میں زیر نہ ہوئی دل میں خیال کیا کہ یا
صاحبقران اپنے کو ہلاک کر و حکیم دانشمند نے جو دیکھا کہ صاحبقران ملول و حزین ہیں
حکیم نے کان میں کہا حضور کیوں مکدر رہیں اِسنے اپنا عظم و شان دکھانے کو یہ کام کیا ہی
لباس طلسمی زیب جسم ہی یہی باعث ہوا کہ زیر نہیں ہوئی اور یہ خاص حضور کے
واسطے ہی میں چاہتا ہوں کہ خدمت میں رہے میرے واسطے فخر ہوگا آپ تشریف رکھیں
صاحبقران بیٹھ گئے حکیم صاحب رخصت ہوے معلوم ہوا کہ لیلاے عنبرین مو نام
ہی ملکہ امیر سے باتیں کر رہی ہیں کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی او ملکۂ عالم
قیلاس سپہر گردان بجمیت قاہرہ براے طلب حضور آیا ہی لشکر سامنے باغ کے
اُتار رہا ہی ملکہ نیچہ پٹک کر اُٹھنے لگیں کہ میں ابھی جا کر اُس سے مقابلہ کرتی ہوں ساری
جراَت نکالدونگی یقین ہی کہ بھاگتا پھرے بیچارا کو چین نہ ملے امیر نے دامن پکڑ لیا اور
فرمایا او ملکۂ عالم مناسب نہیں ہی کہ میرے ہوتے تم جاؤ اور کافر سے مقابلہ کرو مگر میں
اُسکی بارگاہ میں جاتا ہوں بخوبی سمجھا دونگا اگر نہ مانیگا تو سزا دونگا کنیزوں نے کہا
دروازے پر اپنی بارگاہ کے اُسنے وہ پہلوان بٹھایا ہی کہ جو تمام لشکر کا افسر ہی وہ اندر
نہ جانے دیگا باہر ہی روکے گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہم سمجھ لیں گے جسطرح بنے گا
اُسکے پاس جاوینگے بخوبی سمجھا دینگے اگر مان لیا تو خیر اور نہ مانیگا تو اُسکا سر لاتا ہوں
ملکہ نے کہا او شہریار قیلاس زبردست ہی ایسا نہ ہو بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے
تو باعث خرابی ہوگا صاحبقران نے فرمایا جو کچھ ہوگا وہ جھیلیں گے یہ فرما کر اُٹھے
ملکہ پیچھے پیچھے یہ کہتی ہوئی چلیں او شہریار دل چاہتا ہی کہ آپ کے ساتھ چلوں بڑے

سو ذی سے مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو بیقرار نہ ہو ایسا نہو دل کو
خیال رہے ہر وقت مقابلہ خرابی پڑے یہ کہکر گلے سے لگا لیا عارض کا بوسہ لیا عارض سرخ
ہو گیا بقول میر حسن فرد ٭ وہ رخسار نازک کہ ہو جاوین لال ٭ اگر اونپہ بوسے کا گذرے خیال ٭
کہ بوسہ لیا اور باعث افروختگی مزاج کا ہوا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا صاحبقران اکیلے
باغ سے نکلے لشکر قیلاس کی سیر کرتے ہوے دربارگاہ قیلاس تک پہونچے دیکھا کہ
ایک پہلوان عفریت مثال زنگل پر بیٹھا ہے تیغ چھوڑ زانو پر جو کوئی سامنے آتا ہے اسکو
جھڑک دیتا ہے کہتا ہے دربار مین جانے کا وقت نہین ہے صاحبقران آگے بڑھے اُس
پہلوان نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال عفریت مثال تیغ بکف آتا ہے پکار کر
آواز دی کہ اے جوان اسطرف نہ آنا ہمارے پہلوان دوران گرشاسپ جہان ابھی سو کے
اُٹھے ہین بعد تھوڑی دیر کے برآمد ہونگے دروازے پر ٹھہرو جب برآمد ہونگے سلام
کر لینا صاحبقران نے فرمایا مین برائے سلام نہین آیا ہون منظور ہے کہ انکو تنبیہ کرون
یہ سنکر وہ پہلوان مثل ابر کے گرگرایا پکار کر آواز دی کہ یہان ہمارا اختیار ہے ہم ہرگز
نہ جانے دینگے صاحبقران نے فرمایا ہم نہ رکین گے اور ضرور اندر جاوینگے یہ فرما کر
بڑھے اُس جوان نے تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا صاحبقران نے بار بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مار دیا کہ منہ کے بھل جھکا امیر نے ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن
سے اُڑ گیا مار کر اُسکو پردہ توڑ کر پھینکا اندر تشریف لائے دیکھا قیلاس مسند پر بیٹھا ہے
گرد چند پہلوان صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا قیلاس نے اول سر اپنے
درگہ سالار کا دیکھا کہ ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا گھبرا کر کہا ارے اسکو کسنے مارا کہ
چوبدار نے بڑھکر عرض کی یہ جو صاحب آئے ہین انکے ہاتھ سے مارا گیا قیلاس کچھ
سوچکر اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون کہ حضور کا نام
نامی و اسم گرامی کیا ہے صاحبقران نے فرمایا ہم کو چابک سلیمان قاتل عفریت و ہمند دین
مسخر کن پردۂ قاف قیلاس نے کہا مین حیران تھا کہ ایسے پہلوان کو کسنے مارا مین آگاہ
کرتا ہون تشریف لائیے فرد ٭ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭

خوشامد کر کے صاحبقران کو سمجھایا باتین محبت کی کہنے لگا صاحبقران نے فرمایا اطاعت اسلام قبول کرو قیلاس نے مکر سے کلمہ بھی پڑھ لیا اب خادمون کو اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوئے جام کو گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک طرار حسین و جمیل تنا تنا کر بہ ناز و کرشمہ یہ اشعار گانے لگی نظم

یقین کو اپنے عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا — تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا
مقام ناز کیا ہی سینۂ عاشق نہین آنے سے — حباب عشق سے ٹوٹا ہوا دل کا محل پایا
فراغت کب میسر آئی روح کو کشاکش سے — نہین خالی مشقت سے کبھی دست اجل پایا
دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین — تمھارے مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا
نہین ہوتے وہ سیدھے جنکو قسمت پیچ دیتی ہی — ہمیشہ طرہ ہاے زلف مین شانے نے بل پایا
حقیقت مین پسند طبع صانع ہے لباس تن — کہ جان نے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا
اثر صحبت ناجنس سے توقیر گھٹتی ہی — طلب نقرہ و مس رتبۂ سیم دغل پایا
خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی — فنا ہو کر بقا کے لطف کو نعم البدل پایا
نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے — کسی کو آج حاصل ہی کسی نے رنج کل پایا
الٰہی روز سو جائے یون ہی وہ فتنۂ عالم — مزا بوسون کا مجھے آج بے رد و بدل پایا
نسیم اطراف چمنون کسقدر سرسبز مین بھیجو — زمین شعر مین جسم و زر سے بیجے عمل پایا

ہنگامۂ عیش و نشاط جب خوب گرم ہوا تو قیلاس جام شراب لیکر اٹھا کہا اسے نوش فرمایئے صاحبقران زمان نے وہ جام بے اندیشۂ انجام قیلاس سے لے لیا اور بلا تکلف نوش فرمایا پیتے ہی صاحبقران کی کنپٹیان لپکنے لگین اور معلوم ہوا کہ کوئی مجھکو آسمان پہ لیے جاتا ہی اور وہان سے جا کے چھوڑ دیتا ہی صاحبقران اچھل پڑتے ہین فرمایا اے قیلاس تو نے شراب مین مجھے کیا پلا دیا کہ میرا منہ خشک ہو رہا ہی قیلاس نے کہا باش اے حمزہ مین نے تجھے بیہوشی دی اب سرکشی کی سزا دونگا میرا پہلوان مارا گیا کہ میرے قلب کو قلق ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے صاحبقران جھلا کر اٹھے

کرا و بیہودہ کیا بکتا ہے اُٹھ اُٹھ کر سے قیلاس نے آہنگرون کو بلا کر صاحبقران زمان
کو مسلسل و مطوق کیا دوسری بیڑیان دوسری ہتھکڑیان پہنائین اور امیر کو ہوشیار کیا
امیر نے فرمایا او قیلاس یہ کیا حرکت تھی قیلاس نے کہا آپ نے اپنے پہلوان کو قتل کیا
کہ جسکا یہ بدلا ہوا صاحبقران زنجیر ہلانے لگے اور قیلاس نے حکم دیا کہ صبح کو ٹیکا جائیگا
مگر چند کنیزین جو ملکہ نے واسطے خبر کے بھیجی تھین اُنھون نے آکر دریافت کیا جاکے ملکہ
سے خبر کی کہ قیلاس نے صاحبقران کو قید کر لیا ملکہ رونے لگین کہا صاحبو مین تو منع
کرتی تھی کہ نہ جاؤ مگر اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا امیر کے ہاتھ سے جو وہ پہلوان مارا گیا
اُسکو بڑا ناز تھا کہ اِس پہلوان سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اِسیلئے اُس نے یہ مکر کیا ملکہ تو
تڑپ رہی تھین اور فرماتی تھین کہ صاحبو اب کیا تدبیر کرون کہ حکیم دانشمند تشریف لائے
پوچھا کہ او فرزند یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور صاحبقران قیلاس کو سمجھانے گئے تھے اُس نے
مکر کرکے گرفتار کر لیا حکیم دانشمند نے کہا او نور نظر تم لباس طلسمی پہنے ہو کوئی تمپر غالب
نہین ہو سکتا اِن کنیزون کو ساتھ لیکر شبخون مارو اور صاحبقران کو رہا کر لو قیلاس
کی کیا حقیقت ہے یہ مژدہ سنکر ملکہ مثل گل کے شگفتہ ہوگئین فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا یہ
کہکر نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون نے گھوڑیان درست کین سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر
ملکہ نکلین اول سامنے لشکر کے آکر کمان کاندھے سے اُتاری سات سو تیر ایک مرتبہ مارے
سات سو جوان گر پڑے اب ملکہ نے تیر اندازی کرکے تلوار کھینچی اور نعرہ مہیب کیا کہ منم
نقابدار مرصع پوش او قیلاس تو نے غضب کیا کہ صاحبقران کے ساتھ مکر کیا جرأت
ہین تو مارا کلمہ پڑھکر یہ مار کیا قیلاس کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار مرصع پوش لشکر پر آیا ہی
لشکر کو تباہ کر رہا ہے قیلاس گینڈے پر سوار ہوا باہر نکلا نعرہ کرکے لڑنے لگا لیکن کنیزین
اِس ترکیب سے لڑ رہی ہین کہ ایک کنیز نے آکر نیزہ مارا دوسری نے پہلو پر خنجر مار دیا
لہو [illegible] رہے ہین کسی کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کسی کا سر اُڑ گیا ملکہ بھی
[illegible] لڑ رہی ہین بڑے بڑے پہلوان گھوڑا بڑھا کر آتے ہین ایک ضرب شمشیر
ملکہ دو ٹکڑے کرتی ہین جب کئی پہلوان مارے گئے تو قیلاس گینڈا بڑھا کر مقابلے پر آیا

ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے بے خوف روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا ملکہ نے خبردار خبردار
کہکا ہاتھ مار قیلاس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جبرگری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
قیلاس نے نیمچہ جھکایا پکار کر آواز دی کہ حمزہ کا سر کاٹ لو۔ ایک سپاہی تلوار کھینچکر
اُٹھا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی خانہ زور میں آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از لفِ خون من است
بر سر دارفنا خانۂ غدغاے من +	باک ندارم ز دار چوب ستون تن است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیرۂ عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا لڑتے ہوئے قید خانے سے نکلے اور
اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرۂ امیر**

امیرو ب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بیکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے لڑنے لگے ملکہ نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی لڑتی ہوئیں سامنے آئیں
صاحبقران نے قریب آکر فرمایا اے ملکۂ عالم یہ کیا حرکت تھی اگر کوئی آگاہ ہو جائے تو
ہمارے مذہب میں عورتوں پر جہاد ساقط ہے میں نادم ہونگا ملکہ نے عرض کی اے شہریار
آپ کا حال گرفتاری سُنکر دل بیقرار ہو گیا نہ ضبط ہو سکا والد نامدار نے صلاح دی
کہ لباس طلسمی پہنے ہو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکیگا شکر کرتی ہوں کہ آپ رہا ہوئے
سامنے قیلاس کھڑا تھا اُسکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ باتیں کر رہی ہیں نیمچہ اُٹھا کر چاہا
جا پڑوں مگر صاحبقران بیچ میں آگئے قیلاس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
کلائی تھام لی تلوار چھین کر پھینکی کہ زمین پر ہاتھ ڈالکر قیلاس کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین
کہ قیلاس نے آواز دی اے بزرگ خدا معاف کیجیے اب مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی صاحبقران نے
ہاتھ روک لیا قیلاس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا امیر نے قیلاس کو گلے سے
لگا لیا قیلاس نے فوج کو منع کیا افسران فوج نے بھی اطاعت کی کلمے پڑھ پڑھ کے

مسلمان ہوسے صاحبقران بہ فتح وفیروزی پلٹے ملکہ کو ساتھ لائے جیسے ہی باغ مین پہنچے دیکھا باغ نہایت سرسبز وشاداب ہی نہرین جاری عندلیبان خوشنوا منقار ہین ہوئے یہ اشعار گا رہی ہین نظم

رکھتی ہو کب اعتبار اے جان روح	جسم مین ہو چار دن مہمان روح
فکر دنیا خواہش عیش و بقا	کیا نہین رکھتی بھلا ارمان روح
سیکڑون آتے ہین خاطر مین خیال	روز کرتی ہو نئے سامان روح
جسم کیا شی ہو کہ تا ہنگام مرگ	دوست رکھتی ہو اِسے ہر آن روح
غور سے دیکھا جو تُمنے اے نسیم	تن مین رکھتی ہو نہایت شان روح

صاحبقران زمان بھی محظوظ بیٹھے ہین ملکہ پہلو مین کنیزین بھی بیٹھی ہین کہ صاحبقران نے آرام فرمایا عالم خواب مین دیکھا کہ دریچے آسمان سے وا ہوے ایک تخت پر ایک مرد بزرگ باریش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا قریب صاحبقران کے آئے امیر نے اُٹھکر سلام کیا اُن مرد بزرگ نے فرمایا کہ یا صاحبقران آپ برائے فتاحی طلسم آئے ہین اِس طلسم کا طلسم مستور نام ہو لہذا کنج باغ مین جو نخل سرو ہی اُسکو جا کر آپ بقوت صاحبقرانی اُکھیڑیے ایک دینہ نقب کا پیدا ہوگا بعد اسکے ایک قصر ملیگا اُس قصر مین ایک صندوق کلان رکھا ہی اُس صندوق مین لوح طلسم مستور ہی اُسکو لیجیے فتاحی طلسم مین مصروف ہوجیے صاحبقران جو اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کرکے گوشۂ باغ مین آئے نخل سرو کو اُکھیڑا نقب پیدا ہوئی امیر داخل ہوے ایک قصر ملا اُس مین دیکھا کہ ایک منبر پر صندوق رکھا ہو صندوق مین بجاے قفل مار سیاہ لپٹا ہوا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ بڑھایا دیکھا کہ وہ مار سیاہ لوہے کا ہو صندوق کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھ امیر کی جھپک گئی دیکھا اُس مین لوح رکھی ہو اُسپر لکھا ہو کہ لوح طلسم مستور صاحبقران نے لے لی اُٹھاکر گلے مین ڈالا کہ پہلو سے آواز آئی او جوان یہ تحفہ کہان لیے جاتا ہو مین اِسکا نگہبان ہون صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار تبر ہاتھ مین لیے ہوسے آتا ہو قریب آکر تبر مارا امیر نے تیغ عقرب سے تبر کو قلم کیا تبر کٹتے ہی وہ دیو بھاگا

کہتا ہوا کہ او آدم زاد غضب کیا وہ بلا نازل کرون کہ عمر بھر رہائی نہ ہو بعد تھوڑی دیر کے
کئی سو دیو ایک صورت کے چقماق چار رہن کلماڑ سے وغیرہ لیے ہوے نمایان ہوے
آکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر اُنسے لڑنے لگے جس دیو کو قلم کرتے ہین ایک کے دو بنکر
حملہ آور ہوتے ہین جب تھوڑے عرصے مین وہ مکان دیو زادون سے بھر گیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جو دیو سب کے آگے ہو اُسی کی موت کے ساتھ ان سب کی بھی
موت ہو جسطرح بنے اُسکو قتل کرو صاحبقران لڑتے ہوے قریب اُس دیو کے پہونچے
اُسنے ہاتھ مارا امیر نے روک کر تیغۂ عقرب کا وار کیا اُس دیو کا سر کٹ کر دھڑ سے گرا
سب دیو ہلاک ہوے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک دیو کا لاشہ پڑا ہوا اور سب
لاشے زمین مین غائب ہو گئے امیر نے شکر پروردگار کیا لوح مین دیکھا مرقوم تھا کہ
جس میز پر سے لوح پائی ہو اُس میز کو ہٹاؤ ایک چشمۂ عین الحیات ہو وہ پانی نوش کرو جب
پانی جوش مارے اسم حاشیہ لوح پڑھکر اپنے کو حوض مین گرا دو پھر تماشا سے قدرت
پروردگار ملاحظہ کرو صاحبقران نے ایسا ہی کیا جب چشمے مین کودے بعد تھوڑی دیر
کے زمین سے پانون آشنا ہوے دیکھا ایک نخل کے سایے مین خواجہ عمرو بیٹھے ہوے
رو رہے ہین امیر نے پکار کر پوچھا خواجہ خیر تو ہے عمرو نے ہاتھ ہلا کر منع کیا کہ چلاکر
کلام نہ کیجیے بسہولیت جواب دیجیے اور لوح طلسم میرے گلے مین ڈالدیجیے ابھی آپکو
معلوم ہو جائیگا کہ کیا رنگ ہوا امیر نے اُسی طرح قریب آکر لوح طلسمی گلے سے اپنے
اُتاری اور بجوش محبت عمرو کے گلے مین ڈالدی عمرو نے کہا اے آقاے نامدار میرے
ہاتھ پانون چلے جاتے تھے اب تسکین ہوئی مگر ذرا ہٹ جائیے تو مین اُٹھون امیر
جیسے ہی پیچھے ہٹے عمرو اُٹھکر بھاگا کہتا ہوا کہ او حمزہ مَین سرشار جادو دیکھیو یون ہنسنے
لوح لے لی یہ کہتی ہوئی بھاگی صاحبقران دوڑے مگر سرشار بھاگ کر نکل گئی یہ کہتی
ہوئی ہوا ہو سرشار پاس مستورہ کے چلکے کہو کہ اے ملکۂ عالم دیکھیے لوح آپ نے ایسے
مقام پر رکھی تھی کہ طلسم کشا پا گیا اب یہ لوح لائی ہون اسکو کہین اچھی طرح رکھیے یہ سوچا
اُدہر تھی مستورہ مین آئی مستورہ جادو تخت پر بیٹھی تھی کہ سرشار نے آکر سب حال

بیان کیا اور کہا کہ طلسم کشا پہونچ گیا مین نے لوح مکر سے لے لی وہ اُسی مقام پر چھپا رکھی تم یہان
نکل نہین سکتے مستورہ نے کہا اے سرشار جہان یہ کام کیا ہو وہان آتی اور تکلیف کرو کہ
بیرون طلسم دریاے نیرنگ ہے اُس دریا مین جا کر لوح کو ڈال دو پھر کوئی نہ پا سکیگا سرشار
نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح کو دریاے نیرنگ مین پھینکے آتی ہون یہ کہکر اُڑی
خواجہ عمرو کہ بیرون در بشکل ساحر ٹہل رہے تھے دیکھا کہ اندر سے کوہ کے ایک جادوگرنی
آتی ہے عمرو سے کنارے سے آکر ایک طفل خوبصورت کی شکل بنائی دیوانہ وار وحشی مثال
خاک اڑانے لگے اُس بیقراری سے یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان تھے **نظم**

جب اور کسی پہ کوئی بیداد کروگے	یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان سے گئے کلمۂ رخصت کے اشارے	اب اور کہین جا کے گھر آباد کروگے
سیکھے ہو ستم جفا مین مری ایذا کے لیے تم	شاگرد بنوگے کوئی اُستاد کروگے

سرشار منہ پھیر کر ازغیبی پلٹ کر دیکھا کہ ایک طفل حسین بیٹھا ہوا گا رہا ہے سرشار کا دل
بیقرار ہو گیا جھپٹ کر قریب آئی اور کہا کیون صاحبزادے یہان صحرا مین کیون بیٹھے ہو
لڑکے نے کہا اے مادر مہربان تم کئی دن سے کہان تھین مین تمھاری تلاش مین پھرتا ہون
سرشار قریب آئی لڑکا منھ لپیٹ گیا سرشار نے کہا اے فرزند الگ رہو یہ لوح طلسمی ہے
تم [illegible] جنبش رہتے ہو مین سحر بھولی جاتی ہون اتنے مین وہ طفل ایسا لپٹا کہ لوح کو بعنوان
شناسائی بدل لیا اور چاہا کہ بھاگون سرشار نے کہا اے فرزند کہان جاؤگے اور چاہا
کہ پکڑون اُس طفل نے تختی جو بدل لی تھی وہ تختی چپکا دی سرشار پر جو عکس پڑا لہرا کر
گری عمرو نے خنجر مارا لوح کو چھینا دیا سرشار کا قتل ہونا کہ ایک سناٹا ہوا ویرنگ اندھیرا
رہا تھا تھوڑی دیر سے اندھیرا دور ہوا عمرو نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا لوح امیر سے
چھین لائی تھی لوح لیکر چلے اُس مقام پہ پہونچے کہ جہان صاحبقران حیران و پریشان
بیٹھے تھے عمرو نے لاکر لوح [illegible] امیر [illegible] لیکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر لوح دوبارہ
[illegible] ہو تو [illegible] سبب ہوگا اسم حاشیہ لوح [illegible] پڑھو ایک طائر پیدا ہوگا اُسپر
سوار ہو کر باغ [illegible] مین جانا صاحبقران نے جھکر اسم پڑھا آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا کہ

ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا صاحبقران جست کرکے اُسکی
پشت پر سوار ہوے فرمایا کہ مجھکو باغ دلکشا مین لے چل طائر اُڑ کر چلا مگر ہر مقام پر تیزی
کرتا ہو چاہتا ہے صاحبقران کو گرا دون صاحبقران نے لوح دیکھکر اسم پڑھا تب وہ طائر
ساکن ہوا وہ پھر برابر اُڑا سامنے سے ایک نخل معلوم ہوا دیکھا بڑے بڑے درخت
ہوا سے اُڑ رہے ہین طائر زمین پر اُترنے لگا امیر باغ مین اُترے طائر نے منقار کھولکر
کہا مین اب رخصت ہوتا ہون وقت ضرورت پھر حاضر ہونگا صاحبقران نے کچھ جواب
نہ دیا طائر تو گوشۂ باغ مین چھپ گیا مگر امیر سیر کرتے ہوے چلے قریب بارہ دری کے پہونچے
کہ اندر سے بارہ دری کے چند کنیزین برآمد ہوئین صاحبقران کو سلام کیا کہا اے شہریار
نذر تشریف لے چلیے صاحبقران اُن کنیزون کے ساتھ اندر بارہ دری کے آئے دیکھا
مسند پر ایک شاہزادی بشکل آسمان پری بیٹھی ہے امیر کو دیکھکر وہ نازنین اُٹھی امیر نے
دیکھا آسمان پری نہین ہین وہ نازنین مہ جبین قریب آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر مسند
پر بٹھایا مسکرا کر باتین کرنے لگی امیر بھی حیران جمال و محو دیدار ہو رہے ہین امیر
بھی ہنس ہنسکر جواب دیتے ہین کہ اُس نازنین نے کہا یا صاحبقران حضور نے ملکہ
آسمان پری کو کہان چھوڑا امیر نے فرمایا اصل یہ ہے وہ طلسم نوخیز مین قید ہین ہم اُنکی
رہائی کی فکر مین ہون سعد شہریار پوتے آتے تھے براے فتح طلسم آئے ہین اور بیٹے
اُنکے بھی اُنکی رہائی پر تُلے ہوے ہین بھلا کسکی مجال ہے کہ ملکہ آسمان پری کو قتل کرسکے
مین نے مقدمۂ آسمان پری مین بڑی کد و کوشش کی ہے اُس نازنین نے رو رو کر کہا کہ اے شہریار
مین نے اسواسطے آپ سے ملاقات کی کہ مجھکو ثابت ہو کہ آپ کس فکر مین ہین لیکن ملکہ
آسمان پری اسقدر بیمار ہین کہ امید نہین زندہ رہین آپ جلدی کیجیے اپنے کو قید خانے
مین پہونچایئے ایسا نہ ہو کہ آپ اُنکو زندہ نہ پایئے صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سُنکے
گھبرا اُٹھے فرمایا تمہارا نام کیا ہے کہا غلمان پری میرا نام ہے ملکہ قمر رخ کی بیٹی ہون بلکہ اگر
آپ چلین تو مین اپنے ہمراہ لے چلون قید خانے مین پہونچا دونگی امیر نے فرمایا کہ غلمان
مین ابھی موجود ہون تم مجھکو لے چلو تمہاری صورت آسمان پری سے بہت مشابہ ہے

مجھے دیکھکر حیرت ہوئی پہلے مین یہی سمجھا تھا کہ آسمان پری بیٹھی ہین جب تمنے کلام کیا تب
مجھے یقین ہوا کہ آسمان پری نہین ہین غلمان پری نے کہا ذرا لوح طلسمی اُتار دیجیے اُس مین
دیکھون کیا خبر نکلتی ہی مین خاص کرکے اِسی واسطے آکر بیٹھی تھی کہ صاحبقران سے سب حال
کہونگی ایسا نہو کہ امیر کو صدمہ پہونچے امیر نے لوح گلے سے اُتاری چاہا غلمان پری کو
دون کہ علیہ وعمرکا امیر کو خیال ہوا کہ سنقدمۂ طلسم ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام کرنا نچاہیے
یہ لوح اِسنے کیون مانگی ضرور اِس مین کچھ فریب ہی یہ کہکر صاحبقران نے لوح اُتارتے
اُتارتے نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے مفتاح طلسم یہ پریزادہ جن کے بیٹی ہی غلمان جادو اِسکا
نام ہی لوح طلسمی اِسکے جسم سے مس کردو صاحبقران نے لوح کو گلے سے اُتارا غلمان
سمجھی کہ لوح مجھکو دینگے مگر امیر نے اُسکے جسم سے لگادی جیسے ہی بدن سے لوح مس ہوئی اُسنے
چیخ ماری اور ہر بُن مو سے ایک آگ پیدا ہوئی مثل ہیزم خشک جلنے لگی جو کنیز لیٹی وہ بھی
جل تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوئی بعد مرنے غلمان جادو کے امیر نے سجدۂ شکر پروردگار کیا جی مین کہتے ہین کہ بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا چاہیے ورنہ دھوکا
ہوگا کہ پشت سے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹکر
دیکھا ایک طائر تڑپ کے گرا ہی عمرو کی کمر مین لپٹا ہی کشان کشان لیے جاتا ہی صاحبقران کو
بہت ناگوار ہوا جھپٹے مگر وہ طائر عمرو کو لیکر غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک
جادوگر سیاہ فام بدانجام عمرو کو کشان کشان لایا اور ایک نخل کے نیچے بٹھایا اور ہاتھ
تلوار کا مار دیا عمرو کا سر کٹ کر گرا اور لاشہ تڑپنے لگا امیر نے جو یہ حال دیکھا دل بیقرار
ہوگیا دوڑکر سر اُٹھا لیا بیقرار ہوکر رونے لگے مگر عکس لوح کا جو پڑا سر کی صورت
تبدیل ہوئی دیکھا ماش کے آٹے کا سر ہی امیر نے لاحول پڑھکر سر پھینکا لوح کو ملاحظہ
فرمایا نوشتہ پایا کہ طائر ہفت رنگ کو بلاؤ وہ یہان سے اُڑا کر لیجائے اور نزدیک صحرائے
نیلی مین پہونچائے صاحبقران نے اسم حاشیہ وردزبان کیا وہ طائر ٹہلتا ہوا آیا امیر
اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر اُڑتا ہوا چلا مگر اب شوخی نہین کرتا امیر سے یہ محبت
باتین کر رہا ہی کہ اگر آپ نے نیلی پوش جادو کو مارا تو پھر بادشاہ طلسم سے ملنا بلا ہی لیکن

صحرائے نیلی مین گنبد ارسطو مین جانا ضرور ہو یقین ہو کہ سب ساحر آکر وہان جمع ہون یہ باتین
کرتا ہوا طائر امیر کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا امیر کو پشت سے اُتار دیا قدمون کو بوسہ دیا
عرض کی حضور اپنے کو گنبد مین پہونچائین صاحبقران نے تدبیر کر کے صورت اپنی تبدیل کی
ساحرون کی صورت بنائی لوح کو کمر مین رکھ لیا طائر تو رخصت ہوا امیر آگے بڑھے کہ آواز
گھنٹ و ناقوس کی کان مین آئی دیکھا گنبد کے گرد ہزارہا ساحر جمع ہین قصد کرتے ہین کہ ہم
گنبد مین جائین ایک ساحر زبردست دروازے پر آیا کھڑا کہ رہا ہو کہ یارو ابھی تامل کرو
طلسم کشا آلے تو تم بھی جاؤ اسوجہ سے در گنبد پر ہزارہا ساحر جمع ہین کہ نوبت نقارے کی
آواز کان مین آئی دیکھا مستورہ جادو تخت پر سوار تخت لاکھو ساحران غدار پشت پر
اور علمہائے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اس دھوم
سے بادشاہ طلسم آئی اور بعجلت اول وہی داخل گنبد ہوئی نگہبان نے جو دروازے پر
کھڑا تھا سب کو روک رہا تھا پکار کر کہا دروازہ اے ملکۂ عالم آپ کو معلوم ہو کہ آج طلسم کشا
کی آمد ہو جو اہتمام منظور ہو وہ کیجیے مستورہ نے کہا مجھے سب کچھ معلوم ہو لیکن قیدی
کی پابند ہون جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا مین آگاہ ہون کہ عمر طلسم تمام ہوئی ساحرون پر
زوال ہو یہی بڑا خیال ہو کہ ایسا نہ ہو بادشاہ سابق چھوٹ جائے اے نگہبان جادو بس
اتنا خیال رہے ایسا نہ ہو کہ قیدی یہان آئے اور طلسم کشا قرض دے نگہبان نے
پکار کر کہا کہ غلام کی کیا مجال ہو کہ کچھ بھی دخل دے آپ جو حکم دینگی وہ بجا ہوگا مگر کہین
ایسا نہو کہ طلسم کشا برہم ہو جائے اور قیدی کو چھڑا لے نگہبان نے جو کچھ پکار کے کہا
صاحبقران نے بھی سُنا اور داخل گنبد ہوے گنبد کو دیکھا بہت وسیع ہو صد ہا صحرا اور
لاکھون درخت بے برگ و بار طائرون کی پکار غل مچا رہے ہین کہ اے صاحب ہوشیار ہو جا
طلسم کشا گنبد مین آگئے جس تخت پر جا کر مستورہ بیٹھی اُس تخت کے پہلو مین ایک آگ
زمین تھا صاحبقران اُس جنگل پر بیٹھے ساحر آنے لگے صاحبقران بھی جواب سلام
دیتے جاتے ہین مستورہ صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو مگر کچھ کہہ نہین سکتی بعد
تھوڑی دیر کے ایک تڑاقہ ہوا اور گنبد شق ہوئی ایک تخت نمایان ہوا اُسپر ایک

جادوگر نوجوان مسلسل ومطوق تاج ڈھلکا ہوا سوار ہے دو جادوگر قوی اُسکی گردن پر ہاتھ
رکھے ہوئے اُس ساحر نے آتے ہی اول صاحبقران کو سلام کیا مستورہ نے کہا کیون
او مخفی جادو ہمارے سامنے یہ بے ادبی ہمکو نہین سلام کیا اور طلسم کشا کو سلام کیا تو یہ
سمجھ لے کہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی اُس ساحر نے اشارہ کیا کہ او ظالم تمام خانمان میرا
برباد کر چکی اِس حال کو پہونچایا اب جو منظور ہو وہ بھی کر لے مگر اب کوئی بول نہین سکتا
کہ طلسم کشا سامنے موجود ہین تو کیا بکتی ہے یہ باتین سُنکر صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا
مستورہ اپنے مقام سے اُٹھی امیر نے اُن ساحرونکو آواز دی جو بادشاہ طلسم سابق پر
متسلط ہین فرمایا ذرا امیر سے قریب آؤ اُن ساحرون نے کچھ جواب نہ دیا اور چاہا تخت
کو لیکر روانہ ہو جائین امیر نے اُٹھکر پایۂ تخت تھام لیا وہ تاجدار کہتا ہے او شہریار لوح
کو ملاحظہ کر کے کام کیجیے امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ لوح کو جسم سے اِس تاجدار
کے مس کر دو امیر نے لوح کو جسم سے مخفی تاجدار کے مس کیا ایک تڑاقہ ہوا فوراً قید
ٹوٹ کر گر پڑی امیر نے سوزن زبان سے نکالی اب جو وہ بادشاہ قید سے چھوٹا فوراً
سحر کیا کہ زمین تھرانے لگی مستورہ نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار نے رہائی پائی چاہا اُٹھکر
بھاگون مگر امیر اول باہر آئے پیشانی پر گنبد کی نوشتہ پایا کہ لوح کو گنبد سے مس کرو
امیر نے لوح کو دیوار گنبد پر سے لگایا اڑ اڑا کر گنبد گرا اُسمین سب ساحر سر پیٹنے لگے اور
ہر ایک کا قول تھا کہ یہ گنبد باعث حیات مستورہ تھا مستورہ نے فوج کو اشارہ
کیا وہ سب جادوگر امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی مگر تین لاکھ
جادوگر چہار طرف سے امیر پر حربے کر رہے ہین سحر بھی کرتے ہین تلوارین بھی لگاتے
ہین مگر صاحبقران بیچ مین اُنکے جنگ رُستمانہ کر رہے ہین کہ پہلو سے سناٹا ہوا بجلیان
گرنے لگین غبار بلند ہوا صاحبقران نے دیکھا ایک ساحر عمرو کی کمر مین پنجہ دیے ہوئے
آسمان پر تھرا رہا ہے اور وہ سحر کرتا ہے کہ غبار بلند ہوتا جاتا ہے نخل گرتے ہین طائرون کے
سر کٹکر گرتے ہین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اِس ساحر کو تیر سے مارو صاحبقران نے
تیر بحر کمان مین پیوست کیا اور تاک کر مارا کہ اُس ساحر کی پیشانی پر پڑا عمرو نیچے

چھوٹا اور امیر کو آواز دی کہ آقا ے نامدار اگر زمین پر گرا تو جسم کے پُرزے اُڑ جاوینگے
امیر نے بڑھکر عمرو کو ہاتھون پر روکا مگر مرنے سے اُس ساحر کے اندھیرا ہوگیا اور اسقدر
غبار بلند ہوا کہ تمام صحرا گرد سے بھر گیا امیر نے جب لوح کو چمکایا تو غبار ہر طرف ہوا آواز
آئی کشتی مرا نام من سوس جادو بود مگر امیر نے دیکھا کہ وہ تمام گنبد گرا پڑا ہوا اور صحرا مین
سناٹا ہے انسان وحیوان کا نام نہین اُسی اندھیرے مین مستورہ نکل گئی امیر نے لوح کو
ملاحظہ کیا تحریر پایا کہ جہان پر گنبد گرا ہوا ہے اُسکے پہلو مین رخنۂ نقب ہے اُس مین داخل ہو تو
زندان طلسمی مین پہونچو وہین شاہور تیغ زن سے ملاقات ہوگی اُسی پہلو سے رستہ
قصر مستورہ کا ہے وہان جاکر جنگ پڑیگی تب مستورہ قتل ہوگی ورنہ بڑی مشکل پڑیگی
صاحبقران زمان آکر نقب مین داخل ہوے سر جو نکالا دیکھا سامنے ایک قصر سیاہ
بنا ہوا ہے دروازے پہ قصر کے ہزارہا ساحر بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر سب نے غل کیا کہ او
تیرہ روزگار جادو جلد آؤ کہ طلسم کشا آگئے سب ساحر حربے لیکر روانہ ہوے طرف
امیر کے متوجہ ہوے امیر نعرہ کرکے لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہوکر ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیف ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے ہوے زار زار رو رہا ہے کہتا ہے کہ او خدا اے آسمان طلسم کشا کو پہونچایا
حکم ہو ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے اب مجھے تکلیف نہین اُٹھتی امیر نے
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ شاہور تاجدار یہی ہے قریب اسکے جاکر لوح کو چمکاؤ سب
قید ٹوٹ جائیگی یہ جوان نہایت بہادر ہے امیر نے بڑھکر لوح چمکائی شاہور قید سے
چھوٹا اُٹھتے اُٹھتے ایک ساحر کو مار آ تلوار لیکر لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے مین گرمی جنگ ہوکر تیرہ روزگار نے بڑھکر شاہور کو گرفتار کرلیا چاہا بے جاگون
شاہور نے آواز دی او شہریار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیرہ روزگار
شاہور تاجدار کو قید کیے لیے جا رہا ہے شاہور کی بیقراری مگر سحر سے زور نہین چلتا
صاحبقران نے للکارا کہ او سیاہ رو اس غریب نے تیرا کیا لیا ہے مجھسے مقابلہ کر جو کچھ
زور دکھا تو مدعا حاصل ہو یہ سنکر تیرہ روزگار تلوار کھینچے ہوے بڑھا امیر پر پہنچا

کئی ہاتھ تلوار کے مارے خنجر بھی امیر پر گرتے ہیں تلواریں بھی گر رہی ہیں مگر صاحبقران
اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کیے ہوئے لوح کو جنبش دے رہے ہیں کسی مقام پر غفلت نہیں
کرتے جب تیرہ روزگار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے روکتے روکتے ہاتھ مارا
کر تیرہ روزگار کے دو ٹکڑے ہوئے سر تا تیرہ روزگار کا کر دیوار گری امیر نے دیکھا کہ
تخت زرین بچھا ہو اُس پر مستورہ بیٹھی ہو افسران فوج گرد ہیں صلاح کر رہی ہو کہ طلسم کشا
آپہونچے کیوں صاحبو کیا کہتے ہو سب ساحر کہتے ہیں کہ ای ملکۂ عالم دیکھو تنہا ہیں گھیر کر
گرفتار کر لیں گے کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا البتہ شمشیر چار
بکف تیغ صمصام و قمقام نام
یکی تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے صاحبقران چلے مستورہ نے اشارہ کیا کہ صاحب جو صلاح کر رہے تھے
اُسی کا وقت ہو چہار طرف سے ساحران غدار نے امیر کو گھیرا امیر لڑنے لگے سات لاکھ
ساحر چہار طرف سے امیر کو گھیرے ہوئے حربے لگا رہے ہیں مگر صاحبقران اپنے کو
بچا رہے ہیں کبھی لوح کو گردش دیتے ہیں اُسکا عکس جو پڑتا ہو تو ساحر بے دست و پا
ہو جاتے ہیں کبھی نیزۂ عقرب کو چمکاتے ہوئے بڑھتے ہیں ہر مرتبہ یہی قصد ہو کہ ڈھو کر کے
تا بہ مستورہ جادو پہونچوں مگر ساحروں نے صفیں باندھی ہیں ہر طرف سے تیر چل رہے
ہیں تیر سے ساحروں کے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں ہنگامۂ گیر و دار
بلند ہو ہر ایک کا یہی قول ہو کہ حمزہ کو گرفتار کرلو ہر چند کہ صاحبقران نے کئی ہزار ساحر
قتل کیے مگر لاشہ کسی کا زمین پر نہ پایا یہ عجائب دیکھکر گھبرائے یہی خیال تھا کہ جو میرے
ہاتھوں سے مارے گئے لاشے اُنکے کیا ہوئے ساحروں کا دمبدم ہجوم بڑھتا جاتا ہو
مستورہ غل مچا رہی ہو کہ ہاں یارو گھیر کر طلسم کشا کو گرفتار کرلو رسیاں اور کمندیں اور
زنجیریں امیر پر پڑ رہی ہیں ہر چند کہ امیر ان سب چیزوں کو قطع کرتے ہیں لیکن خوف ہو
کہ ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤں لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس میں نوشتہ پایا کہ جبتک مستورہ

ذ قتل ہوگی یہی آفت رہیگی اب صاحبقران لڑتے ہوسے بڑھے مگر ساحرون نے دیوار
باندھی ہو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہو کہ حمزہ کو گرفتار کرلو یارو یہ جوان اگر زندہ رہا تو غضب
ہین فرق آئیگا کہان جا کر چھپین سارے مرحلے فتح ہوسے اب بادشاہ طلسم اس قصر فوقی ہین
آکر چھپا تھی رہان بھی یہ آکر پہونچ گیا مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ قریب مستور نہین
جانے دیتے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ اے
خالق عالم واے رب اکرم اس آفت سے بچالے تا یہ مستور رہ مجھکو پہونچا کہ مین اُسکو
قتل کرون تیری کریمی کی کیا صفت عرض کرون بزرگان دین کو جا بجا بچایا حضرت ابراہیم
خلیل کو جب دشمنون نے قفس مین بند کر کے بلند کیا آتش شعلہ ور تھی حضرت خلیل نے
تجھسے رجوع کی ہر چند کہ سب فرشتے خواستگار تھے کہ شریک مصیبت خلیل ہون مگر حضرت
نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ میرا معبود صاحب اختیار ہو یقین ہو کہ اس مجبور و ناچار کی
مدد کرے جب پنجرہ آگ مین گرایا اور حضرت ابراہیم نے بلبلا کر دعا کی تیرا رحم شریک ہوا
وہ آتش گلزار ہوگئی اسی طرح مجھے بھی بچالے آفت سے مجھکو نجات دے امیر نے بجہ
بلبلا کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یہ قدرت سبحان لم یزل وعز یزب بدل آسمان
سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے سر اُٹھا کر نظر کی دیکھا کہ نقابدار زرین پوش
تخت پر سوار چلا آتا ہو اُسنے بھی دیکھا کہ صاحبقران ساحران مین گھرے ہوسے ہین اور
جنگ کر رہے ہین مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوسے مصروف دعا ہین نقابدار نے
اشارہ کیا کہ تخت ہمارا زمین پر رکھدو سواے جوانان انسان کے کوئی دیو شریک جنگ
نہو یہ اشارہ کرنا تھا کہ دیو زادون نے تخت زمین پر رکھا بارہ ہزار جوانون کو اُتارا
نقابدار نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا واے نابکاران بدرغا منم نقابدار
زرین پوش بارہ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار زرین پوش جنگ رستا خیز رہے
ہین سب نے وہ تیرون کی بوچھار کی کہ ایک چشم زدن مین کئی ہزار ساحر مار گرا دیے
ساحر چاہتے ہین بھاگ کر نکلجاوین اپنی جان بچاوین مگر نقابدار ایسطور سے لڑ رہا ہو
کہ گھبرا اُٹھے ہوسے ہو ہر طرف سے تیرون کی بوچھار کر رہا ہو نیزہ ہاتھ مین جو ساحر سامنے

آیا ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا ساحرون کو کچھ بن نہین پڑتا نہ بھاگ سکتے ہین مجبور و
ناچار معروف جنگ ہین مگر اپنی زیست سے تنگ ہین مستورہ جادو تخت پر سوار
ہوا اُسنے بھی دیکھا کہ نقابدار زرین پوش آگیا اور زمین کو ہلا دیا ہزارہا ساحر مارا گیا ہو
مستورہ ساحرون کو آواز دے رہی ہو کہ صاحبو جنگ مین کمی نہ کرنا اگر مین قتل ہوئی تو
مسلمان قبضہ کرلین گے سلطنت تمھارے خاندان سے نکل جائیگی مستورہ یہ غل مچا رہی ہو
اور ساحرون کو ترغیب دیتی ہو اور کہتی ہو صاحبو اگر نقابدار آگیا تو کیا حقیقت ہو کل
بارہ ہزار جوان سے آیا ہو تم لوگ سات لاکھ ہو اگر بلوہ کردو۔ خوب جمکر لڑو تو دم بھر مین
سب کو مار لو یارو خیال تو کرو کہ سامری و جمشید تم پر کیسے مہربان تھے کہ یہ سلطنتین دیگئے
اور تم نہین سنبھال سکتے دنیا کا یہی رنگ ہو کبھی شادی کبھی وقت جنگ ہو بڑے بڑے
شاہان اولوالعظم پیوند خاک ہوے کچھ بھی نہ کر سکے حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے
گئے سکندر ایسا بادشاہ کہ بر و بحر تسخیر کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا آخر ناچار
ہو کر فنا ہوا اب اُسکی قبر کا بھی نشان نہین ملتا سچ ہو بقول شاعر ع یہ جتنے سب خاک کے
تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر۔ اب اُنہین سے کوئی بادشاہ نہین سامری و جمشید نے ایسی
خدائی کی کہ جسکی آجتک رونق باقی ہو ہان یارو جمکر لڑو طلسم کشا کو مار لو صاف صاف
مرقوم ہو کہ اگر یہ طلسم کشا مارا جائے تو ہزار برس تک پھر طلسم پر زوال نہ آئے لیکن
اب زمانہ قریب ہو دیکھین کیا ہو شاید فتح حاصل ہو مستورہ نے جو طعن و تشنیع دی
سب ساحر بلوہ کرکے امیر پر چلے امیر نے دیکھا کہ نقابدار بھی گھر گیا اور اُسکے بارہ ہزار
جوان اسطرح بیکار ہوے کہ مرکب اُنکے بدلگامیان کر رہے ہین تلوارین بے آب ہین
اور ہر طرف یہی غلغلہ ہو کہ طلسم کشا کو پکڑ لو مگر صاحبقران اسطور سے لڑ رہے ہین کہ
کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا ساحر دور سے چلتے ہین مگر جب قریب پہونچتے ہین تو عکس
لوح سے نابینا ہوتے ہین جہان امیر نے لوح کو جنبش دی عکس سے اُسکے ساحرون کے
جو پلٹتے ہین ساحر لوح کی چمک سے پیچھے ہٹتے ہین اب صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ کل
ساحرون نے بلوہ کیا ہو نقابدار کے ملازمون پر بھی اسطور سے قبضہ کرلیا ہو کہ بیہوش

سنکے پراگندہ ہوگئیں امیر نے بیقراری میں پھر دعا کی پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم و رب سمیع و علیم
رحم اپنا شریک کر امیر نے جو بیتاب ہو کر دعا کی صدا اسکے گرد اُڑی دیکھا مخفی تاجدار تخت
زرین پر سوار ایک لاکھ ساحر ساتھ طلسم ہائے زرین کے پھریرے کھلے ہوئے جیغہ
فقرات الٰہی و نصرت سلاطین پناہی مرقوم آمد فوج کی معلوم مخفی نے جو دیکھا کہ مستورہ
فوج کو اشارہ کر رہی ہے اور صاحبقران مصروف جنگ ہیں مگر کثرت فوج سے اپنی زندگی
سے تنگ ہیں ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں کہ اپنے کو تا بہ مستورہ پہونچاؤں مگر راہ بند ہی
رہتی ہیں بند ہی ہیں اگر ایک ساحر کو ہٹاتے ہیں تو دس آجاتے ہیں مخفی نے وہیں سے
نعرہ کیا کہ باش اے مستورہ نمک حرام اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑونگا بڑے بڑے جبر
تیرے اُٹھائے عمر بھر اپنا پاس تھی تو نے بڑا ستم کیا جسنے تجکو اختیار دیا تو نے سلطنت پر
قبضہ کر لیا اب مقام پر قید کیا کہ سوا اسکے طلسم کشا کے کسیکی مجال نہ تھی کہ اُس مقام پر
پہونچے سوا اسکے طلسم کشا کے کون ہمکو رہا کر سکتا تو نے قدرت پروردگار کی دیکھا کہ میں
کسطرح رہا ہوا اور تو قتل نہ کر سکی یہ کہکر سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی اسطرح آگ
برسائی کہ ہزاروں ساحر جلنے لگے مخفی تاجدار نے آتے ہی اسطرح کا سحر کیا کہ ہزاروں ساحر
مارے گئے امیر نے دیکھا اب لاشے بھی ساحروں کے پڑے ہیں اور پھڑک رہے ہیں
مخفی تاجدار نے جست کر کے اپنے کو قریب صاحبقران کے پہونچایا عرض کی اے شہریار
غلام حاضر ہے جو حکم ہو وہ بجا لاؤں اگر مستورہ زندہ گرفتار ہوتی تو بڑا مطلب حاصل
ہوتا صاحبقران نے فرمایا بہت مشکل ہے کہ مستورہ زندہ گرفتار ہو سات لاکھ ساحر بھی
لڑ رہے ہیں جنگ میں مصروف ہیں سب یہی چاہتے ہیں کہ مستورہ کو بچائیں اور ہم کو
گرفتار کریں مخفی نے عرض کی اب حضور کو کون گرفتار کر سکتا ہے مگر افقا دار زرین پوش
نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار مصروف مدد صاحبقران ہے گھوڑا اٹھا کر ایک جانب نکل گیا
مگر سبھوں کو پامال کرتا ہوا گیا جسطرف سے نکلا لاشوں کے انبار کر دیے مخفی تاجدار
نے مارے گولوں کے پروں کو درہم برہم کر دیا لاکھوں جادوگر پامال ہوئے مبتلائے
رنج و ملال ہوئے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے چلے لیکن دو دو سے

کیا دیکھا کہ مستورہ نے ایک پہلوان کو بلایا اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لے اُس پہلوان نے گینڈا اپنا بڑھایا یہ کہکر چلا کہ اے شہنشاہ طلسم آپ نے مجھکو اول کیون نہ طلب کیا مین حمزہ کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا للکارا کہ او حمزہ تجھکو بڑا غرور ہی میرے مقابلے مین تو آ صاحبقران اشقر بڑھا کر سامنے آئے اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم اضطراب غارہ شکن بڑے بڑے پہلوان مین نے مارے میرے ہاتھ سے نہین بچے مین ہو نذر کرونگا تجھسے بجرأت لڑونگا یہ کہکے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اضطراب کا توڑ ڈالا جب نیزہ ٹوٹا تو اضطراب بیقرار ہوا تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے امیر نے سپر گرشاسپ پر روکے ہر وار کو اُسکے رد کر رہے ہین تخت مستورہ قریب ہی مستورہ ہر مرتبہ ترغیب دیتی ہی کہ اے اضطراب نہ گھبرانا مین تیری مدد کو موجود ہون ہرچند مخفی تاجدار نے آتے ہی تمام میدان لاشون سے بھر دیا ہی مگر اب بھی پانچ لاکھ ساحر لڑ رہا ہی حمزہ کو گرفتار کرلے خبردار تامل نہ کرنا بڑے لطف سے لڑ رہا ہی مگر اضطراب جبکہ ہاتھ مارتا ہی صاحبقران سپر گرشاسپ پر روکتے ہین تلوار اُچٹ جاتی ہی آخر گھبرا کر چاہا لپٹ جاؤن کہ تلوار سے سپر نہین کٹتی شب فراق عاشقان ہی اسکا کٹنا دشوار ہی جب اضطراب نے چاہا امیر کو لپٹ جاؤن تو امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوائی قلم کیا اضطراب کو مارکر طرف مستورہ کے متوجہ ہوے مستورہ نے جو دیکھا کہ صاحبقران آگئے اب کدھر جاؤن سحر کرنے لگی صاحبقران لوح چمکا رہے ہین اپنے کو سحر سے بچا رہے ہین مخفی تاجدار نے جو دور سے دیکھا کہ امیر نے اضطراب کو مارا اب قتل مستورہ ہنگامہ ہو رہا ہی جست کرکے قریب آیا اور اسطرح کا سحر کیا کہ صحرا سے گرد اڑی کئی سو نازنینان مہ جبینان صحرا سے پیدا ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گاتی تھین اور مستورہ کو سناتی تھین

نظم

نام مشہور خاص و عام ہوا — عشق مین خوب میرا نام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا — ہجر مین کام ہی تمام ہوا
شور محشر بپا نہین قاتل — لاش پر میری ازدحام ہوا

پختہ مغز و نیپ تہمت ای ناصح — آپ کو کیا خیال خام ہوا
بیٹے رو یا ہیں بوسۂ رخ و زلف — دیکھنا وصل صبح و شام ہوا
خط غلامی کا لیجیے صاحب — بوسہ خط پہ تین غلام ہوا
نہ رہی آرزو سے خلد برین — جب سے در پر ترے مقام ہوا
ہے فصاحت پہ آپ کی صلوات — لگا لیا ان آپ کا کلام ہوا
چونک اُٹھے خفتگان خواب عدم — جب خرامان وہ خوشخرام ہوا
آئے خط سیہ ہین موے سفید — عاقبت موت کا پیام ہوا
دختر رز کا حکم حرمت ہی — رکا پینا نہیں حرام ہوا
ہجر مین دم نکل گیا رعنا — لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

اُن نازنینان سہ جبین نے یہ اشعار جو مستورہ کو سُنائے مستورہ نے کی اور رحم کرنا
بھولی صاحبقران نے دست حق پرست اُٹھایا اِس کن سے ہاتھ مارا کہ مستورہ کے
دو ٹکڑے ہو سے مرنا مستورہ کا اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی
بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مستورہ جادو بود سامنے ایک مکان دیکھا
سب کو تسخیر کر کے صاحبقران مرکب سے اُترے جب قریب اُس مکان کے پہونچے
تو رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی درد رسیدہ رو رہا ہی اور پکارتا ہی کہ ای معین
و مددگار اب تو نوبت بجان و کار دبر استخوان ہون اگر دیر کیجیے گا تو غلام کو آپ زندہ
نہ پائیے گا صاحبقران نے پوچھا اِس قصر مین کون ہی کہ جسکی آواز سے دل بیقرار ہوتا ہی
ایک مرد بزرگ نے آکر عرض کی کہ حضور جسکی تلاش مین آئے ہین وہی پھٹکار رہا ہی
اندر مکان کے جائیے شاہور تاجدار کو چھڑائیے صاحبقران اُس مقام کے اندر
گئے دیکھا ایک جوان ماہ رخسار جیتاب و بیقرار تڑپ رہا ہی کبھی زنجیر ہین ہلاتا ہی امیر
نے قریب آکر فرمایا کہ ای شاہور کیون اِسقدر بیقرار ہو شاہور نے امیر کے قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی آپ کے تصدق سے رہائی پائی مگر ایک امر کا امیدوار ہون اُس کو
سماعت فرمائیے جب غلام یہان آکر قید ہوا تو ایک ساحرہ سیاہ فام رات کو یہان آتی

تھی مجھکو حیران کرتی طالب وصل ہوتی تھی مگر مین نے اُسکو قبول نہین کیا آج تیسرا دن ہو کہ
شب کو ایک معشوق خوبرو چشم آہو مشکین گیسو نگاہ جادو خال ہندو کیا اُسکی چشم کی تعریف
بیان کرون بقول قمر نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان	حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ معشوق عالم مین تھی سرفراز	خبردار علم نشیب و فراز
دہن اُسکا تھا غنچۂ دلبری +	کہ باتون مین شوخی شرارت بھری +
قد یار تھا یا کہ سرو سہی +	نزاکت ہر اک عضو مین تھی بھری

غلام دیکھتے ہی بیقرار ہوا منتین کرنے لگا کہ اے ملکۂ عالم جمشید جاؤ مین ایک [illegible] اد بخور ر
دیکھ لون کہ طبیعت کو تسکین ہو اُس محبوب نے سنکر کہا کہ اے شاہور تاجدار پروردگار
کا شکر کر کہ زمانہ تمھاری رہائی کا قریب آگیا صاحبقران ڈھونڈتے ہوئے آستانہ مین تک قید
سے رہا کرینگے مین بھی مدت سے تیری خواہان تھی مستورہ کی بیٹی ہون کہ جو شہزادی تھا
کہ ساحرون کے منھ سے بو سے جو آتی ہو پس اے شہریار جبتک اُس معشوقہ کو نہ دیکھو گا
رہائی بیکار ہو صاحبقران نے طیقور جادوگر نائب سے جو رہ تھا اُس سے حکم لیا کہ
بیٹی مستورہ کی شیدا نے گلبیرین کہان ہو طیقور نے کہا یہ قصر جو سامنے ہو اسی مین
رہتی ہو مگر اسقدر نازک مزاج ہو کہ کبھی ہوا کے جلسے مین نہین بیٹھی سامری و جمشید کو
سجدہ نہین کیا کہتی تھی کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے انسان تھے یہ کیا فتنہ
کیا کہ مکارون نے دعوی خدائی کر لیا بقول مسلمانان خدا وہ ہو کہ جسکو کوئی دیکھ نہ سکے
صاحبقران نے شاہور کو ساتھ لیا اور دولت شیدا پر آئے فرمایا کہ اے شاہور جاؤ
جا کر معشوقہ سے ملو شیدا کو جو خبر ہوئی کہ طلسم کشا تشریف لائے ہین اپنے مقام سے
اُٹھی صاحبقران کو آکر سلام کیا امیر نے شاہور کو سامنے کر دیا فرمایا اے شیدا یہ تم پر
مائل ہو ہم تمھارا اسکا عقد کرینگے شیدا نے شرما کر سر جھکا لیا اشارے سے کہا اے شاہور
سامنے صاحبقران کے بے ادبی نہ کر تاہم خود تم پر مائل ہین غرض صاحبقران زمان نے
تہنیت تاجدار کو ملایا باپ سے بیٹے کو ملایا تہنیت صاحبقران کو دعائین دیتا تھا

کہ آپ کے تصدق سے اپنے فرزند کو پایا امیر نے فرمایا اب اسکے عقد کی تیاری کرو کل
ہم جاوینگے نہیں معلوم لشکر کس مقام پر فروکش ہو خوف یہ ہو کہ ایسا نہ ہو قیلاب طبل جنگی
بجوا دے تو کون جواب دیگا تہنیت تاجدار نے سامان عقد مہیا کیا شب کو امیر شاہور
کو دولھا بنا کر لے گئے مکان پر شیدا کے سامان عقد ہوا جب قاضی بلاے گئے تو خواجہ
نے جا کر قاضی کو بیہوش کیا قاضی کی شکل بنکر آئے شاہور کا عقد پڑھا لڑکے لڑکیاں جن
دوسرے دن امیر نے طرف قلعے کے کوچ کیا مگر بعد جانے صاحبقران کے قیلاب نے
طبل جنگی بجوایا سکان و اخنش و لقشب کو زخمی کیا اور چند ساحر مارے گئے قیلاب کا
زور و شور دو ہر روز میدان میں آتا ہو بہ تیغ و فیروزی پلٹ جاتا ہو چار دن برابر فتح نصیب
ہوتی رہتا ہو یا دو وہ بادشاہ حمزہ کو للکار نے گیا اب انکا زندہ آنا دشوار ہو سب کو یونہی
قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تین دن کی مہلت دیتا ہون تین دن تامل کرکے
تیسرے دن طبل جنگی بجوا کر میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ او فرزند خدا پرستان
وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یا آ کر اطاعت کرے آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ کسکو میدان مین بھیجین وزیر اعظم واسطے
شیخ و ستے گیا ہوا ہو منظور انکو یہ ہو کہ خدمت مین شاہ کی رہون اب یہان کوئی ایسا نہین
کہ مقابلہ قیلاب مین نکلے گا چند ساحر اسے مقابلہ نکلے مگر وہ زخمی ہوے یا ہاتھ سے قیلاب
کے مارے گئے اہل اسلام نے ناچار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ او پروردگار تیرا ارشاد
فیض بنیاد ہوا سی پہ دل کو تقویت ہو تیرے بندون کی عجب کیفیت ہو تو مدد کرے۔ **نظم**

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا بندہ وا نم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

بلکہ جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ہوا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ
زلزلہ آفات ثانی سلیمان پشت مرکب پر سوار تخت پر تہنیت تاجدار مع شاہور ایک
زمانے کے ساتھ ہو ناظر بچکا نے اہتمام سواری کرتے ہوے خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے مگر امیر نے جو دور سے دیکھا کہ اہل لشکر ہمارے بیتاب و بیقرار ہین قیلاب

بڑی آفت برپا کی ہو میدان مین بلبلا رہا ہو کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا آج یون نہ بلٹونگا صاحبقران نے وہین سے مرکب بڑھایا مقابل قیلاب مین پہونچے قیلاب نے بہت سحر کیے کہ صاحبقران کو روکون مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب قیلاب پہونچ گئے قیلاب نے ہاتھ مارا امیر نے رد کر کے اسم اعظم الٰہی پڑھکر ہاتھ مارا قیلاب نے سپر سحر کو اٹھادیا تیغہ دست زبردست صاحبقران سے جو تڑپ کر گرا اول سپر کے دو ٹکڑے ہوے قیلاب نے چاہا اپنے کو گرا دون مگر تلوار جو چمک کر آئی سراسر سر کو کاٹا اور سر کو کاٹ کرتا بجگرگاہ پہونچی لاشۂ قیلاب زمین پر گرا فوج نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ پایا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے امیر گھوڑا بڑھا کر مع لشکر کفار پر آئے شاہپور کو اشارہ کیا تہنیت تاجدار و شاہپور تاجدار فوج کو لیکر آپڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی مگر قیلاب کا بھائی سیلاب چابک سوار فوج کو لڑا رہا ہو چاہتا ہو کہ شاید لڑائی فتح ہو جائے تو مین حاکم ہونگا مگر فوج دلدہی نہین کرتی اہل اسلام کی تلوار سے کل عاجز ہین بھاگے پھرتے ہین لیکن صاحبقران جنگ کرتے ہوے قلب فوج مین پہونچے اُدھر سے علمدار فیلسوار علم کو کھولے ہوے ترغیب جنگ دیتا ہوا آتا تھا اُسنے جو صاحبقران کو دیکھا ہاتھی بڑھایا امیر نے جواشقر کو گدگدایا دونون مقابل ہوے مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر اسطرح کا وار کیا کہ مع علم و علمدار و مع ہاتھی کاٹ کے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا علم فوج گرا لشکر مین بھگدڑ پڑگئی سیلاب ہر چند غل مچاتا ہو کہ یارو تمکو مناسب ہو کہ جمکر لڑو ایسا نہ ہو کہ صاحبقران ہمارے قبضے سے نکلجائین ابھی ممکن ہو دلدہی کرو صاحبقران کو گرفتار کرو مگر صاحبقران زمان خوب سنبھلے ہوے لڑ رہے ہین جو پہلوان قریب آیا واصل جہنم ہوا اگر اُسنے للکارا تو صاحبقران فوراً اجا پڑے اسطرح امیر لڑ رہے ہین کہ ہر طرف سے صدائے الامان آرہی ہو سیلاب نے جب دیکھا کہ تھوڑے عرصے مین شکست فاش ہوجائیگی اور بھاگنے کی تلاش ہوگی سیلاب نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب دیا سیلاب نے عرض کی کیون شہریار اب کیا حکم ہوتا ہو جو حکم ہو وہ بجا لاؤن صاحبقران نے فرمایا

تمہین اختیار ہے تب سیلاب نے عرض کی کہ غلام اطاعت کرتا ہے یہ کہکر قدمون کو بوسہ دیا
صاحبقران نے گلے سے لگا لیا سیلاب نے کل فوج کو منع کیا کہ خبردار اب مین نے اطاعت
کی کوئی مقابلہ نہ کرے اور غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھے سب نے بخوشی تمام اطاعت کی
اسلام بصدق دل قبول کی باجے وغیرہ موقوف ہوے صاحبقران بہ فتح و فیروزی داخل
ار بند مفتوح ہوے بہت کچھ مال وغیرہ دستیاب ہوا کئی لاکھ ساحر مسلمان ہوے پھر مال
وغیرہ نکلوا کر صاحبقران نے حکم دیا کہ کل تیاری کرو ہم طرف طلسم کے کوچ کرینگے رات بھر
تیاری رہی صبح کو صاحبقران سوار ہوے مع جملہ ساحران مذکور طرف طلسم کے کوچ کیا
منزل بمنزل جاتے ہین مگر ہرکارون نے یہ خبر ہنگام پردبار کو پہونچائی کہ آگے سعد
بن قباد اور پیچھے اُنکے صاحبقران زمان طلسم پر آتے ہین ہنگام پردبار نے یہ خبر سنتے ہی
دربار مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہے کہ جاکر صاحبقران کو روکے یہانتک نہ آنے دے
برق بار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار غلام جاکر صاحبقران کو روک دیگا
یہانتک نہ آنے دیگا ہنگام نے اجازت دی مگر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد جو منزل درمنزل
آتے تھے راہ مین شاہزادیون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو قیدخانہ راہ مین ہے پہلے
اُسی مقام پر جنگ پڑے کیا عجب ہے کہ قیدیان زندان مصیبت رہائی پاوین بادشاہ نے
فرمایا اُسی طرف لشکر پھیرو لشکر پھیرا ایک صحرا مین آکر لشکر صاحبقران اُترا بادشاہ جمجاہ
اُترے ہوے ہین صحراے فرح خیز جو پسند آیا میثاق سے فرمایا اے وزیر اعظم مین ذرا
شکار کھیل آؤن تو پلٹ کر آتا ہون مگر مین جبتک نہ آؤن یہان سے کوچ نہ ہووے
یہ فرما کر صبح کو فیروزہ کو ہمراہ لیا پراسے شکار چلے میثاق انتظام لشکر مین مصروف
ہو مگر بادشاہ جو شکارگاہ مین آئے ایک آہو کے تعاقب مین مرکب ڈالا ساتھ والون
سے جدا ہوے ایک مقام پر آکے آہو کو مارا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب لگانے
لگے ایک قزاق موسوم بہ رفیع صحرانورد نے کہ بالاے کوہ سے دیکھ رہا تھا ایک
قزاق کو اشارہ کیا وہ جوان جو زیر نخل بیٹھا ہے اُسکا مرکب لاؤ اور اسباب بھی بہت
کچھ پہنے ہے خبردار مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا وہ جوان گھوڑے پر سوار ہو کے چلا جب

قریب سعد پہونچا تو کہا کہ ای جوان ہمارے آقا کو تیرے حال پر رحم آیا ہو مگر مرکب اور اسباب
مانگتا ہو سعد نے فرمایا بڑا رحم کیا کہ جان نہین مانگی کیون ای برادر تم بھی سپاہی ہو ہم جو گھوڑا
اپنا حوالے کر دین تو پھر ہم کاہے پر سوار ہوکے جاوین جوان نے کہا ان ولیلون کو مجھے
حکم نہین دیا ہو فقط فرمایا ہو کہ مرکب اور سلاح لے آؤ سعد نے کہا ہم تو نہ دینگے اس جوان نے
کہا افسر نے ہمارے جان بخشی کی ہو ایسا نہ ہو کہ ہمارا ہاتھ چل جائے سعد نے فرمایا ہم اسی
کے مشتاق ہین کر دیکھے لو شاید ہمارا ابھی کچھ ہاتھ پاؤن ہلے کچھ ہو سکے شاید بچ جاوین
بس اس جوان نے نیزہ ہلا کر گھوڑا بڑھایا چاہا کہ یون ہی نیزے پر اٹھا لون جیسے ہی
نیزہ مارا سعد نے سنان بچا کر نیزہ توڑ ڈالا قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی تھام کر ہاتھ مار دیا کہ قزاق کے دو ٹکڑے ہوے مار کر قزاق کو بادشاہ کباب
لگانے لگے رفیع صحرا النورد نے جو کوہ سے دیکھا گھبرا گیا بڑا غصہ آیا کانپتا ہوا گینڈے پر
سوار ہوا بارہ ہزار جوان جو اسکے بیٹھے تھے انھون نے کہا ای افسر ہم جاوین کہیے
سر لائین کہیے زندہ گرفتار کر لائین قزاق نے کہا مین خود سزا دونگا مجھکو بہت ناگوار
گذرا اسنے میرے حکم کے خلاف کیا مین نے تو قزاق سے کہدیا تھا کہ جان بخشی کرنا
مگر وہ آمادۂ مرگ و ہبای قضا ہو ابھی جا کر سر لاتا ہون تم لوگ یہین رہو تم مین سے کوئی
نہ آئے یہ تو اسکو یقین ہو کہ افسر ایسا بہادر ہو کہ خود ہی آیا ایسا نہ ہو کہ بودہ سمجھے اس طرح
کے لاف و گزاف کر کے گینڈے پر سوار ہوا زنجیر سے کمر باندھی عربدہ کرتا ہوا سامنے
سعد کے آیا کہا گھوڑے پر سوار ہو جیے میرے مقابلے مین آیئے سعد گھوڑے پر
سوار ہوے رفیع صحرا النورد سے مقابلہ ہوا نیزہ اسکا نکالا رفیع نے ہاتھ تلوار کا مارا
بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا پھر بھر کی کشتی مین سعد نے رفیع صحرا النورد کو
زیر کیا رفیع صحرا النورد بصدق دل مسلمان ہوا جب اسکو ثابت ہوا کہ بادشاہ لشکر
اسلام ہین سب کو بلا کر کلمہ پڑھوایا کہا بالاے قلعہ تشریف لے چلیے رعایا کو بھی مسلمان
کیجیے بادشاہ بالاے کوہ آئے رفیع صحرا النورد نے جلسہ آراستہ کیا نازنینان مہ جبین
و زہرہ جبینان مہر تمکین حاضر ہوئین جام ارغوانی گردش مین آیا صداے نوشا نوش و

نوشانوش بلند ہوئی نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگین نظم

مبتلاے آتش رخسار ہو — طوطی خط مرغ آتش خوار ہو
زخم کھاکر جان دون دشوار ہو — آب حیوان آب تیغ یار ہو
یہ جھاڑی تیغ اگر تیری سے چلے — ایک دم مین پھر تو بیڑا پار ہو
زخم دامن دار ہر تن پر قبا — زخم سر سر پر مرے دستار ہو
عاشقون کا خون ہو سر پر چڑھا — یا کہ سرخ اُس ترک کی دستار ہو
کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ — مر کے بھی دو گز کفن درکار ہو
مین وہ عاصی ہون مرا زنار شک — غیرت تسبیح استغفار ہو
گنتے ہین عقد ثریا سب جسے — اُس قمر کا طرۂ دستار ہو
مدح کرتا ہو دہان زخم بھی — واہ کیا قاتل تری تلوار ہو
خواب مین بھی رہتی ہین آنکھین کھلی — اُسکا سطوت طالب دیدار ہو

عین گرمی صحبت ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا فیروزہ بتاتا ہی بادشاہ نے فرمایا بلالو رفیع نے پوچھا یہ عیار کون ہی بادشاہ نے فرمایا یہ عیار ہمارا یار وفادار ہی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہی فیروزہ سامنے آیا پشت بادشاہ پر آکر کھڑا ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ فیروزہ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام کچھ گائے بادشاہ نے حکم کیا کہ تمکو اختیار ہی فیروزہ نے بیٹھکر وہ تانین مارین کہ سب مبہوت ہو گئے تعریفین کرنے لگے تقاضاے کار دختر رفیع صحرا نورد ملکا کاکل کشا عنبرین مو بالاے بام بیٹھی تھی جمال سعد شہریار دیکھکر مبہوت ہو گئی کہتی تھی صاحبو تمنے دیکھا جیسا سردار ویسا عیار کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی دمبدم اُٹھ اُٹھکر سعد کو دیکھتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ حقیقت مین کیا حسین و جمیل ہین انتہا کے شکیل ہین انکا کیونکر آنا ہوا کنیزین بیان کر رہی ہین کہ براے شکار آئے باپ تمھارے لڑے مگر زیر ہوے آخر کو اُنکی اطاعت کی اسوجہ سے سامان دعوت کیا ہی باپ کو عرضی لکھی کہ اے والد تا مدار مین چاہتی ہون کہ شریک صحبت ہون رفیع صحرا نورد نے

یہ سنکر حکم دیا کہ ہماری صحبت ہی ابھی تخلیہ ہوا جاتا ہی رفیع نے اُسی وقت تخلیہ کرا یا سبکو
باہر کر دیا فقط بادشاہ اور فیروزہ اور رفیع صحبت مین رہگئے ملکہ نقاب ڈالکے محفل مین
آئین بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی تھیں بعد تھوڑی دیر کے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہی بادشاہ نے فرمایا مجھے سعد بن قباد کہتے ہین اس طرح کی باتین جو ملکہ
کاکل کشا نے بادشاہ سے کہین تو بادشاہ بھی مشتاق ہوے کہ جمال بے مثال دیکھا دو
کئی مرتبہ چپکے سے کہا کہ ملکہ نقاب چہرے سے ہٹا دو جمال بے مثال دکھا دو لیکن
ملکہ نے تامل کیا نقاب چہرے سے نہ اُٹھائی یکایک آسمان پر برق تپان ایک ساحر آیا
اُسنے نامہ رفیع کو دیا رفیع نے وہ نامہ پڑھا از طرف جمشید ثانی درج تھا کہ اے رفیع
قزاق منظور ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی ہو تم بھی اپنی فوج تیار کرو اور ہمراہ لیے مقابلہ
سعد بن قباد جاؤ رفیع نے وہ نامہ بادشاہ کو دکھایا کہا اس شہر یار مین جمشید ثانی کا
خراج گزار ہون لوٹ مار کا مجھکو اختیار ہی بادشاہ نے فرمایا جواب کیا لکھیگے یہ سنکر
فیروزہ نے کہا جواب لکھو کہ ہم خدمت مین حاضر ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ بجا لاوینگے
رفیع نے یہی جواب لکھدیا بعد جانے ساحر کے یہ صلاح ہوئی کہ رفیع بصورت اصلی
چلے و بادشاہ کی صورت تبدیل کرو شفیع جو بھائی رفیع کا ہی اُسکی صورت بنالو بادشاہ
نے کہا بلوہ کرونگا شاید ہو کہ رہائی اُنکی سب کی ہو جائے رفیع نے یہی کیا کہ آپ بصورت
اصلی و بادشاہ کو اپنے بھائی کی شکل بنایا بیٹی نے کہا مین بھی چلونگی اُسکو ایک مصاحب
کی شکل بناکر گھوڑے پر سوار کیا فیروزہ ایک شاطر کی شکل بنا طرف دربار جمشید کے
چلا جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی اول قاصد نے آکر عرضی رفیع کی پیش
کی جمشید خوش ہوگیا کہا لو اب رفیع آتا ہی وہ بادشاہ کو گرفتار کر لائیگا یہ ذکر تھا کہ اور
مصاحب آکر حاضر ہوے کہ خبر پہنچی رفیع آتا ہی مگر اُسکے ساتھ دو سوار ہین ایک
بھائی اُسکا اور ایک مصاحب ایک عیار ہی کہ رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے ہی جمشید
نے کچھ خیال نہ کیا دربارگاہ پر آکر رفیع اُترا مگر بادشاہ کو آگے کر لیا ملکہ کاکل کشا بھی
ہمراہ ہی اور یہی آرزو ہی کہ جب بادشاہ تلوار کھینچین تو مین بھی ساتھ بادشاہ کے لڑون

جب بادشاہ اندر داخل ہوے، تو جمشید کو چھینک آئی تاج سر سے گرا ندرا سنے فوراً تاج
اُٹھاکر سر پہ جمشید کے رکھا مگر جمشید کو ایک خوف ہوا اور فیروزہ پشت پہ جمشید کی
جا کھڑا ہوا اور رمال بابا نے لگا جمشید نے پوچھا اور رفیع اپنے بڑے بھائی سے بھی سائل ہوے
ہوا اسوقت میرا خود بخود دل دھڑکتا ہے ایک مقام پر کتاب میں لکھا دیکھا تھا کہ بادشا
جمجاہ سعد بن قباد اس بارگاہ میں آوینگے بادشاہ نے آنکھ ملا کر کہا کہیں یا خداوند
بادشاہ آئے وہ نوشتہ ٹھیک ہوا جمشید نے کہا جو احکام میرے باپ لکھ گئے وہ سب پورے
ہو رہے ہیں کسی حکم میں فرق نہیں پڑا آج بادشاہ ضرور اس بارگاہ میں آوینگے قید ہونگے
بلا شبہ بڑھیا ایک خرام اپنے مقام سے اُٹھا سامنے قصر تھا اسکا دروازہ کھول کے
آسمان پری و قریشہ مع چالیس سرداروں کے و دیگر ہمراہیان سعد بن قباد و بادشاہ طلسم
سابق و قبقاب فیلسوار و زوجہ اُسکی ملکہ سیمتن وغیرہ سب کو لاکر حاضر کیا ہر چند کہ بادشاہ
آسمان پری کو قید میں دیکھکر بہت ملول ہوے مگر فیروزہ نے اشارے سے منع کیا کہ
ابھی نعرہ نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے بغضب پکار کر آواز دی کیوں اے آسمان پری مجھکو تو
نہ قبول کریگی آسمان پری نے جھلا کر جواب دیا او مغرور و متکبر میں زوجۂ صاحبقران
ہوں بڑے لطف سے عقد ہوا میرا شوہر میری رہائی کو آتا ہے فرزند میرے لڑ رہے ہیں
تو اپنی جان کی خیر مانگ انشاء اللہ تعالیٰ اس طلسم کی عمر تمام ہوئی اب حال خدائی مجھکو
کھلے گا تو مجھکو نہیں قتل کر سکتا قریشہ نے مانگا نہ نو روبا یا مراد یہ تھی کہ اے مادر مہربان
گفتگو سخت نہ کیجیے دیکھیے جلاد طلب کر چکا آسمان پری نے کہا اے نور نظر آج وہ کشت و
خون ہوگا کہ لاشوں کے انبار ہو جاوینگے میں نے شب کو خواب دیکھا ہے کہ فرزند
میرا اس قصر میں آکر شمشیر زنی کریگا مگر رہائی ابھی ہماری تقدیر میں نہیں ہے جمشید نے جلاد
کو اشارہ کیا بس بادشاہ نے جو دیکھا کہ جلاد طرف آسمان پری کے چلا ضبط نہ ہوسکا قبضے
پہ ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم ⁂ بہار گلستان کارو
رجم ⁂ منم صف شکن تیغ زن پہلوان ⁂ نہال گلستان صاحبقران ⁂ رفیع قزاق نے
بھی تلوار کھینچی اور کاکل کشا نے بھی نیمچہ بلالی کھینچا جمشید نے جو نعرہ شاہ سنا اپنے

مقام سے اُٹھنے لگا فیروزہ نے دیکھا اگر یہ اُٹھیگا تو قیامت برپا کر دیگا اُٹھتے اُٹھتے جمشید
پر حباب مارا کہ جمشید بیہوش ہو کر گرا وزرا جمشید کے لڑنے لگے مگر اِن سب قیدیون نے
قیدین اپنی توڑ دین اور ہیراہیون کی زبانون سے سوزنین نکالین شاہزادیان جو چھوٹین
وہ جو کیئے کر آگ برسنے لگی ہزار ہا ساحر جلے مگر بادشاہ چاہتے ہین اپنے کو جسطرح ہو قریب
جمشید پہونچا دُون ایک ہاتھ تلوار کا مارون مگر وزرا روک رہے ہین ہر مرتبہ ساحر
تلوار کھینچکر سامنے آتے ہین ہاتھ سے بادشاہ کے مارے جاتے ہین مگر شبدیز کہ اسکو اپنے
سحر پر بڑا ناز ہے تلوار کھینچکر قریب شاہ آیا نعرہ کیا کہ او سعد شہریار تمھاری قضا میرے
ہاتھ سے تھی یہ کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر پر روکا لوح کو چمکایا لوح کا عکس شبدیز
پر جو پڑا آنکھین بند ہو گئین اسی حال مین تلوار پڑی کہ سر شبدیز چابک خرام کا زخمی
ہوا زخم کھا کر شبدیز سامنے سے ہٹا تینون وزیر جب بادشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے
تو شبدیز نے قریب آکر پکارا کہ یا خداوند اب بیہوش رہیے گا اُٹھیے ہم لوگ زخمی ہوئے
شبدیز نے جو یہ آواز دی ایک پتلہ زمین سے نکلا اُسنے جمشید کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا
جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا قصر ہفت رنگ مین تلوار چل رہی ہے صدا سے گیرودار
بلند کھا دو رو مسند تینون وزیرون کو زخمی دیکھا اپنے مقام سے اُٹھنا چاہا کہ جو کرون
فیروزہ ہان ہان کرکے قریب آیا پھر حباب مار دیا جمشید پھر گرا بیہوش ہو گیا فیروزہ
قریب بادشاہ کے آیا فرمایا اب نکل چلیے ملکہ یاسمن وغیرہ نے بھی یہی صلاح دی کہ اگر
جمشید اُٹھے گا تو قیامت برپا کریگا اسکو غنیمت جانیے کہ آپ جس ارادے سے آئے
وہ پورا ہوا اور جمشید کے نگہبان موجود ہین جبتک مرحلات طلسمی نہ ٹوٹین گے جبتک
زور اسکا کم نہ ہوگا یہ بیہوش نہین رہسکتا اسکو بڑے اختیار ہین بادشاہ یہ سُنکر باہر
نکلے مگر تیقاب و عیقتن یاسمن دلوحدار ان طلسم کو خونخوار تنگ پیشانی یہ
سب لوگ بادشاہ کے مرکب کو گھیرے ہوئے ہین آسمان پری و قریشہ اپنے سردارون کو
لیکر آگے بڑھ گئین یہان وزرا نے پیچھا نہ کیا آکر جمشید کو جگایا کہ یا خداوند اب اُٹھیے
بادشاہ قیدیون کو لیکر نکل گئے جمشید نے کہا ہین قیدیون کو نہ جانے دو شاہ وزرا نے

بہت رو کا کہ یا خداوند ہم قیدیون کو پکڑ لاوین گے اسوقت نہ جائیے مگر جمشید نے نہ مانا
بقرار رہنے کے اُٹھا قضا سے کار یہ لوگ ساحرون سے لڑتے بھڑتے ایک صحرا مین پہونچے
کہ وہان روداہہ تخار رفیع اور بادشاہ تو راستے چلے ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان
مع چالیس سردارون کے جا چکی تھین کیونکہ یہ سب لوگ آگے تھے اور کوشش تھی کہ اپنے
کو گلستان ارم مین پہونچائین کہ بادشاہ نے دیکھا ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ہزارہا طائر
زمزمہ سرائی کرتے ہوے تخت پر جمشید سوار نعرے کرتا ہوا آیا بادشاہ پر سحر کیے مگر بسبب
لوح محفوظ کے سحر نے تاثیر نہ کی شاہزادہ بہار بھی سحر دفع کر دیتی ہین خونخوار تنگ پیشانی
کہ بادشاہ نے اسکو لقب نامدار عنایت کیا ہے اب یہ خونخوار نامدار مشہور ہے اسنے ایسے ایسے
سحر دفع کیے کہ جمشید کو بہت شاق ہوا اور پکار کر آواز دی اے خونخوار تجھکو سر میدان
قتل کرونگا اسوقت تو اپنے حامی کے ساتھ ہو لیگا جب اُٹھائی تو دیکھا کہ آسمان پری
و قریشہ مع چالیس سردارون کے ایک ترا مین چلی جاتی ہین ایک طائر کو اشارہ کیا
وہ طائر اُڑتا ہوا پہونچا سرون پر سب کے چرخ مارا اسب کے پاؤن زمین نے تھامے
جمشید نے ہر چند چاہا کہ ہمراہیان بادشاہ کو گرفتار کرون مگر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ تو
اُڑ بڑھ کر نکل گئے مگر جمشید نے جا کر آسمان پری و قریشہ و چالیس سردارون کو پھر
گرفتار کیا اور لا کر قید کر دیا بادشاہ ان ہمراہیون کو ساتھ لیے ہوے لشکر ظفر اثر مین
آئے تین دن اُسی صحرا مین رہے چوتھے دن حکم دیا کہ اے میثاق و خونخوار نامدار تم
دونون منتظم لشکر قرار پاے ہو طرف طلسم کے نہ چلو بادشاہ اس فکر مین سوار ہوے
منظور ہو کہ طلسم مین داخل کرون شب کو بارگاہ مین بیٹھے ہین انجمن مشاورت منعقد ہے
صدا صحبت ہے [illegible] ہین کہ رونے کی آواز آئی دیکھا دیو تندرک گریان و نالان آکر پہونچا
بادشاہ نے کہا خیر تو ہے عرض کی حضور جب جمشید سحر کر کے پلٹا اور کچھ نہ ہوا تو اُسی گئے ہین
آسمان پری و قریشہ کو گرفتار کر لیا تا بہ گلستان ارم نہ پہونچ سکین بادشاہ نے آہ کا
نعرہ کیا فرمایا اے تندرک بخدا مجھکو اپنی گرفتاری شاق نہ تھی گرفتار ہونا جدہ و ماجدہ کا بہت
شاق ہو مگر ہر دو مددگار اُنکا مالک ہے میثاق نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جاے اگر ہو سکے

توانکو چھڑائے بادشاہ نے فرمایا ابھی تامل کرو جب ہم طلسم مین داخل کرین اسوقت تعین اختیار رہو ابھی انتظام لشکر مین فرق پڑیگا اس فکر و مصیبت مین بادشاہ طرف طلسم کے جاتے ہین جمشید ثانی نے آسمان پری و قریشہ کو لا کر قید خانے مین قید کیا مگر آسمان پری سے کلام نہین کرتا کہ جواب سخت ملیگا اب اِن کا ذکر وقت پر تحریر کیا جاوے گا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان داخلہ اِن دونون جوانون کا طلسم مین و دیگر حالات متعلقہ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ آئی ہو اب رنگ پر داستان

مرے ساقیا جلد لے تو خبر
کہ عالم مین ہو آجکل شور و شر

یہ دنیا سے فانی خرافات ہی
کہ ہر طرح تقلیع اوقات ہی

سکندر سا سلطان نریمان جشم
و دارای نیجاہ و فرخ شیم

کہ یہ مالک تخت اور تاج تھے
خدا کے سوا کس کے محتاج تھے

فلک نے دکھایا عجب ماجرا
کہ دارا کا جاہ و حشم مٹ گیا

سکندر ہوے مالک تخت و تاج
بر و بحر سے جسنے پایا خراج

یل پہلوان رستم زیجشم
کہ تھے زور مین فائق و محترم

کوئی انکا اسوقت ہمسر نہ تھا
کہ زورون مین اِنکے برابر نہ تھا

مگر کیا ہوے یہ شہ و پہلوان
دکھائین فلک نے یہ نیرنگیان

نشان قبر رستم کا پاتا نہین
کوئی حال انکا سناتا نہین

کہ کیا ہوگئے یہ جوان حسین
نشان اِن جوانون کا ملتا نہین

ہوے خاک سب استخوان بیدرنگ
دکھایا زمانے نے آفت کا رنگ

سکندر سا نوبیجاہ زوال اقتدار
ملا خاک مین مثل مشت غبار

فریدون فرخ شہ جم سہا تھا | عجب عدل و انصاف اُسنے کیا
کہ ضحاک ماران کو بھی مار کر | مٹایا زمانے کا سب شور و شر
نہ ظالم رہے اور نہ غافل رہے | نہ عالم رہے اور نہ جاہل رہے
مگر سب کو آخر ہوا اک دن فنا | لکھے داستان جلالت فزا

چہرہ غازیان شیر شکار و شہور شعاران میدان گیر و دلیر ان داستان شوکت بیان
کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شور شعاران جنگ آزما چنین می نگارند حال
دغا بہ اقتضاے کار بدیع الزمان نامدار قیلاب بن دود زنگی کو مار کر آئے بارگاہ
مین بیٹھے پکار کر کہا کہ آج میرے ہاتھ سے وہ شخص مارا گیا کہ جسکا غروبیہ باختر مین مثل
نہ تھا قاسم نے کہا او کشتی گیر کیا لاف و گزاف کرتا ہے ایسے ایسے نامرد سے میرے ہاتھ
سے بہت مارے گئے یہ غروبیہ باختر کی جنگ بہت طول کھینچے گی جب دادا جان
آوینگے تب فتح ہوگی بدیع الزمان نے جواب دیا اے فرزند مین تجھسے ذکر نہین کرتا اس
سخن مین کہا مگر قاسم جھلا کر بارگاہ سے اُٹھا باہر آکر اُمیہ سے کہا کہ اپنے آقا کو خبر کرے
کہ مین صحراے آتش فشان مین جاتا ہون کہنا کہ اگر دعوی جرات رکھتے ہو تو اُس
مقام پر آؤ سمجھا جائیگا اُمیہ نے جا کر بدیع الزمان سے کہا یہ بھی خبر سنکر اُٹھ کھڑے
ہوے گرمی مین طرف صحراے آتش فشان کے چلے مگر قاسم پہلے پہونچے تھے
تب دیکھا کہ سامنے مین بدیع الزمان کے یہ ہوئی غصہ تو انتہا کا ہے درختون کو قلم
کرنے لگے کہ آواز سم مرکب کی آئی پلٹ کر دیکھا بدیع الزمان آتے ہین بس نعرہ کیا کہ او
کشتی گیر بے دولت آج بے قتل کیے نہ چھوڑونگا بدیع الزمان کو بھی غصہ تھا قریب
قاسم آئے آپس مین تلوار چلنے لگی صحرا مین سناٹا ہے کوئی روکنے والا نہین بے خوف
لڑ رہے ہین جب دس بیس وار رد و قدح ہوے تو بدیع الزمان نے تلوار پر ہاتھ
ڈالدیا قاسم بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی بدیع الزمان حیران ہین کہ
خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ قاسم کو میرے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے تو بھائی صاحب
کو کیا منہ دکھاؤنگا مگر قاسم بے خوف لڑ رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ زیر کرون مگر بدیع الزمان کا

زیر ہونا کیسا بدیع الزمان بھی یہی چاہتے ہین کر قاسم کو زیر کرون مگر قاسم بھی ایسا
نہین ہو یہ زور و شور لڑ رہا ہو دن بھر اسی ہنگامے مین گذرا شام کو بدیع الزمان نے
کہا اے قاسم اب جنگ موقوف کرو صبح کو پھر لڑینگے قاسم نے کہا دب گئے بے زیر کیے
اب پیچھا نہ چھوڑونگا بدیع الزمان نے کہا بیٹا اسی ہوس مین رہ گئے قاسم نے نہ مانا
اور لڑنا موقوف نہ کیا یہ صحراے سنسان لق و دق میدان یہ دونون سرگرم رہتے
ہین مگر چہرے دونون کے مثل آفتاب کے روشن ہین قضاے کار ماہ جادو اور
مہر جادو دو دونون بہنین تخت پر سوار سیر کرتی ہوئی جاتی تھین سر جھکا کر جو دیکھا کہ یہ
دونون جوان کشتی لڑ رہے ہین ماہ نے کہا اے بہن مہر دیکھو اس صحراے دل افزا مین یہ
دونون جوان لڑ رہے ہین نہین معلوم یہ کون ہین مہر نے کہا سبز پوش اچھا جوان ہے اور
ماہ نے کہا گلگون پوش سے بہتر نہین گلگون پوش شوخ و شنگ و شوخ مزاج کا جوان
ہے مہر نے کہا مین تو سبز پوش کو لیتی ہون ماہ نے کہا مین نے گلگون پوش کو لیا مگر بہن
علحدہ علحدہ چلو ماہ جادو نے کڑک کر قاسم کو لیا مہر جادو نے بدیع الزمان کو لیا
دونون لیکر چلین علحدہ علحدہ جاتی ہین جبل اعلیٰ سے گذر کر قریب طلسم نوخیز کے
پہونچین ایک قصر سر راہ بنا ہوا تھا اُس مین ماہ جادو قاسم کو لیکر آئی خوش ہو
کر وصل حاصل کرون ایسا جوان حسین ملا ہو کر اسکے ساتھ چین کرونگی یہ سمجھا نگی
یہ سوچکر قاسم کو قصر مین لائی طالب وصل ہوئی قاسم نے جھلّا کر جواب دیا کہ او ملعونہ
کیا بیہودہ بکتی ہو اُدھر بدیع الزمان کو مہر جادو نے ایک پہاڑ پر اُتارا اور سوال
وصل کیا بدیع الزمان نے بھی انکار کیا مگر یہ دونون جوان جب انکار کرنے لگے
تو دونون انکو چھوڑ کر برائے سیر گئین یہ دونون جوان سو گئے عالم خواب مین ان
دونون نے خواجہ عمرو کو دیکھا کہ فرماتے ہین اے فرزندو یہ تکرار کیا ضرور ہے یہ خواب
دیکھکر دونون جوان جاگے جادوگرنیان جو آئین دم دیکر شراب پلائی اور شراب
پلا کر آمادۂ وصل ہوے گلا دبا کر دونون کو مار ا مار کر قاسم قصر سے نکلے بدیع الزمان
پہاڑ سے اُترے دونون سے صحرا مین ملاقات ہوئی قاسم نے للکارا کہ او کشتی گیر

بیا دولت ساحرہ کے ہاتھ سے کیونکر بچا مین نے اُس فاحشہ کو چیر کر پھینک دیا ہی
بدیع الزمان نے کہا وہ میرے ہاتھ سے ماری گئی قاسم نے کہا فریب کیا ہوگا یہ سُنکر
بدیع الزمان نے کہا فریبی تم ہو بعد تکرار آپس مین تلوار چلنے لگی قاسم نے جب ہاتھ
مار دیا تو بدیع الزمان نے جواب دیا دونون جوان لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
نقابدار گلگون پوش مع بارہ ہزار جوانون کے پیدا ہوا حسبت قاسم کا دم بھرتا ہوا
وہین سے للکارا کہ باش او کشتی گیر تو یہان کہان آیا آقاے نامدار اِسکو چھوڑ دیجیے
مین سمجھ لونگا قاسم نے کہا تم ہٹو مین ابھی اسکو اُٹھا سے لیتا ہون وہ شکست دون
کہ عمر بھر کو یاد کرے بدیع الزمان نے جواب دیا کہ او قاسم گھر بار چھوٹا اس غربت مین
ساتھ ہو کر کام کرین مگر گلگون پوش نے بدیع الزمان پر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
سر چرایا پھلہ تلوار کا سر پر قاسم کے پڑا گلگون پوش منتین کرنے لگا کہ آقاے نامدار
معاف فرمائیے قاسم نے کہا او ہوا خواہ یہ اتفاق ہی کہ نیچے پڑ گیا مگر جوان ایسے زخمونکو
کب مانتے ہین ایسے زخم اکثر سر پر آئے ہین کبھی خیال بھی نہین کیا گلگون پوش نے
قاسم سے باتین کرتے کرتے پھر ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ بدیع الزمان نے اپنے کو
بچایا مگر تلوار سر پر پڑی کہ اوچھا سا زخم آیا بدیع الزمان نے تلوار کھا کر ارادہ کیا کہ
گلگون پوش پہ جا پڑون گلگون پوش پیچھے ہٹا بدیع الزمان نے چاہا سمند گھوڑے
اِسے اُٹھالون قاسم نے نعرہ کیا کہ او کشتی گیر خبردار میرے ہوا خواہ پہ ہاتھ نہ ڈالنا
کہ دوسری طرف سے اور گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار جوانون سے پیدا
ہوا گلگون پوش نے للکارا کہ او مفلوک کہان جاتا ہی آقا کی زیارت کر لے یہ سُنکر
زمرد پوش بھی پلٹا بدیع الزمان کو سلام کیا سر سے جو خون بہتے ہوئے دیکھا بیقرار
ہو گیا کہا او شہریار یہ زخم کسکے ہاتھ سے آیا بدیع الزمان نے گلگون پوش کو بتایا
زمرد پوش پلٹا کہا او نالایق تو نے کچھ نہ خوف کیا مگر قاسم بھی زخمی ہین معلوم ہوتا ہی
تو ہی نے زخمی کیا گلگون پوش نے کہا تجھکو کیا زندہ چھوڑونگا یا تیرے قتل سے منہ
موڑونگا یہ کہکے دونون جوان لڑنے لگے تلوار جھنتاٹے کے ساتھ چل رہی ہی نہ رد

اسپر غالب آسکتا ہو نہ یہ اُسپر فتح پاتا ہو قضا سے کارکیوس نیزہ دار و دیوث مردار خونخوار اِس صحرا کے حاکم ہیں برائے شکار نکلے تھے انھوں نے دیکھا کہ نبیرۂ حمزہ آپس میں لڑ رہے ہیں دونوں بھائی آپڑے فوج کو اشارہ کیا کہ اِن سب کو مار لو گلگون پوش نے طرف زمرد پوش کے دیکھا کہا بھائی ہماری تمھاری لڑائی تو عمر بھر ختم نہ ہوگی دشمن سے جنگ کرو دونوں نقابدار کیوس و دیوث کی فوج پر گرے ہنگامہ ڈالدیا ایک سوار نے بڑھکر قاسم کو نیزہ مارا قاسم نے اُس سوار کا نیزہ توڑ کے اُسکو گھوڑے سے اُتار لیا اور جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے بدیع الزمان سے کہا اے عم نامدار اب دشمن سے لڑیے بدیع الزمان نے بھی ایک سوار کو مار کر اُسی مرکب پر سوار ہوے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در رزم و کین — توانم کشم آسمان بر زمین
ز تیغم پے ملک اسلام شد — کہ سر فتنہ باختر نام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن — بدیع الزمان گرد لشکر شکن

قاسم نے جو نعرۂ بدیع الزمان کی آواز سُنی فوراً بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زدم تیغ برابرو نیزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق زمین پروری — شہ سوار آل پوش خاوری

دیگر

مگر کیوس نے دیوث کو اشارہ کیا کہ تو پشت پر جا میں سامنے سے ٹوکتا ہوں یہ سنکر دیوث پشت پر آیا کیوس نے سامنے سے آکر ٹوکا یہ شیر بیشۂ رستم محترم مستعد فوراً جا چڑھے کیوس سے تلوار چلنے لگی پشت سے آکر دیوث نے قاسم کو زخمی کیا لیکن بدیع الزمان نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم کشتہ ہوتا ہے کیوس پر آپڑے للکارا کہ او نامرد بہادر کے ساتھ مکر کرتا ہے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا تیغ طلسم طہمورث دیو بند بہت زبردست شاہزادہ والا قدر نے تپ کے تیغہ گر اسپر کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی قاسم نے کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا اور آواز دی کہ وہ مارا بدیع الزمان کو دیوث نے

پشت سے آکر زخمی کیا قاسم نے للکارا کہ او نامرد مردان عالم سے تو آنکھ چار کر لپک کر ہاتھ پلارک کا مارا بدیع الزمان بھی زخمدار قاسم بھی زخم سے بیقرار مگر دیوث پر ہاتھ پڑا سپر کو کاٹ کر تلوار چلی تھی کہ بدیع الزمان نے بھی ہاتھ مار دیا کہ دیوث کے دو ٹکڑے ہوے قاسم نے کہا او کشتی گیر مردہ کُشی نہیں چھوڑتے بدیع الزمان نے کہا یہ تمھارا کام ہے قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان کا سر چو پارہ ہوگیا زخم کھا کر بدیع الزمان نے بھی ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر چو پارہ ہوگیا فوج کفار بے سردار ہوئی مگر قاسم نے دیکھا کہ سر سے خون بہت بہا ایسا نہ ہو کہ غش کھا کر گھوڑے سے گرون دونون ہاتھ گردن مین مرکب کی ڈالدیے مرکب عرق قاسم کو لے نکلا ایک طرف گھوڑا بدیع الزمان کو لے گیا اور ایک طرف قاسم کو لے نکلا تھا بہادرون نے جو دیکھا کہ بدیع و قاسم لڑتے لڑتے نکل گئے فوج کیوس اور دیوث کو شکست دی اور یہ بھی دونون جوان زخمدار تھے ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے گلگون پوش الگ گیا زمرد پوش ایک طرف چلا گیا اول حال قاسم عرض کرتا ہون کہ قاسم کو گھوڑا لیے ہوے ایک دشت ویران مین پہونچا یہ گھوڑے سے گرے مرکب دیر تک پاس کھڑا رہا جب دیکھا کہ سوار نہین اُٹھتا تو ناچار ہوکر ایک طرف چرا مین مصروف ہوا تقضاے کار ملکہ نسرین الماس پوش اس صحرا کی مالک ہو کنیزون نے خبر دی کہ آج اس صحرا مین ایک جوان زخمدار بیقرار و بیہوش پڑا ہو مگر آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری ایسا حسین ہو کہ تمام صحرا نور جمال سے منور ہو رہا ہو نسرین الماس پوش اُٹھی باغ سے نکلکر دیکھا کہ مرکب ایک طرف چرا کر رہا ہو اور زیر نخل ایک آفتاب چمک رہا ہو غرض نسرین نے آکر قریب سے قاسم کو دیکھا مائل ہوئی اُٹھوا کر اپنے باغ مین لائی لاکر زخمہ وزی کی جیبکر تلوے سہلانے لگی آرام جو پہونچا قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سرہانے بیٹھی ہوئی ہو شعلۂ جمال ملکہ نے قاسم کے قلب و جگر کو جلا دیا اُٹھ بیٹھے فرمایا اے مہ جبین تو نے مجھکو کیونکر پایا ملکہ نسرین الماس پوش نے مسکرا کر ان اشعار مین جواب دیا

نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا — روز بلبل کو خیال رُخِ صیاد رہا
کیا کہون ہجر مین داہبر وے کیا کیا گذری — رات بھر مشغلہ نالہ و فریاد رہا
راست بازی سے گرفتار علایق نہ ہوا — سرو سا مین چمن دہر مین آزاد رہا
جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا — اک نیا روز ستم او ستم ایجاد رہا
کاٹ ابرو کی کمان تیغ صفاہانی مین — برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا
لب معشوق ہوے کب نہ ترے تیر نظر — صورت تودہ مشک دل ناشاد رہا
زندگانی مین تو اغیار نہ تلک تھے سب یار — پر لحد مین مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا
فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا — اب نہ گلزار مین گلچین ہو نہ صیاد رہا

قاسم نے ہنسکر کہا اے شہنشاہ خوبان وا ے سرو باغ محبوبی مین بھی تمھاری شمع جمال کا پروانہ ہون اُٹھکر بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی کہا کیون ملکۂ عالم یہ نوبت نقارہ کون بجا رہا ہو ملکہ نے کہا اے شہریار اِس صحرا مین ایک مٹھ ہے اُس مین تصویر پتھر کی ہو بعد مہینہ بھر کے لوگ جمع ہوتے ہین اور پوجا پاٹ ملکر کرتے ہین سب طرف سے لوگ آتے ہین اب سب جمع ہونگے بعد دو دن کے میلہ ہوگا قاسم نے کہا ہم بھی میلہ دیکھنے جاوینگے لنسرین نے منع کیا کہ آپ کا جانا بہتر نہین قاسم نے کہا ہم ضرور جاوینگے ہر چند ملکہ نے منع کیا مگر قاسم نے نہ مانا پلا رک ٹیک کر آگے گھوڑے پر سوار ہوکر باغ سے نکلے گلنسرین الماس پوش جانے پر قاسم کے بہت بیقرار ہوئی ایک طاؤس پر سوار ہو کے بلند ہوئی سحر مین طاق یگانۂ آفاق ہو طلسم نوخیز کی خراج گزار ہو مگر یہ صحرا سے ویران مشہور ہو پتھر کا پتلہ اکثر باتین کرتا ہو اور حکم لگاتا ہو قاسم نے دیکھا گرد گنبد کے میلہ جمع ہو دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہو ایک تصویر سنگی بیچ مین بیٹھی ہو آنکھین چمک رہی ہین گرد میلہ جمع ہو ایک طرف دوکاندار شیرینی فروش دوسری جانب صراف تیسری سمت بزازہ چوتھی جانب جوہری بازار جواہر بیش قیمت کا انبار لگا ہوا ہو ہر سمت دلالون کی بول چال ایک طرف گلفروش بیٹھے ہین آوازین دے رہے ہین کہ پلنگ توڑ بیلا ہو کون البیلا ہو کہ ہار لیکر پہنے

غنچۂ دل شگفتہ کرے قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا سیر دیکھتے ہو۔۔۔ سامنے پہونچے اُس تصویر
سنگی نے آواز دی ای بندگان سن یہ جوان سرخ پوش یزدان پرست ہی اسکو فورا مار
ڈالیں یا باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم سزا دینگے تمام چیلے دوڑے قاسم پر ٹوٹ پڑے
قاسم بھی لڑنے لگے جب کئی سو جوان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور قاسم لڑتے
ہوئے طرف گنبد کے چلے تو تصویر سنگی نے جماہی لی ایک دھوان منھ سے نکلا اسقدر
دھوان بلند ہوا کہ قاسم اُس مین چھپ گئے اور تصویر سنگی اپنے مقام سے اُٹھی قاسم
کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑی ملکہ نسرین الماس پوش کہ آسمان سے یہ سب معرکہ
دیکھ رہی تھی پیچھے پیچھے چلی اُسی صحرا مین ایک باغ تھا درخت اُجاڑ ویران تصویر
سنگی وہان آکر اُتری قاسم کو سامنے بٹھا لیا نسرین نے آسمان سے دیکھا کہ ایک
ساحرہ سیاہ فام بد انجام ظاہر ہوئی قاسم سے سوال وصل کرنے لگی قاسم نے جواب
سخت دیا کہ او ملعونہ کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے تصور نکر اُس جادوگرنی نے
آواز دی کہ ارے حاضر ہو چند کنیزین آکر موجود ہوئین اشارہ کیا کہ قاسم کو باندھو
نخل سے باندھکر کنیزین ہٹین ساحرہ اُٹھی چاہا کوڑا قاسم کو مارے ورن نسرین نے جو
آسمان سے دیکھا قلب مضطر آگیا جی مین کہتی ہی مقام افسوس ہی کہ اس شہریار پر کوڑا
پڑے مگر ای نسرین نہین معلوم یہ ساحرہ کون ہی کہ اِس صحرا مین خدائی کرتی مگر کیا
کرون یہ سوچکر تاب نہ آئی آسمان سے نعرہ کیا کہ او بیحیا تو جو سوال وصل کرتی ہی بھلا
یہ جوان تیرے لایق ہی آفتاب عالمتاب حسینون مین لاجواب اُسپر تو عاشق ہوئی
ہی اپنی صورت تو دیکھ تو اِس لایق ہی کہ کنیزون مین بھی اسکے شامل نہ ہو اُس ساحرہ
نے جو ملکہ نسرین کو دیکھا منھ کھولکر جماہی لی کہ دھوان منھ سے نکلنے لگا نسرین جو
بلند ہوئی آسمان سے آکر پانی برسایا تب وہ دھوان رکا روشنی ہوئی نسرین نے
چاہا سے بھاگون مگر اُس جادوگرنی نے ایک مقراض جیب سے نکالی نسرین پر
کھینچ ماری نسرین نے اپنے کو بہت بچایا مگر نہ بچ سکی مقراض آکر پیشانی پر پڑی کہ شانہ
زخمی ہوا ملکہ نسرین نے اُس مقراض کو پیشانی سے نکالا خون اپنا لگا کر اُسی ساحرہ پر

کھینچ ماری اُس جادوگرنی نے ہرچند اپنے کو بچایا مگر کب بچ سکتی ہے آکر بیٹھے پہ پڑی کہ توڑ کر
پشت کو پار گذری مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ جلنے لگا طائر اُڑتے ہیں اور آوازیں
غائب ہو جاتے ہیں بعض اپنے کو آگ میں گراتے ہیں بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام ہی سنگین جادو بود مار کر سنگین کو قاسم کو ساتھ لیا نسرین نے کہا
اے شہریار آپ کے نام کے سب دشمن ہیں ایسا نہ ہو آپ کسی مقام پر گرفتار ہو جائیں
تو باعث خرابی ہے میں آپ کو طلسم نوخیز میں پہونچاؤنگی وہان جا کر شمشیرزنی کیجیے قاسم
باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں کہ ہوا سے گرد اُڑی واہمہ جادو مع چالیس ہزار ساحر کے
پیدا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ اے نسرین الماس پوش یہ جوان کون ہے مجھکو خداوند
نے حکم دیا ہے کہ جو مسلمان جس مقام پر ملے اُسکو فوراً پکڑ لاؤ میں اِسکو جانے نہ دونگا
یہ کہکر ساحروں کو اشارہ کیا کہ اِسکو پکڑ لو تمام جادوگر بلوہ کر کے طرف قاسم کے چلے
نسرین نے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا اُتارا اور گلے میں قاسم کے پہنا دیا کہا
اِن ساحران خام کا تو سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا قاسم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ قاسم
آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + جس ساحر کو ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے جب کئی سو ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور واہمہ نے
دیکھا کہ قاسم پر سحر تاثیر نہیں کرتا خاک قبر جمشید جھولی سے نکالی لڑتا ہوا قریب ملکہ
نسرین کے پہونچا خاک اُڑا دی نسرین بیہوش ہو کر گری اب جو قاسم پر سحر کیا تو
قاسم چلنے سے رُکے واہمہ نے چاہا جا کر گرفتار کروں قاسم نے دونوں ہاتھ
طرف آسمان کے اُٹھا کے پکار اُٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ہاتھ
سے اِس ساحر کے بچا لے قاسم نے جو بلک کر دعا کی نقابدار زرین پوش صحرا میں
شکار کھیل رہا تھا عیار نے عرض کی کہ حضور قاسم نوجوان ایک ساحر کے ہاتھ سے
قتل ہوا چاہتے ہیں نقابدار نے گھوڑا بڑھایا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ او بے خبردار یہ
نوجوان ہیں کہ کسی سحر کے ہیں نہیں رُکے تو چاہتا ہے کہ اِنکو قتل کرے تیری تو کیا
مجال ہے منم نقابدار زرین پوش یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری اور تاک کر تیر مارا

کر واہمہ کی پیشانی پر پڑا تو ڑگر گدی کو پار گذر رام نا واہمہ کا کہ نسرین کو ہوش آیا لقا بدا کی
طرف صحرا کے چلا گیا قاسم نے رہائی پائی لیکن لاشۂ واہمہ پڑا ہی ساحرون کا بلدوا ہو کہ
قاسم کو گرفتار کرلین اور قاسم پہ شوکت تمام معروف جنگ مین تھوڑے عرصے مین
کل فوج کو شکست دی ملکہ نے بھی سحر کیا دیوانہ وار وحشی مثال ہمراہیان واہمہ لاشۂ
واہمہ لیکر بھاگے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے جب میدان پاک ہوگیا کہ کوئی سامنے
نہ رہا تو نسرین الماس پوش نے کہا او شہریار چلیے آپ کے نہ ہونے سے باغ ویران
پڑا ہوگا یہ سُنکر قاسم ملکہ کے ساتھ ہوے کہ سامنے سے دیکھا ایک آہو صحرائی کرچیان
بھرتا ہوا آتا ہے قاسم نے جو اُس آہو کو دیکھا کہ نہایت تیار ہے قاسم نے اُسکا پیچھا کیا
ملکہ نے چاہا سحر کرون کہ آہو رُک جائے قاسم نے منع کیا کہ ملکہ جانور پر سحر نہ کرو مین اسکو
گھیر لونگا یہ کہکر مرکب بڑھایا آگے آگے آہو پیچھے اُسکے قاسم ملکہ ایک نخل کے سایے مین
ٹھہر گیین قاسم نے تین چار کوس پر جا کر اُس آہو کو صید کیا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب
لگانے لگے کہ پہلو سے صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے کہا مین آگ وغیرہ روشن کردون
قاسم تو عاجز ہو رہے تھے راضی ہو گئے اُس فقیر نے آگ وغیرہ درست کرکے کباب
لگائے نمک اپنے پاس سے ملایا قاسم نے جو کباب کھائے سر گردش کرنے لگا کہا او
شاہ صاحب اِن کبابون مین کیا تھا کہ سر پھرنے لگا فقیر نے پکار کر کہا باش او پسر حمزہ
مین تو تمھاری تلاش مین تھا نام کیمیا ہے تیز رفتار عیار سیماب ابلق سوار اِسی
فکر مین نکلا تھا عنایت خداوند سامری کہ زیادہ تکلیف نہ پڑی اِسی مقام پر تمکو پا گیا
سیماب بڑا کاہن زبردست ہے اُسنے کہا تھا کہ دس کوس سے زیادہ نہ جانا پڑیگا کہ نقش
مدعا ملجائیگا قاسم جھلا کر اُٹھے گر کر بیہوش ہوے کیمیا نے قاسم کا پشتارہ باندھا اور
لیکر چلا گھوڑا وہین چھوڑا بھاگا ہوا جاتا ہے کہ سامنے سے گرد اُڑی لقا بدار صبح پوش
شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے پکار کر آواز دی کہ او عیار مکار پشتارے مین تو
کسکو لیے جاتا ہے عیار نے چاہا نکلجاؤن مگر لقا بدار گھوڑا بڑھا کر آیا عیار کے سینے پر
نیزہ رکھدیا جان کے خوف سے اپنے گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا چادر ہٹتے ہی ایک

بجلی چمک گئی کہا او عیار پشتارہ رکھدے اپنی جان کو غنیمت جان طرف صحرا کے چلا جا
عیار نے ناچار ہوکر پشتارہ رکھدیا نقابدار نے قاسم کو اُٹھا کر پشت مرکب پر رکھ لیا
اور لیکر اپنے باغ مین آیا قاسم کو ہوشیار کیا قاسم کی جو آنکھ کھلی اپنے قریب ایک
معشوقہ آئینہ رخسار کو پایا پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہی اور وہ عیار کہان گیا کہ مجھکو گرفتار
کرکے لے گیا تھا ملکہ نے کہا وہ عیار بھاگ گیا مین نے تمھین چھین لیا پھر پوچھا کہ تمھارا
نام نامی کیا ہی اُس مہ جبین نے کہا مجھکو مرآت آئینہ نما کہتے ہین یہان سے قریب قلعہ
ہوشید اسے جادو باپ میرا ساحر زبردست ملازم جمشید ثانی اُسی قلعے مین رہتا ہی نامہ
جمشید کا آیا تھا کہ لشکرکشی کرکے برسر سعد شہریار جاؤ اور اُنھین رد کو غرضکہ باپ میرا
سامان لشکرکشی کر رہا ہی آجکے آٹھوین روز ہم سب جاوین گے تم بھی ملازم ہوکے چلنا
یقین ہی بادشاہ سے مقابلہ کرنا پڑے قاسم نے کہا مین ضرور بادشاہ سے مقابلہ کرونگا
مرآت نے کہا تم کون ہو قاسم نے کہا فضل تیغ زن میرا نام ہی مین اسی واسطے صحرا
مین پھر رہا تھا کہ اگر بادشاہ ملین تو اُنکو روکون تم اپنے باپ سے تقریب کرو کہ مجھکو بھی
ہمراہ لے چلین مین اُنھین زیر کرلونگا مرآت نے جا کر اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ایک
پہلوان آیا ہی فنون سپاہ گری مین طاق حسن رجرأت مین شہرۂ آفاق اور یہ مشہور ہی
کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہ کریگا یہ جوان بجرأت لڑیگا باپ نے اِسکے قبول کیا کہا لشکر تیار
ہو رہا ہی مین لشکر لیکر آؤنگا تم بھی اُسکو ساتھ لیکے چلنا مقابلہ کرائین گے حقیقت مین
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اسکو آنسے لڑوائین گے ملکہ نے آکر قاسم سے کہا قاسم نے
بھی قبول کیا چوتھے دن لشکر لیکر شیدا سے جادو سات ہزار سوار سے آکر شہر الکہ
قاسم کو گھوڑے پر سوار کرکے باہر لائین شیدا سے جادو نے جو دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال جری وبہادر مرکب پر سوار بہ شوکت تمام آیا بیٹی سے اشارہ کیا کہ اِسپر
سحر کردو کہ بروقت مقابلہ تامل نہ کرے اور بادشاہ پر جا پڑے مرآت نے قاسم کو
آئینہ دکھا دیا اور نقاب سُرخ چہرے پر ڈالدی اور ساتھ لیکر چلے تیسرے دن مقابلہ
بادشاہ مین پہونچے سعد بن قباد ایک صحرا مین فروکش تھے کہ شیدا سے جادو مقابلہ

ہین پہونچا بادشاہ نے جو خبر سُنی کہ شیدا سے جادو مقابلے مین آیا ہو اور ایک نقابدار ساتھ
ہو فیروزہ سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ نقابدار کون ہو فیروزہ بن عمرو صورت بدل کر لشکر
مین آیا ایک کنیز کی شکل بنکر بارگاہ مرآت مین آیا دیکھا قاسم مسند پہ بیٹھے ہین معشوق سے
باتین کر رہے ہین.. فیروزہ حیران ہوا ایک گوشے مین چھپا جب یہ دونون سو گئے تو فیروزہ
نے قاسم کو بیہوش کیا چاہا لیکر نکل جاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھل گئی للکار اکہ ارے تو کون ہو
فیروزہ جست کر کے بھاگا مرآت نے قاسم کو ہوشیار کیا کہا ہوشیار ایک عیار آپکے
لینے کو آیا تھا مین نے بچایا قاسم نے کہا وہی عیار ہوگا یہان بھی آگیا ہوگا ملکہ خاموش
ہو رہین قاسم صبح کو اُٹھکر دربار شیدا مین آئے شیدا نے پوچھا کہ شب کو کیا سحر گزرا
قاسم نے ذکر کیا کہ ایک عیار آیا تھا مجھکو لیے جاتا تھا مگر ملکہ نے اُسے بھگا دیا یہ سُنکے
شیدا نے آئینہ اُٹھایا قاسم سے کہا اس مین دیکھیے جو آپ کے چُرانے کو آیا ہوگا معلوم
ہو جائیگا قاسم نے جو آئینہ دیکھا معلوم ہوا کہ فیروزہ آیا تھا شیدا سے بیان کیا کہ ایک
عیار بادشاہ جمجاہ میرے چُرانے کو آیا مگر ملکہ نے بچا لیا اور آئینہ دیکھنے سے غصہ آیا فرمایا
بڑے تعجب کا مقام ہو سعد نے یہ کیا حرکت کی شاید جنگ سے عاجز ہین شیدا نے
طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قاسم نے مرکب نکالا اور آواز
دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے اشجار تاجدار فرزند اشجار تاجدار کو
اشارہ کیا اشجار مقابلہ قاسم مین آیا قاسم نے نیزہ نکالا جب نوبت تلوار کی پہونچی
تو قاسم نے اشجار کو زخمی کیا بعد اشجار کے عیوق نکلا وہ بھی ہاتھ سے قاسم کے زخمی
ہوا کئی سردار نکلے شام تک ہاتھ سے قاسم کے زخمی ہوے قاسم نے پھر دن رہے
مرکب پھیرا اور بہ ہیبت تمام پکار کر آواز دی کہ او سعد تم مقابلے مین نہ آئے کہ جرأت
کا مزہ ملتا سعد طبل بازگشت بجوا کر پلٹے مگر فیروزہ سے کہتے تھے کہ حقیقت مین یہ طرز
جنگ قاسم تھا کہ جو گیا وہ زخمی ہوا انشاء اللہ مین کل مقابلہ کرونگا اور اگر بن پڑیگا تو

لوح محفوظ بھی چھپا نہ سکیگا کہ شاید وام سحر مین ہو تو ہوش مین آجائے ہرچند کہ آتش خود اور
شعلہ مزاج ہو مگر میرا پاس ضرور کریگا بادشاہ آکر بیٹھے ہین کہ پھر صدائے طبل جنگی لشکر شیر
سے آئی یہان بھی طبل جنگی بجا مگر فیروزہ بن عمرو ایک گویئے کی شکل بنکر لشکر مین آیا ایک
مقام پر بیٹھکر گانے لگا مرآت اُدھر سے آتی تھی اُسنے جو گانا سُنا فیروزہ کا کنیزون سے
اشارہ کیا کہ اِس گانے والے کو لیتی آؤ یقین ہو ہمارا پہلوان گاتا اِسکا سُنکر بہت خوش
ہوگا کنیزون نے آکر فیروزہ سے کہا کہ میان گانے والے چلو تمکو ہماری مالک نے
بُلایا ہو فیروزہ ساتھ ہوا جب باغ مین آیا دیکھا قاسم بدون نقاب بارگاہ مرآت
مین بیٹھے ہین ایک طرف مرآت خوشی مین بیٹھی ہو فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اعلیٰ
اعلیٰ مراتب رہین یہ غلام بہت سے کمال جانتا ہو اول یہ کہ گانا سُنئیے کبھی ایسا گانا نہ سُنا
ہوگا مرآت نے کہا گانا تمہارا ہمنے سُنا حقیقت مین خوب گاتے ہو اور کمال ظاہر کرو
فیروزہ نے کہا مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے گا یہ کہکر اُٹھا شراب کو خراب کیا اُٹھ
پانؤن مین گھنگرو باندھکر گت ناچا شراب کو سر پر رکھکر اول سامنے مرآت کے آیا
مرآت نے جام پیا دوسرا جام فیروزہ نے قاسم کو دیا قاسم بھی پی گئے ساری محفل کو
فیروزہ نے شراب پلائی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوئے سب کو بیہوش کرکے
قاسم کا پشتارہ باندھا فیروزہ نے نکلا جب کنارے پر آیا تو سوچا کہ ایسا نہ ہو سامنے
سے جاؤن گرفتار ہو جاؤن طرف صحرا کے چلا مگر پھرتا پھرا اتنا ایسا بھٹکا کہ ساری
رات جنگل مین گذری صبح کو قریب ایک جھیل کے پہونچا پانی پیکر ٹہلنے لگا کہ نہر مین
سے ایک مچھلی تڑپ کر نکلی فیروزہ اُسکی ماہیت سے آگاہ نہ ہوا وہ مچھلی تڑپ کے
قاسم پر گری پشتارہ اُٹھا کر لیگئی فیروزہ حیران ہوا کہ یہ کیا عجائب و غرائب تھا لیکن
خوف ہوا کہ یہان سے بھاگو یہان کی مچھلیان دشمن ہین ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس
جاؤن مگر اہو فیروزہ سمجھا جائیگا یقین ہو کہ یہ تمام صحرا سحر بند ہو آخر یہ بھی تو ثابت ہو
کہ حاکم کون ہو کسکی عملداری ہو ایک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا جب اچھی طرح صبح ہوئی
اور آفتاب عالمتاب بلند ہو چکا تو جھیل مین تہلکہ پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا بعد تھوڑے

حوض کے پانی تو خشک ہو گیا دیکھا ایک شاہزادی رشک قمر مہر جبیں دچالاک بیباک
بندری سیندور کی پیشانی پر دی ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ سحر مین طاق ہو پشت پر کئی پری
نازنیناں مہ جبین اسی طرف آتی ہو سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا تھا کنیزون نے اُسپر فرش
بچھایا شامیانہ اِستادہ کیا وہ نازنین بیٹھی کنیزون سے اِشارہ کیا کہ اُس جوان کو لاؤ فیروزہ
نے دیکھا قاسم مسلسل و مطوق زنجیرین ہلاتے ہوے سامنے آگے ماہیان جادو نے
پکار کر آواز دی کہ کیون اے قاسم ہمارا کہنا نہ مانیگا قاسم نے کہا جبتک اطاعت اسلام
نہ کریگی مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کہا اے جوان اقرار کرتی ہون کہ اطاعت کرونگی
جو حکم دیگا وہ بجالاؤنگی مگر دیکھیے تمھارے چاہنے والے تمھاری تلاش کرینگے ہم تو ہرگز
نہ جانے دینگے آیندہ جیسا کچھ ہو یہ سُنکر قاسم بہت جھلائے فرمایا چاہنے والا کسکو بتاتی
ہو اُس نازنین نے سر جھکا لیا اور چپکے سے کہا جبتک آپ سحر مین مبہوت تھے قاسم نے کہا
مجھے خیال نہین ماہیان جادو نے کہا بی مرآت جادو یہ کہکر مرآت کا سحر اُتار دیا مگر
حقیقت مین صبح کو جو مرآت نے پہلو خالی پایا کنیزون سے پوچھا کہ یہ جوان کہان گیا کنیزون
نے کہا واری باغ مین تو نہین ہو اور نہ وہ گویا معلوم ہوتا ہو مرآت جادو جھلا کے اُٹھی
فرمایا بیشک وہ گویا کوئی عیار تھا اب مین فکر مین جاتی ہون یہ کہکر آئینۂ مرآت طلب
کیا اُسکو دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور اُٹھی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ بی ماہیان کی شامت
آئی ہو میرے معشوق کو بٹھایا ہو دیکھو کیسی سزا سے معقول دیتی ہون یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہوئی طاؤس لیکر بلند ہوا اُس مقام پہ پہونچی کہ جہان پہ ماہیان نے بارگاہ
اِستادہ کرائی ہو ورے اِسنے دیکھا کہ ماہیان قاسم کو پہلو مین لیے بیٹھی ہو جل گئی
کہتی تھی اسکو کچھ میرا خوف نہ آیا اور پہلو مین بٹھا لیا آسمان پر آکر مرآت چیکی پکار کر
آواز دی کہ او ماہیان سودائی تو نے بڑی خطا کی لیکن معاف کرتی ہون کہ اِس معشوق
کو حوالے کر دے ورنہ مجھسے مقابلہ کر یہ سُنکر ماہیان اُٹھی اور گولہ مارا مرآت نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے جا نہین سے سحر چل رہے ہین ماہیان پکارتی ہو کہ
اری مرآت کیون شامتین آئی ہین ایک سحر مین مشادونگی یہ کہکر تڑپی اور ایک کارد

نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری مرآت نے جو دیکھا کارد مثل بجلی کے چمکتی ہوئی آتی
ہو فوراً نشتر پیشانی پر مارا خون لیکر چھری پر پھینکا خون جو کارد پر پڑا کارد واپس پلٹی
ماہیان نے بہت بہت روکا لیکن چھری آکر پڑی سینے کو توڑکر پار گذری ماہیان جادو
جو مرگری باغ جلنے لگا ہر نخل سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کشتی مرا نام سن ماہیان جادو بود ماہیان کو مارکر مرآت اتری قاسم سے کہا او
شہر یار مین نے عرض کرتی تھی کہ ساحر آپ کے جویا ہین قاسم نے جواب دیا صاحب سنو مین
اسواسطے آیا ہون کہ بادشاہ کی مدد کرون لیکن موقع نہین آتا مین یہ چاہتا ہون کہ اپنی
جان دون یا اپنے کو مطلب پر پہونچاؤن یہ نہین ممکن ہو کہ کوشش ہماری خالی جاے
لہذا ہم ایک مقام پر نہ بیٹھین گے مرآت نے جو یہ گفتگو قاسم کی سنی وہی آئینہ مرآت
سامنے کر دیا پھر وہی کیفیت قاسم کی ہوگئی مرآت قاسم کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ
کے چلی جیسے ہی اس باغ سے چلی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اور ایک عیار نہایت تیز و طرار رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے آتا ہو عیار نے جیسے ہی قاسم اور مرآت کو دیکھا کہا او پہلوان دوران
اس جوان کو مین لاتا تھا راہ مین اس نازنین نے بصورت نقابدار چھین لیا سیماب
نے کہا مین ابھی گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا تمام فوج لینا لینا کہکے
طرف قاسم کے چلی مرآت نے کہا او شہر یار ایک سحر کرکے انکو بٹھا دون قاسم نے کہا
برائے خدا سحر نہ کرنا ورنہ میرے واسطے بدنامی ہو یہ کہکر جا پڑا پلارک کھینچکر لڑنے لگا
مگر بارہ ہزار کا بلوہ ہو ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہو مگر قاسم رستانہ لڑ رہے ہین
قضاے کار فیروزہ بن عمرو واسطے بالا دری کے نکلا تھا دور سے دیکھا کہ قاسم
بیچ مین گھرے ہین بارہ ہزار جوان چاہتے ہین قتل کرلین مگر قاسم اپنے کو بچا رہے
ہین فیروزہ حال قاسم دیکھکر بیقرار ہوگیا بہ تعجیل پلٹا آکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ
فوراً سوار ہوے مگر جادوگرنیون کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے غیر ساحر سردار
سب مع عیوق وغیرہ چلے اسوقت آکر پہونچے کہ قاسم بیچ مین گھرے ہین بادشاہ نے

نعرہ کیا مگر قاسم نے جو بادشاہ کو دیکھا اور مرآت سامنے کھڑی ہے للکار کر آواز دی کہ او
سعد بن قتبان تجھکو بڑا غرور ہے یہ کہکے طرف بادشاہ کے چلے فیروزہ نے دیکھا اگر بادشاہ سے
مقابلہ ہوا تو باعث خرابی ہوگا ایسا نہ ہو کہ وہ ہیں سے ایک مارا جائے سوا اس کے اگر
رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک زن حسین کی شکل بنکر یہ اشعار گاتا ہوا طرف
مرآت کے چلا نظم

مستانہ بے سبب نہیں نغمہ ہزار کا | پیغام کچھ صبا نے دیا ہے بہار کا
کیوں مرتبہ بلند نہ ہو انکسار کا + | جھکنا ہی فیض ہے شجر بار دار کا
کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر | کچھ پوچھیے نہ حال دل بیقرار کا
بار فنا میں گردش دوران سے ہم رہے | اٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا
زاہد جو اہل دل ہو تو اتنا تو رکھ خیال | بیوجہ دل دکھے نہ کسی بادہ خوار کا
چلتا ہوں دشت نجد میں گھبرا کے جوش میں | ہے انتظار آمد فصل بہار کا
سیماب اضطراب میں بے شکل کیوں نہ ہو | پیرو ہے میری خاک دل بیقرار کا
کیوں روکتے ہو مجھکو مسافر عدم کو ہے | کھلنا محال ہے گرہ استوار کا
برسوں تمھارا باغ میں دیکھا ہے راستہ | نرگس سے پوچھ حال مرے انتظار کا
عشاق تاکے جاتے ہیں نخچیر کی طرح | چلتے ہیں تیر شوق ہوا ہے شکار کا
گلزار کے گلوں کو سمجھتا ہوں داغ غم | عاشق ہوا ہوں کس گل رشک بہار کا
پژمردگی شکستہ دلوں کو ہوئی نصیب | بگڑا ہے رنگ کیا چمن روزگار کا
دل دیکے پھیرنے کا ارادہ جو ہو مجھے | ہے امر آپ کے ہیں کیا اختیار کا

مرآت نے جو زن حسین کو دیکھا پکار کر آواز دی اے نازنین ذرا ادھر آ بقول شاعر فرد
کسکے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری + رونا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت تیری +
فیروزہ قریب آیا وہاں لڑائی کو طول ہوگیا کہ قاسم فوج بادشاہ کو قتل کرتے ہیں
بس چاہتے ہیں کہ ڈھونڈھ کر بادشاہ تک پہونچوں اور بادشاہ کو قتل کروں لیکن بادشاہ
فوج سیماب کو قتل کر رہے ہیں مگر فیروزہ پکارنے پر ملک کے قریب آئے ما از پرسان

حال بیقراران دوا و مرہم ریش سینہ فگاران میرا حال نہ پوچھیے ایک کمند زلف مین
میرا دل اُلجھ گیا ہو وہ صدمے اُٹھائے کہ آخر دیوانہ وار نکل پڑی اِس صحرا کا سامنا ہوا
مگر مجنون کو بہت ڈھونڈھا کسی جگہ ملاقات نہ ہوئی کہ اُنسے حال پوچھتی کہ عاشق کیا کھاتے
ہین اور کیا پیتے ہین اور کیونکر جیتے ہین کئی مرتبہ قریب کوہ پہونچی فرہاد کو بھی پکارا مگر کوئی
آواز شیرین نہ سنی کہ اُنسے ہدایت لیتی آج تمنے حال پوچھا ہو ورنہ کون پوچھتا ہو کہ کس
حال مین ہو اور کس ملال مین گذرتی ہو مرآت نے ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ وہ ظالم
کون ہو جسنے متاع صبر لوٹی فیروزہ نے بغل سے ایک تصویر نکالی کہ وہ تصویر بادشاہ
کی تھی کہا اے ملکۂ عالم ملاحظہ فرمایئے فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بے راہ بسم اللہ
اگر تاب نظر ہست کسے راہ مرآت تصویر ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگی چاہتی ہو کہ کہے کہ یہ
تصویر تو بادشاہ کی ہو کہ فیروزہ نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا قاسم لڑتے
بھڑتے قریب بادشاہ کے پہونچے تھے بادشاہ فرماتے تھے کہ اے قاسم ہوش مین آؤ
مجھکو پہچانو مگر قاسم نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا اُٹھایا تھا کہ مرآت مری تلوار
ہاتھ سے چھوٹی بیہوش ہوکے گرے کفار نے چاہا قاسم کو مارلین مگر بادشاہ گھوڑے
پرسے کود پڑے گرد قاسم پھرنے لگے فرماتے تھے او بے حیا دیو وصف شکن
اور تیغ زن ہو کہ جسنے ملک سیمان مین گنجاب ایسے بادشاہ کے لشکر پہ شبخون مارے
ہوش اُسکے اُڑا دیے یہ اِس عورت کے سحر مین تھا ہماری جان و ایمان ہو بیہوش پر
بلوہ کرتے ہو کہ قاسم کی آنکھ کھلی اپنے قریب جو بادشاہ کو پایا ہر چند کہ آتش شعلہ مزاج
ہو جا بلون کے سر کا تاج ہو مگر منت کرنے لگا کہ اے شہریار آپ نے مجھکو بچا لیا یہ کہکر گھوڑے
پہ سوار ہوا بادشاہ نے فرمایا بھی کہ تم اب نہ لڑو مین ابھی اِس لشکر کو شکست دیتا ہون
مگر قاسم کو غیرت آئی مرکب پر سوار ہو کے لڑنے لگے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	دیگر	ز زخم تیغ برابر و خیزہ بہ ماہ
زآب دم تیغ شستہ زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری		شہ سوار لال پوشش خاوری

تڑتا بھڑتا قریب سیماب کے پہونچا آواز دی کہ او بے حیا اب تو مجھسے مقابلہ کر سیماب نے
ہاتھ مارا قاسم نے سپر پر روکا اور ہاتھ مارا برق بلا رک جو تڑپ کر گری خرمن حیات دشمن
کو جلا دیا سیماب کے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ نے فوج کو شکست دی پکارے کہ ای
قاسم میرے پاس آؤ حقیقت مین کیس گبر کو مارا خوب للکارا مگر قاسم کو یہ شرم ہی
کہ بادشاہ فرماوینگے کہ میرے لشکر سے جنگ کی گھوڑے کو بڑھا کر ایک جانب نکل گئے
بادشاہ پکارنے لگے کہ ای فرزند کہان جاتے ہو مگر قاسم نے کچھ جواب نہ دیا طرف
صحرا ے ویران کے نکلگیا مگر بادشاہ لڑائی کو فتح کرکے پلٹے لشکر مین آئے شہیدا کو خبر
ہوئی کہ مرآت قتل ہوگئی قاسم کو ہوش آیا طرف صحرا کے نکل گیا مگر کہتا ہو کہ کل بادشاہ کو
سرمیدان زیر کرونگا ہر چند کہ مرآت کے مرنے عجب تاثیر کی تھی وہ آئینہ دکھایا کہ قاسم
حیران ہوگیا قتل پر سب کے آمادہ تھا مگر عیار نے کمال کیا اول کا ذکر یہ ہو کہ قاسم
و بدیع تو پر دہ قات مین تھے انکے دونون عیار امیہ و سیار و بیقرار جنگل مین پھر رہے
ہین کہ اسطرف دیو تندک کا گذر ہوا دونون عیاروں کو دیکھکر آیا کہا ای فرزندان
خواجہ تمھارے آقا تو پردہ قات مین پہونچے تم بھی جاؤگے دونون عیار منتین
کرنے لگے کہ ای دیو تندک ہمکو بھی پہونچا اپنے آقا کے ساتھ رہین ایسا نہو
کہ ہمارے آقا کسی مصیبت مین پھنس جاوین دیو تندک نے دونون عیاروں کو
اٹھا لیا طرف پردہ قات کے چلا جب جبل اعلیٰ سے گذرا دیکھا کہ لشکر کو لیے ہوے
کربیت بن قہقہہ آتا ہو اسکی جو نگاہ پڑی کہ دیو تندک دو آدمیزادون کو لیے جو
جاتا ہو ساتھ والون سے کہا اسکو گرفتار کرلو چند دیو اڑے برابر تندک کے آئے
تندک انسے لڑنے لگا ایک دیو نے چیتاق چادر لگائی شانہ تندک کا زخمی ہوا دونون
عیار ہاتھ سے چھوٹے تندک تو اڑ بھڑ کر نکلگیا مگر یہ عیار ایک دریا مین آکر گرے
مالک بحر و بر نے جان بچائی شناوری کرکے دریا سے نکلے لباس وغیرہ خشک کیا
ایک طرف سیار و چلا دوسری طرف امیہ روانہ ہوا ایک صحرا مین آکر امیہ نے
دیکھا بدیع الزمان گھوڑے سے گرے ہوے زمین پر زخمی بیہوش پڑے ہوے ہین

اُمیہ نے زخم روزی کی شاہزادہ ہوشیار رہو اگر زخم کاری تھا فرماتے ہین اے اُمیہ کسی گوشہ
مین ٹھہرین بعد دو چار دن کے طبیعت راہ پر آئیگی اُمیہ کہتا ہو یہان گوشہ کہان ہین مینے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ طلسم نے انتظام کیا ہو کہ جہان مسلمانون کو پاؤ فوراً
گرفتار کر لاؤ ایسا نہ ہو کسی ساحر کا سامنا ہو تو مشکل پڑے بدیع الزمان اس سوچ مین
چلے آتے ہین اُمیہ سے سبب پوچھا کہ تم کیونکر آئے اُمیہ نے تمام حال بیان کیا کہ دیو
تندک ہمکو لایا مگر راہ مین لڑائی پڑی ہم اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مین نے دیکھا کہ سیارہ
بھی شناوری کر رہا تھا مگر دریا سے نکلگیا خدا کرے وہ بھی قاسم سے ملجائے بدیع نے
کہا قاسم کی جہالت کم نہین ہوئی آٹھ پہر دنگل رُستم کا ذکر رہتا ہو حیران ہون کہ کیونکر اُسکو
مطلع کرون لیکن بدیع الزمان کو خیال ہو کہ کیونکر اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچاؤن
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک ساحر کاغذ ہاتھ مین لیے ہوے اُسکو دیکھتا ہوا آتا ہو
دور سے جو بدیع الزمان کو دیکھا پکار کر آواز دی میان جانے والے ٹھہر جاؤ اُمیہ
بتعجیل ایک غار مین چھپ گیا مگر اُس ساحر نے قریب آکر سحر کیا کہ بدیع الزمان رہروی
سے رُکے آکر ہاتھ پکڑ لیا دیکھکر آواز دی اے جوان تو نووارد معلوم ہوتا ہو مگر بادشاہ
طلسم نے کئی سو ساحر تم لوگون کی گرفتاری کو روانہ کیے ہین اُن مین سے مین بھی ہون
وشت جادو میرا نام ہو اپنا نام مفصل بتاؤ تو مین بادشاہ طلسم کے پاس تمکو لیچلون
بدیع الزمان نے ہرچند کہا کہ مین مسلمان نہین ہون لیکن وشت جادو نے نہ مانا
انگوٹھی بدیع کی لیکر نام پڑھ لیا کہا مجھکو معلوم ہو گیا کہ تو پسر حمزہ ہو کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ہان بھائی اس جوان کو نہ چھوڑنا یہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران زمان
ہو جنگ کیوس و دیوث سے زخمی ہو کر نکلا ہو مین کئی دن سے ڈھونڈھتا پھرتا ہون
آج یہان پتہ ملا وہ ساحر قریب آیا وشت جادو سے کہا او برادر ہم بھی اس سعادت
مین شریک رہین انعام جو ملے ہم تم بانٹ لین وشت جادو راضی ہوا اُس ساحر نے
کہا میرا ہمن جادو نام ہو اس جوان پر سحر کر دو یہ تو یہان کھڑا رہے ہم تم شراب پی کر
اسکو قتل کرینگے اور سر خدمت مین بادشاہ طلسم کی لیجاوینگے اسلیے کہ زندہ ان لوگون کا

لیجانا مشکل ہو انکے مددگار بہت ہین دشت نے کہا یہان شراب کہان ہو بہمن نے کہا بھائی جب مین
سیر کو نکلتا ہون تو ایک گلابی اپنے پاس رکھ لیتا ہون میرے پاس ایک گلابی موجود
ہو دونون بھائیون کو کافی ہوگی دشت جادو کے ہمراہ بہمن نقلی درہ کوہ مین آیا
پاس سے گلابی نکالی دشت جادو نے دیکھا کہ مرارغوانی گلابی مین خوب بھری ہوئی
ہو رنگ شراب دیکھکر تڑپ گیا کہا بھائی پہلے ہمین پلا نا بہمن نقلی نے جام لبریز کیا
چاہا لبون سے لگا کر پیئے کہ دشت نے ہاتھ تھام لیا کہا بھائی جو تمنے کہا ہو اسکو
پورا کرو پہلے ہمین دو باقی تم پینا بہمن نقلی نے وہ جام دشت جادو کو دیا دشت
پی گیا پیتے ہی گھبرا یا کہا اے برادر بڑا نشہ ہوا ہو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو بہمن نقلی نے
کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو یہ شراب بہت تند ہو دشت جادو واسطے ٹہلنے کے اُٹھا بیہوشی
نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بہمن نقلی نے نعرہ کیا منم اُمیہ بن عمرو خنجر مار کر دشت جادو
کو قتل کیا مرنا دشت جادو کا ہنگامہ برپا ہوا آسمان سے آگ برسنے لگی بعد عرصے
کے آواز آئی کشتی مرا نام من دشت جادو بود دیہو اللہ اری خوش چشم جادو کا ہو
برسر کوہ باغ ہو اُس مین بیٹھی تھی کہ کان مین آواز آئی کسی نے دشت جادو کو مارا کہا
ارے یہ کیا ستم ہوا یہ کہکر اُٹھی ٹہلتی ہوئی برسر کوہ آئی جھک کر دیکھا ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال سامنے پہاڑ کے کھڑا ہو اب جو ہوش مین آیا تو طرف درے کے
چلا کہ اندر سے درہ کوہ کے ایک عیار نکلا سر دشت جادو لیے ہوے خوش چشم
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہاتھ ہلا دیا دو پنجے آسمان سے گرے ایک نے بدیع الزمان کو
اُٹھایا دوسرے پنجے نے اُمیہ کو لیا خوش چشم آکر مسند پر بیٹھی کہ پنجے دونون کو لاے
بدیع الزمان کو پہلے ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک ساحرہ
مسند پہ بیٹھی ہو بدیع الزمان نے اُٹھکر پوچھا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہو خوش چشم
نے ٹھہر کر کہا تمھین ہمارے نام سے کیا کام ہو ہم نام نہ بتائین گے پہلے اپنا نام ظاہر
کرو بدیع الزمان نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہو فرزند صاحبقران سرنوشتہ
ملک سنجان اتفاق سے یہان بھی آنا ہوا خوش چشم نے کہا اے شہر یار طلسم مین سنگار ہو

ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہو یقین ہو بادشاہ طلسم سب کو سزا دے جسکو گرفتار کریگا
قتل ہی کر ڈالیگا مگر مین آپ کو چھپا رکھونگی ظلم سے بادشاہ طلسم کے بچا لونگی مگر ایسا نہو
کہ مجھ بھی کوئی زوال آئے بدیع الزمان نے کہا پھر ہمکو کیون لائین ہم چلے جاوینگے
خوش چشم نے جانا بدیع الزمان کا قبول نہ کیا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ
کلنگ جادو نامے اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ خوش چشم جادو ایک جوان
حسین کو پہلو مین لیے ہوے بیٹھی ہو جمال بدیع الزمان دیکھکر اُتر آئی کہا ای خوش چشم
یہ جوان کون ہو خوش چشم نے کہا یہ فرزند صاحبقران برائے بربادی طلسم جمشید
آئے ہین کلنگ جادو نے کہا ای خوش چشم ہر چند کہ شاہ طلسم نے مجھکو حکم دیا ہی
کہ جو مسلمان جہان ملے اُسے پکڑ لاؤ مگر مین اِس جوان کو چھپا رکھونگی خوش چشم نے کہا
ای کلنگ تم کیا چھپاؤگی مین تو وعدہ کر چکی ہون اِسطور سے چھپاؤن کہ کوئی آگاہ
نہو سکے کلنگ نے کہا مین تو لے جاؤنگی کہ بدیع الزمان نے اُمیہ کو جگا یا فرمایا ای
برادر اُٹھو اُمیہ جو اُٹھا دیکھا کہ ایک خوش چشم جادو دوسری کلنگ جادو بدیع
پہ خوب لڑ رہی ہین خوش چشم تو کہتی ہو مین نہ جانے دونگی اور کلنگ تکرار کر رہی ہو اُمیہ
نے قریب کلنگ کے آکر کہا حضور آپ کیون تکرار کر رہی ہین دیکھیے بدیع الزمان
آپ کو کس نگاہ سے دیکھ رہے ہین آپ پر مائل ہین خوش چشم سے نفرت ہو منھ طرف سے
اُسکے پھیر لیا ہو کلنگ نے کہا تمھارا کیا مرتبہ ہو اُمیہ نے کہا مین اِسکا رفیق ہون جو
کہونگا وہ کریگا کلنگ سے اسطرح کے اِشارے کیے کہ کلنگ سمجھ گئی کہ وہ جوان
مجھپر عاشق ہو اُمیہ نے بہ تعجیل جام بھرا اور کلنگ کے سامنے پیش کیا کلنگ بجوش
بلا کی پیتے ہی تھرانے لگی گھبرا کر لیٹ گئی پھر گھبرا کر اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی خوش چشم نے
کہا میان عیار صاحب یہ کیا کیا عیار نے جواب دیا کہ نشے مین تھرا کر گری بیہوش ہوگئی
اُمیہ نے کہا کیون ملکہ اِسے قتل کرون خوش چشم نے کہا اختیار ہو اُمیہ نے خنجر کمر سے
نکالا چاہا کلنگ کو قتل کرون کہ پنجہ آسمان سے گرا کلنگ کو اُٹھا لے گیا باعث
یہ ہوا کہ شیلنگ فیلسوار تماشہ مین زوجہ کی آتا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ

زوجہ بیہوش پڑی ہے اور ایک شخص قتل کیا چاہتا ہے تڑپ کر گرا زوجہ کو اپنی اُٹھا لے گیا ایک پہاڑ پر آکر اُتارا کلنگ کو ہوشیار کیا کلنگ نے آنکھیں کھولکر دیکھا وہ صورت زیبا سامنے نہ پائی گھبرا کر شوہر سے پوچھا صاحب میاں مجھے کون لایا شلنگ فیلسوار نے کہا تم بیہوش پڑی تھیں اور ایک شخص قتل کیا چاہتا تھا جھلا کر کلنگ نے جواب دیا کہ صاحب مجھکو وہاں کوئی قتل نہ کرتا کیوں اُٹھا لائے آخر دیکھو کہ انجام کیا ہوگا میں تو وہیں جاتی ہوں شلنگ نے کہا اگر وہاں جاؤگی تو قتل ہو جاؤگی کلنگ نے کہا تمہارا کیا اجارہ ہے کوئی [illegible] وہ قتل کرے خواہ بخشے زن و شوہر میں تکرار ہونے لگی کلنگ تو کہتی ہے کہ میں جاؤنگی شلنگ کہتا ہے کہ میں نہ جانے دونگا آخر کلنگ اُٹھی شلنگ نے ہاتھ پکڑ لیا [illegible] دو کلنگ نے گولا مارا کہ شلنگ کا پیٹ پھٹ گیا شوہر کو مارکر غصے میں اُسی طرف اُس باغ کے چلی جہاں خوش چشم بیٹھی ہے [illegible] کلنگ آکر آفت برپا کرے گی اُسکا شوہر اُسکو لے گیا ہے یہ خبر تھا کہ آسمان [illegible] کلنگ آکر بیٹھی بدیع الزمان کے قریب بیٹھی اُمید نے [illegible] کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ کہاں تشریف لے گئی تھیں کلنگ نے کہا شوہر میرا اُٹھا لے گیا تھا میں نے اُسکو مار ڈالا اُمید نے کہا خوب کیا آپ تو اُدھر گئیں یہاں شاہزادے کو میں نے دیکھا کہ بیقرار ہو رہا ہے دمبدم فرماتا ہے کہ بعد ایسی شاہزادی کے زندگی بیکار ہے میں نے عرض کی کہ [illegible] رنج [illegible] وہ معشوقہ باوفا ہیں مجھے امید تھی کہ آپ تشریف لائیے گا [illegible] خوش چشم نے بہت آنکھیں مٹکائیں مگر شاہزادے نے خیال بھی نہ کیا وہ تو تمہاری نگاہوں کے مارے ہوئے ہیں اُنکی نگاہ میں کون سماتا ہے کلنگ جادو نے کہا دو چار اشعار گاؤ اُمید نے کہا میں خود امید رکھتی تھی کہ آپ [illegible] فرمائیں یہ کہکر اُمید نے بایان [illegible] اشعار [illegible]

نظم

جلوہ ہر رنگ میں دیکھا ترا اے گل رعنا پیدا	ہر گل باغ جہاں میں ہے تری بو پیدا
جب ہوا لعل کے [illegible] سے وہ [illegible] پیدا	میں یہ سمجھا کہ ہوا ماہ سے [illegible] پیدا
غارت ملک دل و دین پہ کمر باندھی ہے	کیا ہوئے میرے لیے تم بھی بلا کو پیدا

تمکو دیوانے اگر جیسے ہزارون مین تو خیر ہم بھی کرین گے کوئی تمسا پری رو پیدا
شاید اُس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جائے پہلے دربان سے دلا ربط نوکر تو پیدا
تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب عکس عارض سے سمن زلف سے شبّو پیدا
صورت معنی لفظ اُسکی عجب شان ہو واہ آپ پنہان ہو مگر جلوہ ہو ہر سو پیدا
دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر دانۂ خال نہ ہوتا تہِ گیسو پیدا
جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہو سحاب دردِ دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا
بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون تازہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا
نہ ہوئی حشر مین بھی بارگران تھا اِتنا مہر سے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا
قطع کبتک نہ کرون دل سے اُمید جلت جبلہ کرتا ہو نیا روز جفا جو پیدا
ماہ اُس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہو منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا
اُلفت چشم کا باقی ہو مدے پر بھی اثر ہین مری تربت پہ نقش سُم آہو پیدا
حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہو فرق کیا کرے مرتبۂ اعجاز کا جادو پیدا
طرفہ تاثیر ہو مجنون کی سیہ بختی مین قبر لیلی سے ہوے ہین گل شبّو پیدا
کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا
بات کچھ اور شگفتہ کرو اے غنچہ دہن گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہو خوشبو پیدا
پھینک دی رو مین ساقی نے سمجھکر کف تا جام مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا
اے خدا تنگ ہو جینے سے نہایت رعنا اِس سے بہتر تھا کرتا نہ اِسے تو پیدا

یہ اشعار گا کر اُمیہ نے جام لبریز کیا اور خوش چشم کو اشارہ کر دیا ہو کہ آپ خاموش رہیے مین اِسکی گردن لیتا ہون اُمیہ نے متین خوشامدین کرکے پھر جام پلا دیا جام پیتے ہی گھبرائی کہا میان قاضی صاحب شراب مین کیا ملا تھا کہ طبیعت بہکنے لگی اُمیہ نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کلنگ جادو اُٹھی کر ٹہلدن ہوا لگے نشے مین کیفیت حاصل ہوا اُٹھتے ہی بیہوشی نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی اُمیہ نے خنجر کھینچا کہ قتل کر دون ایک کنیز نے تھرا کر کہا میان عیار صاحب ابھی اِسکو قتل نہ کیجیے

مین اسکو زمین مین چھپا سے دیتی ہون تڑپ تڑپ کر جان دیگی کنیزون نے زبان مین کلنگ
کی سوزن دی اور مشکین باندھکر ایک غار مین چھپا دیا خوش چشم نے بدیع الزمان سے
کہا اے شہریار مین ایسی ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین دس برس کا ہون اور باطن مین دو سو برس
میرا جو ظاہر ہو وہی باطن ہو بدیع الزمان نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مجھے طلسم مین پہونچاؤ کہ
جاکر بادشاہ کی مدد کرون کہ انکو بھی ثابت ہو کہ ہمارے رفیق آ گئے قاسم ایک طرف
کد کر رہا ہو ایسا نہ ہو کہ پہلے وہ پہونچ جائے خوش چشم نے کہا اِس کلنگ جادو کے
جھگڑے نے دوسری فکر مین ڈالدیا مین بھی اِسی فکر مین ہون کہ آپ کو لے چلون اور
صحبت مینا سے سرجوش مین پہونچاؤن وہ ایسی ساحرہ ہو کہ ہنگام بر و بار جان دیتا ہو
اگر بن پڑے تو اُسی کی صحبت سے جنگ شروع کیجیے بدیع الزمان نے تنبول کیا
خوش چشم نے کہا اگر حکم ہو تو مین پہلے جاؤن اور مینا سے سرجوش سے وعدہ کراؤن
کہ اب فلان روز ہم آوینگے بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ جاکر دریافت کرو
پھر جب آؤ تو مین چلون مین بھی یہی چاہتا ہون کہ بادشاہ کو اندر طلسم کے پہونچاؤن
وہین سے جنگ شروع ہو خوش چشم بدیع الزمان سے باتین کرکے روانہ ہوئی مگر
مینا سے سرجوش کہ جادوگرنی زبردست ہو ہنگام بر و بار بادشاہ طلسم نے ایک
قصر اسکو رہنے کو دیا ہو کئی ہزار کنیزین براے خدمت حاضر ہین مینا مسند پر بیٹھی ہو کہ
کنیزون نے خبر دی کہ ل خوش چشم آتی ہین نام خوش چشم سنکر مینا خوش ہوگئی سامنے
بلوایا خوش چشم نے آکر سلام کیا مینا نے جواب دیکر پوچھا بی خوش چشم اِسوقت کیونکر
آنا ہوا خوش چشم نے کہا ہمارا ایک مہمان دور سے آیا ہو مین نے اُسکو مہمان رکھا ہو
مینا نے پوچھا وہ مہمان کون ہو خوش چشم نے جواب دیا اے ملکۂ عالم کیا عرض کرون ایک
جوان حسین وجمیل صف شکن مجھ ایسی کا مہمان ہوا ہو اور چاہتا ہو کہ بادشاہ اسلام سے
ملون اول آپ کی صحبت مین آئیگا پھر وہان سے براے مقابلہ ہنگام جائیگا آپ نے
سُنا ہوگا کہ ہر طرف سے طلسم پر بلوہ ہو فرزندان صاحبقران محبت مین بادشاہ اسلام
کی چلے آتے ہین ہر شخص جری صاحب اقبال صاحب جلالت ہو کوئی تنہا نہین ہو

فوجین سب کے ساتھ ہین مگر یہ ہمان ابھی تنہا ہو فوج نہین دستیاب ہوئی یہ ذکر سنکر مینا نے
سر جھکا لیا کہا اے خوش چشم بخوبی جانتی ہو کہ مین مبتلاے مصیبت ہون ہر روز ہنگام آتا
اور اسی کا طالب ہی کہ اپنے قبضے مین کرون مین آجتک انکار کرتی ہون مین نے اُسکا
کہنا نہین مانا مگر اے خوش چشم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ہم بھی تمھارے ساتھ نکل چلین چاہے
کہ آوارہ رہین گے مگر کسی مقام پہ کمی نہ کرینگے خوش چشم چارہ و بخوبی چارہ وعدہ کرکے بہت
دیر تک صحبت مین رہین بعد اُسکے رخصت ہوئین باغ مین جو آئین دیکھا بدیع الزمان
انتظار مین تھے خوش چشم نے آکر خبر دی کہ مینا کو بھی آمادہ کر لیا ہو وہ خود بادشاہ طلسم
سے بیزار ہو عشق و عاشقی کہین زبردستی ہوتی ہی آیندہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے
بدیع الزمان کو ایک تخت پر سوار کر لیا آصیہ کو بھی ساتھ لیا خوش چشم تخت کو اُڑاتی
ہوئی چلی صحبت مینا سے سرجوش مین آکر پہونچی بدیع الزمان اپنے کو چھپائے ہوے
ایک گوشے مین بیٹھے ہین اور خوش چشم و مینا مین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہ بادشاہ طلسم آتے ہین مینا و خوش چشم کھڑی ہو گئین
کہ بادشاہ طلسم آکر پہونچا مسند پر بیٹھا کہا اے مینا سے سرجوش کئی سال کا زمانہ گذرا
کہ ہم تمھارے واسطے بیقرار رہین اب زمانہ زوال کا بھی قریب آگیا جو کچھ ہو سکے وہ
حسرتین نکال لین دیکھون فلک کیا دکھائے مینا نے شرما کر سر جھکا لیا کہ ایک بار ہ
آسمان سے گرا زمین مین غلغلہ مارو شل انسان کے بنکر تیار ہوا سامنے ہنگام
کے آیا کہا اے بادشاہ طلسم آج شیدا سے جادو مارا گیا اول عیار شاہ نے مرآت
کو مارا شب کو برا سے طلایہ اُٹھے بادشاہ اور شیدا سے مقابلہ پڑگیا بادشاہ پر سحر
تاثیر نہین کرتا شیدا نے چاہا نکلجاؤن بادشاہ نے تیر مارا اُنکا تیر کب خطا کرتا ہو سینہ
شیدا پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بادشاہ فوج پر جا پڑے میثاق و خونخوار لیے
ساحر موجود تھے لشکر کو شکست دی قریب درۂ قلعہ آگئے افسرون نے عرضی لکھی ہی
کہ جو حکم ہو وہ بجا لادین قلعے سے روکین کہ باہر نکلکر لڑین جو ارشاد ہو وہ بجا لادین
ہنگام نے گھبرا کر کہا اے ملکۂ عالم یہ وقت جانبازی ہو آج مین نہ مانونگا اور ضرور در

وصل حاصل کرونگا مینا نے خوش چشم کو اشارہ کیا کر لواِ مجھے بچاؤ کہ ایک کنیز چپک کر اٹھی
اُسنے کہا اے شہنشاہ کا ہیکو جبر و ظلم کیجیے مین شراب پلاؤن گا تا سناؤن ساقی گری کرون
یقین ہو معشوق کو آپ پر رغبت ہو ہنگام نے کہا بہتر کیا دیر ہو اُس کنیز نے بایان کھینچکر
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تا بکی بر در امید چو سائل باشم	گہ غبار نظر و گہ الم دل باشم
التجا بر در مخلوق زکوتہ نظری ست	چند چون اہل طمع بر رہ باطل باشم
منکر صد حاتم طی و در نظرم شل گدا ست	حیف باشد کہ گدا طبع و گدا دل باشم
ہر نفس چند دلم ز آتش عشقش سوزد	باز پروانہ صفت در پئے قاتل باشم
میبرد کشتی عمرم چو بموج اے مخفی	شرط انصاف نباشد کہ بساحل باشم

ہنگام سن رہا ہو ان اشعار کو سنکر مینا نے بھی سر ہلایا اور مسکرائی ہنگام خوش ہوگیا
کہ یکایک بڑ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا بادشاہ دوڑتے ہوے در قلعہ پر
پہونچے دروازہ توڑ ڈالا قلعے مین تلوار چل رہی ہو سب افسر آپ کے امیدوار مین
کہ آپ تشریف لے چلین تو جنگ ہو ہنگام بر دبار اٹھا بدیع الزمان نے
جو دیکھا کہ اب یہ جاتا ہو جا کر آفت برپا کریگا تیغہ کھینچا اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ باش او
کافر کہان جاتا ہو ایک ضرب تو قبول کر ہنگام نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال خورشید مثال گوشے سے آتا ہو گھبراہٹ مین سحر تو نہ کیا چاہا کہ وار سے
مارون تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ سر ہنگام کا زخمی ہوا
ہنگام سحر کر کے اُڑا اُس وقت آکر قلعے مین پہونچا کر دیکھا ہر مقام پر تلوار چل رہی ہو
نعرہ بادشاہ کی صدا بلند ہو بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ ہنگام یہ دبارہ زخمی ہو کے
نکلگیا فرمایا اے خوش چشم بس اب یہی وقت ہو کہ بلوہ کر کے چلکر بادشاہ کے شریک ہو
مینا سے سر جوش نے جو جرأت بدیع الزمان کی دیکھی پروانہ شمع ہوگئی خوش چشم
سے کہا کہ لو اٹکل چلو حقیقت مین یہی وقت ہو کہ بادشاہ پر وقت پڑا ہو اُس قلعے مین
تشریف لائے ہین کہ جو مقام سکونت بادشاہ طلسم ہو سات لاکھ جادوگر ہنگام کے

ملازم ہین اور سب ڈرے ہوے ہین اور یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ نے ایسے رفیق پائے کہ
جنکا مثل ممکن نہین میثاق کوہ گردان کہ وزیر اعظم جمشید ثانی تھا خونخوار کہ جسکو
بہت بڑا مرتبہ و اعزاز دربار شاہ سے ملا ہی اور ہنگام کا دشمن جانی ہی سحر مین کیا کوئی
بات اُٹھا رکھیگا بڑی کد و کوشش کریگا یہ سُنکر خوش چشم نے میناے سرجوش کو
تخت پہ بٹھایا آپ پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھا بدیع الزمان سب کے آگے چلے چار ہزار
کنیزین اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پشت پر تھین وہ وقت ہی کہ ہنگام نے
آتے ہی وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلادی مگر خونخوار نے جو دیکھا کہ ہنگام قیامتین برپا
کر رہا ہی گوشے سے نکلکر سامنے آیا پکارکر آواز دی کہ او ہنگام سلطنت تو تو نے
لی اور جمشید نے چھینی مگر انشاء اللہ تعالیٰ اب سلطنت کل مجھکو ملیگی ملازمان شاہی
مین قرار پائیگا یہ سُنکر ہنگام نے سحر کیا خونخوار نے دفع کیا ہنگام کہتا ہی بڑا ستم ہوا
کہ دشمن سخت بادشاہ کا رفیق ہوا کیسے کیسے سحر کیے مگر اسنے بہ آسانی دفع کر دیے مجھکو
کچھ نہین بن پڑتا کہ ایک طرف سے لڑتا ہوا میثاق کوہ گردان پہونچا جہان پر مجمع
ساحران دیکھا ایک دو ہتھڑ زمین پر ماردیا کہ غبار اُڑا ابر بنکر آسمان پر آیا اِسقدر آگ
برسی کہ ہزارون جادوگر جل گئے لیکن میناے سرجوش اُس ہنگامے مین اُسدم پہونچی
کہ ایک مقام پر کئی لاکھ جادوگر سحر کرتے ہوے جاتے تھے اور میثاق اُس مقام پر
کھڑا ہوا تھا مینا نے آکر وہ سحر کیا کہ کئی ہزار جادوگرون کے سر کٹکر گرے میثاق مجمع
سے نکلا اور پکارکر کہا اے ملکۂ عالم بڑا احسان کیا کہ بلوے سے ان ساحرونکے بچایا
کہ پہلو سے نعرۂ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین — توانم کشم آسمان بر زمین
زتیغم لبے ملک اسلام شد — کہ سر فتنۂ باختر نام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن — بدیع الزمان گرد لشکر شکن

نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے مینا نے کہا اے خوش چشم بدیع الزمان غیر ساحر ہین یہ
کیا سمجھ کے جا پڑے خوش چشم نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا طرف بدیع الزمان

کے

لیکر چلی مینا نے کہا ایک تختی اور ریتی جاؤ یہ کہکے گلے سے تختی اُتاری تختی اور موتیونکا
مالا خوش چشم نے بدیع الزمان کو پہنایا اجتو بدیع الزمان اس زور و شور سے
لڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے مگر ہنگام نے جو ایک طرف
سر اُٹھا کر دیکھا پانچ چھ شاہزادیان شانے سے شانہ ملاے ہوے ایسا سحر کر رہی
ہین کہ کسی کے سحر سے آگ برستی ہو اور کسی نے پانی گرایا کسی نے تلوارین برسائین
کسی کے سحر سے گانے کی آواز آتی ہو کسی کا سحر موسم برسات کا مزہ دکھاتا ہو شاہزادیون
نے للکارا کہ او ہنگام اِدھر تو آ ناچار ہو کر ہنگام نے چاہا اِس مجمع مین جاؤن پھر سوچا
کہ یہ سب حسین و جمیل ہین سحر و ساحری مین عقیل ہین اِنکا کیا کرونگا اُدھر کو نکل جاونگی
مگر مینا میری طرفدار ہو اُسکے قریب جاؤن پلٹ کر دیکھا مینا سحر کر رہی ہو ہنگام یہ سمجھا
کہ لشکر دشمن پر سحر کر رہی ہو لڑتا ہوا قریب پہونچا پکار کر آواز دی اے جان جہان وای
آرام دل عاشقان خوب وقت پر ساتھ دیا مینا نے کہا کہ او ہنگام تو بڑا بیغیرت
ہو آج سب اہل اسلام نے تجھکو گھیرا ہو ایسا بے خبر کہ بادشاہ قلعے کے قریب آ گئے
اور تجھکو خبر نہین مگر کیا جری و بہادر ہین کہ شیدا کو مار کر جو بڑھے قلعے مین آ کر رکے
اب اُنکا رُکنا دشوار ہو ہنگام نے کہا بی بی تم بھی سحر کرو مینا نے کہا جسطرف بدیع
لڑ رہے ہین اُسطرف تو میثاق ہو سحر تاثیر نہ کریگا جدھر بادشاہ ہین اُسطرف خونخوار
لڑ رہا ہو اور پانچ چھ شاہزادیان آپس مین ملکر سحر کر رہی ہین مین اُنپر سحر کرتی ہون
اگر یاسمن رنگین پوش کو گرفتار کر لیا تو قدرت پر احسان ہوگا یہ سنکر ہنگام نے
جھولی سے گولہ نکالا اُسپر سحر کر کے پھینکا مگر مینا نے جو ہنگام کو متوجہ پایا پشت پر
سے نیمچہ مارا کہ شانہ بچایا کا نشانہ ہوا پلٹ کر اُسنے چاہا سحر کرون کہ خوش چشم نے نگاہ
ڈالی اور للکارا کہ او ظالم یہ کیا بدعت ہو جو تیرے ذہن مین آئی اب تیرا وقت برابر
آگیا یا تو بھاگ جا یون جان بچا یا اپنے کو پاس جمشید ثانی کے پہونچا یقین ہو کہ تم
دونون طلسم باطن مین جاؤ مگر یہ وہ شیر ہین کہ کسی مقام پہ پیچھا ہرگز نہ چھوڑینگے
وہان بھی پہونچینگے اطاعت کرے یون جان بچا ہنگام نے کہا اے خوش چشم

تم سب کو گرفتار کر کے ایسے مقام پر قید کرون اور آب و دانہ بند کر دون کہ تڑپ تڑپ کے
مر جاؤ ان قدرت قصد کرینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر ہنگام سوچا خیال مین جو
کہ پاس جمشید کے جاؤن اُسکو ساتھ لیکے داخل طلسم باطن مین کرون وہان تو کوئی نہ جائیگا
یہ سوچکے بلند ہوا مینا نے پکار کر کہا کہ اوشہریار ہنگام جاتا ہو اُسکو لیجیے اُدھر سے بادشاہ
آتے تھے انھون نے جو دیکھا کہ ہنگام چاہتا ہو نکلجاؤن کلام مینا سُنکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری اور تاک کر تیر مارا ہنگام بلند ہو چکا تھا پانوٗن پر تیر پڑا انگوٹھا زخمی ہوا
ہنگام نے پانوٗن کو جنبش دی قطرات خون گرنے لگے کئی ہزار جوان جلکر خاک ہو سے
پھر ہنگام کو کوئی نہ روک سکا ہنگام نے بالاے آسمان آکر آواز دی کہ یارو بادشاہ کو
گھیر لو ساحرون نے بلوا کیا پھر بلند ہو کر ہنگام طرف جمشید کے چلا یہان بادشاہ جرب
رات بھر لڑے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تو دیکھا گلی کوچہ لاشون سے پٹا ہوا ہو
اور ساحرون کو دیکھا کہ نصف سے زیادہ تو چلے گئے اور نصف یہان موجود ہین ہر
طرف صداے الامان بلند ہو کئی سو افسر و مالوٹنے ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ ججاہ
کے آئے عرض کی ہم اطاعت اسلام کرتے ہین بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا لاکھ
سوار و پیدل رہگئے تھے سب مطیع اسلام ہوے بادشاہ دار الامارہ مین آئے تخت پر
آکر بیٹھے فرمایا اوخونخوار یہ مقام تمھارا ہو تاج و تخت کے تم مالک ہو دیکھو پروردگار
نے اُس ملعون سے کیونکر یہ تاج و تخت دلوایا خونخوار نے عرض کی آپ کے تصدق
سے یہ تاج و تخت ملکن ہوا اُس بیحیا نے تو یکایک حکم لگا دیا کہ تبدیل سلطنت کر دو
مجھکو طرف سے پروردگار کے ہدایت ہوئی کہ خدمت طلسم کشا مین جاؤن پروردگار
نے اُسکا یہ انجام کیا کہ آج پھر اُسی تخت پر آکر بیٹھا وہی رفقا حاضر ہین تمام رئیسان
شہر حاضر ہوے اور خونخوار کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی جبدن سے تبدیل
سلطنت ہوئی ہم سب کا آرام و چین اُٹھ گیا ہم لوگ دربار مین نہ آتے تھے کہ ایسے
ظالم کے سامنے کون جائے جو کسی کی قدر نہین کرتا مگر سبحان اللہ آپ کا کیا انجام بخیر
ہوا خونخوار نے کہا ابھی تک تو طلسم ظاہر تھا کہ کوشش سے کام نکلا اب طلسم باطن ہے

جیسے لوح کی ضرورت ہو سب شاہزادیاں جو اسپنے اپنے مقام پر بیٹھی تھین ملکہ عنبر افشان اپنے
مقام سے اُٹھین کہا اے شہریار پروردگار اقبال آپ کا دوچند کرے اور ایسے دشمن سخت پر
غلبہ دے کہ جو یاوہ گو اپنے کو خداوند بتاتا ہو ہم تو آپ سکے مذہب کے تابع ہین اگر حکم ہو
تو کنیز تلاش لوح مین جائے کیا عجب آز جزیرۂ بحرین مین پتہ ملے ملکہ بحرین جادو وہان کی
حاکم و ناظم ہین تمام صحرا عالم آب ہو خشکی نایاب ہو دیکھون بحرین سے کیونکر ملاقات ہو
دو بہری رستے مین حائل ہوتی ہین ہرچند کہ دشمنون نے بدنامی میری مشہور کر دی مگر آرزو
رکھتی ہون کہ وہ ضرور مہربانی فرماوینگی اور کیا عجب ہو کہ خود بھی کمر باندھکر میرے ساتھ ہون
میثاق نے کہا اے عنبر افشان بیٹی بھی یہی منشا ہو کہ بحرین کی کوشش سے لوح دستیاب
ہوگی خونخوار نے کہا مین بھی ساتھ چلون عنبر افشان نے کہا کوئی ضرورت نہین جب
ملکہ بحرین قصد کرینگی تو مین آپ کو بلواونگی جسوقت میری عرضی پہونچے فورا سرفراز
فرمائیےگا اگر لکھون کہ مع بادشاہ آئیے تو بادشاہ کو ساتھ لیکر آئیےگا جیسا موقع ہو دیگا
ویسا لکھونگی بخوبی سمجھا کر ملکہ عنبر افشان تو طرف جزیرۂ بحرین کے چلین نہ پہونچنا اُنکا
گذارش کیا جائیگا مگر ہنگام جو بھاگا کئی لاکھ فوج ساتھ ہو جواہر وغیرہ خزانے سے
نکلوا لیا ہو برتن مین بھر لیا ہو نوبت ونقارے بجتے ہوے اس شوکت وشان سے
بھاگا ہوا جاتا ہو آخر قریب تھہ جفت رنگ پہونچا سر اور پانو زخمی ہین یہ خبر
جمشید کو پہونچی کہ ہنگام باحال خراب آیا ہو سامنے بلوا یا حال پوچھا اسنے کہا کہ
یا خداوند عجب معرکہ گذرا کہ مین براسے ملاقات مینا سے سحر جوش جایا کرتا تھا اُس کی
صحبت سے فساد پیدا ہوا ادھر بادشاہ قلعے مین آ گئے وہ پھر کالی تلوار چلی کیسے کیسے
جادوگر اُنکے ساتھ ہین اول تو آپ کے وزیر صاحب دوسرے خونخوار تنگ پیشانی
کہ جنکو لقب فراخ پیشانی ملا ہو پانچ چھ شاہزادیان ایک بلا سے روزگار کہ کسکو
روکتا اور کس کسکو ٹوکتا آخر شکست کھا کے بھاگا اب بہتر یہ ہو کہ طلسم باطن مین چلیے
ورنہ مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو تھہ جفت رنگ پر بھی آفت آ جائے اور مسلمان براہ
آ وینگے یقین ہو طلسم کشا اس طرف لشکر کشی کرین جمشید نے ہنسکر جواب دیا یہ تقدیر تو

بابدولت تین ہزار برس پیشتر کرچکے ہین کہ قدرت طلسم باطن مین جاوینگے وہان کوئی
مسلمان نہ آسکیگا اور جو آئیگا گرفتار پنجۂ تقدیر ہوگا اسوقت جمشید اُٹھا تخت پر
سوار ہوا سب جادوگرون کولیا اور جنگام اور آن چالیسون قیدیون کو بھی ہمراہ
لیکر طرف طلسم باطن کے چلا کہ پہونچنا اسکا عرض کرونگا مگر حال عنبر افشان یہ گذرا
کہ سات دن برابر رہروی کی ساتوین دن ایک کوہ پر پہونچی دیکھا کہ زیر کوہ جزیرہ
بحرین ہو دریا سے تمار وزخار جوش مار رہا ہو ایک طرف موجے اُٹھ رہے ہین بڑی
بڑی مچھلیان بھی چلی جاتی ہین ایک طرف گرداب ہین اِسطرح کے شور پڑتے ہین
کہ گوش گردون کر ہوتا ہو اُسمین سے نہنگان خون آشام چیخ مار کر نکلتے ہین اور بہے
چلے جاتے ہین عجب طرح کا تلاطم ہو کہ جس مین نہ ناؤ نہ بیڑا عنبر افشان نے پکار کر
آواز دی اے ملکہ بحرین کہان تشریف رکھتی ہو مین آپ کے دیکھنے کو آئی ہون یہ جو
عنبر افشان نے آواز دی پہاڑ کا پہاڑ ایک مقام پر سے پھٹ گیا ایک ساحر جسکے
قد کا پتھر سے نکلا مگر عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب آکر پوچھا اے جان جہان
و اے آرام دل مشتاقان تمھین کسنے بھیجا ہو اور نام نامی تمھارا کیا ہو عنبر افشان نے
کہا مین براے ملاقات بحرین آئی ہون یہی چاہتی ہون کہ اُنسے ملاقات کرون مگر
تمھارا نام نامی کیا ہو اُس ساحر نے کہا سنگبار جادو میرا نام ہو ملکہ بحرین کا ملازم
ہون آپ میرے ساتھ چلیے مین ملاقات کرادونگا عنبر افشان بہ مجبوری سنگبار
کے ساتھ چلین جس مقام سے سنگبار نکلا تھا وہان پر آکر ملکہ سے کہا اِس غار مین
پھاند پڑو خاص دربار مین بحرین کے پہونچوگی اگر شاید پوچھین کہ کیونکر آنیکا اتفاق
ہوا تو بیان کر دینا کہ آپ کا ملازم سنگبار جادو پہونچا گیا مین بھی جلسے مین حاضر
ہونگا ہرچند کہ عنبر افشان کا کلیجہ دھڑکا مگر بڑا خیال یہ ہو کہ اگر بدون حصول مطلب
واپس جاؤنگی تو سب ساتھ والیان ہنسین گی اور کہین گی کہ اس زور وشور سے گئین
اور پھر خالی واپس آئین تو کیا جواب دونگی یہ سوچکر غار مین پھاند پڑین اِسقدر اندھیرا
تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا کچھ جا بجا تصویرین مہیب بدصورت بدہیئت

سنگ سیاہ کے بڑے بڑے پتھر جا بجا نصب ہین اُنکو دیکھتی ہوئی عنبر افشان جاتی ہین مگر
کسی مقام پر ٹھہر نہین سکتین کوئی دوڑاتا ہوا لیے جاتا ہو عنبر افشان داہنے بائین کو
دیکھتی تھین مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھا قریب قصر سیاہ کے پہونچین دروازے پر اُس
قصر کے دو زنگی کھڑے تھے اُنھون نے قریب آکر عنبر افشان کے سامنے سجدہ کرنا
شروع کیا عنبر افشان ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئین اُن زنگیون نے زبان مین ملکہ کی
سوزن دی اور مسلسل و مطوق کرلیا اُسی مکان مین ملکہ کو قید کیا بعد تھوڑی دیر کے
جو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین پر پڑی ہون کوئی دستگیری نہین کرتا حیران ہوگئین
کہ اے عنبر افشان مقام افسوس ہو کہ جلداری تو ہماری خالہ کی ہو نہین معلوم کہ یہ
سنگبار جادو کون تھا اسی سوچ مین دن گزرا شام کو دیکھا ایک زنگن کالی کالی
صورت سوسی کا پائجامہ پہنے ہوئے گاڑھے کی چدریا سر پہ سینی مین کھانا لیے حاضر
ہوئی اور لاکر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے پوچھا یہ کھانا کسنے بھیجا ہو اور ہم کسلیے گنہگار
ہین اور ہمنے کیا خطا کی زنگن رونے لگی کہا بی بی مجھکو ان باتون مین دخل نہین مین
سنگبار کی ملازم ہون اُسنے حکم دیدیا ہو ملکہ نے فرمایا تم یہ بھی جانتی ہو کہ یہان کی
حاکم ملکہ بحرین جادو کہان ہین ذرا ہوسکے تو اُنکو بلا دو ہمین اُنسے کچھ کہنا ہو زنگن
نے کہا میری یہ حقیقت نہین کہ بی بحرین سے بات کرسکون مگر زنگی جادو جو ہمارا
افسر ہو کہو تو اُس سے کہون کہ سنگبار نے بلا وجہ ایک شاہزادی والاقدر کو قید
کیا ہو مگر بحکم خداوند جمشید ثانی انجام بخیر ہوگا ملکہ نے کہا تم زنگی جادو سے کہنا کہ جسکو
قید کیا ہو اُنکا عنبر افشان نام ہو یقین ہو کہ وہ زنگی تا بہ ملکہ بحرین جائے یہ سنکر زنگن
چلی گئی جاکر اپنے افسر سے اطلاع کی اُس زنگی نے کہا ہم خود جاوینگے اور دریافت
کرینگے کہ یہ کیا سحر کہ ہو صبح کے وقت کا کھانا ہمارے پاس لانا ہم خود لیکر جاوینگے
زنگن بہت خوب کہکر رخصت ہوگئی صبح کو کھانا لیکر سامنے زنگی کے آئی زنگی نے
کھانا لے لیا اور خود لیکر چلا جب قریب قصر سیاہ آیا دیر تک سوچا کیا خوف و بیم مین
رہا آخر دروازہ کھولکر اندر آیا ملکہ بیٹھی رو رہی تھین جمال پر جو نگاہ پڑی کلیجہ تھام لیا

براے تسلیم خم ہوا ملکہ نے کہا اے شخص تو کون ہے زنگی قدموں پر گر پڑا کہا میں غلام ہوں
جا ہے سرکاٹ لیجیے میں ہر طرح حاضر ہوں حکم سے انکار نہیں ملکہ نے کہا تو جانتا ہے ملکہ
بحرین کہاں ہیں زنگی نے جو نام بحرین سنا کانپنے لگا کہا اے ملکۂ عالم سال میں ایک
مرتبہ خدمت میں جاتا ہوں تنخواہ اُس سرکار سے پاتا ہوں ملکہ نے کہا اُسکا کہدے گے کہ
سنگبار جادو نے عنبر افشاں کو بلا وجہ قید کیا اور اُس بیگناہ کو صید کیا ہے زنگی نے
کہا میری مجال نہیں ہے کہ میں ایسی باتیں سامنے مالک کے کروں ملکہ بحرین کے بڑے
مرتبے ہیں کل خداوندا ئے تھے بحرین سے دیر تک تخلیہ رہا قدرت عذر کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ میں طرف طلسم باطن کے جاتا ہوں اور تم میری محافظ جان ہو کیم
میری کیا لیاقت ہے کہ میں اُنسے آپ کا حال کہوں مگر کیجیے تو نکال لے چلوں مثل چاکرن
کمترین ہمراہ رہوں اگر مجھکو سرفراز فرمائیے گا تو احسانمند ہونگا ورنہ اختیار ہے ملکہ نے
کہا تو زبان سے سوزن تو نکال لے اُسنے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی
عنبر افشاں نے سب قید توڑ ڈالی زنگی نے کہا میں تو نہ جانے دونگا عنبر افشاں نے
کہا تیری کیا مجال ہے جو ہمکو روک سکے یہانتک تکرار ہوئی کہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا
ملکہ نے تلوار پر ہاتھ رکھدیا ہاتھ رکھتے ہی وہ تلوار پلٹ کر سر پر زنگی کے پڑی کہ دو
ٹکڑے ہوے مارکر زنگی کو ملکہ عنبر افشاں باہر نکلیں چہار جانب نگاہ اُٹھاکر دیکھا ہر
طرف صحراے سنسان کف دست میدان پایاں انسان نہ حیوان کچھ درخت سوکھے ہوے
جو جا بجا لگے ہیں کھڑکھڑا رہے ہیں چاہتے ہیں کہ اس ویرانے سے نکلجاویں لیکن
پانوں میں طاقت کہاں آخر سوچی کہ اے عنبر افشاں ملکہ بحرین سے کیونکر ملاقات
ہو دیکھا اسی دشت ویران میں ایک چشمۂ آب ہے نہایت سیراب و لاجواب ہے ملکہ
طرف چشمے کے چلیں جب سامنے چشمے کے پہونچیں جھک کر دیکھا کہ مثل آئینے کے ہے
ایک طرف ایک قصر مصقول ہے اور اُس میں ایک تخت بچھا ہے اُسپر ایک ساحر سیاہ فام
بیٹھا ہے ملکہ نے بغور دیکھا تو پہچانا کہ یہ تاجدار حباب جادو بھتیجا ملکہ بحرین کا ہے ملکہ
نے پکار کر آواز دی اے حباب ہم تمتک آنا چاہتے ہیں اُس جوان نے کچھ جواب نہ دیا

کئی آوازین ملکہ نے دین مگر کچھ جواب نہ سُنا آخر ناچار ہو کر چشمے مین کود پڑین یہ معلوم ہوا
کہ بڑی بلندی سے کودی تھین بعد عرصۂ دراز کے دیکھا کہ ایک صحراے معتزاہے ہر ویسان
چمن لباس زمردگون زیب جسم کیے نہرین موج مارتی ہین حباب ہین کہ چشمان معشوق وہ
صحراے پر بہار دیکھکر ملکہ کو فرحت حاصل ہوئی مگر حیران تھین کہ وہ قصر کیا ہوا اور حباب
کہان غائب ہوا چہار جانب ڈھونڈھتی پھرتی ہین کہ ایک طرف سے رونے کی آواز
آئی ملکہ نے دیکھا کہ وہی زنگی جسکو مین نے مارا تھا قید خانے مین پڑا ہوا ہچکیں دیے بس
رو رہا ہے کبھی تڑپتا ہے کبھی اُٹھتا ہے بیٹھتا ہے نالے کرتا ہے بیتاب و بیقرار ہے ملکہ نے حیران ہو کر
پوچھا کہ ارے تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچا زنگی نے جو ملکہ کو دیکھا اور زیادہ رونے لگا
کہا حضور اسکا سبب نہ پوچھیے مین روتا ہون آپ کے واسطے یہ راہ طلسم ہے ایسے ایسے
عجائب و غرائب بہت دیکھیے گا مین آپ کا عاشق صادق ہون مجھکو موت نہین اب
بہتر یہ ہے کہ اس صحرا کو طے کر کے نکلا جائے یہ سُنکر ملکہ کو بڑا تعجب ہوا فرمایا کہ یہ وہ جنگل ہے جس
سے گذرنا دشوار ہے لیکن کوئی راستہ سیدھا بتا تو زنگی نے کہا مجھسے سراسر خطا ہوئی
کہ آپ کو رہا کر دیا اب آپ فلان درخت کے نیچے جا کر بیٹھیے ایک جوڑا سیاہ جانور کا
آئیگا وہ آپ کو راستہ سیدھا بتائیگا مین آپکا خیرخواہ ہون مگر امیدوار ہون کہ مجھکو معاف
فرمایئے ملکہ نے اُس زنگی سے منھ پھیرا اُس نخل کے سائے مین جیسے ہی جا کے بیٹھین
دو جانور ان سیاہ رنگ آکر درخت پر بیٹھے اور آپس مین باتین کرنے لگے نر نے کہا
او مادہ کیون ملول ہو رہی ہو مادہ نے جواب دیا ملکہ عنبر افشان کہ زیر درخت
بیٹھی ہین انکو مناسب ہے کہ اس درخت کی شاخ توڑ لین اور اُسکی چھڑی بنا کر اپنے
ہاتھ مین رکھین ملکہ بحرین کو پکارین شاید ہے کہ ملکہ کو خبر ہو جائے عنبر افشان نے
یہی کیا کہ شاخ نخل توڑ کر ہاتھ مین لی اور پکارا کہ اے ملکہ بحرین ہم تمھاری ملاقات کو
آگے ہین اُس جنگل مین تڑاقہ ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ تمام صحرا تاریک ہوا عنبر افشان
نے شاخ نخل کو جنبش دی وہ اندھیرا بدطرف ہوا کہ دیکھا سامنے سے ملکہ بحرین ایک
کشتی پر سوار کئی سو کنیزین پشت پر کشتی بہتی ہوئی آتی ہے جب وہ کشتی قریب آئی تو ملکہ

عنبر افشان نے پکار کر کہا اے ملکہ بحرین ہم تمھاری ملاقات کے طالب ہیں بحرین نے
کشتی کھینچنے والوں کو اشارہ کیا اُنھوں نے ڈانڈ ماری کشتی نے چرخ مارا اور اُسی
پانی میں ڈوب گئی فوارہ چھوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قطرے پانی کے اسقدر بلند
ہوے کہ ایک قصر بنکر تیار ہوا اُس قصر میں دیکھا ملکہ بحرین مسند پر بیٹھی ہیں عنبر افشان
کو پکار رہی ہیں ملکہ عنبر افشان دروازے پر قصر کے پہونچیں ایک کنیز اندر سے
نکلی اُسنے آکر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اگر آپ ملاقات بحرین کی طالب ہیں تو سامنے
کمرہ ہے اُس میں جا بیٹھیے ضرور ملاقات ہوگی ویسے ہی ملکہ کمرے میں گئیں کسی نے دروازہ
بند کر دیا وہیں زنگی گوشے سے پیدا ہوا اُسنے آکر زبان میں سوزن دی ملکہ کو مسلسل
و مطوق کر کے ایک جانب لے چلا جب صحرا میں پہونچا تو بحرین سامنے سے آئیں
زنگی کو جھڑکا کہا او بے حیا تو نے غضب کیا جو کوئی ہماری ملاقات کو آئے اُسکو تو
گرفتار کرے یہ کہکر زنگی کو تمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا عنبر افشان کی زبان سے سوزن
نکل گئی زنجیریں ٹوٹ کر گریں بحرین نے عنبر افشان کا ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا کیسا مزاج
رہا عنبر افشان نے کہا اے مادر مہربان ایک ہفتہ مجھکو گذرا کہ اس صحرا میں ماری ماری
پھرتی ہوں جس زنگی کو تمنے مار ڈالا اُسنے کبھی دوستی کی کبھی دشمنی آپ کو کئی مقام پر
دیکھا مگر ملاقات نہ ہوئی اب میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ سے ملاقی ہوئی بحرین
نے کہا اے نور نظر تم انقلاب طلسم سے آگاہ ہوکر قدرت بھاگ کر طلسم باطن میں تشریف
لیگئے وہاں بھی وہی عیش و جشن ہے ہم لوگوں پر تاکید ہے کہ راستے روکو تو میں نے
بھی ملاقات موقوف کر دی تمھاری تکلیف کا حال سُنکر دل بیقرار ہوا تب ملاقات
کو آئی نگہبان بیٹھ گئے ہیں مقام عجائب و غرائب سے مملو ہے اور میں تو راہبر ہوں جزیرۂ
انتخاب کا راستہ میرے تہ خانے میں ہے انتخاب جادوگر مالک لوح ہے اُس تک پہونچنا
بہت دشوار ہے اے نور نظر جو کوئی ایسا ارادہ کرے وہ اپنی جان کا دشمن ہے لیکن میں
تمکو تا بہ جزیرۂ انتخاب پہونچا دونگی مقام لوح کو دیکھکر تمھیں اختیار ہے جو تدبیر
چاہنا وہ کرنا عنبر افشان نے کہا اے مادر مہربان میں نے آپ کی شفقت کے بھروسے پہ

دیکھی نہین بجلی مین بھی ہنسنے یہ شرارت
کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہی

روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت
نیرنگی دور فلک نیلو فری ہی

کٹ جاتی ہر جو عمر رواں چشم زدن مین
معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہی

اُس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم
رخسار مین اک جلوۂ نور سحری ہی

آمادہ ہر وہ قتل پہ تو ٹے ہوے تلوار
ہشیار رہو لا موقع سینہ سپری ہی

پھر آپ سے تڑپا نہین رعنا بہ خنجر
مجبور رہو بندہ ہر خطا سے بشری ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط برپا رہا صبح کو بحرین نے چند باتین کان مین عنبر افشان کے کہین اور آواز دی کہ او دل شکن جلد حاضر ہو دیکھا پہلو سے وہی زنگی جسکو مار ڈالا تھا تنتنا ہوا سامنے آیا بحرین نے کہا او دل شکن ملکہ کے ہمراہ جاؤ انکو تا جزیرۂ انتخاب پہونچاؤ مگر خبردار راہ مین شرارت نہ کرنا اسم باسمی ہو اگر اسکو کوئی صدمہ پہونچے گا تو مین بیقرار ہونگی اسکی راحت سے مجھکو راحت ہو دل شکن زنگی نے کہا او ملکۂ عالم اگر میرا کہنا یہ مانینگی تو مین بر سر جزیرۂ انتخاب پہونچا دونگا اور اگر میرا کہنا نہ مانین گی تو آوارہ رہین گی عنبر افشان نے کہا او مادر مہربان آپ اسکی باتون کو ملاحظہ فرمایئے یہ مجھسے طالب وصل ہر مین یہ کہنا قبول نہ کرونگی زنگی نے عرض کی میری مجال ہر کہ ایسا امر آپ سے کہون آیندہ آپ کو اختیار ہر غرض بہر نوع بعد تکرار بسیار اُس زنگی نے ایک تخت تیار کیا اُسپر ملکہ عنبر افشان سوار ہوئین زنگی پایۂ تخت تھامے ہوے تخت کو لیے جاتا ہر جب ایک صحراے وحشت خیز مین پہونچا تو زنگی نے پایۂ تخت چھوڑ دیا عنبر افشان تخت سے گری تخت ایک طرف جا کر گرا مگر عنبر افشان جو زمین پر آئی دیکھا ایک کوہ لالہ زار ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہر تختۂ لالہ بادل داغدار پہاڑ پر کھلا ہوا ہر اکثر طائر آتے ہین قریب لالہ زار آکر غل مچاتے ہین پھر اُڑ جاتے ہین ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ جو کیا ایک طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے پوچھا او طائر وحشی یہ کیا مقام ہر وہ طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا او ملکۂ عالم یہی راستہ سیدھا ہر ورنہ کوہ مین سے ہو کر جایے دل شکن کا انتظار کیجیے نہین معلوم وہ کب آئے دیکھیے اُسپر

کیا گزرے اُسکی جان پر بنی ہوگی وہ بیوجہ چھوڑ کے نہین چلا گیا عنبر افشان نے کہا مین
اُسکی خواہان نہین ہون اگر آوے ساتھ لے جاوے ہنہ جزیرۂ انتخاب کا ملنا چاہیے مگر
بلا کا راستہ ہی کسی طرح صاف نہین طائر بہ سامنے سے چلا گیا عنبر افشان درۂ کوہ مین
داخل ہوئی دیکھا ہزار ہا عورتین درۂ کوہ مین کھیل رہی ہین عنبر افشان کو دیکھکر سب نے
سلام کیا پوچھا حضور کہان جائیے گا عنبر افشان نے کہا جزیرۂ انتخاب کی خواہش ہی
تمھین کچھ نشان بتاؤ ان عورتون نے اشارہ کیا کہ سامنے جاؤ عنبر افشان ان عورتون
سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ دیکھا کئی ہزار زنگیان آدمخوار بیچ مین ان سب کے دل شکن بیٹھا
ہو سب زنگی حربے لیکر اُٹھے چاہتے ہین اُسکو ذبح کرین آگ سامنے جل رہی ہی ارادہ ہی
ذبح کرکے اُسکے کباب لگائین زنگی نے جو عنبر افشان کو دیکھا فریاد کرنے لگا کہ حضور
اس عذاب مین مبتلا ہون آکر مجھکو بچائیے عنبر افشان نے کہا کیون صاحبو اسنے کیا
خطا کی سب نے کہا یہ آپ کو کیون لایا راہ جزیرۂ انتخاب وہ راہ پیچدار ہی کہ کوئی بھید
نہین ملتا طائر اسے اور نے آپ کو یہانتک پہونچایا یہ کہکے ایک زنگی اُٹھا اُسنے ہاتھ
تلوار مارا ہی دیا سر زنگی کا کٹکر گرا کل زنگیون نے چیر پھاڑ کر گوشت اُسکا کھایا سر کو
ایک طرف پھینک دیا ملکہ سے کہا اب آپ سامنے جائیے راستہ آپ کو ملیگا کوئی
راہ بتا دیگا ملکہ عنبر افشان اُسی جانب چلین دیکھا ایک درخت پر ہزار ہا جانور
بیٹھے ہوئے زمزمہ سرائی مین یہ آواز دے رہے ہین ای آیندو روندہ راہ جزیرۂ انتخاب
ہو مصیبت لاجواب ہی لہذا ای جانے والے اس راہ کو سمجھکر طی کرنا ملکہ ان آوازون کو
سنتی ہوئی سرکو دھنتی ہوئی جاتی ہی کہ ایک طرف سے غول کا غول آہوون کا پیدا ہوا
آہوون نے آکر عنبر افشان کو گھیر لیا نگاہ مین ڈالتی ہین جن آہوون کے سرون پر
سینگ ہین وہ سینگ بڑھاتے ہین کہ ملکہ کو غربال کرین یہ وقت چلنے کے بحرین نے
تعلیم کر دیا تھا کہ مجمع آہوان جادو آگے نہ بڑھنے دیگا تم کہنا کہ ہم فرستادۂ بحرین ملکہ
نے جو یہ کہا کہ ای آہوان صحرا نشین مجھکو ملکہ بحرین نے بھیجا ہی مین تا بہ جزیرۂ انتخاب کے
جاؤنگی آہو سامنے سے ہٹے اشارہ کرتے تھے کہ سامنے جاؤ تھوڑی دور اور بڑھی تھی

کہ دیکھا ۔۔ دار ایک کنیزان ہزاس میں سے آواز آتی تھی کہ افسوس ہو غریق چاہ محبت ہوا
کہ معشوق سے خبر نہ لی ملکہ نے جھک کر دیکھا کہ وہی زنگی دل شکن غوطے کھا رہا ہو اور
پکارتا ہو کہ مجھکو بچا لیجئے ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر زنگی کا ہاتھ تھاما ڈوبتے ہوئے کو نکالا زنگی
نے آکر قدموں کو بوسہ دیا کہا ای ملکۂ عالم سب چوکیاں طے کر آئیں اب ۔۔ سامنے جزیرۂ انتخاب
ہو مگر بہت ہوشیار جانا انتخاب جادو سحر میں طاق ہو شہرۂ آفاق ہو لوح کا مقام دیکھکر
جلدی آنا اور کچھ تردد نہ کرنا خوبی سمجھا کر وہ زنگی تو غائب ہوا عنبر افشان آگے بڑھی دیکھا
کہ پختہ مکان معلوم ہونے لگے کنارے دریا کے عمارت ہائے عالی بنی ہوئی ہیں ملکہ
عنبر افشان ٹہلتی ہوئی سامنے اُن مکانون کے پہونچیں کہ ایک طرف سے دیکھا آگے
آگے ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوئے پشت پہ کئی ہزار کنیزیں پکار کر آواز دی ای
عنبر افشان بڑی تکلیف اٹھائی کیونکہ یہانتک آئیں دل شکن کہان گیا عنبر افشان نے
جواب دیا کہ حقیقت میں بمشکل آپ تک پہونچی انتخاب جادو نے بڑھکر عنبر افشان
کا ہاتھ تھام لیا ساتھ لیکر چلی اپنے قصر میں لائی سامنے کا دروازہ کھولدیا اور کہا ای
عنبر افشان خیال کر کے دیکھو عنبر افشان نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہو
اُس میں ایسی روشنی ہو کہ معلوم ہوتا ہو برج آفتاب ہو کئی لاکھ جادوگر گرد اُس گنبد
کے اُترے ہوئے ہیں اور سحر کر رہے ہیں انتخاب جادو نے کہا ای عنبر افشان یہی
برج اسرار ہو بانیان طلسم نے لوح کو اس میں رکھا ہو یہ روشنی لوح کی ہو دیکھ لو اور
رخصت ہو عنبر افشان کے ہوش اُڑ گئے کہتی تھی مقام افسوس ہو کہ یہانتک سعد
شہریار کیونکر آوینگے اور گنبد اسرار تک کیونکر پہونچیں گے کیونکر لوح لیں گے بس
معلوم ہوا کہ طلسم باطن فتح نہ ہوگا کہ انتخاب کھڑی ہوگئی سب کنیزیں پرا جما کر کھڑی
ہوئیں اور سامنے سے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہو ادھر
انتخاب و سب کنیزیں اُسی طرف دیکھ رہی ہیں وہ نقابدار قریب قصر آکر اُترا اور
تلوار ہاتھ میں پنجوں کے بل اکڑتا ہوا قصر میں آیا سوائے انتخاب کے اور سب نے
سلام کیا انتخاب نے پوچھا ای نور نظر وای پارۂ جگر اسوقت دھوپ میں کہان سے

ہوئی مہرلقا بدار نے نقاب چہرے سے ہٹائی ایک برق چمک گئی عنبر افشان نے اپنا
سر جھکا کر کہا اے مالکۂ عالم آپ مجھے آگاہ نہیں منجم ماہتاب سرگروہ ان دختہ انتخاب گشت
کرکے آئی ہوں مجھکو یہ خبر ملی تھی کہ طلسم کشا صاحب ادھر آئے ہوئے ہیں کیا مجال اور کیا
تاب و طاقت ہے کوئی ساحر اگر مثل سامری و جمشید ہو تو ادھر نہیں آسکتا بارہ کوس کے
گردے کی زمین میرے اختیار میں ہے کیا مجال کہ پرندہ بھی پر مار سکے اور درندوں کی کیا ہمت
ہے کہ اس صحرا سے گذرے انتخاب نے کہا بیٹا خاموش رہو وہ لقا بدار پھر نقاب اپنے
چہرے پر آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا انتخاب نے کہا یہ عجب
معرکہ گذرا کہ اسوقت یہ لقا بدار بھی آگیا اور آپ کو دیکھ گیا اب انتظام معقول کرے گا
کوئی غیر اس صحرا میں نہ آسکیگا عنبر افشان نے کہا میں رخصت ہوتی ہوں انتخاب نے
کہا بی بی تمنے بڑی تکلیف اٹھائی آج شب کو یہاں تشریف رکھو کل اختیار ہے ہر چند ملکہ
عنبر افشان نے چاہا رخصت ہو جاؤں مگر انتخاب نے بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ کیا
عنبر افشان کو مقام صدر پر بٹھایا گائنیں گا رہی ہیں رقاصہ ناچ رہی ہیں اور جام ارغوانی
گردش میں صدائے ہوشیار باش و نوشا نوش بلند ہے سب بخوشی بیٹھے ہیں کہ وہی لقا بدار
گرم صحبت میں آیا کرسی پر بیٹھکر کہا کیوں مادر مہربان آپ نے عنبر افشان کو اپنے قصر
میں جگہ دی گنبد اسرار بھی دکھا دیا ایسا نہ ہو کہ آپ کے واسطے باعث خرابی ہو انتخاب
نے کہا بیٹا مہمان کا آنا اور مایوس ہو کر جانا گوارا نہ ہوا لقا بدار نے کہا ہم جانتے ہیں
کہ آپ مقدمۂ لوح میں گنہگار ہونگی اور قدرت آپ کے ساتھ بدی پیش آوینگے
انتخاب نے کہا اے نور نظر مثل میرے کون حفاظت کر سکتا ہے کئی مہینے گذرے ہیں کہ
دشمن اپنی فکر میں ہیں پھر انتخاب نے کہا بیٹا میری خطا جب ہے کہ میرے انتظام میں فرق
ہو رات کا سونا چھوڑ دیا دن کو تھوڑی دیر سو رہتی ہوں وہ ان جمشید ثانی کہا میں
کہ اب قدرت پلٹ کر طلسم ظاہر میں آئیں لقا بدار نے کہا اے مادر مہربان حقیقت یہ ہے
کہ یہ مقام لوح دیکھکر جاوینگی طلسم کشا سے ضرور ذکر کرینگی لیکن اے مادر مہربان میں نے
مینا کو اس ذلت و خواری سے گرفتار کیا تو یہ کرکے پلٹ جاوینگے اندر لوح تک نہ پہنچینگے

انتخاب نے کہا اے نور نظر جو کچھ ہوا ہے وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ بھی دیکھیں گے اس سے
تو ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ عمر طلسم تمام ہوئی اب دیکھیے کیا ہو خداوند مردہ جو کتاب میں اپنی
لکھ گئے ہیں وہ سب ضرور ہوگا یہ کہکر نقابدار کو رخصت کیا بعد جانے نقابدار کے ملکہ
عنبر افشان نے پوچھا اے انتخاب جادو یہ صاحبزادی کون ہیں جنکو اپنے انتظام پر بڑا
گھمنڈ ہے انتخاب نے کہا یہ میری بیٹی ہے نام اصلی قمر عذار آفتاب جمال گشت صحرائے
طلسم کی اسکے متعلق ہے آجتک انکی نگہبانی میں کوئی فتور نہیں ہوا رات بھر اسی گشت
میں رہتی ہیں اور اے عنبر افشان جمال دیکھا جمال پر جب نگاہ پڑے تو کیسا ہی رابط وضابط
ہو مگر غش کھا کر گرے حقیقت میں قمر عذار ہے بڑے بڑے لوگ اسکے جویا رہے ابتک
میں نے قبول نہیں کیا خداوند مردہ کتاب میں لکھ گئے ہیں کہ یہ طلسم کشا کے ساتھ ہونگی
جو فرزند جمشید ثانی سے مقابلہ پڑیگا تو یہ طلسم کشا سے موافق ہوگی حقیقت میں اگر
ایسا ہوا تو قدرت کو مشکل پڑیگی غار افراسیاب میں جا کر وہ سحر کیا کہ وہاں کے حاکم
تعریفیں کرتے تھے عنبر افشان نے کہا کیوں اے انتخاب جادو غار افراسیاب کیا
مقام ہے میں جو براے امتحان کی بنا ہیں کوٹھری ہے اُس میں سے شعلہ ہاے آتش نکلتے
ہیں اور آواز آتی تھی کہ اے عنبر افشان ابھی تم امتحان کے لایق نہیں ہو لیکن وہاں
نگہبانوں نے امتحان لیا اور سند بھیکدی انتخاب بولی وہ وہ مقام ہے کہ سامری و جمشید
نے اس آگ کو روشن کیا امتحان دینے والوں کے واسطے ایک سند ملتی ہے عنبر افشان
نے کہا کیوں اے انتخاب کسی نے کوٹھری میں جاکے بھی دیکھا کہ اندر اسکے کون ہے انتخاب
نے کہا یہ حکم نہیں ہے کوئی اندر نہیں جانے پاتا لیکن قمر عذار جب بہر امتحان گئی
تو کوٹھری میں گھس گئی دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہے ہاتھ چمکا رہا ہے اسنے جو عنبر افشان کو
دیکھا بے اختیار ہو گیا کہنے لگا اے جان جہان وے آرام دل مشتاقان تجھ ایسی ساحرہ
یہاں نہیں آئی خداوند مردہ نے تجھکو اپنے ہاتھ سے بنایا آ میرے پاس بیٹھ جا یہ اسکے
پاس بیٹھ گئی اسنے قصد کیا کہ جسم پر ہاتھ رکھے یہ برہم ہو کر اٹھ آئی جیسے ہی باہر نکلی دیکھا
سند پڑی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ قمر عذار کا اب کوئی مثل نہیں ہے نگہبانوں نے جو دیکھا

قدمون کو اسکے چومنے لگے اور کہتے تھے ای قمر عذار تم مقبول بارگاہ خداوند ہو کہین یزدی
صاحبزادی ہو کہ جسکو نائب قدرت نے پسند فرمایا پس اب رخصت ہو زیادہ حالات
نہ پوچھو اگر یہ طلسم کشا کے ساتھ ہو جائیگی تو مین خاک اڑاؤنگی اور قدرت سے فریاد
کرونگی یقین ہو کہ قدرت دل پھیر دین اور یہ میری اطاعت کرے پھر اسکا جدا ہونا
واسطے طلسم کشا کے خرابی ہو راتون کو آنکھو چین نہ پڑیگا اور یہ خیال بھی نہ کریگی مین غرض
ایک مرتبہ طرف غار افراسیاب کے جاؤنگی کہ وہ سرحد ترکستان مین ہی بڑے بڑے
ساحر وہان جمع رہتے ہین اور مہینون کوشش کرتے ہین تب سند ملتی ہی یہ سب باتین سنکر
عنبر افشان رخصت ہوئی جیسے ہی باہر نکلی دیکھا ہزارہا ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے
کھڑے ہین عنبر افشان نے چاہا پلٹون دروازہ قصر کا بند ہو گیا اُن سب ساحرون نے
عنبر افشان پر حملہ کیا عنبر افشان لڑنے لگی ایک ساحر نے قریب آکر ڈبیہ خاک
قبر جمشید کی کھولدی عنبر افشان بیہوش ہو کر گری اب اسکو خبر نہین کہ مین کہان
جب ان ساحرون نے قفس آہنی مین بند کیا اور زمین پر رکھدیا کہ ایک دھوان زمین
سے نکلا قفس کو گھیر لیا اور گرجتا ہوا چلا قضاے کار قفس اڑا ہوا جاتا ہی نہین معلوم
کہان روانہ کیا مگر بادشاہ لشکر اسلام لشکر مین ہین خونخوار فراخ پیشانی ومیثاق
حاضر خدمت ہین اور جادوگرنیان جو بیٹھی ہین وہ خود بخود ہنستین خونخوار نے کہا
کیون بی بیو بلا وجہ ہنسنے کا کیا باعث کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک طائر آسمان سے
آیا اُسنے پکار کر آواز دی کہ اے خونخوار بادشاہ عادل مقام افسوس ہی کہ عنبر افشان
کی قید طرف جزیرہ ملمع خوان کے جاتی ہی اگر وہان پہونچ گئی تو پھر زندہ رہنا دشوار
ہی یہ کہکر طائر جل گیا خاک اُسکی برباد ہوئی مگر خونخوار اپنے مقام سے اٹھا جھولی
سے ایک پرچہ نکالا اُسکو دیکھا اور باہر نکلا چہار جانب دیکھ رہا ہی مگر کوئی علامت
نہین معلوم ہوئی کہ صحرا سے ایک عقاب آیا خونخوار اسپر سوار ہوا عقاب اڑکر
بلند ہوا اب خونخوار نے دور سے دیکھا ایک دھوان پیچ وتاب کھاتا ہوا آتا ہی
اُس دھوئین کو دیکھکر خونخوار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالنے شروع کیے

کہ وہ دھوان قریب آیا خیال کرکے دیکھا کہ دھوئین کے اندر قفس آہنی چھپا ہوا ہی
اور اُس قفس مین عنبر افشان تہی۔ ہر خونخوار نے جو عنبر افشان کو اِس حال مین دیکھا
کہ زبان مین سوزن سرڑالے ہوے ہچکیان لے رہی ہی خونخوار نے پانی برسایا آگ
دھوئین کو مٹایا دھوئین کو مٹا کر چاہا قفس پر ہاتھ ڈالون کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای
خونخوار خبردار ہاتھ قفس پہ نہ ڈالنا یہ سحر خداوندی ہی اگر اِس پر ہاتھ ڈالیگا تو جلکر خاک
ہوجائیگا خونخوار نے دیکھا کہ ایک ساحر پیدا ہوا ہی ہوے سر سے دھوان نکلتا ہوا
تڑپ کے قفس پہ گرا قفس کو لے چلا خونخوار نے کئی سحر کیے لیکن وہ ساحر نہ رُکا
قفس کو لیکے نکلگیا مگر یاسمن رنگین پوش یہ سب معاملہ دیکھ رہی ہی جب دیکھا کہ وہ
ساحر نہ رُکا تو یاسمن بلند ہوئی چاہا تڑپ کر گردن اور قفس کو چھین لون کہ اُس ساحر
نے تلوارین برسائین یاسمن نے وہ تلوارین توڑین اُس ساحر نے آواز دی ای
جگر خراش جلد آ اِس ظالم کو اپنا گانا سُنا کہ ایک طرف سے ہوا سے سروچلی شاخسار
نخل ہلین ایک شاخ کنگر زمین پر گری دیکھا ایک جادوگرنی نہایت شوخ و شنگ
موسوم بہ زعفران رنگ اُٹھتے اُٹھتے پکاری کہ ای یاسمن ذرا اِدھر متوجہ ہو دیکھو
کیا اشعار کہے ہین عاشق معشوق کی یاد مین پڑھ رہا ہی وہ اشعار یہ ہین **نظم**

خدا نم دل ربود از من کہ اسے — نشان پرسم کجا اُو از کہ ناسے
ہمہ مشرب بجوش از بادہ جامے — بود با تاکسان خوردن حرامے
من از مذہب بہ رندے درگذشتم — زمن گبر و مسلمان را سلامے
زموسی ما جدا اے طور پر سیم — خدا را جلوہ بالاے بامے
چرا صیدت نگردد مرغ جانم — چہ خالیست دانہ باشد زلف دامے
دل عشاق پامال ادا شد — ہنوز ہست آن پری در خوش خرامے
روان بخشند لیکن فرق این است — صنم با ناز و عیسیٰ از کلامے
پریشان نیست کاکل بر رخ یار — برائے مرغ جان گسترده دامے
ز رقصت تا عدم شد شور تحسین — بہ سوئیم ہم خدا را یک دوگامے

صبا مستانہ گل شد بہ گلشن
کشیدم نالہائی شب بہ جرشش
فلک طرز جفا سے ترک بگرفت
خلیل العصر آسا یہ چو از ناز
وفا سے دور چرخ این است ساقی
زہستی تا عدم دانی چہ فرق است
نہ تنہا کار عشق است رعنا

دگر از نو بہار آمد پیاپے
خبر دار از من کہ با او پیاپے
بہ جرم غیر از من انتقامے
بود در عشق ہر یک پختہ خامے
نہ جم ماندہ نہ جمشید و نہ جامے
نہ باشد جیش الا یک دوگامے
مسلمان ہندوش ہندو پرست رائے

جب اشعار عاشقانہ یاسمن نے نے جھومنے لگی آنکھین سُرخ ہوگئین اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ چلو باغ ہمیشہ بہار مین تمھارا سب انتظار کر رہے ہونگے نرگس شہلا چشم براہ ہے سنبل پیچان پریشان و بیقرار جام گل شراب شبنم سے خالی ہر گل لا ابالی کسی جانب باغبان و صبا دوڑ رہے ہین گلچین و صبا مین جھگڑے پڑ رہے ہین اسطرح مسکرا مسکرا کر باتین کین کہ یاسمن کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوگئین وہ جو ساحر آسمان سے آیا تھا وہ قفس کو لے گیا یہ نازنین یاسمن کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگئی میثاق نے چاہا بڑھکر روکون مگر زبیر ونہ بن عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا اے وزیر اعظم اسوقت ہنگامہ گیر ودار بلند ہوا اور جو ساحر جم گیا ہر تمھارا رنگ نہ جمے گا خونخوار ایسا ساحر کیا کیا کہ وکوشش کی مگر وہ بدنہ کا قفس کو لے ہی گیا بادشاہ و میثاق و خونخوار وغیرہ رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر بارگاہ مین بیٹھے صلاحین ہونے لگین بادشاہ نے فرمایا مین کل روانہ ہونگا ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ روکین جسکو ساتھ چلنا ہو وہ چلے ورنہ مجھکو مہلت دے کہ مین جا کر اُن گرفتاران دام مصیبت کی رہائی کی تدبیر کرون سامنے سے ساحر آکے لیگیا اور ہمارے کیے کچھ نہ ہو سکا لہذا کل جسکو چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے خونخوار نے عرض کی غلام تو ضرور ہی ساتھ چلیگا سب سرداروں نے عرض کی غلامان جانباز ہمراہ رہین گے بادشاہ نے فرمایا مین چاہتا ہون اس سفر مین یکہ و تنہا جاؤن اگر وہ دستیاب ہوئی

اور مناسب ہوگا تو مین پلٹ کر تمہ چھدون کے پاس آونگا اگر لوح نہ ملی تو مجھسے ملاقات
نہ ہوگی بڑا مقام افسوس ہے کہ سب قیدی چھوٹے آسمان پری دفرلیشہ قید رہین
اُنکی رہائی کی صورت بنتی نہ ملی خدا اُنکو رہا کرائے اُسدن آرام آئے آجتک کوشش
بیکار گئی رات بھر یہ صلاحین مشورہ رہا صبح کو بادشاہ نے لباس جسم پر آراستہ کیا اور
سلاح جنگ لگائے گھوڑے پر سوار ہوئے خونخوار و میثاق سحر کرکے بلند ہوئے
جانورون کی شکل بنکر بادشاہ کو دیکھتے ہوئے چلے بادشاہ گھوڑا اڑاے ہوے جاتے
ہین سرداران غیر ساحر تھوڑی دور تک ساتھ آئے آخر بادشاہ نے سب کو رخصت
کیا سب پلٹ گئے بادشاہ گھوڑا اڑاتے ہوے جاتے ہین کئی کوس راستہ طے کیا تھا
کہ سامنے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان اپنے
گھوڑے اُڑاتے ہوے آتے ہین اُس جوان نے جو بادشاہ کو اکیلا دیکھا اپنے
ساتھ والون سے آواز دی اِنکو گرفتار کرلو چہار طرف سے وہ لوگ آگ برسانے
لگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ساحرون کے سحر ہٹے آسمان سے خونخوار اور
میثاق نے جو دیکھا کہ بادشاہ پر سحر کارگر ہو رہے ہین اور خونخوار بھی دیکھ رہا ہی
کہ کیا دجادو سب کا افسر ہو یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون خونخوار زمین پر
آیا اور الو کیا کہ او بھیا تو چاہتا ہی طلسم کشا کو گرفتار کرلے یہ غیر ممکن ہی مجھسے تو اول
مقابلہ کر یہ کہکر ایک دستک دی کہ ایک جوان لحیم و شحیم گینڈے پر سوار آیا پشت پر
کئی غلام حبشی شور کرتے ہوے آتے ہی للکارا کہ او کیا دجادو ہمارے شہنشاہ کا
مقابلہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہی پہلے مجھسے مقابلہ کر جب مجھکو قتل کرلینا تب اختیار ہو
ہر چند کہ یہ حقیقہ مجبور و ناچار ہی لیکن تیرے مقابلے مین کب بیکار ہی کیا دجادو تلوار
چمکاتا ہوا پلٹا اُس جوان پر جا پڑا غلام جو اُس جوان کے ساتھ ہین وہ بھی برابر
لڑ رہے ہین اپنے مالک کے قریب کسی کو نہین آنے دیتے کیادو نے ہاتھ تلوار کا
مارا اُس جوان نے سپر کو جو سدی پناہ کیا وار کو اُسکے پر آسیب سپر رد کیا اُلجھادے
سے ہاتھ نکالکر مارا خونخوار نے بھی دستک دی دستک کی یہ آواز سنکر اور زیادہ

چمک کر لڑنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر کو اُٹھا دیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری تا بہ جگر گاہ پہونچی جگر سے کیباد کے دھوان نکلا اُس دھوئین نے غبار باندھا اُس دھوئین سے زخم کیباد کا صحت پا گیا سات مرتبہ اُس جوان نے کیباد کو قتل کیا مگر ہر مرتبہ صحت پا گیا خونخوار نے جو دیکھا کہ کیباد نہین مرتا ہر مرتبہ صحت پا جاتا ہو جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک طائر نکالا اُسکو چھوڑ دیا اُس طائر نے سر پہ کیباد کے آکر ایک چیخ ماری دہن سے آگ نکلی طائر جلا خاک اُسکی کیباد پر گری کیباد بھی جلنے لگا میثاق نے آسمان سے ایسا سحر کیا کہ سب ساحر بھاگے فیروزہ بن عمرو حقہ ہاے آتش بازی مار رہا ہو جب حقہ دس پانچ کو جلا دیا آخر وہ سب بھاگے میثاق نے چلتے چلتے کئی ہزار کو جلایا باقی سب بھاگ کر دروں کوہ مین چھپے خونخوار نے عرض کی اے شہریار یہ راہ جزیرۂ انتخاب ہو قدم بقدم ساحر بھرے ہوے ہین جا بجا سرکار کو روکین گے اب آج اِسی مقام پر مقام کیجے شب بھر عیش و فرحت رہے صبح کو پھر روانہ ہو جیے گا بادشاہ نے حکم دیا گوشۂ صحرا مین بارگاہ استادہ ہو ہمارے ساتھ سواے فیروزہ کے اور کوئی نہ رہے میثاق و خونخوار الگ اُترے بادشاہ جاکر بارگاہ مین بیٹھے فیروزہ سے فرمایا اگر ہو سکے تو کچھ بہار فیروزہ بن عمرو سامنے آکر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بوسے ہونٹونکا شب وصل وہ کیا دیتے ہین
ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین
جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا
ایک ٹھوکر سے وہ کشتے کو جلا دیتے ہین

کشتۂ تیغ نگہ تک نہ کہین پھر کے نگاہ
خون بہا مانگے تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا
شام جب ہوتی ہی ہم انکو دعا دیتے ہین

فیروزہ بڑے زور و شور سے گا رہا ہو بادشاہ نے تاج اُٹھا کر رکھدیا ہو سر برہنہ بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین دو پہر شب گذر چکی ہو زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہو بڑھتی جاتی ہو زلف مہوشان کا ڈھنگ ہو اُس رات کا عجب رنگ ہو کہ ایک ابر گلنار آسمان پہ پیدا ہوا بارگاہ پہ آکر لہرایا ایک دنا تا ہوا کہ فیروزہ کانپ گیا وہ ابر

بیٹھا ایک تخت زمردین آیا اُسپر ایک معشوق خوش وضع کبک رفتار شیرین گفتار سوار
آفتاب جمال ابرو ہلال دونون ہونٹھ برگ گل طائرون کا ابرہین خل رہ نازنین ہنستی
تو معلوم ہوتا ہو کہ درج دہن کھلا موتی برس رہے ہین دندان گوہر شاہوار جیسے آب
مروارید نثار کلام مین مسیحائی وضع مین رعنائی زیبائی وہ نازنین تخت سے اُتری بادہ
نوبہ تنہا کہ حوسے مار ہونگی مگر جب نگاہ پڑی جمال جہان آرا سے بادشاہ کو دیکھا حیران
جمال ومحو دیدار ہوگئی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو کہ زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی
ہین صباحت ثابت ہوتا ہو کہ صبح وشام گلے ملتے ہین روشنی عارض کی صبح حلب جھک کر
سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھا دیا اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کے پاس بیٹھی
زانو پر ہاتھ رکھکر پوچھا آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہو کچھ آپ کو خوف نہ آیا کہ پرائی
عملداری مین آپ آکر اُترے یہ تو خبر ضرور سُنی ہوگی کہ یہ راہ جزیرۂ انتخاب ہو ہر منزل
مین ساحران نامی مقرر ہین آپ جا بجا روکے جاوینگے اور مین ہتمم گشت ہون یہ سنکر
بادشاہ نے فرمایا میرا نام مشہور ہو سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران عالیوقار طلسم کشاے
نوخیز جمشیدی انشاء اللہ تا بجزیرۂ انتخاب پہونچین گے ہر چند کہ جو شاہزادی
واسطے دریافت حال کے گئی تھی وہ گرفتار ہوگئی ہم اُسی کی رہائی کو جاتے ہین مگر
انشاء اللہ اُسکو رہا کرینگے جو جو تیری گرفتار ہوگئے ہین اُن سب کی رہائی ہو تب
دل کو قرار آئے قمر عذار نے جواب دیا بڑی محنت آپ نے اپنے اوپر گوارا
کی ہو آپ کا خدا آپ کی مدد کرے قمر عذار تو ہنس ہنس کے یہ باتین کر رہی ہو کہ
آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ مین جانتی ہون کہ تجھکو اپنے سحر پر ناز ہو
مگر سنم انتخاب جادو کیا ہین تجھکو زندہ چھوڑونگی قمر عذار نے جو ماں کو دیکھا گھبرا گئی
آواز دی کہ ای مادر مہربان آپ اگر سچ پوچھیے مین انکو بہکانے آئی ہون مگر یہ نہین
مانتے بہت مجبور ہورہی ہون مین نے ابھی تک کوئی کلام محبت آمیز نہین کیا انتخاب نے
سامنے آکر گولہ مارا قمر عذار نے ہنس دیا گولہ پھٹ کر گرا قمر عذار نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا گولہ فولادی نکالا مگر پکار کر آواز دی کہ ای مادر مہربان مجھکو خوف آتا ہو کہ یہ گولہ

خالی نہ جائیگا اپنے کو بچائیے بھاگ جائیے انتخاب نے دیکھا کہ حقیقت مین یہ گویا استاد
سامری و جمشید ہے اس سحر مین بڑا بھید ہے ترتیب کر بلند ہوئی اور بھاگی مگر چلتے چلتے یہ کہ گئی
کہ او قمر عذار چین نہ لینے دونگی پاس خداوند جمشید ثانی کے فریاد کو جاؤنگی انکو لاکر
تجھسے لڑواونگی قمر عذار ہر چند کہ زرد ہو گئی مگر کہا او شہریار آپ کی محبت مین یہ جفا
اول ہے کہ مان دشمن ہوئی مگر شکر کرتی ہون اگر گولہ مار دیتی تو مان کا خاتمہ ہوتا ہر چند کہ
آنکی قضا قریب ہے مگر بہتر ہے تو خون نہ ہو آپ کو لوٹ ملجائے اور فتاحی طلسم مین معروف
ہون تمام ساحران نامی جب آپ کے ہاتھ سے قتل ہون تو والدۂ ماجدہ بھی آپ کسی
بلوے مین قتل ہونگی کیسا بے ڈھب مقابلہ پڑا ہے کچھ بن نہین پڑتا عجب صورت ہے نظم

ہے خال یہ رخسارۂ جانان کے برابر — تارہ ہے کوئی یا مہ تابان کے برابر
روتا ہون کھڑا مین درِ جانان کے برابر — ہر شب ہے روان روضۂ رضوان کے برابر
افشان ہے ادھر زلف مین سینے مین ادھر داغ — اک اور چراغان ہے چراغان کے برابر
پیراہن یوسف کا ہے یعقوب کو مژدہ — آپہونچا ہے اب قافلہ کنعان کے برابر
کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم — خلوت ہے ہمین خانۂ زندان کے برابر
رعنا کوئی تدبیر کرو جوشش جنون کی — آپہونچا ہے اب ہاتھ گریبان کے برابر

یہ اشعار پڑھکر قمر عذار بہت روئی کہا یہ مقدمہ بہت نازک ہے دیکھیے کیا انجام ہو
رونا اسکا ہے کہ حسرت مین آکر بیٹھی چند باتین بھی نہ کرنے پائی کہ مادر مہربان کو خبر ہوگئی
مین افسوس اسکا کرتی ہون کہ مین نے اُنکے سحر کا جواب کیون دیا لیکن اگر نہ دیتی
تو مبتلاے بلا ہوتی لہذا اب مین رخصت ہوتی ہون جاکر دریافت کرون کہ مادر
مہربان نے مہمان سے جاکر کیا انتقام کیا مین تو اُنکے حکم کی مطیع ہون جو تدبیر کرین
جانتی ہون کہ گردن تابی نہ کرون لیکن خوف گرفتاری دامنگیر ہوتا ہے مجھکو گرفتار
کرلین گی تو وہ سزا دینگی کہ جو مجھسے اُٹھ نہ سکیگی مین نے ہمیشہ ناز و نعم سے پرورش
پائی مجھسے سختی نہ اُٹھیگی اسی خوف سے مین نے سامنا کیا یہ کہہ بصد حسرت جب رخصت
ہونے لگی تو سعد نے دامن تھام لیا کہا او شہنشاہ خوبی و او سرو باغ محبوبی اب

داغ رہنے کو آئی تھیں دیکھون کیا انجام ہو مگر اسکا خیال رہے کہ ہمارا دل سے
جاتی ہو اور ہم ہر سر راہ ہین ہر منزل پر خیال رہے ملکہ نے کہا مجھے خود چین نہ پڑیگا
مین جاتے ہی انتظام کرونگی یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی اور اپنے باغ مین آئی ملول و
بیقرار ہو رہی تھی آتے ہی حکم دیا ایک کنیز والدۂ ماجدہ کی مخفی خبر لائے کہ اُنھون نے
کیا کیا سمنبر نامے ایک کنیز اُٹھی عرض کی واری مین خبر مخفی لاؤنگی یہ کہکر روانہ ہوئی
مگر انتخاب جادو جو پلٹ کر قصر مین آئی رونے لگی کنیزون نے آکر گھیر لیا پوچھتی تھین
کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے انتخاب نے کہا صاحبو غضب ہوا کہ قمر عذار ایسی شاہزادی
جا کر سعد شہریار سے ملگئی مجھکو یقین تھا کہ جس روز اسکا سامنا ہوگا یہ بادشاہ کو سحر سے
پکڑ لائیگی یہ جو پھرتی ہوئی شب کو گئی بلا تکلف اُنکی بارگاہ مین اُتر پڑی مین بھی وقت
پر پہونچی مین نے للکارا وہ آمادۂ سحر ہوئی مین ایسی ہی ساحرہ تھی کہ آسکے سحر سے بچی
اب کیا کرون یہ ذکر تھا کہ سمنبر کو آتے ہوے دیکھا کہا اے سمنبر اسوقت کیونکر تم آئین
سمنبر نے کہا اے ملکۂ عالم جسوقت سے ملکہ قمر عذار پلٹ کر آئی ہین آپ کے لیے بیقرار
ہو رہی ہین چاہتی ہین آپ سے فساد نہ ہو اور اسی لیے مجھکو بھیجا ہے کہ دریافت
کرو کہ والدۂ ماجدہ کیا انتظام کر رہی ہین مگر خوف اس بات کا ہے کہ ایسا نہ ہو آپ
اُنکو گرفتار کرکے سزا دین فرماتی ہین مین نے ناز و نعم سے پرورش پائی مجھے مصیبت
زندان خانہ نہ اُٹھ سکے گی دو پہر مین جنازہ نکلے گا یہ سنکر انتخاب رونے لگی کہا اے
سمنبر جا کر کہدینا کہ اے نور نظر مین تو تمھارا فعل مخفی کرون مگر قدرت کو جو خبر ہوگی
کہ وہ داخل طلسم باطن ہین اور اہل طلسم باطن اُنکی خاطر کر رہے ہین قدرت
عیش پسند ہین جسوقت سُنین گے کہ قمر عذار طلسم کشا کی مددگار ہے ایسا نہ ہو کہ
قدرت اُٹھ کھڑے ہون میری جانب سے سمجھا دینا کہدینا کہ اے نور نظر مجھے سب کچھ
گوارا ہے اور مجھسے خوف نہ کرنا مگر قدرت سے اپنے کو بچانا مین اطلاع ضرور کرونگی
ابھی نامہ روانہ کرتی ہون اور اگر کسی کی زبانی اُنھون نے خبر پائی تو پھر خفا ہونگے
فرماوینگے کہ تمنے بیٹی کی خبر ہمسے چھپائی اسکا مین کیا جواب دونگی تم ہوشیار رہنا

اپنے کو قدرت سے بچاتا ہین نہین چاہتی کہ تم قید ہو یا تم پر قدرت بدعت کرین صنوبر تو
اور عنبر پلٹ۔ ادھر انتخاب جادو نے جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند لوح کی تو
حفاظت آپ کی ذات بابرکات پر موقوف ہی عنبر افشان اور یاسمن رنگین پوش جو
آپ کے پاس قید خانے مین ہین انکی بخوبی تمام حفاظت کیجیے گا اور قمر عذار سے ضرور
ہوشیار رہیے گا کہ وہ طلسم کشا سے مل گئی ہی اُس سے ہوشیاری چاہیے ہی اور مین بھی
اُسکی فکر کر رہی ہون لیکن حضور خوب آگاہ ہین کہ قمر عذار ایسی نہین ہی کہ جسکو سوا
آپ کے اور کوئی گرفتار کر سکے آیندہ آپ کو اختیار ہی یہ عرضی جو جمشید کو پہونچی پڑھکر
بہت برہم ہوا کہا تو صاحب غضب کی بات ہی کہ انتخاب جادو اطلاع کرتی ہی کہ بیٹی
میری سعد پر عاشق ہوئی یہ کہکر ہرکارے سے مقرر کیے کہ خبر ہمکو پہونچاؤ کہ سعد شہریار کس
راستے سے آتے ہین مین خود جاؤنگا ہرکارے روانہ ہوے یہان سعد بن قباد کہ
یار ہین دونون شاہزادیون کی بیقرار تھے اب قمر عذار کا آکر رخصت ہونا اور زیادہ
پریشانی کا باعث ہوا فرمایا ای خونخوار فراخ پیشانی انتظام کر وکر لشکر روانہ ہو حیف
کہ قمر عذار آج وہ داغ دیگئی ہین کہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل
سنگ فراق قمر عذار سے ٹوٹا دیکھیے اب کب ملاقات ہو اگر ہو سکے تو خبر منگواؤ کہ
انپر یہان سے جاکر کیا گذری خونخوار نے اُسی وقت ایک ساحر موسوم بہ منزل پیما
کو روانہ کیا منزل پیما جو یہا سے خبر روانہ ہوا اُسوقت آیا کہ قمر عذار باغ مین اپنے
بیٹھی ہی اور کنیزون کو حکم دے رہی ہی کہ دریافت کرو کہ بادشاہ اُس منزل سے روانہ
ہوے یا وہین اُترے ہین چند کنیزین دریافت خبر کے روانہ ہوئین کہ جاکر خبر لادین کہ
منزل پیما آکر پہونچا ملکہ قمر عذار نے جو منزل پیما کو دیکھا پوچھا ای منزل پیما کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا منزل پیما نے عرض کیا مجھے سعد شہریار نے روانہ کیا ہی اور دریافت فرمایا ہی
کہ یہان سے جانیکے بعد آپ پر کیا گذری قمر عذار نے کہا میری طرف سے آداب و
تسلیمات عرض کرنا اور دعاے ترقی عمر و دولت دیکر کہنا کہ کنیز کو ہر وقت یہی فکر ہی
کہ آپ کا حال دریافت کرون منزل پیما نے عرض کی شہریار کا کوچ ہوا اور آج منزل

سرخاب پر جاکر اتریں گے یقین ہے کہ دو چار روز میں قریب جزیرۂ انتخاب پہنچیں
قمر عذار نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اے منزل پیما جس کو کہ منزل سرخاب کہتے ہیں
وہ مقام مایوس جادو ہے مجھکو یقین ہے کہ مایوس فساد برپا کرے اُسکو اپنے سحر پر بڑا
ناز ہے منزل پیمانے عرض کی وہاں تو کوچ کی تیاری ہوگئی یقین ہے کہ نصف منزل طے کر گئے
ہونگے اگر حکم ہو تو جاکر سمجھاؤں قمر عذار نے کہا اے منزل پیما اگر ممکن ہو سکے تو راہ
میں اُتر پڑیں صحرائے مایوس جادو میں نہ جائیں وہ وہ سحر کریگا کہ جنکا دفعیہ دشوار
ہوگا اور خونخوار فراخ پیشانی ہرچند کہ ساحر زبردست ہے مگر اُسکے سحر سے مہلت ہرگز
نہ پائیں گے میثاق بھی اپنے کو سحر سے بچائیں اسواسطے کہ وہ مالک تحفہ جات طلسمی کا
ہے اور چند فقرے اپنے ہاتھ سے تحریر کیے آخر میں یہ اشعار عبرت آثار لکھے نظم

بے یار کسطرح نظر آئے نہ گھر اداس — وحشت ہے کیوں نہ دیکھ کے دیوار و در اداس
کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملے — آتا ہے کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اداس
کیا آج یاس ہوگئی تاثیر گریہ سے — یوں تجھکو دیکھتے تھے نہ اے چشم تر اداس
اندھیر ہو نہ آیا شب وعدہ بھی کوئی — جیسے زیادہ شمع رہی رات بھر اداس
دیکھیں دکھائے آج شب انتظار کیا — جلتا ہے شام ہی سے چراغ قمر اداس
تڑپا رہی ہیں دل کو اگر اُسکی شوخیاں — پھر کیوں ہے میری آہ کا رنگ اثر اداس
نکلا تھا لیکے جسکو ترا شوق جستجو — آئی ہے پھر کے آنکھ میں کیا وہ نظر اداس
بیشک ہے کچھ کسی سے مکدر کہ تم سا شوخ — بیٹھے اداس بزم میں اور اسقدر اداس
اول تو دیکھیں صبح شب وصل یار ہم — پھر اے فلک سحر بھی تو ایسی سحر اداس
محفل کا عاشقوں کی بھی ہے رنگ دیدنی — کوئی ادھر اداس ہے کوئی اُدھر اداس
سب چھپکے مجھسے ہیں اُسکی یاد نے — ایک ایک بات رکھتی ہے زیر و زبر اداس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون + — ہم چپ دل ستم زدہ ساکت جگر اداس
سارے جلال بھول گئے اپنی شوخیاں — افسردہ یہ ہوئے وہ مجھے دیکھکر اداس

یہ نامہ لکھکر آخر میں لکھا نامۂ شوقیہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار مشرف باد منزل پیما

نامہ لیکر چلا اُڑا ہوا آتا تھا کہ گذر اسکا ایک صحرا مین ہوا دیکھا ایک درخت مین آئینہ لٹکا
ہوا ہی حیران ہوا کہ جنگل مین آئینہ کون لٹکا گیا آکر آئینہ دیکھا آئینے کو دیکھتے ہی حیران ہوا
حرکتین خلاف کرنے لگا کہ سامنے سے **مایوس جادو** آیا پکار کر پوچھا ارے تیرا کیا نام
ہی کہان سے آتا ہی اور کہان جائیگا **منزل پیما** نے فوراً ہاتھ باندھکر عرض کی کہ سعد شہریار
کا ملازم ہون پاس **قمر عذار** کے گیا تھا یہ کہکر نامہ نکالا سامنے مایوس کے پیش کیا آگے
آگے ایک قصر تھا مایوس نے اشارہ کیا کہ اس قصر مین جاکر بیٹھو منزل پیما یہ حکم سنکر
اُس قصر مین داخل ہوا جاکر دیکھا صدہا قیدی زنجیرین پہنے ہوئے بیٹھے ہین اور فریاد
کر رہے ہین یہ دیکھکر منزل پیما نے چاہا قصر سے نکل بھاگون کہ وہ سب قیدی لپٹ گئے اور
منزل پیما کو آہنی زنجیرین پہنادین زبان مین سوزن دی اب منزل پیما کو جو ہوش آیا
اپنے حال پر افسوس کرتا تھا مگر سعد شہریار دن بھر منزل چلے شام کو ایک صحرا مین
جاکر پہونچے دیکھا صحرائے ویران بونڈرے گرد کے اٹھ رہے ہین درختون کے پتے
گر رہے ہوئے جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین وحشت کا مکان کف دست میدان تمام
اُجاڑ سنسان ہی خونخوار نے بڑھکر عرض کی کہ اب حضور آگے نہ بڑھین آگے بڑھکر اور
صحرائے ویران ملیگا اسطرف جنگل کوئی آباد نہین ہی بادشاہ گھوڑے سے اتر پڑے پھر
ہر مقام پر سردار اُترنے لگے بارگاہین استادہ ہوئین سوار و پیدل اُترے تھوڑی
دیر مین سب کھانا پکانے کے سامان کرنے لگے چولھے بن گئے آگ روشن ہوئی ہی کہ
آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا بادشاہ نے فرمایا کہیون ای خونخوار اب کیا انتظام کرین
اگر مینھ برسا تو یہ لوگ کہان جاوینگے خونخوار نے عرض کی غلام کیا عرض کرے اور
حقیقت مین مقام بہت ویران ہی لیکن غلام جاکر تلاش کرتا ہی اگر کوئی قصر ملے تو جب
لشکر کو اُتارئیے ان لوگون کی جان تو بچے بادشاہ آکر بارگاہ مین بیٹھے لیکن سرگردان
خونخوار و میثاق تلاش مین نکلے ایک مقام پر دیکھا گوشۂ صحرا مین ایک چھوٹا سا
مکان بنا ہی بجائے قفل کے ایک آئینہ لٹکا ہی خونخوار و میثاق نے جاکر آئینے مین منھ
دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک صحبت پُر تکلف آراستہ ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان

مہرتکین ہر مقام پر بیٹھی ہین اور ایک ساحر جلیل - تمام صدر پر میثاق وخونخوار نے
جو یہ معرکہ دیکھا کانپنے لگے ہوش وحواس پراگندہ ہوے کہ ایک طرف سے مایوس
آیا اور کہا کہ اے خونخوار و میثاق اس قصر مین تمھارے سب مشتاق ہین بلکہ کیا عجب
ہو کہ تمھارے قیدی بھی اس قصر مین ہون یہ کہکر مایوس نے دروازہ کھولدیا میثاق
وخونخوار اندر داخل ہوے دیکھا وہی جلسہ آراستہ ہو کہ ایک ساقی بچے نے بڑھکر
خونخوار کو جام دیا خونخوار نے نصف آپ پیا اور نصف میثاق کو پلایا دونون
جام پیتے ہی دیوانے ہوگئے اہل محفل نے پکڑ کر زبانون مین انکی سوزن دی مایوس
نے سب سے کہا خبردار انکو باہر نہ نکلنے دینا اب مین جاکر لشکر بادشاہ کو مٹاتا ہون ادھر
بادشاہ خونخوار و میثاق کا انتظار کر رہے تھے کہ جو ابر اُٹھا تھا اُس سے برف گرنے
لگی لشکر مین تلاطم ہوا شاہزادیون نے نکلکر دیکھا کہ برف کی سلین گر رہی ہین ہزارہا
طائر شاخہاے نخل پہ بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہو شاہزادیان حیران ہوگئین طائرونکو
دیکھکر ہوش اُڑے کہ یہ طائر کیسے ہین کہ ان پر برف تاثیر نہین کرتی چاہا پلٹین کہ سلین
گرنے لگین اُسی برف کے نیچے یہ شاہزادیان بھی دب گئین اب کون لڑنے والا ہو
کہ ایک صداے مہیب آئی کہ منم مایوس جادو واہ مسلمانان ایسے بے خوف ہوے
کہ ماہر دولت کے سرا مین اُتر پڑے بادشاہ نے جو دیکھا کہ کوئی رفیق وشفیق باقی نہ رہا
اور فیروزہ بھی ایک جگہ دبا پڑا ہو اُٹھ نہین سکتا بادشاہ بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب بہ شکل عجیب وغریب بیہوشون کو قتل کرتا پھرتا ہو بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او
نامرد خیرہ دار جو بیہوش پڑے ہین اُنکو قتل نہ کرنا مایوس نے پکار کر کہا کہ او بادشاہ تم
اپنی خیر مناؤ دیکھو تو کیا تباہی برپا کرتا ہون بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر بادشاہ کھڑے تھے اُس مقام کی برف باری موقوف ہوئی
مگر ایک پہلوان نے آکر مقابلہ کیا اور بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑا
نیزہ ٹوٹ کر جا پڑا اور گردن کہ وہ پہلوان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا
چاہتے تھے اِسے گرفتار کر لون وہ جوان لشکر سے نکلا جنگل مین آکر آواز دی کہ او

مددگار یکسان دای بادرِ غریبان آکر بیری مدد کر و صحرا سے گرد اڑی بارہ ہزار جوان ایک صورت کے پیدا ہوے وہ جوان جو بھاگ کر آیا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہو ایسی سبکا اف۔ تھا آواز یں دے رہا ہو کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فردروز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ یہ جبر وہ جوان آواز دیتا ہو تو سب بلوہ کر کے بادشاہ پر حربے لگاتے ہین بادشاہ مجبور و ناچار بیقرار ہو کر دعائین کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعا سے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شند دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

بیقرار ہو کر جب بادشاہ نے دعا کی ان سب نے بلوہ کیا ہو زنجیرین در رسیّان لیکر بڑھے ہین کہ بادشاہ پر حملہ کرین بادشاہ تلوار کھینچے ہوے لڑ رہے ہین کسی کو قریب نہین آنے دیتے جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا جب دو چار سو جوان مارے گئے بادشاہ چاہتے ہین اُنکے مجمع سے نکلون مگر مایوس جادو پکار رہا ہو کہ ہان یارو گرفتار کر لو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار آجائے بادشاہ نے بیقرار ہو کر پکارا کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دوجہان اِس آفت ناگہانی سے نجات دے کہ مین مہلت پاؤن ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن مایوس خوش ہو رہا ہو کہ مین نے سب لشکر کو مبتلا کر لیا ہو میثاق و خونخوار جو بڑے ساحر زبردست تھے اُنکو وہان بھیجا یا مگر بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا یہ سب تو اس فکر مین ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر لین مگر بادشاہ کہتے ہین بموجب اِس مصرع کے ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ تو سب کا حاکم و ناظم ہو تجھکو سب طرح کا اختیار ہو بندہ مجبور و ناچار ہو ای معبود حقیقی و ای رب تحقیق اِس آفت سے بچالے مایوس ٹہلتا ہوا قریب آگیا ہو ہر چند بادشاہ چاہتے ہین کہ گھوڑا بڑھا کر قریب مایوس پہونچون مگر وہ سب جوان سینہ سپر کیے ہوے ہین بادشاہ کو بڑھنے نہین دیتے وہ چاہتے ہین اِنکے بیچ سے نکلون اور قریب مایوس پہونچون مگر وہ جوان نہین جانے دیتے بادشاہ کو روکے ہوے ہین بادشاہ نے

بیقرار ہو کر دعا کی کہ آسمان سے لکہ ابر گلنار پیدا ہوا جد با طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے
وہ ابر آکر برسا مایوس جادو نے جو وہ ابر دیکھا خوش ہو گیا کئی ملازم جو قریب تھے اُسنے
کہنے لگا لو میری مددگار آتی ہو اب بادشاہ گرفتار ہو جاوینگے ملازموں نے کہا آخر
کون آپ کی مدد کو آیا مایوس نے کہا ملکہ قمر عذار کہ خدمت گشت اُسکے سپرد ہو خبر اُسکو
ملگئی عین وقت پر آئی ایک ملازم نے کہا آپ آگاہ بھی ہین منزل پیمائے جادو جو قید
ہوا ہی اُنھین کا نامہ وار تھا اب تدبیر کیجیے مایوس نے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہو مگر
سامنے خداوند کے سمجھا جائیگا یکایک وہ ابر پھٹا سب نے دیکھا کہ قمر عذار ایک
طاؤس پر سوار ہی بھاری جوڑا پہنے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا بجائے بندی سیندور کے
ماتھے پر آئینہ بندھا ہو کہ مثل برق کے چمک رہا ہی للکارا کہ او مایوس بہتر یہ ہو کہ تو
بھاگ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ صدا سنتے ہی مایوس جادو نے جھپٹ کر
گولہ مارا قمر عذار نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوپ نکل آئی برف برسنا موقوف ہوئی
جو لوگ بیہوش پڑے تھے اکثر اُن مین سے اُٹھنے لگے بعض کو ہوش آیا لیکن ملکہ
لوحداران طلسم کو جو تڑپ کر اُٹھی دیکھا بادشاہ مجمع مین گھرے ہین للکارا کہ او
ساحر مغرور تو نے اپنے نزدیک بڑا سحر کیا ہو ہمارے شاہ کو حیران کر رہا ہی میرے
مقابلے مین تو آ یہ سُنکر مایوس نے آواز دی کہ ای خنجر بار اسکا سر کاٹ لے قمر عذار
دیکھ رہی ہی کہ آسمان پہ برق چمکی اُس برق سے ایک خنجر پیدا ہوا یقین تھا کہ ملکہ
لوحداران طلسم کو وہ پر گزنے قمر عذار نے ہاتھ ہلا دیا کہ خنجر کے دو ٹکڑے ہوے اور
آواز دی کہ ای نازنین اپنے کو بچا یہ مایوس جادو بلاے روزگار ہی الیبانہ ہو کہ تمپر
حملہ کرے اُس خنجر سے تم نہ بچتین مگر خیر مین نے بچا لیا یہ سُنکر لوحداران کو بڑا صدمہ
ہوا پکار کر کہا او شاہزادی والا تبار ہر چند کہ آپکا حُسن رشک آفتاب جہانتاب ہی
لیکن یہ مقدمہ سحر بہت لاجواب ہو اسکو سحر کرنے دیجیے انشاء اللہ تعالی مین دفع کرونگی
آپ دخل نہ دیجیے قمر عذار تو مسکرا کر خاموش ہو رہین دل مین خیال آیا کہ لوحداران کو
مجھے دیکھکر رشک ہوا مایوس جادو نے دوسرا خنجر گرایا ہر چند لوحداران نے روکا مگر

تڑپ تڑپ کر گرا کہ سہ لوحدار ان کا زخمی ہو گیا سر سے خون بہا مایوس نے چاہا بڑھ کر گرفتار کرون قمر عذار کو تاب نہ آئی مسکرا کر آواز دی کہ ای طائران صحرا و ای مرغان ہوا اس بیچارہ کو لینا بڑا غرور دکھا رہا ہی یہ جو قمر عذار نے آواز دی چند طائر زمین پر گر سے ساحر کی شکل بنکر بلا مت مایوس کے چلے مایوس ہر چند روکتا ہی مگر کیا ممکن ہی کہ روک سکے پھر دفعۃً ایک برق چمکی مایوس نے ہر چند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکا برق نے سر زخمی کیا پس مایوس نے ایک پتھر زمین سے اٹھا کر قمر عذار پر پھینکا پتھر برسنے لگے قمر عذار نے مسکرا کر آواز دی ای سپر سحر آ کر حاضر ہو جیسے ہی ملکہ نے یہ آواز دی دیکھا سب نے کہ سپر ہین فولادی سر پر قمر عذار کے قایم ہوئین جو پتھر گرتا ہی سپر ہین اسپے اوپر روکتی ہین مایوس بہت پریشان ہوا جی مین کہتا ہی کہ جو سامری نے لکھا ہی اسکا ظہور ہو رہا ہی مایوس نے کمر سے ایک عقاب کاغذی نکالا سحر کر کے عقاب کو اڑایا وہ طرف قمر عذار کے چلا قمر عذار نے جو عقاب کو آتے ہوئے دیکھا ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ عقاب کے دو ٹکڑے ہوئے مایوس نے کئی عقاب اڑائے مگر قمر عذار کے ہاتھ سے قتل ہوئے مایوس جھلا کر ایک تخت پر سوار ہوا اڑتا ہوا طرف قمر عذار کے چلا ملکہ قمر عذار نے جو دیکھا کہ مایوس آتا ہی تیغ سحر کھینچے ہوئے اس زور و شور سے سحر کر رہا ہی کہ زمین کانپ رہی ہی گھبرا گئین لیکن جب دیکھا کہ یہ قریب آ پہونچا اور رو کے سے نہین رکتا تو جھولی پر ہاتھ ڈالا اور سحر نکال کر ماری اور پکار کر کہا کہ ای مایوس ہوشیار ہو جاؤ مایوس نے بہت سے سحر کیے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی وار سحر آ کر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پار گذری مایوس کا مارے جانا کہ جتنے لوگ بیہوش پڑے تھے سب ہوشیار ہو گئے میثاق و خونخوار جو قید خانے مین قید تھے یکایک دنا تا ہوا قیدین ٹوٹ کر گرین زبان سے سوزن خود نکلگئی یہ جوان دونون کے دونون اس مکان سے نکلے کسی قیدی کو اپنے قریب نہ پایا آپس مین کہتے تھے کیون ای میثاق یہ کیا شعبدہ تھا خونخوار نے جواب دیا کہ ہم تم مایوس مین پھنسے تھے معلوم ہوتا ہی کسی نے مایوس کو قتل کیا تب جتنے اور تھے رہائی پائی لیکن چلو دیکھین لشکر کا کیا حال ہی

ہم تم ایسے ساحران زبردست یون پھنس گئے اور نکل نہ سکے مگر حقیقت مین وہ شہریار صاحب اقبال ہے ایسا ہی کوئی ساحر نامی تھا جسنے مالیوس کو مارا جسکا سحر جنگلون مین تیار تھا اسپر یہ دست اندازی دشوار تھی نہین معلوم کون ساحر مدد کو پہونچا مگر ہرکارہ جمشید نے مقرر کیے تھے یہ معرکہ دیکھکر خبرین لیکر بھاگے سامنے جمشید ثانی کے آئے بیان کیا کہ باخداوند مالیوس نے بڑی قیامت برپا کی برت برسا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کیا خونخوار و میثاق کو بھی قید کر لیا تھا عین وقت پر بی تمر عذار مدد کو آکر پہونچین اور مالیوس کو آکر مارا جمشید ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کہا خیر آگے منزل آہوان ہے اور غزال جادو وہان کی حاکم ہے وہ قیامت برپا کریگی کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی صبح شہریار نے کوچ کیا میثاق و خونخوار گھوڑون پر سوار ہمراہ لشکر مین جب دن کم رہا تو ایک صحرائے خوشگوار مین پہونچے کہ چارون طرف دھانون کے کھیت لہرا رہے ہین اور چشمے جابجا بھرے ہوے پانی موج مار رہا ہی ہر طرف بڑا ہنگامہ ہی ہزارون آہو پھر رہے ہین کہ دو آہو سامنے میثاق و خونخوار کے آئے اِن دونون نے گھوڑے اُن وحشیون پر ڈالے ہرچند سب منع کرتے ہین کہ اے میثاق و خونخوار کہان جاتے ہو مگر اِن دونون نے جواب نہ دیا آہوون کے ساتھ نکل گئے جا کر ایک دشت لالہ زار مین پہونچے آہو تو سامنے سے غائب ہو گئے مگر اُس چمن لالہ زار مین دو شاہزادیان بیٹھی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین نظم

ز شہری جب کوئی تسکین دل کی شکل یار نہین	تو انکے تڑپ کر ہم تمھارے بیقرارون مین
نگہ کتنی ہر کچھ تیری مرے دل سے انشار نہین	نہین معلوم کیا باتین ہین رہے اختیارون مین
جدائی عاشق ناشاد کی معشوق کا جوبن	یہی دنیا مین ہین دونون بڑے بے اعتبارون مین
دیے داغ تمنا تینے سب کو بزم مین اپنی	مگر وہ لے چلے حسرت جو تھے امیدوارون مین
فلک کو دیکھکر دنگ اور ہوتا ہون شب فرقت	کہ گردش ہی نہین پاتا مین آج اُسکے ستارون مین
جدا ہے تیر کے پیکان کی ہی جستجو ہمکو	چلے آؤ کسی دن ڈھونڈھنے ہم دل فگارون مین
کیسے عشق مین درد جگر سے دل یہ کہتا ہی	اِدھر بھی آ نکلنا ہم بھی ہین امیدوارون مین

محبت مین تمھاری جسنے عقل و ہوش کھوئے ہین — وہی ہے عقلمند ان مین وہی ہے ہوشیارون مین
وہ یا تم بزم شادی ہے تمھاری جسمین شرکت ہو — وہ مرنا زندگی ہے تم جہان ہو سوگوارون مین
خوشی کی کچھ خوشی غم کا نہ غم عشاق کو تیرے — یہ دل ہین تنگ سینون مین کہ جیسے ہین فرقت مین
کیا تمنے جو قصد دلربائی پڑ گیا جھگڑا — کرشمون مین ادا و تمکین کنایون مین اشارون مین
وہ کھینچیگا جلال آئین کہ اسکی خاک اڑا دیگے — فلک سے نہیں ڈالا ہے سمجھکر خاکسارون مین

خونخوار و میثاق نے جو یہ آوازین سنین اور ان اشعار کو سمجھا ہنستے ہوئے قریب معشوقون کے گئے
دونون نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیے ان دونون نے سر جھکا لیا وہ دونون معشوقین
ان دونون کو لیے ہوئے ایک باغ مین آئین جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ایک طائر
شاخ نخل سے اڑکر سر پر میثاق و خونخوار کے آیا چونچ مارنے لگا اور آواز دی کہ اے
خونخوار تاجدار زن مریدی موقوف کر و مردانہ وار رہو دیکھو تو کس بلا مین پھنستے ہو
اسطرح جو طائر نے آواز دی خونخوار کو ہوش آیا وہ عورتین اتنی دیر کھڑی
تھین یا ہاتھ چھوڑ کر چاہا الگ ہون خونخوار نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا
کہ نازنین کا سر اڑ گیا یہی کام میثاق نے کیا دونون نازنینون کا مرنا کہ وہ باغ سب
بھاگ گیا دونون پلٹے اب طرف لشکر کے چلے جس صحرا سے گرفتار ہوئے تھے اپنے مرکب
اسی مقام پر پائے مرکبون پر سوار ہو کر چلے کہ وہی دونون آہو سامنے سے آئے
خونخوار نے کہا او میثاق یہی آہو ہمکو لگا کر لائے تھے میثاق نے تیر مارا خونخوار
کا تیر بھی برابر پڑا دونون آہوون نے تڑپ کر جان دی ایک غبار بلند ہوا آواز
آئی کشتی مرا نام سن آہوان صحرائی بود اب یہ دونون جوان طرف لشکر کے چلے مگر
یہان بادشاہ نے لشکر کو اتارا تھا تو سب آہو رعانون مین چرا کرتے تھے بار بار کہ
آ کر لشکر پر آ پڑتے بیکڑون جوان شاخون سے انکی غربال ہوتے جس دم
پکڑ لیتے ہین وہ چھوٹ جاتا ہے اول تو ہاتھ نہین آتا اگر کمند مار کر گرفتار کیا تڑپ کر
نکل جاتا ہے بادشاہ کو خبر پہونچی کہ آہوان صحرا نے لشکر کو تباہ و برباد کیا ہے بادشاہ نے حکم کر
گھوڑے پر سوار ہوئے اور آہوون پر جا پڑے جب لوح محفوظ چھپانے مین تو

آہو بھاگ جاتے ہین جہان لوح کو گلے مین ڈالا آہوون کا وہی زور و شور ہوا چاہتے
ہین گھوڑے سے لپٹ جاوین مگر بادشاہ بڑی ہوشیاری سے شمشیر زنی کر رہے
ہین جو آہو آیا اُسے ہاتھ مار دیا جب لاشہ زمین پر گرا دوسرے آہو نے آ کے
سونگھا ایک آہو نے اپنا عکس ڈالا اور ایک نے شاخ سے اشارہ کر دیا مرا وہی
کر اٹھکر چل کر وہ آہو دوڑنے لگا اسطرح کسی آہو کا لاشہ نہین ملتا صدہا آہو شاہ
نے قتل کیے مین گرمی جنگ تھی لاکھون آہو لشکر پر گرے ہوے جو الونکو غربال
کر رہے ہین اور بادشاہ تجا وہ بیچ مین آہوون کے تیغ بکف مصروف جنگ ہین مگر
حیران ہین کہ کیا کرون اسقدر آہو ہین کہ جنکی گنتی غیر ممکن ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
میثاق وخونخوار گھوڑون کو کوڑا کرتے ہوے آتے ہین دور سے جو یہ کیفیت
دیکھی خونخوار نے گھوڑا بڑھایا پکار کے آواز دی کہ حضور نہ گھبرائین غلام آگئے
اک ایک طرف سے ایک آہو کلان نمودار ہوا خونخوار نے بڑھکر آہو کلان پر گول
مارا آہو نے گول خالی دیا ایک طرف سے میثاق سحر کر رہا ہی اور دوسریطرف سے
خونخوار مگر وہ آہو بھاگا بھاگا پھر رہا ہی بادشاہ نے دیکھا کہ دونون جوان
بجانبازی سحر کر رہے ہین مگر آہو سحر کو بر طرف کر دیتا ہی دوڑا دوڑا پھر رہا ہی
بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا اور ایسا
تاک کر اُس آہو کو مارا کہ پیشانی پر آہو کی پڑا توڑ کر پار گزرا اُس آہو کے جسم
سے شرارہ ہاے آتش نکلے اُن آہوون پر گرے آہو جلنے لگے تھوڑے عرصے
مین سب آہو جلکر خاک ہوے جو لوگ زخمی تھے وہ بھی صحت پا گئے اور آواز آئی
کشتی مرا نام سن غزال جادو بود اور دیکھا سب نے کہ لاشہ ایک جادوگرنی کا
پڑا ہوا ہی اور صحرا مین سناٹا ہی ہرکارے جمشید ثانی کے جو حاضر تھے وہ یہ خبرین
لیکر بھاگے سامنے جمشید کے آئے عرض کی یا خداوند اسطرح میثاق وخونخوار
صحراے لالہ زار تک پہونچے وہان جاکر ہوشیار ہوے اگر غزال کو گھبرا مگر
بادشاہ نے تیر مار دیا صحراے آہوان بھی صاف ہوا جمشید نے بڑا افسوس کیا

کہا بڑا رفیق مارا گیا مگر میرا کوئی حرج نہیں ہوا میرا کوئی کیا کر سکتا ہی مجھ تک کوئی
نہ آسکیگا لوح طلسمی کو کیونکر پائیگا ساحرون نے عرض کی یا خداوند عظم و شان سعد
بڑھتا جاتا ہی ایسے ایسے ساحر شریک ہو گئے کہ جنکا مثل نہیں خونخوار تاجدار کس
تکلف سے شریک مسلمانان جا کے ہوا جمشید نے کہا ایک مجھکو بڑا تعجب ہی کہ
ہنگام بردبار جو قلعے سے بھاگا تھا وہ کہان گیا ہرکارون سے حکم دیا جا کے
دریافت تو کرو کہ ہنگام بردبار ہمارے ساتھ سے چھوٹ کر کہان رہگیا ہین
اُسکو براے جنگ طلسم کشا روانہ کرون ہرکارے چلے یہان لشکر بادشاہ اُترا
ہوا ہی اور خونخوار فراخ پیشانی کہ آچکے وہان خدمت طلایہ اُسکے متعلق ہوئی ہی
کئی سو جوانون کو ساتھ لیکر بر سر طلایہ آیا انتظام کرکے سوارون کو جا بجا مقرر کیا
آپ ایک نخل کے سایے مین آ کر بیٹھا اگر ہنگام بردبار جو جمشید سے علحدہ ہوا
اُسکو سلطنت چھوٹنے کا بڑا قلق ہی کہا کرتا ہی بارہ کیا کرون ہاے سلطنت چھوٹی
کس لطف سے سلطنت کرتا تھا ہاے کیسی لڑائی پڑی کہ پاؤن نہ جما ملک چھوٹا
اِس سوچ مین آتا تھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ملا اُسنے چاہا اُتر پڑون پہلو مین اس صحرا کے
ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ رنگین کہتے ہین ملکہ رنگین جادو یہان کی حاکم ہی رنگین کو
جو ہنگام نے دیکھا آسمان سے اُترا آیا رنگین جادو نے بمحبت مقام صدر پر جگہ
دی پوچھا اے شہنشاہ رات کو کہان سے پھرتے ہوے آتے ہو ہنگام نے کل
کیفیت بیان کی رنگین نے بڑا افسوس کیا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین بادشاہ اول
پر بڑا جبر ہوا اُسکا انجام یہ ہوا کہ آپ سے ملک چھوٹا ہنگام بردبار بیٹھا ہوا شراب
پی رہا ہی کہ سامنے روشنی دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ خونخوار تاجدار پشت مرکب پر
سوار طلایہ پھر رہا ہی خونخوار کو دیکھکر جل گیا رنگین سے کہا اے رنگین جادو میرے
دل کو قلق ہی چاہتا ہون کہ خونخوار کو قتل کرون بادشاہ لشکر اسلام کو بڑی مدد
اسکی ذات سے ملتی ہی رنگین نے کہا ابھی کہو تو اِسکو بلوا لون اور قید کر لون
ہنگام نے کہا اے رنگین یہ تو بڑا احسان ہوگا اگر خونخوار قید ہو جاے تو بادشاہ

لشکر اسلام کا بڑا زور رکم ہوا رنگین جادو نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ او گل اندام
آہو کی شکل بنکر خونخوار کو لگا لا کنیز اپنے مقام سے اُٹھی غلطک مار کر ایک آہو کی
شکل ہو جست و خیز کرتی ہوئی چلی یہاں خونخوار کھڑا ہو شب ماہ چاندنی کھلی ہوئی
دن سے بہتر روشنی بہ قول شاعر فروزنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ بر پنجگان
بود نہار یہ اکثر طائر آشیانوں سے جھک اُٹھتے تھے مگر خونخوار نے دیکھا کہ ایک
مادہ آہو سامنے سے آتی ہو کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بکمان میں پیوست
کیا تاک کر تیر مارا مادہ آہو کے پٹھے پر پڑا دوسرے پٹھے کو توڑ کر پار گذر گیا
آہو گرا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام من گل اندام جادو بود رنگین
کو جو معلوم ہوا کہ میری کنیز قتل ہو گئی کہا او شہنشاہ اب میں کیا کروں میں بھی تھی
کہ کنیز لگا لائیگی اور میں یہاں قید کر لونگی مگر وہ بھی ساحر زبردست ہی پہچان گیا کہ
یہ کوئی عورت ہو میری تسخیر کو آئی ہو اسی وجہ سے اُسکو مار لیا ہنگام بردبار نے
کہا میں خونخوار کو ضرور ہی قتل کرونگا بے قتل کیے نہ جاؤنگا رنگین جادو نے کہا
میری کنیز قتل ہوئی میں بھی ضرور بدلہ لونگی ہنگام اور رنگین میں صلاح ہوئی
کہ ایک خونخوار کو لے اور ایک لشکر پہ حملہ کرے رنگین نے کہا میں لشکر کو تباہ
کرونگی تم خونخوار سے سمجھ لو ہنگام نے قبول کیا مگر رنگین جادو ایک عقاب پہ
سوار ہو کے بالائے آسمان آئی ماش کے دانے پھینکے لشکر پہ پانی برسنے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا قضا سے کار کئی سو جوان جب بیکار ہوئے گرد خیمہ
جمالہ گیسو کشا ہنگامہ برپا ہونے لگا اُسکی آنکھ کھلی باہر نکلکر دیکھا صدہا آدمی بیہوش
پڑے ہیں اور ابر سیاہ آسمان پر آیا ہو بوندیاں پڑ رہی ہیں جسپر قطرہ گرا بیہوش
ہوا جمالہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین تاجدار پھولوں کا زیور پہنے ہوئے
دریا سے جواہر میں غرق عقاب پر سوار سحر کر رہی ہو جمالہ نے جب دیکھا کہ اب لشکر
تباہ ہوا جاتا ہو جھولی پہ ہاتھ ڈالا گولہ نکالا رنگین پہ پھینک مارا رنگین نے جو دیکھا
گولہ آتا ہو ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری گولے کے دو ٹکڑے ہوئے گولہ جو کٹا اور

زمین پر گرا حمالہ کو بڑا غصہ آیا تڑپ کر بلند ہوئی قریب آکر چاہا پنجہ مارون مگر ہنگام بردبار
دور سے دیکھ رہا تھا وہین سے ہاتھ ہلایا ایک برق گری کہ سر حمالہ کا زخمی ہوا حمالہ نے
پلٹ کر دیکھا کہ ہنگام بردبار آسمان پر ٹھہرا ہا ہی پلٹ کر کچھ اشیا سے سحر پھینکے مگر ہنگام نے
ہاتھ ہلا دیا وہ سحر برطرف ہوا حمالہ نے زلفین اپنی کھولین جیسے ہی زلفین کھولین اندھیرا
ہوگیا اُس اندھیرے مین رنگین کو پنجہ مارا کہ رنگین کا شانہ زخمی ہوا مگر خونخوار نے
دور سے دیکھا کہ حمالہ کو رنگین و ہنگام نے گھیرا ہی ایسا نہ ہو اسکو قتل کر ڈالین خونخوار
نے زمین سے گول مارا کہ قریب رنگین آکر گول پھٹا ایک برق گری کہ جسکو رنگین نے
کاٹا اپنے کو بچایا عین گرمی جنگ تھی کہ خونخوار نے دو چار سحر ایسے کیے کہ وہ سب قریب
سے حمالہ کے بیٹے حمالہ زمین پر آئی مگر رنگین چاہتی تھی کہ اسے گرفتار کرون حمالہ نے دو چار
سحر ایسے کیے کہ رنگین کانپ گئی مگر سنبھل کے گول مارا کہ ہوا سے چند شیر پیدا ہوئے
سعد نے جو دیکھا کہ شیران سحر آنے لگے تلوار کھینچ کر انپر جا پڑے کئی شیر قتل کیے جبھی عکس
لوح محفوظ پڑ جاتا ہو وہ شیر پانی ہوکر بہ جاتا ہی خونخوار ہرچند سحر کرتا ہی کہ شیرون کو گرد
سے سعد کے ہٹاؤن مگر غیر ممکن ہی اگر ایک کو قتل کیا تو دس اور آجاتے ہین اور نعرہ
بلند ہین زمین کانپ رہی ہی صد ہا شیر گرے زمین مین پشتے بھرتے ہین خونخوار نے
بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہین چلتا آسمان سے آگ برس رہی ہی خونخوار آگ کو
روک رہا ہی کہ لشکر نہ جل جاے الغرض شہریار سعد نے کل شیرون کو قتل کر ڈالا ہنگام
نے جب دیکھا کہ جو سحر کرتا ہون خونخوار اُسے مٹا دیتا ہی رنگین جادو کو حمالہ نے
زخمی کیا جب رنگین زخمی ہوئی اور ہنگام نے دیکھا کہ رنگین زخمی ہوکر بیٹھی کہتی ہوئی
کہ اے شاہ طلسم مقام افسوس ہی کہ یہ جنگ مین نے اپنے ذمہ لی مگر سعد شہریار کے معین
و مددگار بہت ہین ہنگام نے کہا مین جا کر خونخوار کو مارے لیتا ہون اور حمالہ کو
گرفتار کرکے لاتا ہون رنگین نے کہا ہرچند کہ آپ شاہ طلسم ہین لیکن خونخوار ایسا
نہین ہی کہ تمھے دبنے دیکھیے انجام کیا ہو مگر ہنگام نے نہ مانا مقابلہ خونخوار مین آیا
للکارا کہ اے خونخوار تو نے غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوگیا قدرت تیرے

سناکی ہین خونخوار نے جواب دیا کہ مین جمشید ثانی پر لعنت کرونگا اور کرتا ہون پھر
ہنگام نے تیغ کھینچا اور خونخوار سے تلوار چلنے لگی لیکن خونخوار اس چالاکی سے لڑتا
ہو کہ تلوار سے اپنے کو بچاتا ہو اپنا ہاتھ مارتا ہو ایک مقام پر ہنگام نے جو کر کے ہاتھ
مارا خونخوار نے سپر پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر ہنگام بر دبار کا زخمی ہو گیا
ہنگام ہٹا خونخوار نے چاہا اسکو مارلون لیکن ہنگام نہ ٹھہرا سامنے سے خونخوار
کے بھاگا خونخوار نے للکارا ابھی کہ او نامرد مقابلے مین آیا تھا اور بھاگا جاتا ہو لیکن
ہنگام نے کچھ جواب نہ دیا رنگین نے دیکھا کہ میرا کوہ برباد ہو جائیگا ہنگام تو جاتا ہی
اب مسلمان بلا روک کے بالاے کوہ آوینگے مین کیا جواب دے سکونگی نگاہ اٹھا کر جمال
بے مثال سعد کو دیکھا سوچی کہ یہ شاہزادیان جو شریک ہوئی ہین آخر کچھ تو مراد ہوگی
یقین ہو سعد نے وعدہ کیا ہو کہ مین تمھارا ساتھ دونگا اگر ان لوگون نے طلسم فتح کیا
تو یہی شاہزادیان حاکم ہونگی قریب حمالہ کے آئی کہا اے حمالہ مین اطاعت کرتی ہون
حمالہ رنگین کو ساتھ لیکر خدمت سعد مین آئی کہا اے شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہو
رنگین نے [illegible] قدمون کو بوسہ دیا سعد نے رنگین کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے رنگین
اسی کوہ کی حکومت پر قایم رہو جہانتک ہو سکے ہماری مدد کرنا ہم طرف جزیرۂ انتخاب
کے جاتے ہین رنگین جاؤ تو مطیع اسلام ہو کر بالاے کوہ آئی سب کو مطیع اسلام کیا
اور کہا صاحب [illegible] اپنی اپنی خیر مناؤ اب یہ طلسم نہ بچیگا طلسم کشا کو دیکھتے ہو خبر بر دشت نبرد ہو
ہر چند کہ [illegible] نے شیران صحرا مقابلے مین بھیجے مگر سعد نے سب کو قتل کیا اب کسی
شیر کیا انتہا [illegible] تمہین سیان ہنگام تو بھاگ گئے اگر مین اطاعت نہ کرتی تو پھر کیا کرتی
ملک ویران ہو جاتا بالاے کوہ چڑھ آتے مین خونخوار کو روک سکتی تھی سب نے
کہا آپ نے بہت مناسب کیا بادشاہ جمجاہ اس لڑائی کو فتح کر کے داخل بارگاہ ہوے
خونخوار نے کہا اے شہریار افسوس کرتا ہون کہ ہنگام زندہ نکل گیا اب پھر مقابلے
مین آئیگا اسکے آیا اور مین نے اسکی گردن لی سعد نے فرمایا تیاری کرو جزیرۂ انتخاب
مین چلنا ہے [illegible] خونخوار نے لشکر تیار کیا کل ساحرون کا اہتمام اسکے سپرد ہو سب کو لیکر

چلے مگر جمشید ثانی قصر طلسمی مین بیٹھا تھا نازنینان مہ جبین جمع ہین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی
کہ چند ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند ہنگام طرف سے کوہ رنگین کے
آتا تھا کہ رنگین جادو وہان کی حاکم ہی وہ بہ محبت پیش آئی کہ سامنے سے لشکر بادشاہ
دکھائی دیا ہنگام و رنگین جادو سے خوب جنگ ہوئی مگر خونخوار نے ہنگام کو زخمی
کیا وہ زخمدار اور بیقرار آتے ہین افسوس کرتے ہین کہ مین سامنے سے قدرت کے کیون
الگ رہگیا اور کیون جنگ کی جمشید نے کہا اُسکو بلاؤ ہنگام سامنے آیا مگر سر سے
خون بہتا ہوا جمشید ثانی نے پوچھا کہ کیون اے ہنگام یہ کیا معرکہ ہوا ہنگام نے
سب کیفیت بیان کی کہ چند ہرکارے آئے ہاتھ اُٹھا کر جمشید کو بد دعا دی مصاحبون
نے کہا جیش بادعوش کی یا خداوند رنگین جادو مطیع اسلام ہوگئی اُسنے بھی شاہ کا
ساتھ دیا جمشید ثانی تو نہایت مغرور و متکبر ہی جواب دیا کہ وہ ہزار کوشش کرین
مگر لوح طلسمی نہ پاوینگے مین قمر عذار آفتاب جمال کی فکر مین ہون اُسکو گرفتار کرکے
لاؤنگا چند ساحر روانہ کیے ہنگام بھی خدمت مین حاضر رہا مگر جمشید ثانی معروف
عیش و نشاط ہوا ادھر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد مع لشکر ظفر اثر جاتے ہین ایک مقام
پہ پہونچے تھے کہ سر راہ ایک خرگوش آیا اُسنے قریب آکر چاہا کہ سینگون پر گھوڑے
کو اُٹھاؤن بادشاہ نے ہاتھ [illegible] کا مارا خرگوش بھاگا بادشاہ نے اُسکا پیچھا کیا۔
تھوڑی دور آکر ایک باغ تھا کہ اُس مین خرگوش گھس گیا بادشاہ بھی باغ مین آئے
جستجو سے خرگوش مین باغ مین [illegible] دیکھا کہ باغ تو نہایت سرسبز و شاداب ہی عروسان
چمن لباس زمرد نگار زیب جسم کیے ناچ رہی ہین نہرون کا جوش و خروش ہی ہر طائر
شاخ گل پہ خاموش ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار مین آپ کی تلاش
مین آئی ہون پلٹ کر بادشاہ نے دیکھا کہ آفتاب آسمان برتری و مہر تابان فلک
نیکو خوبی گلعذار ماہ رخسار یعنی ملکہ قمر عذار آفتاب جمال خرامان خرامان آتی ہین
بادشاہ نے جو قمر عذار کو دیکھا دل و جان سے اُسیر مبتلا ہین پکار کر آواز دی کہ اے
شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم تو تمھارے مشتاق تھے قمر عذار نے کہا ہین

زنگاؤ کو روانہ کیا کہ بادشاہ کو لگا لاوے آپ کو لگا لایا شکر ہی کہ مین نے آپ کو دیکھ لیا یہ جو گئی منزلین آپ نے طی کین بڑی سخت تھین اب یہ منزل متعلق مکار جادو ہی مین نے کہا کہ جا کر شہریار کو سمجھا دون اور پلٹ کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی چند کنیزین گوشہ باغ سے آئین دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی قمر عذار نے حکم دیا کہ بارہ دری مین سامان عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے بڑھکر جلسہ آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز گلابیان لیکر موجود ہوے بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے قمر عذار پہلو مین بیٹھی ہو مگر اپنے کو عکس لوح محفوظ سے بچاتی ہی کہ ایسا نہ ہو مجھپر سایہ پڑجاے اب ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سارے ارمان ہوے کشتہ یہ دھر سنگے ہین — اب بھی دل سے کوئی پوچھے تو بھلے چنگے ہین
یا اُسی بت کو سلیقہ نہین دلداری کا — یا تو کچھ حضرت دل آپ ہی بے ڈھنگے ہین
کیون نہ دیدیجیے پھر اپنے گلے کے کپڑے — خار صحرا سے جنون کہتے ہین ہم ننگے ہین
ہو گئے سب کی خموشی نے مرے پست کیے — شور آہون کے نہ نالونکے رواب دنگے ہین
رنگ لاے ہین غضب دیدۂ خونبار یہان — کپڑے جتنے بھی دکھانے کو ترنے رنگے ہین
مانگیے بوسہ تو مشہور، بھبھیر کے کہتا ہی وہ شوخ — آپ عاشق نہین شاید کوئی بھکمنگے ہین
انگلیاں معشوقون کی کٹتے ہین وفائین سُنکر — یہ حکایت ہی کہ افسانے ہین دھر سنگے ہین
اپنے جامے سے ہین باہر ترے دیوانۂ عشق — ایک حمام مین جتنے ہین سبھی ننگے ہین
مرض عشق سے صحت ہوئی مرتے ہی جلال — اب تو ہم فضل الٰہی سے بھلے چنگے ہین

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو قمر عذار نے خود جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے چاہا لیکر پیون نگاہ جو اُٹھ گئی دیکھا سامنے ایک درخت ہی اُسکی شاخ پر ایک طائر سرخ رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی جیسے ہی بادشاہ نے اُس سے اپنی آنکھ ملائی طائر نے اشارہ کیا کہ جام نہ پینا بادشاہ نے ہاتھ سے وہ جام رکھ دیا قمر عذار نے کہا کیون شہریار میرے ہاتھ سے نفرت ہی کئی شاہزادیان جو عاشق ہین انھون نے منع کر دیا ہوگا کہ قمر عذار کے ہاتھ سے شراب نہ پینا سعد جو نگ

دل دادہ مین آنکھون مین آنسو بھر کر جو قمر عذار نے کہا جام لے لیا اور فرمایا ای ملکۂ عالم مین بخوبی جانتا ہون کہ تم میری دوست ہو مگر تمنے ابھی کہا تھا کہ یہ مقام مکار جادوگا ہو ہوشیار رہیے گا میرا دل دھڑکا اِسوجہ سے مین نے شراب نہین پی اِسوقت دل نہین چاہتا قمر عذار نے کہا ہماری خاطر سے پی جاؤ ورنہ ہم نہ بولین گے اور نہ کسی مقام پر مدد کو آوینگے بادشاہ نے پھر سر اُٹھایا طائر نے پھر سر ہلایا مراد اُسکی یہ ہو کہ شراب نہ پیجیے گا اگر شراب پی تو لوح محفوظ قبضے سے نکلجائیگی مگر سعد ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ طائر کے منع کرنے کو نہین قبول کرتے ہیں قصد ہو کہ جام پی جاؤن اور سوچتے ہین کہ اگر یہ رنجیدہ ہوئی تو پھر اِس سے ملاقات نہ ہوگی قمر عذار نے دوسرا جام لبریز کیا اپنے ہاتھ سے منھ مین سعد کے لگا دیا فرمایا پی جایئے جیسے ہی سعد نے جام منھ سے لگایا پہلو سے نعرہ ہوا کہ او مکارہ تو نے غضب کیا میری شکل بنکر آئی ہو مین تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہون سعد نے دیکھا کہ خود قمر عذار گرتی پڑتی ہوئی آتی ہو سامنے آتے ہی اشارہ کیا کہ یہی جام شراب اِسپر ڈالدو پھر تماشا سے قدرت پروردگار کو دیکھو بادشاہ نے فوراً جام بھرا ہوا قمر عذار نقلی پہ اُنڈیل دیا جیسے ہی شراب جسم پہ پڑی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا آثار سحر دفع ہوتے ہی آہ آہ کرکے اُٹھی مگر کہتی جاتی ہو کہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو جلا کر خاک کر دیا کنیزون نے جو دیکھا کہ ہماری مالک جل رہی ہو دوڑ کر لپٹنے لگین جو لپٹی وہ بھی جلنے لگی تھوڑے عرصے مین وہ جلکر خاک سیاہ ہوئی کنیزین بھی جل گئین سعد نے دیکھا کہ اب قمر عذار اصلی پہلو مین آکر بیٹھی کہا ای شہریار مین نقشۂ کتاب طلسم دیکھ رہی تھی کہ مجھکو معلوم ہوا مکارہ جادو آپ پر سحر کرتی ہو مین نے اول طائر روانہ کیا مگر آپ نے طائر کا اعتبار نہ کیا آخر مین خود دوڑ پڑی اور یقین کامل ہوا کہ اب اگر دیر لگاؤنگی تو شہریار گرفتار رہ جاوینگے شکر ہو کہ وقت پر آئی اِس منزل کو بھی آپنے تمام کیا اب آگے منزل بہروز جادو ہو وہ خاص انتخاب کی صاحب ہو سحر مین لاجواب ہو اِن سب حرام زادیون کو مین نے سحر سکھایا مگر کوئی میرا کہنا نہین مانتی دیکھیے بہروز جادو کیا کرے مگر بہت ہوشیار رہیے گا ایسا نہو بہروز

کوئی فقرہ کرکے لوح محفوظ آپ سے چھین لے تو بڑی مشکل پڑیگی لومین تو رخصت ہوتی
ہون مجھکو خوف ہی کہ جمشید ثانی نہ کہین آجاے وہ ہر وقت اسی فکر مین ہی کہ قمر عذار کو
گرفتار کرے ورن لہذا بہت ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی فکر کامل کرے اور لوح محفوظ
آپ سے لے لے یہ کہکر بی بجھاکر قمر عذار اٹھی چاہتی تھی نکلا اون کہ پہلو سے باغ سے نعرہ
ہوا کہ او گیسو بریدہ و دشمن سامری و جمشید تو نے بادشاہ کو بچایا اب مین کیا تجھکو زندہ
چھوڑونگا دیکھا جمشید ثانی سامنے سے آتا ہی للکارتا ہوا کہ او قمر عذار تجھکو کیا نفع ہوا
کہ تو نے مکارہ کو قتل کرایا قمر عذار نے جو جمشید کو دیکھا گھبراگئی مگر بادشاہ تلوار کو
ٹیک کر اُٹھے سامنے جمشید کے آئے فرمایا او ناہنجار مجھسے تو مقابلہ کر جمشید نے
بڑھکر ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا کہ ایک غار ہوگیا اُس غار سے ایک پہلوان نکلا اُسنے
سعد سے مقابلہ کیا قمر عذار نے آواز دی لوح محفوظ چمکا لیے جیسے ہی اُس پہلوان نے
چاہا کہ سعد پہ ہاتھ ڈالون سعد نے لوح محفوظ چمکادی وہ پہلوان جلنے لگا اب یہ
معلوم ہوتا ہی کہ اِس غار مین کئی پہلوان بیٹھے تھے نکل نکلکر مقابلہ کرتے ہین لیکن سعد
لوح چمکا رہے ہین جب لوح کا عکس پڑا پہلوان جلگیا جمشید گھبرایا بادشاہ اُن سب
پہلوانون کو مار کر طرف جمشید کے چلے جمشید بھاگتا پھرتا ہی قمر عذار کھڑی دیکھ رہی
ہی جمشید نے جو دیکھا کہ سعد شہریار قمر عذار سے علحدہ ہوے جست کرکے قریب آیا
قمر عذار کی کمر مین پنجہ دیا قمر عذار نے پکار کر آواز دی کہ کنیز کو بچائیے اگر مجھکو لیجاے گا
تو قتل کریگا سعد پلٹے مگر جمشید قمر عذار کو پنجے مین دبا کر بلند ہوگیا سعد کی بیقراری
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جمشید کو تیر مارا جمشید کا پانوٗن زخمی ہوا مگر نہ رکا
قمر عذار کو لے گیا سعد شہریار نے جو دیکھا کہ قمر عذار کو جمشید لے گیا گریبان پر
ہاتھ ڈالا گریبان چاک کیا تاج دے مارا چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرین کہ سامنے
سے خونخوار اور ریبر وزہ آکر پہونچے پوچھا کیون حضور خیر تو ہی بادشاہ نے بیان کیا
کہ مکارہ جادو نے مجھکو دام تزویر مین لیا تھا قمر عذار نے آکر بچایا مین وقت پر
جمشید ثانی پہونچ گیا قمر عذار کو لے گیا اُسی غم نے مجھکو بیقرار کیا ہی خونخوار نے کہا

ابھی تک جمشید رہ میں ہی ہین جاکر فکر کرتا ہون حضور بھی تشریف لے چلین سعد ہمراہ
خونخوار چلے فیروزہ بھی ہمراہ ہی مگر جمشید ثانی جو قمر عذار کو لیکر چلا راہ مین ایک
تفریح گاہ سی تھی ہین بہروز جادو جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی جمشید کو جو آتے ہوے
دیکھا سجدے کرنے لگی عرض کی تشریف لائیے جمشید ثانی قمر عذار کو لیے ہوے آیا
بہروز خاطر کرنے لگی جمشید نے کہا اے بہروز اس نالایق کو سمجھاؤ قمر عذار نے بادشاہ
کی اطاعت کی ہی بہروز اپنے مقام سے اٹھی قمر عذار کو سمجھانے لگی قمر عذار جواب
نہین دیتی خاموش بیٹھی ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ آیا انتخاب جادو بھی آکر پہونچی جمشید
کو دیکھکر بیٹھ گئی جمشید نے کہا اے انتخاب تمھاری صاحبزادی کو گرفتار کرکے لایا ہون
اسکو سمجھاؤ کہ یہ مجھکو سجدہ کرے ورنہ زندان طلسم مین قید کرونگا تڑپ تڑپ کے مریگی
انتخاب نے جو قمر عذار کو اس حال مین دیکھا محبت مادری جوش مین آئی قریب آکر
کہا کیون اے نور نظر انجام دیکھا قمر عذار نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے مادر مہربان
میری زبان سے سوزن نکالدو دیکھون تو یہ بھڑوا کیونکر روکتا ہی انتخاب جادو نے
بہ فرط محبت زبان سے قمر عذار کی سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی
قمر عذار تڑپی زیور جسم کا اُتار اُتار کر پھینکنے لگی جمشید نے دیکھا کہ ایک طرف سے
شیر آتے ہین اور دوسری طرف سے فیل مست اور ایک طرف سے ایک پہلوان
صرف پشت کا مقام خالی ہی جمشید کو کچھ نہ بن پڑا تینون طرف سے آفت دیکھی اٹھکر
بھاگا کہتا ہوا اے قمر عذار سحرون کی بوچھار کردی مین کس کس کو روکون بہروز بھی
قہقہہ مارکر ہنسی اور سامنے قمر عذار کے آئی ایک کارد سحر ماردی قمر عذار نے ہنسکر
اشارہ کیا اور منھ سے نکلگیا کہ اے کارد بہروز کا خون پی لے وہ کارد پہلوے بہروز
کے پڑی کہ توڑکر پار گذری بہروز نے آہ کا نعرہ کیا جیسے ہی جمشید باہر نکلا دیکھا صحرا
سے گرد اُڑی سعد بن قباد کو دیکھا آتے ہین پشت پر لشکر ظفر اثر سب کے آگے خونخوار
ہی خونخوار نے دیکھا کہ جمشید باغ سے نکلا للکارا کہ او بھگوڑے کہانسے بھاگا
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم قمر عذار سامنے سے خونخوار چلا قمر عذار نے آسمان سے

سحر کیا جمشید نے اوپر وہ سحر پڑے مگر یہ کب مانتا ہے آنکھوں کے اشارے سے ان سحروں
برطرف کر دیتا ہے قمر عذار نے کئی مرتبہ یہ تیغ گرائین مگر جمشید نے اپنے کو بچایا خونخوار
قریب پہونچ گیا جمشید نے تھوری دیر میں خونخوار جانتا ہے کہ یہ بلاسے روزگار ہے اسپر
سحر تاثیر نہ کریگا فوراً ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے روک کر آنکھ سے اشارہ کیا ایک
برق گری کہ سر خونخوار کا زخمی ہوا جمشید نے چاہا سر کاٹ لوں قمر عذار تڑپ کر گری
خونخوار کو بچایا جمشید کو یہی غنیمت ہوا کہ میری نوجوان بچی ورنہ اس ظالم سے بچنا
دشوار تھا اب نکل چلوں قمر عذار نے خونخوار کو لا کر کنارے لشکر اسلام کے ڈالا
مسلمانوں نے ہاتھوں ہاتھ خونخوار کو اٹھایا سعد لیکر بارگاہ مین آئے حمالہ وغیرہ
نے بیٹھکر سر مین خونخوار کے ٹانکے دیئے تب خونخوار نے نجات پائی جمشید تو یہ
آستین اٹھا کر نکلگیا قمر عذار نے جب دیکھا کہ جمشید چلا گیا اور ماں کو اپنی دیکھا کہ
قصر سبز سے نکلین بیٹی کو دیکھکر آواز دی کہ ای نور نظر مین تمھاری ہی وجہ سے
خداوند کی دشمن ہوئی قمر عذار نے جواب دیا آپ ناحق کو مصیبت مین مبتلا ہین بس
اطاعت اسلام کیجیے اس شہریار کے ساتھ ہو جائیے لوح لا کر انکو دیجیے انتخاب
نے کہا بیٹا مین لوح اٹھانے کی مجاز نہین ہون سوا اسے طلسم کشا کے اس قصر مین اور
کوئی نہین جا سکتا یہ مجال نہین ہے کہ مین جا کر لوح اٹھا لاؤن نگہبان مقرر ہین وہ
روکین گے اور یہی چاہین گے کہ مجھکو قتل کرین مین تمھارا حکم بجا لاتی ہون اور
اطاعت اسلام کرتی ہون مگر ملکہ بجریان آفت برپا کریگی مین قصر مین اپنے نہ جا سکونگی
لہذا مناسب یہ ہے کہ مجھکو ایک نوشتہ دو کہ مین خدمت مین شاہ کی جاؤن اور وہ
نوشتہ پیش کرون مگر ابھی دیکھو تو لون کہ جمشید مجھسے کسطرح پیش آتا ہے یہ کہکر انتخاب
رخصت ہوئی قمر عذار اپنے باغ مین آئی در باغ پر چند مصاحبون کو مقرر کیا اور حکم
دیدیا کہ اگر جمشید کو آتے دیکھنا تو ہمکو خبر کر دینا کچھ کنیزین دیوار باغ پر مقرر کین کہ
چہار جانب کا خیال رکھنا مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی یا نون زخمی قصر طلسم مین
آیا شاہزادیون نے دیکھا کہ قدرت زخمی ہو کر آئے حال پوچھا جمشید نے کہا انتخاب

بیٹی کی محبت مین آگئی آنے غضب کیا کہ سوزن زبان سے اُسکی نکالدی قمر عذار تو آفت کی
پرکالہ ہی مجھے وہ سحر کیا کہ مین گھبرا گیا تھا ایک طرف سے شیر آیا اور ایک طرف سے پہلوان
فقط الپشت کا مقام خالی پایا اُدھر سے جو نکلا سعد نے تیر مارا دیا سینہ تو بچا مگر پانوٴن زخمی
ہوا پھر جمشید نے کہا ایک کنیز پاس انتخاب کے جائے اُس سے دریافت کرے کہ تو نے
غضب کیا اب تجھے کیا منظور ہی یا تو آکر قدرت کو سجدہ کر ورنہ میری سرحد سے نکلجا اور
اگر اسکے خلاف کریگی تو جہان پاؤنگا قتل کرونگا یا بیٹی کی ساتھ جا یا ابدولت کے پاس
آکر سجدہ کر تب مین صاف ہونگا ایک کنیز اتفاق جادو نامے یہ کہا اُٹھی کہ انتخاب
میری بہت خاطر کرتی ہین مین جاکر سمجھاتی ہون اتفاق جادو چلی یہان انتخاب اپنے
قصر مین آکر بیٹھی ہی مگر گھبرا رہی ہی کہتی ہی صاحبو گنبد کی حفاظت کرو نگہبانون کو اطلاع
دو کہ طلسم کشا قریب ہی ایسا نہو آپڑے راہ کی سب چوکیان اُٹھین فقط بحرین باقی
ہو گو کہ وہ ساحرہ زبردست ہی کہ جمشید ثانی بھی اُسکی عملداری مین جاتے گھبراتا ہی بلکہ
صعوبات سخت اُٹھا کر پہونچتا ہی مگر وہ بھی کسیقدر اعتقاد طلسم کشا رکھتی ہی مین نے
کتاب مین دیکھا تھا کہ اگر طلسم کشا پر وقت پڑیگا تو بحرین بھی شریک ہو جائیگی اور
جمشید ثانی اُسکا کچھ نہین کرسکتا یہ ذکر تھا کہ اتفاق جادو آکر حاضر ہوئی انتخاب نے
جو اتفاق کو دیکھا پوچھا بوا اسوقت کہان آئین اتفاق نے کہا او انتخاب قدرت
تمھاری شکایت کر رہے ہین تمنے کیا غضب کیا کہ قمر عذار کو رہا کر دیا کہ قدرت کا
پانوٴن زخمی ہوا کسکی مجال تھی کہ قدرت پر نگاہ ڈالے مگر تمنے جو کچھ چاہا سو کیا اب بہتر
اسی مین ہی کہ میرے ساتھ چلی چلو قدرت سے عذر کرو انتخاب نے جواب دیا کہ مین
تو سامنے قدرت کے نہ جاؤنگی کیا جواب دونگی اتفاق نے کہا او انتخاب جادو
اگر یہ اتفاق نہوا تو جہان کہین قدرت تمکو پا جاوینگے فوراً قتل کرینگے انتخاب نے
کہا تم جاؤ قدرت سے کہدینا کہ مین اپنے شوہر سے صلاح کرونگی جیسا وہ کہیگا ویسا
کرونگی اتفاق تو روانہ ہوئی انتخاب نے اپنے شوہر کمیاب جادو کو نامہ لکھا کہ
صاحب جلد آؤ مین عجب مشکل مین ہون صاحبزادی تمھاری بگڑ گئین شریک مسلمانان

ہو گئی ہیں نے بھی بیٹی کی محبت میں ارادہ کیا ہو کہ شہ یک سعد ہو جاؤن یہ نامہ لکھکر ایک سحر کا پتلا بنایا گلے میں اُسکے نامہ ڈالکر طرف جزیرہ کمیاب کے روانہ کیا کمیاب جادو اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ پتلا نامہ لیکر پہونچا کمیاب نے پوچھا تو کہانسے آیا ہو پتلے نے کہا میں فرستادہ انتخاب جادو ہون یہ نامہ لیکر آیا ہون کمیاب زوجہ کا نام سُنکر خوش ہو گیا نامہ لیکر پڑھنے لگا پتلا غلطک مار کر غائب ہوا کمیاب نے جو نامہ دیکھا جھلاکر اُٹھا تخت پر سوار ہو کر پاس انتخاب کے آیا کہا صاحب کیا سرکہ ہوا انتخاب نے سب کیفیت بیان کی کہ دختر تمھاری مبہوت ہو رہی ہو دریائے محبت بادشاہ اسلام مین غرق ہو اُسکی دشمنی مین کیا فرق ہو کمیاب نے کہا مین ابھی جا کر قمر عذار کو لاتا ہون ہر چند انتخاب نے روکا مگر کمیاب نے زر کا تیغہ کمر سے لگا کر ایک طاؤس پر سوار ہوا طرف قصر قمر عذار کے چلا یہان کنیزین دیکھ رہی ہین وہ صحرائے ویران اُسمین طاؤس اُڑاتے ہوئے کمیاب آتا ہو کنیزون نے دیکھکر ملکہ سے اطلاع کی کہ والد نامدار آپ کے آتے ہین قمر عذار نے سُنکر ہاتھ ہلادیا ایک دیوار آہنی کھنچ گئی کمیاب جادو جو بڑھا آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک دیوار لوہے کی کھنچی ہوئی ہو ہیچھے ہٹکر دیوار مین ٹکر ماری دیوار کو جنبش نہ ہوئی اسیطرح کئی ٹکرین مارین دیوار کو خبر بھی نہ ہوئی بلکہ ایک در بھی مانند سوراخ مور نہ پیدا ہوا پکار کر کہا او گیسو بریدہ خوب پردہ کرکے بیٹھی مگر مین جا کر سعد کو سرلاتا ہون جب تو بے قرار ہو گئی دعا کرنے لگی کہ اے مالک ورب وہ جہان اُس شہریار کو میرے باپ کے ہاتھ سے بچا تا کمیاب نے کہا میرے سامنے اب آئیگی تو آگ لگا دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر پلٹا قریب دو کوس کے چلا اور ایک نخل کے نیچے ٹھہر کر آمد لشکر بادشاہ اسلام معلوم ہوئی لشکر کو دیکھکر اپنے گولہ مارا خونخوار نے دیکھا کہ ایک گولہ آکر لشکر مین پھٹا آگ برسنے لگی خونخوار حیران ہو کہ اس صحرا مین تو کوئی نہین ہو یہ گولہ کسنے مارا کہ کمیاب نے دوسرا گولہ پھینکا اب کے جا کر گولہ جو پھٹا آسمان سے پانی برسنے لگا ایک طرف آگ دوسری جانب پانی مگر خونخوار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک آبخورہ پانی کا نکالا جسطرف آگ برس رہی تھی اُدھر

پھینکا پانی برساکر آگ بجھ گئی جدھر پانی برس رہا تھا اُدھر گولہ پھینکا کہ ابر پھٹ گیا
دھوپ نکل آئی لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھو مگر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی
کمیاب نے جو دیکھا کہ دونون سحر میرے خالی گئے کون ایسا ساحر زبردست ہی جسنے
میرے ایسے سحر مٹاسے آگے بڑھا خیال کرکے دیکھا معلوم ہوا کہ خونخوار نے میرے
سحر مٹاسے فوراً بڑھا ارادہ ہی کہ تلوار کھینچکر جا پڑون میثاق نے عرض کی او شہریار
ہوشیار ہوجائیے دیکھیے کمیاب آتا ہی خونخوار نے جو کمیاب کو دیکھا للکار کر کہا کہ
او نامرد چھپا ہوا سحر کر رہا تھا اب تیری جرأت دیکھون کمیاب تلوار کھینچے ہوئے مقابل
خونخوار مین ہونچا آپس مین تلوار چلنے لگی مگر تلوار سے کمیاب کی شعلۂ آتش نکلے
جسطرف وہ شعلے گرتے ہین بارگاہ وخیمہ جلنے لگتا ہی خونخوار نے سراپنا زخمی کرایا
خون اپنا لیکر پھینکا تب تاثیر شعلہ ہاے آتش مٹی اسکو مٹا کر تلوار کھینچی اور للکارا
کہ او کمیاب ہوشیار ہوجا تقضا تجھکو لیکر آئی ہی لیکن کمیاب وہ مغرور ہی کہ اسنے
کچھ خیال نہ کیا جواب دیا کہ جو ہوسکے قصور نہ کر خونخوار نے سرکو بتا کر سرپہ ہاتھ
مارا کہ سپر کٹی کمیاب نے دیکھا کہ اب یہ تلوار تابہ جگر گاہ پہونچے گی اپنے کو زمین مین
گرادیا لوٹ مار کر جاہا بلند ہوکر نکلون اُدھر سے بادشاہ جمجاہ آتے تھے انھون نے
دور سے دیکھا کہ جو ساحر سحر کر رہا تھا اب وہ بھاگا جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری تاک کر تیر مارا سینے پر کمیاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گیا اندھیرا ہوگیا
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود دوزنگی زمین سے
پیدا ہوے لاشۂ کمیاب اُٹھا کرکے چلے سامنے انتخاب کے لائے انتخاب نے
جو شوہر کا لاشہ دیکھا پیٹنے لگی پوچھتی تھی صاحبو یہ کیا ہوا زنگیون نے حال بیان کیا
کہ لشکر بادشاہ پر انھون نے آگ برسائی بادشاہ نے غصے مین آکر تیر مارا انکا
تیر خطا نہین کرتا لوح محفوظ گئے ہین تھی اُسکا عکس جو پڑا تیر نے اپنا کام کیا یہ سنکر
انتخاب نے کہا اب شاہ کی اطاعت نہ کرونگی جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا
خداوند مجھکو سامنے نہ بلائیے مجھے حجاب آتا ہی آپ کو صورت نہ دکھاؤنگی قمرعذار کو

گرفتار کر کے لائونگی آئندہ آپ کو اختیار ہے اگر مجھپر دباؤ ڈالیگا تو بادشاہ کی شریک
ہو جاؤنگی ورنہ آپ کی اسی طرح مطیع ہون کبھی مجھسے خطا نہ ہوگی یہ عرضی ایک کنیز کو دی
گلچہرہ نامے کنیز عرضی لیکر چلی گلچہرہ آتے آتے قریب دریاے بحرین پہونچی چاہتی ہو کر
پار اترون کہ ایک نہنگ نے سر نکالا اور جست کر کے گلچہرہ کو پکڑ لیا دریا مین غوطہ
مار کر غائب ہوا گلچہرہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین سامنے بحرین کے کھڑی ہون اور
بحرین کہہ رہی ہو ای گلچہرہ کہان جاتی تھین گلچہرہ نے کہا عرضی مالک کی بخدمت خداوند لیکر
جاتی تھی آپ کا نہنگ پکڑ لایا بحرین نے کہا بی انتخاب پہ بڑی مصیبتین پڑین گلچہرہ نے
کہا حقیقت مین انتخاب پہ بڑی مصیبتین پڑین کہ شوہر اُنکا قتل ہوا بحرین نے کہا مین
احکام کتاب سامری دیکھ چکی صاف صاف ترقیم فرما گئے ہین کہ جو طلسم کشا سے دشمنی
کریگا وہ گرفتار ہوگا اور مارا جائیگا پس مین نے ابتک کوئی حرکت ساتھ طلسم کشا
کے نہین کی مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون دریا کو جوش دے رہی ہون اور سدہا
ساحر نگہبان دریا مین مقرر کیے ہین کہ وہ وقت پر روکین گے اِسطرح کا بلوہ کرین
کہ لشکر کو تباہ کر دین اِسطرف سے بادشاہ گذرین تو بہت تدبیرین کرونگی مگر وہ بڑے
صاحب اقبال ہین سحر انپر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یہی مناسب ہو کہ دشمنون کو
اُنکے ستاؤن تب خدمت شاہ مین جاؤن یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین
عرض کی لشکر شاہ آ پہونچا بحرین اپنے مقام سے اُٹھی گلچہرہ سے کہا بی جاؤ عرضی
قدرت کو پہونچاؤ دیکھین وہ کیا تدبیر کرتے ہین گلچہرہ نکلی کنارے پہ دریا کے ایک
پہاڑ تھا اُسپر آکر ٹھہری نشان آمد لشکر شہنشاہ دیکھے آگے تخت پہ بادشاہ جمجاہ پایہ
تخت پر خونخوار ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا
ہو حیران جمال ہوکر صورت بادشاہ دیکھنے لگی ایسی مبہوت ہوئی کہ پہاڑ سے کھڑی
دیکھ رہی ہو یہ خیال نہین کہ مجھکو بھی کوئی دیکھے گا کہ خونخوار کی نگاہ پڑ گئی خونخوار نے
دیکھا کہ ایک جادوگرنی برسر کوہ کھڑی ہو خونخوار کو خیال ہوا کہ بحرین نے بھیجا ہوگا
کار دھار دی سینے پہ گلچہرہ کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری گلچہرہ کا لاشہ زمین پہ گرا

خونخوار نے جو بلی اُسکی تو ایک نامہ انتخاب نکلا اُسکو پڑھکر متعجب ہوا کہ کیونکر کہون
انتخاب بیٹی کا پاس ذکر گیا یقین ہو کہ یہ ساحر بھی شریک ہو جا سے وہ نامہ لاکر بادشاہ
کو دکھلایا اور اُنکی بیٹی تھی کہ یہ ساحر فرستادہ انتخاب ہے اور انتخاب نے جمشید سے
عذر کیا ہے کہ [illegible] یہ سکتی نہیں جاتی کہ سرکار کو منظور دکھاؤں بادشاہ نے
فرمایا دریا سے بچیں [illegible] اُتارا ہوگا خونخوار نے عرض کی جو صورت سرکار کو
مناسب ہو اور قصد ہے [illegible] کون ہے سرکار کو روکتا ہو سب منزلیں حضور نے طے
کین یہ منزل آخر ہو بادشاہ نے فرمایا شب کو تو اسی مقام پر اُترو صبح کو انشاء اللہ
پار اُترنے کی تدبیر کیجائیگی یہ فرماکر حکم دیا کہ [illegible] سے پلٹکر کے بارگاہ استادہ کرو ہم
اُس بارگاہ میں رہینگے مگر میثاق کو وہ گروان کہ اس منزل کے حالات سے بخوبی
آگاہ ہو ٹہلتا ہوا لشکر سے نکل گیا [illegible] سے دریا کے آکر ٹھہرا ایک طرف سے آواز
رونے کی آئی میثاق نے جو دیکھا کہ ایک عورت آنکھوں سے نابینا چیخیں مار
مار کر رو رہی ہے میثاق نے پوچھا کہ نیک بخت تجھپر کیا گذری اُس نابینا نے کہا اے
بزرگ تو کون شخص ہو کہ مجھ محتاج کا حال پوچھتا ہے میری عجب کیفیت ہے [illegible] میں جادو
جو یہان کی حاکم ہے میں اُنکی دایہ ہوں [illegible] اُسکا نام ہے وہ واسطے
شکار کے گئی تھی راہ میں بادشاہ کو اُسنے دیکھا بہت اُسکو [illegible] زبان سے
دو رنجیدہ آئی میں نے پوچھا کہ کیوں مزاج کیسا ہے اُسنے اپنا دردمند جان کر
سب حال بیان کیا مجھ میں بہت خفا ہوئی میں اُسکے منہ سے نکلا کہ آپ کیوں آزردہ
ہوتی ہیں جو زیادہ خفا ہو جیئے گا تو میں بادشاہ کے لشکر میں چلی جاؤنگی اس لفظ
[illegible] ابھی کہی تھی کہ اُسکو تو قید کیا ہے اور میری آنکھوں پر سحر کر دیا کہ میں
[illegible] بادشاہ کا دم بھرتی ہیں مگر ظاہر
میں دشمنی ظاہر [illegible] میثاق نے یہ سنکر آنکھوں کو دیکھا اور ایک نشتر جیبولی
سے نکالا [illegible] خون لیکر آنکھوں میں اُس دایہ کی [illegible] آنکھیں فوراً روشن
ہوگئیں اور کہا مجھکو اپنے ہمراہ لے چل میں تیری بیٹی کو بھی [illegible] اتنا سحر جانتی

ہی کر جو زبان سے سوزن نکال لونگا تو نکلجاویگی عورت نے کہا لو وہ طاق ہی بی بجرین کے
سحر کرنے کے مقام پر چوکا دیا کرتی تھی میثاق نے صورت اپنی سحر سے تبدیل کی وہ عورت
میثاق کو لیکر چلی راہ مین عورت نے پوچھا کیون ای غریب پرور تمھارا نام ونشان
کیا ہی مجھکو آگاہ تو کرو کہ مین شکریہ ادا کرون میثاق نے کہا ای نیک بخت مین غلام بادشاہ
اسلام ہون میثاق کوہ گردان میرا نام ہی تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہوگیا بجرین کو
کیون ناگوار ہوا عورت نے کہا مزاج ہی تو ہی خلاف گذرا کہ ہماری دایہ کی لڑکی عاشق
ہوکر آئی ہم اُسکو قید کرین نگر واری مین نے کیا خطا کی تھی مجھکو دنیا ہی سے کھو دیا تھا
تمکو خدا سلامت رکھے کہ تمنے آنکھین روشن کین ورنہ عمر بھر نابینا رہتی جب کنارے
دریا کے آئے تو عورت سے میثاق نے کہا کہ اب کدھر سے چلین عورت نے کہا یہ
درخت چنار جو کنارے پر ہی اِسے اُکھیڑو اِسی مین سے راستہ پیدا ہوگا میثاق نے
بزور سحر جو درخت کو اُکھیڑا بجنسہٖ مہرہ نقب کا ظاہر ہوا میثاق آگے آگے وہ عورت
پیچھے ہی جیسے ہی نقب مین داخل ہوے گوشے سے آواز آئی کہ او جانے والے ذرا
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر مثل انسان کے آواز دیتا ہی
میثاق نے جواب دیا کہ بھائی غریبون کو کیون روکتا ہی ایسا نہ ہو ہمکو خلاف گذرے
مگر اُس شیر نے پنجہ اُٹھایا کہ میثاق پر حملہ کرون میثاق نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر اُس شیر
پر ڈالدی شیر جلنے لگا جلکر خاک ہوا جہان پر گرا وہان پر ایک دروازہ پیدا ہوا
اُس سے آہ آہ کی آواز آتی تھی کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا نظم

آپ پر جان دین یہ تھا مطلب — ساتھ دم کے نکل گیا مطلب
سُن لے دل خط شوق کا مطلب — کوئی رہ تو نہین گیا مطلب
دل تو جاتا ہی کس کے ہو کے رہین — حسرت ارمان مدعا مطلب
بند کا بند ہی رہا خطِ شوق — قاصد اِسکا نہ کچھ کھلا مطلب
کیجئے غیر کیا چھپا سے گا دل — جس سے اپنا نہ چھپ سکا مطلب
فرق ہوا ای صنم دلون مین تو ہو — میرا تیرا نہین جدا مطلب

سوت تھی ہجر مین پیام وصال — ہم جیسے فوت ہوگیا مطلب
لفظ و معنی کا ربط تھا ہر سے — دل سے ہو کسطرح جدا مطلب
مین نے چپکے سے کچھ دعا کی تھی — سننے والون نے سن لیا مطلب
ایک سینہ ہی حسرتین لاکھون — ایک دل ہی ہزار ہا مطلب
وصل کی رات بے وفا نکلا — ٹرمد کے تجسے بھی کچھ مرا مطلب
ہون وہ بیخود کہون گا کچھ کا کچھ — مجھسے پوچھو تو تم مرا مطلب
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے — دل بیتاب کا ہے کیا مطلب
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھکے جلال — کچھ سمجھ لو برا بھلا مطلب

اسطرح کی صدا سے دردناک آئی کہ میثاق بیقرار ہوگیا کہا کیون نیک بخت یہ کون رو رہا ہی وہ عورت رونے لگی کہا یہ اُسی قیدِ دام مصیبت کی آواز ہی کہ جسکی آواز مین یہ سوز و گداز ہی میثاق نے کہا پہلے اسکو رہا کر دون تو پھر محبت بحرین مین چلون وہ عورت دعائین دینے لگی کہتی تھی اے انصاف پسند تونے وہ احسان کیا ہی کہ عمر بھر دعائین دونگی میثاق اُس دروازے مین داخل ہوا دیکھا ایک عورت نحیف و ضعیف پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی ہاتھ پانؤن مین ہتھکڑیان و بیڑیان خانۂ زنجیر مین غل ہو مان کو دیکھکر گھبرا گئی کہا اے مادر مہربان کیونکر آنا ہوا عورت نے جواب دیا کہ بیٹا خدا وزیر اعظم کو سلامت رکھے میری آنکھین روشن کین تمھاری رہائی کو آئے ہین نام رہائی سنکر با تو ملول و حزین تھی یا شگفتہ ہوگئی میثاق نے قریب بیٹھکر ہتھکڑیان و بیڑیان کاٹین زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی تڑپکر اُسنے زمین مین ٹکر ماری ایک غار پیدا ہوا کہا اے مادر مہربان مین تو اب جاتی ہون لیکن محبت بحرین مین جاؤن مان نے کہا بیٹا وہ ظالم قتل کر ڈالیگی نہین معلوم کیا سزا دیگی اب تم نکلجاؤ جہان تمھارے مزاج مین آئے وہان جاؤ اور مین تو میثاق کی کنیز ہون انھین کی خدمت مین رہونگی گل پیرہن نے کہا احسان تو مجھپر بھی ہوا مین انکی خدمت کرونگی یہ کہکر اُسی غار مین داخل ہوئی زمین کو کاٹتی ہوئی نکلی قریب

ایک کوہ کے پہونچی نظر اُٹھا کر کوہ کو جو دیکھا کہ مقام سر سبز و شاداب ہے ہر کوہ کا جواب ہر
ایک نخل کے سایے مین گل پیرہن بیٹھی ہے میثاق نے اُس عورت سے کہا کہ اے بانو
تمھاری بیٹی رہا ہو گئی کنارے پہ تیرا کے پہاڑ ہی تھی یہ جا کر بیٹھی ہو تم تو اُس مقام پر
چلو بیٹی کے پاس شہر مین صحبت بحرین کا ملاحظہ کرے تا جہان عورت نے کہا کہ میں تمہارے
مین ساتھ رہون میثاق نے کہا کوئی ضرورت نہین یہ کہکر اُس عورت کو رخصت کیا
آپ نقب کو طے کرتا ہوا چلا جب کنارے پر نقب کے پہونچا سازکی آواز کان مین آئی
اور محفل مین کچھ باتین ہو رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین چھپے چھپے سنکر میثاق داخل
صحبت ہوا دیکھا بڑا وسیع دالان ہے مسند پر بحرین بیٹھی ہے گرد نازنینان سیمین جبین
و مہ جبینان مہر تمکین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین یکایک آسمان پر پری نے بحرین سے
کہا لو شداد جادو آتا ہے صاحبو تمنے کچھ سنا یہ بھی واجب ہے مجھے ملتا ہے تو انگارکی باتیں کرتا
ہے مین نے ہمیشہ جواب سخت دیے تو مجھسے بہت بیزار ہے یہ ذکر تھا کہ تخت آکے اُترا
شداد جادو وارد سامنے بحرین کے آیا جھک کر سلام کیا بحرین نے پوچھا کہ اے
دوست صادق کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو شداد ہنس پڑا کہا اے
ملکہ اس وقت باغ مین اپنے بیٹھے بیٹھے دل گھبرا گیا اور تمھاری آنکھ [illegible] ہر
نگاہون کے سامنے رہتی ہے اسکو جو دیکھا دل پر چھری پھر گئی خواہش ہوئی کہ چلکر
تمسے ملاقات کرین شاید اپنے عاشق پر رحم کرو بحرین نے کہا اے شداد تمنے اکثر
ایسی باتین کین مگر مینے تمکو جواب دیدیا کہ مجھے ایسا خیال نہ رکھنا اسلیے کہ جب
ملاقات خداوند کو جاؤنگی پہلے یہی ذکر کرونگی یقین ہے کہ [illegible] کو [illegible] ہو
ضرور فرماوینگے کہ شداد سے تمسے کیا واسطہ شداد نے کہا اے ملکہ خاطر جمع [illegible]
سر کٹ جاے مگر آج تو طالب وصل ہوکر آیا ہون مجھکو محروم نہ کیجیے [illegible] مین جلا جاتا
یہ کہکر اپنے مقام سے بڑھا چلا جا کر مسند پر بیٹھ جاؤن بحرین آگ بگولا ہو کر کہا اے
شداد دیکھو ہوش مین آؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ شداد نے ہاتھ بڑھا کے [illegible] لگے
مین ہاتھ ڈالدون اور قدمون کو بوسہ دون بحرین کو بہت ناگوار ہوا [illegible]

جھٹک کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بے ادب قاعدے سے نہین بیٹھتا گستاخی کرتا ہو میری اور تیری کیا مناسبت ہو بھلا میرا اور تیرا کیسے ساتھ ہو سکتا ہو الگ بیٹھ شداد نے جو سر محفل تمانچہ کھایا تو اتنے کی آواز ہوئی بہت شرمایا غصے مین آکر جیب مین ہاتھ ڈالا ڈبیہ خاک قبر جمشیدی کی نکالکر کھولدی بحرین لہرائی زبان بند ہوگئی شداد نے کمر مین پنجہ دیا اُسوقت بحرین کی زبان سے اِتنا کلمہ نکل گیا کہ ارے کوئی ایسا نہین ہو کہ مجھکو اِس ظالم کے ظلم سے بچالے میثاق اپنے مقام سے اُٹھا بحرین کی زبان بند ہو مگر آنکھین کھلی ہوئی ہین اگرچہ پتھرا گئی ہین مگر دیکھ رہی ہو نگاہ پڑی ایک جوان معقول گوشے سے اُٹھا اور اُسنے کارد ماری شداد جا وہ مارا گیا مرتے ہی شداد کے بحرین کو ہوش آیا قریب بلایا کہا او جوان تو کون ہو میثاق نے آگے بڑھکے کہا منم غلام سعد شہریار میثاق کوہ گردان میرا نام ہو بحرین نے پوچھا آپ کے تشریف لانے کا کیا باعث ہوا میثاق نے بیان کیا کہ دایہ تمھاری مادر گل پیرہن جنگل مین رو رہی تھی مجھسے یہ خطا ہوئی کہ مین نے اُسکا سحر اُتارا آنکھین اُسکی بینا ہوئین وہانسے آکر گل پیرہن کو رہا کیا تمھاری محبت کا مشتاق تھا شریک صحبت ہوا کہ یہ بے حیا آگیا اِسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مین آپ کا ہوا خواہ ہون یہ سُنکر بحرین نے سر جھکالیا کہا او میثاق مین بھی مشتاق تھی کہ کوئی ذریعہ پیدا ہو تو بادشاہ کی شریک ہون مگر کوئی باعث نہ نکلتا تھا تم ایسا رفیق خیرخواہ اُنکا ملا اب مجھکو خدمت مین شہریار کی لے چلو میثاق کہ بحرین پر عاشق ہو چکا ہو دل تڑپ رہا تھا اور قلب پھڑک رہا تھا بے اختیار یہ منھ سے نکل گیا

نظم

کونسا دام نہان شیخ کے جامے مین نہین — سچ ایسا بھی کوئی ہو کہ عمامے مین نہین
رنگ لایا ہو مری جامہ دری کا او عشق — یون جنون مین ہون کہ خود رفتہ کہ جامے مین نہین
وحشت کا شکوہ لکھا ہو کہ عدو کا یہ نہ پوچھ — نامہ بر نام کسیکا مرے نامے مین نہین
پیرہن چاک کیا مین نے بہار آتے ہی — بوے گل ہون کہ ابھی تھا ابھی جامے مین نہین
ایک سان برہمن و شیخ ہین عشق بت مین — فرق کچھ دونونکی پگڑی و عمامے مین نہین

نامہ بر یار سے کس بات کا لائیگا جواب	حرف مطلب ابھی دل ہی مین ہین ڈھلے مین نہین
باندھین اپنا لکھین یار کو کیا خط مین جلال	خاک ہم نوک کی لین نوک ہی خامے مین نہین

بحرین نے سر جھکا لیا کہا اے میثاق تم ہمارے جان بخش ہو یہ مقدمہ خاص اسیوسطے
ہوا کہ سبب پیدا ہو گلبدن کہان گئی میثاق نے کہا گلبدن کون کہا وہ کنیز جو نابینا
ہوگئی تھی گل پیرہن کی مان میثاق نے آواز دی کہ اے گلبدن سامنے آؤ اب خوف
نہ کرو وہ عورت جو نابینا ہوئی تھی سامنے آکر بحرین سے لپٹ گئی بحرین نے کہا تم تو
میری مادر مہربان ہو میری خطا معاف کرو گلبدن نے کہا واری یہ تمہید ہونے کو تھی
کہ کہان تو میثاق طلایہ دے رہے تھے میری آواز سنکر آئے یہان یہ اُفتاد ہوئی
اب مین بہت رضامند ہوئی کہ مین بھی شریک مسلمانان ہوئی اور مالک میری
شریک ہوئی اب البتہ بہ آسانی بادشاہ دریا سے گذر جاوینگے پھر کہا گل پیرہن کو
تلاش کرو میثاق خیال کرکے ہنسا کہا وہ قریب لشکر اسلام پہونچ چکی خونخوار جب
نکلے اُنکی نگاہ پڑ گئی اُنھون نے اُسکو بلا یا اب وہ خدمت شاہ مین پہونچی باتین کرتی
ہو اور یہان کا ذکر ہو رہا ہے خونخوار نے اُسکو اپنے قبضے مین کیا اور یہ کہہ رہی ہے کہ میثاق بھی
آتے ہونگے بحرین نے کہا اب آپ جائیے مین کشتیان درست کرتی ہون بادشاہ کا
اُتار دریا سے کرائیے جزیرہ انتخاب مین کھلبل پڑجائیگی اے وزیر اعظم میری شرکت
ایسی نہین ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو میثاق نے کہا بسم اللہ آپ تدبیر کیجیے مین جاکر شاہ کو لاتا
ہون بحرین اُسی وقت اُٹھی دریا پر آئی آواز دی کہ اے نہنگ جادو کشتیان تیار
کر دریا مین کشتیان اور نواڑین پیدا ہونے لگین میثاق تو بحرین سے رخصت
ہوئے خدمت شاہ سعد مین آئے دیکھا خونخوار گل پیرہن پر لٹو ہین گل پیرہن
بھی ساتھ ہوئی بادشاہ جہجاہ سوار ہوئے تمام لشکر مین ذکر ہونے لگا کہ میثاق نے
بڑا کار نمایان کیا سمجھے تھے کہ دریاے بحرین پر بڑی لڑائی پڑیگی مگر بے لڑے بھڑے
دریا قبضے مین آیا سعد آکر سوار ہوئے کنارے دریا کے بحرین صف جمائے کھڑی
ہین اول سب کے بادشاہ نے کشتی مین قدم رکھا سب سردار اور افسر سوار ہونے

لگے نگر سعد شہریار جس کشتی پر ہین وہ کشتی سب کے آگے ہی گرد سرداروں کی کشتیان
جس کشتی پر خونخوار سوار ہوے اُسی کشتی پر گل پیرہن بھی ہی گلبدن نے جو دور سے
بیٹی کو دیکھا کہ خونخوار کے ساتھ ہی بہت خوش ہوئی بحرین سے کہ رہی ہی کہ حضور کیا
اقبال پروردگار نے عطا کیا کہ میری دختر گل پیرہن اُسکے ساتھ ہی میری تقدیر کہ بادشاہ
حدالی طلسم میری دختر پر مائل ہوئین کیونکہ فخر نہ کرون بحرین کہ رہی ہی کہ بادشاہ ہمارے
بہ خیر و عافیت نکلجاوین تو روح کو راحت اور قلب کو قدرت ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان
پر ابر سیاہ پیدا ہوا بحرین نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گئی کہا اے شہریار لوح محفوظ وغیرہ
سے ہوشیار رہیے گا سب سردار ہوشیار رہین کہ وہ ابر آکر چھٹا اور نعرہ ہوا کہ ہم
جمشید ثانی آتے ہی ایک برق گرائی کہ کشتی شاہ کی ٹوٹی شاہ دریا مین گرے اور
شناوری کرنے لگے کہ ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا بادشاہ نے چاہا اس سے بچین
ایک وار بھی تلوار کا کیا مگر اُس نہنگ نے قریب آکر دم کھینچا بادشاہ کو نگل گیا
میثاق و خونخوار نے کیسی کیسی برقین نہنگ پہ گرائین مگر وہ تو نہنگ لاڈلا تھا
کسی برق کو نہ مانا اور بادشاہ کو نہ چھوڑا جب بادشاہ غائب ہوے تو کل کشتیان
ڈوبنے لگین بحرین نے جمشید ثانی کو دیکھا چاہا بھاگ جاؤن مگر جمشید تڑپ کر گرا
بحرین کو بھی اُٹھا لے گیا لشکر بحرین مین تلاطم ہی کہ یارو اب غضب ہوا قدرت
ہم سب کے دشمن ہوے جمشید سب کشتیان توڑکر اس خیال سے کہ یہ سب ڈوب
جاوین گے غرق دریا سے فنا ہونگے بحرین کو لیکر روانہ ہو گیا چلتے وقت اُسنے
آواز دی کہ اے دریا سے بحرین ان سب کو مہلت نہ دینا میثاق و خونخوار اُسکے کل
سحر کرکے نکلے لیکن بحرین بیہوش و مدہوش ہی جمشید ثانی لیے ہوے بحرین کو جاتا
ہی کہ قریب کوہ لالہ زار پہونچا لالہ زار جادو مالک کوہ جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی
گانا ہو رہا ہی جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ لالہ زار کا جلسہ آراستہ ہی اور لالہ زار مسند
پر بیٹھی ہی جمشید ثانی کو جو آتے ہوے دیکھا مسند سے اُٹھی جھک کر سجدہ کیا اور
یکبارگی آواز دی کہ یا خداوند آئیے جمشید تو عیش پسند ہی ناچ گانا جو دیکھا لالہ زار

ایک حسین جادوگرنی ہاتھ اُٹھائے کھڑی ہو بلا رہی ہو اُترآیا بحرین کو سامنے ڈالدیا
آپ تخت پر بیٹھا لالہ زار نے پوچھا یا خداوند بحرین نے کیا خطا کی جو مستوجب سزا
کی ہوئی جمشید نے سب حال بیان کیا کہ اِسنے غضب کر دیا دریاے بحرین کہ ابتداے
طلسم سے جاری ہو اُس سے طلسم کشا کو اُتار دیا ہر چند کہ مین نے جاکر سب کشتیان
توڑ ڈالین سب کو ڈبو دیا نہنگ دریانشین طلسم کشا کو بھی لے گیا مگر خوف یہ ہو کہ گلے
مین اُنکے لوح محفوظ ہو ایسا نہ ہو ہوش آجائے اور نہنگ دریانشین پر کوئی اُفتاد
پڑے یہ ذکر کر رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا نہنگ دریانشین اُسی صورت پر
اُترتا ہوا آیا جمشید کو دیکھکر اُترا بادشاہ کو مُنھ سے اُگلا سعد اُسی طرح بیہوش ہین
جمشید نے کہا اولالہ زار کیا کرون طلسم کشا کیونکر قتل ہو لالہ زار نے کہا اب تو
آپ کے قبضے مین ہین قتل کر ڈالیے کہ یہ ہنگامے مٹے حیران ہون کہ شاہزادیون کو
کیا ہو گیا گویا مشتاق بیٹھی تھین کہ طلسم کشا کے آتے ہی سب کے دل اُلٹ گئے
جمشید نے کہا اولالہ زار ذرا بادشاہ کے قریب تو جاؤ جمال بے مثال کو تو دیکھو
لالہ زار ٹہلتی ہوئی قریب نہنگ آئی بادشاہ کو دیکھا بیہوش پڑے ہین لیکن چہرہ
آفتاب عالمتاب لوح محفوظ گلے مین جمال شاہ دیکھکر لالہ زار مبہوت ہو گئی کہا یا
خداوند حقیقت مین ایسے جوان کا قتل ہونا مقام تاسف ہو جمشید ثانی نے کہا او
لالہ زار اگر یہ زندہ بچا تو ہماری تمھاری سب کی خرابی ہو لالہ زار نے کہا مین تو
نہ عرض کرونگی کہ انکو قتل کیجیے لالہ زار و جمشید آپس مین باتین کر رہے ہین ہوا جو
چلی بادشاہ کو ہوش آیا سر اُٹھا کر دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہو ایک طرف بحرین
بیہوش پڑی ہو جمشید کہہ رہا ہو کہ بادشاہ کو قتل کرو لالہ زار جلادون کو منع کر رہی ہو
کہ خبردار حاضر نہ ہونا جمشید خود تیغہ پکڑ کے اُٹھا کہا او لالہ زار تمھاری چشم و ابرو
سے معلوم ہوتا ہو کہ بادشاہ پر مائل ہو ئین لالہ زار نے کہا یا خداوند مین تو اُنکی
قدرت کی قائل ہون کہ کیا کیا قدرت نمائی کر رہے ہین مگر طلسم نوخیز وہ طلسم ہو کہ
کوئی اُسے شکست نہین کر سکتا لاکھ کد و کوشش کرین آخر مین ناچار ہونگے جو شاہزادیان

شریک ہوگئی ہین وہ پھر اطاعت کرینگی جمشید یہ باتین سُنکر خوش ہوگیا ہمیشہ سے یہ تو خوشامد پسند ہو مگر لالہ زار اس فکر مین ہو کہ بادشاہ کو کیونکر رہا کرون ہر مرتبہ بڑھ کے خوشامدین کرتی ہو کہ یا خداوند آپ کے جاہ و جلال بڑھین گے کون آپ سے بھلا مقابلہ کرسکتا ہو کہ پھر مین بھی ہوشیار ہوئی ایک کنیز نے قریب آکر کہا کہ یا خداوند رات کو تو عجب سحر گذرا مین سورہی تھی کہ دیدۂ بصیرت وا ہوے میرا گذر آسمان پر ہوا مین نے آپ کو دیکھا کہ آپ تخت پر بیٹھے ہین اور گرد ہزار ہا فرشتے زمرد و یاقوت کے پر حوران جنان سر پہ مگس رانی کررہی ہین آپ نے مجھکو قریب بلایا اور گلے پر میرے ہاتھ رکھا فرمایا کہ ہم تمکو علم موسیقی دیتے ہین اُسوقت سے عجیب حال ہو کہ راگنیان صورت دکھاتی ہین ہر مرتبہ یہی اشارہ ہو کہ اپنا کمال قدرت کو دکھاؤ ذرا میرا گانا تو سُنیے یا تو جمشید کو غصہ تھا یا اُس کنیز کی باتون پر مفتون ہوگیا کہتا تھا اے میری بندی خاص الخاص تم خواب بھول گئین ہمنے خواب مین کچھ ارادہ بھی کیا تھا کچھ بوس و کنار سے بھی پیش آئے تھے کہ تم خواب سے بیدار ہوئین کنیز نے کہا ہان خداوند آپ سچ فرماتے ہین مین چونک پڑی اور ڈر کر بھاگ گئی مگر اے خداوند اسوقت اُسبات کا کیا ذکر وہ وہ عجائب وغرائب دیکھے کہ جنکا بیان امکان سے باہر ہو بندی کا تو کیا ذکر قدرت خود نہین اظہار فرماسکتے مگر قدرت نے اپنی صورت کو نہ تبدیل کیا اس مین کیا بعید ہو کہ گلے کی ڈانٹ معلوم ہوتے ہین یہ کہکر گنگنائی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند جمشید کو سُنانے لگی

نظم

شکوہ یہ پیرِ مغان تجھسے ہو میخوارون کو — آنے دیتا نہ تو میخانے مین ہشیارون کو
غیرتِ عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو — لگئے غیر گلے سے جو ترے ہارون کو
ناامید اہل خدا بات نہین رحمت سے — بخشدیگا وہ کریم اپنے گنہگارون کو
تمکو غیرون سے ہو محبت جو شب و روز تو ہم — پیار کرلین گے کہین ہم بھی طرفدارون کو
نخل قامت ہو سرسبز پھل ہو تو گیسو شاخین — منھ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخسارون کو
گھر ترا گلشن فردوس ہو اے رشک چمن — حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے / سو ستم گل ہی مین سینے پہ کیا پر دارون کو

نقد دل لیکے وہ ہوجائین نہ کیون بے پروا / کیہ مفلس سے ہوا کرتا ہی زر دارون کو

قصد اُس یوسف ثانی کا ہی اب جانب مصر / دو خبر یوسف کنعان کے خریدارون کو

ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپانا ہی بجا / ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلوارون کو

سدرہ ہوتا ہی دربان جو دربانان پر / پھاند جانا ہمین آسان ہی دیوارون کو

قم باذنی مرے حق مین ہی صد اعجاز بخش / سنکے جی اٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو

شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا / شام سے تا بہ سحر گنتے رہے تارون کو

یہ غزل گا کر کنیز نے جمشید کو ایسا محظوظ کیا کہ جمشید یا تو تلوار کو ٹیک کر اٹھا تھا یا کہا ای چمن آرا کیا خوش آواز ہی اور آواز مین سوز و گداز ہی اپنے ہاتھ سے ایک جام بھی پلا دے چمن آرا اسے نقلی نے کہا یا خداوند یہ کمال بھی آپ نے مجھکو دیا ہی رات کو میرا سینہ کمالون سے بھر گیا یہ کہکے جام لبریز کیا کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی گاتی ہوئی سامنے جمشید کے آئی جام پیش کیا جمشید نے کچھ خیال نہ کیا جام پی گیا جام پیتے ہی باتین غرور کی کرنے لگا چمن آرا نے دورہ باندھا مگر لالہ زار کو جام نہ دیا لالہ زار نے کہا کہ ای چمن آرا کیا ہم شراب نہین پیتے کنیز نے اشارے سے منع کیا کہ آپ نہ نوش فرمائیے لالہ زار حیران ہی کہ چمن آرا کیون منع کرتی ہی مگر خاموش ہو گئی چمن آرا اسے نقلی نے تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی جمشید نے بیٹھے بیٹھے کہا ای چمن آرا مین آسمان پر جاتا ہون تم بھی چلوگی تمکو حورون مین داخل کرونگا چمن آرا نے عرض کی ای خداوند آپ چلیے مین بھی آتی ہون جمشید مسند سے اٹھا اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا کل اہل محفل بیہوش ہوئے چمن آرا نے نعرہ کیا کہ منم فیروز ابن عمرو ای لالہ زار اسی واسطے تمکو منع کیا اب بادشاہ کو رہا کر لو بادشاہ اٹھے بحرین کو بھی ہوش آیا بحرین نے اٹھتے ہی کہا ای شہریار آپ کے عیار نے کمال کیا اب نکل چلیے بادشاہ کوہ سے کود سے بحرین اڑتی ہوئی سر پر اُسوقت قریب دریا پہونچے کہ دیکھا ساتھ والے ڈوب رہے ہین مگر شناوری مین مصروف ہین بادشاہ نے آتے ہی لوح محفوظ کا جو عکس ڈالا دریا مین غراٹا ہوا

مچھلیاں مرنے لگیں ہزار ہا مچھلیاں پانی پہ تیر رہی ہیں کہ بیثاق وخونخوار جو کنارے
پر تھے انھوں نے سحر کیا کل فوج صحیح وسالم دریا کے پار ہو گئی مگر لالہ زار نے وہاں
جمشید ثانی کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ آسمان تک نہ پہونچے جمشید نے پوچھا
بادشاہ وبحرین کہاں گئے لالہ زار نے کہا اسی کوہ میں مخفی ہوے ہیں دیکھ رہی تھی
کہ جب آپ بیہوش تھے تو کوہ نے منھ کھولا بادشاہ وبحرین کو دہن میں لے لیا یہ حال
سنکر جمشید بہت خوش ہوا پہاڑ پر ہاتھ رکھا کہتا تھا اے کوہ فلک شکوہ تو میرا پیدا کیا
ہوا ہے تو نے اطاعت کی مگر تعجب کرتا ہوں کہ میں بیہوش ہوا کوئی نگہبان نہ آیا یہ ذکر
تھا کہ زمین کوہ پھٹی ایک پتلہ فولادی سر نکالکر سامنے آیا کہا یا خداوند میں موجود تھا
مگر میں دیکھ رہا تھا کہ لالہ زار آپ کی اعانت کریگی جمشید شرما کر اٹھ گیا طرف طلسم کے
روانہ ہوا اثنائے راہ میں کوہ مرآت پہ پہونچا دیکھا مرآت آئینہ نما پہاڑ پر بیٹھی
ہے ایک آئینہ بڑا سا سامنے لگا ہے اسکو دیکھکر ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کیا خداوند میں
کہ عیاروں کے تصرف میں آگئے ہوا جو یہاں آتے ہیں بادشاہ وبحرین رہا ہوے
لشکر کو آتا دیکھتے ہیں کہ سر اٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا کہ طرف کوہ مرآت کے متوجہ
ہوا ہے مرآت آئینہ نما نے اٹھکر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند آئیے جمشید آکر بیٹھا اور
آئینے پہ نگاہ ڈالتے ہی حیران ہو گیا صاف صاف دیکھا کہ لالہ زار جادو اسباب
وغیرہ ملبوس اتار رہی ہے کہتی ہے شکل جلوہ آفتاب سے مقابلہ پڑیگا یقین ہے بادشاہ تابہ گنبد
جادو پہنچے جمشید نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا مرآت آئینہ نما جلد جاؤ لالہ زار کو گرفتار کر لاؤ
اس مکارہ نے بڑا دھوکا دیا اُسکو جھکنے نہ پڑا مرآت نے کہا یا خداوند آپ کی
غفلت سے یہ طلسم پر بار ہو رہا ہے جمشید نے کہا اے مرآت یہ خیال نہ کر اس طلسم پر
کوئی قبضہ نہیں کر سکتا یہ وہ طلسم ہے کہ سامری وجمشید اس میں رہتے اپنے زمانہ
دولت تک عیش وطیش کیا کیے یہانتک کہ بد دولت کی خدائی کا وقت آیا جو کچھ
مسلمانوں سے ہو سکے کوشش کریں مگر یہ مجال نہیں ہے کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکیں صدہا
نگہبان ہیں مگر لالہ زار جادو تیاری کر رہی ہے کہ اب میں نکلجاؤں خدمت شاہ سعد

مین پہونچون مگر مرات آئینہ نما بحکم جمشید اُٹھی آئینہ ہاتھ مین لیا چمکا قی ہوئی چلی یہانتک
لالہزار سوار ہوگئی مگر انتخاب جادو کو خبر پہونچی کہ بجرین شریک ہوگئی بادشاہ بھی
دریا سے اُتر آئے خود خداوند آئے تھے مگر کچھ نہ کر سکے حکم دیا ارے کوئی ایسا ہو کہ
جاکر بادشاہ کو روکے سمنبر جادوگر ساحرہ ہوشیار ہی اُسنے کہا اگر مجھکو حکم ہو تو گرفتار
کرلاؤن خاص بادشاہ پر جاکر گردن لوح محفوظ رکھی رہجاے مگر مین اُٹھا لاؤنگی پیشکر
انتخاب نے کہا ای سمنبر بہت مجھکر سحر کرنا سمنبر نے کہا آپ دیکھیے مین کیا کرتی ہون
آپ میدان خون کی تیاری کیجیے مین طلسم کشا کو لاتی ہون جاتے ہی وہ جنگ کرون
کرسب کو عاجز کردون خونخوار و میثاق کیا ہین دونون کو دیوانہ کرکے مارون یہکہکر
چلی ساٹھ ہزار ساحر انتخاب نے ساتھ کیے یہان بادشاہ کی بارگاہ فلک اشتباہ
ایستادہ ہو رہی ہی میثاق و خونخوار انتظام مین معروف ہین کہ زمین کا نپی سمنبر مع
ساحران مذکورہ آکر پہونچی خونخوار نے چاہا بڑھکر روکون کہ سمنبر نے آواز دی ای
دلنواز اش لینا جانے نہ پائین جیسے ہی خونخوار بڑھا کہ نخل سے آواز آئی ای شہنشاہ
مجھکو قید سے چھڑائیے ورنہ میری جان جاتی ہی خونخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
نازنین مہجبین نہایت حسین نخل سے بندھی ہی غل مچا رہی ہی خونخوار نے پلٹ کر
کہا کہ ای حسین و جمیل کسنے تجھ پر یہ بدعت کی یہ کیا حالت ہوئی اُس نازنین نے کہا
آپ جائیے مجھ سوختہ بخت کا حال نہ پوچھیے مین یہین کی رہنے والی ہون ایک زنگی
آدمخوار گرفتار کرلایا باندھکر مجھکو کہ گیا ہی کہ آگ لاکر روشن کرون تو تیرے کباب
لگاؤن مین راضی ہون کہ وہ آکر جلا دے مگر آبرو مین فرق نہ آئے یہ ذکر ہو رہا تھا
کہ خونخوار نے دیکھا ایک زنگی سیاہ رو آدمخوار کچھ لکڑیان ہاتھ مین لیے ہوے
آگ سلگاتا ہوا آتا ہی خونخوار نے پکار کر پوچھا کہ او ظالم ایسی معشوقہ پر یہ بدعت
زنگی نے کہا حسین آدمی کا گوشت مزے کا ہوتا ہی مین کیونکر یہ تدبیر نہ کرون بھائیون
نے کہا تھا کہ ہمکو بھی ساتھ لے چلو مین نے نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ کباب لگا کے
لاؤنگا خونخوار نے تلوار کھینچی پکار کر کہا او بدعت پسند بڑا مغرور ہی مین اپنے سامنے

قتل نہ ہونے دونگا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا اُس زنگی نے لکڑیان پھینکدین اور تلوار کھینچی زنگی بھی برابر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر خونخوار نے جھکائی دیکر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے جھونکا ہوا کا چلا کہ لاشہ زنگی کا اُڑ گیا خونخوار زنگی کو مارکر قریب اُس نازنین کے آیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان مین نے دشمن کو تیرے مارا اب تجھے رہا کرتا ہون مگر امیدوار ہون کہ میرا وصل قبول کر اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ مین خود تیری مائل ہون خونخوار نے یہ جواب سنکر اُسکو رہا کیا اُسنے ہاتھ تھام کر کہا یہان سے قریب میرا باغ ہے وہان آپ تشریف لے چلیے تو آپ کو فرحت حاصل ہوگی خونخوار بلا تکلف ساتھ ہوے اور وہ نازنین ہمراہ لیکر چلی میثاق نے بہت پکارا کہ اے بادشاہ عالی جاہ آپ کہان جاتے ہین یہ مقدمہ فریب ہے مگر خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ اُس نازنین کے چلے جاتے جاتے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا لپٹین خوشبو کی آرہی ہین وہ نازنین خونخوار کو ساتھ لیکر چمنستان مین پھرنے لگی ہر نخل کے نیچے کہتی ہے کہ اے خونخوار یہ پھل کھاؤ کہ جوانی کا پھل ہے خونخوار ہاتھ بڑھاتے ہین مگر ثمر تک ہاتھ نہین پہونچتا بعد روانہ ہوجانے خونخوار کے اب تو سمبر یہ اعلان آتی میثاق کی فکر مین ہے میثاق گھوڑا دوڑا کر طرف سمبر کے چلا کہ ایک آہو سامنے سے آیا آہو نے آکر میثاق کو آنکھین دکھائین وہ آنکھین گردش کرتی ہوئی ہین آہو تھوتھنی کو اُٹھا کر سامنے سے بھاگا میثاق نے گھوڑا بڑھایا آگے آہو جاتا ہے تعاقب مین میثاق اُسی باغ مین جا کر آہو نے میثاق کو پہونچایا آہو تو غائب ہوگیا میثاق نے دیکھا کہ خونخوار ٹہل رہے ہین اُس معشوق کی شمع جمال کے پروانہ جسطرف جاتی ہے ہوے جاتی ہے بلا عذر اُسکے ساتھ پھر رہے ہین حباب چشم اشارہ کرتے ہین کہ اے معرفت آموز مین رہینگے پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو کو بچاؤ اگر ہوسکے تو باغ سے نکل جاؤ مگر خونخوار ایسے مبہوت ہین کہ کسی امر کا خیال نہین کرتے کہ میثاق بھی قریب آیا کہا اے شہنشاہ چلیے لشکر بادشاہ کو سمبر پامال کررہی ہے یہ سنکر

خونخوار نے منھ پھیر لیا کہا ای میثاق ہمکو بادشاہ سے کیا کام ہی ہمارا انتظار انام ہی تم یہان
بیدان آسے جاکر سمنبر سے لڑو میثاق نے کہا ای خونخوار مزاج کیسا ہی آپ اسوقت کیسی
باتین کرتے ہین ہم دل وجان سے بادشاہ کے طرفدار ہین ایسا نہ ہو کہ آپپر کوئی افتاد پڑے
تو ہم تم بھی مبتلاے مصیبت ہوجائیگے یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین مگر وہ نازنین منع کرتی ہی
کہ ای میثاق تم کیون دراندازی کرتے ہو اپنا کام کرو ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو
خونخوار کہتے ہین ای میثاق یہ سچ کہتی ہی تم دخل نہ دو اور سیدھے چلے جاؤ ایسا نہ ہو
کہ کوئی درخت پھٹ پڑے اور تمھارا نقصان کرے میثاق نے کہا مجھے سب گوارا ہی
لیکن تمھارا یہان رہنا قبول نہین چلکر بادشاہ کی مدد کرو یہ سنکر اُس نازنین نے
ایک نخل کے سایے مین لاکر دونون کو ٹھہرایا اُس نخل کی جو ہوا لگی میثاق کا بھی چہرہ
سرخ ہوگیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا یہ اشعار زبان پر لایا نظم

ہین پاؤن بے سروپا کسطرح وہان کی خبر	ہمسیرون کو نہ ای دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد کے کام نہین	یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

اسطرح ان اشعار کو پڑھکر میثاق خوب رویا کہا ای مہ جبین مین تیرے ساتھ ہون
خونخوار نے کہا ای میثاق ایسے کلمے نہ کہو مجھکو شاق گذرے گا میثاق نے کہا مین تو
اسیر عاشق ہون آپس مین تکرار ہونے لگی خونخوار کا قول ہی کہ مین نے اسکی محبت
مین گھر بار چھوڑا میثاق کہتے ہین مین نے بادشاہ کی محبت سے منھ موڑا بدعت
سنگ عشق نے شیشۂ دل توڑا یہانتک تکرار ہوئی کہ دونون نے تلوارین کھینچین
قریب ہی کہ تلوار چلے مگر لالہ زار جادو جو کوہ سے روانہ ہوئی اُڑتی ہوئی آتی تھی
دور سے دیکھا کہ میثاق وخونخوار آپس مین لڑا چاہتے ہین یہی جستجو ہی کہ ایک کو ایک
قتل کرے خونخوار کا میثاق دشمن اور میثاق کا خونخوار رہزن جس درخت کے
نیچے کھڑے ہین تختۂ چناب رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولدین پتے خنجر بران اور
شاخین شمشیر آبدار ہین سے دھوان نکل رہا ہی ملکہ لالہ زار گذر اُسکا اسطرف سے ہوا

یہ حالت دیکھکر اُسنے کئی مرتبہ للکارا کہ اے میثاق وخونخوار یہ کیا جہالت ہے کسی نے جواب نہ دیا لالہ زار نے تڑپ کر گرگ نخل کو قلم کیا ہاتھ ہلایا کہ بت جسندہ گری اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے میثاق وخونخوار ہنسنے لگے سارے باغ میں آگ لگ گئی نخل جل جلکر گرے نہریں خود اُٹھا مار کر خشک ہوگئیں لالہ زار نے جب اُس نازنین کو مارا خونخوار ومیثاق کو ہوش آگیا کہتے تھے اے مہربان تونے بڑا احسان کیا اب جلد چلکر دیکھیں کہ سمنبر کے سحر نے کیا قیامت برپا کی لالہ زار تو جاکر ابر میں چھپ گئی مگر ابر جا نا پہنچے ابر کے میثاق وخونخوار تلواریں کھینچے ہوئے آپس میں صلاحیں کرتے ہوئے کہ خداوندا ہمکو عین وقت پر پہونچا کہ ہم بھی مطلب سے کامیاب ہوں اگر ایسا ہو تو بہت محبوب ہونگے یہاں وہ وقت ہے کہ سمنبر نے سحر کرکے سب شاہزادیوں کو بیکار کیا دو مرے سحر میں سرداران نامی وپہلوانان گرامی کو آپ سے باہر کیا مگر بادشاہ کو دیکھا کہ لڑتے ہوئے آتے ہیں یہ دیکھکر ارادہ کیا کہ بادشاہ سے شعبدہ کرکے لوح محفوظ لے لوں اور پھر گرفتار کرلوں ارادہ ہی کہ جھولی پر ہاتھ ڈالے اور کچھ اشیاے سحر یا سے شعبدہ نکالے کہ میثاق وخونخوار آکر پہونچے دور سے دیکھکر سحر کیا کہ جو سحر میں گرفتار تھے اُنکو ہوش آیا لالہ زار چپک کے خندق پر جا پڑی ہر طرف سحر ہونے لگے مگر سمنبر بھی بلا سے روکتا رہی خونخوار کے سحر کو روک رہی ہو لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ خونخوار وسمنبر میں سحر چلنے لگا آسمان پر جا کر کارد سحر جھولی سے نکالی اپنا خون اُسپر ڈالا اور کارد طرف سمنبر کے کھینچ ماری وہ کارد پشت پر سمنبر کے جا کر پڑی کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار گزری سمنبر جادو مری اور خونخوار نے لشکر سمنبر پر سحر کیا کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپنے لگے دیکھا سب نے کہ کوئی مقام استقامت ہمارے واسطے نہیں دامن صحرا کو منہ پر رکھکے بھاگے گوشۂ وحشت میں جا کر چھپے صد ہا جوان گرفتار ہوئے وہ جو سامنے بادشاہ کے آئے عذر کرنے لگے کسی نے کلمہ پڑھا کوئی مطیع اسلام ہوا تھوڑے عرصے میں سب لشکر کا خاتمہ ہوا اکثر لوگ کلمہ پڑھ پڑھکر شریک سعد بن قباد ہوئے

بحر بن بھی ساتھ ہو دریا کو مٹا دیا تمام مچھلیان ماری گئین نہنگ بھی ہلاک ہوے مگر انتخاب
شہزادی … بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہو کہ کیا کرون کہ ہرکارون نے خبر دی ہمنبر نے وہ سحر کیا کہ
میثاق و خونخوار صرف صحرا کے نکل گئے اب بادشاہ کا گرفتار کرنا باقی تھا یہ سن سنکر
انتخاب … ہوتی ہو کہ یکایک … رونے کی صدا کان مین آئی پوچھا ارے خیر تو ہی یہ
… ون نے مفصل خبر دی کہ عین وقت پر لالہ زار آگئی اور اُسنے سحر
… کہ خونخوار و میثاق ہوش مین آئے اور پھر ہمنبر کو مارا تمام لشکر شاہ
ہوگیا کچھ مارے گئے اور کچھ بھاگے اور باقی ماندہ نے اطاعت بادشاہ کی یہ سنکر
انتخاب اپنے مقام سے اُٹھی اور سب سے کہا کہ مین نے عہد کیا تھا کہ اگر ہمنبر پر کوئی
آفت آ پڑیگی تو شریک بادشاہ ہو جاؤنگی سب کہ رہے ہین کہ آپ کو اختیار ہی ہم تو
آپ کے ساتھ ہین انتخاب یہ سن سنکر بہت خوش ہو رہی ہو کہ آسمان پر ابر گلنار
نمایان ہوا اور … ساحر زمزمہ سرائی کرتے ہوے اُس ابر کو دیکھکر انتخاب اپنے
مقام سے اُٹھی ابر پھٹا ایک تخت پر دیکھا قمر عذار چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین
درد گھبرائی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیون مادر مہربان اب آپ نے کیا انتظام تجویز
کیا ہی بادشاہ دریاے بحر بن سے اتر آئے انتخاب نے کہا اے نور نظر مجھکو تو بڑی
مشکل ہی باپ تمھارے مارے گئے تھے اب مین ناچار ہون کہ کیا کرون اگر
شرکت کرتی ہون تو جمشید ثانی بلاے روزگار ہی ایسا نہو گرفتار کر لیا اگر
نہین شریک ہوتی تو سعد بن قباد کہ طلسم کشا ہین اُنپر زور نہین چلتا ہو اُنپر تاثیر
نہین کرتا … اسم معین و مددگار بڑھتے جاتے ہین تھے تو خداوند نے دشمنی کی دیکھیے
انجام کیا ہو قمر عذار نے کہا اے مادر مہربان جسقدر رہا ہے اُسیقدر رہ کر کیا نکلتا ہی ایک
ایک بات قرار دیکر بیٹھیے جعل فریب موقوف کیجیے کہ ادھر بھی شریک ہین اُدھر بھی
شریک ہین مثل مشہور ہو کہ تھالی کا بیگن کبھی اسطرف کبھی اُسطرف اسمین بدنامی ہوگی
کوئی کام بن نہ پڑیگا مین تو براے ملاقات بادشاہ جاتی ہون اُنسے عرض کرون کہ
بیچاری کے نگہبانون پر مہربانی فرمایئے سید سے گنبد کو جایئے کہ آپ کو لوح طلسمی ملے

اور دوست آپ کے کامیاب ہوں جو آپ سے بن پڑے وہ انتظام کیجیے میں تو اُنکے
ساتھ جاؤنگی انتخاب نے منھ پیٹ لیا کہا بیٹیا یہ کیا ارادہ ہی اُنکے رفیق کیا کم ہیں اول
بیتاق کوہ گردان دوسرے خونخوار فراخ پیشانی تم بیٹیا نہ شریک ہو مقدمہ بیچ
بہت نازک ہی مجھکو ڈر ہی کہ جسوقت بادشاہ گنبد میں جاوینگے تو قدرت کو ضرور رنج ہوگا
نگہبان لوگ وہ ہیں کہ طائر بنکر پہونچین گے قمر عذار نے کہا اب تو میں آمادہ ہوں
جو ہونا ہو وہ ہو جائے سر کو ہتیلی پر رکھا ہی موت کا مزہ چکھا ہی یہ بخوبی یقین ہی کہ
اگر ہم گرفتار ہو جاوینگے تو بادشاہ چھڑا وینگے اب مجکو کوئی قتل نہیں کرسکتا ابتدا جسقدر
چاہے پہونچا دے انتخاب ناچار ہوکر رونے لگی کہ بیٹیا میں جانتی ہوں کہ تم
محبت میں سعد شہریار کی چور ہو وہ شاہزادہ والا قدر ہی کہ ملکہ بحرین بھی شیدا ہوگئی ہی
اب ساتھ آتی ہیں ہرچند کہ قدرت نے آکر کشتیاں توڑیں ہزاروں کو ڈبو دیا مگر
کیا زور چلا دور ہا ہوکر آگئے وہ سحر کیا تھا قدرت نے کہ نہنگ جادو کو جان کا
خوف نہ ہوا اور سعد شہریار کو مع لوح محفوظ نگل گیا مگر کچھ آزار نہ پہونچا سکا قدرت
کے سامنے فیروز نے عیاری کی اور ساحرہ کو چھڑا لایا ملکہ لالہ زار بھی مطیع ہوگئی
ماں بیٹیوں میں دیر تک باتیں رہیں مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا جلسہ آراستہ ہی ماں بیٹیاں
کلام کر رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ خونخوار فراخ پیشانی آکر
پہونچا انتخاب نے خاطر سے بٹھایا خونخوار نے کہا اے ملکۂ عالم ہم آپ سے دریافت
کرنے کو آئے ہیں طلسم کشا نے فرمایا ہی کہ کل صبح کو ہم گنبد میں جاوینگے تمھاری لڑکی جو
وہ مائل ہیں انھیں کا ہر وقت ذکر کرتے ہیں فرماتے تھے میں افسوس کرتا ہوں
کہ کمیاب نے اپنی جان دی ایسا نہ ہو کہ بی انتخاب بھی وقت پر آکر سد راہ ہوں
میں اُسوقت تلوار کھینچے ہوئے ہونگا سب افسر جنگ کرینگے ایسا نہ ہو کہ تم پر ہاتھ
پڑ جائے قمر عذار نے کہا اے مادر مہربان اب جواب دیجیے انتخاب نے کہا اے خونخوار
تم مطمئن رہو کہ میں بر اسے مقابلہ نہ جاؤنگی جب لوح اُنکو ملجائے تب بہ اعلان میں
شریک ہونگی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو لوح نہ ملے اور رستو ر پڑ جائے تو جمشید ثانی

میرے ساتھ بہ بدی پیش آئے آپ جائیے اور لوح کی جستجو کیجیے بی قمر عذار آپ کے ساتھ ہیں کہ آپنے قدرت سے مقابلہ بھی پڑ چکا جو کچھ تقدیر میں ہوگا وہ ہوگا قمر عذار ساتھ خونخوار کے اٹھی ماں سے لپٹ کے بہت روئی انتخاب نے کہا او نور نظر اگر قدرت تمکو پا گئے تو بہت بری طرح پیش آوینگے قمر عذار نے کہا میں مقدمہ حصول لوح میں بادشاہ کی شریک رہونگی آجتک علحدہ رہی جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھونگی یہ کہکے خونخوار کے ہمراہ ہوئی خونخوار قمر عذار کو ساتھ لیکر لشکر ظفر اثر میں آیا یہاں بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں کل رفقا جمع ہیں یہی تدبیر ہو رہی ہے کہ صبح کو گنبد میں داخل ہو اپنی اپنی سب کہہ رہے ہیں جمال گیسو کشا کہتی ہے کہ میں نگہبانوں سے سمجھ لونگی ملک لالہ زار کا قول ہے کہ میں دروازے پر رہونگی ہر شاہزادی اپنی اپنی جانبازی ظاہر کر رہی ہے مشتاق کہتے ہیں میں ہوا پر رہونگا کسی کو آسمان سے نہ آنے دونگا کہ قمر عذار و خونخوار آکر پہونچے اور خونخوار نے بیان کیا کہ حضور انتخاب جادو روگئے میں ہیں چاہتی ہیں قدرت کی دوست بھی رہوں اور آپ کی شریک بھی ہوں مگر ملکہ قمر عذار جان و دل سے آپ کی شریک ہیں اِنکے ارادے سب ٹھیک ہیں بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ ملکہ تشریف لائی ہیں اگر ہو سکے تو کچھ بیٹھکر گاؤ فیروزہ بن عمرو بیچ میں آکے بیٹھا اور بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ملکہ کو لبھانے لگا نظم

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو میں نہیں
اب تڑپتا ہوں اکیلا میں وہ پہلو میں نہیں

وصل پر راضی نہوں جبتک وہ پہلو میں نہیں
دیکھ لونگا جب کہ تیغے آکے قابو میں نہیں

خنجر اُس سفاک کا گو میرے قابو میں نہیں
مار ڈالا رے کیا کٹاری دل کی پہلو میں نہیں

ہجر کی شب آئی تھیں کتنی بلائیں کچھ نہ پوچھ
اسقدر تھیں بل لگی جتنے تیرے گیسو میں نہیں

کیا تری ابرو تھی ہمکو قتل کرتی جو تمام
اب وہ چتونک چین پیشانی و ابرو میں نہیں

داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
رنگ کہتا ہو وفا اُس پھول کی بو میں نہیں

سحر بھی تو ہوتی ہی اُن کی آنکھوں میں مگر
جو ہنسی میں جو کرشمے ہیں وہ جادو میں نہیں

تیغ روز قاتل سے کیا ہوں جلووں سے دکھائی
شتھو یہ ملنے کو لہو کی بوند چلو میں نہیں

کہتے ہین وہ اپنے انداز آئے ہین دیکھکر — آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم — پھر بھی جو ہی آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
گو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ — دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین
بیٹھتے ہی پاس مجھکو آپ سے باہر کیا — غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر — تڑپے زخمون کی ادا وہ جو ابرو مین نہین
آپ کیا جانین ہوئی کشتہ کب اپنی آرزو — آشکارا ہو خرام اس خون کی خو مین نہین
تم ٹپکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے — آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
دل کو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے — یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال — آیا کبھین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

صحبت عیش و عیش برپا ہے قمر عذار آمادہ بیٹھی ہو کر تشریف لے چلیے یکایک اب وہ وقت آیا کہ طلسم کشا مشرق طلسم شب کو فتح کرکے لوح مہ گلے مین ڈالے ہوئے میدان چرخ زبرجدی مین آیا بادشاہ نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے اُٹھے اور تمام جادوگرنیان ساتھ ہین سب کے آگے قمر عذار اور لالہ زار اور حالہ گیسو کشا وغیرہ سب آمادہ ہین کہ دیکھین گنبد مین کیا گذرے حقیقت مین وہ مقام سخت ہے بادشاہ سب کے ساتھ جیسے ہی سامنے گنبد کے پہونچے دیکھا کئی لاکھ جادوگر مشعل رہے ہین جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا آمادہ ہوگئے جھولیون پر ہاتھ ڈالے مگر بادشاہ جمجاہ تلوار کھینچکر اُن ساحرون پر جا پڑے خونخوار رستے ہو عالم سحر کیا کہ جادوگر گھبرائے ایک طرف سے لالہ زار دوسری طرف سے حالہ گیسو کشا یہ سب سحر کر رہی ہین مگر ساحر نہین مٹتے میثاق کو وگردان آسمان سے سحر کر رہا ہے آگ برسا دی ہزارون کو جلا دیا بادشاہ بھی قتل کرتے ہوئے آتے ہین یہ سب ساحر آپس مین کہ رہے ہین کیا سبب ہے کہ ہماری افسون نہین آتین اُسکے ہونے سے دل کو قوت ہوتی ہے اب اُسکے پیچھے سے پڑین بادشاہ نے پھر کمال شمشیر زنی کی ساحرون کو فنا کردو.
گنبد پر پہونچے دیکھا دروازے مین گنبد کے قفل لگا ہے قمر عذار نے کنجی اپنے پاس سے

ثانی قفل کو کھولا مگر سحر بھی شریک تھا جب قفل کھلا تو قمر عذار نے اشارہ کیا کہ بسم اللہ
گنبد میں جائیے لوح طلسمی لیجیے خدا آپ کے اقبال کو یاور کرے طالع مددگار رہیں
اب سب جا: دگر نیان مع قمر عذار دروازے پر ٹھہریں بطور نگہبان ہیں بادشاہ جو
اندر گنبد کے آئے دیکھا صدہا ماران سیاہ پھر رہے ہیں بادشاہ رک گئے مگر وہ ماران
سیاہ پھن بلند کر کے طرف بادشاہ کے چلے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار لوح محفوظ
کو چمکا دیجیے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ماران سیاہ جلنے لگے مگر ایک مار کلان کہ
وہ نہیں سامنے سے ہٹتا بادشاہ ہر مرتبہ لوح محفوظ دکھاتے ہیں مگر مار سیاہ کلان
زبان منہ سے نکالتا ہے یہی چاہتا ہے کہ کاٹ کھاؤں مگر بادشاہ اپنے کو بچاتے ہیں پہلو
سے آواز آئی کہ لوح اسکے سامنے پھینک دیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون
آواز دیتا ہے دیکھا قمر عذار پہلو میں چھپی ہوئی آوازیں دے رہی ہے بادشاہ نے
لوح محفوظ کو پھینکا کہ وہ مار کلان بھی جلا اسکے جلتے ہی سب سانپ جل گئے اور
آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من ماران سیاہ رو بود دگر خاک جو اڑی ہزارہا طائر
خاک ماران سیاہ سے پیدا ہوئے آسمان پر آکر غل مچانے لگے کہ اے نگہبانان طلسم
جلد دوڑو ماران سیاہ بھی مارا گیا اب کوئی ایسا نہیں کہ طلسم کشا کو روکے طائروں
نے جو یہ آواز دی ہر طرف تڑپ تڑپ کے جاتے ہیں اور غل مچاتے ہیں قضائے کار
جمشید ثانی صحبت میں بیٹھا ہے ناچ دیکھ رہا ہے شراب اسقدر پی ہے کہ کبھی ڈکارتا ہے
اور کبھی اوکتا ہے کہ یکایک آسمان پر ہنگامہ ہوا کنیزوں نے کہا یا خداوند آپ کو تو
عیش سے فرصت نہیں ذرا سنیے تو طائر کیا آواز دے رہے ہیں جمشید نے سر
اٹھا کر دیکھا کہ ہزارہا طائر پرے پر ملائے ہوئے سر پیٹ رہے ہیں مثل انسان
کے آواز دیتے ہیں کہ یا خداوند آئیے اور جل جلکر گر رہے ہیں تو باعث یہ ہے کہ خواہ مخواہ
جو ہوا پر اڑ رہا ہے طائروں کو جو دیکھا اسپر سحر کرنے لگا کنیزوں نے جو جمشید ثانی
کو طعن و تشنیع دی جمشید اپنے مقام سے اٹھا پرواز پیدا کر کے چلا اسوقت
پہنچا کہ بادشاہ ماران سیاہ کو مار کر جو ملاحظہ فرماتے ہیں دیکھا ایک گلدستہ ہے اسکی

اندر لوح ہو مثل جرم قمر چمک رہی ہو قمر عذار نے آواز دی کہ اے شہریار اب تامل نہ فرمائیے لوح کو اٹھا لیجیے سب سے زیادہ کام خونخوار کر رہا ہو کہ آسمان سے سحر کرتا ہو طائرونکو جلا رہا ہو بادشاہ بڑھے کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالون مگر قمر عذار پیچھے بادشاہ کے ہو اور یہ کہتی جاتی ہو کہ اب دیر نہ کیجیے بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم جمشید ثانی خونخوار نے جو دیکھا کہ جمشید آپہونچا تلوار کھینچکر مقابلے مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا جمشید کو انتہا کا غصہ تھا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک تمانچہ مارا کہ خونخوار الٹ گیا طرف زمین کے چلا خونخوار کو بیہوش کر کے جمشید تڑپ کر گرا گلدستے پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے تلوار کا وار کیا جمشید نے تلوار پر ہاتھ مار دیا ہر چند کہ انگلیان کٹین مگر وہی خون اسنے بادشاہ پر جھٹک دیا بادشاہ کے ہاتھ سے تلوار گری جمشید ثانی نے لوح اٹھائی رومال مین لپیٹ کر چاہا بلند ہون قمر عذار نے بڑھکر سحر کیا کہ جمشید کو روکون مگر جمشید نے قمر عذار کو بھی ایک دھکا دیا کہ قمر عذار گری حمالہ کو منھ سے پھونکدیا لالہ زار کو تمانچہ مارا ان سب جادوگرنیون کو بیکار کر کے بلند ہوا میثاق نے جب دیکھا کہ سب کو بیکار کر کے جمشید جاتا ہو جست کر کے پانؤن مین لپٹ گیا جمشید نے سر پر میثاق کے ہاتھ مارا کہ میثاق بھی الٹ گیا اور للکار کر آواز دی کہ او نالائقو پہنے تمکو پیدا کیا اور ہمارے ہی ساتھ جنگ کرتے ہو سب کو مٹا دونگا وہ تقریر کرون کہ مارے مارے پھرو کوئی تمھاری دستگیری نہ کر سکے یہ کہتا ہوا لوح کو لے گیا اور پکار کر آواز دی اے انتخاب مقام افسوس ہو کہ سب نے اپنا کام کیا مگر پہنے تمکو نہ دیکھا ملکہ انتخاب اپنے مقام پر بیٹھی تھی یہ آواز جو سنی کنیزون سے کہا صاحبو تمنے یہ آفتاد دیکھی یہ آواز جمشید کی ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری بادشاہ نے وہ کارنمایان کیا کہ رستم سے نہ ہو سکتا مگر عین وقت پر قدرت آئے اور لوح طلسمی لے گئے دیکھیے وہ جاتے ہین انتخاب نے سر اٹھا کر دیکھا جمشید بلند ہوا ہو انتخاب نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر تھر سے نکل آئی دیکھا سب جادوگرنیان اور میثاق و خونخوار افسوس کر رہے ہین بادشاہ جمجاہ غیرت مین خاموش کھڑے ہین انتخاب نے آکر

سلام کیا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتخاب سمجھی کہ مجھسے خفا ہین قمر عذار نے بڑھکر ماں
کو قدمون پر گرا دیا سعد نے فرمایا یہ کون صاحب ہین قمر عذار نے کہا اِس گنہگار کی
ماں ہین انتخاب نے کہا ای نور نظر اب مین صحبت جمشید مین جاتی ہون جاکر دیکھون
کہ اب لوح پر کیا معرکہ گذرے گا یعنی کہاں رکھی جاتی ہے اور سعد سے کہا کہ اگر مین رہتی
تو کیا کرتی اب اُسکے سامنے جانے کے تو لائق رہی کہونگی مین جانیکی تیاری کر رہی
تھی آپ کی آواز سنکر سمجھی کہ آپ تشریف لائے مگر بادشاہ فکر کرینگے اب لوح جہان
رکھی جائیگی وہان کا حال دریافت کرکے سرکار سے عرض کرونگی قمر عذار نے کہا
او مادر مہربان اب آپ کی رائے سالم ہوئی آپ تشریف لے جاوین اور خبر لیکے
آوین انتخاب اسی وقت روانہ ہوئی سب ساحرون نے بادشاہ سے کہا لشکر مین
چلیے بادشاہ منہ سے نہین بولتے قمر عذار نے ہرچند بادشاہ سے کلام کیا بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا دل مین یہ پختہ کرلیا ہی کہ مین اکیلا نکلونگا کسی کو ساتھ نہ لونگا اسی وجہ
سے بات کا جواب نہین دیتے وہ سناٹا گذرا ہی کہ کلام کرنے کو دل نہین چاہتا مگر
سب ساحر و جادوگرنیان مثل قمر عذار و رحال و گیسو کشا و لالہ زار و مجمرہ وغیرہ
بخوبی بادشاہ کو سمجھاکر لشکر مین لائین ہرچند سب نے سمجھایا مگر بادشاہ نے کھانا نہ
نوش کیا سرشام دربار برخاست کیا سب لوگ حیران ہین کہ بادشاہ کا کیا ارادہ ہی
مگر بادشاہ سب کے ظاہر مین پلنگ پر آکر لیٹے دل سے باتین کر رہے ہین کہ ہمارے
برابر کوئی بدنصیب نہ ہوگا لوح سامنے تھی اور لے نہ سکے اب تنہا تدبیر کرینگے تو
پروردگار مدد کریگا یہ سوچتے سوچتے دوپہر رات سے گئے جب دیکھا کہ سناٹا ہوگیا تو
پلنگ سے اُٹھے منہ لپیٹے ہوے نکلکر پیدل ایک جانب چلے رات کا وقت ہوا
چہار جانب سناٹا ہی سائیں سائیں آوازین آرہی ہین اور بادشاہ دیکھیے اُس جنگل
مین چلے جاتے ہین یہی ارادہ ہی کہ یا تو اپنی جان دون یا لوح کا پتہ لگاؤن ایک
درہ کوہ مین داخل ہوے اندر درے کے دیکھا فرش بچھا ہوا ہے ناچ ہو رہا ہی
چند نازنینان مہ جبین شریک صحبت ہین صاحب لقا کنیز جادو مسند پر بیٹھی ہوئی ہی

نگاہ جمال بادشاہ پر پڑی اُٹھہ کھڑی ہوئی اور پُکار کر آواز دی فرود رواق منظر چشم من آشیانہ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ بادشاہ آکر بیٹھے تو کنجن نے کہا اونتہ پا اس شب تیرہ و تار مین کیونکر تکلیف فرمائی اور کہان جایئے گا بادشاہ نے فرمایا کہ تلاش لوح مین نکلا ہون پروردگار یا تو لوح دلوائیگا یا جان دونگا کنجن نے کہا لوح ایسے مقام پر گئی کہ جہان انسان اور حیوان جا نہین سکتا بادشاہ نے پوچھا وہ کونسا مقام ہی کنجن نے کہا اسی طلسم مین ایک دریا ہی کہ اُسکو دریاے قلزم کہتے ہین جمشید نے لوح طلسمی کو دریاے قلزم مین ڈلوادیا منظور یہ ہوا کہ اگر لوح رہیگی تو طلسم کشائی کا ہر ایک کو دعوی ہوگا بادشاہ نے حال لوح سنکر فرمایا مین اپنے کو دریا مین گرادونگا یا لوح دستیاب ہوگی یا جان دونگا یہ فرماکر اُٹھنے لگے کنجن نے دامن تھام لیا کہا ابتو شب کا وقت ہی تشریف نہ لیجایئے صبح کو اختیار ہی بادشاہ نہ مانتے تھے مگر کنجن قدمون پر گر پڑی کہ اس اندھیری رات مین نہ جانے دونگی بادشاہ بیٹھ گئے فرمایا اے کنجن تم کیا جانو کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی مین جب سے لوح کے مقام سے خالی پلٹا مین نے آب و دانہ ترک کیا ہی اپنے کو قریب دریاے قلزم پہونچاؤنگا اور اپنے کو دریاے قلزم مین گرادونگا کنجن چاہتی ہی کہ انکو روکون ہاے مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر دلیر یون اپنے کو ضایع کرنے کو ہی کیا تدبیر کرون کہ انکو اس ارادے سے باز رکھون یکایک درۂ کوہ مین روشنی ہوئی قمقام جادو بڑا سیر نکلا تھا سوچا کہ چلکر کنجن سے ملاقات کرون بلاتکلف اندر درے کے آیا دور سے دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت پہلو مین کنجن کے بیٹھا ہی قمقام نے جو بادشاہ کو دیکھا پہچانا کہ یہ تو طلسم کشا ہی کنجن نے یہ کیا ستم کیا کہ اپنے پہلو مین بٹھا لیا اگر قدرت کو معلوم ہوجاے تو کیسا غصہ کرین پُکار کر آواز دی کہ اے کنجن یہ کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند کو اپنے پہلو مین جگہ دی کنجن نے جو قمقام جادو کو دیکھا پُکار کر آواز دی کہ اے قمقام اگر تم بھی اسنے ملوگے تو محفوظ رہوگے جو اِنکا شریک ہوا اُسنے آبرو پائی اب قدرت کے یہان ظلم و بدعت ہی کسکی عزت ہی وزیر خداوند میثاق کوہ گرد ان

شریک ہوگیا یہ سُنکر تمقام نے جواب دیا قدرت غضب کرتے ہین خفا ہوتے ہین اُنھون نے
پیدا کیا ہی اُنکا غصہ بھی گوارا ہی یہ سُنکر کیخن نے جواب دیا کہ اِی تمقام اپنی آبرو کے سب
خواہان ہین مین بھی اِنکے ساتھ رہونگی یہ سُنکر تمقام نے نعرہ کیا کہ او گیسو بُریدہ مین
تجھکو زندہ کب چھوڑونگا یہ کہکے گولہ پھینکا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکا دیا گولہ
پھٹ کر بیکار ہوگیا تمقام جھلایا اور پُکار کر آواز دی اِی بادشاہ جمجاہ آپ بڑے
سرکش ہین آپ نے کیون دخل دیا بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے سامنے کیخن کو ذلیل
نہ ہونے دینگے کہ اِسنے ہمسے حال لوح بیان کیا دوستی کا دم بھرا یہ سُنکر تمقام جھپٹکر
طرف کیخن کے چلا بادشاہ تیغہ کھینچکر اُٹھے فرمایا اِی تمقام سمجھکر آنا تمقام نے بادشاہ پر
ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا
تمقام کے دو ٹکڑے ہوے مار کر تمقام کو بادشاہ نے حکم دیا لاشہ اِسکا پھینکدو
لاشہ تمقام کا پھینکدیا کیخن قدمون پر گر پڑی کہتی تھی اِی شہریار آپ نے میری جان
بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا اب شب کو نہ جانے دونگی بادشاہ ناچار بیٹھے رات بھر
وہان بسر کی صبح کو چاہا روانہ ہون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی کیخن نے
کہا اِی شہریار سیلاب دریا بار جادو زبردستی مجھپر چڑھ آیا ہی کہتا ہی میرا وصل تو
قبول کر مگر مین اِنکار کرتی ہون دیکھیے بیرون درہ اُترا ہی پہاڑ گھیر لیا ہی بادشاہ نے
کہا کیا مجال کہ ہمارے سامنے تمپر ہمت کرے ہم مقابلے مین جاتے ہین اگر بچا ہی
تو اُسکا سر لاتے ہین یہ فرماکر درے سے باہر نکلے کیخن نے کنیزون کو حکم دیا تم
شہریار کے ساتھ جاؤ کنیزین ساتھ ہوئین درے سے نکلکر بادشاہ اُترے ادھر
سیلاب دریا بار نے خبر سُنی کہ بادشاہ اسلام براے مدد کیخن تشریف لاے ہین
کہتا ہی یہ اور مہربانی خداوند کی ہوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا خدمت خداوند
مین پہونچاؤنگا قدرت سے پیغمبری کا طرہ لونگا میرا نام ہوگا سب اہل طلسم خوش
ہونگے یہ کہکے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی حکم دیا یہان بھی
طبل جنگی بجا لیکن وہان صبح کو جو خونخوار اُٹھا بارگاہ شاہ مین آیا کہ بادشاہ کو برے

نماز جگاؤن دیکھا پلنگ خالی پڑا ہے سب شاہزادیاں سب پریشان ہوئین ایک
ایک کا قول تھا کہ بادشاہ کہان گئے قمر عذار نے کہا جس مطلب آنکھ سمجھ گئی یہ خیال
ہوا کہ جاکر لوح حاصل کرون کہ کی مدد لون لیکن مین فکر مین انکی جاتی ہون ثمر تخوار
و میثاق نے کہا ہم بھی چلین گے یہ تینون روانہ ہوے الا نزار و حماد ابھی کو
چاہین مگر بحرین سب سے علحدہ ہوکر اکیلی چلی فیروزہ بن عمرو لشکر مین افسر قرار دیکر
یہ کہکر نکلا کہ آپ لوگ یہان سے نہ ہٹیے گا اور لوحداران کو افسر لشکر لیا او حمدار
روتی ہو دل سے کہتی ہو افسوس ہم کہ مین بادشاہ کی مدد کو نہ گئی ادھر بادشاہ رات بھر
تیاری مین رہے صبح کو میدان مین نکلے وہی چند کنیزین پشت پر کھڑی ہین ادھر سے سیلاب
لشکر گران لیکر آیا خود میدان مین نکلا للکار کر آواز دی کہ او بادشاہ لشکر اسلام ہمارے
مقابلے مین آیئے تو حال ظاہر ہو کہ مین کیسا ساحر ہون بادشاہ نے اپنا مرکب نکالا
سیلاب نے سحر کیا کہ کنیزون پر آگ برسنے لگی کنیزون نے غل مچایا بادشاہ نے بڑھ کر
لوح محفوظ کو چمکایا جب لوح چمکی تب سحر اُترا خدا انہین جلنے سے بچین اب بادشاہ پھر
بڑھے سیلاب نے پھر سحر کیا بادشاہ اس آمد و رفت سے حیران ہو گئے تعجب سے کار
بحرین جادو آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھی آسمان سے بادشاہ کی آمد و رفت دیکھی
بھی کہ سیلاب کے سحر سے یہ آفت برپا کی ہو مگر یہ کنیزین کہان سے آئین کہ بادشاہ
کا ساتھ دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جادوگرنی بادشاہ کی یا صاحب اقبال ہین کہ
جہان جاتے ہین معشوق عمدہ پاتے ہین حقیقت مین البتہ صاحب اقبال ہوتے
تو اتنے بڑے طلسم پر کیون قصد کرتے جیسے ہی بادشاہ کنیزون کی صف سے
بڑھے سیلاب نے سحر کیا بحرین نے سحر سیلاب کو روکا کنیزون کو بچایا جب
بادشاہ نے دیکھا کہ کنیزین محفوظ رہین بادشاہ گھوڑا اچھکا کر مقابلے سیلاب مین
پہونچے سیلاب تیغہ کھینچکر قریب بادشاہ آیا کہا اے صعد اپنے کو بچا اور دیکھون تو
کیونکر بچتے ہو وہ ہاتھ مارون کہ مع گھوڑے چار ٹکڑے ہون بادشاہ نے فرمایا
او ناہنجار و ظلم شعار جو تجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر یہ کہتے ہوئے قریب پہونچے کہ

سیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ
نکالکر سیلاب پر مار دیا تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا سیلاب کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والون
نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا لینا لینا کہکر آپڑے بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کے اپنے
نام کا نعرہ کیا **نعرہ شاہ**

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم صف شکن شیر دل نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

تین لاکھ ساحرون نے چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہ تین لاکھ مین گھرے ہوئے
لڑ رہے ہین ایک طرف سے بجریں سحر کر رہی ہے مگر مجمع ساحران نہین ہٹتا قضا سے کا
خونخوار و میثاق وغیرہ جو تلاش مین شاہ کی نکلے تھے اڑتے ہوئے پہونچے بادشاہ
کو جو گھرے ہوئے دیکھا ایک طرف سے خونخوار نے سحر کیا اور دوسری طرف سے
میثاق آپڑا قمر عذار نے آکر سحر کیا مگر ایسا سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے بہت سے
جا کر شہرون مین گرے بعض غل مچاتے پھرتے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ
نے بیٹے کو مارا ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ بھاگ کر نکلا وین خونخوار ایسا ساحر سحر
کر رہا ہے میثاق نے دو ہتھڑ مارا کہ شیران صحرا پیدا ہوئے کئی ہزار کو چیر پھاڑ کر
پھینکدیا لالہ زار نے ایک طرف سے سحر کیا کہ جادوگر بھاگنے لگے مین گرو جنگ
ہے ساحران ہمراہی بادشاہ سحر کر رہے ہین بادشاہ ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین اور
جانبازی ساحرون کی ملاحظہ فرما رہے ہین قمر عذار تڑپ رہی ہے مگر ساحرون کا وہ
بلوہ ہے کہ قریب شاہ نہین پہونچتی ایک مقام پر دس بیس ساحرون نے ملکر سحر کیا کہ
قمر عذار بیقرار ہو گئی اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچایا عرض کی اے شہریار ذرا
لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالدیجیے ساحرون نے وہ سحر کیا ہے کہ گلے مین درد پیدا
ہوا ہے اسوقت کوئی سحر یاد نہین آتا بادشاہ نے فوراً لوح محفوظ اتار کر گلے مین ملکہ
قمر عذار کے ڈالدی قمر عذار لوح کو سینے سے مس کر رہی ہے کہ آسمان سے ایک
پنجہ تڑپ کر گرا بادشاہ کو اٹھا لے گیا قمر عذار نے ایک چیخ ماری اور پکار کر کہا

اے خوش نحوارا اس جنگ کو تم سر کر لینا بادشاہ کو دریا نوش اٹھا لیگئی مین تلاش مین
جاتی ہون یہ کہکر چلی لوح محفوظ کو لپیٹ کر جھولی مین رکھ لیا بادشاہ نے کہ متوحش ہوکے
بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھولی دیکھا ایک مکان اندر دریا کے ہو گرد اُسکے
دریا ہے ۔ ہا ہر مگر مکان کو کچھ ضرر نہین پہونچتا اپنے کو اُس مقام پر پایا جا بجا کر آٹھون
کا ایک طرف سے پردہ اُٹھا دیکھا کہ ایک مہ جبین کبک رفتار شیرین گفتار دریا
جواہر مین غرق پردے سے نکلی کئی سو کنیزین پشت پر بادشاہ اُسکے آتے ہی نظارہ
کرنے لگے عجب حسن دیکھا کہ محو مطلق ہو گئے وہ نازنین بھی سراپا سے شاہ کو دیکھ
رہی ہو اپشا ۔ وکیا کہ بیٹھ جائیے بادشاہ بیٹھے اُس نازنین نے پوچھا آپ کا نام نامی
کیا ہے بادشاہ نے فرمایا میرا نام مشہور عام ہے ذکر سنا ہوگا کہ سعد بن قباد چراغ
لشکر اسلام فتاح طلسم نوخیز سرکوب جمشید ثانی یہ باتین سُنکر وہ نازنین ہنسی اور
ہنسکر کہا کہ طلسم کشائی مبارک ہو لیکن لوح طلسمی کیا ہوئی بادشاہ نے فرمایا کوئی
دریا ہے کہ اُس مین لوح کو پھینکوا دیا مین اُسی کی تلاش مین نکلا ہون تمہارا نام نامی
کیا ہے اُس نازنین نے کہا مجھکو دریا نوش کہتے ہین مین اِسی دریا مین رہتی ہون
جسدن جمشید ثانی نے لوح پھنکوائی مین کنارے دریا کے سیر کر رہی تھی ایک
مچھلی نے لیکر اُسکو نگل لیا مین آپ کو دون آپ فتاحی مین مصروف ہو جیے لیکن
اُمیدوار ہون کہ زمرے مین کنیزان شاہی کے مین بھی محسوب ہون بادشاہ نے
فرمایا مجھکو یہ دل وجان قبول ہے دریا نوش نے پکار کر آواز دی ارے گلعذار
کو بلاؤ کنیزون نے ڈھونڈھا جب گلعذار کو نہ پایا تو سامنے دریا نوش کے
آکر عرض کی واری گلعذار کا پتہ نہین ملتا ایک کنیز نے عرض کی حضور نے جو
تحفہ اُسکے پاس رکھوایا تھا وہ لیکر بھاگ گئی کہتی تھی ایسی سزا دلواؤنگی کہ عمر بھر کو
دل ہی یاد کرین دریا نوش بہت شرمندہ ہوئی کہا اے شہریار مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے
لوح کو گلعذار کے سپرد کیا وہ دھوکا کھایا کہ عمر بھر افسوس کرونگی مگر مین ابھی تلاش میں
جاتی ہون اور لوح کی تدبیر کرتی ہون کہ دریا مین غرض ہوئی دریا نوش نے

کہا کہ کون آتا ہو بیچ مین سے موجہ بیٹھا شاہ سے دیکھا قمر عذار پسینے پسینے پیشانی سے
قطرے ٹپکتے ہوے آکر مہوپری بیٹھکر سب حال سُنا دریانوش کو دیکھا کر حیرت شادی مین
سمہ رت [illegible] جی مین کہتی ہو کہ عجب حسین جمیل کا سامنا ہوا ہو کہ جسپر ہر شخص عاشق
ہوتا ہو پوچھا اے دریانوش تجھے شاہ کو کیونکر پایا دریانوش نے کہا مین مدت سے
ذکر سنتی تھی اُسدن اُڑی ہوئی آتی تھی جنگ مین آپ کی صورت دیکھا اُٹھا لائی یہ
باعث ملاقات ہوا مگر اے قمر عذار اگر تم ساتھ دوگی تو مین اپنے کو دربار جمشید مین
پہونچا دونگی اور لوح کی خبر لونگی قمر عذار نے کہا مین اپنی والدہ ماجدہ کے پاس
ابھی جاتی ہون وہ پاس جمشید کے گئی ہین گنبد مین عدم حضوری کا عذر کرنے [illegible]
معلوم ہوگا کہ گلعذار جو لوح لیکر گئی جمشید نے لوح کو کیا کیا مان سے دریافت
کرکے ہم تم فکر کرینگے یہ کہکر قمر عذار چلی مگر دریانوش سے کہہ گئی کہ شاہ کو تم کہین
جانے نہ دینا مین پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر قمر عذار دریاچہ سے نکلی قریب دریا ایک
پہاڑ تھا اُسکے [illegible] بوقلمون کہتے ہین اُسپر آکر ٹھہری تماشہ دیکھ رہی ہو طائرون کی
اُچھل کود [illegible] رعنائی کہ آسمان سے ایک ابر پیدا ہوا قمر عذار نے دیکھا
کہ [illegible] ہوئی آتی ہو مان کو دیکھکر آواز دی کہ اے مادر مہربان
مین [illegible] انتخاب جادو اُتر آئی قمر عذار نے سلام کیا
اُسنے [illegible] سے لگایا پوچھا بیٹا کہان سے آئی ہو قمر عذار نے سب
کیفیت بیان کی [illegible] آپ تو بیان کیجیے کہ کہان سے آتی ہین انتخاب نے کہا کہ
مین دربار جمشید [illegible] گئی اور مین نے عدم حضوری کا عذر کیا سب سردار
[illegible] جمشید نے بٹھا لیا میرے سامنے ساحر لوح پھینک گیا اور
[illegible] آیا تھوڑی دیر مین ایک کنیز گلعذار ناشاد آئی
لوح [illegible] کہ یہ لوح دریانوش نے پائی تھی میرے پاس رکھوائی
مین [illegible] آئی جمشید نے اُسکو بہت سرفراز کیا اور لوح کو لیکر اپنے وزیر کو
دیکر کہا اس لوح کو جزیرہ بلاخیز مین لیجاؤ بلاخیز جادو سے کہنا کہ یہ تحفہ تمھارے

سپرد کرتے ہین ہم جانتے ہین کہ تمھارے جزیرے مین کوئی نہین آ سکتا ہم بھی اگر آتے
ہین تو تکلیف ہوتی ہی اور کسکی مجال ہی کہ جزیرہ بلاخیز کا ارادہ کرے جو جاوے وہ بلا
مین پھنس جائے صدہا ساحر وہان مرا پڑا ہی انکی روحین بلا بنی ہوئی پھرتی ہین بلکہ
سکان ارض پیا سما ولیکر اسی زمین مین دفن ہو جسد نہ نکلے گا قیامت برپا ہوگی وہ
بلاسے رو رستگار رہو اگر اسکے دام مین پھنس جاوے تو عمر بھر نہ نکل سکے وزیر گیا اور بعد
روبہر کے آیا چہرہ سیاہ ہوگیا تھا ہاتھ پانون مین رعشہ آکر رونے لگا کہا یا خداوند
البیار انتہ سخت تھا کہ مین ہی ایسا تھا کہ گذر کرکے گیا کبھی دریا مین اترا اور کبھی
طوفان ملا کبھی صحرائے ویران کبھی ملک آباد جہان آبادی راہ مین پائی مین نے
اس ملک کی سیر کی بلاخیز کے پاس پہونچا اسنے میرے سامنے دروازے پر
ایک نخل چنار ہو اسکی بیچ مین لوح کو رکھدیا اور کئی ہزار ساحر مقرر کیے ہین کہ
اسکی حفاظت کیا کرو وہ یہ خبر سنکر بہت خوش بیٹھا ہی مجھکو رخصت کیا اور کہا اپنے
ملک مین رہنا مین ابھی وہان سے پلٹی ہون قمر عذار نے کہا مین آپ ہی کی ملاقات
کو نکلی تھی شکر ہی کہ حال لوح دریافت ہوا اب جاتی ہون اودھ بادشاہ کو لے کر
پہونچتی ہون اگر خدائے نادیدہ نے چاہا تو لوح لیکر بیٹھونگی سکان جہان پیا
مر کر اسکے مر گیا ہوگا اگر نکلے گا تو مزہ پائیگا ہم ہی لوگون کے ہاتھ سے مارا جائیگا
لوح محفوظ بادشاہ کے گلے مین نہ تھی اسوجہ سے دریا نوش اٹھا کر لیگئی ہین یہی
وہان پہونچی اصل یہ ہی کہ بادشاہ کا جمال فریب زنان ہی جسنے دیکھا وہ عاشق ہوئی
دریا نوش بھی ساتھ دیگی ہم دونون ملکر انتقام لین گے یہ سنکر انتخاب جادو
رخصت ہوئی چلتے چلتے کہا اے نور نظر خدائے نادیدہ تمھاری مدد کرے اور جہان
بچائے یہ کہکر انتخاب رخصت ہوئی ملکہ قمر عذار چاہتی ہی روانہ ہون کہ آسمان پر
برق چمکی اس کوہ کا حاکم رنگار رنگ جادو آسمان سے اترا قمر عذار کو دیکھکر
بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے قمر عذار آج اسطرف کہان آنکلین قمر عذار
نے کہا ایک ضرورت کو آئی تھی شکر کرتی ہون کہ وہ مطلب ہوگیا مدت سے مین نے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا اسوقت رنگار رنگ اپنے مقام سے اُٹھا سامنے قمر عذار کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم غلام کو سرفراز فرمایئے اگر حکم ہو تیتر چکھوٹ وغیرہ درست کراؤن قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ کچھ دیوانہ ہوا ہے کس نام سے لا پائیو دعوت کر کے عین دعوت میں یہ عداوت ایسا نہ ہو کہ میں جواب سخت دون تو تجھکو خلاف گذرے تجھکو تو کچھ زن پاندار سمجھا ہو خبردار اب ایسی بات نہ کہنا یہ کہکے چاہا اُٹھون رنگار رنگ نے سحر کیا کہ پانون قمر عذار کے زمین سے تھام لیے قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ یہ کیا حرکت ہو گیا تو نے مجھے حلوا سمجھا ہو مین نکل نہین سکتی رنگار رنگ نے کہا اب نہین نکل سکوگی مین نے روک دیا بدون حصول وصل نہ اُٹھنے دونگا ملکہ قمر عذار نے منترا کے ہاتھ ہلایا اور اپنے مقام سے اُٹھی کہا او رنگار رنگ مین جاتی ہون رنگار رنگ نے کہا مین تو نہ جانے دونگا مدت سے کشتۂ تیغ ابرو ہون اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا قمر عذار نے کہا او رنگار رنگ بہت پچتاؤگے رنگار رنگ نے چاہا لپٹ جاؤن قمر عذار ہان ہان کہکر پیچھے ہٹی رنگار رنگ بہت بیقرار ہو کبھی ہاتھ باندھتا ہو کبھی منت کرتا ہو جب دیکھا قمر عذار نہین رکتی تو جھولی سے ہاتھ ڈالکر ماش کے دانے نکالے قمر عذار پر پھینکے قمر عذار ایسے ایسے سحر بالتوں مین دفع کرتی ہو اشارہ کر دیا کہ وہ ماش کے دانے تصدق ہوے ایک دانہ اُس مین سے اُڑکر جسم پہ رنگار رنگ کے پڑا کہ آبلہ پڑ گیا اُف اُف کرنے لگا کئی مرتبہ جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور پھینکے قمر عذار نے ہر مرتبہ ہنسکر اُس سحر کو دفع کر دیا رنگار رنگ بہت شرمایا تلوار کھینچی قمر عذار نے کہا او بے غیرت او ننگ عشق تلوار کھینچتا ہو خفت کھینچےگا یہ کہکر موتیون کا ہار گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر کا پڑھکے ایک سُر اکا مارا کہ برق چمکی رنگار رنگ نے دیکھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے رنگار رنگ ہم تمھارے بہت مشتاق ہین پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت مہ جبین و حسین پکار رہی ہو کہ اے رنگار رنگ مین کیا قمر عذار سے کم ہون اب امیدوار ہون کہ توجہ فرمایئے مجھکو اپنے قریب بلایئے اُس نازنین کو دیکھ کے

زنگار رنگ دوڑا ہاتھ تھام لیا اُس نازنین نے کہا اے زنگار رنگ تلوار تو تم
نیام سے کھینچ چکے ہو اپنے گلے پر رکھو دیکھیں تمھیں مجھسے کتنی محبت ہے زنگار رنگ نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا میں تیرے حکم سے جان دیتا ہوں نازنین نے کہا مجھے
یقین نہیں ہوتا تلوار کو پھیر جانبازی دکھا تو زنگار رنگ نے تلوار کھینچ لی سر کٹ کر
گرا لاش تڑپنے لگی جیسے ہی زنگار رنگ کا سر کٹا کوہ پھٹ گیا قمر عذار نے دیکھا ایک
پھاٹک سے لگا ہوا مسند تھا دریا نوش کا جو بادشاہ مسند پر بیٹھے ہیں دریا نوش
مصروف خدمت گزاری ہے قمر عذار خوش ہوگئی جی میں کہتی ہے یہ شاید دریا نوش
... میں قمر عذار کی نگاہ ایکا آئی نخل کوہ سے اُتری اُسی پھاٹک کے راستے سے
داخل شہر دریا نوش ہوئی بادشاہ نے جو قمر عذار کو پاس آتے ہوئے دیکھا
بے اختیار پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم بہت جلد آئیں کہاں رہیں جو اتنی دیر
لگائی سب کیفیت بیان کی قمر عذار نے بیان کی کہا اے شہریار لوح طلسمی صحرائے
بلاخیز میں گئی وہاں کی بڑی سختیاں سنی ہیں تشریف لے چلیے کنیز آپ کے ہمراہ ہو اگر
یہ دریا نگار نے چاہا تو بلاخیز کو مار کر لوح طلسمی حاصل کرونگی بادشاہ اُٹھے ملکہ نے
کہا اے قمر عذار میں بھی پروانہ اسی شمع جمال کی ہوں چاہتی ہوں ساتھ چلوں قمر عذار
نے کہا اے دریا نوش یہ راستہ بہت دشوار ہے صحرا سے پرخطر دریا سے زخار اور پہاڑ
تیرہ و تار ملک آیا اور فرمایا بادشاہ جب ان سب کو طے کر چکیں گے تب اُس جزیرے
میں پہونچیں گے جہاں صحرائے بلاخیز واقع ہے دریا نوش نے کہا میری جان تک
نثار ہو سوائے جانبازی کے اور کیا ضرورت ہے بادشاہ نکلے ایک طرف دریا نوش
دوسری جانب قمر عذار بادشاہ نے فرمایا اے قمر عذار و اے دریا نوش مجھسے الگ
رہو جب میں کسی آفت میں پھنسوں تب آکر شریک ہو یہ سنکر قمر عذار اُڑ کے
آسمان پر گئی دریا نوش کبوتر بنکر ایک درخت پر جا بیٹھی بادشاہ اُس دریائے
زخار سے نکلے راہ کوہ زنگار رنگ کو طے کر کے ایک نخل کے سامنے میں کھڑے
ہوئے کہ سامنے سے دیکھا خونخوار و میثاق و حمالہ گیسو کشا و لالہ زار وغیرہ کی

سردار بادشاہ کو ڈھونڈھ رہے ہیں اِن سب نے جو بادشاہ کو دیکھا سب نے آکر بادشاہ
کے قدموں کو بوسہ دیا خونخوار نے حال پوچھا کہ حضور کو کون لے گیا تھا بادشاہ نے
فرمایا دریانوش جادو غافل پاکر اُٹھا لیگیا تھا اب میرے ہمراہ تم لوگ بھی میرے
ساتھ سے ہٹ جاؤ طائروں ہی میں مخفی ہو میں طرف جزیرۂ بلاخیز کے جاتا ہوں ملکہ
لالہ زار نے کہا لشکر آپ کا انتظار ہی میں ہوگا اگر حکم ہو تو لشکر کو بھی لے آؤں بادشاہ
نے فرمایا میں تنہا جاؤنگا مگر خونخوار کانپ گیا کہا اے شہریار نامدار کو بڑا تردد ہی کہ راہ
جزیرۂ بلاخیز بہت دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے کو پہونچا دینگے کیا وجہ کہ
لوح طلسم اُس مقام پہ ہی کون ایسی تدبیر ہی کہ نہ جاویں اور لوح طلسمی دستیاب ہو
جمشید ثانی نے پاس بلاخیز جادو کے بھجوا دی جو کہ اب وزیر اعظم ہی وہ لوح لیکر
گیا تھا خونخوار وغیرہ طائر بنکر درختوں پر جا بیٹھے بادشاہ نے چاہا گھوڑا اپنا
بڑھاؤں کہ ہوا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر تخت سحر پہ سوار پشت پر کئی ہزار
ساحر جرار آتا ہی اُسنے جو بادشاہ کو دیکھا ایک ساحر سے کہا دریافت تو کرو یہ کون
شخص ہی ساحر نے آکر نام پوچھا بادشاہ نے مفصل نام بتا دیا یہ سنکر اُس ساحر نے
نعرہ کیا کہ منم ابریق جادو قدرت سے وعدہ کر کے چلا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر کے لاؤنگا ہان یارو گرفتار کر لو ساحروں نے سب طرف سے بلوہ کیا بادشاہ نعرہ
کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی جسپر ہاتھ مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے تھوڑے
عرصے میں لاشوں کے انبار لگا دیے کبھی لوح محفوظ چمکا دیتے ہیں ابریق جادو
دور سے سحر کر رہا ہی مگر سحر بادشاہ پہ تاثیر نہیں کرتا آگ برسی تلواریں گریں لیکن
بادشاہ محفوظ ہیں گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے طرف ابریق کے چلے ابریق
اپنے سحر پر بڑا ناز رکھتا ہی تلوار کھینچکر بادشاہ پر جا پڑا چاہتا ہی جو سحر کے ہاتھ ماروں
کوئی سحر یاد نہیں آتا آخر یوں ہی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار لو تلوار پہ
روکا اُلجھا دسے سے ہاتھ نکالکر نعرہ کیا کہ او بے حیا فرد تو ضربۂ نردی ضرب من
نوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ میں تیری جان کا ملک الموت ہوں

بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ابریق نے سپر سحر کو اٹھا دیا مگر تلوار جو پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ابریق نے جان کے خوف سے چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالدوں بادشاہ نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ ابریق چاروں شانے چت گرا بادشاہ نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا اور ابریق کو اٹھالیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماروں ابریق پکارا اٹھا کہ ای شہریار الامان بیشک آپ صاحب اقبال ہیں میں حیران ہوں کہ سحر کیونکر میں بھول گیا ورنہ آپ کی کیا مجال تھی کہ مجھکو فاش زمین سے اٹھا لیتے مگر آپ بڑے صاحب جاہ وجلال ہیں جو کچھ کیجیے وہ جا ہے ہر بادشاہ نے فرمایا میرے پاس لوح محفوظ ہو اسوجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا یہ فرماکر ابریق کو ہاتھ سے رکھدیا اب ساتھ والوں کو ابریق نے منع کیا کہ لڑنے سے باز رہو میں بہ صدق دل مطیع اسلام ہوا بادشاہ ابریق کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے چلے دستور یہ ہو کہ شام کو اتر پڑتے ہیں اور دن کو رہروی کرتے ہیں سب سردار شب کو خدمت میں آتے ہیں اور شریک جلسہ رہتے ہیں تیسری منزل تھی رات کو بادشاہ چھپر کھٹ پر لیٹے تھے کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی صدا دے رہا ہو کہ یارب میرے مجھکو موت عطا کر اور ملک الموت کو حکم دے کہ وہ میری قبض روح کرے بادشاہ صدا کو سنکر بیقرار ہو گئے تلوار اٹھالی اور باہر نکلے خادموں نے پوچھا کہاں تشریف لیجائیے گا بادشاہ نے فرمایا یہ رونے کی آواز آرہی ہو نہیں معلوم کون روتا ہی خادموں نے عرض کی غلام شام سے یہ آواز سن رہے ہیں کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے جدا ہو گیا ہو اُس سے ملنے کی دعا کرتا ہو بادشاہ ٹہلتے ہوئے صحرا میں آئے دیکھا ایک نخل کے سایے میں فیروزہ بن عمرو بیٹھا ہوا رو رہا ہو بادشاہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار ہم تمھارے خود خواستگار تھے فیروزہ نے جو اپنے بادشاہ کو دیکھا قدموں سے لپٹ کے بہت رویا بادشاہ نے فیروزہ کو اٹھایا غبار وغیرہ چہرے کا پاک کیا فیروزہ نے پوچھا آپ کو اُس جنگ سے کون لیگیا تھا بادشاہ نے فرمایا کس جنگ سے فیروزہ نے عرض کی کہ وہ جنگ جسے

فرمایا وہ ریا نوش اٹھا کر لے گئی تھی اسکی وجہ سے معلوم ہوا اور قمر عذار نے جا کر دریافت
کیا کہ لوح طلسمی جزیرہ بلاخیز میں گئی فیروزہ نے کہا کیا مشکل کی بات ہو کہ ایسی منزلون
مین غلام ساتھ نہ ہوا بادشاہ فیروزہ کو لیکر لشکر مین آئے برابر پلنگ کے جگہ دی
فیروزہ سے باتین ہونے لگین بادشاہ نے سب کیفیت بیان کی چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری چمکا سب سردارون نے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا خوشخوار نہایت
خوش ہوا کہا اے شہریار حقیقت مین عیار آپ کا فرزند خواجہ عمرو ہوا اسکا ساتھ رہنا
ضرور ہو رات بھر فیروزہ ہمراہ رہا سب حال پوچھا کیا بادشاہ نے اپنا ارادہ ظاہر
کیا کہ اب جزیرہ بلاخیز کو جاتے ہین فیروزہ نے عرض کی غلام آگے بڑھے وہان
جا کر رنگ جمائے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر اے فیروزہ سنا ہو کہ تمام صحرا بلاؤن
سے معمور ہو بہت سمجھکر جانا ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ فیروزہ نے عرض کی
غلام بہت ہوشیار رہیگا یہ کہکر با لباس عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحرائے
بلاخیز کے چلا مگر قمر عذار نے کرتبے سے فیروزہ کے ماہر نہین ہو آکر عرض کی کہ اے
شہریار مقام تعجب ہو کہ میان فیروزہ اکیلے جاتے ہین اگر حکم ہو تو مین ساتھ دون
بادشاہ نے فرمایا وہ عیار ہو فرزند عمرو نامدار ہو کیا کسی مقام پر کمی کریگا قمر عذار
نے کہا مین الگ رہونگی جا کر انکی چالاکی دیکھون بادشاہ خاموش ہوئے ملکہ
قمر عذار بھی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی مگر فیروزہ جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہو
دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحرائے ویران مین پہونچا دیکھا جنگل ویران کف
دست میدان جا بجا ریت کے انبار ہین بگولے اُٹھ رہے ہین ماہتابان جونہی
پر نکلا ہو اسقدر غبار اُڑا ہو کہ ماہتابان مکدر ہو رہا ہو چاندنی کی بہار نہین کہین
طائر کی چہکار نہین ایک درخت پر چڑھکر بیٹھا صحرا کو دیکھنے لگا دو پہر رات تو خوب
خیر وعافیت سے گذری بعد دوپہر کے صحرا سے کچھ شیر پیدا ہوئے ہر ایک شیر
اسی نخل کے نیچے آتا ہو پنجہ کو ستقام کر شجر کو ہلاتا ہو مگر فیروزہ شاخ سے لپٹا ہوا بیٹھا
پہر بھر کامل شیرون کا ہنگامہ رہا یکایک صحرا مین شعلے اٹھنے لگے وہی شعلے شق ہوئے

کالی کالی صورت کے انسان ننگے بدن سے چنگاریاں نکلتیں سراپا شعلۂ آتش بنے ہوے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین آپس مین کہتے ہین کہ اس جنگل مین آج کوئی آیا ہو اُسی نخل کے نیچے آکر دو تین کھڑے ہوے سبھی ہوتے ہی ایک نے سر اُٹھا کر دیکھا فیروزہ کو دیکھکر آواز دی میان عیار صاحب درخت سے اُتر لیے کوئی عیاری بتاییئے کہ ہم بھی دیکھین عیاری کیا چیز ہو فیروزہ نے سر جھکا کر دیکھا کہ سب تو چلے گئے مگر ایک نخل کے نیچے اڑا کھڑا ہو دمبدم پکارتا ہو کہ میان عیار صاحب مین بے ملاقات آپسے کیے نہ جاؤنگا یہ کہکر ارادہ کیا کہ درخت کو اُکھیڑ لون اسطرح درخت سے لپٹا کہ درخت تھرایا فیروزہ کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو درخت اُکھڑ جاے ناچار ہوکر اُترا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا فیروزہ سر جھکاے ہوے اُسکے ساتھ چلا جاتا ہو مگر قمر عذار کہ بالاے آسمان بہ صورت طائر پرواز کر رہی تھی اِسنے آسمان سے دیکھا کہ فیروزہ کو ایک بلا لیے جاتی ہو تاب نہ آئی کڑک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے فیروزہ چھوٹا مگر مرتے ہی اُس جوان کے صحرا مین ہنگامہ ہوا دیکھا ہزارہا آتشی جسم کے لوگ دوڑتے پھرتے ہین فیروزہ جاکر ایک غار مین چھپا ایک اُن مین سے بر سر غار آیا اور پکار کر کہا کہ میان عیار صاحب نکلو تمنے ہمارے بھائی کو قتل کرایا فیروزہ مجبور و ناچار غار سے نکل آیا اُس شخص نے ہاتھ پکڑ لیا اور پکار کر آواز دی بھائیو جلد آؤ ہمارے بھائی کا قاتل ملا ہو اِسکا گوشت نوچ نوچ کر کھاؤ وہ سب صحرائی دوڑے چاہتے تھے فیروزہ کے لپٹ جاوین اور چیر پھاڑ کر پھینکدین کہ فیروزہ بن عمرو نے بیقرار و اشکبار ہوکر دعا کی قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو بر من منگر بہ کرم خویش نگر

قمر عذار نے آسمان سے دیکھا کہ فیروزہ کو وہ سب لپٹا چاہتے ہین کڑک کر گری پہلے اُسکا سر اُڑایا جو فیروزہ کو تھامے ہوے تھا اور سب نے چاہا کہ فیروزہ کو پکڑلین فیروزہ کو دکر بھاگا مگر قمر عذار سحر کرکے بلند ہوئی آسمان سے دیکھ رہی ہو

کر وہ سب دوڑتے پھرتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر آواز دیتے ہین یہ بھی عنایت خداوند
سامری و جمشید کہ ہم دن کو ظاہر ہوے ورنہ رات کو یہ جنگل ہمارا مقام ہر ہمکو دن سے
کیا کام ہر مگر قمر عذار اُن سب کو دیکھ دیکھکر بارش کے دانے پھینک رہی ہر جسپر بارش کا
دانہ پڑا وہ مثل ہیزم خشک جلا مگر فیروزہ جو بھاگا جنگل مین جاکر ایک دروازہ ملا اُس
دروازے مین گھس گیا دیکھا ایک عورت ایک نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہر
فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ میان عیار صاحب ذرا میرے پاس آئیے فیروزہ ڈر گیا
کہ اسکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین عیار ہون یہ بھی کوئی بلا ہر خنجر کمر سے نکالکر قریب آیا کہا
کسو کیا کہتی ہو وہ ہنس پڑی کہا اے عیار طرار مین تیرے واسطے آئی ہون فیروزہ نے
قریب آکر باتون مین لگایا جب وہ باتین کرنے لگی تو دعوکا دیکر خنجر مارا اُس عورت
کا شکم چاک تصہ پاک ہوا مگر مرتے ہی اُسکے غبار اُڑا کہ تمام مقام تاریک ہوگیا صدائین
مہیب آنے لگین فیروزہ ایک طرف کھڑا ہر مگر خوف سے کانپ رہا ہر یہ معلوم ہوتا ہر
کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پکڑے ہین کشان کشان لیے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے
آنکھ کھلی دیکھا ایک حجرے مین بند ہون چند عورتین جوان جوان اپنے آپس مین
لپٹی ہوئی کھڑی ہین ایک کے ہاتھ مین دوسری کا ہاتھ کبھی حلقہ باندھکر خداوندونکا
نام لے لیکر تالیان بجاتی ہین حلقے کے بیچ مین ایک تھال پھول کی اُسپر کچھ پھول
کچھ موہن بھوگ رکھا ہوا تھال کے گرد چکر لگاتی ہین پھول اُٹھا اُٹھا کر سب اپنے
سینون پر چڑھاتی ہین اور آواز دیتی ہین کہ یا سامری و جمشید یہ پھول سونگھیے اور
یہ موہن بھوگ نوش کیجیے آپ کی دعوت ہر زیادہ خواہش ہو تو شیر نوش فرمایئے
آج جنے اپنے قاتل برادر کو پایا ہر دوسری نے مسکراکر آواز دی اری کلموہی
دیکھ خداوندون نے اپنی اپنی صورتین ہمارے سینون پر نمایان کین جلمہہی نے
کہا کیا تیرے ہی سینے پر خداوند نے لعنت کا ہاتھ پھیرا کہ اپنی صورت ظاہر کی ذرا
غور کرکے دیکھ ہر ایک کے جسم پر خداوند نے اپنی صورت کو بنایا ہر آپسمین خوب
نوکا جھونکی ہو رہی ہر فیروزہ خاموش سر جھکائے بیٹھا یہ کرشمے دیکھ رہا ہر کہ یہ عورتین

آپس مین دست درازیان کر رہی ہین ایک ایک سے کہہ رہی ہو کہ بہن خداوندون نے
اپنے اپنے پاس تم سب کو بلایا ہو یہ کہکر چلین قریب فیروزہ کے آئین سب نے کہا
ہوا تمنے اِسکو پہچانا کہ یہ کون ہو ایک نے کہا یہ ہمارے بھائیون کا قاتل ہو اسکو قتل
کرو فیروزہ حیران ہو کہ اِن بلاؤن سے کیونکر نجات پاؤنگا کہ دفعتہً سب عورتین نگاہ
سے فیروزہ کی غائب ہوئین صرف ایک عورت اکیلی پاس فیروزہ کے آکر بیٹھی
اور کہنے لگی کہ مین تجھپر مائل ہون میرا وصل قبول کر ورنہ جان سے ہلاک کر ڈالونگی
فیروزہ نے انکار کیا کہ دوسری عورت ظاہر ہوئی اور اُسنے کہا کہ اگر میری بہن تجھے
ناپسند ہو تو مجھکو قبول کر فیروزہ سر جھکائے بیٹھا ہو کسی کا جواب نہین دیتا آخر کو سب
عورتین ظاہر ہوئین آپس مین یہ صلاح کی کہ یہ نگوڑا یون نہ مانیگا ہم سب اپنا گانا اِسکو
سنائین جب یہ محظوظ ہوگا تو ہم سب کا مطلب حاصل ہوگا یہ صلاح کر کے سب عورتون
نے حلقہ باندھا اور شغل بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بھیانک آوازون مین سب ملکر
خوب اُڑانے اور بڑانے لگین ایک طوفان بے تمیزی اُٹھا نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہم دیکھنا — دل دکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا
اختلاج قلب کا میرے نہ کہنا اُس سے حال — تو جو اے قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین اُنکو دیکھکر اہل نظر — نوجوان ہونے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا
زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھٹا ہو خون کا — کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا
تو سہی تڑپتا پھرے یہ آسمان شکل حباب — کیا غضب کرتی ہو اِک دن چشم پرنم دیکھنا

اِتنے مین ایک عورت اور آئی اُسنے کہا اِسکو پہچانتی ہو یہ کون ہو مین نے قبر پر جا کے
سکان جہان پیما کی آواز دی کہ یہ کون شخص آیا ہو کہ ایک طائر قبر سے نکلا اُسنے
مثل انسان کے آواز دی کہ یہ مقام سکان جہان پیما ہو اِس طرف سے کوئی گذر نہین
سکتا مگر یہ عیار فرزند عمرو نامدار ہو طرف جزیرہ بلاخیز کے جائیگا تمھارے ہاتھ نہ
آئیگا یہ سُنکر وہ سب عورتین فیروزہ کو دشنام دینے لگین کہتی تھین کیون نگوڑے
وہ تیرا باپ کون ہو جو قاتل ساحران مشہور ہو ہم لوگ مجاور قبر سکان جہان پیما ہین

یہ بھی کتاب مین لکھا ہی کہ سکان جہان پیا زمانے مین طلسم کشا کے نکلنے کا وہ آفت برپا کرینگے
کہ سب عاجز ہوجاوینگے آخر خدمت سامری مین جاوے گا تب لشکر طلسم کشا ہلاکت
پاویگا ورنہ اس عیار کی کیا حقیقت تھی کہ اس صحرا مین آتا اب فیروزہ نے دیکھا عورتین
پھر جمع ہونے لگین تھوڑے عرصے مین وہ حجرہ عورتون سے بھر گیا فیروزہ حیران
حیران دیکھ رہا ہی کہ جو عورت ہی ایسی کالی کہ الٹا توا مات ہی چہرہ و دیدہ ظلمات ہی
قد بڑے بڑے جیسے تاڑ کے درخت آنکھین لال لال مثل مشعل کے روشن پلکین دراز چہرہ
شیطان ہی مگر وہ عورتین اپنی رعنائی پر ناز کر رہی ہین جو آتی ہی وہ فیروزہ سے کہتی ہی
کیون او عیار مجھے سرفراز نہ کریگا کہ یکایک ہلڑ ہوا کچھ نقارون کی آواز کان مین
آئی روشن چوکی بجی ہٹو بچو کی صدا بلند ہوئی فیروزہ نے دیکھا ایک عورت تخت پر
سوار کئی ہزار عورتین تخت کو گھیرے ہوئے ہٹو بچو کرتی ہوئی آتی ہین تخت نشین
نے آکر پکاری او نالائقو یہ دشمن بابا خیر زندہ بیٹھا ہی اسکو لے چلکے قتل کرو گوشت
اسکا کھاؤ اور بغل سے ہاتھ اٹھاؤ کسی کا مطلب اس سے نہ نکلے گا تھوڑی دیر کا
مہمان ہی اسکے قتل مین بڑی ڑائی پڑگئی اسکے مددگار بھی پہنچینگے یہ سنکر سب کھینچتی
ہوئین فیروزہ کو بیرون حجرہ لائین فیروزہ کو جنگل مین بٹھا دیا چھریان کٹاریان
خنجر کمر سے نکالے وہ تخت نشین حکم دے رہی ہی کہ جلد اسکو قتل کرو ایک زن
سیاہ فام خنجر لیکر قریب آئی کہتی ہی کیون فیروزہ تو نے مجھپر کچھ توجہ نہ کی حسرت لیکر
پر وہ دنیا سے چلا تجھکو بھی افسوس رہے گا کہ ایسی شاہزادیان میرے قبضے مین
نہ آئین فیروزہ اپنی جان سے بیزار ہی تخت نشین کہ رہی ہی کہ اسکو جلد قتل کردو کہ
وہ زن سیاہ رو خنجر لیے جو کھڑی تھی اسنے پکار کر کہا کہ او نگوڑے سر جھکا کے بیٹھ
فیروزہ ناچار و مجبور سر جھکا کر بیٹھا زن سیاہ رو نے چاہا خنجر مارون فیروزہ نے
بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے کریم کارساز ان ظالمون سے بچالے ان بلاؤن مین گھرا
ہون قضائے کار ملکہ قمر عذار کا ادھر سے گذر ہوا دیکھا فیروزہ سرنگون بیٹھا
ہی اور ایک تخت نشین حکم دے رہی ہی کہ اسکو قتل کرو زن سیاہ رو خنجر بکف

سر پہ کھڑی ہی قمر عذار یہ حال دیکھکر بیتیرار ہو گئی تڑپ کر گری کہ اول زن سیارہ کا سر
اُڑا دون مگر اُس سیاہ رو پر جو گری سر تو اُسکا نہ کٹا بلکہ ہاتھ قمر عذار کا پھنس گیا زن
تخت نشین نے حکم دیا کہ اِسکی مشکین باندھ لو مقام پر سکان جہان پیا کے لیے چلو
قمر عذار و فیروزہ کو کشان کشان زن سیاہ رو کھینچتی ہوئی ایک مقام پر لائی
دیکھا کہ ایک گنبد گلی بنا ہی کئی کھڑکیان اُس مین بنی ہوئی ہین اُس سے شعلہ ہاے
آتش نکل رہے ہین تخت نشین تخت سے اُتری قریب گنبد گلی آئی پکار کر آواز دی
کہ اے شہنشاہ اقلیم بلاخیز یہ گنہگار حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ایسا نہ ہو کہ انکی
رہائی کی کوئی صورت ہو درون سے ایک طائر نکلا مثل انسان کے آواز دی
اے بادشاہ صحراے بلاخیز جو تمنے کیا یہی مناسب تھا مگر قمر عذار دختر انتخاب
ہی ایسا نہ ہو مان کو اسکی خبر ہو تو وہ بہت پریشان ہوگی اِن دونون کو لیجا کے
قید کر دو یہ آواز دے کر وہ طائر چلگیا تخت نشین نے حکم دیا کہ اِن دونون کو لیجا کر
قید کرو کشان کشان قمر عذار و فیروزہ عیار کو لا کر اُسی حجرے مین بند کیا بند کر کے
سب عورتین چلی گئین یہ دونون آپس مین باتین کر رہے ہین فیروزہ کہتا ہی اے
قمر عذار کس آفت مین پھنسے کس بلا مین مبتلا ہوے قمر عذار کہتی ہی اے فیروزہ
نئی بات یہ ہی کہ مین نے سحر فراموش کیا یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک جوان
لئیم و شنیم سیاہ رو بدخو پیدا ہوا آ کر قمر عذار سے کہنے لگا کہ اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان کہین دل نہین لگتا کیونکر بسر کرون میرا تو یہ حال ہی قلب پر
ہجوم غم و ملال ہی

نظم

یہ صحن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہی
غنیمت خندۂ گل ہی بہت نازک زمانہ ہی

مثل یہ راست ہی ہنستے ہی گھر بستے ہین نادانی
نہ ہوگی دل لگی تو غم کدہ ہر ایک خانہ ہی

پریشان خاطرون کی دل لگی سے ہی جمعیت
پریشان کا کل پُر خم کے حق مین جیسے شانہ ہی

بہار باغ کشت زعفران ہی خندۂ گل سے
مثال قہقہہ قمری صدا دل کا ترانہ ہی

ہنسی آپس کی ہی تو دل سے کر شکر خدا رعنا
یہ ہر رونے کی جا جس شخص پر ہنستا زمانہ ہی

قمر عذار نے جواب دیا او نا ہنجار بدکردار اپنی صورت دیکھو اور میرا حال دیکھو میں
تیرے لایق ہوں فیروزہ نے کہا اے ملکہ نہ گھبراؤ میں اسکا علاج کیے دیتا ہوں یہ
سمجھا کر فیروزہ نے کہا اے جوان تو کون ہے وہ جوان نہ بولا تب فیروزہ نے کہا میرے
پاس آؤ تو میں قمر عذار کو راضی کر دوں وہ جوان خوش خوش بیٹھ گیا فیروزہ نے
باتیں کرتے کرتے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا مرنا اُس جوان کا بڑا غل بلند ہوا
آواز آئی کہ او عیار غضب کیا صاحب سکان جہان کو مارا اب تو زندہ نہ
بچیگا قمر عذار نے دیکھا کہ زمین سے ایک زنگی نکلا اُسنے فیروزہ کو پکڑ لیا کشان
کشان لیکر چلا فیروزہ ہر چند منتیں کرتا ہے کہ مجھکو کہاں لیجائیگا مگر اُس سیاہ رو نے
کچھ جواب نہ دیا جب فیروزہ کو وہ جوان لیکر باہر نکلا تو نقارے پر چوب پڑی اور
روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار نہایت حسین و جمیل آکر اُترا قریب ملکہ
قمر عذار کے آیا کہا اے جان جہان وہ جوان تو سیاہ رو تھا میں تو خوش رو ہوں اب
مجھکو قبول کرو یہ کہکر گرد پھرنے لگا قمر عذار حیران ہے کہ کیونکر اِس سے جان بچاؤں
یہ سنکر کہا کہ اے تاجدار میں تجھسے راضی ہوں مگر وہ سامنے جوان عیار کو لیے جاتا ہے
اُسکو پھیر لاؤ وہ ہمارے مذہب کا قاضی ہے جب وہ نکاح پڑھیگا تب میں آمادہ ہونگی
یہ سنکر اُس تاجدار نے آواز دی او زنگی سیاہ رو پلٹ آ اب آگے نہ جا وہ یہ سنکر پلٹا
فیروزہ کو حجرے میں لایا اُس تاجدار نے اُس جوان سے کہا اب تو بھاگ جا۔
وہ جوان زنگی غرق زمین ہو گیا تاجدار نے کہا لو صاحب میں نے اپنے معین کو
ہٹا دیا اب کیا عذر ہے قمر عذار نے فیروزہ کو اشارہ کیا کہ اے فیروزہ میری جان و
آبرو بچاؤ اِس صحرا میں بڑی بلائیں ہیں فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ صحرا بے خبر
بیٹھ جاؤ میں اِسکو راضی کیے دیتا ہوں تاجدار نے کہا کیا مجھکو بھی قتل کریگا یہ سنکر
فیروزہ نے کہا کیا مجال ہے میں تو آپ کا بلکہ آپ کی ماں کا تابعدار ہوں تاجدار یہ
پاکیزہ گفتگو سنکر بیٹھ گیا فیروزہ نے کہا دیکھیے وہ زنگی پھر آیا مجھکو ڈراتا ہے آپ کا
عیب دیکھا چاہتا ہے وہ تاجدار پلٹا فیروزہ نے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا

مرتے ہی اُس تاجدار کے فیروزہ کی قید کشکر گری اور ملکہ قمر عذار کو سحر باد آیا قید کو توڑ ڈالا فیروزہ کو پنجے مین دبا کر بکلی پرپرواز پیدا کر کے لے چلی کوئی چار یا پانچ کوس پر لا کر چھوڑا فیروزہ جنگل مین روڑا ہوا جاتا ہی ایک جھیل کے قریب پہونچا وہان ٹھہرا دیکھا ایک ساحر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہی فیروزہ نے اُس ساحر کو آواز دی اُس ساحر نے جو دور سے جھیل دیکھی پانی کو دیکھکر بیقرار ہو گیا یہ سمجھا کہ اِس پانی سے پیاس پانی مشکل ہی آبرو نہ بچیگی قریب آیا چاہا پانی پیوین فیروزہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ خبردار پانی نہ پینا یہ زہر قاتل ہی حلق سے اُترا اور پانی ہوکر بہ جاؤ گے اُس ساحر نے پلٹ کر کہا او ساحر تو کون ہی فیروزہ نے کہا مین اِس جھیل کا نگہبان ہون ایک اژدہا آکر اِس جھیل مین پانی پیتا ہی کہ اپنا ڈال جاتا ہی مین اسی واسطے یہان کھڑا رہتا ہون کہ جو کوئی آکر قصد کرے اُسکو پانی نہ پینے دون لیکن تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اُس ساحر نے کہا مین نامہ رسان جمشید ثانی ہون پاس بلاخیز جادو کے جاتا ہون فیروزہ نے کہا مین تمھارے واسطے ابھی پانی لاتا ہون تمکو پلاتا ہون یہ کہکر درہ کوہ مین گھس گیا جام پانی کا بھر کر بیہوشی اُسمین ملا کر لایا کہا لو یہ جام پیو وہ ساحر انتہا کا پیاسا تھا بیخوف وہ جام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی پسینہ چلا آتا ہی فیروزہ نے کہا ٹہلو جیسے ہی وہ ساحر ٹہلنے لگا بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا فیروزہ نے ٹانگ گھسیٹ کر اُسکو درہ کوہ مین ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی ساحر کی شکل بنا وہ نامہ لیکر چلا دو کوس راستہ طی کر کے سامنے دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہوا ہی اُس مین ہزارہا نازنینان مہجبین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین جیسے فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ او نامہ رسان ہم تو تمھارے مشتاق تھے فیروزہ نے کہا مین حاضر ہوا فیروزہ قصر پر آیا پوچھا ملکہ بلاخیز کہان ہین اُن عورتون نے کہا بلاخیز کی ملاقات دشوار ہی ہمین نامہ دو ہم تمھین جواب لادین یہ سنکر فیروزہ نے کہا مجھکو حکم ہی کہ ہاتھ مین بلاخیز کے دینا مجھکو تم صرف بتادو کہ بلاخیز

کہان ہین اُن عورتون نے کہا یہ سامنے جو کوٹھری ہے اُسمین جاؤ نام لیکر آواز دو کہ اے ملکہ بلاخیز مین تمسے ملاقات کرونگا فیروزہ اُس کوٹھری مین آیا دیکھا ایک تصویر سنگی رکھی ہے فیروزہ نے دو انگلیون کی مسجد بنا کر اُسکو سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی ملکہ بلاخیز کہان ہین تصویر سنگی ہنسی اور کہا او عیار مکار بلاخیز سے ملاقات دشوار ہے فیروزہ نے خیال کیا کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اُن عورتون نے آکر گرفتار کیا کہا کیون نگوڑے تو یہانتک کیونکر آیا کچھ تجھکو خوف نہ ہوا فیروزہ نے کہا مین نظر کردہ جمشید ثانی ہون مجھکو کس صورت پر کر دیا تم سب مکار معلوم ہوتی ہو وہ سب کب مانتی ہین فیروزہ کو کشان کشان لے چلین اُس کوٹھری سے نکل کے دالان مین پہونچین دیکھا ایک مسند لگی ہے اُسپر ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوے بیٹھی ہے کہ رہی ہے اِس مکار کو لاؤ کہ مین اسکا سر روانہ کرون خداوند مشتاق ہین لیکن نامہ رسان درگہ کو وہین بیہوش پڑا تھا ایک کاہ فروش نے ہوشیار کیا اُسنے دیکھا نامہ نہین ہے روتا ہوا دوڑا جزیرہ بلاخیز مین آیا پکار کر آواز دی ہم نامہ رسان ملکہ بلاخیز کو خبر کرو کہ نامہ دار خداوند آیا ہے چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت مین پہونچے سب حال اپنا کہے اُن عورتون نے نامہ رسان کو بلا لیا سامنے بلاخیز کے لائین کہا اری دیکھیے نامہ دار یہ ہے مکر اِس مکار کا ظاہر ہوا اِسنے اِس نامہ رسان کو بیہوش کر کے ڈالدیا تھا بلاخیز نے کہا کہ مین حیران ہون کہ یہ اُس جنگل سے کیونکر نکلا کوئی معین و مددگار اِسکے ساتھ ہوگا ایک تدبیر کرو کہ اِسکو قید رکھو یقین ہے کہ اسکا مددگار بھی آئے اُسکو بھی گرفتار کرین تو دونون کو قتل کرین اگر اِسے قتل کر ڈالا تو معین اِسکا بچ جائیگا سب نے کہا بہت مناسب ہے مگر وہ عورتین کشان کشان فیروزہ کو جنگل مین لائین لاکر زیر تیغ بٹھایا ایک عورت خنجر کھینچکر سر پر آئی فیروزہ نے دونون ہاتھ بلند کیے پروردگار سے دعا کرنے لگا کہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

بیقرار ہوکر جو فیروزہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قمر عذار بہزار مشقت
بسیار اُس جنگل سے نکلی آسمان پر اُڑتی ہوئی آئی دور سے دیکھا فیروزہ زیر خنجر بیٹھا
ہو تڑپ کر گری فیروزہ کو چپ میں اُٹھایا چاہا سے نکلون کہ اُن عورتون نے غل مچا کر
کہا صاحبو کیسا اندھیر ہو کہ صحرا سے بلاخیز مین ساحر آنے لگے اپنا جاہ و جلال دکھانے
مین اوسکان جہان پیاده کر دتم ثانی جمشید ہوکر آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
آسمان سے آیا اُسنے للکار کر آواز دی ای قمر عذار یہ بے ادبی کہ صحرا سے بلاخیز سے
لیے جاتی ہو خبردار آگے نہ بڑھنا قمر عذار ٹھہر گئی چاہتی ہو نکلیا ؤن ہاتھ پانو نہین
طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین ناچار ٹھہری اُس ساحر نے آکر کہا کہ ای
قمر عذار یہ سب شاہزادیان تمھاری مشتاق ہین چلکر اُنسے ملاقات کرو قمر عذار
اُتر آئی جب اُن عورتون نے قمر عذار کو پایا تو ملکر گرفتار کیا اب فیروزہ و قمر عذار
دونون گرفتار ہوسے سامنے بلاخیز کے پہونچے مگر فیروزہ نے دیکھا کہ جس قصر مین
بلاخیز ہو اُسکے دروازے پر درخت چنار ہو اُس درخت پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور وہ درخت روشن ہو معلوم ہوتا ہو رشک ماہ تابان ہو
یا مہر درخشان ثمر اُس مین لگے ہین جانور نوش کرکے مصروف زمزمہ سرائی ہین نخل مین
رعنائی و زیبائی قمر عذار نے کہا ای فیروزہ ماہ دیمربان نے جو بیان کیا تھا وہی
شجر ہو دیکھو کیسا نخل زیبا ہو کیسا سرسبز و شاداب ہورہا ہو فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم
اب اپنی خیر مناؤ ہم کہان اور بادشاہ کہان قمر عذار نے کہا ای فیروزہ سامری نامے
مین لکھا ہو بادشاہ یہانتک ضرور آوینگے ہمکو اور تمکو چھڑا وینگے اب ہماری اور
تمھاری قید مین طول ہو انجام مین بہتری حصول ہو اُن عورتون نے لیجاکے اِن
دونون کو سامنے بلاخیز کے پہونچایا بلاخیز نے جو قمر عذار کو دیکھا ہنسکر کہا ای
قمر عذار تمکو قدرت نے اِسی واسطے تعلیم کیا تھا کہ صحرا سے بلاخیز سے عیار کو نکال
لاؤ مین اُسنے یہ بے ادبی کی کہ ہم تک پہونچا ارسے اِن دونون کو لیجاؤ لیجا کر زندان
دیرگاہ مین قید کرو چند کنیزین قمر عذار و فیروزہ کو ایک مکان مین لائین دیکھا

وہ مکان نمونۂ جنت ہی کوٹھریان بنی ہوئی ہین ہر کوٹھری کے آگے صحنچی آہنین پلنگ لگے ہیں
ایک جوان ہر صحنچی مین بصد شوکت و شان بیٹھا ہی ایک صحنچی مین فیروزہ نے اور دوسری
صحنچی مین قمر عذار نے اپنے کو پایا لیکن فیروزہ بن عمرو کہ عیار چست و چالاک اور
نہایت بیباک ہی اُن سب سے پوچھا کہ تم لوگ کس جرم پر قید ہو اُن سب نے کہا
ہم شاہزادگان والا قدر ہین براے طلسم کشائی آے کچھ نہ ہو سکا بارہ سال سے
قید ہین کئی سو جوان ہمارے سامنے مارے گئے اب ہمارا بھی وقت قریب ہی مگر
تم کون ہو فیروزہ نے کہا مین عیار طلسم کشا ہون بہ معشوقۂ طلسم کشا ہی انھین کی
مدد سے صحراے بالا کو طی کیا مقام سماد سکان جہان پہاڑ کو دیکھا آخر یہان آکر قید
ہوے اب دیکھین تقدیر کیا دکھاے سب جوان۔ وے لگے کہتے تھے کہ ایک کے
بعد ایک قتل ہوگا صبح کو ایک نقابدار گلگون پوش آسمان سے آتا ہی اور ایک
پہلوان زنگی آکر اُس اکھاڑے مین للکارتا ہی جسکا دن ہوتا ہی وہ جاکر اُس سے
مقابلہ کرتا ہی اُس نقابدار نے شرط کی ہی کہ جو اس زنگی کو زیر کرے اُسکو رہا کرون
اور اگر نہ زیر کر سکے تو زنگی اُسکو قتل کرے اُسکا خون لیکر وہ نقابدار پیشانی پر لگاتا
ہی تب جاکر منھ دھوتا ہی مگر بلا خبر بعد قید کرنے اِن دونون کے اپنے مقام سے
اُٹھی اور قریب گنبد گلی آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای ہمشبیہ سامری آپ کو تو خبر
معلوم ہوگی کہ عیار و قمر عذار کو قید کیا ہی اگر حکم ہو تو جاکر بادشاہ کو بھی لاؤن مگر
ایک ہفتہ زندان دیرگاہ مین مقید کرونگی بعد ایک ہفتے کے اُنکی بھی موت ہی
یہ کہکر تریاق سحر بند کو حکم دیا کہ بادشاہ و لشکر کو اُٹھا لاؤ تریاق سحر بند روانہ ہوا
مگر بادشاہ جہجاہ بعد جانے فیروزہ و قمر عذار کے سوار ہوے کل لشکر تیار ہو گیا
خوبخواہ و میثاق وغیرہ ہمراہ ہین قصد ہی کہ روانہ ہون کہ صحرا سے گرد واڑتی دیکھا
ایک ساحر شہر برصحرائی پر سوار تین لاکھ ساحر نمودار پشت پر آتا ہی سرکارون نے جو دیکھا
بادشاہ کو خبر دی کہ ایک ساحر براے مقابلہ حضور آیا ہی پلنگ صحرانشین اُسکا
نام ہی بادشاہ سُنکر اُتر پڑے خوبخواہ نے عرض کی کہ کل غلام مقابلہ کریگا بادشاہ نے

فرمایا یہ امر وقت پر موقوف ہی اگر اُسنے میرا نام نہ لیکر پکارا تو تم جانا اور جو میرا نام لیکر پکارے گا تو مین خود جاؤنگا خونخوار خاموش ہو رہا مگر پلنگ نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ کے لشکر مین بھی نقارہ مرری بجا تیاریان ہونے لگین تلوارین چیخ پر چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چپ ہین بد نامنہا سے نیزہ کو زہر سے آبداری دے رہے ہین طائران تیر گوشہ ترکش مین آشیان گزین ہین یا بانسیون مین ماران سیاہ چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا ۔ لباس فلک لاجوردی ہوا
مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ۔ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے انجم وہ تارے نہان ۔ اٹھے لوگ لینے لگے انگڑائیان

تمام جہان روشن ہوا رستم زرین پوش بصد جوش وخروش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردون ضیاء و شعاع ساتھ ہین آکر چرخ نیلی پر قایم ہوا اودھر سے وہ ساحر پلنگ صحرانشین شیر ہوائی پر سوار تین لاکھ ساحران غدار پشت پر آیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ پلنگ نے شیر اپنا چمکایا اور میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ مین مقابلہ سعد بن قباد کا مشتاق ہون بڑی حیرت ہو کہ غیرو زہرہ وقمر عذار صحرا سے مجمع بلا سے کیونکر گذر رہے مگر اب زندان زیر گاہ مین قید ہین سعد نے مرکب چمکایا لوح محفوظ جیسے پر سامنے پلنگ کے پہونچے پلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا چند طعنون مین ہوائی کر دیا پلنگ کو اپنی جرأت پر ناز ہوا اسی وجہ سے سوچتا ہو چاہتا ہو فنون سپاہ گری مین زیر کرون وہ ہاتھ مارون کہ اسی صحرا مین ڈھیر کر دون جب نیزہ نکل گیا آخر خفیف ہو کر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبر وار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا تیغ تمام جوہر چمک کر گرا سپر وہ ٹکڑے ہوئی سپہ کو کاٹ کر تا دو پر وہ تیغ پہونچا اُسنے دستانہ مارا کر تیغ جھٹکا کر نکلا چار ڈھون کی جہرے پر آئی پلٹ کر اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ بارو

مین تو زخمی ہوا چہار طرف سے بادشاہ کو گھیر کر مار لو مگر خبردار سحر نہ کرنا یہ مسلمانون کا طریقہ ہو کہ غیر ساحر سے ساحر نہ لڑے بادشاہ نے پلٹ کر خونخوار کو منع کیا کہ کوئی ساحر میری مدد کو نہ آئے غیر ساحر سردار ان نامی و پہلوانان گرامی مدد شاہ کو آ گئے دو رویہ لشکر آپس مین مل گئے گھمسان کی جنگ ہونے لگی تلوار چلنے لگی بقول مصنف نظم

چلے غول کے غول اور جنات کے قت	گئے مومن و گبر با ہم لپیٹ
سوارون کے اک سمت تھے پرے	پیادون سے کشتے پہ کشتے ہوئے
فلک کا ہوا پر غبار آئنہ	نہ حسرت کے عالم مین چار آئنہ

کئی پہلوانون نے ملکر بادشاہ کو زخمی کیا پلنگ پکار رہا ہو کہ ہان یارو گرفتار کر لو مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی بہ جرأت لڑے سب زخمی جو سامنے آیا وہ مارا گیا گرد لاشون کے انبار الامان کی فوج مین پکار بادشاہ خنجر گاہ مین نہ لڑے سبے مین مگر پلنگ زخم کو باندھے ہوئے دور کھڑا ہو کر رجز پڑھ رہا ہے خونخوار نے پکار کر کہا کہ اے شہریار یہ سحر کرتا ہو اگر حکم ہو تو غلام آکر جواب دے مگر بادشاہ نے منع کیا مین گرمی جنگ پر خوب چمک تلوار چل رہی ہے کہ تریاق سحر بند اُڑتا ہوا آسمان پر آیا اسنے دیکھا کہ سعد بن قباد زخمی اور مصروف جنگ مین چونکہ شاہ بھی ہو جہانتک نگاہ کام کرتی ہو فوج دریا موج لڑ رہی ہو برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک تیر اسطرح چل رہے ہین کہ گویا ابر سے مینھ برس رہا ہو تریاق سحر بند ایک طرف آتا اسکو مین شاہ کی چلا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر طرف پلنگ کے چلے ہین مگر فوج سے جنگ کرتے ہوئے آتے ہین کوئی قریب نہین آتا بادشاہ صفون کو درہم برہم کرتے ہوئے قریب پلنگ پہونچے ہین کہ پلنگ نے ماش کے دانے پھینکے چند شیر پیدا ہوئے گھوڑا بادشاہ کا کاوے کرنے لگا بادشاہ نے مرکب کو رانون مین مسلا شیرون پر گھوڑا جا پڑا بادشاہ نے لوح محفوظ کا کچھ خیال نہ کیا لباس مین لوح محفوظ نقش ہو اُسی حال مین تریاق سحر بند تڑپ کر گرا اور بادشاہ کو اُٹھا لے گیا بادشاہ کی آنکھ جو ہوا سے بند ہو گئی بیہوش اور مدہوش ہوئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی

اپنے کو اُسی زندان مین پایا دیکھا کئی سو شاہزادے اپنی اپنی بیٹھکی مین بیٹھے ہین نعمت
سب طرح کی موجود ہو صراحیان آب سرد کی میوہ جات جا بجا چنے ہین ورزش کے
لیے مگدر رکھے ہین نالیان جا بجا کھدی ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کچھ نہین ایک طرف
فیروزہ بن عمرو و قمرِ عذار کو دیکھا کہ یہ بھی خوش و محظوظ بیٹھے ہین جمال بے مثال
بادشاہ اسلام کو دیکھکر سب شاہزادے قریب آ بیٹھے اپنے اپنے حال بیان کرنے
لگے کوئی روم کا شاہزادہ ہو کوئی ایران کا کوئی ترکستان کا باشندہ ہو سب نے اپنے
اپنے حال ظاہر کیے کہ ہم لوگ برائے طلسم کشائی آئے سو اس بلا مین آکر گرفتار
ہوے مگر بادشاہ نے دیکھا کہ ایک جوان حسین و شکیل سرنگون ایک طرف
بیٹھا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ کیون یارو یہ جوان کون ہو انتہا کا مغرور ہو کہ تم سب
صاحب آئے وہ دو آیا سنے کہا او شہریار مغرور نہین ہو کل اسکی باری ہو اُس زنگی سے
یہی مقابلہ کریگا آجتک ہم لوگو نکو کئی مہینے گذرے جو اُس زنگی سے لڑا زیر ہوا اور
مارا گیا وہ جو نقابدار گلگون پوش آتا ہو خون کشتے کا پیشانی پر لگا لیتا ہو تب
جا کر مشہور ہوتا ہو ہمنے سنا ہو کہ یہ بلا خیز کی بیٹی ہو لالہ خونریز نام ہو چاہتی ہو مرد کا
تخم نہ باقی رہے مرد کے نام سے نفرت ہو اسی وجہ سے یہ جوان سرنگون بیٹھا ہو
کہ کل اسکی باری ہو بادشاہ نے فرمایا اس جوان کو بلاؤ تو ہم اسکا داغ نہ گوارا
کرینگے کل ہم اسکے بدلے لڑینگے شاہزادون نے اُس جوان کو بلایا اُسنے بادشاہ
کو دیکھکر جھککر سلام کیا سعد نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر تمھارا
نام نامی کیا ہو اُسنے کہا مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون اور مین بیٹا
بلال زرین تاج کا ہون فرامرز عاد مغربی کا چھوٹا بھائی سہیل نام ہو بادشاہ نے
فرمایا تمھارا بھائی ہمارے لشکر کا سپہ سالار ہو مذہب کیا رکھتے ہو کہا حضور
مسلمان جب بڑے بھائی صاحب مسلمان ہوے تب مین بھی مسلمان ہوا مین
برائے شکار نکلا تھا موت تو یہان لکھی تھی ایک پریزاد عاشق ہو کر اُٹھا لائی کتنے
مہینون اُس سے ہم بستر رہا گلنار پری اُسکا نام ہو ایک دن اُسنے طلسم کا ذکر کیا

مین یہ جرأت نکلا کئی دربند فتح کیے مگر جب صحراے بلا مین آیا صد ہا جوان مہیب شکل
آگ کے شعلے بنے ہوے آکر لپٹ گئے کچھ زور نہ چلا آکر یہان قید ہوا اب کل غلام
کی باری ہی بادشاہ نے فرمایا اوسہیل عادمغربی نہ گھبراو ہم کسی کا فراق نہ گوارا کرینگے
اُس زنگی سے کل لڑینگے اگر خدا نے چاہا تو اُسکو زیر کرینگے یہ بہت روز کی مشادینگے
فیروزہ بیٹھا ہوا کہہ رہا ہو کہ او شہریار مقام خوف ناک ہو ایسا ارادہ نہ کیجیے آخر آپکی
بھی باری آئیگی بادشاہ نے فیروزہ کو جھڑک دیا اور فرمایا تجھے اس مقدمے مین
کیا دخل ہو ہم کیونکر کسی کا داغ گوارا کرین سب ہمارا قتل دیکھین ہم نہ دیکھین کر
کوئی ہمارے سامنے قتل ہو انشاء اللہ تعالیٰ بحول و قوت الٰہی زنگی کو مارلین گے
یا اپنی جان دینگے یہ فرما کر سب کے ساتھ کھانا کھایا شراب پی کہ اب سب کچھ موجود ہی
فیروزہ نے بیٹھکر چند اشعار گائے رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا لیکن
سہیل شگفتہ نہ ہوا ہر چند بادشاہ نے سمجھایا کہ او سہیل کیون ملول ہو جو ہمنے کہا
ہو وہی کرینگے اگر خدانخواستہ تم ہمارے سامنے مارے گئے تو تمھارے باپ
و بھائی کو کیا منھ دکھائین گے وہ ضرور شکایت کرینگے سہیل عرض کرتا ہو کہ حضور
نے بجا ارشاد فرمایا ہم تو سرکار کے نمکخوار ہین مگر یہان مجبور و ناچار ہین کیا کرین

یکایک ہوا دوران سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم تھا اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دہر پہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

یکایک آسمان پر ابر نمایان ہوا رعد گرجا برق چمکی وہی نقابدار گلگون پوش تخت
یاقوت پر سوار اول آکر پہونچا بعد تھوڑی دیر کے پھاٹک کھلا وہ جوان زنگی اترتا
ہوا آیا پہلے نقابدار کو سلام کیا پھر اکھاڑے مین اترا یہ سب لوگ پرا باندھے
کھڑے ہین سہیل عادمغربی ملول و حزین ایک طرف کھڑا ہو کہ اس زنگی نے
اکھاڑے مین اتر کر اول گیارہ ڈنڈ پیلے مٹی بازو ون پر چڑھائی صورت مہیب

چلا کر آواز دی کہ آج جسکی باری ہو وہ کہان ہو لالۂ خونریز کہ تخت پر بیٹھی ہو چند کنیزین ساحرہ گرد بیٹھی ہین کہ اُس زنگی نے جو پکار کر آواز دی پرے سے بادشاہ نکلا ملکہ لالۂ خونریز نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال لباس معقول زیب جسم مسلح و مکمل زخم سر بندھا ہوا تاج کج سر پر تیغہ کمر مین کمان کیانی کاندھے پہ ثابت ہوتا ہو کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ابروے خمدار ہلتے ہوے معلوم ہوتا ہو تیغۂ اصفہانی کو جنبش ہو قتل عاشقان کی کوشش ہو لالۂ خونریز نے جو بادشاہ کو دیکھا کلیجہ تھرا گیا پسینے پسینے دل بیقرار آنکھین اشکبار ہر مرتبہ بہ نگاہ محبت دیکھتی ہو جب بادشاہ قریب اکھاڑے کے آئے اور سہیل کو روک دیا زنگی نے پکار کر آواز دی کہ آج نئی بات ہوتی ہو کہ جو کل قید ہوا ہو وہ مقابلے کو آیا ہو لالۂ خونریز نے پکار کر کہا اے جوان تاجدار اپنی جوانی پر رحم کر تیری باری ان سب کے بعد آئیگی کیدن تو اسقدر گھبراتا ہو بادشاہ نے فرمایا او خونخوار تجھے ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہو ہم اُسکے بدلے مقابلہ کرتے ہین ہر چند لالۂ خونریز نے سمجھایا مگر بادشاہ اپنی کہے جاتے ہین زنگی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ تو ہمسے مقابلہ کر اُس خونخوار سے کیا کہتا ہو جو دشمن مردان عالم ہو جب لالۂ خونریز نے دیکھا کہ کسی طرح بادشاہ نہین مانتے زنگی کو منع کیا کہا آج مادر مہربان سے پوچھ لون تب مقابلہ کرنا ایسا نہ ہو طریقۂ طلسم مین فرق پڑے یہ کہکر سوار ہوئی مگر پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہو ہیچ و پیچ جو بادشاہ کی دیکھتی ہو دلپر چھریان چل رہی ہین غرض اپنے قصر مین آئی سوچی کہ مان سے ذکر نہ کرون ایسا نہ ہو حکم قتل دیدین اپنے مان سے نہ پوچھا صبح کو پھر سوار ہوئی یہان سعد نے سب کو کلمہ پڑھایا سب شاہزادے بہ صدق دل مسلمان ہوے سب کو یقین کامل ہوا کہ بیشک یہ بہادر ہین دوسرے کے واسطے جان دیتے ہین کہ آسمان پرستا ہوا ملکہ لالۂ خونریز شب ہجر کی جفا اُٹھاتے ہوے ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری سعد کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہو تخت اگر اُترا دیکھا سب شاہزادے بیچ کھڑے ہین سب کے آگے سعد بن قتبا دگویا

سب کے افسر ہین کہ یکایک زنگی بھی آیا اکھاڑے ہین کود امٹی بدن پہ چڑھائی نام
لیکر پکارا کہ اے سہیل تاجدار تمھاری باری ہے خبردار کوئی دوسرا نہ آئے سہیل نے
چاہا اٹھون بادشاہ نے روکا اور خود بڑھے لالاخونریز نے پکار کر کہا کہ اے جوان کیون
جان دیتا ہے تیری تدبیر ہو جائیگی بادشاہ نے فرمایا ہم بھی تدبیر کرچکے کہ زنگی کو چیر کے
پھینکدینگے سہیل کو نہ لڑنے دینگے لالاخونریز نے مسکرا کر کہا اے جوان کیون دیوانہ
ہوا ہے آٹھ دن اپنی زندگی کو غنیمت جان پھر مقابلہ کرنا لاکھ تجھکو دعوی جرأت ہے
مگر یہ جوان طلسمی ہے لالاخونریز دیکھ دیکھکر سعد شہریار کو دل مین افسوس کر رہی ہے
یہی خیال کرتی ہے کہ خداوند جمشید ثانی نے کیا کیا انسان بنائے ہین سراپا ٹھیک
جری ایسے کہ لڑنے بھڑنے یہانتک پہونچے بیسیون شاہزادیان عاشق ہین اگر
یہ بھی انھین محسوب ہون تو کیا حرج ہے پھر پکار کر کہا اے نوجوان کیون اپنی ہلاکت
کے درپے ہوتا ہے ایک دن تیری بھی باری آئیگی سعد نے کہا ہماری روز باری ہے
ہم کسی کا غم نہ دیکھین سب ہمارا الم اٹھائین یہ کیسا مقام افسوس ہے کہ یا تو زندہ
ہے یا یکایک مردہ ہو گیا اور سب دیکھ رہے ہین لالاخونریز نے کہا زیادہ جرأت
نہ بیان کرو سعد نے فرمایا تم تو جلاد خونریز ہو جرعت مین تیز ہو لالاخونریز نے کہا
ہم آج سے یہ رسم موقوف کر دینگے مردون کو قتل نہ کیا کرینگے مگر تم ہٹ جاؤ گنہگار
کو آنے دو دیکھو بانیان طلسم نے قیدیون کے واسطے کیا سامان کر دیا ہے سب طرح کا
کھانا آتا ہے شراب و کباب گزک اسی کے گنہگار رہین کہ طلسم مین کیون آئے اسی کی یہ
سزا ہے سعد نے کہا ہم تو نہ ہٹین گے زنگی سے مقابلہ کرینگے ہم دیکھین تو کہ یہ کیسا
صاحب طاقت ہے بیگناہ بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہے آج مین اسکا
غرور نکالدونگا لالاخونریز نے اشارے سے کہا اے شہریار یہ ساحر ہے اسپر زور
نہ چلیگا سعد نے کہا خدا چاہے تو سحر بھول جائے وہ قادر و توانا ہے اسکو سب طرح کا
اختیار ہے اسکا سحر بیکار ہے لالاخونریز نے اپنے زانو پر ہاتھ مار لیا کہا ہان او زنگی
اپنے مقابلہ تو کر سعد یہ سنتے ہی اکھاڑے مین پھاند پڑے اور خم مار اپکار کر کہا

او سیاہ رو آنتو سمو بندگان خدا کا قاتل عالم حقیقت سے بالکل جاہل زنگی اکھاڑے میں
پھاند پڑا اگر قمر عذار الگ کھڑی ہوئی سیر رہی ہر فیروزہ سے کہتی ہے اے فیروزہ ذرا
دیکھو خدا نے بادشاہ کو کیا حسن و جمال دیا ہے کہ دشمن بھی دوست ہوتا ہے بیشک بہت بڑے
صاحب اقبال صاحب جاہ و جلال ہیں زنگی نے سعد کا ہاتھ تھاما بادشاہ نے لوح
محفوظ کو کھول دیا عکس جو اُسکا زنگی پر پڑا کانپنے لگا زور کرتا تھا مگر زور نہ چلتا تھا
دمبدم کہتا ہے یا جمشید ثانی آج کیا معرکہ ہے کہ میں سحر بھولا جاتا ہوں ہر چند قصد کرتا ہے
کہ بادشاہ کو لے دوڑوں مگر کیا مجال ہے کہ بادشاہ پر غالب آئے بادشاہ سے گھڑی
دو گھڑی اُلجھ اُلجھ کر لڑا لالہ خونریز بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے کہ بادشاہ جمجاہ کس زور و
شور سے لڑ رہے ہیں ایک مقام پر بادشاہ زنگی کو ریلکر لے دوڑے وہ ہر چند
چاہتا ہے کہ رکوں مگر مثل پر کاہ اُڑا جاتا ہے بادشاہ چالیس قدم ریلکر لائے وہانپر
لاکر ہکر مارا دونوں گھٹنے زنگی کے آشنا بزمین ہوئے بادشاہ نے کمر میں ہاتھ ڈالکر
زور کیا اور نعرہ کیا

نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
منم شیر دل صف شکن نوجوان

بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے زور کیا زنگی کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا زنگی نے چاہا سونٹے
کی کھا کر سنبھلیں بادشاہ نے ایک لات ماری کہ چاروں شانے چت ہوا بادشاہ
نے چھاتی پر سوار ہو کے سوال اسلام کیا زنگی نے جواب سخت دیا بادشاہ نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ٹھوڑی پر رکھکر ہکر مارا سر زنگی کا کھینچ لیا تمام شاہزادے
خوشیاں کرنے لگے مگر زنگی کا مرنا ہنگامہ ہو گیا آسمان سے آگ برسنے لگی پھاٹک
کھل گیا لالہ خونریز گھبرا کر تخت پر سوار ہوئی کنیزوں سے کہا یہ کیا قیامت برپا ہے
تخت اُڑا کر لے چلو کنیزوں نے آکر تخت اُڑا یا ہوا پر آکر دیکھنے لگی سب شاہزادے
مسلح و مکمل بادشاہ کے پیچھے ہوئے کہا اے شہریار نکل چلیے خدا نے بڑا فضل کیا ایل
ہمراہ ہے کہتا ہے حضور نے مجھ پر بڑا احسان کیا حقیقت میں غلام کی جان بچائی ورنہ

اِس ظالم کے ہاتھ سے نہ بچتا مگر قمر عذار نے دیکھا کہ پھاٹک کھل گیا ہو آگ چہار جانب روشن ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ سارا مکان جل جائیگا لالاخونریز کی بیقراری دو کنیزین جو ساحرہ ساتھ ہین اُنسے کہ رہی ہو کہ صاحبو اب مین کیا کرون دیکھو وہ نکلے جاتے ہین اُسوقت لالاخونریز بیقرار ہوکر پکارنے لگی اے شہریار مروت شرط ہو ٹھہرکر ذرا نکلیے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جایئے مین آپ کی بہتری چاہتی ہون یہی آرزو ہو کہ آپکو اِس مقام سے نکالون قمر عذار نے بھی دیکھا کہ سحر کی آگ برس رہی ہو اور سب شاہزادے سواے سعد بن قباد حیران و پریشان کھڑے ہین سعد بن قباد تو لوح محفوظ چمکا رہے ہین اِسوجہ سے شعلہ اِنکے قریب نہین آتا جو شعلہ گرا پانی ہوکر بہ گیا مگر اِس قصر مین ہنگامہ ہو تمام اشیا سے خوردنی جل گئین کبابون سے آگ نکل رہی ہو کبابون کا رگ و ریشہ جلا دیوارین آگ کی زمین بھی آگ کی ہو ملکہ قمر عذار نے جو دیکھا کہ تمام قصر آتش بہار ہوگیا موتیون کا ہار گلے سے اُتارا ایک سرا کا مارا کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار نکل چلیے آگے بڑھکر دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی شاہ باہر نکلے تمام شاہزادے پشت پر ہر ایک امیدوار فتح و ظفر اِسی کے امیدوار ہین کہ اِس شہریار کے ساتھ رہین جب لالاخونریز نے دیکھا کہ مکان زندان خانۂ دیرگاہ جلکر خاک ہوا اور قیدی سب نکل گئے پکار کر آواز دی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کیا جفا دکھائیگا کہانتک مصیبت زدون کو رُلاے گا اسپر یہ کیفیت ہو نظم

نظر مہر سے پھیلے دوا اِدھر دیکھین تو — دیکھنا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو — کسطرح دل کی یہ لیتا ہو خبر دیکھین تو
آخر اِس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو — ملتفت گو وہ نہ دن مڑکے اِدھر دیکھین تو
ہجر جانان مین نہ دو دن مین نہ راتین اپنی — انقلاب فلک شمس و قمر دیکھین تو
جوش اارا کرین اُلفت مین سرشک رنگین — آہین کتنی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو
آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہو اے حضرت دل — کون ہو آپ کا منظور نظر دیکھین تو

ڈھونڈتی ہر رہن یار کو خاموشی بھی — نازکی خود بین کتنی ہر کمر دیکھین تو
آزمائینگے قفس مین تجھے او شوق چمن — لے بھی اُڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو
تجھسے کہدینگے حقیقت ہر جو اُسکی موسیٰ — جلوۂ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو
دل مین بھی ایک دن آنا تھا ضرور اُنکو جلال — حسرت تو نے ہر جو آباد وہ گھر دیکھین تو

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اپنے قصر مین آئی مگر حیران تھی کہ کیا کرون اولاد خونریز کس بلا مین پھنسی دیکھیے انجام کیا ہو یہ تو اِس سوچ مین نہایت ملول و حزین اور اندوہگین ہی کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ قیدی لوگ کدھر گئے کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بادشاہ مع اُن شاہزادون کے چلے قمر عذار بھی ہمراہ تھی وہ بادشاہ کے پہلو پر ہر کہ صحرا سے گرد اُڑی تریاق سحر بند کہ جو بادشاہ کو اُٹھا لایا تھا سامنے سے نمایان ہوا بادشاہ کو دیکھکر پکارا کہ او قیدی تو یہانتک کیونکر پہنچا تڑپ کر قمر عذار سامنے آئی پکار کر کہا او تریاق اگرچہ تو زہر ہی مگر خدا کا بھیجا زہر ہو سحر کر تو مین تجھکو تماشہ دکھاؤن تریاق نے گولہ مارا قمر عذار مسکرائین گولہ اُلٹا پلٹا طرف سینۂ تریاق کے چلا تریاق نے اپنے کو غار مین گرا دیا وہ گولہ جاکر ایک درخت پر پڑا کہ درخت پاش پاش ہوگیا درخت کے گرتے ہی جو ہزارہا طائر اُسپر بیٹھے تھے گرد سر تریاق آکر چرخ مارنے لگے تریاق خاموش ہوا وہ طائر ایک طرف جاکر گرے جھیل مین غرق ہوگئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او شہنشاہ ساحران مین آپ کی بہت مشتاق ہون ذرا میرے پاس آئیے تریاق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جمال مشتری خصال یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہر نظم

کیا وجہ آشنا کو جو نا آشنا کہون — اچھا جو واقعی ہو مین کیونکر برا کہون
آرام روح راحت جان دلربا کہون — ہو جیو فا کوئی تو اُسے بے وفا کہون
تم تو وفا شعار ہو مین تمکو کیا کہون

اسطرح یہ اشعار اُسنے گائے کہ تریاق نے جھولی وغیرہ پھینک دی نازنین نے کہا تلوار نہ پھینکو تلوار کھینچو تریاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس نازنین نے کہا

اسکو گلے پر رکھو تو قمر عذار کتنی ہو بکیجئے کیا ہو متناسب تعریفین قمر عذار کی کر رہے ہین کہ
ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا سحر کیا ہو تریاق نے تلوار گلے پر رکھ لی نازنین نے کہا کھینچو فوراً
تریاق نے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالا سامنے والے سب بھاگ گئے بادشاہ
ایک صحرا مین آکر اُترے وہی شاہزادے ساتھ ہین بارگاہ استادہ ہوئی کہ اُسی قید خانے
سے بارگاہ لیکر آئے ہین سب شاہزادے اُتر پڑے بادشاہ فیروزہ کا ہاتھ پکڑے
ہوئے بارگاہ مین آئے مگر قمر عذار کہ قریب شہریار رہتی ہو بیٹھے بیٹھے گھبرا گئی بادشاہ
نے فرمایا کیون ملکہ مین تمکو متردد پاتا ہون ملکہ نے کہا خدا خیر کرے میرا دل تو خود
بخود گھبرا رہا ہو ہا ہ تکلیفین اور پریشانی زیادہ ہوئی کہ سامنے سے اپنی ایک
کنیز کو دیکھا کہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا کہ خداوند جمشید ثانی
تشریف لائے ہین اور آپ کو یاد فرماتے ہین ہر چند قمر عذار نے کہا کہ مین سامنے
جاؤنگی تو قدرت آزردہ ہونگے کنیز نے کہا اگر نہ جائیے گا تو وہ یہان چلے آوینگے
قمر عذار مجبوراً و ناچار کنیز کے ساتھ چلی دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسکے نیچے
ایک تخت بچھا ہو اُسپر جمشید ثانی بیٹھا ہو قمر عذار نے آکر سلام کیا جمشید ثانی
نے جواب دیا کہا ای قمر عذار تم کیون باغی ہوئین قمر عذار نے کہا مین تو آپکی
اُسی طرح تابعدار ہون آپ مجھے گنہگار بتاتے ہین جمشید ثانی نے ہاتھ قمر عذار کا
تھام لیا اور تخت پر بٹھایا کہو چلو قمر عذار نے سر جھکا لیا جمشید ثانی کے ساتھ
ہو لی جمشید ثانی نے تخت اُڑایا قمر عذار کو لے چلا تخت اُڑتا ہوا جب قریب کوہ
نینوا ز کے پہونچا نینوا ز جادو بالائے کوہ بیٹھی تھی اپنے جو دیکھا کہ خداوند
آتے ہین اور بی قمر عذار ساتھ ہین کھڑی ہو گئی اول سجدہ کیا بعد اُسکے پایۂ
تخت پر ہاتھ ڈالا جمشید ثانی کو صحبت مین لائی جمشید نے جھولی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طائر نکالا اور نینوا ز کو دیا نینوا ز نے اُس طائر کو لیکے پتہن مین رکھا
اُس طائر کو نگل گئی جیسے ہی طائر کو نگلا قمر عذار کی رنگت زرد ہوئی جمشید نے
کہا ای نینوا ز قمر عذار تمھارے سپرد ہین نینوا ز نے کہا میری آنکھون پہ ہیپ

سب کنیزیں واسطے خدمت کے موجود ہیں یہ مقدمہ جنگ انکو اختیار ہی یہ سنکر جمشید ثانی روانہ ہوا قمر عذار غیبوا ز کے پاس پہنچی ہو گرچہرہ زرد ہو رہا ہو غیبوا ز نے کہا کیون ملکہ یون متفکر ہو قمر عذار نے جواب دیا مین قدرت کی نارسائی کا باعث سمجھ گئی کہ میرا عزو اسطے تریاق کے زہر ہوا انہی کے مارے جانے پر قدرت آزردہ ہین لہذا اگر فوج ہوتی تو مین لشکر کشی کرکے بادشاہ پر جاتی کہ ہوا سے گرد اڑتی دیکھا سہوان جادو بجمعیت بیس ہزار ساحرون کے آکر پہونچا اور نامہ جمشید ثانی کا ہاتھ مین قمر عذار کے دیا قمر عذار نے دیکھا کہ اُس نامے مین یہ مرقوم ہو کہ اے قمر عذار تجسے بڑی خطا ہوئی مگر اب اُسکا بدلہ یہ ہو کہ سہوان کو مع فوج ساتھ لو اور بادشاہ پر لشکر کشی کرو قمر عذار نے وہ نامہ جیب مین رکھ لیا اور فوراً تخت پر سوار ہوئی سہوان کو ساتھ لیکر طرف سعد بن قباد کے چلی میان بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جمشید ثانی آکر قمر عذار کو لے گیا بادشاہ کو سناٹا آگیا بعد دوپہر کے خبر پہونچی کہ قمر عذار ہمراہ سہوان جادو لشکر کشی کرکے آتی ہو بادشاہ نے فیروزہ کی زبانی خبر سُنی کہ کل لشکر بھی آتا ہو سب لشکر اسی مقام پر آکر جمع ہوا خونخوار سے کہا اے خونخوار تمنے سُنا کہ قمر عذار تسخیر ہو گئی جمشید اُسکو لے گیا تھا اب با لشکر گران آتی ہو خونخوار کو سناٹا آگیا کہا حضور حقیقت مین قمر عذار بڑی ساحرہ ہو اب اُسکو جمشید ثانی نے تسخیر کر لیا حضور کی بغاوت پر کمر باندھی ہو غلام کسی طرح کمی نہ کریگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بدیع الزمان کو کل لشکر کا سپاہ سالار کرو آپ تخت پر سوار ہوئے لشکر کو لیکر برائے مقابلۂ ملکہ قمر عذار جادو چلے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ کہ جنگ سے نکل گئے تھے بادشاہ سے محجوب ہوکر اب اِنکا ذکر بھی لازم ہو اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ سینے مین میرے جگہ پائے عشق

مین مضطر ہون اے ساقی مہربان
کہ لکھنا ہی قاسم کی اب داستان

زمانے کا کچھ رنگ ہی اور ہی
پلا تو کہ اب آخری دور ہی

لکھون کیا نشیب و فراز جہان
زرا یاد رستم کی کر داستان

کیا باپ نے سامنے بیٹے کے کیا
جوان اور نو العظم کشتہ ہوا

عجب شور و شر تھا عجب بند و بست
ہوئی فوج دشمن کو آخر شکست

یہی تو زمانے کا ہی انقلاب
فلک دے رہا ہی مجھے بھی جواب

یہ گردش سے وہ باز آتا نہین
کسیکا اِسے عیش بھاتا نہین

کسی کو خوشی ہو کسی کو ہی غم
ترحم مین اِسکے بلا ہی ستم

یہ ہر وقت ہی بر سر امتحان
چھپے خاک مین کیسے کیسے جوان

وہ شاہان عالی ذوی الاقتدار
اُٹھاتے تھے جو اک زمانے کا بار

قدم خاک پر اُنکا پڑتا نہ تھا
کوئی خار غم دل مین گڑتا نہ تھا

حکیمان ذیقدر و فرخندہ پے
جنھون نے کیا راہ حکمت کو طے

زمانہ کچھ ایسا ہوا تاک مین
جگہ دی انھین گوشۂ خاک مین

چھپے سب کے سب جا کے زیر زمین
کوئی نام تک اُنکا لیتا نہین

کوئی عشق لیلی مین دیوانہ تھا
کسی کا طرب خیز میخانہ تھا

خم و بادہ و جام عشرت فزا
جو دیکھا تو تھی سب کو آخر فنا

تصور تو کیجے کہ محمود شاہ
محبت مین پھنسکر ہوا کیا تباہ

کجا وہ غلام ذلیل و حقیر
کہان یہ شہنشاہ گردون سریر

ہوا دام اُلفت مین پھنسکر جو تنگ
دکھایا محبت نے آخر یہ رنگ

مے عشق مین اُسکے سرشار تھا
محبت کا اُسکی گنہگار تھا

وہ تھا دام اُلفت مین ایسا اسیر
کہ ہنستے تھے اُسپہ امیر و فقیر

نہ کچھ سلطنت نے دکھایا شرف
ہوئی زندگی اُسکی آخر تلف

اُڑوں حال آفت کہا شتاب رقم	اُٹھائے ہین شاہون نے تیغ و علم
قمر طبع روشن کا کر امتحان	کرو آئی ہو اب رنگ پر داستان

چہرہ شہسواران ہنگامہ جانبازی و مجاہدان میدان سرفرازی اس داستان ثروت
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شور شعار و جلادت نشان علم رقم
سبکبند بازاین داستان ہو شاہزادہ خاور سپاہ یعنی قاسم نوجوان جو زخمی ہوکر
جنگ سے نکلا پشت مرکب پر سوار گھوڑا اسکو لیکر رات بھر پھرا صبح ہوگئی
صحراے سبزہ زار مین پہونچا ماران جادو سیر تفرج مین بیٹھی ہو گرد کنیزین
بصد زیب و زینت جلوہ فرما ہین کہ یکایک ماران نے دیکھا ایک جوان ہو
آفتاب جمال زخمدار پشت مرکب پر سوار گھوڑا اسے لیے پھر رہا ہو کہ مرکب نے
ایک صحرا مین گرایا ماران جادو نے قصر سے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ
جوان جو گھوڑے سے گرا ہو اسکو اٹھا لاؤ کنیزین آکر قاسم کو اٹھا لے گئین
جب سامنے ماران کے لائین نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین
گلرخسار صف شکن تیغ زن بیہوش پڑا ہو کنیزون سے کہا اسکے ٹانکے لگاؤ کنیزون
نے جب ٹانکے لگائے تب قاسم ہوشیار ہوے دیکھا ایک قصر مین چھپرکھٹ پر پڑا
ہون ایک ساحرہ سرہانے بیٹھی مگس رانی کر رہی ہو قاسم نے آنکھین کھولین
ماران جادو نے کہا اے صاحب شوکت و لیاقت کہان جنگ ہوئی کسکے ہاتھ
سے زخمی ہوے قاسم نے کہا جس حریف سے مقابلہ پڑا اسکو مارا خود زخمی
ہوے تم اپنا نام نامی بتاؤ ماران نے کہا میرا ماران جادو نام ہو عاشق
ہوکر اٹھوا منگوایا مناسب یہ ہو کہ میرا وصل اختیار کرو قاسم نے دیکھا کہ ساحرہ
ہو اگر انکار کرونگا تو ظلم کریگی فرمایا کیا مضائقہ ہو اگر تم براہ محبت پیش آؤگی تو
مین سب طرح حاضر ہون ماران نہال ہوگئی کنیزون سے اشارے کر رہی ہو
ایسا معشوق کسی ساحرہ کے پاس نہ ہوگا جو جادوگرنی آئیگی اسیر جان دیگی
قاسم نے صحبت آراستہ کرائی گلابیان شراب کی آئین قاسم نے اتنی شراب

بلا کر ماران جادو زہر اُگلنے لگی ہر مرتبہ چاہتی ہو ہاتھ بڑھاتی ہو کہ گلے سے لپٹ جاؤن
قاسم ہر مرتبہ منھہ پھیر لیتے ہین جب دیکھا کہ نہین مانتی تو طرف کمرے کے اشارہ کیا
ماران تو مجبور ہو رہی تھی کمرے مین جا کر لیٹ گئی قاسم آکر باقاعدہ بیٹھے گلا پکڑ کر
دبا دیا ماران جادو فی النار ہوئی اور آواز گیر و دار آنے لگی کنیزون نے جو
ہنگامہ سُنا آکر قاسم کے پیرون پر گر پڑین اور کہا اے جوان تو نے بڑی عنایت کی
جو ماران جادو کو مارا ہم لوگ زمیندارزادیان ہین اس ساحرہ کی قید مین ہم
پھنسے تھے اگر حکم ہو تو اپنے اپنے گھر کو جاوین کچھ مال اُس قصر مین تھا وہ مال
کنیزون کو دیکر اور مسلمان کرکے قاسم نے رخصت کیا سب دعائین دیتی ہوئی
رخصت ہوئین مگر ایک نازنین کہ نہایت حسین وجمیل تھی اُسنے رو کر کہا اے شہریار
مین کہان جاؤن مجھکو یہ بڑی دور سے اُٹھا لائی تھی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی
خدمت مین قبول فرمایئے یا مجھکو پردۂ دنیا پر بھیجدیجیے قاسم نے کہا ابھی تو ایسا
موقع نہین ہو تم اسی مقام پر رہو جسوقت کوئی دیو وغیرہ ملکن ہوگا تو مین تمکو پردۂ
دنیا بھجوا دونگا کہ دیو سرخاب آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک
جوان باغ مین کھڑا ہوا ایک نازنین سے باتین کر رہا ہو ہوا سے اُتر آیا قاسم
سے کہا میرے قدمون کو بوسہ دے کہ دس ہزار دیوزاد میرے مطیع ومنقاد
ہین جو کوئی تجھسے لڑیگا اُسکو قتل کرونگا قاسم نے کہا مین تجھکو خود قتل کرونگا
دیو نے وار شمشاد لگائی قاسم نے خالی دیکر وار شمشاد چھین لی دیو سے کشتی ہونے
لگی قاسم نے سرخاب کو زیر کیا دیو سرخاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوا کہا اے شہریار مین پردۂ چہارم قاف کا رہنے والا ہون قلعۂ سرخاب بے شمار
کا حاکم تھا ملکہ فریشتہ نے وہ قلعہ چھین لیا امیدوار ہون کہ وہ حکومت میری
مجھکو ملے قاسم نے کہا اول اس زمیندارزادی کو پردۂ دنیا پر پہونچا آؤ تو پھر
مین نامہ دون دیو گل اندام کو لیکر چلا برابر کوہ بلور کے پہونچا تھا کہ اُدھر
سے افقابدارزم روپوش آتا تھا اُسنے دیو سے پوچھا کہ تو کون ہو اور کہان جاتا

آتا ہو اور کسطرف جانیکا ارادہ رکھتا ہو اور یہ عورت کون ہو سرخاب نے کہا
کرشنا ہر اور خاور سیاوش نے اسکو میرے سپرد کیا ہو مین پردہ دنیا پر لیکر جاتا ہون
زمرد پوش نے گھیر کر سرخاب کو قتل کیا اور گلبدن کو چھین لیا مگر قاسم جو
اُس باغ سے نکلے گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین ایک مقام پر دیکھا لشکر
ساحران اترا ہوا ہو قضاے کار ملکہ قمر عذار سہوان جادو کو ساتھ لیے
ہوے براے مقابلۂ شاہ جاتی تھی کہ قاسم پر نگاہ پڑی سحر کیا کہ قاسم سامنے
ملکہ قمر عذار کے آئے قمر عذار نے دو ایک جام اپنے ہاتھ سے پلائے قاسم
مبہوت ہو کر کہنے لگے اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے سرو باغ محبوبی جو حکم دو وہ بجالاؤن
قمر عذار نے کہا مین براے مقابلۂ سعد بن قباد جاتی ہون تم بادشاہ سے
لڑوگے قاسم نے کہا مجھے قبول ہو قمر عذار نے قاسم کو بھی ساتھ لیا طرف
بادشاہ کے چلی قاسم راتون کو بیقرار رہتے ہین پلنگ پر پڑے تڑپ رہے
سنتے کہ رونے کی آواز کان مین آئی پلنگ سے اُٹھے نشانِ آواز پر چلے
جنگل مین آکر دیکھا ایک عورت بیٹھی رو رہی ہو قاسم نے کہا اری تو کون ہو
اُس نازنین نے کہا آپ مجھے بھول گئے آپ نے ہمراہ دیو سرخاب کے
مجھکو روانہ کیا تھا نقابدار زمرد پوش نے اُسے قتل کرکے مجھکو چھین لیا مین
رات کو وہان سے نکل بھاگی آج کئی دن سے اِس جنگل مین پڑی ہوئی ہون
شبیر وغیرہ سے بچی مگر آپ کس حال مین ہین قاسم نے کہا مین ہمراہ قمر عذار کے
جاتا ہون کہ سعد بن قباد سے جاکر مقابلہ کرون وہ نازنین رونے لگی کہا اے
شہریار وہ تو آپ کے لشکر کے بادشاہ ہین اُنسے کیونکر مقابلہ کیجیے گا قاسم نے
کہا مین نے سامری و جمشید کو سجدہ کیا ہو گلبدن نے شرما کر کہا کہ اے شہریار
واے بر حال آپ کے کہ ہمکو تو مسلمان کیا اور خود کافر ہوگئے قاسم کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا قمر عذار نے مجھسے کہا کہ خداوند جمشید ثانی تمھارا مرتبہ بہت
بڑھاوینگے اور اپنے لشکر کا سپہ سالار کرینگے اِن باتون مین صبح ہوگئی کہ صحراے

گرد اڑی قاسم نے دیکھا نقابدار زمردپوش اُسی عورت کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی
دور سے دیکھا کہ قاسم اُس عورت سے باتین کر رہے ہین فوج سے اشارہ کیا کہ
اِس جوان کو گھیر کر مار لو فوج نے آکر قاسم کو گھیرا قاسم مصروف جنگ ہوے
مگر گل اندام نخل کے نیچے کھڑی رو رہی ہی کبھی دعائین مانگتی ہی کہ ای پروردگار اس
مسکین و مددگار کو بچا لے کہ اِسکی ذات سے میری آبرو ہی صاحبقران زمان کا
زینت پہلو ہی کہ دوسری طرف سے گرد اڑی دیکھا نقابدار گلگون پوش بصد
جوش وخروش آکر پہونچا قاسم کو جو گھرا ہوا دیکھا بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے آپڑا مگر
قمرعذار جو صبح کو اُٹھی برای نظارۂ قاسم آئی پلنگ خالی دیکھا نگہبانون سے
پوچھا اُنھون نے کہا قلیل رات باقی تھی کہ اُٹھکر طرف صحرا کے گئے پلٹ کر نہ آئے
قمرعذار نے سب کنیزون کو اپنے ساتھ لیا تلاش کرتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی
کہ قاسم ہاتھ سے نقابدار زمردپوش کے زخمی ہوے ہین مگر بہ جرأت مصروف
جنگ ہین قمرعذار کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی مگر ایک کنیز کہ پہلو پر کھڑی ہوئی
تھی شعلۂ شمشیرزن نام ہی کہا ای شعلہ جا تو بھی دیکھ تو کیسی جنگ ہی اگر بن پڑے
تو سحر کر کے قاسم کو نکال لا ان سب کو ہٹنے دے شعلہ چلی ایک گولہ اٹھا کر
مارا کہ آگ برسنے لگی جھونکے ہوای تند کے چلنے لگے شعلہ نے آکر سحر کیا کہ کچھ
ہمراہیان نقابدار گلگون پوش و کچھ ہمراہیان زمردپوش منتشر ہو کر بھاگنے
لگے مگر گلگون پوش نے جو ساحرہ کو دیکھا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر
تاک کر مارا کہ شعلۂ شمشیرزن کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جیسے ہی شعلہ گری قاسم
گھوڑے سے تھرا کر گرے تھوڑی دیر مین ہوشیار ہوے دیکھا گلے مین میرے
بت پڑے ہین کچھ بازو پر بندھے ہین سوچے کہ یہ کہان سے آئے یہ سوچکر مرکب
نکالا طرف صحرا کے روانہ ہوے مگر قمرعذار نے سحر کیا کہ دونون نقابدار دست
راست و دست چپ بھاگے قاسم کو اپنے حال پر بڑی خفت ہوئی کہ ای قاسم
یہ خبر بادشاہ کو پہونچی ہوگی کہ قاسم میرے مقابلے مین آتے ہین کیسا رنجیدہ ہونگے

اب جب خفت سے کہ آنکی مدد کو پہونچون اس سوچ مین قاسم طرف صحرا کے
نکلگئے قمر عذار نے بعد اختتام جنگ دیکھا کہ قاسم کا نشان نہین ہی بہت حیران
ہوئی پھر ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو کہ قاسم پر کیا گذری ہرکارون نے
عرض کی جب کنیز آپ کی شعلۂ شمشیر زن مری ہی تب وہ گھوڑے سے گرے اپنا
حال دیکھکر مکدر ہوگئے ایک طرف اڑتے بھڑتے نکل گئے اب آنکو کون پاسکتا ہی
قمر عذار نے کہا انکے چشم کو اڑوا دونگی دیکھو تو کیا قیامت برپا کرتی ہون مگر وہ
خداوند جمشید ثانی سے باغی ہوکر کہان جائیگا جب خداوند کو غصہ آئیگا سب کے
دل بدل دینگے محبت مین خداوند کی چور رہین گے ایسی ایسی باتین کہتی ہوئی
پلٹ کر لشکر مین آئی مگر قاسم پانچ کوس پر جاکر ٹھہرے ہین کہ دیکھا سامنے سے
ایک دیو آتا ہی اُسنے جو دور سے قاسم کو دیکھا خوب اُچھلا کودا کہتا تھا خداوند
راس الشیاطین نے میری خوراک بھیجی قریب قاسم کے آیا کہ کھالون قاسم
نے ایک خنجر مارا کہ دیو کو چکر آگیا لیٹ پڑا قاسم نے دے مارا چھاتی پر چڑھ
بیٹھے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی اُسنے کہا دیو کیوس زور آزما ملازم آسمان پری
ہون قاسم بہت شرمندہ ہوئے فرمایا اے کیوس تم گویا ہمارے ملازم ہو وہ
ہماری دادی ہین ملکہ قریشہ سلطان جدہ بھی ہوتی ہین مین پھوپھی امان کہتا
ہون چونکہ انھون نے بدیع الزمان کو پرورش کیا تو جدہ ہوئین اور اگر رشتہ
ملکہ آسمان پری لیا جاے تو پھوپھی ہوتی ہین مگر ایک ہمارا کام کرو اے کیوس
تم فلان صحرا مین ایک عورت بیٹھی ہی اُسکو لیکر پردۂ دنیا پر پہونچادو کہ اپنے مان
باپ سے جاکر ملے کیوس نے آکر گل اندام کو اٹھایا اور کاندھے پر سوار
کرکے لے چلا راہ مین گل اندام نے حال پوچھا کیوس نے سب کیفیت بیان
کی کہ قاسم نے مجھکو زیر کیا اور حکم دیا کہ تمکو پردۂ دنیا پہ پہونچادون اب مین تمکو
لیے چلتا ہون کیوس لیے ہوئے گل اندام کو جبل اعلی سے گذرا پھرتا ہوا
تمام دنیا کی سیر کرتا ہوا آہن حصار مین لایا مان باپ سے گل اندام کو ملایا

سب قاسم کو دعائین دینے لگے اہل آہن حصار مدت سے مسلمان ہین یہ قلعہ متعلق فرنگستان ہو دفتر مین ذکر ہو چکا ہو زیادہ تشریح کی کیا ضرورت ہو یہان قاسم نے چار رات صحرا مین رہون جب رات ہوئی سناٹا جنگل کا پتون کی بجی کھڑکھڑاہٹ ماران سیاہ کا دوڑنا دو پہر رات گئے قاسم نے دیکھا کہ ہوا سے ایک اژدہا آیا اُسنے دہن سے مار سیاہ اُگلا مار سیاہ نے دہن سے ایک شعلہ نکالا اُسی کی روشنی مین صحرا مین پھرنے لگا اب قاسم ایک درخت پر چڑھکر دیکھنے لگے کہ کیا چیز ہو کہ جسکی وجہ سے سارا صحرا روشن ہو گیا خیال کرکے دیکھا تو معلوم ہوتا ہو کہ ستارہ سحری چمک رہا ہو کہ طرف سے درہ کوہ کے چند زنگین آئین آکر زنگیون نے بارگاہ استادہ کی ایک شاہزادی بصد زیب و زینت درے سے نکلکر آئی بارگاہ مین جاکر بیٹھی گائنین ساتھ تھین ایک گائن بانازو کرشمہ و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ہمیشہ مستند کارزار ہین پلکین — کبھی چھری کبھی تیر و کٹار ہین پلکین
سیہ گھٹا مین برستی ہین جیسے بارش مین — فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
یہان گذرتی ہو آنکھون مین رات وصل کی — گواہ طول شب انتظار ہین پلکین
وہ آنکھ جس سے پھری اُس سے پھر گئین یہ بھی — شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
کھڑی ہو سینون کو تانے ہوے صف عشاق — سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار ہین پلکین
یہ کاوش مژہ ایجاب کی لیس مژدن — کرا پنے کام مین زیر مزار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی اُلفت — جو دل مین چبھ کے نکلین وہ خار ہین پلکین
جھپک گئی ہین شب ہجر مین کہین اے دل — ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
غضب ہو شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی — کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین
پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر — دراز دست تری گو ہزار ہین پلکین
رُلا رہی ہو لہو یا دحق جو آنکھون کو — جگر کے ٹکڑے ہین منصور وار ہین پلکین
جلال اشارون مین کیا کچھ نہین یہ کہتین — زبان چشم سخن گو سے یار ہین پلکین

قاسم نے جو یہ اشعار سنے خواہش ہوئی کہ اس محفل میں جاؤں خراماں
درختوں سے اتر سے دربارگاہ پر آئے ایک کنیز مہرو سے پر بیٹھی تھی اُسنے جو قاسم
کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا عرض کی آئیے ملکۂ عالم آپ کی مشتاق ہیں قاسم اندر آئے
دیکھا مسند پر ایک نازنین شعلہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار بیٹھی ہے
قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی مسکرا کر کہا تشریف لائیے اس ناز سے کہا اور یہ
شعر پڑھا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
قاسم اس خلق پر نثار ہو گئے اور قریب آکر بیٹھے ملکہ نے اُٹھکر گلابی کو اُٹھایا
جام لبریز کیا قاسم نے جام پر ہاتھ رکھدیا مسکرا کر اُس نازنین نے کہا کہ میں
سمجھی کسی نے منع کر دیا ہے قاسم نے کہا یہ باعث نہیں ہے ہمکو ظاہر ہو کہ تمہارا
نام نامی کیا ہے گل کسکے گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو اُس نازنین
نے شرما کر کہا مجھکو زلف آرا سے شب بیدار کہتے ہیں یہاں سے قریب قلعہ
ہے باپ میرا بیدار فیلسوار وہانکا حاکم ہے میں اُسکی دختر بلند اختر ہوں یہ مقام
میرا سیرگاہ ہے آج مجھکو خبر ملی کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران اس صحرا میں
تشریف لائے ہیں میں بر اسے خدمت حاضر ہوئی اب قلعے میں چلیے میرا باغ
علحدہ ہے وہاں تشریف رکھیے ایسا نہ ہو کسی مقدمۂ طلسم میں پھنس جائیے تو
باعث خرابی ہو قاسم ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوئے تھوڑی دور پر
جا کر دیکھا ایک قلعہ بلند و رفیع ہے توپیں چڑھی ہوئیں گولا انداز ٹہل رہے ہیں
ملکہ قاسم کو ساتھ لیے ہوے قلعے میں آئی پہلوے قلعہ میں باغ تھا اُسمیں
لا کر قاسم کو داخل کیا اب قاسم بعیش رہنے لگے چوتھے دن صبح کو جو اُٹھے
تو توپ کی آواز کان میں آئی ملکہ سے پوچھا ملکہ نے کہا صاحب عجب ظلم ہے
شدید اسد صحرا النورد نامے پہلوان ہے کہ اُسنے میرے حسن کا شہرہ سنکر باپ
سے پیغام کیا باپ نے انکار کیا اُسنے کل سے گھیرا ہے باپ مقابلے میں گئے
تھے مگر زخمی ہوکر قلعہ بند ہوے آج اُسنے یلغر کیا ہے قاسم نے کہا میں ابھی جاکے

اُسکو سمجھا ہے دیتا ہون ملکہ نے دامن پکڑ کر کہا صاحب اُسکے ساتھ فوج بہت ہی
ایسا نہ ہو آپ کو آزار پہونچائے قاسم نے کہا تم بالاے قلعہ جاکر تماشہ دیکھو
مین اُسکی مشکین باندھکر لاؤنگا یا جان دونگا زلف آرا نے ناچار ہوکر دامن
چھوڑ دیا قاسم نے کہا ایک مرکب کی ضرورت ہی ملکہ نے کہا میرے والد نادار
ایک مرکب خرید کر لاے تھے وہ بڑا بدلگام ہی اُٹھہ پہر ٹاپین مارا کرتا ہی زمین
کھود ڈالی ہی کئی سائیس ہلاک ہوے وہ موجود ہی مگر وہ سوار نہ ہونے دیگا
قاسم نے کہا ہمین دکھاؤ وہ ملکہ نے گوشۂ باغ مین لاکر دکھایا کہ ایک مرکب
کوہ پیکر کو کفل زنجیرون مین بندھا ہوا ٹاپین مار رہا ہی قاسم نے جو دور سے
دیکھا بہت پسند کیا کہا اے ملکۂ عالم یہ گھوڑا لایق سواری کے ہی ملکہ نے کہا اُسکے
قریب نہ جانا ایسا نہ ہو بدی کرے قاسم نے کہا ہمسے بدی نہ کریگا یہ کہکر سامنے
آئے مرکب بہ محبت دیکھنے لگا قاسم نے پوچھا اسکا نام کیا ہی ملکہ نے کہا اسکو
ابرش اسمعیل کہتے ہین قاسم نے کہا ہمارے بزرگون کا گھوڑا ہی یہ کہکر چمکارا
گھوڑا اشارے کرنے لگا کہ قریب آئیے قاسم جو قریب گئے گھوڑے نے
تھوتھنی سینے پر رکھدی پیشانی کو قدمون پر رکھدیا قاسم نے اُس گھوڑے
کو کسا گھوڑے نے قاسم کو گویا اپنے اوپر سوار کر لیا اب قاسم نے اُسکو
دوڑایا برق وش پری پیکر تھا ملکہ نقاب ڈالکر بالاے قلعہ آئین بیدار کینہ سوا
زرہدار بیٹھا ہوشیار اسے صحرا نشین گرز ہاتھہ مین لیے ہوے چلا آتا ہی بیدار
نے جو بیٹی کو دیکھا کہا اے نور نظر تم کیون چلی آئین دیکھو دشمن آتا ہی ملکہ نے سر
جھکاکر کہا اِسکی گوشمالی کو کوئی آیا چاہتا ہی بیدار نے کہا یہان کون میرا ہمین
ومددگار ہی کہ اِسوقت مین مدد کرے اِس آفت کو رد کرے مگر شیدا گنبد
کو اُڑاتا ہوا گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای
بیدار کیون فساد بڑھاتے ہو ایک عورت کے واسطے یہ طول کلام ہمیشہ
تمھارا مطیع رہونگا بیدار تو اُسکی آواز سے تھرا گیا مگر ملکہ نے جواب دیا

اور نا ہنجار بدکردار کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر شیدا نے جو آواز
معشوق سنی بیقرار ہوگیا کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان جہان آواز
سنائی نقاب بھی ہٹا دو صورت زیبا دکھا دو ملکہ نے کہا اب تھوڑی دیر مین
تجھکو صورت عروس مرگ دکھائی دیگی شیدا حیران ہوکر کس بات پر اسکو گھمنڈ
ہوکون میرے مقابلے مین آئیگا اس صحرا مین میری جرات مشہور ہے جوجس سے
سوال کرتا ہون وہ انکار نہین کرتا اسکو کیا گھمنڈ ہے یہ کہکر چاہا گینڈے کو اڑادین
اور خندق سے اسپار جاؤن ملکہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ صحرا سے گرد اڑتی سبب
دیکھا ایک جوان آفتاب جمال تیغ تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا مرکب کو اڑاتے
ہوے آتا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر آگے نہ بڑھنا منھ پھیرو امیر
عالیشان قاسم نوجوان نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ہشت سوار
لال پوش خاوری ہے نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا مقابل شیدا مین پہونچے شیدا
حیران ہوکہ یہ جوان کہان سے آیا مگر قاسم جو سامنے شیدا کے پہونچے تو شیدا
نے پوچھا کہ اے جوان تو اسوقت کیونکر آیا قاسم نے کہا تمھاری جان کا مالک الموت
ہون کیونکر نہ آتا شیدا نے جھلا کر نیزہ مارا قاسم نے چند طعنون مین نیزہ ہوا کیا
شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر زور جو کیا قاش زین سے اٹھا لیا شیدا نے کہا الامان قاسم
نے کہا امان بشرط ایمان شیدا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اہل فوج بھی
دائرۂ اسلام مین آئے بیدار تخت سے اتر آیا باعزاز و اکرام قاسم کو قلعے
مین لایا اہل قلعہ قاسم کو دعائین دیتے ہین کہ اس جوان کی وجہ سے جان و آبرو
بچی شیدا رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہے ساٹھ ہزار سوار و پیدل لشکر
جاکر ان کمتوں ہمراہ ہین اس دھوم سے قاسم قلعے مین آئے جسکی نگاہ
پڑتی ہے تعریفین کرتا ہے اور کہتا ہے سبحان اللہ کیا جوان شیر دل ہے جرأت مین
کامل بیدار قاسم کو ساتھ لیے ہوے دار الامارہ مین آیا اور عرض کی

تخت پر قدم رنجہ فرمائیے قاسم نے کہا نہیں یہ تخت تمہارا تمکو مبارک رہے
ہمکو دعوی سپاہ گری ہی یہ فرما کر بیدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے شیدا
قاسم کی پشت پر عاشق جمال کھڑا ہو دمبدم کہتا ہی او شہریار میری خوش نصیبی
کہ مین مشرف باسلام ہوا آپ کے ملازمون مین نام ہی۔ قاسم نے بیٹھتے ہی
بیدار سے کہا ہماری دو عرض ہین قبول فرمائیے گا بیدار نے سر جھکا کر کہا کہ
جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن قاسم نے کہا اول تو یہ کہ مسلمان ہو اسلام ملت
بیضا قبول کرو اور دوسری عرض یہ ہی ہم چاہتے ہین کہ تمسے پیوند کرین بیدار
سمجھ گیا کہ زلف آرا کے خواہان ہین وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے لا کر ترنج
خوشبوئی سینے پر قاسم کے لگایا دربار مین پڑھا کہ شاہ نے بیٹی کو ساتھ
قاسم کے منسوب کیا مبارکباد کا غل ہوا ہوش بعد ہزار شاہزادی دختر بیدار ساتھ
قاسم کے منسوب ہوگی بیدار نے بڑی دھوم سے سامان مانجھے کا کیا ایک
باغ عمدہ قاسم کے رہنے کو دیا وزرا کو ساتھ کیا کہ تم لوگ شاہزادے کے
ہمراہ رہو بڑی دھوم سے مانجھا آیا قاسم نے عفرانی جوڑا پہنکر دنگل پر بیٹھے
ملکہ کو بھی مانجھا پہنایا یہان تو یہ جشن ہی لقریب ساچق وحنا بندی ہو رہی ہی
مگر یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ آذر کہتے ہین وہان کا حاکم
آذر شاہ بت تراش ہی اسنے یہ خبر سنی کہ قاسم کی شادی ساتھ زلف آرا
کے ہوتی ہی یہ سنکر بہت جھلایا کہا کہ سے تعجب کی بات ہی کہ مین نے بیدار کو
پیغام دیا تھا اور اسنے نسبت قبول کی تھی اب یہ کیا معرکہ ہی کہ مسلمان ہو گیا
قاسم سے بیٹی کو منسوب کیا عیار جو اسکا بیٹھا ہوا ہی اسنے پوچھا او مہاراج
دوران کیا ارادہ ہی آذر نے کہا لشکر کشی کرونگا عیار اسکا کہ بہت چست و
چالاک ہی سفاک تیز رو نام ہی اسنے دست بستہ عرض کی کہ جب تک حضور خود
لشکر کشی کرینگے برات وغیرہ ہو جائیگی اگر حکم ہو تو غلام جا کر عروس کو چرا لائے
آذر نے کہا او سفاک اگر ایسا کام کرے تو مین بہت خوش ہونگا معشوق

میرے قبضے مین آجاے پھر کسکی مجال ہو کہ مجھے لے سکے عیار نے کہا خود زلف آرا
قاسم پر عاشق ہو آذر نے کہا اول منت کرونگا ورنہ بجبر وصل حاصل کرونگا یہ کہکر
سفاک اُسی وقت تیار ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چلا یہان قلعے مین
دو دن ہو کہ برات آنیکی تیاری ہو رہی ہو شہر مین جا بجا قلعے آتشبازی کے گڑے
ہین جوانان سرخ پوش پھر رہے ہین قاسم کے یہان تیاری برات جانیکی ہو رہی
ہو سہرا بھاری باندھا ہو جوانان رفیق ہمراہ ہین بیرون باغ سب سامان تیار ہو کر
قاسم برآمد ہوے ملازمان بیدار نے ہاتھی لاکر موجود کیا کہ سب ہاتھی رنگا
ہوا ہو اور ہاتھی کے سر پر بھی سہرا بندھا ہوا ہو قاسم ہاتھی پر سوار ہوے
وزیر بیدار سہرا سنبھالے ہوے ساتھ قاسم کے سوار ہوا آگے آگے
نوبت و نشان پیچھے باجون کا سامان شتر و گھوڑے قطار در قطار چہار جانب
برات کی بگار اِس دھوم سے برات چلی جا بجا قلعے آتشبازی کے دغنے لگے
چرخیون کا زور ہوائیون کا شور عجیب عجب سامان مہیا تھے یہان زلف آرا
آباز مرودی ہین دُلہن بنی ہوئی بیٹھی ہو گرد شاہزادیان ذکر کر رہی ہین کہ بی بی
مبارک ہو تم اپنا دولھا آپ ڈھونڈھ لائین جن جن شاہزادیون نے قاسم
کو دیکھا ہو وہ کہہ رہی ہین کہ بی بی دولھا تو چاند کا ٹکڑا ہو حقیقت مین تم تو بڑی
صاحب نصیب ہو سفاک اسی ہنگامے مین پہونچا اِسنے دیکھا کہ برات جاتی ہو
ساتھ ساتھ چلا جب برات در دار الامارہ پر پہونچی کہاریون کا دروازے
پر انتظام ہو چہار طرف پھر رہی ہین سفاک نے ایک کہاری کو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر اندر آیا محل کی چہل پہل دیکھی کہ شاہزادیان گلنار پوش پھر رہی ہین
اُدھر زلف آرا کی انّا دو طشت مین پانی لیکر دوڑین ہاتھی کے پیٹ کے نیچے
آکر پانی پھینکا مراد اُس سے یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ سامنے دُلہن کے پانی بھرے
ہماری بی بی کی آبرو بڑھے سفاک بھی پھر رہا ہو جب دولھا ہاتھی سے اُتر کے
اندر محل کے آیا گانیون نے بیڑے چنوائے دولھا کو لاکر بٹھایا تل شکر کا رسم ادا کیا

اب نازنینان مہ جبین و مہر جبینان مہر تمکین یہ سہرہ گانے لگین (نظم)

کھلا ہے جشن نے طرفہ چمن مبارک ہو — تمام بزم ہی گلپیرہن مبارک ہو
چٹک کے کہتی ہین باغ مراد کی کلیان — وصال شاہد غنچہ دہن مبارک ہو
بنے کو دیتی ہے مژدہ گھڑی یہ شادی کی — کہ سازگار ہو سہرہ دلھن مبارک ہو
کھلے ہین پھول کسی رشک گل کے اے بلبل — تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو
بنا ہی کون یہ نوشہ کہ خوش ہی ایک جہان — پکارتا ہی سپہر کہن مبارک ہو
ترانہ سنج ہی خود مطرب طرب شب و روز — کہ راگ رنگ کی یہ انجمن مبارک ہو
بلند چار طرف شور تہنیت ہی جلال — پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

محل مین جا بجا ہر نخل باغ کو آراستہ کیا ہی شاخین جھوم رہی ہین بقول شاعر (نظم)

دلکشا ایسا ور باغ کہ سبحان اللہ — جسکو سعدی کی گلستان کا دیباچہ کہین باب
باغ ایجاد کے یار دوان چمن اُسپہ بہشت — آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ — سرو و شمشاد نرالے گل و ریحان نایاب
غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کی ہین — پودے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہی کھلجاتا ہی غنچہ دل کا — جب شمیم آتی ہی ملجاتی ہی وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہی صبا — روح کو چال کیے دیتی ہی جسکی بیتاب
رنگ لالے سے ہم آغوش ہی نسرین چمن — بستر ناز پہ سبزے سے طراوت ہمخواب
نکہت سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی — گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب
صحبت بادہ پرستان کا ہی نقشہ گلچین — شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب
باغبان کرتے ہین خاطر تو ادا گلچین — دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوے احباب
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے — کشت امید رہے فیض سے جسکے شاداب
چار سو جوش رہا جین کا گلون کی کثرت — وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب
جسے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری — چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اس طرح کی تاب
جسکی موجون مین تماشاے درخشانی برق — جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب

سفاک یہ سب تماشہ دیکھتا ہوا اُس تقمہ مین آیا جہان عروس بیٹھی ہی یہ بھی آکر بیٹھ گیا کان مین جھک کر کہا کیون بی بی پیشاب وغیرہ کی ضرورت ہو تو فراغت کر آییے بعد تھوڑی دیر کے قاضی صاحب آوینگے **زلف آرا** ابھی سچ کہتی ہو کہا ہو اُمجکو لے چلو **سفاک** عروس کا ہاتھ پکڑ کر لے چلا باتین کرتا ہوا کہ **ملکۂ عالم** کیا صاحب نصیب ہو دولھا بھی آفتاب عالمتاب ہی آپ نے منگیتر کو کس دعوم دھڑکے سے مارا اُس ملعون نے قصد کیا تھا کہ قلعہ لے لون اب سنتی ہون **تاجۂ آزریہ** والے بہت بگڑے ہوے ہین **زلف آرا** نے کہا مین کسی کو نہین جانتی ہم لوگ مان باپ کی بیٹیان ہین جہان مناسب جانا وہان عقد کر دیا او **چمن آرا** ایک بات کی خرابی ہو کہ وارث ہمارا زمانے کا یوسف ہو جیسیون شاہزادیان اُنکے نام پر مرتی ہین سوتین بہت ہونگی مگر اُنکو اختیار ہو جیسا مناسب جانینگے ویسی میری آبرو بڑھاوینگے حقیقت مین اُنکا حسن بے زوال ہو شہر خاور سا کمی خیال ہو **تیماس خان خاوری** اُنکا نسبتی بھائی ہو **سفاک** نے جب دیکھا کہ مجمع کم ہوا تو ایک گلوری پان کی اپنے پاس سے نکال کہا حضور یہ گلوری کھا لیجیے **ملکہ** گلوری کھاتے ہی پسینے پسینے ہو گئین کہا کیون بوا اس گلوری مین کیا تھا کہ اپنے دل بیقرار کر دیا **سفاک** نے کہا **ملکہ** آگے بڑھیے ہوا لگیگی پسینہ خشک ہو جائیگا جیسے ہی **ملکہ** آگے بڑھی بیہوش ہو کے گری **سفاک** نے پشتارہ باندھ اب حیران ہو کر کدھر سے جاؤن آخر سوچتے سوچتے کوٹھے پر چڑھ گیا دیکھا ایک شجر مکان سے ملا ہوا ہی اُسپر کمند ماری کمند پر چڑھکے درخت پر آیا بہ مشکل نیچے اُترا سنبھلکر پشتارہ لے چلا کترا کے لشکر سے نکلا اگر کسی نے پوچھا کہ تم کیا لیے جاتے ہو تو جواب دیا کہ اسباب جہیز کی تیاری ہی یہ صندوق لیے جاتا ہون راہ مین **نسیم** نامے خواجہ سرا ملا اُسنے پکار کر پوچھا کہ ای شخص کیا لیے جاتا ہی **سفاک** نے اشارہ سے بلایا جب وہ آیا خنجر مار کر گرا دیا وہان سے بھی **سفاک** گذر از پر دیوار باغ ہو کر چلا ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے جو پوچھا **سفاک** نے خنجر مارا اُس کنیز کو

مار کر آگے بڑھا اب صحرا کا راستہ لیا کوئی دو کوس راستہ طے کر چکا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک جوان تاجدار گھوڑے پر سوار پشت پر چند ملازم آیا اُسنے قریب آکر پوچھا کہ اس پشتارے میں کیا ہو سفاک نے کہا حضور قلعۂ بیدار میں شادی کا سامان ہر اشیاے ضروری لیے جاتا ہوں وہ تاجدار قریب آگیا گوشۂ چادر جو چہرے سے زلف آرا کے ہٹ گیا بجلی چمکی عکس عارض انور جو زمین پر پڑا معلوم ہوا ہالہ پڑگیا جوان تاجدار موسوم بہ نیرنگ تاجبار ہی دیکھکر بدحواس ہوگیا کہا کہ چور او عیار تو لوٹتا تھا اسباب ہی دلہن کو کہاں چرا لایا سفاک خاموش ہوا نیرنگ نے نیزہ سینے پر رکھدیا اور کہا بس اسی میں خیر ہی کہ پشتارہ رکھدے سفاک نے پشتارہ رکھدیا اور کہا چاہے مجھے مار ڈالیے میں آپ کے قبضے میں ہون مگر اسکو اُس پہلوان نے طلب کیا ہو کہ جسکی جرأت شہرۂ آفاق ہو آپ بھی نام جانتے ہونگے آزربت تراش وہ جس مہم پر گیا اُسکو فتح کر کے آیا آپ سے اُس سے فساد ہوگا نیرنگ نے کہا میں کسی سے باہر نہیں ہون تم جا کر کہدینا میں سمجھ لونگا نیرنگ تاجدار نے محافہ منگوایا اُس میں ملکہ کو سوار کر کے لے چلا زلف آرا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو محافے میں پایا حیران ہوکر پوچھا مجھکو کون لیے جاتا ہو میں تو عاشق جمال خاور سیاہ ہون نیرنگ نے قریب آکر کہا او شہنشاہ مصر خوبی واو سرو باغ محبوبی منم نیرنگ تاجدار قلعۂ نیرنگ حصار کی تم شاہزادی ہوگی حکم احکام سب تمھارا ہوگا زلف آرا نے منھ پیٹ لیا کہا او نامنصف میں تجھکو کیا سمجھاؤن تو مجھکو کیون لایا نیرنگ منتین کرتا ہوا قلعۂ نیرنگ میں لایا ملکہ نے کہا کہ ایک خالی مکان میں مجھے اُتار دو پھر میں تمھارے ساتھ چلی آؤنگی یہ سنکر نیرنگ نے ایک مکان خالی کروایا اُس میں ملکہ اُتریں ملکہ نے کنڈی بند کر لی نیرنگ ہرچند منتین کرتا ہو کہ او ملکۂ عالم میرا کہنا قبول کرو زلف آرا نے جواب دیا کہ مجھے قتل کر ڈال مگر میں وصل نہ قبول کرونگی نیرنگ تاجدار روتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا آگے

کشتیون کو بلا ناشہ ۔ دیا کئی سو کشتیان جمع ہوئین نیرنگ نے بیان کیا کوئی تم مین
ایسی ہے کہ جا کر اُس آہوے وحشی کو رام کرے بڑا کام کرے ایک ضعیفہ با موے
سفید اپنے مقام سے اُٹھی سامنے آکر عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ کام میرا ہے مین وہ
دلالہ ہون کہ سیکڑون بہو بیٹیان آوارہ کر دین ابھی جا کر اُسکو راضی کر لاؤنگی
آج شب کو آپ کے پہلو مین سلاؤنگی میرے ساتھ کوئی نہ آئے یہ کہکر اکیلی چلی
دروازے پہ پہونچکر دیکھا کہ ملکہ اُس تنہا مکان مین حیران پریشان بیٹھی ہے آنکھون
سے آنسو بہ رہے ہین کہ چشمۂ چشم سے قلزم محبت موج زن ہے گرفتار دام رنج و محن
فرش خاک پہ بیٹھی پکار رہی ہے کہ اے خالق ارض و سما اے معبود یکتا تو ہی اِس
مصیبت سے نجات دیگا کہان آکر پھنسی ہون مگر شکر ہے تیرا جو مناسب جانا وہ
میرے حق مین کیا کہ اُس ضعیفہ نے پکار کر کہا اے بی بی شاہزادی مین کچھ تجھسے
عرض کرونگی ذرا دروازہ کھولو زلف آرا جھلا کر اُٹھی قریب دروازے
کے آکر کہا او مکارہ مجھکو راضی کرنے آئی ہے بڑھیا نے کہا واری مجھے راضی
کرنے سے کیا مطلب مین تو مشتاق دیدار ہو کر آئی ہون زلف آرا نے کہا مین
ایک طرح بلاتی ہون اگر تو نے نیرنگ کا ذکر کیا تو تجھکو قتل کرونگی اور طرح کی
باتون کا اختیار ہے یہ سنکر بڑھیا نے جواب دیا واری کیا مجال جو اُس نگوڑے
کا نام بھی لون آپ لونڈی سے نہ ڈرین زلف آرا نے دروازہ کھولدیا
بڑھیا اندر آئی بلائین لینے لگی کہتی تھی نگوڑے ظالمون کو خدا غارت کرے
کیسا گل سا چہرہ کمھلا گیا ہے کچھ نوش فرمایئے تو لاؤن واری اپنی جان بچاؤ باقی
پھر سمجھا جائیگا نیرنگ تمھارے نام پر جان دیتا ہے آج شب کو گھڑی دو گھڑی
کے واسطے صحبت مین چلی جاؤ عقلمندی یہ ہے کہ ہاتھ نہ لگانے دو یہ سنکر زلف آرا
بہت برہم ہوئی کہا کیون او مکارہ دو لکا تا تو نے پھر وہی ذکر نکالا اُس ضعیفہ
نے کہا بیٹیا یہ ذکر جانے دو مگر نیرنگ تمھارا عاشق صادق ہے بہت خدمت
کریگا جی چاہے تخت پہ بیٹھنا نیرنگ عہدۂ وزارت قبول کریگا حکم احکام

آپ کا چارہ رہیگا تو مین جاتی ہون جاکر اُسکو سمجھاے دیتی ہون آج شام کو آپ
نیرنگ کے جاؤ بیٹھکر باتین کرو وصل کا اقرار کرو دو چار دن کو ٹالدو یہ سُنکر ملکہ
زلف آرا نے پتھر بڑھیا کو مارا بعد پتھر کے نیزہ اُٹھایا سینے پر بڑھیا کے ماردیا
بڑھیا لڑکھڑا کر گری تڑپ تڑپ کے جان دی زلف آرا نے ٹانگ پکڑکر کھینچا
لاشہ بڑھیا کا باہر پھینکدیا لوگون نے جاکر نیرنگ سے کہا کہ بڑھیا کو ملکہ نے مارڈالا
بڑھیا نے لاکھ دام تزویر بچھایا مگر اُس ظالم نے کچھ نہ مانا بڑھیا کو قتل کیا اب نیرنگ
وزرا امرا کو بھیج رہا ہی مگر یہ بھی کہتا ہی کہ آب و دانے سے اُسکو محروم نکرو ایسا
نہ ہو کہ تمام ہوجاے اُسکے فراق مین جان دونگا نیرنگ تو اِس فکر مین ہی مگر
سفاک عیار پشتارہ چھوڑکر بھاگا خدمت آذر بت تراش مین آیا آکر تمام
کیفیت بیان کی آذر بت تراش بہت جھلایا کہا کہ او بچیا تونے بادولت کا
نام نہ لیا اِس حوالی کے جسقدر شاہ ہین نام سے میرے کانپتے ہین مین یکہ و تنہا
جاتا ہون ابھی جاکر معشوق کو لاتا ہون دیکھون تو کون روک سکتا ہی سفاک
نے کہا مین نے لاکھ حضور کا ذکر کیا مگر نیرنگ نے نہ مانا پشتارہ چھین لیا آخر
مین نے اپنی جان بچائی ورنہ اُس ظالم کے ہاتھ سے مارا جاتا آذر نے حکم
دیا لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار سوار و پیدل تیار ہوے آذر گینڈے پر سوار
ہوا تیغہ جوڑا ہاتھ مین لیکر چلا سب کا یہی ارادہ ہی کہ جاکر قلعے مین گھس پڑین
قلعے کو خوب لوٹین دیگر معشوقان پریچہرہ کو قبضے مین کرین اور آقا کی معشوقہ آقا
سے ملائین مگر نیرنگ بالاے تخت بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
آذر بت تراش مع لشکر گران آتا ہی نیرنگ نے بھی لشکر تیار کیا بیرون قلعہ
آکر اُترا اُدھر سے آذر آیا آتے ہی طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا آخر آذر کے
ہاتھ سے نیرنگ زخمی ہوا بھاگ کر قلعے مین چھپا آذر نے قلعے کو گھیرا آب و
دانہ بند کیا کہ رسد اندر نہ جانے پاے سب انتظام ہوگیا ایک دن تامل
کرکے آذر نے طبل یورش بجوایا صبح کو کل لشکر کو لیکر سامنے قلعے کے آیا اور

پکار کر آواز دی ای نیرنگ کیون جان دیتا ہی اِس گھروندے کی کیا حقیقت ہی دم بھر مین مٹا دونگا گنبذ اجھے بڑھاؤن تو قلعے مین آکر دم لون ایک عورت کے واسطے تو ایسا انکار کرتا ہی نیرنگ نے جھلا کر آواز دی کہ او ظالم جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر معشوقہ میرے قبضے مین ہی مجھسے باغی ہو رہی ہی ہاے کیا سکے سمجھاؤن کیونکر اُسپر پورے طور سے قبضہ کرون ای آذر مین مجبور و ناچار ہون مین تو اپنی زندگی مین معشوقہ کو نہ دونگا ہر چند کہ خود مجبور و ناچار ہو رہا ہون مگر امروز فردا مین ضرور قبضہ کر لونگا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین یہ کیفیت ہی عجب حالت ہی فراق مین یہ صورت ہی

نظم

ایسا ویران کسیکا دل ناشاد نہ ہو — کہ جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہ ہو
ہند ہی کون کرے میری جو فریاد نہ ہو — بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہ ہو
لے چلی بلبل شیدا کو لگا کر سو باغ — بوے گل نام ہو جسکا کوئی صیاد نہ ہو
آئنہ ہی نگہ ناز کی کھوے گا کبھی — عیب جو کون ہو جب سامنے استاد نہ ہو
دل دیا ہو کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون — کہ وہ کمبخت بھی خوگر وہ بیداد نہ ہو
کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا — ضبط جس آہ مین تاثیر خداداد نہ ہو
ہم یہ کہکے بتاتے ہین انھین موجد جور — اُس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہ ہو
تجھسا ناشاد تو عشاق مین ہوگا نہ جلالا — دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہ ہو

نیرنگ تاجدار نے جو یہ اشعار رو رو کر پڑھے آذر نے کہا آپ میرے سپرد کر دیجیے مین سمجھا لونگا نیرنگ نے کہا ای آذر مین نہ دونگا تمسے مہلت پاؤن تو انگوٹھی الماس کی لیکر سامنے جاؤن کہونگا کہ اب اپنی جان دیتا ہون آذر نے یہ سنکر ہلہ کیا کہا یارو نیرنگ دیوانہ ہو گیا ہی ابھی جاکر ہوشیار کر دونگا اشتون سے گلیان بھر دونگا یہ کہکر بلوہ کیا قلعے سے توپین چلنے لگین نصف صید ان طی کیا تھا کہ کئی ہزار جوان اُڑ گئے فریاد کرتے ہوے بھاگے کہتے تھے ای شہریار آگ برس رہی ہی کیونکر آگے بڑھین آذر بت تراش یہ کہکر پلٹیا

کہ کل اِس سے سمجھ لونگا مگر شاہزادۂ خاور سپاہ کا حال عرض کرتا ہوں کہ برات لیکر آئے
ہیں اور مقام صدر پہ بیٹھے ہیں کہ یکایک محل میں ہُلڑ ہوا ایک خواجہ سرا دوڑا
ہوا آیا کہا اے شہریار دُلہن آپ کی بھاگ گئی قاسم آتش خو تند مزاج یہ لفظ سنکر جھلائے
خواجہ سرا کو قریب بلا کر ایک تمانچہ مارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے سر خواجہ سرا کا اُڑ گیا
کہاریاں وغیرہ دوڑ سے کہہ رہی ہیں کہ خواجہ سرا سچ کہتا تھا حضور دُلہن کا پتہ ہمکو
نہیں ملتا قاسم اپنے مقام سے اُٹھے غصے میں کانپتے ہوئے محل میں آئے کوٹھے
پر آکر دیکھا کہ کمند پڑی ہے یقین ہوا کہ لیجانے والا ادھر ہی سے لیگیا ابرش اصیلی
پر سوار ہوئے اُسی نشان پر چلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک کنیز کا لاشہ
پڑا ہے طلاے پر آکر دیکھا کہ ایک خواجہ سرا کا لاشہ پڑا ہے اُن لاشوں کو دیکھتے
ہوئے قاسم چلے مگر غصے میں کانپتے ہوئے پلارک پر ہاتھ پڑا ہوا گھوڑا اُڑائے ہوئے
جاتے ہیں پانچ سات کوس نکلے تھے کہ کان میں توپ کی آواز آئی طرف آواز کے
متوجہ ہوئے سامنے ایک قلعے کے آکر دیکھا کہ ایک پہلوان وہ خصال گولونکو
رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا ہے قلعہ والے بیقرار ہیں قاسم نے ایک سے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہے اُس جوان نے کہا ایک معشوقہ دختر جیدار کو عیار ہمارے آقا
کا چُرا کر لاتا تھا نیرنگ نے اُسکو چھین لیا ہمارے آقا نے آکر قلعہ گھیرا ہے اب
معشوقہ کو نکال لاوینگے یہ سنکر قاسم آگ ہو گیا للکارا کہ او نامرد قلعے پر کہاں
جاتا ہے منم شاہزادۂ خاور سپاہ سمرہ وغیرہ نوچکر پھینک دیا مقابلہ آزر ہیں چلے
اُدھر سے آزر پلٹا کہتا ہوا کہ یہ جوان کون ہے کہ بے بہرہ غصہ آتا ہے چیر کر پھینکدونگا
یا زیر کرکے اپنا رفیق بناؤنگا قریب آکر نیزہ مارا قاسم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
آزر نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار کو
چھین کر پھینکدیا کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا آزر نے عرض کی الامان فرمایا امان
بہ شرط ایمان آزر کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا افسران فوج نے آکے
قدموں کو بوسہ دیا قاسم آزر کو مسلمان کرکے طرف قلعے کے پہنچے آواز دی

او نیرنگ نکل آ۔ نیرنگ گھبرایا قاسم نے مرکب اڑایا خندق کو فرا کر قریب پہاتنگ کے پہونچے پہاتنگ کو آ گھیر لیا اندر قلعے کے گھسے نیرنگ نے آکر مقابلہ کیا قاسم نے نیرنگ کو بھی زیر کیا یہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا ان دونون کو مسلمان کرکے قاسم نے ساتھ لیا اور آکر ملکہ کو سوار کرایا بہ شوکت تمام چلے راہ مین جاتے سنتے کہ ایک قلعہ ملا اُس قلعے کی مالکہ ملکہ شاخسار جادوگر نہایت حسین وجمیل تھی قاسم کو دیکھکر مائل ہوئی قاسم کا لشکر اُسی صحرا مین اُترا رات کو آکر قاسم کو چرا لیگئی مگر جب اپنی بارگاہ مین لائی قاسم بیہوش وبدہوش تھے شاخسار نے ہوشیار کیا قاسم نے جو جمال شاخسار دیکھا بیتاب ہو گئے ملکہ شاخسار نے کہا اے شہریار آپ کا نام نامی کیا ہے قاسم نے کہا نبیرہ صاحبقران قاسم نوجوان نام سُنکر شاخسار ہنسی کہا اے شہریار ہین میری ملکہ حمار گیسو کشا خدمت سعد شہریار مین ہے مین امیدوار ہون کہ مجھکو سرفراز فرمایئے قاسم نے کہا اے شاخسار ایک شرط نہایت سخت ہے ساحرہ کو ہم جب قبول کرتے ہین کہ سحر سے توبہ کرے جب سحر سے توبہ کروگی تب ہم عقد قبول کرینگے شاخسار نے کہا کہ اے شہریار اس زمانے مین آپ طلسم مین آئے ہوے ہین کنیز سے مطلب نکلیگا آپ کو مقابلہ جمشید مین لے چلونگی قاسم نے قبول کیا کہ بعد فتح طلسم تمسے عقد کرونگا اور شاخسار نے بھی عہد کیا کہ مین سحر سے توبہ کرونگی خدا آپ کو بہ شوکت تمام اس طلسم سے نکالے شاخسار نے قاسم کو تخت پر بٹھایا خاطر کرنے لگی صبح کو افسران قاسم بھی آئے آذر بت تراش کا نام آذر بت شکن رکھا اور نیرنگ تاجدار بھی حاضر ہوا ملکہ کو محل مین داخل کیا شاخسار نے پوچھا اے شہریار اب کیا ارادہ ہے قاسم نے کہا ارادہ ہے کہ کوچ کرین شاخسار نے بارہ ہزار جادوگر ملکی کیے آذر و نیرنگ سپہ سالار ہوے لشکر کو آراستہ کرکے طرف جمشید کے چلے دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھی ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان اسی طرف آتا ہے سماق چوب گردن

اِس پہلوان کا نام ہی براے سیر نکلا تھا آمد لشکر دیکھی ایک جوان آفتاب جمال کو بالاے
تخت پایا دو پہلوان سپہ سالار پشت پر کل فوج ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ
فگن عیار سے کہا دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی کہان سے آتا ہی کہان جائیگا
عیار جھپٹا سامنے قاسم کے آیا جلال دیکھکر سلام کیا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہی
ہمارا پہلوان سماق چوب گردان دریافت کرتا ہی قاسم نے کہا جاکر کہدو کہ
نبیرۂ صاحبقران قاسم بن رستم آفتاب ملک خاور ہی یہ سنکر عیار پلٹا سامنے
سماق کے آیا بیان کیا کہ قاسم نبیرۂ صاحبقران برسر جمشید ثانی جاتے ہین
اِن مسلمانون نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا سماق نے کہا لشکر روک دو
ہم نہ جانے دینگے اِسی صحرا مین قتل کرینگے اِن لوگون نے بڑے جاہ و جلال پیدا
کیے ہین لشکر سماق کا اُتر پڑا قاسم بھی اُسی مقام پر اُترے سماق نے طبل جنگی
بجوایا قاسم نے بھی خبر سنکر جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون
مین نقارۂ رزمی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
سماق چوب گردان نہایت لحیم و شحیم پُر زور کا اپنے دعوی کرتا ہوا اپنے مقام پر
اُنا کرتا ہی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے اِس زمانے مین تو اُن سب کو زیر کرتا
جب صفین جم چکین تو سماق نے گینڈا انکا لا میدان مین آکر آواز دی کہان ہین
نبیرۂ صاحبقران میرے مقابلے مین آوین یہ سنکر قاسم نے ابرش اسمعیلی کو
بڑھایا ہر چند کہ شاخسار نے عرض کی کہ یہ مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہ ہو کہ سرکار کو
تکلیف پہونچے مجھکو حکم ہو مین اِسکو سمجھا دون قاسم نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہین
کہ غیر ساحر سے ساحر کو لڑوائین ہر چند شاخسار نے سمجھایا مگر قاسم نے نہ مانا
مرکب اُڑا کر مقابل سماق مین آئے سماق نے جو دیکھا کہ یہ جوان نحیف و ضعیف
ہی سمجھا کہ طاقت مین بھی کم ہوگا کہا مین آپ سے کشتی لڑونگا قاسم گھوڑے
سے کود پڑے سماق حیران ہی کہ اِس جوان کو کیا دعوی ہی کہ سوال کرتے ہی
گھوڑے سے کود پڑا کشتی پر بھی آمادہ ہی ہڈیان توڑ کے رکھدونگا جھومتا ہوا

گینڈے سے سے کو واجب ہاتھ سے ہاتھ ملایا قاسم نے ایک جھٹکا مار کر منھ کے
بھل سامنے آیا بمشکل اپنے کو سنبھالا سنبھلکر لڑنے لگا مگر جب قاسم کڑاتے ہین
وہ وہ گھڑی رگڑتے ہین جب وہ قاسم کو پکڑ لیجاتا ہو تو قاسم جھپٹ کر نکلجاتے ہین
شام تک الجھ الجھ کر لڑا شام کو جنگ سے ہاتھ کھینچا کہا ای جوان اب مین کل
مقابلہ کرونگا قاسم نے ہاتھ تھاما کہ مین نہ جانے دونگا بنے زیر و زبر کیے ہوے
نہ پلٹونگا سماق کود کر الگ کھڑا ہوا کہا مین رات کو مقابلہ نہین کرتا ہرچند قاسم
نے کہا روشنی کو حکم دو مگر سماق گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلا
قاسم ناچار پلٹ کر آئے مگر سماق جو بارگاہ مین آیا اکیلا بیٹھا سوچ رہا ہو کہ
کیا تدبیر کرون عیار اسکا شبگر دجہان پیما آیا اور اُسنے بہت کچھ سمجھایا کہ مین جاکر
قاسم کو پکڑ لاؤن سماق نے کہا اُسکی حفاظت کو دو زبردست پہلوان موجود ہین
اور کوئی ساحرہ بھی اُسکے لشکر مین ہو اِسکی کیا تدبیر کرون اگر تم گئے اور گرفتار
کر لائے تو ساحرہ ضرور آئیگی مین سن چکا کہ شاخسار نامے ایک ساحرہ ہو کہ
وہ اِس جوان پر عاشق ہو اُسکو کب گوارا ہوگا کہ یہ جوان گرفتار ہو اِس سوچ
مین بیٹھا تھا کہ شنکال جادو نامے اِسکی آشنا ہو وہ خبر سنکر آئی کہا ای سماق
کس فکر مین ہو تم جاکر آرام کرو مین قاسم کو اُٹھا لاتی ہون فوراً قتل کرنا
تمھارا نام ہوگا یہ کہکر اُٹھی اور روانہ ہوئی یہان پہر رات گئے تک قاسم بھی
بارگاہ مین رہے شاخسار ساتھ ساتھ ہو طرف اپنی خوابگاہ کے جاتے ہین کہ
شنکال نے آسمان سے دیکھا تڑپ کر گری قاسم کو اُٹھا لیگئی شاخسار نے جو
دیکھا کہ کوئی ساحرہ قاسم کو لیے جاتی ہو تعاقب مین چلی مگر شنکال نے بلند ہو کر
جو جمال قاسم دیکھا جی مین کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسے جوان کو قتل کراؤن
اپنے ملک مین لے چلون اِسکو اپنی صحبت مین رکھون اِسکی صورت ایسی ہو کہ
سیاہ فام ضعیفہ سر ہلتا ہوا منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت طرف اپنے قلعے
کے چلی راہ مین ایک کوہ ملا کہ کوہ سبز و اد اُسکا نام ہو اُس پہاڑ پر آکر ٹھہری

بیتاب و بیقرار ہو رہا ہو کہ کیونکر اس جوان سے وصل حاصل کرون اور کیونکر امید دلی پوری ہو قاسم کو ہوشیار کیا مگر ہاتھ پانون قاسم کے سحر سے بیکار رہے ہین قاسم کی آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا دیکھا کہ ایک ساحرہ سامنے کھڑی ہو اور سوال وصل کر رہی ہو مگر نحیف و ضعیف سر ہل رہا ہو بلائین لیتی ہو کہتی جاتی ہو کہ میری جان تجھپر نثار تو میرا وصل قبول کر قاسم نے کہا او ساحرہ ثانی ظلم و بدعت کی بانی اپنی صورت تو دیکھ تو اس لایق ہو کہ تجھپر توجہ کرون پھر خیال ہوا کہ اسکے ساتھ لگاؤ کرو دام مکر مین پھنساؤ کہا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہو اسنے کہا کہ شنکال جادو میرا نام ہو اور مین آوارہ نہین ہون مدت دراز گذری کہ سماق سے رسم محبت ہو اور کسی سے نگاہ نہین لڑی قاسم نے کہا مین بھی چاہتا ہون کہ مجھسے اور تجھسے وصل رہے شنکال خوش ہو گئی چاہتی ہو کہ قاسم کو رہا کرے کہ آسمان پہ برق چمکی ملکہ شاخسار جادو آکر پہونچین آتے ہی آواز دی کہ او لکاتا اس آفتاب عالمتاب سے تجھکو کیا کام ہو شنکال نے کہا یہ میرا معشوق عاشق خصال ہو اور تو کون ہو شاخسار نے کہا مین تیری ملک الموت ہون اپنی خیر منا اور چلی جا سحر مین مجھسے سامنا نہ کرنا ورنہ تنکے چنوا دونگی مگر شنکال کو بھی اپنے سحر پہ دعویٰ ہو اسنے گولہ نکالکر مارا شاخسار نے کچھ غنچہ ہاے گل جھولی سے نکالے اور پھینک مارے شنکال ناچنے لگی بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی قاسم کے دل کو لبھانے لگی

نظم

اس اپنے بھید کو کب رازدار پاتے ہین
کہین ہو درد نہان ہم کہین بتاتے ہین

یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین
تو یاد سے بھی ہماری وہ نکلے جاتے ہین

نہ جائیگی کبھی اسکی تڑپ نہ جائے گی
ہمارے دل کو وہ چھاتی سے کیون لگاتے ہین

جگر مین سینے مین پہلو مین دل مین اوسکے
کمان کمان ترے اک تیر کو چھپاتے ہین

غبار تک نہین ہوتا بلند عاشق کا
وہ نیچی نظرون سے یون خاک مین ملاتے ہین

لگے نہ خندۂ دندان نما کو تاکر نظر
نقاب ڈال کے چہرے پہ مسکراتے ہین

وہ سو رہا ہو دبا تے ہین پانؤن ہم شب بھر ۔۔۔ پکارتے نہین فتنون کو یون جگاتے ہین
خود آنکو راہین ہین معلوم دل مین آپکی ۔۔۔ وہ راستے نہین چلتے جو ہم بتاتے ہین
ذرینے دیگا فلک سر کے سبھی گلی مین تری ۔۔۔ کر اپنی خاک کے کچھ پانؤن اُٹھے جاتے ہین
گلہ ہو اس دل بے اختیار سے اتنا ۔۔۔ خبر تو کر کہ کسی بے خبر کو لاتے ہین
جلال آنکھ سے آنسو نہین نکلتے جو آب ۔۔۔ جگر کا خون کیا ہو اُسے چھپاتے ہین

شنکال گاتے گاتے ایسی مبہوت ہوئی کہ قاسم کے سامنے آکے تھر تھرانے لگی شاخسار نے کہا اے شنکال خالی کیا بتاتی ہو لو یہ پنچہ لو جانبازی دکھاؤ شنکال نے پنچہ لیا شاخسار نے اِشارہ کیا شنکال نے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا شاخسار نے کمر مین قاسم کی پنچہ دیا ہر چند کہ انکو ناگوار ہوا کہا اے شاخسار مین چلا جاؤنگا مگر شاخسار نے نہ مانا لیکر بلند ہوئی ہوا پر اُڑتی ہوئی چلی کہ سامنے سے برق چمکی شنکال کی بہن ننکال اپنے قصر مین بیٹھی تھی اُسکے پاس موتیون کا مالا تھا اُس مین ایک موتی بڑا تھا کہ جس سے موت وحیات شنکال کی معلوم ہوتی تھی جب وہ موتی ٹوٹا تو ننکال گھبرا کر اپنے قصر سے نکلی ہر طرف دیکھتی بھالتی چلی آتی ہو مگر شاخسار نے جو ننکال کو دیکھا کہا اے شہریار وہ جو ساحرہ مر گئی اُسکی بہن آتی ہو دیکھیے کیا فساد برپا کرے یہ کہکر شاخسار نے سحر کیا کہ ایک حباب شیشے کا پیدا ہوا اُس مین قاسم کو بند کر کے چھوڑ دیا مگر ننکال نے پکار کر پوچھا بوا شاخسار کہان سے آتی ہو شاخسار نے کہا شنکال نے ہمکو بڑا صدمہ دیا اُس سے مقابلہ پڑا ایسی وہ بدجو اس تھی کہ اپنا گلا آپ کاٹ لیا ابھی میرے سامنے تڑپ کر جان دی ننکال نے کہا اے شاخسار حباب شیشے مین کسے بند کیا ہو شاخسار نے کہا اے ننکال اِس جوان پر نگاہ نہ ڈالو اِسی کی وجہ سے شنکال نے جان دی ننکال کو بہت ناگوار ہوا گولہ نکالکر حباب پر مارا حباب پھٹا قریب تھا کہ قاسم گرین شاخسار نے پنچہ ہاے فولادی پیدا کیے اُن پنچون نے قاسم کو روکا اور

نیچہ کھینچکر نہنکال پر جا پڑی آپس میں نیچہ چلنے لگا اب شاخسار جنگ نہنکال میں
ایسی مصروف ہے کہ قاسم پر توجہ نہیں کرتی سنہری پنجے جو پیدا ہوئے تھے انھوں نے
قاسم کو روک کر پھر حباب میں بند کیا پنجے دستگیری کرکے روانہ ہوگئے قاسم اسی
طرح اس حباب میں بیٹھے ہیں حباب الٹ پلٹ ہو رہا ہے شاخسار دمبدم سحر کرتی
ہے مگر نہنکال دفع کر دیتی ہے دونوں میں سحر چل رہا ہے ایک نے آگ برسا دی اور
دوسری نے پانی برسایا ایک بلند ہوئی تو ایک نیچے آئی بلا سے سحر ہو رہے ہیں
لڑتے لڑتے جو شاخسار پلٹی دیکھا کہ وہ حباب غائب ہو گیا ابتو شاخسار بہت
گھبرائی حیران تھی کہ انکو کون لیگیا جھلا کر کارد سحر نکالی خون اپنا ڈالکر وہ کارد
کھینچ ماری نہنکال کے سینے کو توڑ کر پار گذر گئی اور قاسم پر یہ سانحہ گذرا ہے کہ
سیما سے ابرسوار اڑی ہوئی جاتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا کہ دو جادوگرنیاں
لڑ رہی ہیں اور حباب شیشے میں ایک جوان صف شکن تیغ زن غنچہ دہن سیمتن
آفتاب عالمتاب شہریاری کوکب شش جہت افروز جہانداری مجبور و ناچار
بیٹھا ہے جمال قاسم کا دیکھکر بدحواس ہوئی پسینے پسینے ہو گئی تڑپ کر گری حباب
کو اٹھا کر لے گئی مگر شاخسار جب آگاہ ہوئی کہ قاسم کو کوئی لے گیا نہنکال
کو تو مارا لاشہ اسکا زمین پر گرا مگر شاخسار حیران و پریشان کہ شاہزادے کو
کون لے گیا مجھے بڑا داغ دے گیا مگر دیکھا کہ ایک طرف برق چمکتی ہوئی جاتی
ہے اسی طرف چلی ایک صحرا میں آکر دیکھا کہ وہ حباب ٹوٹا پڑا ہے یہ دیکھکر اور زیادہ
پریشان ہوئی جی میں کہتی ہے کہ کون ایسا ظالم تھا کہ میرے معشوق کو لے گیا
میں نے حباب میں بند کیا تھا وہ اس حباب کو یہاں ڈال گیا یہ سوچتی ہوئی چلی
مگر سیما سے ابرسوار جو قاسم کو لیکر چلی اپنے قصر میں آئی کنیزوں کو اشارہ کیا
کنیزیں آکر جمع ہوئیں ارادہ ہے سیما کا کہ قاسم کو ہوشیار کروں کہ آسمان پر برق
چمکی جیسے ہی ایک ساحرہ کو آتے ہوئے دیکھا سیما نے قاسم کو چھپا دیا شاخسار
نے آتے ہی غصہ کہا کہ کیوں بوا تم قاسم کو لائیں سیما نے کہا کہ میں نے یہ نام

ابھی کبھی نہین سُنا مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہو شاخسار حیران ہو کر اب کیا کرون
ایک کنیز سامنے کھڑی تھی اُس سے جو آنکھ ملائی اُسنے اشارہ کیا کہ فلان کوٹھری
مین قاسم کو بند کیا ہو شاخسار اُدھر چلی سیما نے کہا ای ملکۂ عالم اُدھر کہان جاتی ہو
اُس کوٹھری مین ۔ زنان سحر بند مین شاخسار نے کہا مادران سحر میرا کیا کرین گے
سب کو جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر چاہا کوٹھری کھولون کہ سیما نے سحر کیا کہ اندر
سے کوٹھری کے ایک مار سیاہ رینگتا ہوا نکلا اُسنے چاہا شاخسار پہ حملہ کرے
شاخسار نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر ڈالدی کہ وہ مار سیاہ جلگیا جلتے ہی مار سیاہ
کے شاخسار اندر کوٹھری کے گئی دیکھا مکان روشن ہو رہا ہو خیال کر کے
دیکھا کہ قاسم ایک گوشے مین پڑے ہین شاخسار نے چاہا اُٹھالون لیکن
سیما نے سحر کیا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو پیدا ہوا اُسنے للکار کر آواز دی کہ او
شاخسار کیون دیوانی ہوئی ہو ہٹجا ورنہ تجھکو کھا جاؤنگا یہ کہکر چنگل مارا چاہا
شاخسار کو کھا جاؤن شاخسار نے گرز نکالکر مارا کہ دیو کے سینے کو توڑ کر
پار گذرا دیو کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا اب شاخسار کو کچھ معلوم نہین ہوتا ہر طرف
ٹٹولتی پھرتی ہو سیما نے کہا او شاخسار مین اِس جوان کو نہ دونگی شاخسار نے
کہا مین ابھی لیجاؤنگی آپس مین تکرار ہونے لگی سیما نے بال نوچکر سحر کیا صدہا
ماران سیاہ شاخسار پر چلے شاخسار نے ایک طاؤس سحر نکال کر چھوڑا کہ
وہ طاؤس کل ماران سیاہ کو نگل گیا چند سحر آپس مین ہوئے آخر شاخسار نے
ایک ایسا سحر کیا کہ رقص و سرود کی آواز آئی آواز سُنکر سیما چہار جانب دیکھنے
لگی دیکھا ایک شجر سے آواز آتی ہو پتّے مثل ساز بج رہے ہین جب ہلتے ہین
تو زنگ کی آواز آتی ہو شاخون سے سارنگی کی آواز نکلتی ہو بیچ نخل سے کوئی
یہ اشعار آبدار بصد سوز و گداز گا رہا ہو نظم

وہ کھینچے تیغ جھکائے ہوئے ہین ہم گردن — یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہو خم گردن
یہ تیغ یار سے کہتا ہون کرکے خم گردن — اُڑا دے مجھکو سر یار کی قسم گردن

گلے سے پھوٹ جو نکلا ہی تیرے پان کا رنگ
شراب سرخ کی ہو ساقیا قلم گردن

فراق یار مین مانع ہی میکشی سے مجھے
کچھ آج ہلتی ہی مینا کی دمبدم گردن

نکال لونگا بس قتل حسرت پابوس
کبھی نہ چھوڑے گی گر کر ترے قدم گردن

قریب جس رگ گردن سے آپ ہی قاتل
ستم ہی بیہودہ تہ خنجر ستم گردن

حریم کوچہ جانان ہی سجدہ گاہ بتان
یہان جھکا کے اٹھاتے نہین صنم گردن

اٹھائی ہین جو محبت مین سختیان دل نے
کبھی اٹھا نہین سکتی وہ کوہ غم گردن

لکھا تھا خط اُسے سنی سرنوشت کی نہ خبر
کہ نامہ بر ہی کی ہو جائے گی قلم گردن

ہم انکو وصل مین شرمندہ کر کے خود ہین خجل
جھکی ہین اسطرف آنکھین ادھر ہی خم گردن

ابھار ہی ترے جینے کا کسقدر سرکش
بہت اٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن

حضور غیر وہ بیٹھے ہین سر جھکائے جلال
فلک کو دیکھ رہے ہین اٹھائے ہم گردن

یہ اشعار سنکر سیما کا چہرہ سرخ ہو گیا شاخسار نے پکار کر کہا بی بی کیون مکدر کھڑی ہو کیون سر جھکائے ہو اُس شاہزادے کی قید کہان ہی سیما نے کہا مین ابھی قیدی کو لاتی ہون یہ کہکر گئی قاسم کو لائی کہا لیجیے یہ قیدی حاضر ہی اور قاسم سے کہا آپ کی عاشق نے مجھکو بہت تنگ کیا اگر حکم ہو تو مین بھی ساتھ رہون قاسم نے کہا اگر اطاعت اسلام کرو تو میرے ساتھ چلو مین مطیع اسلام کا خود عاشق ہون سیما سے ابر سوار یہ سنکر خوش ہو گئی بصدق دل مطیع ہوئی غرض بارہ ہزار جادوگرنیون کو لیکر یہ بھی ہمراہ ہوئی قاسم پشت مرکب پر سوار ہوئے شاخسار جادو داہنی جانب رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بائین جانب سیما قائم دونون جانب دیکھتے ہین ایک آفتاب دوسری ماہتاب چہرے انکے چمک رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج جرار سیما کو جو ساتھ قاسم کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون ای جان جہان یہ کیا معرکہ ہی تم مجھسے کیا کہکر آئی تھین اور یہ کیا ہوا ابھی مجھے تو بڑا ملال ہی بحر نہ کرو تو مین مقابلہ کرون قاسم نے مرکب بڑھایا مقابلہ لاحق ہوا

مین اُسنے اُسنے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ توڑ ڈالا آخر تلوار چلی دو چار وار دو وقوع
ہوے تھے کہ قاسم نے کمر کو بنا کر سر پہ ہاتھ مار دیا کہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے
ہوے مگر سماق چوب گردان اپنے مقام پر اُترا ہوا تھا اسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ شنکال جادو قاسم کے ہاتھ سے ماری گئی اور بی سیما شریک قاسم
ہو گئین ابلق سوار مقابلے مین آیا تھا بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوے
یہ خبر سُنکر سماق گھبرایا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ نکل چلیے
ایسا نہ ہو کہ قاسم آجاوین یہ صلاح کر کے سماق چوب گردان سوار ہوا
سارے لشکر کو ساتھ لیکر چلا کوئی چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ زنجیرون کی آواز
کان مین آئی دیکھا مہلال دیوانہ مع بارہ ہزار دیوانون کے آتا ہو سماق نے
جو مہلال کو دیکھا خوش ہو گیا مہلال نے کہا او سماق کہان سے آتے ہو
سماق نے کہا مین برائے مقابلہ قاسم گیا تھا ناچار ہو کر چلا آیا اگر نہ چلا آتا
تو اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مہلال نے کہا او سماق کیون گھبراتے ہو مین ابھی
لشکر مین چلا ہون کہ جا کر اُس جوان کو پست کرون کئی قلعے قبضے مین کر چکا سیما
ایسی ساحرہ شریک ہوئی پھر مہلال نے کہا تم میرے ساتھ رہو سر میدان مین
چیر پھاڑ کر اُسکو کھا جاؤنگا مسلمان کا گوشت میٹھا ہوتا ہو وہ شکستِ فاش
دونون کر بھاگتے راستہ نہ ملے بہر نوع سماق مہلال کے ساتھ ہوا یہان تمام
لشکر مین آئے ہین سب خوشیان کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے
ہاتھو اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ٭ گل سرخ تا بجو در خشن
چراغ ٭ نگین سعادت بنام تو باد ٭ ہمہ کار عالم بکام تو باد ٭ شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سماق چوب گردان جو بھاگا تھا مہلال
دیوانہ کو ساتھ لیکر آیا ہو مقابلے مین حضور کے اُترا ہو تمام دیوانے غل مچاتے
ہین جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین قاسم باہر نکلے دیکھا سماق چوب گردان
نہایت تکلف سے انتظام کر رہا ہو دیوانون کو آتار رہا ہو مہلال دیوانہ ہر طرح

چوبدست کو تولتا ہو اور کہتا ہو کہ وہ جوان کہان ہو میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو قاسم کو یہ سنکر تاب نہ آئی پیدل میدان مین آئے پکار کے آواز دی کہ او مصلال دیوانے مین خود تیرا مشتاق ہون اس چوبدست کا مین خواہان ہون کہ جو تیرے ہاتھ مین ہو مصلال یہ نعرہ سنکر دوڑ پڑا سامنے قاسم کے آیا ہاتھ چوبدست کا مارا قاسم نے چوبدست کو تھام لیا ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کے قبضے سے چوبدست نکل گئی دیوانے نے شرماکر چوبدست کو چھوڑ دیا کہا او جوان مین نے اپنا حربہ تجھکو دیا قاسم نے وہی چوبدست گھما کر مصلال کے سر پر لگائی مصلال تو عادی تھا چوبدست پکڑ کر لپٹ پڑا ایک چنگل مارا کہ زرہ نوچ لے گیا قاسم کے بدن سے خون بہنے لگا قاسم کو جو غصہ آیا ایک تھپڑ مارا کہ چہرہ دیوانے کا سرخ ہو گیا گال سہلانے لگا قاسم لپٹ پڑے دیوانے نے شانے پر قاسم کے چکٹ ماری بوٹی نوچ لے گیا قاسم نے دوسرا طمانچہ مارا کہ منہ سے دیوانے کے بوٹی نکل پڑی اور کاٹنا موقوف کیا اب قاسم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین پہر بھر کی کشتی مین قاسم نے دیوانے کو زیر کیا دیوانے نے کہا ذرا خود تو سر سے ہٹائیے قاسم نے جو خود سر سے ہٹایا دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا او شہریار مین نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ عالم رویا مین تشریف لائے آپکی زلف خلیل کا پتہ دیگئے تھے مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون اپنے ساتھ کے دیوانون کو آواز دی کہ آکر قدمبوسی کرو سماق نے دیکھا سب دیوانے چلے حیران ہو گیا ہر چند کہ چاہتا ہو وہ کون مگر کوئی دیوانہ نہین رکتا سماق گھبرا کر سوار ہوا اپنا لشکر لیکر بھاگا چاہتا ہو اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن قضائے کار بدیع الزمان لشکر سعد سے جدا ہو کر برائے شکار آئے تھے اس لشکر کو دیکھ کر جا پڑے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین
توانم کشم آسمان بر زمین

زتیغم لبسے ملک اسلام شد | که سر فتنه باختر تام شد
بہ برج خوبی شہ انجمن | بدیع الزمان گرد لشکر شکن

تلوار چلنے لگی بدیع الزمان کے ہاتھ سے کئی افسر مارے گئے بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے قریب سماق پہونچے سماق نے جو بدیع الزمان کو دیکھا جمال و
جلال دیکھکر تھرا گیا کہا او شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بدیع الزمان نے
سماق کو مسلمان کیا ان بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلے اب منظور ہوا
کہ سعد کے لشکر مین نہ جاؤن بدیع الزمان کا قصد ہی کہ اپنے کو مقابلہ جمشید
مین پہونچاؤن لوگون نے عرض کی کہ حضور بدون رسائی طلسم کشا ہرگز راستہ
نہ کھلیگا بدیع الزمان نے کچھ نہ مانا اور کوچ کرکے چلے مگر قاسم نوجوان جو
دیوانے کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیوانہ دمبدم بگڑ جاتا ہی قاسم اُسکو تنبیہ
کرتے ہین تب دیوانہ اطاعت کرتا ہی ذرا سی کوئی بات ہوئی اور دیوانے
نے چوبدست ماردی قاسم عادی ہوگئے ہین چوبدست چھین لی اور دست مال
جہان چھاتی پر سوار ہوکر خنجر کھینچا دیوانہ منت کرکے اپنے کو بچالیتا ہی قاسم نے
شمار لشکر کیا بیدار تاجدار و نیرنگ تاجدار افسر غیر ساحران ہین ملکہ سیما
و شاخسار افسر جادوگر دون کی اس دھوم سے لشکر لیکر چلے جاتے ہین کہ
سب سے قبل پہونچون قریب ایک کوہ کے پہونچے کہ بالاے کوہ ایک قلعہ
ہی شلنگ سحر النشین اُس قلعے کا حاکم ہی قلعے مین اپنے بیٹھا تھا کہ نوبت
نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک لشکر گران اُتر رہا ہی
عیار اُسکا مزمل تیز رو کہ سامنے حاضر تھا حکم دیا کہ او مزمل دریافت تو کرو
کہ یہ لشکر کسکا ہی اور کون ایسا سرکش ہی کہ ہماری عملداری مین آکر اُترا نام
ہمارا نہین سنتا بلکہ حاکم لشکر کے پاس جاتا اور کہنا کہ یہ مقام شلنگ سحر النشین
کا ہی اور تمنے بلا اجازت لشکر اُتارا ہی بس بہتر اسی مین ہی کہ لشکر اپنا فوراً یہانسے
اُٹھا لے جاؤ عیار چلا لشکر قاسم مین آکر دیکھا کہ جوانان صف شکن تیغ زن

جا بجا اُتر رہے ہیں بارگاہیں استادہ ہو رہی ہیں ایک سے اُسنے پوچھا کہ افسر اعلیٰ کون
صاحب ہیں قاسم دربارگاہ پر کھڑے ٹہل رہے ہیں اُس شخص نے اشارہ کیا کہ جناب
افسر اعلیٰ یہ ہیں عیار ادب سے سامنے قاسم کے آیا جاہ و جلال دیکھکر بعد تسلیم
خم ہوا ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہو کچھ منھ سے نہیں نکلتا قاسم نے پوچھا اے عیار
طرار کیا کچھ پیغام دیا ہے جو بیان کرنا ہے وہ بیان کر عیار نے کہا افسر ہمارا منع کرتا ہے کہ
ہماری سرحد میں نہ اُتریے قاسم نے کہا شلنگ سے کہدینا کہ ہم تمہارے مقابلے
کے مشتاق ہیں یہ خبر سنکر وہ بھاگا سامنے شلنگ کے آیا بیان کیا کہ وہ جوان [illegible]
ہو کر ہم تمہارے مقابلہ شلنگ کے مشتاق ہیں شلنگ نے ایک چیخ ماری کئی ہزار
ساتھ ہزار جوان جمع ہوگئے فوج کو دیکھکر حکم کیا کہ پہاڑ سے اُترو ان جوان کو
گھیر لو ایسا نہ ہو کہ یہ جوان نکل جائے قدرت نے فرمایا ہے کہ جو اس جوان کو گرفتار
کریگا اُسکو اپنا نائب کرونگا یارو تمکو بڑے مرتبے ملینگے افسران فوج ہمراہ
ساتھ لیکر اُترے مقابلہ لشکر قاسم میں آئے قاسم نے بھی اپنے لشکر کو درست
کیا قریب شام شلنگ بھی کوہ سے اُترا لشکر میں اپنے داخل ہوا حکم دیا کہ فورا
طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریاں ہونے لگیں
دوسرے دن صبح کو کہ آفتاب عالمتاب نے جلوہ اپنا دکھایا میدان چرخ چنبر
میں آیا تمام میدان روشن ہوا صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی
آوازیں دینا شروع کیں کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ ننگ نپوشید مرد روز
جنگ است جنگ باید کرد + کوشش تمام و ننگ باید کرد + جوانان صف شکن
آواز دیتے ہیں بیت آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کہ در میان
خاک و خون بینی سرے + ہر طرف ہنگامہ ہو شلنگ نے جب دیکھا کہ نقیب
نقابت کر چکے تو گینڈا اپنا نکالا میدان میں آکر آواز دی کہ اے بہادران صف
شکن و بہادران تیغ زن جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ [illegible] مقابل آئے تو بہادر
سرداروں نے قصد کیا تھا مگر قاسم نے سب کو روکا ابرش آگے بڑھایا

مقابلہ شلنگ مین آئے شلنگ نے جو جمال جہان آرا دیکھا محو دیدار ہوگیا
مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان ہوا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہی قاسم نے
فرمایا ذکر سنتا ہوگا کہ فرو آفتاب مشرق زمین پرورہی ہو شہ سوار ابلق یوش
خاوری ہو نبیرہ صاحبقران قاسم نوجوان ہم لوگ اس سیلیے عازم ہوے
ہین کہ بادشاہ کو تکلیف کم ہو شلنگ نے کہا اوجوان مجھکو تیری صورت پر
رحم آتا ہی اگر میرا حربہ چل گیا تو پھر بچنا دشوار ہی قاسم نے جواب دیا کہ ہین آپ
حربے کا مشتاق ہون کہ جو حربہ مشاد دیتا ہی یہ سنکر شلنگ نے گینڈا اتھیچے ہٹایا
نیزے کو گردش دیتا ہوا خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا اور پکار کر آواز دی یہ وار تو ہمنے تمھارا روک لیا اب دوسرے
وار کے مشتاق ہین شلنگ نے پھر نیزہ مارا قاسم نے ایکے مرتبہ سنان سے
بچکر نیزہ شلنگ کا ہوائی کیا جب شلنگ کا نیزہ نکلگیا تو شلنگ بہت متعجب
ہوا کہا او شہریار میرے آپ کے کشتی مین امتحان ہو جاے اگر آپ غالب
آوینگے تو مین آپ کی اطاعت کرونگا اور جو مین غالب آؤن تو آپ میری
اطاعت کرین قاسم گھوڑے سے کود پڑے ادھر سے شلنگ کود اقاسم
اور شلنگ سے کشتی ہونے لگی مگر شلنگ عاجز ہو رہا ہو جہان پر شلنگ
پکڑ لاتا ہی قاسم تڑپ کر نکلجاتے ہین قضائے کار دختر شلنگ سحر آتشین میمونہ
نازک اندام بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ قاسم نے شلنگ کو
عاجز کر دیا ہو کنیزون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو حقیقت مین باپ میرے کمال
کر رہے ہین کہ جو اِس جوان سے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ کولہ وغیرہ اُتر جاے
دیکھو قاسم نے پیچ باندھا مگر والد نے توڑ کیا کنیزین کہ رہی ہین کہ حضور
شلنگ زیر کرلینگے میمونہ کہتی ہو صاحبو ذرا خیال کرکے دیکھو کس طرح باپ
روک رہے ہین حقیقت مین یہ جوان کل علوم مین فایق ہو جب تو سب مسلمان
بادہ کرکے آئے ہین کل اقلیم مین مقابلے پڑ رہے ہین دو پہر ڈھلتے ڈھلتے قاسم

ریلکر لے دوڑے شلنگ چاہتا ہو نہ ہٹون پانؤن ایک مقام پر گاڑ دیے قاسم نے جو ہکہ مارا کو شلنگ کا اُترگیا بیہوش ہو کر کاندھے پر سر رکھدیا قاسم نے اپنے ہاتھون پر روکا پکار کر آواز دی کہ یاروا اس صید زبون کو سامنے سے لیجاؤ جب تولا اسکا بیٹھے گا تب آکر اُڑیگا افسر لشکر شلنگ کا سالار زرد پیشانی دوڑپڑا شلنگ کو آکر ہاتھ سے قاسم کے لیا لیکر ہوا اور پر سوار کیا مگر شلنگ نے آنکھ کھولدی درد سے کراہ رہا ہی کہا اوشہریار مین آپ سے زیر ہوا اب آپ سے مقابلہ نہ کرونگا آیندہ آپ کو اختیار ہی مین ہر نوع تابعدار ہون آپ میرے قلعے مین تشریف لے چلیے سب کو مسلمان کیجیے لیکن بمکر مطیع ہوا قاسم نوجوان بھی شلنگ کے ساتھ ہوے بالا سے کوہ آکر مقام صدر پر بیٹھے سالار بھی کلمہ پڑھکر بمکر مسلمان ہوا مگر شلنگ سے جھک جھک کر کچھ کہہ رہا ہی قاسم نے جو سنا تو سالار کہتا ہی کہ او شہنشاہ اب وعدہ وفا کیجیے شلنگ نے جواب دیا اگر میرا اختیار ہوگا تو مین ضرور شادی میمونہ کی تیرے ساتھ کرونگا مگر مجھکو کچھ اور رنگ معلوم ہوتا ہی کل شب کو میمونہ قاسم کی تعریفین کر رہی تھی سالار نے کہا مین آپ کے لشکر کا افسر ہون فساد برپا کرونگا شلنگ خاموش ہو رہا ادھر میمونہ نے دیکھا کہ باپ میرے قاسم کو ساتھ لائے بالا سے کوہ پہونچے اب شلنگ نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا اُس مین بیہوشی ملائی سامنے قاسم کے لایا کہا او شہریار یہ جام اصلاح ہی چاہتا ہون کہ میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے کہ سب اہل قلعہ جان جاوین کہ شلنگ نے اطاعت قبول کی قاسم نوجوان نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوے شلنگ نے آواز دی کہ آہنگرون کو بلاؤ قاسم کو مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین بھیجدیا مگر میمونہ یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہی کہ قاسم کو مکر سے قید کرلیا قید خانے مین بھیجا میمونہ بیقرار ہوگئی کہتی تھی صاحب و الدنا مدار نے بہت برا کیا حقیقت مین ایسا جوان صاف باطن اُسکو یون دھوکا دیا یہ مناسب نہ تھا کنیزون نے عرض کی کہ آپ رات کو

قید خانے مین چلیے گا قید سے رہا کر دیجیے گا تب مطلب حاصل ہوجائیگا میمونہ نے
کہا میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

مجھے جو سدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہے
تو یاد آہ و دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہے

خود آرائی شب وصلت وبال جان عاشق ہے
سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہے

فراق یار مین اسدرجہ دل کو بیقراری ہے
مرے سینے سے جو نالہ ہے بیتابانہ آتا ہے

سلیمان پیش رو مین اور جلو مین خضر و عیسیٰ ہین
شہ خوبان مرا با شوکت شاہانہ آتا ہے

جو رہرو ہین وہ سودائی ہین اس صحرائے وحشت مین
نہ تنہا قیس ہی اس دشت سے دیوانہ آتا ہے

نشان میرا جو پوچھے قیس تو اے خضر کہدینا
کہ آگے اس سے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہے

بہا دیتی ہے آنسو شمع جلکر آتش غم سے
اسے جسدم خیال سوزش پروانہ آتا ہے

حرم کی راہ ہے معلوم رعنا کو پرا و زاہد
خیال خدمت دیر بتخانہ آتا ہے

کنیزین خاموش ہو رہین سمجھین میمونہ کو جوش و خروش ہے یہ کسیکا کہنا نہ مانے گی
وہی ہوا کہ دن تو تڑپ تڑپ کے کاٹا شام کو میمونہ نے خنجر ہاتھ مین لیا کہا ہمارا
ساتھ کون دیتا ہے چند کنیزین اُٹھین میمونہ کو ساتھ لیکر نقب کھودنے لگین دو پہر
مین نقب کھد چکی قید خانے مین آکر دیکھا کہ قاسم سرنگون بیٹھے ہین مگر کچھ اشعار
پڑھ رہے ہین جیسے کوئی کسی کی یاد مین ہوتا ہے میمونہ سمجھی کہ یہ اپنی معشوقون کو
یاد کرتے ہونگے مع نقب کا توڑ کر سامنے آئی قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک معشوقہ ہے
پریچہرہ نہایت کمسن بقول قمر نظم

بال بکھرے ہوے وہ چہرے پر
ابر ہو جسطرح سے گرد قمر

اُسکے گیسو یون پیچ کھاتے تھے
سانپ جسطرح مچلے ہین ہوئے

چشم مستانہ وار حد سے سوا
لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا

قاتل خلق کا فسر پُرفن
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن

طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
جنکی مشتاق ہوئے خلق خدا

ایسے خنجر تھے ابروے کافر
زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر

یہی کہتے ہیں بعض نکتہ بین / ہیں یہ دونوں ہلال چرخ برین

کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین / یا خط کہکشان یہ ابرو ہین

گورے گورے وہ عارض پرنور / رنگ گل جنسے ہو گئے کافور

مہ کامل جو اُنسے رہ جائے / صاف منھ پر تمانچہ پڑ جائے

رنگ گل گر مقابلے کو آئے / ہو یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال / زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل

دہن تنگ حقۂ گوہر / یا اسے کہیے غنچۂ گل تر

وہ گلا یار کا صراحی دار / پتلی پتلی رگون کا جس سے ابھار

لوح سیمین وہ سینۂ پر نور / صاف شفاف مثل سینۂ حور

ابھری ابھری وہ گات تھی اسپر / قبۂ نور جنکو سمجھے بشر

ہاتھ اُنہیں کہیں جو عاشق کے / تو لگالے وہ اپنے سینے سے

ساق پا ہین تو نور کا ہے ظہور / یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور

پائجامے میں یون ہے جلوہ فگن / شمع فانوس جیسے ہو روشن

لال مہندی سے دونون تھے کف پا / ہاتھ ملتا تھا اپنا زرد حنا

قد کی تعریف میں ہے حیرانی / کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

سر پہ آنچل پڑا وہ دوپٹے کا / پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

دل عاشق نے بیقراری کی / شعلۂ غم نے آگ بھڑکائی

ہاتھ اور پانوں تھرتھرانے لگے / اشک آنکھوں میں بھر بھر آنے لگے

قاسم نے اُس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیون تشریف لائی ہیں میمونہ نے جواب دیا ای شہریار جس وقت سے میں نے آپ کو دیکھا کہ شلنگ نے قید کر لیا اسقدر دل بیقرار ہوا کہ آخر نقب کھود کر آئی ابھی شب باقی ہے نکل چلیے قاسم نے قید توڑ ڈالی میمونہ نے کنیزون سے کہا گھوڑا لاؤ کنیزین گھوڑا جا کر لائیں قاسم نکلکر سوار ہوے میمونہ مادیان پہ طرف صحرا کے چلے پیچھے شلنگ کی

خبر ہوئی کہ میمونہ قاسم کو لیکر بھاگ گئی سالار زرد پیشانی یہ خبر سنکر بہت
جھلایا کہا کیون اے شہنشاہ آپ نے میرے ساتھہ نہ شادی کر دی آخر یہ انجام
ہوا فوج مجھکو ملے مین جا کر انکو پکڑ لاؤن شلنگ نے کہا فوج موجود ہی لیجائے
مگر وہ جوان ایسا نہین ہی کہ جسکو گرفتار کر لاؤ گے سالار نے کہا اسقدر فوج میرے
ساتھہ ہوگی وہ جوان کیا کریگا آخر گرفتار ہو جائیگا مین گرفتار کرکے لاتا ہون
بارہ ہزار فوج لیکر سالار زرد پیشانی چلا ادھر قاسم اور میمونہ جاتے ہین
چند کنیزین ساتھہ ہین ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے ہوے جاتی ہی کہ صحرا سے
گرد اڑی افہام تاجدار کہ دس ہزار فوج سے آتا تھا دور سے اسکی نگاہ پڑی
دیکھا ایک نقابدار اور چند عورتین جاتی ہین میمونہ نے جو آواز اسکی سنی
گھوڑی کو پیچھے ہٹایا گھوڑی نے جو بد لگائی کی نقاب چہرے سے ہٹی افہام
کی جو نگاہ پڑی عاشق ہو گیا پکار کر کہا او نقابدار ذرا اسطرف آ مین بہت
بیقرار ہون قاسم نے نعرہ کیا کہ او بے ادب کیا بکتا ہی یہ ہمارے قبضے مین ہی
خبردار اسکی جانب نہ آنا مگر افہام نے نہ مانا فوج کو اشارہ کیا کہ نقابدار کو
گرفتار کر لاؤ اس جوان کا سر کاٹ لاؤ کہ ہمارے حکم سے انکار کرتا ہی کل فوج
لینا لینا کہکر چلی قاسم نعرہ کرکے جا پڑے فوج کو درہم برہم کر دیا ملکہ الگ سے
تیر مار رہی ہین جسکو دیکھا قریب قاسم کے آیا اسکو تیر مار دیا تیر ملکہ کا خطا نہین
کرتا چند نقاب درست کر لیے ہین افہام تاجدار نے جو دیکھا کہ یہ جوان گرفتار
نہین ہوتا گھوڑا اپنا بڑھایا چاہا مقابلہ قاسم مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی
سالار زرد پیشانی مع فوج کے آگیا اپنے دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار
سے جنگ ہو رہی ہی وہین سے نعرہ کرکے آپڑا قاسم نے جو دیکھا کہ سالار
بھی آپڑا گھوڑے کو بڑھایا جنگ کرتے ہوے قریب سالار کے
پہونچے فوج سالار نے اسقدر کوشش کی کہ قاسم کو قریب سالار کے نہ جانے
دیا چہار جانب سے نیزے و تیر مار رہے ہین کئی تیر قاسم کے جسم پر پڑے تیر

کھا کر قاسم کو غصہ آیا پا پارک کو جنبش دی گھوڑا اُڑایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے
قریب سالار کے پہونچے سالار زرد پیشانی کر جھلایا ہاتھ اٹھا یا ہاتھ تلوار کا مارا
قاسم نے کلائی تھام لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈیکر اُٹھا لیا افہام نے جو دور سے دیکھا
کر دو سپہ سالار پکڑا گیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے جو پلٹ کر ہاتھ مارا تو
افہام تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے مار کر افہام کو سالار کو ہاتھون پر تولکر
طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت ہاتھ مار دیا چور رنگ ہوائی قلم کیا دونون
افسر جو مارے گئے فوجون مین صدائے الامان بلند ہوئی قاسم نے ہاتھ روکا
سب افسر آکر قدمون پر گرے قاسم نے سب کو مسلمان کیا دونون لشکر شریک
ہوئے مگر چند کس بھاگ کر پاس شلنگ کے پہونچے سب کیفیت بیان کی یہنکر
شلنگ نے کہا آخر کہان جاوینگے خیر اپنے مقام پر اُترو مگر قاسم اُس لشکر کو لیکے
چلے اور سیمورہ بھی ہمراہ ہوکر دیکھا ایک طرف سے ایک پہلوان گینڈے پر سوار
بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر بہ صد کر و فر آتا ہو اُنے وہین سے آواز دی کہ اوجوان
کہان جاتا ہے منم سرشار صحرا نشین یہ وہ بیشہ ہے کہ شیر بھی قدم نہین رکھتے مگر تم
اسطرف کیونکر آئے بارہ ہزار جوان لیبا لیبا کہکر آپڑے ناظرین کو یاد ہوگا کہ
قاسم کے ساتھ شاخسار جادو و ملکہ سیما سے ابر سوار ہین دونون عاشق
جمال ہر وقت صورت زیبا دیکھا کرتی تھین جب اُنھون نے خیال کیا کہ قاسم
قلعۂ شلنگ مین گئے اور پھر برآمد نہ ہوئے انکو شک ہوا یہ براے تلاش
قاسم لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑ کر روانہ ہوئین قضاے کار اُسوقت اُس مقام
پر پہونچین کہ سرشار صحرا نشین و قاسم سے مقابلہ پڑا ہوا ہے مگر قاسم سُست لڑ رہے
ہین سایے مین سپر کے اپنے کو بچاے ہوئے جنگ کر رہے ہین افسران
فوج اپنی فوجون کو ترغیب دے رہے ہین ہر طرف سے یہی ہلڑ ہے کہ اس جوان
کو گرفتار کر لو مگر قاسم اسطرح کا بیدار مغز ہے کہ پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہے
اور خوب مصروف جنگ ہے شاخسار و سیما نے آکر دیکھا کہ قاسم مصروف

جنگ ہین مگر نہین معلوم ہ کیا معرکہ ہی کہ قاسم کی تلوار بہت کم کاٹتی ہی شاخسار و
سیما نے آپس مین صلاح کی کہ قاسم نوجوان ایسا جری و بہادر سست کیون لڑ رہا ہی
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی باعث ہی سیما نے کہا یہ جو طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی جب
اِسکی آواز کان مین پڑتی ہی تب شہریار سست ہوجاتے ہین سیما نے کہا مین ابھی
اسکو مٹائے دیتی ہون یہ کہکر سحر کیا کہ ایک عقاب کلان اُڑتا ہوا آسمان سے
آیا اُس طائر پر گرا اُسے چیر پھاڑ کر اُسکو پھینک دیا جب لاشہ زمین پر گرا تو معلوم
ہوا کہ ایک ساحرہ نے بعد مرنے کے صورت بدلی مرنا اسکا کہ قاسم ہرچند
کر زخمدار ہین مگر مردانہ وار لڑنے لگے سرشار صحرا نشین کو اسی ساحرہ کا گھمنڈ
تھا کہ جس جنگ پر جاتا تھا یہ اُسکا ساتھ دیتی تھی انجم جادو نام تھا جب یہ آواز کان
مین پہونچی کہ کشتی مرا نام من انجم جادو و بو دگھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ
یارو اِس جوان پر غالب ہونا بہت دشوار ہی اِسکے ساتھ یہ دو جادوگرنیان
بلاے روزگار ہین معین کو ہمارے مار لیا اب تم سب کی خوشی ہو تو اطاعت
کرون اطاعت کے پردے مین کوئی کام ہوجائےگا ساری فوج بیدل تو ہو رہی
تھی جینے کہا کہ بہت مناسب ہی یہ دل سے اپنے باتین کرتا ہوا سامنے قاسم کے
آیا یہان دونون جادوگرنیون نے لشکر کو پامال کر ڈالا ہزارون کے سر کٹ کے
پڑے ہین سرشار صحرا نشین پکار اُٹھا کہ او شہریار مین اطاعت کرتا ہون اور
امیدوار ہون کہ اطاعت میری قبول ہو قاسم تو صاف باطن ہین فوراً ہاتھ
روک لیا سرشار آکر قدمون پر گرا کلمہ پڑھا یہ مکر مسلمان ہوا افسر بھی آکر قدمون پر
گرے قلعۂ سرشار بھی قبضے مین آیا اب سب لشکر قاسم کا بھی آگیا بیرون قلعہ
سب اُتر پڑے قاسم کو سرشار قلعے مین لایا شاخسار و سیما منع کرتی تھین کہ
قلعے مین نہ جایئے تازہ مسلمان ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ سرکار کے ساتھ کچھ مکر کرے
قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ سرشار کے قلعے مین آئے سرشار نے
قلعے مین لاتے ہی ایک جام لبریز کیا اُس مین بیہوشی ملا کے قاسم کے سامنے

پیش کیا قاسم نے نوش کر لیا جام پیتے ہی گھبرا کے کہا کیون اے سرشار اس
شراب مین کیا تھا کہ پیتے ہی ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا سرشار نے پکار کر کہا او
نبیرۂ صاحبقران کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تو نے بڑا ستم کیا کئی جوانمرد میرے
مارے گئے انجم جادو قتل ہوئی اب تجھکو یہان سے صحرا مین قتل کرونگا قاسم
جھلا کر اٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گرے سرشار نے اشارہ جو کیا
آہنگر آکر موجود ہوئے مسلسل و مطوق کر کے قاسم کو اڑا اپنے پر ڈالا فوج
کو ساتھ لیکر دوسرا دروازہ قلعے کا کھولکر قاسم کو لے نکلا یہان بیرون قلعہ
سب سردار ایک بارگاہ مین جمع ہین مگر شاخسار کہ رہی ہے کہ صاحبزادہ آقا کی
خبر منگاؤ مجھکو تردد ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سرشار نے قاسم کو گرفتار
کر لیا دوسرے دروازے سے نکل گیا سب سردار تلوارین کھینچ کر اٹھے
شاخسار نے کہا مین جاتی ہون راہ مین جاکر روک لونگی کیا اُس کو چھپا کے جائیگی
مگر سرشار قید قاسم لیے ہوئے تین کوس پر پہونچا تھا ٹھیک دوپہر کا وقت
ہے کہ اپنے آسمان پرستار سے دیکھیے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ اختر جلد میرے
پاس آؤ ملکہ انجم قتل ہوگئین مگر افسر لشکر کو لایا ہون کہ ایک ستارہ آسمین سے
زمین پر گرا غلطان ہو کر ایک ساحرہ موسومہ بہ اختر جادو کی شکل بنا اختر جادو
روتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون بھائی صاحب کیا انتظام بگڑا کہ تمھے قلعہ
چھوڑ کے جنگل مین مارے مارے پھر رہے ہو سرشار نے سب حال بیان کیا
اختر نے کہا اسی مقام پر ٹھہرو میدان خونی کی تیاری کرو اُس نوجوان مقید کو
لاؤ ابھی قتل کرینگے اُسی وقت درارین استادہ ہونے لگین جلادان مریخ صولت
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے آوازین لگانے لگے کہ کون گنہگار شاہی ہے کہ
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرین اختر نے آواز دی بس اب زیادہ
باتین نہ بناؤ ایک خنجر مارو کہ انجم کے خون کا بدلہ ہو اے سرشار مین سوچ رہی
ہون کہ مسلمانون کے مقابلے مین جادوگری کا بچنا دشوار ہے انکا خدا ہے نادیدہ

ہر مقام پر مدد کرتا ہی انکا قتل ہونا دشوار ہی او سرشار اگر اس جوان کو مار لیا تو
پھر تیرے مقابلے مین کوئی نہ آئیگا اور مین حصار سحر کیے دیتی ہون کوئی نہ آسکیگا
ہر چند کہ اسکے ساتھ دو جادوگرنیان ہین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اور اس
پہ عاشق ہین یہ کہکر اختر نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے چاہتی ہی کہ
پھینکون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او اختر کیون شاہتین آئی ہین منم شاخسار
یہ کہکر آتے ہی سحر کیا کہ قاسم پہ برق گری اُس برق نے ہتھکڑیان بیڑیان
کاٹین اور وہی برق چمکنے لگی قاسم نے جو اپنے کو قید سے رہا پایا فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے ایک سوار کو مار کر تلوار لی اور اُسی کے گھوڑے پر سوار
ہوکر لڑنے لگے اختر نے یہ دیکھا کہ قاسم جنگ کر رہے ہین اور شاخسار
آسمان پر ٹھہرا رہی ہی چاہتی ہی کہ اختر سحر کرے تو سحر کرون مگر اختر جادو نے
جو لشکر کو ہراسان دیکھا کہا ای ملکۂ عالم کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو ایک
سحر مین زمین ہلا دونگی شاخسار نے آواز دی کہ تجھکو قسم ہی جمشید ثانی کی کر
سحر کرا اختر جادو نے کچھ خاک اُٹھا کر پھینکی صحرا مین غبار بلند ہوا قاسم اُس
غبار کو دیکھکر آنکھین ملنے لگے جو حریف قریب آتا ہی تلوار مار کر بھاگتا ہو ملکہ
شاخسار نے آسمان سے دیکھا کہ طور جنگ قاسم بدل گیا دستک دی پانی
برسایا وہ غبار دفع ہوا قاسم لڑتے بڑھتے طرف سرشار کے جاتے ہین کہ
صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کل لشکر قاسم کا آکر پہونچا شریک جنگ ہوا اب
اختر نے جو دیکھا کہ کل سرداران قاسم آگئے ایسا نہ ہو کہ سرشار مارا جائے
تڑپ کر سرشار پر گری بچہ کمر مین دبکر لے بھاگی جنگ شاخسار سے منھ پھیرا
چاہتی ہی کہ کنارے ہوکر نکلجاؤن مگر سیاہ ابر سوار نے جو ایک درخت پر پتون کی
آڑ مین بیٹھی ہوئی تھی للکارا کہ او بھگوڑی کہان جاتی ہی اختر نے جو سیاہ کو
دیکھا چاہا پلٹون اُدھر سے شاخسار کا نعرہ ہوا اب اختر پریشان ہی کہ اگر
داہنے پھر جاتی ہون تو سیاہ روکے گی اور اگر بائین پر جاؤن تو شاخسار

توڑے گی اس خیال مین تھی کہ شاخسار نے ساتھ آکر دستک دی اور پکارا کہ او
دلفریب جلد آؤ بی اختر تمھاری مشتاق ہین یہ بھی وقت کے اتفاق ہین اختر نے
پلٹ کر دیکھا کہ سوا سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارتے ہوے
بخوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہے

نظم

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوے — شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے
لگے زبان پہ اُسکے بہت ملال ہوے — جو ہجر مین تھے وہ صدمے شب وصال ہوے
ہوا زوال اگر صاحب کمال ہوے — بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے
شباب یار نے پائی نمو وتیشے سے — بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے
رقیب خانہ کرین عیش ایک ہم پیدا — الم کے واسطے او رب ذوالجلال ہوے
ہمند نازکی جولانیون نے دکھایا خلد — ہزار بار دل عشاق پائمال ہوے
شب وصال نہ شانے نے انکو فرصت دی — یہ کیسے گیسوے جانان تجھے وبال ہوے
نہ آیا وعدہ فراموش کیا کرون رعنا — کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

اُس نازنین نے آکر اختر سے آنکھ ملائی اور پکار کر آواز دی بوا اختر باغ مین
جوش بہار ہے سب سامان موجود ہے تمھارے سب مشتاق ہین سرشار کو ساتھ
لیکر چلو باغ مین چلکا عیش کرو تم بھی تمھارے ساتھ ہین جو حکم دوگی وہ ہم بجا
لاوینگے عروسان باغ کا پیغام لائی ہون یہ آواز سُنکر اختر نہال ہوگئی کہا بوا
دلفریب کیا خدا دیا ہے کہ دل شگفتہ ہوگیا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ بعد ہجر کے
مرنے کے سرشار کا ساتھ دون اس سے آشنائی کرون اپنے قلعے مین چھپکر بیٹھے
اب کسی کو نہ روکے نہ ٹوکے اُس نازنین گلپوش نے جواب دیا کہ جو آپ کی
راے ہے وہی درست ہے یہ کہکر وہ نازنین قریب آئی اختر کا ہاتھ تھام لیا
گاتی ہوئی لے چلی ہر قدم پر ناز و غمزے کرتی ہوئی اختر نے نگون آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے سرشار کو ساتھ لیے ہوے جاتی ہے سرشار نے کہا کیون
ملکۂ عالم کہان چلوگی اختر نے کہا دلفریب نے خبر دی کہ باغ پر بہار ہے وہان

تشریف لے چلیے مین کیونکر اُسکا کہنا نہ مانون ایسا نہ ہو کہ کچھ سزا دے سرشار نے
کہا مین بھی خواہان ہون کہ بعد انجم کے تمسے ملاقات کرون تم بھی خوش رہو مین
بھی خوش رہون اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو اختر نے کہا تمسے عذر کیا ہو ہمن سے
میری کئی سال نباہ ہے اُسی طرح مین بھی بسر کرونگی دوسرے مرد کی شکل نہ دیکھونگی
اگر راہ گلی مین ایسا اتفاق ہو جائے تو معاف کرنا چغون مین اُسکا ذکر نہ آئے
وہ لوگ حقہ پانی بند کر دینگے اُسوقت مشکل ہوگی کہ سچ بہ نگاہ حقارت دیکھینگے
مگر دلفریب دونون کو فریب دیتی ہوئی لیکر ایک باغ مین پہونچی کہ سارا باغ
سرسبز و شاداب ہو رہا ہے لاجواب عروسان چمن اکڑ رہے ہین پودے نخل کے
سرسبز و شاداب پھولے پھلے ہوئے چمنہائے طولانی نہایت تکلف سے
آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی زیبائی یہ رنگ باغ دیکھکر اختر
سرشار کو لیے ہوئے وسط باغ مین آئی چبوترے پر فرش بچھا تھا اُسپر
لاکر سرشار کو بٹھا خواہان وصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی کہ او نابکار
خبردار ایسی حرکت نہ کرنا دیکھا ایک زنگی سیاہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوئے آیا
اور آتے ہی سرشار پر حملہ کیا تب سرشار گھبرا گیا چاہا بھاگ جاؤن مگر
اُس زنگی نے نہ جانے دیا گھیر کر سرشار کو مارا جب سرشار قتل ہوا تو اختر
بہت روئی دلفریب نے کہا بی بی کیون روتی ہو یہ زنگی اُس سے بہتر ہے
بہت آرام سے آپ کو رکھے گا آپ کو فرحت حاصل ہوگی ایسی اطاعت کریگا
کہ آپکی تسکین دل ہوگی اختر یہ سنکر زنگی سے لپٹنے لگی زنگی نے ایک ہاتھ اختر کو
بھی مارا دیا اختر کے بھی دو ٹکڑے ہوئے وہان جنگ مین جب فوج نے
دیکھا کہ دونون افسر چلے گئے نہ اختر ہے نہ سرشار اور شاخسار نے سحر بھی کیا
تو سب لشکر والے چادرین ہلانے لگے سب آکر قدمبوس ہوئے جب سب
مسلمان ہو چکے تو سب کو ساتھ لیکر قلعۂ سرشار مین آئے اب جو شمار کیا تو
ڈیڑھ لاکھ فوج ہو چالیس پچاس افسران نامی اِسقدر فوج کا جماؤ دیکھکر قائم

شاخسار سے صلاح کر رہے ہین کہ اب مقابلہ جمشید مین چلین شاخسار نے
کہا مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ ابھی بادشاہ کو لوح نہین ملی جب وہ مقابلے مین جمشید
کے پہونچین تب آپ بھی تشریف لے چلیے خوب مقابلہ پڑیگا مگر جسدن جمشید
لڑیگا زمین تھرائیگی آسمان سے آگ برسے گی سوا اسے طلسم کشا کے اور کسی کو
نہ مانیگا یہ قلعہ کہ مقام محفوظ ہے یہین تشریف رکھیے مین خبر دیتی رہونگی جسوقت
بادشاہ کو لوح ملجائیگی اُسوقت مین خبر دونگی تب آپ کوچ کیجیے گا قاسم نے
اس راے کو قبول کیا اسی قلعے پر اُترے لیکن شلنگ صحرانشین نے کہ باپ
ہے ملکہ میمونہ کا سب خبرین سنین لشکر گران لیکر طرف قلعۂ سرشار کے چلا یہان
قاسم فروکش ہین دن کو بارگاہ مین بیٹھتے ہین شب کو محل مین میمونہ کے آتے
ہین دن کا وقت ہے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ باپ ملکہ
میمونہ کا شلنگ صحرانشین آتا ہے آمادۂ حرب و پیکار ہے قاسم نے کہا آنیدو
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شلنگ گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج ہمراہ بڑھے
کروفر سے آکر پہونچا کہلا بھیجا کہ اے شہریار آپ نے میرے ساتھ بڑا مکر کیا کہ
مین نے تو بدل اطاعت کی تھی اور آپ میری بیٹی کو لے بھاگے مجھکو بڑا
ملال ہے چاہتا ہون کہ آپ سے جنگ کرون قاسم نے جواب دیا کوئی حوصلہ
باقی نہ رہے پھر طبل جنگی بجواؤ اور تمنے جیسے بدل اطاعت کی تھی اُسی کا یہ نتیجہ
ہمارے ساتھ کیا کہ ہمکو بہ مکر گرفتار کیا شلنگ نے افسران فوج سے صلاح
کی سب نے کہا ہم لوگ آمادہ ہین جاؤ مین بھی اُنسے زیادہ ہین جب آپ مقابلہ
مین پہونچین گے تو ہم لوگ بلوہ کر دینگے آپ کو نہ لڑنے دینگے گھیر کر قاسم
کو مار لینگے افسرون سے یہ سُنکر شلنگ نے طبل جنگی بجوایا قاسم کے لشکر
مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے شلنگ نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ اے قاسم نوجوان
تمھارے مقابلے کا مشتاق ہون قاسم نے مرکب صف سے نکالا شلنگ نے

کئی تیر مارے مگر قاسم نے قلم کیے بعد کئی تیرون کے جب قاسم قریب پہونچے
شلنگ کانپنے لگا فوج کو پکار کر آواز دی ہان یارو اِس جوان کو مار لو
تین لاکھ جوان قاسم پر آ پڑے قاسم نعرہ کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اور
سرداران قاسم بھی آکر شریک جنگ ہوے ہرچند کہ یہ ڈیڑھ لاکھ تین لاکھ
سے مقابلہ ہو مگر قاسم نے لاشون کے انبار لگا دیے صفون کو درہم و برہم
کر دیا شاخسارہ ہر مرتبہ قصد کرتی ہو کہ سحر کرون مگر قاسم مانع ہوے اور فرمایا
ای ملکہ عالم مین بدنام ہو جاؤنگا میرا ہمچشم بھی اِس طلسم مین آیا ہوا ہو طعنہ
دیگا کہ جادوگرنیون کے بھروسے پر لڑتے ہین اِس طلسم مین بڑے مدعی
پہنچینگے جمشید بیوجہ مغرور رہتا ہی جانتا ہی کہ لوح طلسم نہ ملیگی اب لوح وہ اپنے
ایسے مقام پر رکھا ہی کہ جہان ہوا کا جانا ممکن نہین بادشاہ کی کیونکر رسائی
ہوگی ہر وقت یہی سوچ رہتا ہی مگر قاسم نے بہ جرأت چند حملون مین اُس
جنگ کو فتح کیا اور فوج شلنگ پسپا ہوئی شلنگ مارا گیا قاسم اُسی جگہ
پر فروکش ہین یہان جمشید ثانی نے اپنے مقام پر سب خراج گزارون کو
جمع کیا اور اُنسے صلاح کی کہ یارو کس ساحر کو لاؤن کسکو برائے مدد بلاؤن
کہ مسلمانون کو روک دے کہ مجھ تک نہ آسکین سب نے صلاح دی کہ آپ
غار افراسیاب مین جائیے وہان کے خداوند سے خواہان مدد ہوجیے
اور یہ کہدیجیے کہ اگر میرا طلسم بچا تو مین خراج اُسکا یہان بھیجونگا جب ایسا
ہو جائےگا تو بگڑ بیٹھیگا ایک حبہ نہ بھیجیگا حقیقت مین آپ کا پھر کون مقابلہ
کر سکیگا یہ صلاح کر کے جمشید اُٹھا بڑے جاہ و جلال سے غار افراسیاب
پر آیا جب قریب پہونچا اور ساحران غار افراسیاب نے دیکھا کہ جمشید آج
بہ شوکت تمام آیا ہی سامنے جس کوٹھری مین آگ جل رہی تھی ساحرون نے
اُسکے پاس جاکر فریاد کی کہ یا خداوندگار آج جمشید ثانی آتا ہی آواز آئی نہ گھبراؤ
مدد کا خواہان ہوکر آتا ہی ہم اُسکو مدد دینگے جمشید تخت سے اُترا سامنے اُس

کوٹھری سے آیا جھک کر سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند گرگنجور مین آپکا
بندہ ہون امیدوار ہون کہ اسوقت مین میری مدد کیجیے اُن سب پر خدائی
پڑتا ہون مگر آپ کا بندہ ہون اگرچہ گندہ ہون اندر سے آواز آئی کہ اسے
آتش سوزان ایک بندے کو ہمارے حکم دو کہ بندہ لوگے ساتھ جائے
یکایک آگ بھڑکی ایک ساحر سیاہ فام نعرہ کرکے نکلا قہقہہ آواز دیتا تھا کہ
بندہ آتش افروز جادو وہ جمشید ثانی تجھکو اپنے ساتھ لے چل مین سب کو
گرفتار کرونگا جمشید نے کہا چلیے لیکن مسلمانون کے عیار بڑے غضب کے
ہین اُنسے بچنا آتش افروز نے کہا آپ چلیے مین آتا ہون اِسطرح سے پہونچون کہ
آتے ہی قیامت برپا کرون کیا مجال ہو کہ مجھسے مقابلہ کرسکین قدرت نے
مجھکو بتلا دیا ہو کہ بڑی بڑی جادوگرنیان شریک ہین لیکن وہ سحر کرون کہ جسکا
کوئی جواب نہ دے سکے جمشید ثانی خوشی خوشی سامنے کوٹھری کے آیا اور
پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ بندہ لوگ رخصت ہوتا ہو آواز آئی کہ اے بندہ لوگ
تم چلو آتش افروز آتا ہو سب انتظام کردیگا لاشہ ہاے مسلمانان سے تمام
میدان بھردیگا جمشید ثانی خوشی خوشی پلٹ کر طلسم مین آیا رفقا نے جو
جمشید کو خوش دیکھا عرض کی یا خداوند آج ہم قدرت کو بہت خوش پاتے
ہین جمشید نے کہا خداوندگارا افراسیاب نے کہ میرے برادر ہوتے ہین
مدد روانہ کی ہو کہ وہ آکر سب کو گرفتار کرلیجائیگا خداوند گرگنجور نے آتش خو
وشعلہ مزاج ہین سب کو آتش قہر وغضب مین جلا دینگے یا شاید گرفتار کرکے
میرے پاس روانہ کرین جیسا ارادے قدرت مین آئیگا ویسا ہوگا سب ساحر
خوش ہوگئے جمشید کو دعائین دینے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ اگر قدرت
تدبیر نہ کرینگے تو کون تدبیر کریگا یہ سلطنت یہ حکومت یون مٹتی ہو جمشید نے کہا
لوح طلسم پر وہ انتظام کیا ہو کہ اگر طلسم کشا عمر بھر مشقت کریگا تو لوح ہرگز
نہ پائیگا جمشید ثانی تو اس حال مین ہو کہ ناچ ہو رہا ہو نازنینان مہجبین سے

ساتھ اختلاط کرتا ہے بڑے بڑے شاہزادے بڑے بڑے ساحر جمع ہیں ہر ایک کا
قول ہے کہ قدرت ہی کا کلیجہ تھا کہ خداوند آتش سے ہم کلام ہوئے ورنہ وہ مقام وہ
ہے کہ کلام سے زبان ہیچ چھالے پڑتے ہیں کسکی مجال ہے کہ وہاں جا کر ٹھہرے آپ ہی کا
کام تھا کہ وہاں جا کر کلام کیا جمشید ثانی نے کہا دریافت کرو آتش افروز
کہاں تک آیا کس سے مقابلہ پڑا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے ادھر سے
آتش افروز ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر بڑے کروفر سے بتلاش مردان
نامی چلا قضائے کار اسطرف گذر ہوا کہ جس مقام پر صاحبقران زمان مع
لشکر ظفر اثر فروکش ہیں صبح کا وقت ہے خواجہ عمرو واسطے بالاروی کے نکلے
ہیں ایک پہاڑ پر چڑھکے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مع لشکر اترا ہے خواجہ
حیران ہوئے کہ یہ ساحر کہاں سے آیا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آقا کی فکر میں آتا
ہے اسکی خدمت کرو اسکی گردن لو یہ سوچکر پہاڑ سے اترے ایک فقیر کی شکل
بنکر لشکر میں آئے دریافت کیا کہ اس ساحر کا کیا نام ہے لوگوں نے بیان کیا کہ
آتش افروز جادو از ساکنان غار افراسیاب ہے جس پہاڑ کے نیچے آکر یہ اترا
تماشات کو اسنے دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی ہوئی ایک نازنین پری پیکر اور چالیس
کنیزیں پشت پر ٹہل رہی ہیں آتش افروز اس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہو گیا
صبح کو دریافت کرایا لوگوں نے بیان کیا کہ کوہ یار جادو جو اس کوہ کا حاکم
ہے یہ اسکی بیٹی نہایت حسین و جمیل دلبر صنوبر قد نام ہے شاہان جہان نے اسکی
خواہش کی مگر باپ نے اسکے قبول نہیں کیا یہ سنکر آتش افروز نے کوہ یار
کو ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم ساکن غار افراسیاب برائے مدد جمشید
آیا ہوں ابھی تک کوئی مسلمان نہیں ملا قریب اس کوہ کے جو میرا گذر ہوا
دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا امیری یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد رو ہے و لیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا
قبر دو ... سے بد تر زلیں احوال مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر

بیٹھے پڑے یار کے سو گئے تھے جن نے ایک رات
آشیانِ بلبل و تذرو میں ہوا روزن ہر ک
باغِ عالم میں ہوا حسن یہ جسنے جھلک عشق
صورتِ عاشق ہے ورپروانے بھی عشق ہو
شمع ساں رو روکے یاد گور میں شب روز کی
اسکے یرقان ہے تو اسکو ہی یرقان زرد
چہرے کو اپنے سوار و نحیں بھی ہم لکھ چکے
زرد رو نے بیری اور کہ اسکی آنکھیں بند کیں
چند روزہ عمر زنجیرِ تعلق میں کٹی
دم میں دم جبتک رہا تیرے جلو میں ہوا جو
تختی دوران سب خاجنوں نے سل کی
دیکھا اس ماہ رو کو غش رہے دو دو پہر
باغِ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے

نکہتِ گل پر گمانِ بوئے پیراہن رہا
چار دن جس گھر میں تو اے غیرتِ گلشن رہا
میں وہ بلبل ہوں کہ جیو گل سوسن رہا
غرفے میں جالی رہی دیوار میں روزن رہا
جب تلک میرا چراغِ زندگی روشن رہا
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا
سالہا داغِ ابلقِ ایام سا توسن رہا
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
اک پری کا دستِ نازک حلقۂ گردن رہا
میں گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
دوست جس گل کا ہوا میں وہ مرا دشمن رہا

یہ اشعار لکھکر پاس کوہ یار کے نامہ بھیجا کوہ یار نے جو دیکھا کہ یہ ساحر اس طلسم کا نہیں ہے غدار افراسیاب سے آیا ہے کہلا بھیجا کہ میں نسبت پر رضامند ہوں کل ملکہ کو روانہ کرونگا یہ کہکر سامان کرنے لگا کچھ برتن باسن وغیرہ ملکہ کے لیے چاندی کا چھپر کھٹ عماری زرین میں ملکہ کو سوار کرکے روانہ کیا مگر دلبر صنوبر قد دختر کوہ یار تمام ساحر کا شکر مثل ابر گہربار گریان ہے روتی ہوئی جاتی ہے کہتی ہے مجھے ساحر سے بسر نہ ہوگی ساحر کے منھ سے بو آتی ہے اسطرح پر سواری جاتی ہے مگر عنبر بن عنبر چالاک بن عمرو کا اسطرف گذر ہوا دیکھا کہ ایک برات بھی سجائی عماری زرین میں ایک آفتاب تابان [illegible] تھا کہ دلبر پریشانی میں [illegible] یار کو وہ یار سے پاس آتش افروز سے جاتی ہے [illegible]

سوسی کا پائجامہ پہنے گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوئے بغل مین ایک بٹوا لٹکا ہوا
اُس مین سے تمباکو نکالکر کھاتی ہوئی کھیت کی مینڈ پر چلی ایک کنیز نے پکار کر کہا
بڑی بی صاحب گر پڑو گی بڑھیا نے جھلا کر جواب دیا تیرے باوا کا کیا اجارہ ہی
ہم روز اسی راہ سے آتے جاتے ہین یہ کہکر چند قدم چلی تھی کہ ڈگمگا کر گری غل
مچانے لگی کہ ارے کلمونہی زبان دراز تو نے کس زبان سے کہا کہ میرا کولا ٹوٹ گیا
اب مجھکو کون اُٹھائے دلبر صنوبر قد نے کنیزون سے کہا ارے اُسکو اُٹھا لاؤ
چارپائی پر لاکر لٹاؤ نانی جان بڑھیا کوس رہی ہی کیون گلچہرہ تو نے کیا تجھکو کیا تھا
کہ بڑھیا گر پڑو گی وہ تجھی کو کوس رہی ہی چند کنیزون نے جاکر بڑھیا کو اُٹھا لاکر
چارپائی پر لٹایا کولہ کسکا باندھا تو بڑھیا اُٹھ بیٹھی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی
کہا بی بی تمکو یہان دیر لگی وہان محلون والے میرے مشتاق دروازے پر
کھڑے ہونگے کہتے ہونگے کہ آج نانی امان کہان گئین مین اپنے بچون سے دل لگی
کے واسطے سب کچھ کر دیا کرتی ہون ہر چند کہ سن مین اُنکی نانی سے زیادہ ہون
مگر مجھسے اُنکا بڑا اضطراب نکلتا ہی جب تو سب بیقرار ہوکر آتے ہین ہین بس اُنکا
کہنا قبول کرتی ہون کنیزین ہنس رہی ہین ملکہ کہتی ہین کہ بڑی بی کے آنے سے
دل بہل گیا اب انکو آج یہین رکھو بڑی بی صاحب آج نہ جاؤ جو کچھ ہمکو میسر ہی
اُسکو تناول کرو اور رات کو ہمسے باتین کرینگے بڑھیا نے کہا بی بی مین حکم تو آپ کا
بجا لاؤنگی مگر میرے بچے پریشان پھرینگے دلبر نے جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
آج کا دن معاف کرو ہم تمھاری خدمت کرینگے بڑھیا نے اُٹھکر بلائین لین کہا
مین صدقے مین قربان مجھکو کسی قدر گانا بھی آتا ہی بڑی بڑی ڈومنیان میرے
سامنے شرماتی ہین اور محلے کی طوائف مجھسے تعلیم لینے آتی ہین مین اُنکو سکھاتی
ہون ایسا گاؤن اور بتاؤن کہ گھر کا پتہ سمجھا دون مگر کیون بی بی شادی کی وجہ
مین تم روتی کیون ہو دلبر صنوبر قد نے کہا نانی امان صاحب مین نے سُنا ہی
کہ شوہر میرا ساحر ہی اتنا مقرب ہی کہ خدمت خداوندگار افراسیاب مین رہتا ہی

اور برابر سے عاد جمشید ثانی آیا ہی یہ ساحر اِس طلسم کا رہنے والا نہین ہی کنیز دلبر نے
کہا واری غم نہ کھایئے چلکر اُسکے ساتھ رہیئے ہم کسی اور مردوے کو ڈھونڈھ لاوینگے
آپکو رضامند کرینگے بڑھیا چمک کے بولی واری یہ کام میرے متعلق کیجیے نگوڑے کو
زہر دیکر مار دون عمر بھر ترساؤن آپ ناحق غمگین ہین ہم اِسکی تدبیر کرلینگے دلبر نے
منھ پیٹ لیا کہا بڑی بی صاحب عصمت کے خلاف ہوگا بڑھیا نے کہا میٹا اِس بات کا
خیال نہ کرو کچھ اپنا حرج نہین ہوتا دم بھر مین مطلب نکلتا ہی جب مردوے کے پاس
آئے باتین کرکے ٹالدیا آشنا کو خوش کیا دلبر نے کہا اچھا بڑی بی جو تمھاری خوشی
دن بھر یہ باتین رہین رات کو دلبر نے کھٹولی بڑھیا کی اپنے پلنگ کے قریب بچھوائی
بڑھیا ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی کہتی ہو واری جوانی مین میرا شوہر بڑا ظالم تھا مگر
مین اُسکو ہمیشہ بہلاتی رہتی تھی آشنا رات کو آتے تھے اُنسے مزے اُڑاتی تھی شوہر کو
ہمیشہ ٹالے بتاتی تھی یہ باتین سُنتے سُنتے دلبر سو گئی چالاک اپنے مقام سے اُٹھا اور
دلبر کو بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کردیا آپ اُسکی شکل بنکر چھپر کھٹ پر آیا
دوشالہ تان کر سو رہا صبح کو سامان سفر ہوا محافے مین بیٹھکر چالاک چلا آتش افروز
کو خبر ہوئی کہ ملکۂ عالم آتی ہین اشتیاق مین آگے بڑھکر کنارے پر لشکر کے آکے
کھڑا ہوا کہ اول اسباب جہیز آیا محافۂ زرین مین سے چالاک جھانک رہا تھا
آتش افروز آنکھین دیکھکر مرگیا رفقا سے کہتا تھا حقیقت مین کیا آنکھ ہی مین تو
اِسکی نگاہون کا مارا ہون جب محافہ آیا تو ملکہ اُتر ین جسوقت محافہ آرہا تھا
اُسی وقت خواجہ عمرو بھی آئے تھے حال دریافت کررہے تھے معلوم ہوا
کہ دختر کوہ یار دیر اسے آتش افروز آئی ہی ایک بڑھیا کی شکل بنکر دوڑے دوڑے
پھرتے تھے کہ کیونکر اِس مہ جبین کو دیکھون مگر ساحر انتظام کررہے ہین کوئی
آنے نہین پاتا کئی مرتبہ خواجہ گئے مگر نگہبانون نے ہٹادیا خواجہ حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہی ایک درخت کے نیچے جاکر بیٹھے جب سواریان اُترچکین آتش فروز
اِسقدر بیقرار ہو کہ شام سے اپنے جلسہ آراستہ کیا کہا ملکۂ عالم کو لاؤ چالاک بن ٹھن

گھونگھٹ نکالے ہوئے چند کنیزون ساتھ محفل مین آیا نگر شرماتا ہوا اور لڑکھڑاتا ہوا اگر مسند پر بیٹھا آتش افروز صورت کو دیکھکر دنگ ہوگیا نازنین غنچہ دہن گلبدن رشک نسرین دلستران فخر عروسان چمن اپنے جو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا کنیزون سے حکم کیا کہ تم لوگ باہر ٹھہرو جب کنیزین باہر جاچکین تو آتش افروز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے لگالون دلبر نقلی رونے لگی آتش افروز نے پوچھا کہ کیون اے ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن صندوق میرے پاس ہو کر تمام جڑاؤ زیور اُس مین بھرا ہے مین اُسے طلب کر کے خدمت مین حاضر کرون ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا کہ مجھکو ضرورت نہین جب ضرورت ہوگی منگالونگی آتش افروز خاموش ہو رہا کہ گانے کی آواز کان مین آئی پکار کر آواز دی ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے اُسے بلالو چوبدار نے جاکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک بڈھا بیٹھا نَے بجا رہا ہے چوبدار نے کہا بڑے میان صاحب چلو تمکو ہمارے آقا بلاتے ہین بڑے میان فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے چوبدار کے ساتھ چلے لیکن آتش افروز نے کہا ملکۂ عالم تم چپ جاؤ بڈھا تھوڑی دیر مین آکر چلا جائیگا دلبر نے کہا صاحب بڈھا مجھے کیا دیکھیگا آتش افروز نے کہا بلالو بڈھا سامنے آیا دعا مین دینے لگا کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ سحر روشن رہے آتش افروز نے پوچھا بڑے میان تمھارا نام کیا ہے خواجہ نے اُستاد خورد وبُرد اپنا نام بتادیا آتش افروز نے کہا کچھ گائیے بڑے میان نے نَے بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے

نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون	سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون
دل اسقدر گداز ہو برسون ہی غم رہے	آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون
نزدیک آچکی ہو سواری بہار کی	برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
ملتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح	جو سر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون
فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے	دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہو دنوا کمبھار سے ہیں وہ | دامن کے پاٹ پھٹے گریبان سے دور ہوں
وحش و طیور کو مری آہیں کریں ہلاک | آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہوں
ممکن نہیں نجات اسیران عشق کو | یہ قیدی وہ نہیں کہ جو زندان سے دور ہوں
مدت کے بعد آئے ہیں صحرا میں اے جنون | یہ آبلے تو خار مغیلان سے دور ہوں
گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہیں | جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہوں

چالاک بن عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ یہ گویا قیامت برپا کر رہا ہے مگر خواجہ نے کہا حضور نے یہ کیا گانا سنا ہے میں ساقی گری خوب کرتا ہوں آتش افروز خوش بیٹھا ہے چاہتا ہے محفل میں آج وہ رنگ ہو کہ معشوقہ راضی ہو یہ سوچ کر کہا ساقی گری کا تماشہ دکھاؤ خواجہ نے گھنگرو پاؤں میں باندھے کلید میخانہ لی گلابیاں درست کر کے لائے آتش افروز سے پوچھا پہلے ملکہ عالم کو پلاؤں اتنے چالاک سمجھ گیا کہ جناب قبلہ و کعبہ تشریف لائے ہیں کہا لائیے پہلا جام مجھے دیجئے خواجہ نے جام لبریز کر کے نازنین کو دیا چالاک سمجھ گیا کہ بیہوشی ملی ہوئی ہوگی خوبصورتی سے گریبان میں جام گرا لیا اب خواجہ سمجھے کہ معشوقہ تو جام پی چکی اب آتش افروز کو پلاؤں دوسرا جام لبریز کر کے سامنے آتش افروز کے لائے اور گنگنا کر یہ شعر گایا فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند آتش افروز نے جیسے ہی جام ہاتھ میں لیا کہ ایک طائر دروازے سے پیدا ہوا آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران شراب نہ پیجیے گا ورنہ غضب ہو جائیگا جیسے ہی یہ آواز آتش افروز نے سنی شراب پر نگاہ گرم ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا جیسے ہی عمرو نے یہ دیکھا اپنے مقام سے نعرہ کر کے اٹھا نعرہ عمرو

کز ان استاد عیاران عالم | سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین ز کرش آبیاری | جہان سر سبز از خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار | عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کر کے عمرو نے آتش افروز کے خنجر مارا آتش افروز نے اپنے کو گرا کر بچایا

چالاک نے حلقۂ کمند کا مارا اُسکے منھ سے آگ نکلنے لگی حلقۂ کمند کا جلا کمند کے جلتے ہی
چالاک نے خنجر مارا اُسنے اپنے کو پھر گرا دیا خنجر شکم و گردن پر نہ پڑا ران پر پڑا کہ
آتش افروز آہ آہ کرنے لگا ایک جادوگر قریب بیٹھا تھا چالاک نے اُسکو
خنجر مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا اندھیرے مین یہ دونون نکل گئے آتش افروز کو آ کے
ساحرون نے اُٹھایا دیکھا ران پر زخم کاری لگا ہے کہ جسکے سبب حیرانی و پریشانی ہے
آتش افروز نے کہا ارے وہ گویا تو عمرو تھا مگر اے طائر خیال یہ معشوقہ کو کیا ہو گیا
وہ بھی نکل گئی دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے کنیزون کو بلایا بلا کر پوچھا ملکۂ عالم کہان
کہان اُتری تھین کنیزون نے پتہ دیا کہ فلان صحرا مین اُتری تھین ایک بڑھیا آئی
تھی پھر اُسکا پتہ نہ ملا آتش افروز نے سر پیٹ لیا کہا یارو عیار میری فکر مین
آئے ہین اب مین خود تلاش مین نکلتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور تلاش خواجہ مین چلا ہا
چلون یہان خواجہ عمرو چند راہ مین آئے حیران ہو کر کہا چالاک تو کیونکر پہونچا
چالاک نے سب کیفیت بیان کی اور کہا قبلہ و کعبہ آپ نے آکر ہنگامہ ڈالدیا
ورنہ مین اُسکو مار لیتا خواجہ نے کہا اے نور نظر خیال رکھنا مین اُسکی فکر مین
ہون وہ برائے مقابلۂ طلسم کشا چلا ہے مجھکو تردد یہ ہے کہ ابھی تک اُنکو پہونچ نہین
ملی صاحبقران زمان بہی بجمعیت تمام جاتے ہین اور یہی منظور ہے کہ مقابلۂ
جمشید ثانی مین پہونچ جاوین ایسا نہ ہو کہ صاحبقران زمان پہونچین اور
جمشید سے مقابلہ پڑے اور آتش افروز جادو بھی وہان پہونچ جائے تو
خرابی ہوگی مین یہی چاہتا ہون کہ راہ مین اُسکو لون اسلیے کہ یہ ساحر زبردست
ہے اے نور نظر رنگ تو جم چکا تھا مگر طائر خیال نے ہوش اُڑا دیے اسی وجہ سے
آتش افروز آگاہ ہوا چالاک نے کہا مین بھی فکر مین پھر جاتا ہون اور اے
والد تاجدار دلبر صنوبر قد دختر کوہ پارہ جادو اسکے ساتھ منسوب ہوئی ہے اُسکو
ساحر سے نفرت ہے مین زیادہ تر اُسی کی فکر مین جاتا ہون اگر خدا چاہتا ہے تو
اُسے لاتا ہون خواجہ چالاک سے رخصت ہو کر ایک جانب روانہ ہوئے

اور چالاک ایک مسافر کی شکل بنکر دوسری جانب چلا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا
ہو اگر کوئی جھاڑی جھنڈی مل گئی تو اُس مین چھپ رہا چہار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے
دیکھ رہا ہو مگر آتش افروز جادو واسطے نکلجانے عمرو و چالاک کے مصاحبون سے
بہت بگڑا کہا یار و تمنے گرفتار نہ کر لیا مگر اب سار بان زادہ کہان جائیگا گرفتار کر کے
لاؤن وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے لیکن یہ معشوقہ کی صورت پر کون تھا سب
مصاحبون نے کہا ملکہ عالم یہ حرکت کر گذرین آتش افروز نے کہا ایسی مہ جبین حور
طلعت آفتاب صورت کو یہ حرصا کیونکہ ہوا کہ خنجر ماردیا اگر مین اسپر کو نہ گرا دیتا
تو خنجر شکم پہ پڑتا خداوند جمشید ثانی نے بچایا کہ خنجر ران پر پڑا اگر تم لوگ بڑے بچے
ہو یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ کون تھا جہان پر معشوقہ بیٹھی تھی وہانکی تھوڑی مٹی تو
اُٹھا لاؤ مٹی منگا کر اُسکا پتلہ بنایا اور اپنے ہاتھ کا خون کاٹ کر قطرہ اُسکے منہ پر
دیا قطرہ دیتے ہی اُس پتلے نے پھریری لی آتش افروز نے کہا بتلا کہ یہ معشوقہ
کون تھی وہ پتلا رونے لگا آتش افروز نے نشتر دکھایا کہ ایک نشتر ماردونگی
تو بھی زخمی ہو تو حال کھلے مین تو زخمداری سے بیقرار ہون ہر چند کہ زخم باندھا
ہو مگر معلوم ہوتا ہو کہ زخم مین آگ لگی ہوئی ہو اُس پتلے نے کانپ کر کہا کہ وہ
چالاک بیٹا عمرو کا تھا یہ سُنکر بہت جھلایا کہا لو صاحبو غضب دیکھو باپ بیٹے
دونون ملکر آئے تھے مگر ہاے مجھکو رونا یہ ہو کہ معشوقہ کو کیا کیا اسکا مجھکو بڑا
غم ہو ہاے وہ کیا کہتی ہوگی کہ وہ یار نے میری عرض کو قبول کیا اور سوار کر کے
روانہ کر دیا اب اگر مجھ تک نہ پہونچے تو وہ کیا کرے یہ کہکے اسباب حرب جھولی مین
بھر اتینہ کھینچے ہوے اُٹھا کہا لو صاحبو مین تو جاتا ہون بھائی اسکا شعلہ افروز
یہ کہکر اُٹھا کہ بھائی صاحب مین بھی جاتا ہون آپ عمرو کو لائیے چالاک کو مین
لاتا ہون آگے آتش افروز پیچھے اسکے شعلہ افروز چلا مگر چالاک ایک جھاڑی
مین چھپا بیٹھا ہو کہ اِسنے دیکھا آگے آتش افروز ایک جانب دوڑا ہوا جاتا ہی
بعد اسکے نکلجانے کے دیکھا کہ شعلہ افروز بھی آتا ہو چالاک یہ دیکھکر گھبرایا اپنے

جی مین کہتا ہو یقیناً ہماری ہی دونون کی تلاش مین یہ دونون بھائی بھی باہم
ہوکر نکلے ہین یہ سوچکر چالاک دعائین مانگنے لگا کر قبلہ وکعبہ ہوتے تو کوئی تدبیر
بتاتے جیسے ہی یہ سوچا غنودگی سی ہوئی کسی قدر سوتا تھا کسی قدر جاگتا تھا دیکھا
سامنے خواجہ عمر وکھڑے ہین چالاک نے عرض کی قبلہ وکعبہ آتش افروز آگے
گیا ہی اور شعلہ افروز اب پیچھے جاتا ہو مسکراکر فرمایا کہ واہ بیٹا چالاک ہمیشہ احمق
ہی رہو گے تم اور برق دونون جاہل ہو حقیقت مین ہوشربا مین برق نے کیا
کیا کارہاے نمایان کیے مگر کوئی عیاری ایسی نہ ہوئی کہ جسکا ذکر رہتا بس بیٹا
ایک بھائی کی شکل بنکر ایک کو مارلو چالاک کی آنکھ کھلی اپنے باپ کو دعائین
دینے لگا رنگ وروغن عیاری کا لگایا آتش افروز بنکر تیار ہوا تیغہ ہاتھ مین
لیا جھاڑی سے نکلکر دوڑا پکارکر آواز دی بھائی صاحب ذرا ادھر آئیے اب جو
شعلہ افروز نے دور سے دیکھا کہ آتش افروز ہنستا ہوا آتا ہو پکارکر پوچھا او
بھائی صاحب خیر تو ہو آتش افروز نقلی نے جواب دیا کہ بھائی ایک کو مین نے
مارڈالا اور اب دوسرے کو تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہون شعلہ افروز نے کہا
بھائی صاحب سر اسکا ضرور روانہ کرنا ہوشربا سے اور یہانتک کوئی مقام
ایسا نہین ہوا کہ جہان ان عیارون نے گستاخی نہ کی ہو مگر کوئی عیار کہین مارا
نہین گیا آپ نے روح سامری وجمشید کو شاد کیا یہ وہ شخص مارا گیا ہو گویا کہ
افراسیاب کا رقیب مارا گیا فتنۂ نور افشان کو ملاحظہ کیجیے کہ کیا کیا کارہاے
نمایان کیے کہ حیرت کو اسکی جانبازی پر رحم آیا اور اسکے ساتھ عقد کر لیا اور آخر
فتنۂ نور افشان مین ذکر ہو زمانۂ خروج ایرج نوجوان مین ہمراہ نور الدہر
بن بدیع الزمان بھی چالاک ساتھ تھا کیا کیا کارہاے نمایان کیے کہ دفترین
مرقوم ہو اسکے نام کی باختر مین بھی دھوم ہو آتش افروز نقلی نے کہا بھائی
تم چلکر سر کاٹ لو اور تم ہی لیکر خدمت خداوند مین جانا طرۂ پیغمبری طلب کرنا
کہنا آپ کے بندے نے بڑی کدوکوشش سے اسکو مارا ایسے مقام پہ مارا گیا

کہ جس زمین پر آب و دانہ بھی نہین ہوتا وہ صحراے ہول خیز ہے کہ شیرون کے ہوش
اڑتے ہین طائر اس صحرا مین قدم نہین رکھتے اگر بھولکر آ گئے تو منقار کھولکر گر پڑے
لُون سے پر جل جاتے ہین پھر ممکن نہین کہ اُڑ سکین ریتی کا میدان سنسان ویران
مجھکو ملگیا مین نے ہاتھ مار دیا برابر کے دو ٹکڑے ہوے تم چلکر سر کاٹ لو یہ سنکر
شعلہ افروز ہنسے دیتا ہے خوش ہوکر کہتا ہے بھائی صاحب جو ساحر کہ مسلمان ہوگئے
ہین مثل شاہان ہزار اسپ و شہنشاہ و شہریار چاہ ماران و ام الجبال و
عنتلی آباد جب انکے یہان خبر پہونچیگی سب مسلمان رنجیدہ ہونگے کہین گے کہ آج ہماری
کمر ٹوٹ گئی ایسے فرزند کاہے کو ہوتے ہین خلیفۂ منتخب ہے کیا کیا عیاریان کی ہین
افراسیاب کو دنگ کر دیا شعلہ افروز آتش افروز کے ہمراہ ہوا باتین کرتا
ہوا چلا کہنے لگا بھائی صاحب آج آپ نے وہ کام کیا ہے کہ سامری و جمشید جنت مین
خوشی کرتے ہونگے کیا عجب ہے کہ آپ سب مسلمانون پہ غالب آئین اگر طلسم کشا
کو سٹا دیا تو صاحبقران نابینا ہو جاوینگے خاص ملکہ مہر نگار کا پوتا ہے فرزند قباد
شہریار جری بہادر صف شکن دونون رخسار چاند کے ٹکڑے گویا ہین اور اسکی
پیشانی مہر درخشان سے زیادہ نمایان ہے سرو قد خورشید خد غنچہ دہن کم سخن
دہن کو شعرا نے معدوم لکھا ہے جس مین گنجایش کلام نہین کسی چیز کی حقیقت
نہین سمجھتے دربندون کو ویران کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران
دوسری طرف سعد بن قباد تیسری جانب ایرج و نور الدہر چوتھی سمت قاسم
و بدیع الزمان ایک طرف رستم پیلتن بھی ہمراہ ہین آتش افروز نقلی نے کہا
ایک ہو مین سب کو مٹا دونگا تھوڑی دور آکر کہا وہ دیکھو سامنے لاشہ پڑا ہے
ایک سیار کھا رہا ہے کوئی ٹانگ لیے بھاگا جاتا ہے کسی کے منھ مین ہاتھ دبا ہوا ہے
ایک سینے پر چڑھا ہوا خون پی رہا ہے حقیقت مین انجام تو اس حیا کا خوب ہوا
کہ دفن و کفن بھی ممکن نہ ہوا یہ سنتے ہی شعلہ افروز پلٹا کہ دیکھون لاشہ کہان ہے
چالاک نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا اور اپنا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

به عیاری من آنم چست و چالاک ۞ به چشم دشمن اندازم کف خاک ۞ نه آید باد گرد
تیز گامم ۞ خلیفه ام لم چالاک نامم ۞ خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا شعلہ افروز مرکر گرا
آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ افروز جادو بود دیگر آتش افروزنہ
نے جو بھائی کے مرنے کی آواز سنی بیقرار ہو گیا طرف صدا کے پلٹا یہان چالاک
نے لاش شعلہ افروز کی ایک کوئین مین ڈالدی اور آپ رنگ و روغن عیاری
کا لگاکر بصورت دلبر صنوبر قد جھاڑی مین چھپکر بیٹھا اور چیخین مار مار کے
رونے لگا پکارتا تھا کہ او جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی ملک الموت کو
جلد بھیج کہ میری روح قبض کرے مقام افسوس ہو کہ شیر بھیڑیا بھی مجھکو نہین پوچھتا
مگر آتش افروز جو بھائی کے مرنے کی آواز کو سنکر دوڑا اِس مقام پر آیا کچھ نہ پایا
جی مین کہتا ہو کہ یہ اکثر غل مچاتے ہین اِن شیطانون کی بات کا کیا اعتبار ہو کہ
رونے کی آواز کان مین آئی کوئی بلک بلک کر رو رہا ہو پلٹ کر دیکھا جھاڑی
مین روشنی معلوم ہوتی ہو قریب جھاڑی کے آکر دیکھا کہ دلبر صنوبر قد عجب حال
زار سے بیٹھی بلک رہی ہو پائچون مین گرد بھری ہوئی دوپٹہ جابجا سے مسکا ہوا
چہرہ اودا اس گرد و غبار مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا رو رہی ہو اشکون سے منھ
دھو رہی ہو آتش افروز کہ اسکا عاشق ہو یہ حال زار دیکھکر بیقرار ہو گیا آکر ہاتھ
تھام لیا کہا او خدیو مہ خوبی و او سرو باغ محبوبی ہم خود تمکو ڈھونڈھتے پھرتے
ہین تم اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچین اُس ظالم نے بڑی احتیاط سے قید
کیا ہوگا ملکہ نے کہا وہ نگوڑا مسواسونڈی کاٹا کیا قید کرتا ایک درۂ کوہ مین مجھکو
ڈال آیا تھا ایک مسافر خدارسیدہ وہان پہونچ گیا اُسنے ہوشیار کر دیا مین نے
ہاتھون کے کڑے اُسکو دیدیے جنگل مین بھاگ آئی مگر کیا سخت جان ہون
کہ وہان کے جانور نے چھوا اور نہ یہان کوئی شیر پلنگ آیا آتش افروز نے
کہا او ملکۂ عالم آپ کی جان اُس ظالم سے خوب بچی دلبر نے کہا وہ تو سمجھا تھا کہ
اِسکو شیر بھیڑیا کھا جاویگا مگر سامری نے مجھکو ہر بلا سے محفوظ رکھا بھلا اِس جنگل

میں یہان تنہا عورت کیا کرتی مگر واہ ری قدرت جمشید ثانی کہ تم بھی یہان آگئے ذرا
بیٹھ جاؤ میرے حواس درست ہون تو تمھارے ساتھ چلون آتش افروز بیٹھا ملکہ
کی شیرین زبانی پہ عشق کرنے لگا جی مین کہتا ہو کیا شیرین زبان ہو ایسی معشوق
کے ملتی ہو اے خداوند جمشید ثانی تمھاری قدرت کے نثار کہ ایسی زوجہ مجھکو عطا
کی جسکو دیکھکر نہال ہوتا ہون ملکہ کبھی چٹکی لیتی ہین کبھی اُلٹے ہاتھ سے تمانچہ مارتی
ہین کبھی کہتی ہین الگ رہو میرے قریب نہ آؤ ملکر نہ بیٹھو آتش افروز اِس نازک
باتون پر مرا جاتا ہو کہ دلبر نے کہا کیون صاحب آٹھ پہر گذرے کہ ہمنے آب و دانہ
نہین کھایا ہماری آنکھون کے نیچے اندھیرا آتا ہو اگر ہو سکے تو ایک جام شراب
پلا دو کہ ہمارا دل ٹھہرے آتش افروز نے کہا میرے پاس گلابی ہو مگر سحر کر کے
بیٹے رکھی ہو کہو تو اُسی گلابی سے ایک جام دیدون مگر بوقت سحر مجھکو ضرورت
پڑیگی تو خالی رہونگا ملکہ نے کہا صاحب نکالو آتش افروز نے جھولی سے گلابی
نکالی ملکہ نے کہا آدمی تم ہیچ پھیر مین پڑو گی آتش افروز نے ہنسکر کہا مین منھ کو
کھولکر بیٹھتا ہون جتنی مناسب جانو آپ میرے حلق مین چھوڑ دو یہ کہکر منھ کھولکر
بیٹھا ملکہ نے گھاتی سے بیہوشی ملائی اور ساری گلابی منھ مین انڈیل دی اور منھ
پیٹ لیا کہا صاحب تم تو بھلا سا منھ کھولکر بیٹھے ساری شراب پی گئے اب مین
کیا کرون لیکن الگ بیٹھو آتش افروز اُٹھا ٹہلنے لگا دو قدم اُٹھائے تھے کہ
لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا نعرۂ چالاک بہ عیاری سن آنجہت چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک ہلہ نہ آید با دگر دتیز گام * خلیفۂ اولم چالاک نام *
نعرہ کرکے خنجر کمر سے کھینچا منظور یہ تھا سر کاٹ لون کہ آسمان سے آواز آئی کہ
خبردار او مکار کیا کرتا ہو خنجر نہ مارنا ورنہ تجھکو قتل کرونگا چالاک نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک عقاب مثل انسان کے آواز دیتا ہوا آتا ہو چالاک ایک غار مین
کود پڑا وہ عقاب تڑپ کر گرا آتش افروز کو لے بھاگا کمر مین لپٹا ہوا لیے جاتا ہو
یہان لشکر مین اسکے سب سردار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہو کہ ہمارے

آ گئے ہیں عیار کا سر لاتے ہونگے یا زندہ لاوینگے کہ دیکھا آسمان پر سنّاٹا ہوا ایک عقاب کمر میں آتش افروز کی لپٹا ہوا آیا آتش افروز کو زمین پر رکھدیا اور ایک پرچہ کاغذ کا سینے پر رکھکر روانہ ہوا سرداروں نے پریشان ہوکر آتش افروز کو ہوشیار کیا آتش افروز کی جو آنکھ کھلی کاغذ سینے پر پایا اُسکو پڑھا تو اُسمین نوشتہ پایا کہ منم خداوند گر مخواہ آتش افروز ہر چند کہ ہم آگ میں رہتے ہیں مگر سب دنیا کا حال معلوم رہتا ہی جمشید ثانی ہر چند کہ خدائی کرتا تھا مگر ہمکو آکر سجدہ کیا وہ ہمارا بندۂ خاص ہی ای آتش افروز ہمکو معلوم ہوا کہ چالاک تجھکو قتل کرتا ہی ہمنے عقاب کو روانہ کیا اُسنے تمکو بچایا لیکن ہوشیار رہنا عیار تمھاری فکر میں ہیں قدرت کو ہزار طرح کے کام ہیں ہر وقت تمھارا خیال نہیں رہسکتا تمام دنیا کے امورات ہمارے متعلق ہیں سب کو رزق پہونچانا گنہگاروں کو سزا دینا بےگناہوں کو ثواب دینا مگر ای آتش افروز ہوشیار رہنا اُس کاغذ کا مضمون پڑھکر آتش افروز بہت خوش ہوا ساحروں سے کہا کیوں صاحبو تمنے دیکھا قدرت کو کسقدر خیال ہو لشکر تیار کرو مقابلہ طلسم کشا میں چلیں ایسا نہو قدرت کے خلاف گذرے کاغذ کو جھولی میں رکھ لیا لشکر کو تیار کر کے چلا ساحروں نے کہا بھائی صاحب آپ کے کیا ہوے کہا یارو معلوم ہوتا ہی کہ راہی جہنم ہوگئے مرنے کی اُنکے آواز میں نے سُنی تھی مگر لاشہ نہیں ملا ایک صحرا میں جاکر لشکر اُترا ایک کنواں بڑا سا اُس جنگل میں تھا اُسی سے سب پانی بھر کر پیتے تھے اور کہتے تھے کہ یارو یہ بو کیسی آتی ہی جب آتش افروز نے بھی پیا تو کہا کہ اب کوچ کرو ایسا نہو کہ اس پانی سے کوئی بیمار ہوجائے صبح کو آتش افروز جو بر سر چاہ آیا لاشہ پھولا ہوا شعلہ افروز کا کوئیں میں دیکھا آتش افروز نے ایک کنکری اُٹھائی اسم سحر پڑھکر کوئیں میں ڈالی اور آواز دی کہ ای سحر سامری اس لاش کو کوئیں کے باہر ڈالدو کہ یکایک پانی میں غراتا ہوا پانی اُبلنے لگا پانی کے ریلے میں لاش کوئیں سے باہر آئی لاشہ دیکھکر سب جادوگر نوحہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یارو

بڑا غضب کیا کہ جسنے رات کو یہ پانی پیا آتش افروز کہتا تھا مین نے بھی پیا تھا مگر
پینے کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ سڑا ہوا گوشت حلق سے اُتر رہا ہو سب نے
بڑا افسوس کیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلاے روزگار ہین آتش افروز جادو
گینڈے پر سوار فوج ہمراہ ہی یہی ارادہ ہو کہ مقابلہ اسعد مین جاوین مگر خواجہ
دچالاک الگ الگ ہو کر لشکر آتش افروز مین آئے خواجہ نے کہا چالاک
ہم تمکو سامنے آتش افروز کے لے چلین گے صورت بنا کر آؤ چالاک سمجھ گیا
ایک نازنین دوازدہ سالہ کی صورت بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال
ٹپک پڑے خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر عجم کی شکل سے بنے
اُس نازنین کو ساتھ لیا لشکر مین آتش افروز کے آئے ملازمون نے آکر
آتش افروز سے خبر کی کہ ایک تاجر عجمی آئے ہین آپ کی ملاقات کے خواہان
ہین یہ خبر سُنکر آتش افروز نے حکم دیا کہ بلالو سامنے بلا کر پوچھا کیون سوداگر
صاحب آپ کے آنیکا کیا باعث ہوا سوداگر صاحب نے عرض کی ذرا کنارے
چلیے تو مین عرض کرون آتش افروز اُٹھا کنارے جو آیا سوداگر نے برقع
چہرے سے اُس نازنین کے ہٹا دیا برقع جو ہٹا بجلی چمک گئی آتش افروز صورت
زیبا دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ ای سوداگر اِس نازنین کو کیون لائے ہو سوداگر نے کہا
من عقد این دختر خود ہمراہ حضور خواہم کرد مادر این صبیہ انتقال نمودہ من
سپرد حضور خواہم کرد این نہایت صاحب لیاقت است در کار دنیوی طاق
چونکہ نام حضور شنیدم حاضر خدمت ساختم مگر امید آن دارم کہ برین یتیم مہربانی
از حد فرمایند کہ این صبیۂ یتیمہ مادر ندارد آتش افروز چونکہ عجمی زبان سے واقف
نہین ہوا اپنے ایک سردار سے دریافت کیا کہ سوداگر صاحب کیا فرماتے ہین
سردار نے تمام حال مفصل ظاہر کیا کہ اپنی بیٹی کا عقد آپ کے ساتھ کرنا چاہتے
ہین آتش افروز خوش ہو گیا آخر طے ہوا کہ مہر کسقدر بندھے سوداگر نے کہا
دو لک روپیہ تعداد مہر سُنکر آتش افروز گھبرایا سردار سے کہا اِنکو سمجھا دو

کہ دس ہزار مجھسے ہو سکتے ہین تاجر نے انکار کیا آخر مین بیس ہزار روپیہ وقت مہر قرار
پایا آتش افروز کے ساتھ عقد کیا سوداگر نے خود بیٹھکر عقد پڑھا بیس ہزار روپیہ
لیکر سوداگر صاحب تو چلدیے آتش افروز کو نہایت اشتیاق ہی بارگاہ مین آکر
بیٹھا کہ رہا ہو کنیزین مقرر کر دی بی بی کو ہماری کوئی صدمہ نہ پہونچے جس شی کی خواہش
ہو منگا دو عطر کی شیشیان خاصدان مین گلوریان رکھوا دین دن بھر تو انتظار کیا
رات کو حجلۂ عروسی تیار کرایا آپ تو وہان آکر بیٹھا حکم کیا ملکۂ عالم کو بلاؤ وہ نازنین
کنیزون کے ہمراہ آئی سر جھکا کر بیٹھی مگر سب نے دیکھا کہ وہ نازنین رو رہی ہے آخر
آتش افروز نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیا تکلیف پہونچی جو حکیم دوا دیتے بجا
لاؤن نازنین نے روکر کہا صاحب اباجان ہمارے کہان گئے آتش افروز نے
کہا کل بلوا دونگا وہ بھی اب یہین رہا کرینگے اگر وہ تشریف رکھتے تو ایسی مجال
تھی کہ چار و ناچار نہ بیٹھتا نازنین نے یہ سنکر گلابی کھینچی جام لبریز کیا ہاتھ بڑھایا
آتش افروز نہال ہو گیا جام بلورین لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جیسے ہی شراب
حلق سے اتری گھبرا کر کہا کیون اے جان جہان و آرام دل مشتاقان اس شراب
مین کیا تھا کہ جسکے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی اس نازنین نے جواب دیا
صاحب مین کیا جانون شراب تمھارے گھر کی تھی کیا کچھ مین اپنے ساتھ لائی
تھی یہ سنکر آتش افروز گھبرا کر اپنے مقام پر سے اٹھا چاہا تھا لون بے ہوشی
اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چالاک نے زبان مین سوزن
دی پشتارہ باندھا لے بھاگا راہ مین خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی کہا لیجیے
قبلہ و کعبہ آتش افروز کو لایا خواجہ نے کہا بخدمت صاحبقران زمان لیچلو
چالاک لیکر چلا یہان صاحبقران زمان دربار عام مین تشریف رکھتے ہین
کہ زنگ کی آواز آئی خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو و چالاک آتے ہین صاحبقران
نے فرمایا بلا لو چالاک سامنے آیا آتش افروز کو ستون سے باندھ دیا امیر
نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو ستون سے باندھ. حکم عمرو نے ہوشیار کیا امیر نے

فرمایا کیون ای آتش افروز قدرت خدا کو دیکھا کسطرح گرفتار ہوکر آئے بہتر یہ ہی کہ
اطاعت اسلام کرو ورنہ جلاد کو بلاؤنگا جلاد تمکو قتل کر ڈالیگا جلاد کا نام سنکر آتش افروز
کانپنے لگا دست بستہ عرض کی مین غلامی اختیار کرتا ہون چاہتا ہون اطاعت دین
اسلام اختیار کرون صاحبقران نے یہ سنکر حکم دیا کہ زبان سے اسکی سوزن
نکالو زبان سے سوزن جو نکلی آتش افروز داہنے بائین دیکھنے لگا چاہتا ہی کہ
نکل بھاگون تا ڈ رہو کر عیار پکڑ لاوینگے دل مین کہتا ہی ای آتش افروز کیونکر بچونگا ضرور
گرفتار ہو جاؤنگا اسمزنگون بیٹھا ہی یہ سوچتے سوچتے بول اٹھا کہ ای چالاک فرزند
خواجہ عمرو اب صاف صاف بتاؤ کہ ملکہ دلبر صنوبر قد کہان ہی چالاک نے جو
یہ بات سنی خیال کیا کہ مسلمان تو ہو چکا ہی صاف صاف بیان کر دیا وہ سنکر خاموش
ہو رہا اور باہر نکلا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اسکو روکیے ورنہ یہ بھاگ
جائیگا صاحبقران نے فرمایا اگر یہ بھاگ جاویگا تو پھر گرفتار ہوگا عمرو دور سے
دیکھ رہا ہی کہ آتش افروز طرف صحرا کے چلا چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ مین اسکو
روکتا ہون عمرو نے کہا ای فرزند جانے دو جو مرضی آقاے نامدار کی ہو مجھے اول ہی
عرض کر دیا تھا ہما۔ اکہنا نہ مانا اسوقت تم جاکر اگر روکوگے وہ عذر کریگا کہ صحرا مین
واسطے شکار کے جاتا ہون چالاک کہنے سے خواجہ کے رکا مگر آتش افروز
صحرا مین آیا پھر پرواز پیدا کرکے اڑتا ہوا طرف اپنے صحرا کے چلا جب لشکر مین آیا
تو افسرون پر اپنے بہت خفا ہوا کہا یارو اپنے غافل ہو گئے ہمکو گرفتار کرکے
عیار لے گیا اور تم مین سے کسی نے نہ روکا سب نے عرض کی ہم سب بیہوش پڑے
تھے کون روکتا کون ٹوکتا آتش افروز نے جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
اب آیندہ خیال رہے مگر ایک مطلب حاصل ہوا کہ دلبر صنوبر قد صندوق مین
بند ہی اسکو نکالو میرے پہلو مین لاکر بٹھاؤ دلبر کو مصاحبون نے صندوق سے
نکالا اب جو آنکھین ملتی ہوئی وہ اٹھی ساحرون کو دیکھا گھبرا گئی اور پوچھنے لگی کہ میری
کنیزین کہان ہین سب نے کہا کنیزین آپکی سب موجود ہین مگر اب چلیے آپ سے

شوہر آپ کو بلاتے ہین نام شوہر سنکر دلبر رونے لگی کہا مین تو غیر کے سامنے نہ جاؤنگی
ساحرون نے کہا آپ ہی کی شکل بنکر عیار انکو چرا لیگیا تھا لشکر صاحبقران سے جاکر
آپ کے شوہر بھاگ آئے لیکن اب ارادہ یہ ہی کہ براے مقابلہ مسلمانان نہ جائین
دلبر اسی مقام پر بیٹھ گئی مصاحبون نے آتش افروز سے کہا کہ دلبر صنوبر قد آپکے
نام سے نفرت کرتی ہی ہر چند بلاتے ہین وہ نہین آتی آتش افروز نے کہا مین ابھی
جاکر راضی کیے لیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ چوبدار نے عرض کی نامہ دار غار افراسیاب
سے آیا ہی آتش افروز نے کہا بلا لو نامہ دار اندر آیا آتے ہی نامہ دیا نامے کو اسنے
پڑھا اسمین یہ لکھا تھا کہ اے آتش افروز منم سرخاب مقرب کل چو سجدہ کیا تو قدرت
نے حکم دیا کہ ہمارا بندۂ خاص عجب آفت مین مبتلا ہی اسکو بلا بھیجو ہم اسکے سحر کو مضبوط
کردین نامہ دار نے کہا میرے ساتھ چلیے آتش افروز نامہ دار کے ساتھ ہوا
مصاحبون نے کہا بس حضور نے سمجھ لیا کہ یہ نامہ دار وہین سے آیا ہی آتش افروز
نے کہا سرخاب مقرب نے نامہ لکھا ہی کہ وہ نائب خداوند ہی اب جو وہان سے
آؤنگا تو قیامتین برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مگر مین دربار حمزہ کو دیکھ آیا
بڑے بڑے جادوگر اسکے ہمراہ ہین ان سب کو ایک سحر مین پست کردونگا بھلا کسکی
مجال ہی کہ جو مجھسے مقابلہ کرسکے خداوندگر مجھکو بلاے روزگار ہین ایسے ایسے سحر
پیدا کرتے ہین کہ زمین تھرا جاتی ہی ستارہ ہاے آسمان ہلجاتے ہین وہ ایسا ہی
کوئی سحر مجھکو دیدینگے کہ مین آکر زمین ہلا دونگا سب نے کہا آپ کو اختیار ہی اب
نامہ دار سے باتین کرتا ہوا چلا نامہ دار سے پوچھا تمھارا کیا نام ہی نامہ دار
نے جواب دیا مجھکو اختقاق جادو کہتے ہین مقرب خداوند کے پاس رہتا ہون
آتش افروز بے خوف ہوگیا ایک مقام پر آکر نامہ دار رکا یا تو آگے آگے
جاتا تھا یا ٹھہرا اسکے پیچھے آیا آتش افروز نے پوچھا خیر تو ہی اختقاق نقلی نے
کہا ایک شیر ببر راہ مین کھڑا ہی آتش افروز نے کہا کیون ڈرتا ہی مین ابھی سحر
کرکے ہٹاے دیتا ہون اس ببر کو بلاؤن کہ جو شیر کو بھی ڈراوے اور وہ

شیر اپنی دُم دبا کر بھاگے نامہ دار نے کہا آپنے تو کیئے جیسے ہی آتش افروز آگے
بڑھا پشت پر سے جانبے کمند کے پڑے اور نعرہ ہوا نعرۂ چالاک بہ عیاری
من آنم جست و چالاک ۔ بہ چشم دشمن اندازم کف خاک ۔ نہ آید با دگر دیگر کام ہا
خلیفہ اولم چالاک نام ہا نعرے کی صدا سنکر آتش افروز نے چاہا پلٹوں چالاک
نے حباب مار دیا آتش افروز بے ہوش ہوا زمین پر گرا چالاک نے چاہا پشتارہ
باندھوں کہ آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر گرا چالاک تو ایک غار مین جا کر
چھپا عقاب نے آتش افروز کو اُٹھا لیا اور لیکر اُڑتا ہوا چلا چالاک نے دیکھا
کہ عقاب آتش افروز کو لیے جاتا ہے یہ بھی چھپتا ہوا چلا عقاب آخر ایک قصر مین
داخل ہوا چالاک جو قریب قصر آیا دیکھا صدہا چوبدار و خدمتگار دروازے پر
کھڑے ہین چالاک نے ایک کو اشارہ کیا جیسے ہی وہ سامنے آیا چالاک نے
اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر دروازے پر آیا باتون مین لوگون سے پوچھا کہ
اِس قصر مین کون صاحب رہتے ہین چوبدارون نے کہا میان ایسے نادان ہوگئے
خداوند گر مخو اِس مکان مین واسطے عیش کرنے کے آتے ہین ساحرون کو بڑا
دھوکا دیا ہے اِس مکان سے کوئی آگاہ نہین ہے چالاک یہ خبر سنکر اندر چلا چوبدار
نے کہا کیا میان خدمتگار تمکو بلایا ہے چالاک نے کچھ جواب نہ دیا بڑھا چلا اندر
آ کے دیکھا کہ مکان فرش مشجر سے آراستہ ہے تخت پر ایک جادوگر بیٹھا ہوا ہے اور
آتش افروز سامنے بیہوش پڑا ہے اُس تخت نشین نے آواز دی کہ او خدمتگار
اسکو ہوشیار کر دے چالاک بہت خوب کہکر قریب آیا پانی چھڑک کر آتش افروز
کو ہوشیار کیا آتش افروز نے آنکھین کھولکر اُس ساحر کو دیکھا واسطے سجدے
کے جھکا کہا یا خداوند آپ یہان کہان آئے گر مخو نے جواب دیا کہ دن کو
اکثر یہان آتے ہین تیری خبر پائی کہ عیار باندھ چکا ہے چاہتا ہے کہ اُٹھا لیجائے بڑے
افسوس کی بات ہے کہ وہ دو دو تین تین دھوکے کھاتا ہے اور پھر ہوشیار نہین
ہوتا مگر مین تجھکو ایک بیضہ دیتا ہون اِسکو جا کر صاحبقران کے سامنے کاٹنا

اُنکو اسم اعظم فراموش ہوجائیگا تب اُنکو اُٹھالا نا یہ کہکے ایک بیضۂ سفید دندان
فیل کا دیا اور ترکیب اُسکی بتادی کہ اسم اعظم بند کر کے صاحبقران کو تو اُٹھالانا
آتش افروز نے کہا یا خداوند مین جاتا ہون خدمتگار نے دست بستہ عرض کی
یا خداوند مین بھی اِنکے ساتھ جاؤن گرمخو نے کہا ای آتش افروز اسکو بھی ساتھ
لیتے جاؤ یہ تمکو ہوشیار کرتا رہیگا یہ خدمتگار قدرت ہی کل امور کی حقیقت سے
آگاہ ہی آتش افروز خدمتگار کو ساتھ لیکر چلا راہ مین اِسنے کہا آپ چلیے مین آیا
سرمیدانی بھول آیا ہون اُس مین سرمۂ جمشیدی ہی جسوقت آنکھون مین آپ
لگا لیجیے گا سحر اور زیادہ یاد آجائیگا اور ایک عمدہ بات یہ ہی کہ آپ سب کو دیکھیے
آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے آتش افروز نے کہا تم سرمیدانی لاؤ مین آگے بڑھتا
ہون خدمتگار غائب ہوا آتش افروز چلا راہ مین آکر آتش افروز نے
دیکھا کہ جنگل مین ایک عورت پھر رہی ہی اور یہ اشعار پڑھ رہی ہی **نظم**

خاک مین ملکے بھی مین اُسکو نہ دشمن سمجھا ۔ گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون ۔ کیا یہ اُسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
زلفین سنبل ہین تو ہین نرگس شہلا آنکھین ۔ جسنے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا
کیا جانے کوچۂ محبوب ہی بستان ارم ۔ کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا
یاد آئی جو مجھے اپنی ہی بالین سر کی ۔ گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا
سینے سے مثل جبین مین نے لگایا جو اُسے ۔ داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا
موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے ۔ سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا
ہوگئی یار کے ہاتھون پہ جو مہندی کالی ۔ انگلیونکو مین زبان گل سوسن سمجھا
سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا ۔ بے رُخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا
محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے ۔ گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا
کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش ۔ رہ خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

آتش افروز نے بڑھکر پوچھا کہ ای نازنین اس صحرا مین کیون ماری ماری پھرتی ہی

اُس مہجبین نے بہ نگاہ غور دیکھا ہنسکر کہا او صاحب میری آرزو پوری ہوگئی مین نے
خواب مین تمکو دیکھا تمھاری ہی تلاش مین نکلی لیکن جمشید ثانی کے صدقے کہ یہان
ملاقات ہوگئی اب مین تمھارے ساتھ ہون آتش افروز اُسکو اپنے ساتھ لیکر
چلا ایک مقام پر ٹھہرا کے پیچھے ہٹی کہا لو صاحب غضب ہوا میرے باپ آتے ہین
تلوار کھینچے ہوے ہین آتش افروز نے کہا تم نڈر رہو مین سمجھا لونگا نازنین نے
کہا آگے بڑھو آتش افروز آگے بڑھا جیسے ہی آگے بڑھا چالاک نے حلقۂ
کمند گلے مین ڈالدیے اور رحباب مار کر بیہوش کیا خنجر کھینچکر مارا کہ آتش افروز
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جنگل مین ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی چالاک ایک
غار مین چھپا جیسے ہی نکلا آسمان سے تڑپ کر وہی عقاب گرا چالاک کو اُٹھا لیگیا
چالاک نے راہ مین دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام پنجے مین دبائے ہوے
لیے جاتا ہو کہ ایک طرف سے دیکھا شعلہ افروز آتا ہو مگر روتا ہوا کہ ہائے بھائی
کا لاشہ اِن آنکھون سے دیکھا کاش کہ نابینا پیدا ہوتا مگر اِن عیارون سے خداوند
جمشید ثانی بچا دین عقاب نے جو دیکھا کہ شعلہ افروز روتا ہوا آتا ہو عقاب نے
پکارکر آواز دی کہ ای برادر آتش افروز کہان سے آتے ہو کیون روتے ہو
مین نے تمھارے بھائی کے خون کا بدلہ لے لیا دیکھو اِس قاتل کو لیے جاتا ہون
شعلہ افروز نے کہا بھائی تیرے صدقے ہو جاؤن ذرا نیچے آؤ مین اِس ظالم کی
بوٹیاں دانتون سے کاٹون تو میرے دل کو آرام آئے عقاب نے کہا مین نے
سُنا تھا کہ تم بھی مارے گئے شعلہ افروز نے کہا جب مین نے سُنا کہ عیارون کا
ہنگامہ ہو تو بیر کو اپنی صورت بنا کر مین الگ ہو گیا تھا وہ بیر مارا گیا اور مین
غار مین مخفی رہا آج نکلا تھا کہ بھائی کے مرنے کی آواز کان مین آئی لاشہ دیکھکر
بیقرار ہو گیا سامنے قدرت کے بہت فریاد کرونگا مگر اِسکو نیچے لاؤ مین سزا دون کر
دل کو تسکین ہو عقاب ہوا سے اُتر آیا شعلہ افروز نے بڑھکر چالاک کو ایک
لات ماری تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا عقاب نے کہا او شعلہ افروز قتل نہ کرنا

قدرت سے کہدیا تھا کہ ای عقاب زندہ لاتا قدرت کے سامنے چلو انکو اختیار ہو شعلہ افروز نقلی نے کہا دیکھو سامنے بھائی صاحب آتے ہین قدرت نے میری دعا قبول کی بھائی صاحب زندہ ہوگئے عقاب جادو خوشی خوشی کہنے لگا کہ اگر قدرت کی نظر رحمت ہوئی تو کیا بڑی بات ہو بیکڑون بندے پیدا کرتے ہین ایک مُردے کو زندہ کردیا تو کیا کمال ہوا عدم سے پھیر دیا روح کو بدن مین داخل کیا یہ کہکے عقاب پلٹا شعلہ افروز نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ بہرم	رنگ از رُخ بختک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہوا چالاک نے کہا قبلہ وکعبہ خوب آپ وقت پر آئے خواجہ نے کہا مین دیکھ رہا تھا کہ تمکو عقاب لیے جاتا ہو مجھکو کچھ نہ بن پڑا شعلہ افروز کی شکل بنکر آیا خیر عیاری موزون ہوگئی اب کیا ارادہ ہو چالاک نے کہا صاحبقران کو جاکر خبر دیجیے کہ کوچ کرین چالاک وخواجہ ساتھ ملے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے سب کیفیت بیان کی مگر چالاک نے کہا دلبر صنوبر قد آپکے لشکر مین ہو اگر حکم ہو تو اُسکو لے آؤن صاحبقران نے فرمایا ای چالاک کون صنوبر قد چالاک نے عرض کی کوہ یار جادو ایک قلعے کا حاکم ہو گلزار آتش افروز کا اُسکی طرف سے ہوا یہ دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا اُسنے کوہ یارہ کو نامہ لکھا کہ اپنی دختر کو میرے ساتھ منسوب کر اُسنے بخوشی قبول کیا ملکہ کو سوار کرکے روانہ کردیا کہ گلزار میرا اُس صحرا مین ہوا کہ جہان صنوبر قد اُتری ہوئی تھی مین نے عیاری کرکے دریافت کرلیا کہ دلبر صنوبر قد کو ساحر کے نام سے نفرت ہو مین نے عیاری کرکے صنوبر قد کو ایک صندوق مین بند کردیا تھا مگر اب سننے مین آیا تھا کہ آتش افروز نے اُسکو صندوق مین سے نکالا اور طالب وصل ہوا مگر

ملکہ نے انکار کیا اُسکا ارادہ ہوا تھا کہ ملکہ پر کچھ جبر کرے کہ مین اور قبلہ وکعبہ پہونچے
صاحبقران نے فرمایا اب کسی طور سے جاؤ اور اُسکو لاؤ چالاک باہر نکلا آکر
خواجہ سے پوچھا کہ کیون قبلہ وکعبہ کیونکر جاؤن خواجہ نے کہا اُسی طرح جاؤ اُدھر
چالاک حیران ہوا کہ قبلہ وکعبہ نے عجب فقرہ کہا یہ سوچ رہا تھا کہ برق سامنے
سے آیا واضح رہے کہ مہتر برق سے اور دیو تندک سے ملاقات ہو گئی اسنے
کہا اے تندک مجھکو بھی طلسم ہوشربا مین پہونچا دے تندک نے لاکر ایک صحرا مین
چھوڑ دیا مدت سے لشکر مین تھا اب اپنے کو برق نے ظاہر کیا برق سے بھی
چالاک نے پوچھا کہ کیون بھائی برق کیونکر جاؤن برق نے سنکر کہا کہ اُسی
صورت پر جاؤ چالاک حیران ہوا کہ برق نے بھی وہی کلمہ کہا جو قبلہ وکعبہ نے
کہا تھا اے چالاک کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک عیاری عقل مین آئی
چار شاگرد ولیے اُنکو خدمتگار بنایا مرکب عربی پر سوار ہوا بصورت آتش افروز
چلا یہان لشکر والے حیران تھے کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ابھی تک
پلٹ کر نہین آئے اُسکے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ آتش افروز آتے ہین
افسرون نے آکر استقبال کیا باعزاز لیکر بارگاہ مین آئے چالاک نے بیٹھتے ہی
پوچھا کہ دلبر کا مزاج کیسا ہے کنیزون نے عرض کی جب سے آپ گئے ہین ہر وقت
رویا کرتی ہین اور کہتی ہین ہین آتش افروز سے راضی نہین یا میرے قلعے
مین بھیجدین یا طرف لشکر صاحبقران کے روانہ کرین کہ مین وہان جاکر عبادت
خدا کرون یہ سنکر آتش افروز نقلی نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہدو کہ تخلیہ کرو ہم
آتے ہین ملکہ نے خبر سنکر منھ پیٹ لیا کہا جس امید پر آئے ہین ہمیشہ ناامید رہینگے
مجھپر دست انداز نہ ہو سکینگے کنیزین ہر بہانہ سے ہٹنے لگین کہ ایک کنیز نے
خبر دی کہ شہنشاہ آگئے اُس جلدی مین دلبر نے ایک خنجر اپنے پاس رکھ لیا جب
کنیزین سب ہٹ گئین تو آتش افروز نقلی اندر آیا سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا
ملکہ نے کہا صاحب کیون کھڑے ہو بیٹھ جاؤ چالاک نے کہا آپ نے غلام

قدیم کو پہچانا دلبر نے سر جھکا کر کہا ہان صاحب پہچانا کہ آپ شہنشاہ ساحران ہین
مگر مجھسے کچھ امید نہ رکھیے گا چالاک نے کہا مجھے آپ نے نہین پہچانا حضور مین ہون
چالاک بن عمرو کہ ایک کنیز کو دیکھا چلی آتی ہے ہنستی ہوئی پائنچے ہلاتی ہوئی
سامنے آکر کہا اے فرزند کیا کہنا تم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری ہین
ابھی پہونچا تھا کہ ملکہ کو لے جاؤن مگر تم بھی خوب آئے اب انکو نکالدو پھر ہم
لشکر سے سمجھ لین گے چالاک نے باہر نکلکر حکم دیا کہ محافۂ زرین لاؤ اس مین
ملکہ کو سوار کرو لشکر مین حمزۂ عرب کے بیسیوں ہم لڑ بھڑ کر لے لین گے ملکہ کی تو
مراد پوری ہو جائے محافۂ زرین آیا ملکہ خوشی خوشی سوار ہوئین پچیس سوار
ساتھ کیے کہا لشکر حمزہ مین پہونچا کر چلے آؤ پھر کہا دو افسرون کو بلاؤ جو غالب
ہوگا اُسکو سپہ سالار لشکر کرینگے خیل جادو اور ابابیل جادو آئے دونون کو لڑوایا
مراد یہ تھی کہ آپس مین سحر کرو جو غالب ہوگا ہم اُسکو افسر کرینگے خیل و ابابیل
مین سحر چلنے لگا خیل جادو ابابیل پہ سحر کر رہا ہے ابابیل نے جو دیکھا کہ خیل سحر
کرنے لگا آتا ہے جھلا کر ایک طمانچہ مار دیا طمانچہ کھا کر خیل جھلایا جھولی سے کارد
سحر نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا سحر کرکے کھینچ ماری ہر چند ابابیل نے چاہا کہ کون
مگر کارد ترکی سینے پر آکر پڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گذری ابابیل جادو کا گرنا
کہ چالاک نے اُسکے ملازمون سے کہا تمھارے افسر کو مار ڈالا تم اس سے
بدلا لو اُن سب نے ملکہ خیل کو مارا ملازمون نے شور و غل مچایا اسطرح پر
چالاک نے ہزار دو ہزار کو قتل کرا کے گرایا اسکے بعد اپنے کو ظاہر کیا سب
بصدق دل مسلمان ہوئے چالاک اور عمرو سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
اسباب تو سب خواجہ نے نذر زنبیل کیا پہلے صاحبقران زمان نے سُنا کہ
دلبر صنوبر قد آئی ہے اُسکو اُترا دیا بعد اُسکے ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ
و چالاک لشکر کو لیکر آتے ہین صاحبقران نے سردارونکو بھیجا وہ استقبال
کرکے لائے صنوبر نے جو صاحبقران کو دیکھا عاشق جمال بے مثال ہوئی

صاحبقران نے بہ خوشی دلبر کے ساتھ عقد کیا مگر باپ اسکا کوہ یار جادو بالائے کوہ بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی کا عقد صاحبقران کے ساتھ ہوگیا نام حمزہ کا سنکر کوہ یار بہت جھلآیا کہا مین نے تو پاس آتش افروز کے روانہ کیا تھا اُسپر کیا سانحہ گذرا ہرکارون نے بیان کیا کہ آتش افروز مارا گیا شعلہ افروز قتل ہوا چالاک عمرو عیاری کر کے آپ کی دختر کو لیگئے کوہ یار نے حکم دیا کہ ما بدولت کو بہت ناگوار ہوا کہ میری لڑکی مسلمان کے ساتھ منسوب ہو کر جو خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین یہ فعل مجھپر بہت شاق ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کر بر سر حمزہ جائے سردارونسے کہا کہ تم بھی آپڑنا مین جا کر ادھر سے سحر کرونگا لشکر مین ہنگامہ پڑ جائیگا ساٹھ ہزار کا لشکر صبح کو روانہ ہوگیا لشکر تو دن کو گیا اور شام کو آپ ایک ہنس پر سوار ہوا طرف آسمان کے چلا یہان صاحبقران تو بارگاہ مین ہین جملہ سردار حاضر ہین چونکہ صاحبقران نے شب کو عقد کیا ہی لہذا خواجہ عمرو نی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا — مین موے پر روز جی جاتا رہا
زندگی کی سہنے مر مر کے بسر — وہ بُت ترسا جو ترساتا رہا
واہ بخت نارسا دیکھا تجھے — نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا
وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی — رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا
چھوڑ کر چاہ ذقن نکلا نہ دل — لاکھ گیسو اُسپہ لہراتا رہا
دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین — ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا
دیکھ اُسکو ہوگیا مین بیخبر — دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین — سیل اشک آنکھونسے برساتا رہا
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا — دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
اُس مسیحا کی امید وصل مین — شام جیتا صبح مرجاتا رہا
عشق کا رعنا مرض ہی لادوا — کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ساٹھ ہزار فوج ساحران مقابلہ حضور مین آئی ہو انکا
ارادہ ہو کہ آج ہی رات کو لڑائی کا خاتمہ کر دین صاحبقران نے فرمایا خدا ے ما
رحیم است وکریم است یہ ذکر تھا کہ صداے طبل جنگی کان مین آئی صاحبقران
نے پوچھا عمرو نے عرض کی ہرکارے آتے ہونگے کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے
دعا و ثناے شاہی بجا لائے قطعہ ای بہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد ہادی
نگہبان تن وجان تو اللہ الصمد ہے لم یلد یار ت ولم یولد ہمہ جا دستگیر ہے لم یکن
نام ترا مونس ہے کفوا احد ہے شہر یار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز وگداز ہو افسران
لشکر کوہ یار نے طبل جنگی بجوا دیا مگر کوہ یار لشکر مین نہین ہو امیر نے خواجہ
سے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرم گرایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
تیاری رہی اب وہ وقت آیا **نظم**

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لحاف غنچہ اندرو برکشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

مگر رات کو یہ سامان ہوا کہ جب رات کم باقی رہی تو آسمان سے پتھر برسنے
لگے لشکر مین صاحبقران کے صداے فریاد بلند ہوئی صاحبقران زنان
ہنگامہ سنکر نکل آئے دیکھا خیمہ ہاے زنگاری وگلناری سرنگون پڑے ہوے ہین
ہر طرف بڑی بڑی بارگاہین الٹی ہوئی پڑی ہین صد ہا بندگان خدا سر پیٹتے ہین
تڑپ رہے ہین جسپر پتھر پڑا سر پاش پاش ہو گیا جب کئی سو جوان اِس آفت
سنگین سے سیار گلشن جنان ہوے اور صاحبقران نے اپنی آنکھو ن سے
دیکھا کہ بارش سنگ موقوف نہین ہوتی تو عمرو نے آکر کہا اسم اعظم پکار کے
پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی آواز بلند ہوئی پتھر برسنا موقوف
ہوے صاحبقران پلٹ گئے جاکر بارگاہ مین بیٹھے پھر صداے فریاد آنے لگی

باہر نکلکر دیکھا کہ پتھرون کی بوچھار ہو ای اہل اسلام عاجز ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کر
کدھر نکلجاوین کیونکر جان بچاوین صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا پتھر برسنا موقوف
ہوے آکر بارگاہ مین بیٹھے پھر صداے فریاد بلند ہوئی پھر امیر نے آکر اسم اعظم پڑھا
پھر موقوف ہو گئے اسی طرح سے صبح تک تلاطم رہا جب نیر اعظم نکلا اور روشنی پھیلی
تب بالکل پتھر موقوف ہوے صاحبقران سوار ہوے لشکر کو ساتھ لیکر میدان
مین آئے افسران فوج کوہ یار بھی ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر میدان مین آئے
صفین جمین بعد نقابت سہراب جادو طرف سے کفار کے میدان مین آیا پکار کر
آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جیسے ہی سہراب نے آواز دی القاس
گھوڑا اپکا کر نکلا صاحبقران سے اجازت لی امیر نے فرمایا ای القاس نہ جاؤ
تم غیر ساحر ہو ساحر کے مقابلے مین جاتے ہو کیونکر جواب دوگے القاس نے
عرض کی غلام تیر سے اسکو مار لیگا صاحبقران نے ناچار اجازت دی القاس
میدان مین آیا تیر مارا سہراب نے جلا دیا کئی تیر القاس نے مارے لیکن
سہراب نے جلا دیے سہراب نے سحر کیا کہ گھوڑا لیکر القاس کو طرف ہوا کے
بھاگا سہراب نے پھر آواز دی کہ اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے امیر نے
اشقر بڑھایا میدان مین پہونچے سہراب نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر نے
تاثیر نہ کی صاحبقران قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سہراب جادو کے
دو ٹکڑے ہوے کئی ساحر اسی طرح نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے
اب امیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے مین نہین آتا کہ ہوا سے گرد اڑی کوہ یار
ایک ہر برا آتشین پہ سوار مقابلے مین صاحبقران کے آیا آتے ہی تلوارین
برسائین مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی کئی سحر کوہ یار نے کیے جب کچھ اثر نہ ہوا تو کوہ یار
گھبرایا مقابلے مین امیر کے تلوار کھینچکر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر امیر نے
بہ فنون سپاہ گری روکے پھر ہاتھ تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر کوہ یار کو
اٹھا لیا ہر چند وہ چاہتا ہے سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا آخر صاحبقران نے فرمایا کہ ای

کوہ یار میں تمہارا لحاظ کرتا ہون چاہتا ہون کہ اپنی جان نہ دو دین اسلام اختیار
کرو آخر کوہ یار بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی دائرہ اسلام مین لایا صاحبقران
بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے یہ سب خبرین جمشید ثانی کو پہونچین
اسنے گرم خو کو عرضی لکھی کہ یا خداوند مین آپ کا ہرچند کہ گندہ بندہ ہون لیکن لوح
ایسے مقام پر رکھی ہو کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہوگا پس لوح تو عمر بھر نہ پاوینگے مگر دربند
ویران ہوگئے یہ عرضی جب جمشید ثانی کی پہونچی نگہبانون نے عرضی کو آگ مین ڈالدیا
ایک شہر اپنچہ پیدا ہوا اُسنے عرضی کو اُٹھا لیا گرم خو نے وہ عرضی پڑھی سوچا کہ بڑا
ساحر مارا گیا آتش افروز کہ نگہبان آتش تھا اُسکو عیارون نے مارا اُسی کی شکل
بنکر عیاریان کیں دلبر اُنکے قبضے مین گئی کوہ یار بھی بصدق دل مسلمان ہوا اب
کیا تدبیر کرون دیر تک سوچا کیا آخر آواز دی کہ ای ہماے جادو جلد آؤ کہ آسمان
سے ایک ہما اُڑتا ہوا آیا آکر آگ مین گرا پر پرزے جل گئے ایک طرف سے
آواز آئی کہ ای مقرب درگاہ خداوندی اپنے کو سنبھال ہما کے فوراً پر پرزے
درست ہوگئے سامنے گرم خو کے آیا گرم خو نے کہا ای ہماے جادو تو بر آے
مقابلہ مسلمانان جائیگا مسلمانون کو گرفتار کر لائیگا ہما نے کہا قدرت کا ارشاد
ہو آنکھون سے بجا لاؤنگا یہ کہکر ہما باہر نکلا اور ڈیڑھ لاکھ فوج ساتھ لی برآے
مقابلہ صاحبقران چلا یہان صاحبقران بعد فتح جنگ کوہ یار دربار مین ہین
پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سب سرداران ساحر وغیرہ ساحر جمع ہین کہ
صاحبقران نے فرمایا خواجہ براے ملاقات سعد شہریار جاؤ اُنکو ہمارے
پاس لاؤ کہنا ای نور نظر تمنے ماشاء اللہ بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے کہ تمہارے
نام سکے ہین مگر ہماری ملاقات کو آؤ خواجہ عمرو چلے مگر بادشاہ جمجاہ
ایک صحرا مین فروکش ہین جادوگرنیان مثل حمالہ گیسو کشا و لوحداران
طلسم کوہ وبحر مین جادو وغیرہ دربار بادشاہ مین جمع ہین سرداران غیر ساحر بھی
ہین ذکر بدیع الزمان ہورہا ہی بادشاہ فرماتے ہین عمر نامدار کو کئی دن گذرے

کر شکار سے بات کر نہیں آسنے مجھکو بڑا انتشار ہی کہ فیروزہ دوڑا ہوا آیا عرض کی
مبارک ہو کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین سعد بہت خوش ہوے خواجہ سنے
آکر سلام کیا بادشاہ نے گلے لگا لیا پوچھا ای عم نامدار کیونکر تشریف لانیکا اتفاق
ہوا خواجہ نے نامہ صاحبقران کا پیش کیا سعد نے فرمایا ای عم نامدار مین بڑے
تردد مین ہون کہ ملکہ قمر عذار ایسی ساحرہ اسکا دل جمشید ثانی نے سحر کرکے بالکل
الٹ دیا ہو وہ میرے مقابلے مین آئی ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قتل ہو جائے
قتل سے امان نہ پائے اور پھر راہ پر نہ آئے خواجہ نے کہا ای فرزند اس مقدمہ
مین روپیہ کا بہت صرف ہی بادشاہ نے کئی لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھا اور خواجہ کے
حوالے کیا خواجہ نے کہا کہ ای بیٹا رقعہ تو تمنے لکھدیا لیا اسکو لیکر مین کیا لوٹون
تم خوب واقف ہو کہ مین قرضدار رہتا ہون مہاجن وغیرہ مجھکو گرفتار کر لینگے
کچھ نقد دلواؤ بادشاہ نے کئی ہزار روپیہ نقد بھی دیے خواجہ نے روپیہ لیکے نذر
زنبیل کیے اور فیروزہ سے کہا تم خالی بیٹھے رہتے ہو تمسے کچھ نہیں ہو سکتا
مفت کی تنخواہ کھاتے ہو بس مناسب یہ ہی کہ جتنا زمانہ اس طلسم مین گذرے
اسکی پوری تنخواہ لینے کا مین مستحق ہون آپ تنخواہ سے ہاتھ دھوئیے لیکن
بدیع الزمان کئی دن سے جنگل مین شکار کھیل رہے ہین قمر عذار کو یہ سب
خبرین پہونچین کہ بدیع الزمان نے صحرا مین آکر سماق جادو کو مطیع کیا اور شکار
کھیل رہے ہین انکا ارادہ ہی کہ طلسم باطن مین داخل کرین یہ خبر وحشت اثر سنکر
اپنے مقام سے اٹھی افسرون سے کہا کہ مین براے کار ضروری جاتی ہون تم
لوگ نہ گھبرانا یہ کہکر باہر نکلی طاؤس پر سوار ہو کر اسی صحرا مین آئی جہان شاہزادہ
بدیع الزمان شکار کھیل رہے تھے دو تیلیان سنہری جھولی سے نکالین اُن کو
چھوڑ دیا ایک سے کہا تم جاکر بدیع الزمان کو لاؤ دوسری سے کہا تم جاکے
سماق کو تیز کرو دونون تیلیان روانہ ہو گئین بدیع الزمان سنے ایک آہو
پر گھوڑا اڑا لا اسپ تو پیچھے رہ گئے مگر سماق جادو اڑتا ہوا ساتھ ہی جب اسنے دیکھا

کہ شاہزادہ کئی کوس نکل آیا تو سحر کرکے آہو کو روکا آہو نے ایک نخل کے نیچے ٹھہر کر چہار جانب دیکھا بدیع الزمان نے تیر مارا آہو تھیا کر گرا بدیع الزمان نے آکر یہ قربانی پہونچایا کہ سماق جادو بھی پہونچا بدیع الزمان نے کباب لگائے اُس وحشت کا جو حاکم تھا ساحل جادو اُسنے کوہ سے دیکھا کہ ایک ساحر اور ایک غیر ساحر ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین کباب لگا رہے ہین عیار کو اپنے حکم دیا کہ جاکر ان جوانون کو گرفتار کر لاؤ سہمناک تیز رو روانہ ہوا ایک فقیر بنکر سامنے بدیع الزمان کے آیا کہا مین کباب لگا دون حضور کو تکلیف ہوتی ہی بدیع الزمان نے کہا کیا مضایقہ ہی عیار نے کباب لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا دونون کو بیہوش کیا دونون کے پشتارے باندھکر لے چلا ارادہ ہی کہ بالائے کوہ جاؤن دفعۃً گانے کی آواز آئی کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی **نظم**

ہم دل سے تنگ چلے تھے کہ دیوانہ پن ہوا
سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا

وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا
گھر مجھپہ تنگ ہوکے مرا پیرہن ہوا

اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا
شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا

گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار
تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا

یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا
جبتک رہا بدن مین نہ جزو بدن ہوا

شیشون نے مارے قہقہے توبہ جو ٹوٹی
بے اختیار ساغر خندہ دہن ہوا

تھا مجھ مین یار مین یہی جھگڑا دم وداع
جو نزع مین معاملۂ روح و تن ہوا

مجھکو جو کوے یار مین جا سے لحد ملی
خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی
چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا

سمجھا تھا مین کہ سامنے ٹوٹیگا اُنکے دم
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا

پیدا اسیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
فیروزہ رنگ لانے لگا جیب کہن ہوا

کیا وضع رنگ و بو پہ ہنسی اے صبا ہوئی
اہل وفا کی بزم مین رسوا چمن ہوا

پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا

شناکی ہوات دو دل کا تری جلوہ گاہ مین
شکوہ نہین دیے جو بتون نے جواب سخت
رخصت قبا سے گل کا جو ٹکڑا تھا اے جنون
آنہ اور ہیبت کتنی ہے وحشت عدم مین بھی
پہچانتا نہین یہ اثر کو اثر اسے
کرتا ہی بخیہ گریہ ملامت ہی بار بار
اُٹھنے ہی پردہ آنکھ مین پردے پڑ گئے
تھا اک حجاب اپنے گناہون سے نزع مین
محمل کے پاس اپنے کو پہونچا سکا نہ قیس
پیری سے آرزو ہے جوانی جو بچنے کی
سمجھے ہین اجنبی مجھے سب بزم یار مین
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے اے جلال

اُٹھا تو سرمۂ نگہ انجمن ہوا
شکر خدا کہ بات کے قابل دہن ہوا
کچھ بچ رہا تھا جسمین مرا پیرہن ہوا
جھگڑے ہین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
کتنا جگر کا چاک دریدہ دہن ہوا
جلوہ ترا نقاب رُخ انجمن ہوا
جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
آہٹ ہی پا کے ناقۂ لیلی ہرن ہوا
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
ہین اے فلک وطن مین غریب الوطن ہوا
کسکا حجاب پردۂ در انجمن ہوا
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

یہ آواز سنکر عیار چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھا سامنے سے دو عورتین حسین و جمیل تانین مارتی ہوئی آتی ہین عیار اُنکی صورت زیبا دیکھنے لگا کہ نہایت ہی حسین ہین اور کمسن اٹھلا اٹھلا کے گا رہی ہین عیار دیکھتے ہی حیران جمال و محو دیدار ہوا اُن دونون نے قریب آکر کہا میان عیار صاحب کسے لیے جاتے ہو عیار نے کہا فرزند صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان اور رفیق اُنکا سماق دونون کو پکڑا ہے خدمت مین آقا کی لیے جاتا ہون اُن دونون نے کہا ہم انکو دیکھین عیار نے پشتارے کھولے ایک کی نگاہ بدیع الزمان پر پڑی وہ جو دوسری تھی اُسنے سماق جادو کو دیکھا سر جھکا کے خاموش ہو رہین دونون کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا اور عیار کو جھڑکا کہا جا بھاگ جا ٹھہرے گا تو بلا مین مبتلا ہوگا عیار پشتارہ چھوڑ کر بھاگا اُن دونون نازنینون نے دونون کو ہوشیار کیا

بدیع الزمان اُسکی نازنین کو بنگاہ محبت دیکھنے لگے اُسنے ہنسکر کہا میرے
ساتھ چلیے مین آپ کا پہلو گرم کرونگی آپ کو تکلیف نہ ہونے پائیگی دوسری نے
سماق سے کہا کہ مین تیرے ہمراہ ہون تجھکو آرام سے رکھونگی وہ مرتبہ دونگی کہ
عالم عالم رشک کرے دونون جوان دونون کے ساتھ چلے مگر ایک دوسرے
پر نثار ہیں بنگاہ غور دیکھتے ہوے ساتھ جاتے ہین کہ اودھر سے خواجہ آتے تھے
دور سے دیکھا کہ بدیع الزمان ہمراہ ایک سردار ساحر کے دو معشوقون کے
ساتھ ہنستے ہوے جاتے ہین سمجھے کہ یہ کسی کا سحر ہی کنارے آکر رنگ دروغن
عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر گانے لگے اُن دونون نے جو گانے کی آواز سنی
منھ پھیر لیا بدیع الزمان اور سماق نے کہا بھی کہ دیکھو یہ کون گاتا ہی دونون نے
ہنسکر کہا کہ اس گانے پر توجہ نہ کرو یہ بڑا مکار ہی ایسا نہ ہو عیاری کرے تو باعث
خرابی ہو ہمارا کیا کر سکتا ہی دیوانہ ہوا ہی کہ فکر مین آتا ہی پکار کر آواز دی میان
گانے والے ذرا ادھر آیئے خواجہ نے جو تیور دیکھے ہرچند اُن عورتون نے
بلایا مگر خواجہ نہ آئے گلیم اوڑھکر غائب ہو گئے مگر دل سے باتین کرتے ہین کہ
یہ تو بڑی خرابی ہوئی کہ بدیع الزمان سحر مین پھنسا یہ سعد کو آزار پہونچائیگا سعد
بدیع الزمان کا کیا کر سکین گے یہان، قمر عذار بیٹھی ہوئی تھی کہ بیرون سے خبر
دی کہ بدیع الزمان وسماق جادو آتے ہین دونون عورتین ساتھ ہین اور
دونون پر فریفتہ ہین قمر عذار نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ دونون نازنینین
بدیع الزمان وسماق کو ہمراہ لیے ہوے سامنے قمر عذار کے آئین بدیع الزمان
نے آکر سلام کیا سماق بھی برا سے تسلیم خم ہوا ملکہ نے پوچھا کہ ای شاہزادہ
والا قدر و ای آسمان جلالت کے بدر تم ہمارے لشکر کی سپہ سالاری قبول
کروگے بدیع الزمان نے عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن قمر عذار نے
بدیع الزمان کو خلعت افسری دیا بدیع الزمان افسر بنکر بیٹھے سماق جادو کو
سپہ سالار ساحرون کا کیا اور لشکر کو تیار کرکے چلی دوسری منزل پر آکر اُتری

مگر افسوس کرتی ہو کہ ہاے بڑے غضب کی بات ہو ایسا نہ ہو ہاتھ سے سعد کے یہ
قتل ہو جائیں یا سعد مارے جاوین تو مقام تاسف ہو مگر بدیع الزمان لشکر کو
لیے ہوے آگے بڑھتے ہوے سامنے لشکر سعد کے پہونچے سعد نے بھی
دیکھا کہ بدیع الزمان انتظام لشکر کرتے ہوے اور سماق جادو ایک ساحر ہو
کہ وہ اہتمام ساحران کرتا ہوا آکر مقابلے مین سیرے اترے ہین شام کو انتظام
طلایہ بدیع الزمان کے سپرد ہوا ادھر سے سعد بن قباد انتظام کرکے کنارے
پر ٹھہرے تھے کہ بدیع الزمان سامنے سے آئے سعد نے پکارا کہ ای عم نامدار
مزاج تو اچھا ہو بدیع الزمان نے منھ پھیر لیا مگر قمر عذار دربار مین بیٹھی ہو کہ
اسنے دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار آتے ہین قمر عذار اٹھی جھک کر سلام کیا
عرض کی کہ یا خداوند آئیے مین آپ کی مشتاق تھی جمشید ثانی نے تخت اتارا
محفل مین آکے بیٹھا قمر عذار نے پوچھا کہ یا خداوند آپ کہان سے آتے ہین جمشید
نے کہا ای قمر عذار قصر طلسمی مین اسوقت بیٹھا تھا کہ یکایک دل گھبرایا برائے
سیر نکل آیا یہان تمسے ملاقات ہوئی یہ پسر حمزہ کیونکر آیا اور سماق جادو کیونکر
شریک ہوا قمر عذار نے کہا یا خداوند جسطرح مین شریک ہوئی اسی طرح یہ
دونوں جوان بھی مبتلا ہو کر آئے ہین شاہزادیون کے مشتاق ہین مین نے
انکو سپہ سالار کیا ہو جمشید نے کہا ای قمر عذار اپنے لشکر مین بادشاہ طلایہ
دے رہے ہین ایسا نہ ہو کہ بدیع الزمان کو لوح محفوظ دکھا دین تو مشکل
پڑیگی قمر عذار نے کہا مین چاہتی ہون کہ ایک جنگ بدیع و سعد سے سر میدان
ہو جائے کیا عجب ہو کہ بدیع الزمان سعد کو کشتی مین مار لین اگر بدیع الزمان
غالب آئے تو خاتمہ ہو گیا اور اگر مغلوب ہو گئے ہاتھ سے اُس شہریار کے تو بھی باعث
خرابی ہو میرے دل کو دونون طرح بیتابی ہو کل میرا ابھی ارادہ ہو کہ سحر کا اپنے
امتحان کرون جمشید نے کہا ای قمر عذار جو تمنے سوچا ہو وہی ہوگا مین بھی
تدبیر مضبوط کرونگا اگر ہمارے قدرت نے چاہا تو سر میدان بدیع الزمان

سعد کو زیر کرلین گے اب طبل جنگی بجے طبل جنگی پہ چوب پڑی ہرکارون نے خبر بادشاہ کو دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا بقول شاعر **نظم**

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خواہ روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کریٹ کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آئے **قمر عذار** تخت پر سوار **بدیع الزمان** پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک طرف **سماق جادو** پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار میدان مین آکر پہونچے اِدھر سے سعد بن قباد بہ شوکت تمام و بر اطمینان مالاکلام آئے لشکر جمے بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ **بدیع الزمان** **قمر عذار** کے **تخت** کے ساتھ مثل چاکران کمترین آتے ہین اشارے کے امیدوار ہین کہ جو **قمر عذار** کہے وہ بجالاؤن سعد یہ دیکھکر حیران ہوگئے حال **بدیع الزمان** دیکھکر جی مین کہتے ہین مقام افسوس ہے کہ فرزند رشید **صاحبقران** اس بلا مین مبتلا گھوڑا اڑائے ہوئے چلے آتے ہین جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کہکر ہٹے **قمر عذار** نے طرف **بدیع الزمان** کے دیکھا **بدیع الزمان** نے مرکب اڑایا میدان مین آئے بُت پتھر کے بازوون پہ بندھے ہوئے چند بُت گلے مین پڑے ہوئے اس صورت سے میدان مین آئے پکار کر آواز دی کہ او سعد بن قباد یا تو جمشید ثانی کو سجدہ کرو یا مقابلے مین آؤ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام یہ باتین کب سن سکتے ہین فوراً مرکب اڑایا مقابلہ **بدیع الزمان** مین آئے جادوگرنیون نے کہا بھی کہ اگر حضور فرمائین تو ہم بدیع پر سحر کرین سعد نے فرمایا مین نگوارا کرون گا کہ میرے عم نامدار پر سحر ہو وہ اپنے آپ مین نہین ہین یہ فرماکر مرکب کو بڑھایا

جب سامنے پہونچے تو بدیع الزمان نے سلام کیا بادشاہ نے جواب دیکر کہا کہ
اے عم نامدار یہ کیا قطع بنائی ہے بدیع الزمان نے جواب دیا جب تجنے سمجھ لیا کہ
مذہب جمشید ثانی حق ہے تو اسکو سجدہ کیا آپ سے جو ہوسکے قصور نہ فرمائیے
بادشاہ نے فرمایا میں آپ پر کیا حملہ کرون آپ میرے بجاے قبلہ و کعبہ ہین قباد
شہریار میں اور آپ میں کیا فرق ہے رستم نے قبلہ و کعبہ کے ساتھ کیا کیا کیا مگر
وہ اپنا محسن ہی جانا کیے کبھی شکایت نہین کی بدیع الزمان نے کہا میں حرج
کرون بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ بدیع الزمان نے نیزہ مارا ہر چند نیزہ اس
کس سے مارا تھا کہ خوف ہوا سینے پر پڑیگا توڑ کر پشت کو پار گذریگا مگر سعد
بن قباد نے کہ فنون سپاہ گری میں طاق و شہرہ آفاق ہین نیزے کو روک لیا اور
آپ بھی نیزہ مارا اگر سینہ بدیع الزمان کا بچا کر اب نیزہ بازی ہونے لگی بادشاہ
تو الگ الگ نیزے مار رہے ہین مگر بدیع الزمان چاہتے ہین کہ ایسا نیزہ
مارون کہ سینے کے پار گذر جائے دو گھڑی کامل نیزہ چلا بادشاہ ہر چند چاہتے
ہین کہ نیزہ ہوائی کرون مگر ممکن نہین ہوتا بدیع الزمان خود لڑتے بھرتے
معرکے دیکھے ہوے ہین انکا کب نیزہ نکلتا ہے مگر بادشاہ نے گانٹھکر تھپیڑا جو مارا
نیزہ بدیع الزمان کا ٹوٹ گیا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا
مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اب تلوار چلنے لگی قمر عذار یہ غور دیکھ
رہی ہے کہتی ہے صاحبو کسکی مجال ہے کہ ان لوگون سے لڑسکے مگر بادشاہ نے لڑتے
لڑتے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرمایا عم نامدار بس بدیع الزمان نے گریبان پکڑا
دونون جوان گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی کیس زور و شور سے
بدیع الزمان لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ بادشاہ کو زیر کرون مگر بادشاہ
اپنے کو بچا رہے ہین شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی شام کو بدیع الزمان
نے بادشاہ کو روکا اور کہا اب رات کو ہماری آپ کی جانبازی کون دیکھیگا
بادشاہ نے فرمایا آپ درست فرماتے ہین بدیع الزمان کو چھوڑ کر الگ ہوے

بدیع الزمان بھی اپنے لشکر مین گئے مگر **قمر عذار** نے **بدیع الزمان** کو بیچ مین سے لیا نزر نثار کرتی ہوئی پلٹی ادھر بادشاہ واپس آئے کہ **خواجہ عمرو** آکر پہونچے بادشاہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آج **بدیع الزمان** سے مقابلہ پڑا لیکن پروردگار کی عنایت تھی جیتے رہ گئے ہم نے تمام پر یقین تھا کہ ایسا ہو مین زیر ہو جاؤن تو اپنی جان دونگا زیر ہو کر کسکو منھ دکھاؤنگا مگر پروردگار نے بچایا کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ **بدیع الزمان** راہ راست پر آوین **عمرو** نے کہا ای شہنشاہ اِس مقدمے مین روپیہ بہت صرف ہوگا بادشاہ نے فرمایا آپ جانتے ہین کہ نئے ملک تسخیر ہوے ہین کہین سے خراج نہین آیا فوج اسقدر کیا تدبیر کرون لیکن جو کچھ مین پہنے ہون موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے یہ لے لیجیے اور تدبیر کیجیے **عمرو** نے کہا خیر بہ ناچاری یہی سہی بادشاہ نے کنٹھے یاقوت احمر کے اور موتیون کے مالے دیے **خواجہ** رات کو طرف لشکر بدیع کے چلے لوح محفوظ بھی بادشاہ سے لے لی قریب بارگاہ **بدیع الزمان** آکر دیکھا کہ گرد بارگاہ بدیع چند شیر پھر رہے ہین یہ انتظام **قمر عذار** نے کیا تھا **قمر عذار** کو خوف ہی کہ ایسا نہو کوئی لوح محفوظ گلے مین ڈالدے تو **بدیع الزمان** کا سحر اتر جائیگا **خواجہ عمرو** دیر تک گرد بارگاہ **بدیع الزمان** کے پھرے مگر کوئی پہلو ایسا نہ پایا کہ داخل بارگاہ ہوتے پھر رات رہے پلٹے ایک مقام پر چند خدمتگار سو رہے تھے ایک نے دوسرے کو پکارا کہا بھائی صبح ہونی ہو وقت بیداری شہزادہ والا قدر آگیا جاکر شاہزادے کو بیدار کرو **خواجہ عمرو** یہ صدا سنکر ٹھہرے ایک گوشے مین آکر لیٹ رہے جس خدمتگار نے آواز دی وہ اپنے مقام سے اُٹھا قریب **عمرو** کے آکر پکارا کہ بھائی ہدایت اُٹھو وقت نوکری آگیا خواجہ بہت خوب کہکر اُٹھے وہ خدمتگار ساتھ **خواجہ** کے چلا ستارۂ سحری چمکا ہی کہ دیکھا **قمر عذار** اپنی بارگاہ سے نکلی ہاتھ ہلایا وہ شیر جو گرد بارگاہ پھر رہے تھے طرف صحرا اسکے چلے گئے کہ یہ خدمتگار پہونچے **قمر عذار** نے پکارکر آواز دی

کہ میان ہدایت ذرا میرے پاس آؤ خواجہ ڈرے کہ اسنے عجب طور سے پکارا ہی
ایسا نہ ہو پہچان لے تو کیسی مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہو کہ یہ ساحرہ زبردست ہی ایسا
نہ ہو گرفتار کر کے قتل کر ڈالے بدیع الزمان کو بالکل خیال نہیں ہی سب جگہ خواجہ
بیچھے ہٹے قمر عذار نے پکار کر کہا ارے ہدایت ہم تجھکو بلاتے ہیں اور تو پیچھے
ہٹا جاتا ہی خواجہ ایک دفعہ ہی اڑ کر بھاگے قمر عذار نے پکار کر کہا ارے ہدایت
کو لینا یہ جانے نہ پائے اوسیوقت سے ہدایت کو گھیرا ہجوم ساحران ہی ایک کے ہٹانے
سے ہٹتے ہیں دوسرا آجاتا ہی کبھی نیچہ مار دیتے ہیں کبھی حقہ ہائے آتشبازی مارتے ہیں
مگر حقون سے آگ نہیں نکلتی اب عمرو پریشان ہوا ایک مقام پر آکر جست کی چاہا
تڑپ کر نکلجاؤن وہان پر نخل تھا شاخ نخل کی ٹکر جو لگی خواجہ گرے ساحرون نے
گرفتار کر لیا سامنے قمر عذار کے لائے قمر عذار نے کہا تو کیون بھاگا تھا عمرو
نے جواب دیا کہ مین اونچا سنتا ہون میرے کان مین آواز آئی کہ اسکو پکڑ لو اسوجہ
سے مین بھاگا قمر عذار نے گرم پانی سے منہ دھلوایا رنگ و روغن اوڑگیا صورت
اصلی نکل آئی قمر عذار نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون او میمون تو کس خیال مین آیا
تھا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اب توبہ کرتا ہون کبھی نہ آؤنگا قمر عذار نے پکار کر کہا
ارے کوئی حاضر ہی ایک کنیز سامنے سے آئی کنیز سے کہا او گل اندام اسکو پاس
غیوراز کے مع نامہ لیجا کہنا اسکو ایک ہفتہ قید کر و پھر مین بلوا لونگی گل اندام خواص
عمرو کی کمر مین پٹکہ دیکر لے اڑی وہ وقت ہی کہ غیوراز جادو بالا کوہ بیٹھی ہی
کنیزین گرد بیٹھی کہ رہی ہی کہ نہین معلوم قمر عذار پر کیا گذری خداوند نے اتنا بڑا
کام میرے سپرد کیا ہی کہ مین حیران ہون اسکا انجام کیا ہوگا یہ ذکر تھا کہ خواص اگر
پہونچی خواص نے قید عمرو پیش کی اور نامہ قمر عذار کا دیا غیوراز نے نامہ پڑھا
مضمون مذکور تحریر تھا غیوراز نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اے ماہ آسمان کمال واے
صاحب جاہ و جلال ملکہ قمر عذار زاد حسنہا نامہ فیض شمامہ پہونچا عمرو کی قید یائی
ایسے طور پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے آب و دانہ بند کرونگی کہ بھوکا

پیاسا تڑپ تڑپ کر مرے مین وقت پر حاضر ہونگی یہ بھی خبر مین نے پائی ہی کہ چچا سے بھتیجے کو لڑوا دیا خداوند کا آپ پر پیار رہے سب دیو بھی جو آپ کے قبضے مین ہین بڑی آسایش سے رہتے ہین آپ کا پوجا پاٹ بڑے تکلف سے ہوتا ہی بندہ وفا آپ کی الفت پر ناز کرتے ہین عریضۂ نیاز نمیوانہ کنیز نامہ لیکر۔ دانہ ہوئی نمیوانہ نے پکار ا ظلمات حاضر ہو ایک زنگن سامنے آئی کہا عمرو کو لیجا کر قید کر دو وہ زنگن عمرو کو کشان کشان لے چلی ایک اندھیرے مکان مین عمرو کو لا کر قید کیا عمرو نے کہا اے ملکہ ظلمات تمھاری صورت کا قیدخانہ بھی ہی ظلمات نے کہا او نگوڑے یہ وہ قیدخانہ ہی کہ کوئی یہان سے کبھی زندہ نہین نکلا اب تیری باری ہی عمرو نے کہا انشاء اللہ پروردگار رہا کرائیگا کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی ظلمات عمرو کو قید کر کے چلی گئی شام کو پھر آئی دو روٹیان اور ایک آبخورہ پانی کا لائی ظلمات نے دیکھا کہ عمرو رو رہا ہی ظلمات نے کہا خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم جو کچھ کیسے مین صرف کرون میری رہائی کی تدبیر نکالیے ظلمات نے کہا خواجہ کیا دوگے عمرو نے کہا کئی ہزار روپے حاضر ہین یہ کہکے کئی پوٹلے روپون کے نکالکر دیے ظلمات نے گنے اور گنکر چدریا مین باندھ لیے اور کہا اور بھی کچھ تیرے پاس ہی عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی دوسری پوٹلی دی وہ بھی اُسنے چدریا مین باندھلی عمرو نے ایک ڈبیہ نکالی کہا لو ملکۂ عالم اِس مین مال عالم ہو لقا کے تاج کی الماس کی تختی ہی مگر کیا صاحب اقبال ہو کہ مدت سے یہ تختی میرے پاس تھی مین نے اپنی زوجہ کو نہ دی ہرچند وہ مانگا کی کہ لڑکون کو پہناؤنگی اِسوقت تک زوجہ اور اپنے لڑکون سے حیلہ وحوالہ کرتا رہا ہمارے آقا سے نامدار نے بارہا مانگی مین نے کسیکو نہ دی مگر اب تجسے بڑھکر کون لینے والا ہی تو بتاؤ کہ اب مجھے کب رہا کروگی ظلمات نے کہا امروز فردا مین مزاج پاکر ذکر کرونگی اور یہ کہونگی کہ اِس غریب کو چھوڑ دو ایسا نہ ہو مر جائے تو خون آپ کے ذمہ ہوگا وہ رحم دل ہین اُسی وقت حکم دین گی

چھوڑدو لیکن مین تخت الماس کی دیکھ دون عمرو نے کہا آپ کا مال ہی دیکھ لیجیے لیکن مجھکو رہا کرادیجیے گا ظلمات نے کہا اگر ملکہ کہنا نہ مانین گی تو دروازہ کھولکر تجھکو مین خود نکالدونگی تم گھبرانا یہ کہکر ڈبیہ کھولنے لگی خواجہ سنبھلکر بیٹھے جیسے ہی ظلمات نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ سے دھوان نکلا ظلمات کی آنکھون مین جو لگا اندھیرا آگیا بیہوش ہوکر گری خواجہ نے ظلمات کو اپنی صورت بنایا آپ ظلمات کی صورت بنکے قیدخانے سے نکلے دربار مین نیمواز کے ہنستے ہوے آئے نیموار جادو نے پوچھا کیون بی ظلمات آج کس بات پر خوش ہو عرض کی واری آج مین نے سامری و جمشید کو خواب مین دیکھا کہ میرے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے اور فرمایا کہ ہم تجھکو ساقی گری کا کمال دیتے ہین جسکو شراب پلائیگی اسکی عمر بڑھ جاویگی نیمواز نے کہا تمکو بڑا کمال قدرت دیگی کہا حضور امتحان کیجیے یہ کہکر پانون مین گھنگرو باندھے اور یہ اشعار عاشقانہ متعلق مضمون شراب شروع کیے

نظم

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب
مجھکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے مَے
بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

ابر بہار آکے چلی ہی ہوا اسے سرد
گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب

جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے
مجھکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب

گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب

موقوف ہی اسی پہ مری زیست ناصحا
کسطرح چھوڑدون ہوگئی میری غذا شراب

خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا
ہی میرے حق مین عشق ولی خدا شراب

بیخود ہون تشنگی مجھے بے حد ہی ساقیا
کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب

سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق سے
میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

یہ اشعار گاکر کلید میخانہ طلب کی نیمواز نے کلید میخانہ دی خواجہ میخانے سے گلابیان آراستہ کرکے لائے بیہوشی سب مین ملادی اور جام لبریز کیا ساتھ نیمواز کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے نیمواز نے

دونون اُسنے بڑھا دیے جام لیکر پیا پیتے ہی آنکھون مین نشہ ظاہر ہوا خواجہ نے
ذرہ ذرہ با غرنا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی دست درازیان محفل
مین ہونے لگین کسی نے کسی کا دوپٹہ کھینچا کسی نے کسی کو دھول ماری محفل مین جو
پڑے ہین۔ نینواز نے جھلا کر آواز دی کیا صاحبو تمنے بازار مقرر کیا ہے غصہ مین اُٹھی
ٹھوکر لگکر گری اہل محفل لپٹا لیا کہکر اُٹھے جو اُٹھا وہ بیہوش ہوا تھوڑے عرصے
مین سب بے لب فرش ہوے خواجہ نے چاہا نینواز کو قتل کرین کہ بدیع
کو ہوش آئے قضاے کار طنبور جادو وزیر نینواز بہ اسے ملنے گیا تھا اتفاقیہ
باہر کر آیا دیکھا دروازے پر ہنگامہ ہو رہا ہے خادم خدمتگار زنین جو تھی بیزار ہو رہی
ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہے لوگ اپنے آپ سے باہر ہو رہے ہین پردہ اُٹھا کر دیکھا
کہ اندر سب بیہوش پڑے ہین ایک عیار خنجر کھینچے ہوے نینواز کو قتل کرنے جاتا ہے
طنبور نے للکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہے خبردار خنجر نہ مارنا خواجہ نے جو آواز سُنی
جست کر کے بھاگے طنبور نے آکر سب کو ہوشیار کیا نینواز سے کہا یہ کیا معرکہ
تھا نینواز نے کہا عمرو تو قید ہے پھر یہ کون آیا کہ جسنے یہ آفت برپا کی یہ کہکر اوراق
کھولے اُس مین سب حال دیکھا معلوم ہوا کہ مقام پر عمرو کے ظلمات قید
ہے عمرو نکل گیا ظلمات کو رہا کیا حال پوچھا ظلمات نے ساری کیفیت بیان کی
نینواز نے کہا صاحبو اب ہوشیار رہنا ظلمات نے کہا واری مین جاتی ہون
عمرو کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر پرواز پیدا کیے تلاش مین عمرو کی چلی
خواجہ صحرا مین شعبدہ بازی فلک سے غافل جاتے تھے ظلمات کی نگاہ پڑی
آسمان سے تڑپ کر گری عمرو کو اُٹھا لیا مگر خواجہ نے عطر بیہوشی بدن مین مل
لیا تھا جیسے ہی ظلمات لیکر بلند ہوئی دماغ مین بوے بیہوشی پہونچی ہوا پر
جا کر لڑکھڑائی خواجہ پنجے سے چھوٹے زمین پر آکر ظلمات گری خواجہ نے
گرتے گرتے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا قضاے کار نینواز کے سامنے
گلدستہ رکھا تھا ظلمات کے ہاتھ کا بنایا ہوا وہ گلدستہ مرجھا گیا ظلمات نے

خود اپنا پیٹ لیا کہا اما ہے غضب یہ ظلمات قتل ہوئی چند کنیزون کو حکم دیا کہ
جا کر تلاش کرو کنیزین ہر سمت خبر ظلمات چلین یہان خواجہ نے مار کر ظلمات
کو کپڑے اتار لیے تھے لاشہ برہنہ جنگل میں پڑا تھا کنیزون نے جو لاشہ ظلمات کا
دیکھا کہ برہنہ پڑا ہے لاشہ اٹھا کر لائین نیبواز بہت روئی کہ اسکی پرانی رفیق
تھی آخر حکم دیا کہ اسکو لیجا کر جلاؤ نیبواز کو بڑا افسوس ہے کہ میری ساحرہ ماری گئی
عمرو کو کیونکر پاؤن کیونکر بدلا لون آخر باد مین ظلمات کی چپین ترپڑا ابرا سے
ملاقات ہوگی قمر عذار چلی یہان قمر عذار رفقا بلا سعد مین اتری ہوئی تھا اسکو
تردد ہے کہ عمرو کو مین نے کوہ نیبواز پر قید کرکے روانہ کر دیا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی
دوسرا عیار اگر بدیع الزمان کو لوح پہنا دے تو سب سحر باطل ہو جائیگا اس
سوچ مین وہ بیٹھی تھی کہ نیبواز آکر پہونچی کہا واری غضب ہوا کہ عمرو قید سے
چھوٹ گیا قمر عذار نے کہا تم کیون گھبراتی ہو مین پھر عمرو کو گرفتار کرلاؤنگی
نیبواز کو مطمئن کیا نیبواز قمر عذار سے باتین کرکے رخصت ہوئی مگر بدیع الزمان
قمر عذار سے کہ رہے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے قمر عذار کہتی ہے تامل فرمائیے مجھکو
بڑا تردد ہے کہ ایسا نہ ہو آپ پر کوئی افتاد پڑے تو لونڈی کی قسمت ضایع ہو
مگر بدیع الزمان دمبدم یہی کہتے ہین کہ مین خواہش رکھتا ہون کہ بادشاہ سے
مقابلہ کرون مگر قمر عذار ٹال رہی ہے کچھ بہانہ کر دیتی ہے مگر نیبواز جب قمر عذار سے
رخصت ہوئی اڑتی ہوئی جاتی ہے چالاک نے جو دیکھا کہ نیبواز آئی تھی اور
دربار سے قمر عذار کے جاتی ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بہ شکل قمر عذار
بنا ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہا جب نیبواز وہان پر پہونچی تو پکارا کہ اے
نیبواز ٹھہر جاؤ نیبواز نے جو قمر عذار کو دیکھا آسمان سے اتر آئی کہا اے ملکہ
قمر عذار کیا کہتی ہو قمر عذار نے کہا مجھے کچھ باتین تجھسے کرنا ہین مین چاہتی ہون
کہ تامل کرکے بدیع الزمان کو لڑوا دون ابھی لڑنے مین نقصان ہے نیبواز نے
نے کہا اگر آپ کا حکم ہے تو مین سحر کو زور نہ دونگی ایسا نہ ہو کہ مین کچھ سحر کرون

اور وہان اتفاق دوسرا یہ ہوا جسے چالاک نے بشکل قمر عذار دیر تک نیبواز
سے باتین کین مگر دیکھا بہت ہوشیار ہی آخر ناچار ہوکر چالاک نے نیبواز کو
رخصت کیا آگے بڑھی تھی کہ پھر ایک مقام پر دیکھا کہ قمر عذار بیٹھی ہین اب نیبواز
کو شک ہوا ہرچند کہ آسمان سے اتر آئی مگر سحر کیا کہ پانون قمر عذار کے زمین نے
تھام لیے قمر عذار نے ہنسکر جواب دیا ای نیبواز تمنے مجھپر سحر کیا ابھی زمین کا
طبقہ ہلا دونگی مگر نہین چاہتی کہ تمھارے سحر کو مٹاؤن تمکو ملال ہوگا بس بہتر اسی
مین ہی کہ پانون میرے کھولدو نیبواز نے کہا او مکار مین نے تجھکو پہچانا ایسے
مقام پر تجھکو مارون کہ جہان پانی نہ ملے تو نے بڑا ملال دیا عمرو نے ہنسکر کہا
ای ملکۂ عالم تعجب کیا خیال ہی مجھکو کیا سمجھتی ہو مین سحر کرکے تمکو دکھاؤن یہ کہکر
خواجہ نے جیب سے ایک گولا نکالا نیبواز پر پھینک مارا نیبواز نے ایک
ہاتھ اپنا مار دیا کہ پٹاخے کی آواز آئی قطرات آب نکلکر منھ پر نیبواز کے
پڑے کہ نیبواز گری اب خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون زمین پانون تھامے
ہوے ہی اسے کیونکر قتل کرون آخر سوچتے سوچتے کمند نکالی نیبواز پر پھینکی
نیبواز کو اپنے قریب کھینچا جب قریب آگئی تو خنجر مارا مگر خنجر اوچھا پڑا نیبواز
کا سر نہ کٹا اب خواجہ ناچار ہین ہاتھ مین زیادہ قوت نہین پانون مین اٹھنے
کی طاقت نہین کہ سامنے سے دیکھا چالاک آتا ہی پکار کر آواز دی ای نور نظر
جلد آؤ مین آفت مین پھنسا ہون مصیبت مین مبتلا ہون چالاک نے جواب کو
اس آفت مین دیکھا جھپٹ کر قریب آیا نیبواز کو چالاک نے قتل کیا مرنا
نیبواز کا کہ ایک شور وغل پیدا ہونے لگا مگر چالاک و خواجہ بھاگے کہ جاکر
سعد شہریار سے اطلاع کرین یہان وہ وقت ہی کہ قمر عذار نے طبل جنگی بجوایا
لشکر کو لیکر میدان مین پہونچی ہی ادھر سے سعد بن قباد تشریف لائے ہین بدیع
میدان مین نکلے ہین سعد شہریار کو پکار رہے ہین سعد شہریار کا ارادہ ہی
کہ مقابلہ بدیع الزمان مین جائین کہ ناتو بدیع الزمان مرکب کو مہمیز کر رہے تھے

پکارتے تھے کہ میرے مقابلے مین آئیے مجھسے مقابلہ کیجیے یکایک گھوڑے پر تھرائے اور بیہوش ہوکر گرے ادھر قمر عذار کو یہ معلوم ہوا کہ آنکھون کے آگے برق چمکی اپنے آنکھین بند کرلین جیسے ہی آنکھ بند کی بیہوش ہوگئی زمین پہ گر پڑی بدیع الزمان و قمر عذار زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا بدیع الزمان نے دیکھا کہ پتھر کے بت میرے گلے مین پڑے ہین اور بازو دونو بھی بندھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی خواجہ عمرو و چالاک آکر پہونچے بدیع الزمان حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یہ لشکر جو سامنے ہے یہی تمھارا دشمن ہے بدیع الزمان ادھر چلے کہ قمر عذار کو ہوش آیا اپنے جو اپنا یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر سحر کرنے لگی ایسا سحر کیا کہ اہالی لشکر دیوانے ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے ۔ دامن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے
سنگ طفلان ہمکو عشق تو نکو زیور چاہیے ۔ تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک پتھر چاہیے
وصل کا سامان ہو آنکھین بچھائینگی ہر شب ۔ ساتھ آنکے سونے کو پھولونکا بستر چاہیے
اوج حاصل تھا ترے زانو پہ رہتا تھا کبھی ۔ اسطرح تجھکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے
قبر میری دیکھ کے حسرت سے وہ کہنے لگے ۔ اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے
دل پہ چھریان مین نے جب روکین تو قاتل نے کہا ۔ کچھ تو جان کا پاس تجھکو اے دلاور چاہیے
کج ادائی کا کبھی چرچا بھی ہونے کا نہین ۔ سیدھی باتین وہ کرین سیدھا مقدر چاہیے
مر رہا ہون مٹ رہا ہون جان جان تیرے لیے ۔ عشق صادق کا یقین ہر وقت مجھپر چاہیے
رحم کھا کر اب دو دانہ جب دیا صیاد نے ۔ رو کے بلبل نے کہا مجھکو گل تر چاہیے
ہمتو ہین جانباز پہناؤ ہمین زخمونکے ہار ۔ نازنین ہو تم تمھین پھولونکا زیور چاہیے
بیکسی کہتی ہے تربت پر شہید ناز کی ۔ اک سہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے
تو کرے جنت کی خواہش ہے بڑی غیرت کی جا ۔ تجھکو اے دل آرزوے کوے دلبر چاہیے
جان تمپر دے رہا ہے مہر برخستہ جان ۔ جان جان اب تو نگاہ رحم ادھر چاہیے

کل فوج اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوگئی ملکہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار
حاضر ہوئیں اور اپنی بغاوت کا عذر کیا کہ کنیز کی خطا کو معاف فرمایئے میں اپنے
ہوش میں نہ تھی سعد نے گلے لگا لیا اور فرمایا ای ملکۂ عالم تمھاری خیر خواہی سے ہمکو
بڑی امید ہی ہم تمکو دل سے چاہتے ہیں تم نہ شرماؤ یہ فرما کر بر تخت فیروزی بیٹھے مگر بدیع
ایسا شرمائے کہ گھوڑا ڈالکر طرف صحرا کے نکل گئے اہل لشکر قمر عذار اور طرف چلے
گئے اب بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے اُدھر بدیع الزمان گھوڑا اڑاتے ہوئے جاتے
ہیں کہ ایک صحرا سے سبزہ زار میں جاکر ٹھہرے چاہتے ہیں کہ کوئی آہو نکلے تو
اُسکو شکار کریں کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان برہمن بلند بالا نام
دس ہزار فوج پشت پر آرہا ہی اُسنے بدیع الزمان کو دیکھکر دریافت کرایا کہ یہ کون
جوان ہی جب اُسکو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران ہیں فوج سے
اشارہ کیا کہ گرفتار کرلو اہل فوج لینا لینا کہکر دوڑے بدیع الزمان نعرہ کرکے
جا پڑے عین گرمی جنگ تھی کہ نقابدار زرین پوش صحرا میں شکار کھیل رہا تھا عیار
نے خبر دی کہ بدیع الزمان گھرے ہوئے ہیں نقابدار زرین پوش آپڑا کفار کو
قتل کرنے لگا بدیع الزمان نے جو مہلت پائی لڑتے بھڑتے قریب برہمن کے
پہونچے برہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار چھین کر برہمن کو
اُٹھا لیا برہمن بلند بالا بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی اسلام تعلیم کیا مگر
نقابدار نے سامنے آکر کہا کہ ای بدیع الزمان میں تمکو پیغام دیتا ہوں کہ جب
صاحبقران سے ملاقات ہو تو میری جانب سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ ای
شہریار کیوں جنگ کو آپ طول دیتے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ جسوقت باہداے
صاحبقرانی آپ مجھکو بلائیگے ایک ہفتے میں کفار کا استیصال کرونگا بدیع الزمان
نے کہا ای نقابدار بہادر صاحبقران کا تو مرتبہ عالی ہی میں فرزندان صاحبقران
ہیں [illegible] فرزند ذلیل حاضر ہوں مجھسے مقابلہ کیجیے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ ای فرزند
صاحبقران حقیقت میں تم ایسا جری و بہادر فرزندان صاحبقران میں نہیں ہی

مگر مین نہین چاہتا کہ سواے صاحبقران کسی سے مقابلہ کرون جسدن مقابلہ ہوگا
اُسدن دیکھ لینا مین یہی چاہتا ہون کہ مجھسے بے ادبی نہ ہو مگر صاحبقران زمان
نہین مانتے یہی چاہتے ہین کہ سر میدان مقابلہ ہو مین ٹال رہا ہون مین آپ کو
پیغام جنگ نہین دیتا یہی چاہتا ہون کہ صاحبقران کو سمجھا دیجیے گا بدیع الزمان
نے کہا خیر مین کہدونگا نقابدار تو رخصت ہو کر روانہ ہوا مگر بدیع الزمان ہمراہیون
کو ساتھ لیکر چلے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا صحراے سبزہ زار رو
نواح دلکشا ہے سبز سبز درخت لباس زمردین پہنے ہوے تھالون مین پھولون کا
انبار طائر چہچہہ زن جنگل رشک چمن ہر پھول فخر نسرین و نسترن ہر طرف طائران خوش
الحان بزبان حال تعریف ایزد منان مین مصروف ہین لیکن سامنے ایک قصر ہے کہ
اُسمین مالکہ کا کلکشا سے عنبرین مو بیٹھی ہے چند کنیزین نوجوان سامنے حاضر ہین کنیزون
نے جو لشکر کو دیکھا کہا واری یہ لوگ بڑے گستاخ معلوم ہوتے ہین کہ جنگل مین
چلے آے تمام سبزہ پامال ہوتا ہے اِنکو کچھ تماشہ دکھائین کاکلکشا کمسن بدالفر نے
کے دن اشارہ کیا ہان بوا دیکھین کیا کمال دکھاتی ہو کنیزون نے سحر کیا کہ گھوڑے
بدلگامی کرنے لگے پیدل شدت تشنگی سے بدحواس بدیع الزمان حیران و
پریشان گھوڑا اُٹھا کر طرف قصر کے بڑھے اِن ایسا شہسوار مرکب نے جو طرارہ
بھرا پشت مرکب سے گر کر بیہوش ہوے برہمن بلند بالا ایک طرف بیہوش پڑا
ہے تمام جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن سوار و پیدل گر گر کر بیہوش ہوے
کنیزون نے کہا واری اب چلکر تماشہ دیکھیے کہ اِن سب پر کیا گذری کاکلکشا
قصر سے نکلی کنیزین اُچھلتی کودتی ہوئین دوپٹے ڈھلکے ہوے پائینچے ہاتھ سے
چھوٹے ہوے اٹھلاتی ہوئین کوسے مٹکاتی ہوئین آتی ہین مگر کاکلکشا مرد کے
نام سے بالکل آگاہ نہین عشق و عاشقی سے ناواقف خواصون کے ساتھ
کھیلنا کودنا کمال ہے پیدا اپنے نازِ شباب آغاز سامنے جو پہونچی اب جمال بے مثال
بدیع الزمان پر نگاہ پڑی کہ ایک ماہ شب چہاردہم حسین و جمیل سپاہی وضع

سلاح سنجوگ مذہب سے آراستہ و پیراستہ زیر نخل بیہوش پڑا ہے جرأت و صولت شاہانہ ہے
قبضۂ تیغ ہلالی کا قبضے میں سپر پشت پر قرولی زیب کمر زیور مرصع پہنے مگر عارض گرد آلود
غبار جسم پر پڑا ہوا کاکلکشا نے جو شاہزادے کو اس حال سے دیکھا پسینہ آگیا قلب
تھرا گیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر شاہزادے کا اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے جو
دور سے یہ حال دیکھا حیران و پریشان ہوئین ایک سے ایک کہتی ہے لو بوا غضب
ہوا ملکہ افسر اعلیٰ پر عاشق ہوئین خاک پر بیٹھین سر اُسکا زانو پر رکھ لیا دیکھو کس
محبت سے دیکھ رہی ہین ایک نے کہا بوا ہمین کیا غرض ہے ہان ! انکی سُنین گی آفت
برپا کرینگی ایسا نہ ہو کہ ملکہ سن لین تو آزردہ ہونگی فرمائین گی ہماری باتون پر تم
ہنستی ہو ہم نہین چاہتے کہ ہم پر خفگی ہو ایسا نہ ہو خفا ہو دین کہ کاکلکشا نے پکار کر
کہا اری کہان دوڑی دوڑی پھرتی ہو اِس جوان کو آکر اُٹھاؤ ہمارے قصر مین
لے چلو خواصین دوڑ کر پلنگ لائین بدیع الزمان کو اُس پر لِٹا یا ایک خواص
گلچہرہ نامے برہمن پر عاشق ہوئی دیکھا بڑے قد کا جوان سانولی رنگت نمکین ہے
جاہ و وقار دیکھکر پاس بیٹھ گئی برہمن کو گلچہرہ نے اُٹھایا قصر مین لائین کاکلکشا
نے پلٹ کر دیکھا کہ گلچہرہ افسر کلان کو لیے ہوے بیٹھی ہے پکار کر کہا کیون گلچہرہ
تم اِس جوان کو کیون اُٹھا لائین گلچہرہ نے کہا واری مجھے اِسکے حال پر رحم آیا
اسوجہ سے اُٹھا لائی مین اِسکی خدمت کرونگی کاکلکشا کو معلوم ہوا کہ جو میرے
دلبر گذری وہی اِسپر بھی گذری بدیع الزمان ہوشیار ہوے نگاہ جو جمال بیمثال
کاکلکشا پر پڑی یہ بھی مائل ہوے تعریف حسن کرنے لگے فرماتے تھے **نظم**

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری

تو از پری چابک تری و ز برگ گل نازک تری
و ز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

کاکلکشا یہ اشعار سُنکر ہنسی کہا بس زیادہ باتین نہ بنائیے آپ کا نام نامی کیا ہے آپ
کہان جاتے ہین بدیع الزمان نے صاف صاف بیان کیا کہ ہمارے بادشاہ
اسلام برائے فتح طلسم نوخیز آئے ہین ہم لوگ اِسی تدبیر مین ہین کہ دربند وکو

فتح کرین کہ شہریار کو زیادہ تکلیف نہ ہو کاکلکشا نے کہا یہ سوداے خام دماغ سے
نکال ڈالیے سب خبرین ہمکو معلوم ہین کئی شاہزادے جابجا جنگ کر رہے ہین
مگر یہ کوششین بیکار ہونگی لوح طلسم کا ملنا دشوار ہی مجھکو بھی نامہ قدرت کا آیا تھا
کہ اپنے کو جلدی پہونچاؤ مگر مین نہین گئی اور قدرت خود اتنے بڑے ساحر ہین کہ انکا
کوئی مقابلہ نہین کرسکتا بدیع الزمان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ سب تہ تیغ ہونگے دیکھنا
انشاء اللہ کس طرح لوح حاصل ہوتی ہی اور بادشاہ یہ ایرج پہونچین گے کاکلکشا نے
کہا اے شہریار یہ امر بہت دشوار ہی لوح اپنے مقام پر سے منتقل ہوئی اب لوح ہرگز
دستیاب نہوگی بدیع الزمان نے کہا بہ اقبال شاہی اگر دس مرتبہ منتقل ہوگی تو بھی بادشاہ
کو پہونچیگی جمشید ثانی نے جو کتاب لکھی ہی وہ مضمون سب ہمکو معلوم ہی کاکلکشا نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا بہین لوگون نے آپ کو آگاہ کیا ہین خوف کرتی ہون کہ
ایسا نہو خبر تشریف آوری حضور میرے مان باپ کو پہونچ جاوے سحاب ابر جگن
میرے باپ کا نام ہی اور مان میری موجۂ قطرہ زن کہ دونون بلاے روزگار ہین
کہ جنکا مین نمونہ ہون بس وہ قیامت برپا کرینگے باپ میرا کسی طرح گوارا نہ کریگا
کہ مسلمانون سے محبت رہے قضاے کار ایک کنیز ملکہ کی کہ علامۂ مکارہ اسکا نام
ہی اسنے جو دیکھا کہ اب فرش و فروش کی تیاری ہی اور رگاشنون کو بھی حکم ہوا باغ
آراستہ ہونے لگا اپنے جی مین جلگئی آپ ہی آپ کہتی ہی دیکھو اس گیسو بریدہ کو کہ
دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہی تیاریان کرا رہی ہی کیسی آج خوش ہی چلکر اسکے مان باپ
کو اطلاع کرون علامہ تو اسطرف چلی یہان تمام باغ آراستہ و پیراستہ ہوا جب
کلیین آفتاب عالمتاب مع گلہاے ضیا و شعاع باغ مغرب مین جاکر سیر کرنے لگا اور
لیلی شب نے مجنون روز کے غم مین نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے روشنی کا حکم
دیا روشنی ہونے لگی تمام دیوار ہاے باغ پر کنول قطار در قطار سرخ و سبز گلاس
بیشمار رکھے گئے ادھر ملکہ شاہزادے پر نثار ہاتھ مین ہاتھ دیا ہوا سیر باغ دیکھ رہی تھی
فراش نے آکر فرش مخمل بچھایا بہ تکلف اسپر مسند زر دوزی لگائی بدیع الزمان

آکر مسند پر بیٹھے کا کلکشا شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ایک گائن مع سازندون کے آکر سامنے محفل مین بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ بخوش آوازی گانے لگی **نظم**

فصل گل ہی لوٹیے کیفیت بحث نہ آج ۔ دولت ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہوا اپنا دل دیوانہ آج ۔ داغ سودا مجکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل ۔ عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہو دیوانہ آج
خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین ۔ قیمت یوسف نہ تھی جو ہی ترا بیعانہ آج
نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری ۔ ہوش مین آتا ہی تجھکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح ۔ آشنہ انکا مصاحب ہو مقرب شانہ آج
خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لین ۔ قیمت خرمن بھی گر دیجے ملے یہ دانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہو آتش نہ ڈر ۔ شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

یہان تو رات بھر جلسے کا ہنگامہ رہا آخر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور بادشاہ مشرق قلعۂ افق سے نکل کے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ گر ہوا اتفاقاً **چالاک** پھرتا پھرتا زیر دیوار باغ ملکہ گذرا گانے کی آواز سنکر دیوار پر آیا دیوار سے اترا ایک کنیز براے ضرورت جو آئی اسکو حباب مارکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر شریک محفل ہوا بدیع الزمان کو جو محفل مین دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی فرزندان امیر کیا خوش نصیب ہین معشوق پریچہرہ پہلو مین لیے بیٹھے ہین یہ سب اقبال ہمزہ مین حقیقت مین انکا کیون نہ شہرہ ہو مگر **علامہ آتش** رشک وحسد سے جلتی ہوئی قلعۂ سحاب مین پہونچی **سحاب ابر شکن** مع زوجہ بعیش بیٹھا تھا زوجہ سے پوچھ رہا تھا کہ کئی دن سے صاحبزادی کو نہین دیکھا زوجہ نے جواب دیا صاحب وہ اب جوان ہوئی اُسی قصر مین رہتی ہی کنیزون کے ساتھ کھیلا کرتی ہی یہان آتی ہی تو میری تالنس مین رہتی ہی اپنے دباؤ مین رکھتی ہون وہ سبھم خفا ہوتی ہون تم جانتے ہو کہ کیسی نازک مزاج ہی ہر بات پر پہرون رویا کرتی ہی وہان جاکر شگفتہ ہو جاتی ہی کل اُسکو بلوا اونگی اور کہونگی کہ باپ تمھارے پوچھتے تھے سحاب نے

کہا صاحب کیا کہون طلسم مین عجب ہنگامہ ہو شاہزادیان نوجوان اُدھر شریک ہوگئین
ہر مقام پر یہی خیال ہی کہ میرے بیٹے بدنامی نہ ہو قدرت طلسم مین آگئے اور طلسم کشا
چلا آتا ہی ہر مقام پر اُسکو مدد ملتی ہی جو مشکل اُسپر پڑتی ہی آسان ہوجاتی ہی زوجہ نے
جواب دیا میری بیٹی ایسی نہین ہی جب کبھی شادی کا ذکر آیا اسقدر روئی کہ جل تھل
بھر دیے مین نے جو گلے لگا کر پوچھا کہ بیٹا کیون روتی ہو تو اُسکا جواب دیا کہ ہم
آپ سے چھوٹ جاوینگے ہماری شادی نہ کیجیے گا جو ہم کبھی مرد کا نام لین گے
تو ہماری زبان کاٹ ڈالیےگا ایسی بھولی بھالی سے یہ امید نہین ہی کہ کسی پر نگاہ
ڈالے یہ ذکر تھا کہ علامہ آکر پہونچی زوجہ نے پوچھا کیون علامہ خیر تو ہی علامہ
نے جواب دیا کہ لو واری غضب ہوا پسر حمزہ جو اُس صحرا مین آیا ہم لوگون نے
آگے بیہوش کیا آپ کی صاحبزادی بلند اقبال سیر کرتی ہوئین اُسطرف پہونچین
پسر حمزہ کو دیکھکر عاشق ہوئین اپنے قصر مین اُٹھوا لائین اب صحبت عیش و
طیش آراستہ ہی خوش بیٹھی ہین یہ سنکر سحاب کانپنے لگا کہا جاکر برس پڑونگا
موجۂ قطرہ زن گھبرائی بولی صاحب تم نہ جاؤ مین جاکر سمجھا لونگی علامہ کارہ
جھوٹی ہی سحاب نے جھلا کر جواب دیا کہ مین ابھی مفصل خبر منگواتا ہون اور تصویر
دونو کی کھنچواتا ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اور کچھ اسم پڑھا کاغذ کو زمین
پر رکھکر ایک چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ای قرطاس تصویر کش جلد جاؤ
کاکلکشا اور پسر حمزہ کی تصویر کھینچ لاؤ اور مفصل خبر آکر بیان کر جب کاغذ پھینکا
ایک طائر بنکر اُڑا آسمان پہونچا اُڑتا ہوا چلا یہان بدیع الزمان و ملکہ
بیٹھے ہین کہ طائر آکر نخل باغ پر پہونچا بیٹھا ہوا چہکارین مار رہا ہی کاکلکشا نے
باتین کرتے کرتے دونون ہاتھ گلے مین بدیع الزمان کے حائل کیے اختلاط
ہونے لگے بس طائر نے درخت سے جیسے ہی یہ سحر کر دیکھا فوراً اُڑکر چلا آکے
بدیع الزمان و کاکلکشا پر پرون کا سایہ ڈالا تھوڑی دیر اُسی مقام پر قایم
ہوکر اُڑتا رہا جب دونون کا عکس طائر کے دونون بازو دون پر پڑا طائر نے

گر کر اپنے پرون کو دونون کے سرون سے ایک چھینٹے مین مس کیا کہ دونون
بازوون مین دونون کی تصویر کھنچ گئی اور اڑتا ہوا چہکارین مارتا ہے۔ چلا یہان
سحاب و قطرہ زن ذکر کا تماشا کر رہے ہین کہ طائر آکر پہونچا چہکار مار کے
زمین پہ بیٹھا سحاب نے جو دیکھا تالی بجا کر دستک دی کہ طائر زمین پر لوٹنے
لگا طائر تو لوٹ مار کر غائب ہوا وہی کاغذ دکھائی دیا سحاب نے کاغذ اٹھا کر
دیکھا ملکہ و شاہزادے کی تصویر کھینچی ہوئی ہے دونون ہاتھ ملکہ کے گلے مین شاہزادے
کے پڑے ہوئے دیکھ کر چیخنے لگا اور کہنے لگا دیکھو صاحب تم علامہ کو جھوٹھا
بتاتی تھین قرطاس تصویر کش سے مفصل حال معلوم ہوا مین دونون کو جا کر
قتل کرونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جا دینگے انھین نوجوانون کی وجہ سے بڑے
بڑے شاہ شریک ہوگئے طلسم کشا کو زور ملا ہے مین ہرگز شرکت نہ کرونگا پیس
حمزہ کا سر روانہ کرونگا کل لشکر کو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھردونگا علامہ
ملکہ کی شکایت کیے جاتی ہو مان باپ کی اشارہ کرتی ہے کہ علامہ بس خاموش رہو
مگر علامہ نہین مانتی اور سحاب برس رہا ہے گرج رہا ہے یہی کہتا ہے کہ مین ابھی جاتا
ہون اور دونون کے سر بہ خدمت خداوند روانہ کرونگا قدرت کو یہ تو معلوم
ہو کہ ایک نوخیز خواہ ہمارا طلسم مین ہے کہ جسنے یہ کام کیا کہ اپنی بیٹی کو قتل کر ڈالا
بیہ حمزہ کو قتل کر کے طلسم کشا پر لشکر کشی کرونگا انکو بھی قتل کرونگا کہ تمام طلسم
کو اور اہم سے یہ بار ہو تو وہ ہو ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوئے آتے
ہین کچھ غضب آفتاد ہے کہ جو مقابلے مین گیا یا مارا پڑا یا مطیع ہوا نیتوا نہ جادو
کتنی بڑی ساحرہ تھی عیارون نے اسے گھیر کر مار لیا مگر یہ باتین مجھ پر نہ ہو سکینگی
آتے ہی آتے سحر کرونگا یہ بھی جانتا ہون کہ صاحبزادی برابر کی ساحرہ ہین جب
انکا معشوق قتل ہوگا تو ضرور بگڑ بیٹھینگی مین وہ نوبت نہ آنے دونگا اول ہی سے
قید کرونگا جاتے ہی زبان مین سوزن دونگا دونونکو باندھکر بارسے کوڑون
کے کہال گرا دونگا وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین یہ کہکر اٹھا نہ دیے نہ کہا ہین بھی

چلونگی ایک تخت پر دونون سوار ہوے طرف قصر کا کلکشا کے چلے یہان دونون عاشق
و معشوق بیٹھے ہوے ہین ذکر کر رہے ہین ملکہ کہ رہی ہی کہ ای شاہزادۂ والا قدر میری
ستما دی خبر والدین کو پہونچ گئی یہ طائر جو آیا تھا تصویر کھینچکر لے گیا یہ قرطاس تصویر کشی
میرے باپ کا سحر بہت زبردست ہی انکو اپنے مقام پر اس سے سب خبرین معلوم ہوتی
ہین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی ایسا نہ ہو کہ والدین آتے ہون مین جاکر سحر خانہ بناکر
سحر تیار کرتی ہون کہ بروقت انکی آمد کے انکو ادھر ہی روکدون تاکہ وہ یہانتک
نہ آسکین ورنہ مجھکو اور تمکو زندہ نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے اُٹھنے نہ دیا ہاتھ پکڑکر
بٹھالو کا کلکشا مطیع اسلام ہو چکی تھی اختلاط ہو رہا تھا اور بدیع الزمان سے
عقد کا وعدہ ہوا بدیع الزمان نے عہد کیا ہی کہ جب تم سحر سے توبہ کروگی تو مین ضرور
عقد کرونگا ادھر تخت اُڑاتے ہوے کا کلکشا کے والدین آتے ہین اور یہان یہ
دونون خوش خوش مصروف عیش ونشاط ہین باتین ہو رہی ہین بدیع الزمان
فرماتے ہین ای ملکۂ عالم مین تو کل کوچ کرونگا کا کلکشا کہتی ہی کہان جائیے گا بدیع
فرماتے ہین بمقابلہ جمشید ثانی جاؤنگا مین چاہتا ہون سب سے پہلے پہونچون ملکہ
کا کلکشا نے کہا مین کتاب مین دیکھ چکی ہون سب کے پہلے طلسم کشا پہونچینگے
اُنکے بعد آپ لوگ فرداً فرداً داخل ہونگے جمشید ثانی بھی بڑی لشکر کشی کریگا
گیارہ بارہ سو ملک اُسکے قبضے مین ہین سب تاجدار آوینگے اور جمشید کو بچاوینگے
مگر ای شہریار کیا پردے غفلت کے پڑے ہین اپنے ہاتھ سے ملعون نے لکھا ہی پھر
طلسم شکنی کا قایل نہین ہی نام طلسم کشا کا لکھدیا حسب ونسب تحریر کیا اور پھر کہتا ہی کہ
مین نکلنے مین تھا اُس تحریر کا اعتبار نہین چالاک بیٹھا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی
اور کنیزون سے باتین کر رہا ہی مان باپ کا حال پوچھ رہا ہی کنیزین بیان کرتی
ہین بی شگوفہ اصل یہ ہی کہ باپ انکا بڑا جلاد ہی اور بڑا ساحر ہی سحر مین اپنا مثل
نہین رکھتا ہمکو ڈر ہی کہ انکو خبر نہ ہو جائے بی بی کے لیے تو کچھ نہ ہوگا ہم لوگ
قتل ہو جاوینگے تمام شاہان جہان کے نامے آئے ہوے ہین ہر ایک کا مضمون

یہی ہی کہ کل سلطنت نام پر کاکلکشا کے نثار ہی اور یہان یہ معرکہ ہوا اُن سب شاہزادیون
کو ناگوار ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر گرج پیدا ہوئی اور رعد نعرہ ہوا کہ سحاب ابر شکن
آوگیہ بریدہ لؤ نے غضب کیا کہ مسلمان کو پہلو مین بٹھایا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا
ہون کاکلکشا نے جو مان باپ کو آتے ہوئے دیکھا چاہا اُٹھون اور سحر کرون مگر
سحاب تو آمادہ ہوکر آیا ہی آتے ہی ابر برسا دیا قطرے جو کاکلکشا پر گرے
بیہوش ہوگئی ایک قطرہ بدیع الزمان پر پڑا بدیع الزمان بھی بیہوش ہوئے
پانی برساکر سب کنیزون کو بیہوش کیا سب کو بیہوش کرکے میان بی بی اُترے مگر
چالاک ایک گوشے مین چھپ گیا تھا جب دونون آکر اُترے بدیع الزمان اور
کاکلکشا کو ایک درخت سے باندھ دیا چاہا حکم قتل دون کہ سامنے سے شگوفہ
جنتی ہوئی آئی کہا اے شہنشاہ ساحران کیون اسقدر غصہ ہی مفصل حال مجھے
حقیقت کی ابی مطالب اینک نہیں ہو. کاکلکشا پاک و صاف ہین حقیقت مین کاکلکشا
کو مردے نفرت ہی مجھسے صلاح کی تھی مین نے سمجھایا کہ واری آپ اتنے بڑے ساحر
کی بیٹی ہین تمام دنیا مین مشہور ہوجائیگا کہ کاکلکشا پسر حمزہ پر عاشق ہوئی ہین
جن شاہون نے ناطے آپ کے نام بھیجے ہین وہ سب کیسے حقیر ہونگے اپنے
مقام پر کہین گے کہ ہم مین کیا برائی تھی کہ جسکو نہ قبول کیا مسلمان کے گھر بیٹھ گئین
اس طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جمشید کا وقت زوال ہی عقل مین اُسکی فتور آگیا ہی
جو بات کرتا ہی وہ اُلٹی ہوجاتی ہی اسی ... طلسم مین آکر چھپا ہی اب طلسم کشا
یہان بھی آجاوین گے ملکہ لقا بزرجمہر ... ہین کہ چچا کی وجہ سے بھتیجا مجھکو اور میرے
والدین کو ایذا نہ پہونچائے جو شاہزادیان اُسکے ساتھ ہین بلاے روزگار ہین سحر
مین پرکالۂ آتش ہوتی ہین کہ ہمارا کوئی کیا کرسکیگا رہی ہو اکہ کل شاہزادیان صاف
نکل آئین لشکر طلسم کشا مین چہین کرر ہی ہین طلسم کشا اُن سب کی خاطر کرتا ہی دیکھیے
انجام کیا ہوگا صاحبزادی کی کوئی خطا نہین ہی آپ برہم نہ ہون مین آپ کے
سامنے گاؤن شراب پلاؤن بیٹی کو ہوشیار کیجیے پسر حمزہ کی بھی خطا معاف فرمایئے

اسطرح شگوفہ نے سمجھایا اور باتین بنائین کہ سحاب کا غصہ کم ہوا نہ وجہ در بی ہوکر ہاے میری بیٹی درخشت سے بندھی ہو چالاک نے یہ باتین کرکے پایان کھینچا سید حا سید حا ٹھیک بجا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

اودب تاچند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا / سنبھل سکتا نہین ہے بار دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو تنجر درمیان رکھکر / بہا سے آسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا
رے گلرنگ سے جھلکی جو سرخی پان کی ہمین / گلے سے بار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا
بہار اک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو / دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
اندھیرے مین جو دڑ کر لپٹے وہ خورشید رو اٹھا / شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
گراہین آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا / صفت داؤد مین یکسان ہو عالم موم و آہن کا
ڈراتا ہو کسے ای شیخ تو نار جہنم سے / سمندر موج مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا
سنایا ہو نہایت انقلاب دہر نے ہمکو / رہا کرتا ہو چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
کیا اک آن مین تیغ تغافل نے صاف دو ٹکڑے / کمان ہی رہ گیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

اسطرح یہ اشعار چالاک نے گائے کہ سحاب ہنس پڑا کہا ای شگوفہ حقیقت مین تم تو علم موسیقی مین کامل ہوگئین چالاک نے عرض کی ای شہنشاہ ساحران ابھی آپ میرے کمال سے کہان آگاہ ہوے چاہتی ہون ساقی گری کرون کہ پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن زبان سے گاؤن اور سر سے شراب پلاؤن یہ کہکے کلید میخانہ سحاب سے لی میخانے مین آکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نرہے گا لوگ شراب لیجانے لگے چالاک نے کئی سو گلابیان آراستہ کرکے کشتی اٹھالی سر پر رکھکر محفل مین آیا سحاب نے کہا دیکھو صاحب شگوفہ کس طریقے سے شراب لائی ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے چالاک اول گت ناچا پھر جام سر پر رکھکر ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے سحاب کے آیا سر جھکا کر کہا ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سحاب نے جام پیا چالاک نے دوسرا جام آسکی زوجہ کو دیا اتنے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی سحاب کو تیغ بیٹھے

نشہ ہوا یہ کہکے اُٹھا کہ پسر حمزہ کو قتل کرون ناگاہ گر کر بیہوش ہوا موجہ بھی اُسکی
بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہوے تو چالاک قریب کاکلکشا کے آیا کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین نے سب کو بیہوش کر دیا کاکلکشا نے کہا یہ سامنے جو حوض ہے اسکے پانی سے
میرا منھ دُھلا دو چالاک نے پانی لا کر کاکلکشا کا منھ دُھلایا کاکلکشا کو سحر یاد آیا
چالاک نے بدیع الزمان کو بھی رہا کر لیا سحاب و موجہ کی زبان مین سوزن
دی اِن دونون کو درخت سے باندھکر نفلخۂ دفع بیہوشی دیا اب جو سحاب کی آنکھ
کھلی اپنے کو گرفتار پایا بدیع الزمان نے کہا اے سحاب قدرت پروردگار کو دیکھا
مین اپنے ساتھ نہ لایا تھا مگر خدا نے چالاک کو پہونچایا دیکھو تم گرفتار ہوے اب
مناسب یہ ہے کہ زن و شوہر اطاعت کرو ورنہ تمھین قتل کرونگا کاکلکشا نے یہ
کہا کہ اے والد نامدار و اے والدۂ ماجدہ مین ابتک آپ کے حکم کی پابند ہون مجھکو
اِسوقت تک بدیع الزمان نے ہاتھ نہین لگایا جب آپ لوگ حکم دینگے تو
عقد ہوگا تب مین وصل سے کامیاب ہونگی آیندہ آپ کو اختیار ہے سب نے جو
ملکہ سمجھایا اور چالاک بصورت اصلی سامنے آیا کہا شگوفہ کو آپ نے پہچانا
اے سحاب و اے موجہ اطاعت بدیع الزمان کرو کہ تا بہ طلسم کشا پہونچو گے اور
شرفیاب سعادت ہوگے تصور تو کرو کہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی شخص تمھارے
وہ بھی ایک ساحر ہے علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہے اُسکو خدا جانتے ہو پیدا
کرنے والے کو نہین پہچانتے ہو اسطرح جو بہت سمجھایا سحاب و موجہ کے
دل مین تاثیر ہوئی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دونون
زن و شوہر بصدق دل مطیع اسلام ہوے بدیع الزمان نے دونون کو رہا کر دیا
سحاب نے چالاک سے کہا کیون اے چالاک اب کہو کیا سزا دون ایک سحر
کرون کہ جلکر خاک ہو جاؤ چالاک نے قریب آکر دو حباب بیہوشی مار دیے زن و
شوہر [illegible] بیہوش ہوے پھر سوزن دیکر درخت سے باندھ دیا سحاب نے کہا
اے چالاک تم لوگونکی عیاری کرامات ہے چالاک نے کہا اے سحاب مدد پروردگار کا

ضرور ہی سحاب نے کہا مجھے امتحان منظور تھا ورنہ دل سے تو مطیع ہو چکا بدیع نے
دونون کو کھولا دونون زن وشوہر قدمون پر گرے بدیع الزمان سے عذر کرنے
لگے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا اے نور نظر تمھاری وجہ سے ہم دائرۂ اسلام مین آئے یہ تہنیت
پائے پھر محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی کاکلکشا پہلو مین بدیع الزمان کے آکر
بیٹھی سحاب و موجہ حاضر ہین بدیع الزمان نے کہا مجھکو منظور ہے کہ مقابلہ مین
جمشید کے جاؤن برہمن خدا پرست دس ہزار فوج سے میرے ہمراہ ہے یہ ارادہ
ہے کہ کسی طرح اُسنتک پہونچون جنگ آغاز کر دون یہ مشہور رہے کہ اول مقابلے
مین بدیع الزمان پہونچے سحاب نے عرض کی یہ غلام آپ کے ساتھ ہے جمشید کے
باپ سے مقابلہ کرونگا مگر جمشید بلاے روزگار ہے جبتک بادشاہ اسلام لوح
نہ پاوینگے تب تک مقابلہ جمشید سے نہین ہو سکتا جمشید سب پر غالب آئیگا
ایک سحر مین ہم ایسون کو مٹا دیگا یہ کنیز آپ کی کاکلکشا بھی سحر مین طاق شہرۂ آفاق
ہے جسوقت یہ سحر کریگی زمین کانپ جائیگی غلام بھی کوئی بات اُٹھا نہ رکھے گا رات
بھر جلسہ رہا صبح کو ہمراہ سحاب قلعے مین آئے ساٹھ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوے
اب یہ سب لشکر ملکر بیرون قلعہ اُترا ہے برہمن خدا پرست کل لشکر کا منتظم ہے اور
ساتھ والون سے کہتا ہے صاحبو اقبال مندی آقاے نامدار کی دیکھی کس کام کو
آئے تھے اور کس بلا مین پھنسنے کیا انجام ہوا ساٹھ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے
تین سو جادوگر کامل و اکمل شریک شہریار ہوے اب کوئی خوف نہین ہے سحاب
نے بدیع الزمان سے عہد لیا کہ بعد فتح طلسم اِس کنیز کے ساتھ عقد کیجیگا بدیع
نے اقرار کیا بعد چار دن کے بدیع الزمان نے کوچ کیا قلعے سے دو کوس پر آکر
اُترے صحرا نہایت معقول تھا کئی دن اُس مقام پر مقام کیا بعد کئی دن کے قصد
ہوا کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر تخت پر سوار لاکھ ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر خیمے بارگاہین لدی ہوئین مقابلہ بدیع الزمان مین آکر
اُترا ہرکارون نے خبر دی کہ ہماسے جادو بھیجا ہوا گرمخو کا ۔ دگار جمشید ثانی

برا سے مقابلہ حضور آیا ہی سحاب نے عرض کی حضور نہ گھبرائین کنیز اور غلام سب موجود ہین اگر وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم لوگ مقابلہ کرینگے بدیع الزمان خاموش ہو رہے مگر ہمارے جادو واتر رہا ہی قریب بارگاہ کھڑا حکم دے رہا ہی کر لشکر آثار و پسر حمزہ کو لیکر جاؤنگا و سحر دکھاؤن کر سب عاجز ہون کسکی مجال ہی کر مجھسے مقابلہ کرسکے بدیع الزمان بیرون بارگاہ اُترے ہوئے ہین برہمن و موجہ قطرہ زن و سحاب و کاکلکشا خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان سے ابر گلنار پیدا ہوا قریب لشکر بدیع الزمان آکر ابر پھٹا ایک شاہزادی موسوم بہ گلگونہ فرستادہ جمشید و بڑھ لاکھ جادوگرنیون کے ساتھ برا ے مدد ہمارا پہونچی جب ہمارے جادو نے گلگونہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرآگیا قریب آکر مسکرا کر باتین کرنے لگا کبھی کہتا تھا اے ملکۂ عالم اصل تو یہ ہی

نظم

ناحق یہ تیرا غیظ مین آنا نہین اچھا
اے یار رقیبون کا ستانا نہین اچھا

شمشیر کبھی گیسو کو لگانا نہین اچھا
موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا

کشتون کے تمھارے ہین نشان ریختہ دو دہ
قبرون کو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا

ہر سو نکی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات
آپسمین سخن رنج کے لانا نہین اچھا

پردے کو اُلٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے
مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا

ہو سوز غم ہجران سے کہین خاک نہ ہو جائے
اتنا دل عاشق کو جلانا نہین اچھا

دل توڑ دیا سنکے مرے غم کی کہانی
منھ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا

ڈر ہو دے کے ہو جانے کا ہی جان کی جوکھم
محفل مین پریزادون کی جانا نہین اچھا

بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ
خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا

جو تیر نظر سے جگر و دل کو اُڑا دے
ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا

ایک ایک سے آنکھین نہ لڑایا کرو صاحب
ہر اک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا

زلفونکی محبت نہ نیر اب کبھی کرنا
دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

اِن اشعار کو سنکر گلگونہ نے کہا اے ہمارے جادو اپنے ہوش مین آ و زیادہ باتین

نبناؤ ہمکو قدرت نے تمھاری مدد کو بھیجا ہو کہو ٹھہرین کہو چلے جاوین ہماسے جادو
قدمون پہ گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے
گلگونہ نے جھلاکر جواب دیا کیون دیوانے ہوے ہو کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہو
مجھکو زیادہ ملال ہو تو مین چلی جاؤنگی ہماسے جادو کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو بول اُٹھا
کہ اب جاسکتی ہو کیا مجال کہ یہان سے جاسکو ہمارے پہلو مین چلاکر بیٹھو محفل عیش و
جیش آراستہ ہو گلگونہ و ہماسے تکرار ہونے لگی سب کنیزین اُتر رہی ہین اِدھر
ہماسے جادو کے ملازمون نے جو دیکھا کہ ہمارے مالک سے تکرار ہو رہی ہو
سب آکے جنگ کھڑے ہوگئے اور کہا اگر حکم ہو تو ان سب کو مارلین ہماسے نے کہا
صاحبو تم لوگ دخل نہ دو مین معشوقۂ سرکش کو رضامند کرونگا پہلو مین بٹھاؤنگا
بڑی دھوم سے شادی ہوگی اس دھوم سے برات لاؤن کہ ملکۂ عالم خوش
ہوجاوین گلگونہ نے کہا کیون اے ہماسے جادو یہ زبردستی ہم رضامند نہین اور تم
برات لانے کو کہتے ہو ہماسے جادو نے سحر کیا گلگونہ تڑپی کنیزین تمام آمادہ کھڑی ہین
سب ملکر سحر کرنے لگین بدیع الزمان نے دیکھا کہ لشکر ہما مین صداے گیرودار
بلند ہوئی گولے ترنج و نارنج وغیرہ چلنے لگے گلگونہ چاہتی ہو نکل جاؤن لیکن
ہماسے جادو روک رہا ہو جب سحر کرتا ہو گلگونہ تھرا جاتی ہو یہ خبر ہرکارون نے
بھی غضنفر بدیع الزمان سے کہی سحاب نے کہا اگر حکم ہو تو غلام جاکے دونون کو
شکست دے یہ سب آپ کے دشمن ہین انکا جمنا بہتر نہین سب کے پہلے کاکلکشا
اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین گلگونہ کو لاتی ہون یہ کہکر اُڑی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ
گلگونہ حیران کھڑی ہو اور رو رہی ہو ہماسے نے سحر کیا ہو کاکلکشا نے جو گلگونہ کی یہ
حالت دیکھی آتے ہی کاکل کو جنبش دی کہ گلگونہ کے ہوش درست ہوے
پکار کر کہا اے معین و مددگار تمنے بڑا احسان کیا اِسکے سحر نے قلب پر تاثیر کی
تھی کاکلکشا سحر کرنے لگی جب ماش کے دانے پھینکے سو دو سو جوان صحرا مین
جاکر سر ٹکرانے لگے اب ہما چاہتا ہو کہ مین نکل جاؤن مگر کاکلکشا نے وہ سحر کیا ہو

کہ ہماے جادو کا قدم نہین اُٹھتا دم بدم دعائین دیتا ہو کاکلکشا کی بلائین لیتا ہو کاکلکشا نے
جواب دیا کہ او بیحیا کیون خبطی ہوا ہو ایسا نہ ہو دیوانہ ہو جاے ہماے نے کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین غارا فراسیاب کا رہنے والا ہون خداوند گرجو نے بھیجا ہو کہ جا کر
پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ لہذا مین خالی نہ پاشونگا اے کاکلکشا تیری خبر پہونچ چکی تو نے
اطاعت اسلام کی ایسی بری طرح پر خداوند پیش آوینگے کہ زندہ رہنا دشوار
ہوگا کاکلکشا نے جواب دیا کہ او نابینا میرے مان باپ ساتھ ہین جمشید ثانی
نگوڑا کون ہو اُسکی عقل پر تو پتھر پڑے ہین آپ ہی تو لکھ گیا ہو وہی سب ظہور
مین آرہا ہو اب اس تحریر سے انکار کرتا ہو کہ مین نشے مین تھا کہ ایک طرف سے
سحاب کا نعرہ ہوا دوسری جانب سے موجۂ قطرہ زن پہونچی ہماے جادو نے
پھر سحر کیا کہ ایک گنبد آتشین آسمان سے پیدا ہوا شعلۂ آتش بھڑکتے ہوے
وہ گنبد آتشین زمین پر آکر ٹھہرا ہماے جادو نے پکار کر آواز دی کہ اے سحاب
وغیرہ یہ سحر مین نے کامل کیا ہو اس سحر سے کوئی نہ بچیگا سب نے دیکھا کہ قطرہ زن
قریب گنبد پہونچی چاہتی ہو آگ مین پھاند پڑے ون کہ پہلو سے نعرہ بدیع الزمان
کی صدا آئی کاکلکشا نے پکار کر کہا کہ اے مادر مہربان کہان جاتی ہو وہ آتش سحر
ہو مگر قطرہ زن نے کچھ جواب نہ دیا دونون پانون جا کر آگ مین پھاند پڑی
گرتے ہی غائب ہوگئی کاکلکشا نے یہ معاملہ دیکھا کہ مادر مہربان نے اپنے کو آگ
مین گرا دیا سحاب نے کہا بیٹا نہ گھبراؤ میری زوجہ کو آگ مین جو گرا دیا ہو تو مین
آگ بجھا دونگا یہ کہکر سحاب نے سحر کیا کہ آسمان سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی آگ
کو نہین بجھاتا ہماے جادو وہی سحر کر رہا ہو کاکلکشا تڑپ کر گری شعلہ ہاے آتش
بھڑکے کہ کاکلکشا کی کچھ زلفین جلین بدیع الزمان نے آکر نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین
ز تیغم پے ملک اسلام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن

توانم گشتم آسمان بر زمین
کہ سر فتنہ باختر نام شد
بدیع الزمان گرد لشکر شکن

اور ایک طرف سے برہمن خدا پرست آگرا بدیع الزمان کو ہماسے جادو
نے دیکھا کہ قتل کرتے ہوسے آتے ہین کئی پہلوان آنکھون کے سامنے مارے
وجہہ یہ ہو کہ کاکلکشا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو جس ساحر نے بدیع الزمان پر سحر کیا ملکہ
کاکلکشا نے کاکل کو جنبش دی بدیع الزمان اُس ساحر کو مار لیتے ہین اگر کسی ساحر
نے سحر کیا تو کاکلکشا حفاظت کر رہی ہو ساحرون کو گھیر گھیر کر مقابلہ بدیع الزمان
مین بھیجتی ہو پھر قریب آکر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا بدیع الزمان کو موتیون کا
مالا پہنا دیا کہا اب آپ بیخوف لڑیے یہ ساحر جو سحر کرینگے وہ باطل ہو جائیگا اتنو
بدیع الزمان ساحرون کو مارتے ہوے چلے جب قریب ہماسے جادو کے پہنچے
ہماسے دیکھا کہ اب بدیع الزمان قریب آگئے سوچا کہ اپنے نہ مقابلہ کرو ورنہ
غضب ہوگا یہ سوچکر پیچھے ہٹا بدیع الزمان سے مقابلہ نہ کیا بدیع الزمان اور
ساحر پر جا پڑے کاکلکشا ... مسکرا دیتی ہو سحر ساحر کا دفع ہو جاتا ہو بدیع الزمان
لڑتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے سے علمدار فوج لڑتا جو آتا ہو ساحر ونکو ترغیب
دے رہا ہو کہ ہان یارو یہی وقت جانبازی ہو لیہ حمزہ کو گرفتار کرلو مگر جو ساحر سامنے
بدیع الزمان کے آیا عامل شمشیر آبدار ہوا ہر طرف تلوار چل رہی ہو ایک مقام
پر گلگونہ کھڑی تھی کہ ہماسے جادو نے اپنے کو قریب پہونچایا خون اپنا گوشت کاٹکر
چلو مین لیا اور چاہا گلگونہ پر پھینکون کہ سامنے سے کاکلکشا پیدا ہوئی اُسنے
جو یہ دیکھا کہ گلگونہ پست ہو رہی ہو آواز دی کہ اے گلگونہ ہوشیار رہو اگر یہ خون
پڑگیا تو جل جاؤگی گلگونہ یا تو آنکھین بند کیے کھڑی تھی آواز کاکلکشا کی سنکر
ہوشیار ہوئی ہماسے جادو نے خون پھینکا کاکلکشا نے پڑھکے جو سحر کیا وہ
خون زمین پر گرا پھر گلگونہ پر سے سحر کو ہماسے جادو کے دفع کرکے کہا اے گلگونہ
نکل چلو ہمارے لشکر مین چلکر ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ گلگونہ نے جو
کاکلکشا کو مہربان پایا تڑپ کر بلند ہوئی ہماسے چاہا روکون ملکہ کاکلکشا نے
سامنا کیا ایک گولہ مار دیا کہ گولہ پھٹا اُس مین سے دھوان نکلا وہ دھوان

آنکھون مین ہماکی لگا آنکھین ملنے لگا لپٹ کو بچاٹ دیا اُدھر لشکر والے شمشیرزنی کرتے
ہین بدیع الزمان قتل کرتے پھرتے ہین کی تو ... ہاتھ سے بدیع الزمان اور
برہمن بلند بالا کے ... سحاب سے دور سے دیکھا کہ کاکلکشا نے بڑی
جرأت کی کہ ہماسے جادو کو نابینا کیا آنکھین ملتا ہے جب آنکھین کھولتا ہے تو اسکو
کچھ نہین سوجھتا ہے جو آنکھین بند کیا لیا ہو ہمانے چند افسر جو قریب تھے اُنسے کہا اب
گلگلونہ کو نہ دیکھو نکل جانے دو افسرون نے عرض کی کیا حمزہ نے لی ہم افسر قتل کیے
ہم لوگ کیا کرین سحر ہمارا اثر نہین کرتا سحاب نے خبر کیا وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک
گوشت مین زوجہ بیہوش پڑی ہے کاکلکشا نے بڑھکر پان کو اٹھایا آپ دمیدہ سحر
سے منھ دھلایا اب جو موجہ قطرہ زن اُٹھی سحر کی بوچھار کردی ہماسے جادو کی
ہر اعضا سے خون بہنے لگا سب افسرون نے صلاح دی نکل چلیے ورنہ اب قتل
ہو جایئے گا آخر شکست فاش کھاکر ہماسے جادو بھاگا مگر گلگلونہ کاکلکشا کے
ساتھ تھی جب ہماسے جادو بھاگ کر نکلگیا کاکلکشا نے آکر گلگلونہ کا ہاتھ تھاما
کہا آجہی بڑا مزہ اٹھایا اور جمشید کی شرکت کر دو جنگ کو آئی تھین خوب جنگ
ہوئی ایسے ہمارے ساتھ چلو دیکھو بارگاہ بدیع الزمان مین کیا کیفیت ہو گئی ہین
غلو بہ مین چالاک نے دیکھا کہ ہماسے جادو شکست کھاکے جاتا ہے پیچھے پیچھے
چلا اور بدیع الزمان سے کہ گیا کہ ہماسے جادو کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ سنکر
بدیع الزمان نے کہا سمجھ بوجھ کے جانا چالاک عقب مین ہماسے جادو کے
روانہ ہوا مگر ہماسے جادو پانچ کوس پر آکر ٹھہرا ایک پانی کی جھیل تھی اُس مین
نہایا تب آنکھین روشن ہوئین بارگاہ مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہ رہا ہو کہ
صاحبو مین اپنا حال کیا کہون اے میرا تو عجب حال ہو دل پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

مجنون جنونی نتوان نام و نشان چیست	بیکام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست
جان و دل و دین رفت و خط و خال نہ پرسد	ای بیخبر از خویش دگر دعوی جان چیست
سوختہ بہ صد بار کہ سود و تو زیان است	ای دل دگر اندیشہ این سود و زیان چیست

بدرید ترا پردۂ عصمت چو زعصیان | ظاہر شدہ بر خالق و از خلق نہان چیست
مخفی چہ کنم چارہ کہ از دست بپرسم | مقصود ز پیدایش این کون و مکان چیست

اصل مین شعلۂ حسن گلگونہ نے کلیجے کو جلا دیا مجھکو تو خاک مین ملا دیا ہاے کیونکر صبر کرون کس طرح دلپر جبر کرون حقیقت مین پسر حمزہ بڑا صاحب اقبال ہے کون کون لوگ شریک ہوگئے کہ ہرکارے نے خبر دی گلگونہ ہمراہ بدیع الزمان گئین کاکلکشا آئے سمجھا کر لے گئی اب شریک ساحران نہوگی مسلمان کے ساتھہ رہیگی ہمارے جادو نے کہا مین اُسکو چین نہ لینے دونگا ابھی جاتا ہون اُسکو مین گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اسباب سحر جھولی مین رکھکر طرف صحرا کے چلا جیسے ہی صحرا مین پہونچا ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار پڑھ رہا ہے نظم

رفتیم کہ نوشیم بہ از ساغر مستان | گردیم بہ رسوائی آشوب پرستان
نوشیم ز میخانۂ وحدت مے گلگون | اسرار مے و میکدہ گوئیم بہ مستان
قفل در میخانہ بہ اندیشہ کشائیم | راز دل پیمانہ نگوئیم بہ دستان
چون موسم گل رست در آغوش خزان است | کا غیبت مرا دیدن دیدار گلستان
افسردگی بود از ان ہم اثری نیست | بگذشت مگر گرمی بازار زمستان
تاریک شد از ظلمت غم خانۂ عشرت | روشن کنم از آتش و شمع شبستان
ہنگامۂ مجلس فرزانہ نشین نیست | دیوانہ بود ہرکہ شود ہمدم مستان
مغرور نہ گردی کہ در توبہ فراز است | ہشیار کہ این راہ بسے دور و دراز است

یہ آواز سنکر ہمارے جادو اُسطرف پلٹا دیکھا کہ گلگونہ جادو ایک نخل کے نیچے بیٹھی رو رہی ہے ہمارے جادو دوڑکر قدمون پر گر پڑا کہتا تھا اے ملکۂ عالم میری بات کا بُرا نہ ماننا مین تابعدار ہون سارے ملک کی حکومت آپ ہی کو دونگا کبھی عذر نہ کرونگا گلگونہ الفلی نے کہا او نگوڑے تو بڑا بیوفا ہے مجھکو ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو میرے ساتھہ بُرائی کرے ہمارے نے کہا مین غلام تابعدار ہون اے ملکۂ عالم وعدہ کرتا ہون کہ ملک و مال کا آپ کو اختیار ہے جسکو چاہو نوکر رکھو جسکو چاہو

چھوڑا اور میں کسی مقدمے میں دخل نہ دونگا ملکون کا خراج آپ کے پاس آئیگا اُسکا بھی
آپ ہی کو اختیار ہی چالاک نے باتیں کرتے کرتے خاصدان کھولکر گلوری کھائی
ہما نے کہا مجھے بھی گلوری دیجیے گا گلگونہ نے گلوری کھلائی کہا چلو تمھارے ساتھ
چلتی ہوں مگر وعدہ فراموشی نہ کرنا میرے خود دلبر صدمہ ہی لشکر بدیع الزمان میں
جا کر نکل آئی وہاں نہ ٹھہر سکی بی کاکلکشا کو اگر تم کہو تو لے آؤں ہما نے کہا میں
سمجھ لونگا چند قدم جا کر لڑکھڑا یا گر کر بیہوش ہوا گلوری تو کھا ہی چکا تھا اُسی میں
چالاک نے بیہوشی دی تھی چاہا زبان میں سوزن دوں دیکھا چند ساحر آتے
ہیں ساحروں کو دیکھکر چالاک گھبرایا سمجھا ایسکے مددگار ہونگے بدون سوزن دیے
پشتارہ باندھکر بھاگا وہ ساحر اور طرف چلے گئے چالاک بھاگا میرے پیچھے آتے ہیں
درختوں میں چھپتا ہوا سامنے بدیع الزمان کے آیا عرض کی غلام ہما کو لایا
بدیع الزمان نے حکم دیا ستون سے باندھو ستون سے باندھکر ہما کو ہوشیار
کیا ہما کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا کاکلکشا نے پکار کر کہا ای ہما خدا کی
قدرت کو دیکھا کہ تم گرفتار ہو آئے نگہبانِ جادو نے دیکھا کہ میری زبان میں
سوزن نہیں ہی یہ سوچکر کاکلکشا کو کچھ جواب نہ دیا تڑپ کر بلند ہوا چلتے وقت ایک
گولا مار دیا سحاب نے للکار کر کہا اوچھے کہاں جاتا ہی تھم سحاب ابر شکن اب تو
ہما ایسا بھاگا کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا بدیع الزمان نے آواز دی ای سحاب
آگے نہ جانا چالاک سے پوچھا اسکی زبان میں سوزن کیوں نہ دی چالاک نے
عرض کی میں نے جب اسکو بیہوش کیا چند ساحر آتے تھے میں سمجھا اسی کے ملازم
ہیں پشتارہ لیکر بھاگا سوزن نہ دینے پایا گلگونہ نے کہا میں ایسا جانتی تو جب
چالاک لیکر آئے تھے تب ہی قتل کر ڈالتی لیکن یہ ابھی فتور کریگا سحاب نے
کہا اگر فتور کریگا تو مارا جائیگا امان کبھی نہ پائیگا ہما سے جادو بھاگا ہوا اپنے لشکر
میں آیا مگر پسینے پسینے کپڑے پھٹے ہوئے سب نے پوچھا کیوں آقا ے نامدار
کیا ماجرا گذرا ہما نے سب کیفیت بیان کی کہا آج رات کو جا کر گلگونہ کو میں

گرفتار کر لاؤنگا اتنا کہکر خاموش ہو رہا دن بھر تو گذرا رات کو اُس صحرا مین رونق ہوئی آواز گانے کی آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہے **نظم**

کام ہے شیشے سے ہمکو اور نہ ساغر سے غرض — مست رہتے ہین شرابِ روح پرور سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی — زر کی خواہش ان حسینون کو ہے زیور سے غرض
اپنے فعلون سے تعجب ہے نہ ہووے جو فساد — زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا زر سے غرض
بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہے یار — زہر ملتا ہے اُسے جسکو ہے شکر سے غرض
ناز بیجا بھی نہ ہو دل ناگوارِ طبع ہو — اب تو اُنکی ہے تری اُس ماہ پیکر سے غرض
عاشقِ بیتاب کو بوسہ عنایت کیجیے — مردِ مفلس کی نکلتی ہے تونگر سے غرض
فرشِ قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین — آتش درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

یہ آواز سنکر ہماسے جادو چلا حیران تھا کہ کون گا رہا ہے جب صحرا مین پہونچا تو دیکھا ایک ساحرہ تخت پہ بیٹھی ہے گرد کنیزین ہین ایک گا رہی ہے اِس ساحرہ کا نام نسرین جادو ہے یہ صحرا اسکی سیرگاہ ہے ہماسنے دیکھا کہ کلگونہ سے اسکی شکل ملتی ہے بیقرار ہو کے دوڑا نسرین نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہے مگر ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے یہی مراد ہے کہ جا کر صحبت مین بیٹھون نسرین نے پکار کر آواز دی ای ہماسہ جادو تمکو مین نے پہچانا اس صحبت مین نہ آنا میری کنیزین سب پردہ دار ہین اگر ملاقات منظور ہے تو مکان پر آنا ہم جواب دینگے ہماسے جادو کا گرد و دوسے کھڑا ہو کر دعائین دینے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم آپ سلامت رہیے مجھکو اپنی صحبت مین آنیکا حکم دیجیے چند ساعت بیٹھکر چلا جاؤنگا چہین تلاش جمال کی کرون تو پھر نہ ٹھہرون نسرین نے جواب دیا مجنے تجسے کہدیا کہ مکان پر آنا یہان نہ آؤ ہماسے جادو نے پیچھے ہٹا پکار کر کہا مکان کا پتہ دیجیے نسرین نے کہا بالا سے کوہ نسرین آنا پھر ایک کنیز کو بھیجا کہ جا کر اُس سے وعدہ کر آؤ کوہ نسرین کا پتہ دو ایسا نہ ہو کہ پتہ بھول جائے تو باعث خرابی ہو کنیز نے آ کر سب پتہ بتایا ہماسے جادو مشتاق ہوا کہ کوہ نسرین پر جاؤنگا اگر ملکہ کو

توجہ نہ ہوتی تو پتہ کیون بتاتین اِس سوچ مین پلٹا آکر اپنے لشکر مین داخل ہوا
رات بھر بستر خواب پر تڑپا صبح کو آراستہ ہوا اسباب سحر جھولی مین رکھا طرف کوہ
نسرین کے چلا اُسی نشان پر جو کنیز نے بتا دیا تھا اُن مقامون کو دیکھتا ہوا جاتا ہی
پانچ کوس راستہ طی کیا تھا کہ ایک کوہ سبزہ زار دکھائی دیا بالاے کوہ بڑے
بڑے درخت ہوا سے ہل رہے ہین اُنپر طائران زمزمہ سرا بزبان حال توصیف و
تعریف ایزد منان مین مصروف ہین کبھی شاخون سے اُڑ کر بلند ہوتے ہین عین
وسط کوہ پر فرش بچھا ہوا ہی وہی ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی ہما کو جو آتے ہوے دیکھا
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بالاے کوہ آؤ ہماے جادو بالاے کوہ پہونچا نسرین
اپنے مقام سے اُٹھی ہماے جادو کا ہاتھ تھام لیا لا کر اپنے برابر بٹھایا پوچھا
اِی ہما خیر تو ہی تم بھی آوارہ و لشکر بھی پریشان صحراے سیرگاہ مین اُترے ہوے ہو
مجھے کیون سرفراز کیا ہماے جادو سفلہ مزاج ہی ہاتھ باندھکر کہنے لگا کہ اِی ملکہ
رات بھر آپ کے فراق مین تڑپا ہون شب تیرہ و تار نہ کٹتی تھی بمشکل صبح ہوئی
تب مین حاضر ہوا امیدوار ہون کہ غلامی مین مجھکو قبول کیجیے نسرین نے کہا
اِی ہما تم جانتے ہو کہ مجھے مرد کے نام سے نفرت ہی تمھین یاد ہوگا کہ جب مین
براے امتحان غار افراسیاب مین گئی تو قدرت نے خود پیغام دیا کہ اِی ملکہ
نسرین یہان رہا کرو تمھین یاد ہوگا کہ مین نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند
مین یہان نہین رہسکتی میرے وقت معین ہین شب کو سیرگاہ مین جاتی ہون
دن بھر کوہ نسرین پر رہتی ہون قدرت اِسقدر آزردہ ہوے کہ امتحان کی سند
نہ دی مگر مین نے قبول نہ کیا اور پلٹ آئی تم کیا خداوند سے زیادہ ہو بڑا مرتبہ
قدرت عطا فرماتے خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہماے نے کہا مین تو آپ کے وعدے
پر آیا ہون اب امیدوار ہون کہ غریب نوازی فرمایئے نسرین نے کہا مجھکو
جو جواب دینا تھا وہ جواب دے چکی اب تم اپنی کہے جاؤ ہم جواب نہ دینگے
یہ کہکر حکم دیا ارے گائن کو بلاؤ دل افروز نامے گائن حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر

ہماسے اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہو جائے ۔ مہ نخشب مہ گردون کے مقابل ہو جائے
یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے ۔ ماہ نو دم مین فلک پر مہ کامل ہو جائے
تب مین جانون مری جانب سے کدورت نہ رہی ۔ صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہو جائے
وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون ۔ سننے والون کا پریشان نہ کیون دل ہو جائے
وہ حسین عارض انور سے اٹھائے جو نقاب ۔ دعوی حسن مہ و مہر ابھی باطل ہو جائے
تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے ۔ مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہو جائے
گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا ۔ بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہو جائے
نور دم بھر کو اگر وہ بت مغرور آئے ۔ شمع رخسار سے روشن مری محفل ہو جائے

گانا ہو رہا ہے ہماسے جادو خاموش بیٹھا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے کہ درہ کوہ مین دھما کا ہوا ہماسے نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام بد انجام سر منڈا ہوا لب گدا زناک و دراز کوتاہ گردن چوڑا سینہ لپیٹ تن ہاتھ پاؤن گول ایک لنگوٹ باندھے ہوئے کوہ سے نکلا قریب ملکہ کے آیا کہا اے ملکہ عالم آفاق جادو آپکے یہ کون ہے جو تمھارے پاس بیٹھا ہے ملکہ نے کہا اے مقصود خبر رسان یہ ایک مسافر ہے مین نے دل بہلانے کے واسطے بٹھا لیا ہے زنگی نے کہا میان مسافر تمھارا کیا نام ہے اور کہان کے رہنے والے ہو ہماسے نے کہا بھائی مین تمھارے قبیلے سے ہون ہماسے جادو میرا نام ہے غار افراسیاب کا رہنے والا ہون جس وقت سے سلطنت ہوشربا مٹی اور خدائی لقاے بے بقا کی نیست و نابود ہوئی اور مسلمانون کا قبضہ ہوا ہم لوگ تباہ و برباد ہو گئے تمام طلسم بھی برباد ہوا افراسیاب جادو ہاتھ سے اسد نامدار کے مارا گیا زنگی نے کہا تم ایک ہوشربا کو کہتے ہو ہمکو سب خبرین ہین ہر جگہ مسلمانون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے نور افشان اتنا بڑا طلسم کیا ویران ہوا کہ سحر العجائب مارا گیا مصر الغرائب بھاگ کر ہفت پیکر مین پہونچا وہان بھی نہ بچا رستم نے جا کر ہفت پیکر کو مارا طلسم کو درہم و برہم کر دیا

اور اپنا قبضہ کیا بقراط ثانی اتنا بڑا ساحر کہ جو طلسم خیال سکندری مین خدائی
کرتا تھا اور کوئی اُسکا مقابل نہ تھا وہ نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا ہاے
وہ طلسم بھی کیسا برباد ہوا اب مسلمانون کا اِسطرف اِرادہ ہوا ہو دیکھیے انکا
خداے نادیدہ کیسا کیسا انکو ہر مقام پر فتحیاب کرتا ہی کہ تمام ملکون اور سلطنتون
پر قبضہ ہوتا جاتا ہی اور ہمارے خداوند جمشید ثانی ایسی غفلت کے نشے مین ہین
کہ کچھ خبر نہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وقت انقلاب زمانہ قدرت آگیا کیسی کیسی
شاہزادیان شریک مسلمانان ہو رہی ہین کیسے کیسے ساحر اُنکے ہاتھ سے
سامری و جمشید کے پاس پہونچتے جاتے ہین مسلمانون کے خداے نادیدہ نے
کیسا نور چہرے پر دیا ہو کہ جس شاہزادی نے دیکھا وہ عاشق جمال ہو کر شریک
ہو گئی یہ باتین کر کے زنگی تو درہ کوہ مین چلا گیا ہمارے جادو بیمار ہا نسرین
رسیدم کہ رہی ہو کہ ای ہما اب جاؤ ورنہ ایکے مقصود زنگی قیامت برپا کریگا
کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک ساحر سانولی رنگت بال بڑے بڑے کمر تک لٹکے ہوے
اکیلا تخت پر سوار آکر محفل مین پہونچا نسرین نے کہا ای آفاق جادو آج آنے مین
دیر کیون ہوئی آفاق نے کہا ای ملکۂ عالم آج ایک کار ضروری مین تھا مین شب بھر
آپ کے اشتیاق مین رہا صبح ہوتے ہی روانہ ہوا راہ مین مسلمانون کے لشکر دیکھے
جا بجا اُترے ہوے ہین کیا غضب ہی ای ملکۂ عالم کہ جس لشکر مین جادوگرنیونکو دیکھا
جوان جوان خوبصورت کوئی طلسم کشا پر عاشق کوئی فرزند صاحبقران کے ہمراہ
فی الحال بی بی کاکلکشا و سحاب ابر شکن رموجۂ قطرہ زن شریک بدیع الزمان
ہوے ہین اِنھون نے کوچ کیا ہی صحراے گرد آباد پہونچے ہین صحراے غولان
راہ مین ملیگا بی بی کاکلکشا و سحاب صحراے غولان سے بچا کر لیجا وینگے تا بہ قصر
خداوندی پہونچا وینگے جوان جادوگرنیون مین ایک تمھین باقی ہو کہ مجھسے واسطہ
ہی یہ سُنکر ہما نے کہا ای آفاق جادو ذرا سمجھکر کلام کرو مین ملکہ کا مشتاق ہو کر
آیا ہون جسطرح مانینگی قبول کراؤنگا اپنے ساتھ لیجاؤنگا میری محفل بھی آبادی

ہو آفاق نے کہا او ہما سے جادو تم تو بڑے گستاخ ہو رو برو ہمارے ایسا کلمہ کہتے ہو بس اب اُٹھ جاؤ ایسا نہ ہو تمھاری جان پر بنجائے تو پناہ پانی مشکل ہو ہما نے کہا او آفاق جادو مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون مسلمانون سے جو شکست کھائی وہ عیارون کا باعث تھا کہ عیارون نے ایسا حیران کیا کہ شکست کھا کر بھاگا ہین تو آپ غم مین ہون تم مجھے آزردہ کرتے ہو آفاق نے کہا او ہما سے جادو یہ تمھاری شامتین آئی ہین بعد تکرار بسیار ہما نے گولہ مارا آفاق جادو نے گولہ کاٹ دیا جب ہما اُٹھنے لگا کہ آفاق سے مقابلہ کرون تو نسرین جادو نے ہاتھ تھام کر ایک قہقہہ مارا ہما سے جادو چپ ہو گیا آفاق نے اُٹھکر ہما کی مشکین باندھین زبان مین سوزن دی کہا ارابہ لاؤ ارابے پر سوار کر کے سلسل و معلق کیا کہا اِنکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگا وہان سزا دلواؤنگا نسرین نے کہا او عاشق صادق اِسکو خدمت خداوند مین نہ لیجانا خداوند ہمیشہ سے میرے نام پر بیل کرتے ہین وہ اِسکو سزا نہ دینگے اور مجھکو طلب کرینگے مین اُنکے سامنے نہ جاؤنگی آفاق نے کہا مین اِنکو اپنے قصر مین لیجاؤنگا وہان جا کر قتل کرونگا نسرین نے کہا اسکا اختیار ہی وہ بھی تو جانے کہ کسی پر عاشق ہوا تھا یہ صدمہ اُٹھایا آفاق تب ہما کی لیکر چلا منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہی ایک صحرا مین آکر اُترا کہ وادی برہوت اُس جنگل کا نام ہی برہوت جادو وہان کا حاکم ہما کا دوست ہی برہوت کو خبر پہونچی کہ آفاق ہما کو لیے ہوے جاتا ہی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا دوست گرفتار ہو اور مین مدد نہ کرون ٹہلتا ہوا لشکر مین آفاق کے آیا آفاق کو خبر پہونچی کہ برہوت آتا ہی چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے برہوت دربار آفاق مین آیا کہا کیون او آفاق ہما نے تمھاری کیا خطا کی آفاق نے کہا مین تجسے کیا بیان کرون ایسی خطا کی ہو کہ گرفتار کر کے لیے جاتا ہون جا کے سیدان خونی کی تیاری کرونگا ایسے مقام پر قتل کرونگا کہ جہان آب و دانہ نہ ہو روح اِسکی بھٹکتی رہے اور چندے یاد کرے برہوت نے کہا او آفاق مجھپر

احسان کرو کر خطا اسکی معاف کرو رہائی کا حکم دو کہ مین اسکو اپنے کوہ پر لیجاؤن
دب یہ پلٹ کر غار افراسیاب مین جائیگا آفاق نے جواب دیا اے برادر اگر
تنہا چھوڑینگے تو تم بھی بیزار ہو جاؤگے برہوت نے کہا جو خطا کی ہو اُسے معاف
کرو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد بددعا کے عرض کی ملکہ چنچل جاتی
تھین لشکر کو دیکھکر اتر پڑین دریافت کیا کہ یہ لشکر آفاق جادو کا ہے دیکھیے قریب
بارگاہ آپہونچین آفاق نے ہنسکر کہا کہ مین مدت سے چنچل کا مشتاق تھا اگر وہ
آجاسئے تو مطلب دلی حاصل ہو ہرکارون نے عرض کی دربارگاہ پر کھڑی ہین
آفاق براے استقبال اُٹھا سامنے آکر سلام کیا کہا بی چنچل آؤ چنچل ساتھ آفاق
کے بارگاہ مین آئی برہوت نے جو چنچل کو دیکھا بہت پسند کیا پکار کر کہا اے ملکہ عالم
آئیے مجھے آپ نے نہین پہچانا چنچل نے جواب دیا مین تمکو نہین پہچانتی برہوت
نے کہا یہ شہر امیری عملداری ہین ہے چنچل نے کہا عملداری مبارک ہو مین تو آفاق
کی ملاقات کو آئی ہون گھڑی بھر ٹھہرونگی چلی جاؤنگی آفاق نے ہاتھ تھام کر کہا ملکہ
میرے قریب بیٹھو برہوت سے کلام نکرو ہرچند کہ مجکو لنسرین کا خوف ہے مگر آجکل
آپکا حسن وشباب زورون پر ہے دیکھو چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب
کیونکر انسان عاشق نہو چنچل نے کہا اے آفاق بی لنسرین تمکو مبارک رہین مین
ایسے جھگڑون مین نہین پڑتی اپنی معشوقہ کو بلاؤ کہ تمھارے دل کو چین ملے مین صرف
ملاقات کو آئی تھی دیکھ لیا اب جاتی ہون برہوت نے اُٹھکے ہاتھ تھام لیا کہا کہ
ملکہ باغ سے کوہ چلو چنچل نے آہ کی کہا تم لوگ کیا جانو کہ مین کس آفت مین ہون جب
سے کہ گذری ہی کاکل کشا فرزند حمزہ پر عاشق ہوئی ہین انھین کے ساتھ ہین مین جو
اُدھر سے گذری مجکو جنت مین لیجا کر اپنے معشوق کو دکھایا حقیقت مین فرزندان
حمزہ بہت حسین ہین وہ لوگ طلسم نوخیز جمشیدی پر چہار طرف سے جھکے ہین طلسم
ظاہر کو فتح کر لیا سعد بن خیاط طلسم کشا ہین وہ کوچ کیے ہوے جاتے ہین قصد ہے کہ
جمشید ثانی سے مقابلہ کرین مسلمان ایسے نہین ہین کہ کسی سے دب جاوین قدرت نے

بڑے بڑے جادوگر بھیجے مگر کچھ نہ ہوا اب غارا افراسیاب سے مدد آتی ہو دیکھیں اس کا
انجام کیا ہو بیچ مین چنچل داہنے پر آفاق جادو بائین پر برہوت باتین کرتے ہوے
دربارگاہ پر آے اُس وقت دیکھا کہ ابر تاریک اُٹھا تمام صحرا سیاہ ہو گیا رعد کی گرج
برق کی چمک ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر بڑھتا ہوا آتا ہی جب اس
صحرا مین پہونچا تو ابر پھٹا دیکھا تخت پر شبدیز کلنگ سوار گرد وزیر وامیر پشت پر کئی
لاکھ جادوگر بھیر بھرے علمون کے کھلے ہوے اس کروفر سے وہ جادوگر آتا ہی کہ زمین
کانپ رہی ہی آفاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم نئی بات یہ ہی کہ شبدیز کلنگ سوار بادشاہ
ملک بنگالہ ہی اس وقت کہا سے آتا ہی نہین معلوم کہان جائیگا برہوت نے کہا مجھے
تو اس سے ملاقات ہی آج میری عملداری مین آیا مین ملاقات کرونگا یہ کہکر چنچل کا ہاتھ
چھوڑ دیا خود بلند ہوا اگر شبدیز کو سلام کیا شبدیز نے پوچھا کہ ای یار وفادار تم
اس صحرا مین کہان برہوت نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ یہی صحرا ہے
برہوت ہمین یہان کا حاکم ہون پہاڑ پر تشریف لے چلیے شبدیز نے کہا کہ تمہاری
خوشی ہم کرین گے تمہارے ساتھ چلین گے یقین ہی کہ آج شب کو رہجاوین برہوت
نے کہا کہ اب تو یہان اُترے آفاق جادو صحرا مین اُترا ہوا ہی ہمارے جادو
کی قید سے جاتا ہی مین چاہتا ہون رہا کر لون شبدیز نے کہا ابھی ساحرون کو حکم
دون کہ لوٹ پڑین جان بچانا دشوار ہو دیکھو لشکر قہار میرے ساتھ ہی جہان اشارہ
کر دون دریاے خون بہادین برہوت نے ہرچند منع کیا کہ آپ دخل نہ دین لیکن
شبدیز نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہمارے دوست کی خوشی کرو اس فوج کو مار لو کئی
لاکھ فوج بڑے بڑے افسر شاہ بنگالہ کے ساتھ لینا لینا کہکر چلے لشکر پر آفاق کے
آگ برسنے لگی آفاق چنچل سے کہ رہا ہی کہ یہ کیا آفت آئی بادشاہ بنگالہ کیون بگڑ گیا
چنچل نے کہا برہوت نے جا کر آفت برپا کی بادشاہ کو ورغلان زیادہ بگڑ گیا تھوڑے
عرصے مین فوج شبدیز نے فوج آفاق قتل کرنا شروع کی آفاق نے جاکر ہماکو
رہا کیا ہما رہا ہوتے ہی سحر کرنے لگا ہر سحر مین دو چار ہزار کو مارتا تھا شبدیز نے

جو دیکھا کہ یہ تو میری فوج کو قتل کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ ای ہما ے جادو احسان فراموش ہو مین نے تمکو رہا کرایا اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ ہماری فوج کو قتل کر رہے ہو ہما نے کہا کہ ای شہنشاہ بنگالہ میری اور کچھ مراد ہی شبدیز نے کہا وہ مراد بالاے طاق رکھو مجھسے فساد نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گے میرا سحر وہ قیامت کا ہی کہ زمین کو ہلادون طنابین آسمان کی کھینچ لون بس اب بہتر یہ ہی کہ کنارے ہو جاؤ ہما نے کہا مین کنارے نہ ہونگا جب تو شبدیز نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری ہما کے دو ٹکڑے ہوے آفاق جادو نے جو دیکھا کہ ہما مارا گیا چنچل سے کہا کہ لو صاحب اب جھگڑا دفع ہوا چنچل نے کہا ہان بیشک تمہارا رقیب مارا گیا اب مین سحر کرون کہ لشکر والے آپسین سر ٹکرانے لگین آفاق نے کہا ہان ملکہ امتحان کرو کہ یہ لشکر ڑکے چنچل نے بڑھکے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا موتی ٹوٹے جسپر ٹکڑا گرا وہ جل گیا چند ساحر غل مچانے لگے زبانون پر انکی یہ اشعار تھے نظم

درس عشقت را بیان دیگر است
این مدرس را زبان دیگر است

اختری اختر شناسان ترا
بر فلک ہر دم قران دیگر است

تا بکی سرگرم کار این جہان
این جہان را ہم جہان دیگر است

از شراب عشق میسوزد جگر
نقل این می از دکان دیگر است

در میان خلق می جویند و نیست
طالب حق را مکان دیگر است

رہرو راہ طلب را ہر قدم
ہمرہی با کاروان دیگر است

ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
با غمت راز نہان دیگر است

کس نمیداند کہ منزل در کجاست
ہر کسے از کاروان دیگر است

در نیابد غیر چشم حق شناس
مرد میدان را نشان دیگر است

در نیابد ہر کسے اسرار عشق
این معلم را زبان دیگر است

پرتو اقبال صاحب ہمتان
مخفیا از آسمان دیگر است

یہ اشعار پڑھتے ہوے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے بعض آپسین جنگ کرنے لگے

شبدیز نے وزراسے پوچھا کہ یہ کسکا سحر ہی جو ہمارے اہل لشکر دیوانہ پھر رہے ہین ایک وزیر کہ جسکا برق برقبار نام ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ وہ دیکھیے سامنے عورت گاتی باندھے ہوے سحر کر رہی ہی اُسی کے سحر نے یہ انقلاب کیا ہی یہ دیکھکر شبدیز بہت بگڑا اور پکارکر آواز دی کہ او ناز نین اس طرف آ ہمین تجھسے کچھ کہنا ہی اس لطف سے شبدیز نے کہا کہ چنچل دوڑی ہوئی آئی قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا شبدیز نے جو دیکھا کہ گورے گورے ہاتھ چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن و جمال مین لاجواب بقول شاعر

نظم

اجل کا مکان گوشۂ چشم مین
ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

جبین مطلع صبح ایجاد حُسن
قیامت نہان گوشۂ چشم مین
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

دیگر

بھوین دست بازوے جلاد حسن
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب اُنہین سرمے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

شبدیز نے ہاتھ تھام کر پہلو مین بٹھالیا آفاق نے جو دور سے دیکھا کہ چنچل خدمت مین شبدیز کی پہونچی لشکر سارا قتل ہوگیا چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر وزراے شبدیز نے چہار جانب سے گھیر لیا ہرچند آفاق نے چاہا کہ نکلون مگر کب نکل سکتا ہی اُسی جگہہ پر کھڑا رہگیا چار وزیر سحر مین طاق شہرۂ آفاق چہار جانب سے سحر کر رہے ہین آفاق کا نکلنا دشوار ہی شبدیز نے جب دیکھا کہ وزیرون نے آفاق کو گھیرا ہی جھلاکے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ آفاق کے بھی دو ٹکڑے ہوے جو باقی رہے وہ طرف صحرا کے بھاگے مگر شبدیز سب کو بھگاکر اُسی جنگل مین اُتر پڑا رات کا وقت ہی شبدیز تخت پر بیٹھا ہی وزرا و امرا گھیرے ہوے ہین کہ خبر پہونچی برہوت جادو آتا ہی شبدیز نے حکم دیا آنے دو وہ ہمارا دوست ہی برہوت سامنے شبدیز کے آیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران آپ نے وعدہ کیا تھا کہ غلام کو سرفراز کرین گے مین نے سب سامان تیار کیا ہی امیدوار ہون کہ دعوت مین تشریف لے چلیے شبدیز اُٹھ کھڑا ہوا برہوت کی مراد یہ ہی کہ اسکو دعوت مین لیجاؤن اور

چنچل کو کسی ترکیب سے لے بھاگون شاید مطلب پورا ہو یہ سوچ کر شبدیز کو ساتھ لیچلا
راہ مین کہتا ہوا کہ امیدوار ہون کل لشکر کی دعوت کرون شبدیز کلناگ سوار نے
کہا کہ مہربان تمکو اختیار ہی جب تو تمنے دعوت قبول کی برہوت شبدیز کلناگ سوار
کو باتین کرتا ہوا بالائے کوہ لے چلا راہ مین پوچھا کہ حضور چنچل کو کیا کیا شبدیز نے کہا
چنچل میری معشوقہ ہی کنیزون کے ساتھ کھیل رہی ہوگی مین نے اسباب عیش و نشاط
مہیا کر دیا برہوت نے پوچھا یہ کیا باعث ہوا کہ چنچل نے آپ سے انکار نہ کیا شبدیز
نے ہنس کر کہا مین نے اُسپر سحر کر دیا ہی سبکتگین جادو میرے ساتھ ہی اُسی کے سحر سپر و
ہی جو کوئی اُس کو مارے تب چنچل ہوش مین آئے یہ سب باتین پوچھ کر شبدیز کو بالائے
کوہ لایا سامان دعوت مہیا کیا کل فوج کے لیے کھانا بھیجا جب رات کم باقی رہی تو
سبکتگین جادو کو زہر ملا کر کھانا کھلایا سبکتگین جادو کا کلیجہ کٹ گیا دیر تک خون
اُگلا کیا جب خون کی قی ہوتی ہی تڑپ جاتا ہی مگر کہہ رہا ہی کہ یاروا ابھی تو مین اچھا تھا
یہ کیا عارضہ ہوا کہ یکایک یہ حال ہو گیا ساتھ والے کہتے ہین جس وقت سے آپ نے کھانا
کھایا اُسی وقت سے آپ کا حال ابتر ہی طشت رکھوا لیا دمبدم قی کرتا ہی آخر کسی طرح
صحت نہ ہوئی گھبرا کر اُٹھا اور پھر گرا جب کئی مرتبہ اسی طرح سے گرا آخر کار ایک مرتبہ جو
گرا سر پھٹ گیا لوگون نے جو یہ معرکے دیکھے گھبرا گئے ہر ایک کا قول تھا کہ سبکتگین
افسر اعلیٰ تھا اُس کے مرنے سے لشکر مین انتظام نہ ہوگا اسکی ذات سے بڑا انتظام
تھا جا بجا یہی ذکر ہو رہے ہین مگر جب برہوت کو معلوم ہوا کہ سبکتگین مر گیا اُسوقت
خیمۂ چنچل مین آیا دیکھا کہ چنچل بیہوش پڑی ہی اب جو ہوشیار ہوئی کنیزون سے
پوچھا مجھے یہان کون لایا کنیزون نے عرض کی کہ یہ بارگاہ شہنشاہ بنگالہ ہی ہم
سب تمھارے نوکر ہین چنچل سر جھکائے بیٹھی ہی کہ زمین شق ہوئی برہوت نے سر نکالا
نکلتے ہی قدمون پر گر پڑا کہتا تھا کہ ای شہنشاہ معشوقان میری خطا پر خیال نہ کرو
اور کسی طرح ملال نہ کرو اب میرے ساتھ چلو کوہ برہوت کی سلطنت کرو چنچل نے دیکھا
کہ اگر یہان رہونگی اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہی قبضہ کر لیگا برہوت کے ساتھ نکل چلون

یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی برہوت کے ساتھ چلی برہوت چنچل کو لیے ہوے سرحد
کوہ برہوت سے تین چار کوس نکل کر ٹھہرا کہا ای ملکہ عالم اب کہو کدھر چلون کسی غیر
ملک مین نکل چلین اگر اسی اقلیم مین رہین گے تو یہ آفت برپا کرین گے مگر سرحد بنگالہ سے
نکل چلو یقین ہی کہ شبدیز تو بھی مائل ہو مقدمہ عورت کا نازک ہوتا ہی ضرور اُسکو
غُصے جوش ہوگا چنچل خاموش بیٹھی ہی اور کچھ سوچ رہی ہی کہ جس پہاڑ پر بیٹھی تھی وہ پہاڑ جنبش
مین آیا وسط سے پھٹا ایک ساحر مہیب چند سنگریزے ہاتھ مین لیے بلبلاتا ہوا نکلا
پکار کر آواز دی کہ ارے تم لوگ کون ہو کہ بلا تکلف آکر بیٹھے ہو برہوت نے پکار کر
کہا کہ ای سنگسار مجکو نہین پہچانتا مین ہون اور ملکہ چنچل ہین نام عورت کا سُن کر
سنگسار سامنے آیا چنچل کو بہ نگاہ محبت دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برہوت بس
جاؤ اس عورت کو چھوڑ دو برہوت نے کہا کہ ای بھائی مین نے اسکے واسطے ملک و
مال چھوڑا غریب الوطن ہوا گھڑی بھر کو ٹھہر گیا تھا تم ایسی بات کہتے ہو جسکو دل قبول
نکرے مین اسکو نہ چھوڑونگا اپنے مقام پر جاکر بیٹھو سنگسار نے کہا کہ مین تو اس معشوق
کو نہ لیجانے دونگا بعد مدت کے اس صحرا مین عورت کا گذر ہوا یہ وہ پٹپر میدان ہی
کہ مسافر بھی اِدھر سے نہین گذرتے اب آے ہوے شکار سے مین کیونکر باز رہون
اس کو اپنے واسطے راضی کرلونگا برہوت ہر چند منتین کرتا ہی مگر سنگسار جادو کسی
طرح نہین مانتا چاہتا ہی دوڑ کے لپٹ جاؤن جب کئی مرتبہ بڑھا تو چنچل نے طرف
برہوت کے دیکھا اس نگاہ یاس سے آنکھ اُٹھائی کہ برہوت بیقرار ہوگیا اور اپنے
مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای سنگسار تم جبر کرتے ہو جو ہو سکے وہ کرلو سنگسار
نے ایک چیخ ماری کہ جتنے سنگریزے تھے اُتنے ہی جوان پیدا ہوے آکے سبھون نے
چنچل کو گھیر لیا برہوت و سنگسار آپس مین لڑنے لگے مگر چنچل جب سحر کرتی ہی سو دو سو
جادوگر بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین نظم

دو مہینے سے ہون ای چرخ ستمگار جدا | ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھسے مرا یار جدا
میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا | تن سے ہوتے ہین سر عاشق غمخوار جدا

اور معشوق میں یہ غمزہ وعشوہ ہی کہاں ✻ تیر انداز زمانے سے ہوا ای یار جدا ✻
چشم مخمور سے کیونکر نہ ملیں ہونٹوں کو ✻ لب سے کسطرح یہ ساغر کرین میخوار جدا
ای مسیحا تری آنکھونپہ ہین عاشق دونون ✻ دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا ✻
دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہی ✻ زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑونگا ✻ سائے کی شکل سے ہونگا نہ مین زنہار جدا
ڈر خدا کا ہی تو ہی پاس صنم بھی ای دل ✻ شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا
ایک جا رہنے نہین پاتا فلک کے ہاتھون ✻ مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

برہوت نے بھی صدہا کو قتل کیا ہی خوب سحر کر رہا ہی قصہ کا رشدیز گلنگ سوار رات بھر دعوت مین رہا صبح کو اسکے ملازمون نے خبر دی کہ برہوت چنچل کو لیکر بھاگ گیا شدیز اُسی وقت سوار ہوا کہا یہ بھگوڑا جانے نہ پاے فوج چہا طرف سے چلی اُسوقت پہونچا کہ چنچل اور برہوت گھرے ہوے ہین اور سنگسار سحر کر رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ چنچل پر قبضہ کرون مگر چنچل بلا کا سحر کر رہی ہی زیور اُتار اُتار کر پھینک رہی ہی جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا کئی ہزار ساحر دونون کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی شدیز آکر پہونچا کہا ارے ان سب کو مار لو اُس فوج کو جو آتے دیکھا ملازمان سنگسار آپس میں یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو یہ لشکر تو مثل مور وملخ کے ہی کس کس کو جواب دین اور کس کس سے لڑین سنگسار نے چاہا مین بھی نکل جاؤن لیکن شدیز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ سنگسار کے دو ٹکڑے ہوے برہوت کے اوپر اشارہ کیا کہ او بے حیا اسی مکر کے واسطے میری دعوت کی تھی کہ چنچل کو لے بھاگا چنچل نے آواز دی کہ او بے حیا میرا سر لیجا نا مین زندہ نہ جاؤنگی شدیز نے چند دانے ماش کے چنچل پر پھینکے چنچل تھرائی چہرہ سُرخ ہو گیا طرف شدیز کے دوڑی ہر چند برہوت روکتا ہی مگر چنچل نے برہوت کو جواب نہ دیا اور دوڑ کر قریب تخت شدیز آئی شدیز نے پہلو مین بٹھا لیا چنچل ہنس ہنس کر باتین کر رہی ہی مگر برہوت مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ہو کر مایوس ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ بنگالہ میرے حال پر رحم کیجیے

ہرچند جھنجھا پیٹا مگر شدیز نے کچھ جواب نہ دیا جب تو برہوت نے ایک گولہ مارا کہ پایۂ
تخت شدیز ٹوٹا جادوگروں نے بڑھ کر کاندھا دیا شدیز نے پکار کر آواز دی اے
دل افروز جلد آکر برہوت کو صحرائے نیلگون میں لیجاؤ وہاں جاکر خاک اُڑائیگا
اپنے اعمال کی سزا پائیگا کہ صحرائے ایک نازنین قمر عذار ماہ رخسار ہنستی ہوئی سامنے
برہوت کے آئی برہوت کا ہاتھ تھام لیا کہا صحرائے نیلگون میں چلیے برہوت
خوشی خوشی اُس نازنین کے ساتھ ہوا وہ نازنین برہوت کو لیکر روانہ ہوگئی
شدیز چنچل کو ساتھ لیے ہوے اُسی صحرا میں اُتر پڑا چنچل کو ایک بارگاہ میں جگہ دی
کنیزیں مقرر کیں چنچل خوش بیٹھی ہے شدیز نے شب کو جلسہ آراستہ کیا چنچل کو بھی بلوایا
چنچل بخوشی آکر بیٹھی مگر دل افروز جادو برہوت کو لیے ہوے جاتی ہے اُدھر سے
چالاک آتا ہے دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نازنین ایک ساحر کا ہاتھ تھامے ہوے
لیے جاتی ہے فوراً رنگ در روغن عیاری کا لگا کے ایک گویے کی شکل بنا گاتا ہوا سامنے سے
گذرا دل افروز نے پکار کر کہا کہ میان گانے والے ذرا اس طرف آؤ کہ ہم بھی
تمھارا گانا سنیں چالاک نے کہا یہ وقت نازک ہے ہم بھٹی پر جاتے ہیں شراب خوار
وہاں جمع ہوتے ہیں ہم اُن کے سامنے جاکر گاتے ہیں پیسہ پیسہ وہ سب دیتے ہیں پانچ
چھ گنڈے جمع ہوجاتے ہیں باپ اُس شخص کا ارباب جادو ضعیف ہوا چارپائی پر
پڑا رہتا ہے ہم جو کچھ کما کر لیجاتے ہیں اُسی میں بسر اوقات ہوتی ہے نانی ہماری بہت
لنگڑی ورنہ اُن کی وجہ سے بڑی آسائش تھی لڑکے آکر دو چار آنے دیجاتے تھے اب
کون مدد کرے اگر آپ ہمارا حرج کریں گی تو ہماری معاش میں فرق آئیگا دل افروز
یہ بھولی باتیں سُن کر بیقرار ہوگئی کہا میان گویے ہم تم کو روپیہ دیں گے یہ کہکر
روپیہ نکال کر چالاک کو دینے لگی چالاک نے کہا ہم روپیہ نہ لیں گے ہمیں پیسے دیجیے
دل افروز نے ہنس کر کہا کہ بڑے بیوقوف ہو چالاک نے کہا کہ بیوقوف تم ہو ہم
اپنی نانی سے پوچھ کر نکلے ہیں اُنھوں نے بتادیا ہے کہ کسی عورت سے نہ پھنسنا ہم کوئی
فقرہ نہ قبول کریں گے دل افروز نے کہا کہ ہم بے گانا سُنے نہ جانے دیں گے تب تو

چالاک ناچار ہوا اُسی مقام پر بیٹھ کر گانے لگا ایسے دو چار شعر گائے کہ دل افروز
کو خواہش ہوئی کہ اس لڑکے کو پھانسوں چپکے سے کہا کہ درہ کوہ میں چلو چالاک
نے کہا کہ میں ساتھ ہوں جہاں چاہے لے چلیے کسی بات سے انکار نہ کرونگا یہ سن کر
دل افروز نے برہوت کو اُسی مقام پر ٹھہرایا کہا ای برہوت یہیں بیٹھے رہو میں لڑکے
سے باتیں کر کے آتی ہوں چالاک کا ہاتھ پکڑے ہوے درہ کوہ میں آئی چہار جانب سے
دیکھنے لگی کہ کوئی آتا تو نہیں بیٹھ گئی چالاک نے اپنے پاس سے گلوری نکالی کہا لو یہ گلوری
کھالو دل افروز نے گلوری لی گلوری کھاتے ہی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا گھبرا کر
اُٹھی بیہوش ہو کر گری چالاک نے سر کاٹ لیا یہاں تو برہوت بیہوش ہوا وہاں
چنچل کہ پہلوے شبدیز میں بیٹھی تھی گر کر بیہوش ہوئی جب بعد تھوڑی دیر کے برہوت
کو ہوش آیا اپنے کو صحرا میں پایا چنچل کا نام لیکر روتا ہوا چلا یہاں چنچل جادو کو جب
ہوش آیا اپنے کو محفل شبدیز میں پایا اسکی تو نگاہ کے نیچے صورت بدیع الزمان
پھر رہی ہے چلا کر کہا کہ کیوں ای شبدیز یہ کیا گستاخی ہے میں جاتی ہوں شبدیز نے
کہا کہ میں نہ جانے دونگا چنچل اُٹھی سحر کرتی ہوئی نکلی شبدیز نے حکم دیا ساحروں نے
چنچل کو گھیر لیا چنچل لڑ رہی ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم برہوت جادو ای چنچل دیکھو
تو میں اس شبدیز کا کیا حال کرتا ہوں اسنے بڑا مکر کیا میرے ساتھ فتور کیا نعرہ کر کے
گرا شبدیز نے دیکھا کہ اب ایک سے دو ہوے لشکر ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا ہے
دونوں نے سحر کی بوچھار کر دی جدھر دونوں جاتے ہیں ساحر بھاگے پھرتے ہیں
شبدیز نے اول برہوت پر سحر کیا کہ برہوت بیہوش ہو کر گرا چنچل پر اشارہ کیا
یہ بھی گر کے بیہوش ہوئی سب سے کہا کہ دونوں کو گرفتار کر لو سبھوں نے دونوں کو
گرفتار کیا زبانوں میں سوزن دی مسلسل و مطوق کر کے دونوں کو ایک قفس آہنی
میں بند کیا ساحروں سے کہا ان کو رکھو آپ آکر بارگاہ میں بیٹھا چند ساعت گذرے
تھے کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ آپ نے سُنا بھائی
آپ کے بیران آدمخوار بجمعیت تمام آتے ہیں شبدیز نے کہا کہ وہ بڑے بھائی ہیں

بجائے باپ کے ہین یار وجا کر استقبال کرو افسران فوج گئے استقبال کر کے بہران
کو لائے بہران آکر بیٹھا ناچ وغیرہ ہو رہا تھا کہ بہران بھی صحبت مین گانا سننے لگا شبدیز
سے پوچھا کہ کیون برادر یہان برابر غیر فصل مین کوچ کیون کیا مین تو شکار کے واسطے
آیا تھا اس طرف جو گذر ہوا تمھارا حال سُنا شبدیز نے سب کیفیت بیان کی اور کہا
بھائی صاحب ان دونون کے واسطے دل افروز کو مقرر کیا تھا کسی نے اُسکو قتل کیا
عیاران اسلام جا بجا پھرا کرتے ہین جسکو پاتے ہین مار ڈالتے ہین ظلم و بدعت سے
مطلب نکالتے ہین مگر بہران نے چنچل کو دیکھا عاشق ہو گیا شبدیز سے کہا کہ ای برادر
یہ تم سے راضی نہین ہی اور نہ ہو گی اگر مناسب ہو تو میرے حوالے کر دو مین اسکو راضی
کر لونگا خیال کر کے دیکھو کہ مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی اور مین تم سے خوبصورت
بھی ہون اس وجہ سے مجھپر مائل ہی میری تیغ ابرو کی گھائل ہی اس مضمون کو سامنے
شبدیز کے خوب بڑھا کر بیان کیا اور اپنے حُسن کی بڑی تعریف کی شبدیز نے
یہ بات سُن کر جواب دیا کہ ای بھائی صاحب ایک عورت کے واسطے مین تمکو آزردہ
نہ کرتا کئی دن سے میرے یہان ہی مگر مین نے اسکو تخلیے مین طلب نہین کیا اسی امید
پر کہ یہ خود خواہان وصل ہوا اور ای برادر یہ تڑپا کرتی ہی کسی کے اوپر عاشق ہی
بہران نے جھلا کر جواب دیا کہ بھائی ایک عورت کے بارے مین طول نہ کرو یہ مجھی
پر عاشق ہی عالم رویا مین اسنے میری صورت دیکھ لی ہو گی اور کئی مہینے کا زمانہ گذرا
ہو گا کہ یہ اپنے کوہ پر بصد تجمل بیٹھی تھی اور میری سواری اُدھر سے گذری اس نے
مجکو بلایا مگر مین ضرورت مین تھا نہ ٹھہرا اگر قصد کرتا تو اُسی دن وصل ہو جاتا یہ سُنکر
شبدیز نے کہا اب زیادہ اسمین حجت نہ کیجیے مین اس عورت کو نہ دونگا یہی چاہتا ہون
کہ معاف فرمائیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے مکان کو چلے جائیے بہران نے کہا کہ کیون
ای شبدیز تجھکو سلطنت پر بڑا غرور ہی اگر مین دعویٰ کرتا تو نصف سلطنت مجکو ملتی
مگر مین نے یہ جانا کہ بھائی صاحب بادشاہ ہونگے میری خاطر کرتے رہین گے جو کہونگا
وہ قبول فرمائین گے آج مین نے بعد مدت کے ایک عورت کی درخواست کی اور تم

اسمین انکار کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو جاے شبدیز نے کہا کہ جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو مین عورت کو نہ دونگا آپس مین تکرار ہونے لگی ببران اُٹھا شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا آپس مین سحر ہونے لگے فوج والون نے جو دیکھا کہ مالک [illegible] مین یہ سب آمادہ ہوے دونون فوجین آپس مین مل گئین جنگ سحر ہو رہی ہی [illegible] گولہ چلا کہ دناتا ہوا کسی نے ماش کے دانے پھینکے مگر شبدیز نے کہا کہ ای چنچل تم میرے قریب رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو اُٹھا لیجاے چنچل نے کہا اگر مجکو قفس سے نکالو تو مین خود سحر کرون لشکر کو ببران کے دیوانہ کردون ناچار ہو کر شبدیز نے قفس جو کھولا پہلے یہ بھوت نکل آیا قدمون پہ شبدیز کے گرا کہا ای شہنشاہ بنگالہ مین اب آپ سے ساتھ رہونگا چنچل کا بھی نام نہ لونگا آپ کی معشوقہ ہی جب آپ نے اپنے بھائی کو [illegible] یا تو مین کیا ہون اب مجکو یقین ہو گیا کہ آپ بیشک اسیر عاشق ہین شبدیز پر چونکہ بلوہ تھا اشارہ کر دیا کہ تم بھی سحر کرو اور فوج ببران کو پامال کردو پر بھوت بھی سحر کرنے لگا مگر چنچل نے قفس سے نکلتے ہی موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا کم سحر پڑھ کر طرف لشکر ببران کے پھینک مارا کئی سو جوان دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

[illegible] باز نگر نرگس بیمار ے ہست
کہ اسیران چمن را سر گفتار ے ہست

[illegible] دست ستم باز کش از چیدن گل
کہ نہان در کف گل ہم بچمن خار ے ہست

[illegible] تر اسبحۂ اسلام بدست
بکمر حسن ترا رشتۂ زنار ے ہست

[illegible] آشفتگی طرۂ زلف
دل عشاق بہر موے گرفتار ے ہست

[illegible] ای دوست کہ امشب مجنون
عاشق دل شدہ را گرمی بازار ے ہست

[illegible] کیسہ ور نہ برین دشت چہ باک
شر تیے ہست بہر جا دل بیمار ے ہست

[illegible] گشت ز دیدار رُخت تو محروم
شکر [illegible] کہ بدل حسرت دیدار ے ہست

[illegible] دگر حاصل رسوائی عشق
گرمی معرکہ و مجمع بازار ے ہست

[illegible] چند فروشی بہ تقاضر خفی
این متاعی ست کہ در ہر سر بازار ے ہست

ہر طرف یہی ہنگامہ گرم ہو مگر شبدیز لڑتا بھڑتا قریب ہبران کے پہونچا اور للکارا کہ
او بیحیا خوب تو نے ہنگامہ کیا آخر میرے ہاتھ سے شکست کھائیگا ہبران نے گولہ مارا
شبدیز کو اور غصہ آیا گولہ اسکا کاٹ کر ہاتھ اڑایا برق تڑپ کر گری کہ سر ہبران کا
زخمی ہوا سامنے سے شبدیز کے بھاگا شبدیز نے للکارا ساتھ والون کو آواز دی کہ
یہ بے حیا جانے نہ پائے چار طرف سے فوج نے بلوہ کیا مگر ہبران حرکت کرتا ہوا چلا ہر چند
فوج نے جا بجا روکین مگر ہبران نہ رکا لڑ بھڑ کر نکل گیا فوج شکست خوردہ ہمراہ ہو
کئی کوس تک شبدیز نے پیچھا کیا ہبران بدحواس ہو کہ ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن
تو یہ ظالم سزائے معقول دیگا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک درخت کلان چنار کا
بیچ میدان مین واقع ہو ہزارہا طائر اوسپر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہو اور پہلو مین اوس
نخل کے ایک قصر اعلیٰ بنا ہو اوسکے دروازے پر چند زنگی نگہبان ہین اور سر قلعہ پہ
ایک تصویر سنگی جمشید ثانی کی نصب ہو ہبران بدحواس ہو رہا ہو فوج والے سب
منتشر ہو گئے اکیلا بھاگا ہوا چلا جاتا ہو جانتا ہو کہ میرے تعاقب مین شبدیز آتا ہوگا
گھبرا کر طرف قصر کے چلا کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا شبدیز مرکب باد رفتار پر سوار
کئی سو سوار و پیدل ہمراہ چلا آتا ہو دور سے دیکھ کر للکارا کہ او ہبران خبردار آگے
نہ بڑھنا ٹھہر جا قدمون کو مابدولت کے بوسہ دے اور جنگل کو کہ یہ میری پیر و مرشد ہی
ورنہ مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اب ہبران اور زیادہ گھبرایا طرف قصر کے چلا
زنگیون نے آواز دی کہ ای آنے والے اس طرف نہ آنا ورنہ اس بلا مین مبتلا ہوگا کہ
تا بروز حشر رہائی نہ ہوگی ہبران نے کچھ جواب نہ دیا جب قریب قصر آیا تو دیکھا کہ
گنبد کلان سے قصر کا دروازہ کھلا ایک مہ جبین پری رخسار نے نہایت زیب و زینت
سے سر نکال کر آواز دی کہ ای بادشاہ ہم تیرے مشتاق ہین یہ کہکر سر کھینچ لیا دروازہ
گنبد کا بند ہو گیا یہ حال دیکھ کر ہبران آپ سے باہر ہوا چلاتا تھا کہ ای جان جہان
وای آرام دل مشتاقان مین مشتاق جمال حاضر ہون کیونکر قلعے مین آؤن یہ زنگی مجھے
منع کرتے ہین پھر گنبد کا دروازہ کھلا اوسی نازنین نے سر نکال کر کہا کہ ای نگہبانان

طلسم نوخیز جمشیدی ہمارے مشتاق کو نہ روکو آنے دو اُن زنگیون نے آواز دی ای
نوجوان جلد جا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین اب تو ببران بڑھا جیسے ہی قریب دروازے کے
پہونچا اُن زنگیون نے ہاتھون ہاتھ ببران کو لیا لیکر قلعے مین گئے شبدیز کھڑا ہوا
یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ اُس نازنین نے ایک تخت بچھوایا تخت پر ببران کو بٹھایا
چند کنیزین گرد حاضر ہین دو لھا میان دو لھا میان کر رہی ہین کہ سامنے سے نوبت و
نقارے کی آواز آئی دیکھا چند کس تاشے وغیرہ بجاتے ہوے ایک سمت روشن چوکی
والے ہر مرتبہ یہی آواز دیتے ہین کہ ای بادشاہ عالیجاہ شادی مبارک ہو چند کنیزون
نے آکر سہرہ سر پر ببران کے باندھا خلعت شاہانہ پہنایا جب یہ دولھا بن چکا تب
تخت پر سوار کرکے قلعے مین لے گئے کنیزین مبارکباد دیتی ہوئین نوبت و نقارہ
بجتا ہوا شبدیز نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلّایا کہا اس بے حیا نے مثل لڑکون
کے شادی کی ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا تو بھی اہل قلعہ کو اطلاع کردے کہ
شبدیز کلنگ سوار بادشاہ ملک بنگالہ بہت خفا ہوتا ہی اور فرماتا ہی کہ ببران کی
مشکین باندھ کر بھیجدو ورنہ سارے قلعے کو پامال کر ڈالونگا سوار چلا جیسے ہی قریب
قلعے کے پہونچا زنگی جو نگہبان کھڑے تھے اُنھون نے اول تو منع کیا جب اُس سوار
نے نہ مانا تو اُن مین سے ایک زنگی نے تلوار چمکائی اور جست کرکے پشت پر سوار کے
سوار ہوا سوار نے چاہا اپنے تئین بچاؤن مگر زنگی نے مہلت نہ دی اس طرح کا خنجر مارا
کہ سوار مارا گیا شبدیز نے دوسرے سوار کو روانہ کیا وہ بھی اسی طرح مارا گیا سات
آٹھ سوار شبدیز نے بھیجے جو سامنے گیا وہ اسی طرح قتل ہوا جب تو شبدیز بہت جھلّایا
کمر کھول کر اُسی مقام پر اُتر پڑا سوارون سے کہا کہ جا کر کل لشکر کو لاؤ مین یہین ہون
میرے ملازم یہان مارے گئے اس قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجوا کر یہان سے جاؤنگا لشکر
سوارون نے کہا بھی کہ حضور یہ مقدمہ سحر ہی اسمین دخل نہ دیجیے شبدیز نے کہا کہ کیا مین
سحر نہین جانتا ہون چار گولون مین اس قلعے کو مثل بادشتہ اُڑا دونگا کسکی مجال ہی کہ
مجھسے مقابلہ کرے کے چند سوار جو ساتھ تھے کچھ تو اسکے ساتھ اُتر پڑے کچھ واسطے لینے

فوج کے گئے مگر ببران پر یہ معرکہ گذرا کہ دولہا بنا ہوا ایک قصر مین آیا سامان دعوت مہیا کیے دن بھر عیش وطیش رہا ملازمون نے رات کو عرض کی حجلۂ عروسی مین عروس آپ کی مشتاق ہی ہم کو یہی حکم دیا کہ ہمارے شوہر کو بلاؤ ببران خوش خوش حجلۂ عروسی مین آیا دُلھن سے اختلاط کرنے لگا جب زیادہ اختلاط کیا تو دُلھن نے گھونگھٹ اپنا کھولا ببران نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم گریبان مین ہاتھ ڈالے بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ ای فرزند اب تجکو وصل مین کیا دیر ہی ببران بہت گھبرایا کنیزون نے غل کیا کہ صاحبو دوڑو شب اول دولہا دُلھن سے لڑائی ہوتی ہی چند شاہزادیان آئین اُنھون نے آکر ببران کو سمجھایا کہ ای جلیل یہ راتین عیش کی ہین اسمین فساد کرنا سراسر حماقت ہی کھانا پینا شراب وکباب سب موجود ہی ببران نے کہا کہ جس معشوقہ کے ساتھ میری شادی ہوئی وہ کہان گئی سب نے کہا کہ یہ وہی شاہزادی ہی جو تمھارے ساتھ آئی ہی دروازہ بند رہا کہین ایسا ہوا ہی کہ دُلھن بدل جلے ببران نے کہا کہ یہ وہ معشوقہ تو نہین ہی شاہزادیون نے کہا اچھا اسکو قید کرو سب کنیزین ببران کو آکر لپٹ گئین ہرچند ببران نے چاہا کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر سحر نہ یاد آیا آخر سب نے ملکر گرفتار کرلیا اور لے چلین یہی ہانڑ ہی کہ قصر عدالت مین لے چلو معتوب فیصلہ کردیگا اب ببران گھبرایا زنجیرین ہار رہا ہی یہی قول ہی کہ صاحبو مین کیا کرون مین بے گناہ ہون مگر کوئی نہین سُنتا کنیزون نے وہ چاؤن چاؤن کی کہ آخر ببران خاموش ہو رہا دُلھن ساتھ ببران کو کشان کشان لیکر شہر مین نکلے سب اہل بازار ہنستے ہین کہ رات کو برات تھی دن کو یہ ذلت ببران کیسا شرماتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا سارے شہر مین پھرا کے ایک قصر مین لائے دروازے پر قصر کے صدہا زنگی نگہبان ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جیسا اس بے حیا نے کیا ویسا پھل پایا قصر کے اندر لائے دیکھا کہ ایک زنگی تخت پر بیٹھا ہی کنیزون نے سب حال بیان کیا کہ یہ دُلھن کے ساتھ جھگڑا کرتا ہی عروس نے بھی آکر فریاد کی کہ ای معتوب شاہ مجکو بیاہ کر لائے حجلۂ عروسی مین آکر فساد برپا کیا اسے شاہزادیون نے گرفتار کرلیا اب جو حکم ہو وہ فرمائیے معتوب شاہ نے حکم کیا کہ اسکو

لیجاکر زندان طلسم مین قید کرو ببران کو کشان کشان ایک مکان مین لائے کہ وہ مکان لوہے
کا بنا ہوا تھا اُس مکان مین ببران کو داخل کیا ببران نے دیکھا کہ کئی سو جوان تاجدار
زنجیرین ہلا رہے ہین اور سب یہی شادی کی شکایت کر رہے ہین کہ ایسی دُلھن ملی کہ جسنے
قید کرایا سُنتے ہین کہ طلسم کشا آکر رہا کریگا اس امید پر جیتے ہین اکثر خواب دیکھے کہ کوئی
بزرگ فرما رہے ہین کہ یا رو نہ گھبراؤ طلسم کشا آکر تم کو رہا کریگا قید کی مدت تمھاری تمام
ہو چکی ہی ببران بھی اُسی مقام پر قید ہوا دُلھن روز آتی ہی سمجھاتی ہی کہ ای فرزند اب
بھی مجھسے انکار نہ کر ببران دیکھتا ہی کہ ایسی عورت ہی کہ جسکے پاس بیٹھنے سے وہ بو بد
آتی ہی کہ دماغ اُلٹا جاتا ہی مگر شبدیز نے برات جانا ببران کی دیکھی کہ دولھا بن کے گیا
بہت جھلایا دیکھکر کہا کہ اس قلعے کے لوگ بڑے بے انصاف ہین مجھ ایسا بادشاہ سامنے
اُترا ہوا ہی اور یہ بھی آمادہ ہوے کہ ببران بھاگ کر آیا اُس ملعون کو دولھا کیا بنانا تھا
اب اس قلعے کو [illegible] تھوڑے عرصے مین کل فوج آکر پہونچی دامنہ مین قلعے کے لشکر
کو اُتروایا ہنستا پھرتا ہی کہتا ہی صاحبو کل اس قلعے کو فتح کر لونگا عجب کچھ شعبدے ہین
پہلے ہی ببران گیا زنگیون نے منع کیا پھر معشوقہ نے کوٹھے پر بلا لیا دولھا بن کر گیا کل مزہ
چکھاؤنگا اس قلعے کو آسمان پر اُڑا دونگا شام کو طبل یورش بجوایا قلعے سے بھی جواب مین
آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہان بھی طبل جنگی بجا لشکر مین شبدیز کے تیاری ہونے لگی
شبدیز نے بھی خوب خوب سحر تیار کیے جبکہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش کاشانۂ
مشرق سے نکلا اور تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا تمام عالم روشن ہوا شبدیز کلنگ سوار تخت
پر سوار ہوا تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اول بہت کچھ ڈرایا پکار کر
آواز دی تم سب کے لیے بہتر یہ ہی کہ ببران کو حوالے کردو اُس دشمن کو کیون دولھا بنایا
برات بڑے زور و شور سے لے گئے ما بدولت کو بڑا ملال ہی یہی خیال ہی کہ ببران کو لونگا
اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو ببران کو میرے سپرد کردو منم شہنشاہ بنگالہ ہر چند کہ قلعے پر سب
کھڑے تھے مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک بادشاہ ضعیف قوم کا زنگی تخت پر آکر بیٹھا
سب اُسی کے پیچھے صف جمائے کھڑے ہین تو ہین قلعے پر تعین اور سب مسلح و مکمل دروازے پر

چند زنگی کھڑے ہین تلوارین تول رہے ہین کہ شبدیز نے لاف وگزاف کرکے فوج کو
اشارہ کیا تین لاکھ جوان گولے اور ترنج مارتے ہوئے بڑھے خوب آگ برسائی تمام
میدان تاریک ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے شبدیز نے حکم دیا کہ اب سحر سے ہاتھ روکو
جب سب نے ہاتھ روکا دیکھا کہ وہ قلعہ اُسی طرح قایم ہی اور وہ بادشاہ بیٹھا ہوا ہی
ساتھ والے بجے کھڑے ہین اور للکار رہے ہین کہ او بے حیا یہ تو نے کس پر آگ برسائی
ہم کو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی کیون دیوانہ پن کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پلٹ جا ہیران
کو ہم نہ دین گے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ آوازین سُنکر شبدیز اور زیادہ جھلایا تخت
اپنا بڑھایا جھولی سے گولہ نکالا طرف قلعے کے پھینکا اس زور و شور سے گولہ چلا کہ
معلوم ہوتا تھا شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا جاتا ہی مگر ایک زنگی نے گولہ روک لیا شبدیز
کو بڑی حیرت ہی کہ ایسا سحر یون ضائع ہوا کہ زنگی نے بادولت کا گولہ روک لیا گولے
مارتا ہوا بڑھا کل فوج بھی ساتھ ہی سب گولے مار رہے ہین مگر قلعے کا کوئی نقصان
نہین ہوتا جب شبدیز نے دیکھا کہ ہزارہا گولہ دیوار قلعہ پر پڑا ایک اینٹ بھی نہین
گری تخت کو بڑھاتا ہوا چلا اہل فوج سے کہا کہ تم سب ٹھہرو مین اکیلا جاکے قلعے کو
فتح کرتا ہون یہ کہکر بلند ہوا آسمان سے آکر دیکھا اندر قلعے کے دوکانین آراستہ ہین لوگ
پھر رہے ہین کچھ کسی کو خیال بھی نہین کہ قلعہ لڑ رہا ہی حیران ہوگیا کہ میری فوج قلعے کو
گھیرے ہوئے ہی اور حیرت ہائے سحر ہو رہے ہین اہل قلعہ کو خبر بھی نہین ہوتی سب قلعے
مین خوش پھر رہے ہین حیران ہوکر کئی گولے مارے مگر وہ گولے پلٹ کر بیرون قلعہ گرے
یہ کڑکڑا کر برج قلعہ پر گرا جیسے ہی برج کے قریب آیا دروازہ برج کا کھلا ایک نازنین
نہایت حسین شوخ و شنگ صاحب عشوہ و ناز عارض رشک قمر مو سے میان نازک تر لطم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا | ایسا نہین حور کا سراپا | وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجۂ لطافت | آنکھین اُستاد ساحری تھین | نشے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کب اُنہین سرے کا تھا | بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا | جبین کے قریب کب تھے ابرو
شہبانے واکیے تھے بازو | یہ جمال بےمثال دیکھ کر شبدیز یا تو غصے مین بھرا ہوا تھا

یا بجست جمال بے مثال دیکھنے لگا جس عضو کو دیکھتا ہی بے مثل و بے نظیر چہرہ رشک دہ ماہ منیر اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ صاحب کیون تلوار کھینچے ہو میرے قریب آؤ مین تمکو سمجھا دون زیادہ غصہ نہ کرو شبدیز ٹہلتا ہوا قریب پہونچا اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر گنبد مین بٹھالیا کنیزین جو پشت پر کھڑی تھین اُن سے اشارہ کیا کہ شہنشاہ بنگالہ یہان تشریف لائے ہین تخت زرین لاکر بچھاؤ اُسپر اِن کو بٹھاؤ کنیزین جاکر تخت لائین چارون کونون پر تخت کے چار گلدستے جواہر کے رکھے تھے اُس تخت پر شبدیز کو بٹھایا شبدیز نے کہا کہ کیون صاحب یہان کا بادشاہ کہان ہی مین اُس سے ملاقات کرونگا نازنین نے ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاہ سے کیا کام شبدیز نے کہا کہ مالک سے کلام کرین اُس کو آگاہ کرین کہ اپنے قلعے کو بچاؤ ہمارے ہاتھ سے ویران ہوگا دو سحر ایسے کرونگا کہ قلعہ اُڑ جائیگا پھر کوئی نشان قلعے کا نہ پائیگا نازنین نے ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاہ کی کیا ضرورت ہی تمھین بادشاہ ہو عدل و انصاف کرو سب تمھاری اطاعت کرینگے ہمارے ملک مین ظلم و بدعت کا نام نہین ہی عدالت یہان کا شیوہ ہی بقول فردوسی علیہ الرحمہ نظم فریدون فرخ فرشتہ نبود + ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود + کہ مشہور رشداد به این نیکوئی + تو داد و دہش کن فریدون توئی + ہم کو مطلب عدل و انصاف سے ہی اگر آپ منظور کرین تو مین تیاری شادی کی کرون شبدیز خود جمال بے مثال دیکھ کر عاشق ہوگیا ہی ٹھنڈھی سانسین بھر رہا ہی بے اختیار بول اُٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی اصل کیفیت تو یہ ہی کہ تمھاری محبت مین یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

ز شمع بخت خواہم ز مہر ہمگنان را	خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است	فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
کی وصل گل به بلبل آسان شود میسر	صد خار بودہ باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول	سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان کشیدن	یک جور عاشقے کن بیداد ناتوان را

در چشم اہل بینش اسلا تقاوتے نیست	در فصل نو بہاران و برنگ تو خزان را
در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان	نبود کنار دریا دریاے بیکران را
خفی بدام محنت گشتم اسیر آخر	چون مرغ نامہ پرد رگم کردہ آشیان را

اُس نازنین نے سر جُھکا لیا مُنھ پھیر کر جواب دیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ میری اپنی بندی
مین حاضر ہوئی جو خواہش ہو وہ بجا لاؤن مگر مین بھی خاندان عالی سے ہون معتوب شاہ
جو یہان کا بادشاہ ہی اُسکی عزیز قریب ہون امورات شرعی ہو جادین پھر آپ کو
اختیار ہی سامنے دیکھیے باغ بز برہمن حاضر ہی کنوان بجنتہ بھی موجود ہی بھونری
پھر جاے پھر آپ کو اختیار ہی کیا مجال جو آپ سے انکار کرون بلکہ ہر وقت خدمت
مین موجود رہون ہر طرح کی جفا سہون کیا مجال ہی کہ آپ کے حکم سے گردن تابی
کرون شبدیز رضا مند ہوا ساتھ اُس نازنین کے باغ مین آیا برہمنون نے آکر
گھیر لیا ساعت نیک بتائی اُس نازنین کو شاہزادیان اپنے ساتھ لے گئین دلھن
بنا کے لائین شبدیز کو برہمنون نے دولھا بنایا شبدیز بہت خوش ہی طریقے پر مذہب
ہنود کے بھونری پھری گٹھ بندھن ہوا اب تو ظاہر ہوا کہ ضعیفہ زنگن بیاہی گئی شہنشاہ
بنگالہ سے نسبت ہوئی شبدیز خوشی خوشی طرف حجلۂ عروسی کے چلا جب تنہائی مین آیا
دُلھن کا گھونگھٹ اُلٹا دیکھا ایک ضعیفہ نحیف وضعیف ہاتھ بڑھا رہی ہی کہ ای فرزند
آؤ گلے سے مل جاؤ شبدیز بولا کہ ارے تو کون ہی مین نے تو اُس معشوقہ سے شادی
کی تھی کہ جو گنبد مین بیٹھی تھی مین تیرے ساتھ وصل نہ کرونگا دُلھن نے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے وہ بدبو آئی کہ دماغ اُلٹ گیا شبدیز غصے مین اُٹھا دُلھن نے ایک چیخ ماری
کئی سو کنیزین آکر جمع ہو گئین غلغلہ کرتی تھین کہ ای شہنشاہ اس دُلھن سے بڑی بدذات
ہی کہ چاہو زوجہ بناؤ چاہو نائی لگوریہ بطرز خدمت لگی شبدیز کب مانتا ہی کہتا ہی
صاحبو دیکھو تو میری لونڈیان بھی اس سے بہتر ہین جب شبدیز نے نہ مانا کنیزون نے
شبدیز کو گرفتار کیا دُلھن بیٹھی بولی ساتھ ہوئی دربار معتوب شاہ کے لائین کہا کہ
ای شہنشاہ یہ ظالم بڑی بدعت کرتا ہی یا تو عشق مین بیقرار تھا اب انکار کرتا ہی اسکو

سزا دیجیے معتوب شاہ نے حکم دیا کہ اس کو زندان طلسم مین لیجاؤ جب چند روز یہ مصیبت اٹھا لیگا تب راہ پر آئیگی کنیزین کشان کشان شبدیز کو لے چلین دلھن کہتی ہی مین شبدیز کے ساتھ رہون گی کنیزین کہتی ہین بی بی آپ عزیز دار شاہ ہین محل مین جا کر بیٹھیے بعد چندے شوہر بیٹیکا غنچۂ آرزو کھلیگا مگر دلھن نے تو نہ مانا شبدیز کے ساتھ اسی قید خانے مین آئی شبدیز نے دیکھا کئی سو تاجدار نحیف و ضعیف بال بڑھے ہوے ناخن بڑھتے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین ایک جانب بہران گوشے مین بیٹھا ہی آہ آہ کر رہا ہی دلھن کو دیکھ کر رونے لگا کہا ای شاہ آپ بھی اس فریب مین پھنسے مین بھی اسی وجہ سے گرفتار ہوا شاہزادون نے کہا کہ ای شبدیز نہ گھبراؤ اب خبرین سنتے ہین کہ طلسم کشا آتا ہی ہم کو تم کو سب کو رہا کریگا چند روز کی مصیبت ہی کٹ جائیگی ایک گوشے مین شبدیز بھی گر پڑا یہ بھی زندان طلسم مین قید ہوا ان سب کا ذکر
بروقت آمد طلسم کشا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان کہ قید سے رہا ہو کر چلے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان — کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان — گلابی اٹھا ساقی سیمبر
شب ہجر کی ہو گئی پھر سحر — سمجھ لے کہ سونے کا موقع نہین — ادھر جلد آ ساقی مہ جبین
گلابی سے ہیکو سروکار ہی — ہمارا بھی اب بخت بیدار ہی — چل ای کلک شیرین ادا خوش رقم
کہ آمادہ میخوار ہین سب بہم — وہ صحراے وحشت فزا بیدرنگ — کہ بیٹھے ہین جس جا پہ شیر و پلنگ
بگولے کہین گرد کے اٹھتے ہین — لکھون حال صحرانوردون کا مین — کہ ہنگامۂ سخت برپا ہوا
مین کس فکر مین تھا یہان کیا ہوا — ہراک سمت ہی دشمن تیرہ رنگ — اولوالعزم شاہون نے ٹھہری ہی جنگ
اسی جنگ مین فتح پاؤ گے تم — جہان مین فریدون کے بھی ہوش گم — عجب جنگ کا آج سامان ہی
زمین آسمان سخت حیران ہی — مگر شیر دل رستم پہلوان ہی — ہزبر دہان شاہ اسلامیان
بس اب دشمنون سے پڑی جنگ ہی — کہ اس جنگ سے دل مرا تنگ ہی — مگر وہ لکھون حال جنگ و جدال
نہ رستم کرے اسمین کچھ قیل و قال — بتائی تو وہ محرم رازدان — کہ باز آمدم بر سر داستان

چہرہ سایان صحراے رزم و دخاز ہزبران بادیہ پیماے میدان ہیجا اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج دغواص دریاے ہوش ہ چنین مینگارد با جوش و خروش ہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اُس قید طلسم سے رہائی پائی اور فوج ظفر موج ساتھ ہوئی سرداران جنگ آزما وتہور شعاران میدان وغا فیروز تابدار و دیوانہ بلند قامت و تیز تا جدار و سالم قزاق مع اپنے ہمراہیون کے وہان میندوش شیرین کلام عاشق جمال نورالدہر یہ سب سردار ساتھ ہین ایک صحراے فرح افزا مین آکر اُترے عیاران کا شبرنگ و کمیت چابک خرام شاگرد شبرنگ حاضر خدمت ہین سب سردار گرد بیٹھے ہین نورالدہر فرما رہے ہین کہ یارو اب کوچ مین جلدی کرو مجکو ایک ایک دم یہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو تحشم پیر کسی مقام معقول پر پہونچ جاے حقیقت مین اُس کو بڑا خیال ہو یہی چاہتا ہو کہ کارہاے نمایان کرون اپنے تحشم سے بڑھ جاؤن مین آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون مگر جلسۂ عیش و نشاط جمع ہو شبرنگ سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہو نظم

کاش مرجاتے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب ۔ یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب

شوق سے برپا کرین فتنے تری انکھیان ۔ ہو بہت مشتاق [illegible] اک آفت نصیب

واہ ری تقدیر اُسکی یار جسکو رنج دے ۔ عاشقون مین گئی [illegible] کچھ راحت نصیب

شکر کر ای دل کسے ملتا ہو داغ عشق دوست ۔ خوش نصیب انکو ہوا کرتی ہو یہ دولت نصیب

واے ناکامی کسے عاشق ناکام کی ۔ دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب

شر کی باتین اُس سے دل کرتا ہو یارب خیر ہو ۔ وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب

تفرقہ پردازیون کی داد دیجے کو تجھے ۔ ای فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمین فرقت نصیب

کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار ۔ اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب

نقش پاے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال ۔ یہ بھی دور افتادہ تم بھی نارسا فرقت نصیب

دو پہر رات تک ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا نورالدہر چھپر کھٹ پر آسے شبرنگ ہمراہ آیا فرمایا کہ ای یار وفادار حقیقی خود بخود دل گھبراتا ہو کوئی دل کو توڑ پاتا ہو یہ سنکر

شبرنگ نے عرض کی کہ حضور جس فکر مین ہین خدا اُس امر کو پورا کرے آپ کو فتح و نصرت
نصیب ہو شبرنگ تو رخصت ہوا طلاسے پر آیا انتظام کرنے لگا اور نور الدہر بیخبر
پڑے ہوے سو رہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہین خواب مین دیکھا کہ
ایک محفل خلد منزل مین گذر ہوا چند کنیزون نے آکر نور الدہر کا استقبال کیا لا کر
مسند پر بٹھایا کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا اندر سے ایک نازنین دلجو پری رو معشوق
خوبرو دکھائی دی نور الدہر نے جو اُس نازنین کو دیکھا محبت کا جوش ہوا دونون
ہاتھ پھیلا کر فرمایا فرد در رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ
تست ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی دیر سے مشتاق تھا کہ جمال بیمثال
دیکھون اُس معشوقہ نے جواب دیا مہینون مجکو تڑپتے ہوے گذرے اب دیکھین تقدیر
کیا دکھاے کب آپ سے ملاے ظالمون کے ظلم و ستم مین مبتلا ہے رنج و غم مین دیکھین
یہ صدمہ کب دفع ہو مگر سر نکالکر پردے سے اُس نازنین نے یہ باتین کین ہر چند نور الدہر
بلاتے ہین مگر وہ نازنین پردے سے نہین نکلتی دیر تک نور الدہر نے منت و خوشامد
کی کہ پردے سے باہر آؤ مگر وہ مہجبین نہ نکلی آخر مین نور الدہر نے بیقرار ہو کر کہا
صاحب کیا ہے کہ جو باہر نہین آتی ہو ہم کو کیون تڑپاتی ہو اگر قریب آتین تو دو دو
باتین ہو جاتین اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تم کیون نہین آتے تمہین کون روکتا ہے
نور الدہر بیقرار ہو کر اُٹھے چاہا جا کر پردے کو ہٹا دون راہ مین میر فرش پڑا
تھا اُسکی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرے آنکھ کھل گئی مگر وہ صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے کبھی
آہ کرتے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ای معشوق پریچہرہ صورت تو دکھا دے عاشق مرد
لو جلا اسے آکر مسیحائی کر اپنے عاشق کو جلا اگر نہ آؤ گی تو پھر زندہ نہ پاؤ گی بیقرار
ہو کر جو نور الدہر نے کہا شبرنگ آواز سُن کر دوڑا دیکھا کہ شاہزادہ رو رہا ہے
پوچھا حضور خیر تو ہے شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ ای یار وفادار کیا کہون فلک
ہم پر ٹوٹ پڑا تقدیر نے عجب سامان دکھایا شبرنگ نے پوچھا کہ حضور نے کیا
دیکھا نور الدہر خاموش ہو گئے دل سے باتین کرنے لگے کہ راز عشق افشا نہ ہو

بس زیادہ نہ کہو ہر چند شبرنگ نے پوچھا مگر نور الدہر نے کچھ نہ کہا یہی سوچنے لگے
کہ راز عشق کا ظاہر کرنا سراسر خلاف ہی عاشقان ثابت قدم طعن و تشنیع کرین گے کہین بے
کہ صبر نہ ہو سکا آخر دیکھین کیا انجام ہو یہ سودا ایسا نہین ہی کہ دماغ سے نکلے نہین
معلوم انجام کیا ہوا اگرچہ شبرنگ یار وفادار ہی مگر راز عشق کا کہنا سراسر بیکار
ہی شبرنگ ناچار ہوا سوچا کہ آقا کچھ نہین کہتے زیادہ اصرار کرنا کیا ضرور ہی جو کچھ
ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا کونسا راز ہی کہ جو ہمسے چھپے گا یہ سوچ کر شبرنگ تو اٹھ گیا
مگر نور الدہر کو نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین کبھی صحن مین آتے ہین کبھی چھپرکھٹ پر
آکے بیٹھتے ہین تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر نقش ہی آہ آہ کا لفظ زبان پر جاری ہی
کبھی بیقراری کبھی اشکباری آخر بیٹھے بیٹھے گھبرا کے سلاح جسم پر آراستہ کیے گھبرا کر
بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوئے صحرا مین جو پہونچے صحرا ویران سنسان ہی
میدان کف دست بیابان ہر طرف سناٹا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

وہ دلکو آپکے ثابت ہی خواب صبح گاہی سے	اگر شتاب پڑ گیا ہی دلمین جھوٹے کی گواہی سے
کیے ہین ہوش گم بھی گم عشق مین گم کردہ راہی سے	کہ بربادی سے منزل پوچھتا ہون گمر تباہی سے
گدائی ہمسری کرتی ہی اپنی بادشاہی سے	یہان کجکول کی انکھی ہی گپڑی کجکلاہی سے
شہادت حسرت دیدار کی دی میری آنکھون نے	کیا قتل اُس نگہ نے دو گواہون کی گواہی سے
فغان و آہ کے یہ حضرت عشق آپ مجھے یاد ر	کیا جو کام جسنے بن پڑا اقبال شاہی سے
لگاتے ہو جب آنکھون مین تم اپنی پسیل جانا ہی	بنا ہی کیا یہ کاجل بخت عاشق کی سیاہی سے
سنا کر تمنے دریا مین گلے کٹوا دیے لاکھون	لڑی بانو کی مچھلی کی نگہ ایک ایک ماہی سے
جدھر بہکا کے دل لایا وہین تھی منزل مقصد	بہت سی راہین پیدا ہو گئین گم کردہ راہی سے
پھر آیا نالۂ شب بند ہی باب اثر شاید	نہ سرکرانے جاگتے تھے آہ صبحگاہی سے
چلے آتے ہین دلمین عرش پر بھی پہنچتے ہین	جنون نے پوچھ لی ہی راہ محبوب الٰہی سے
ہمین منظور ہی اظہار کرنا دل کے چھالونکا	لکھینگے یار کو خط ڈھونڈنے والی سیاہی سے
نگاہ شوق بھی اپنی تڑپ دل کو دکھا دیتی	تماشا تھا جو بام صید رہتی مرغ و ماہی سے

چاہے پیدا کرین از میکشو داغ سیہ کاری — چھپتی آنکھ ہی کیون ابر رحمت کی سیاہی سے
اجابت پاؤن پھیلا تی ہی استقبال مین جسکے — جلال اچھا تو ہی تم ہاتھ اُٹھاؤ اُس دعا ہی سے

نور الدہر سے وہ باقی رات اُسی صحرا مین بسر کی صبح جو ہوئی بیٹھے روشن ہونے لگا حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک بادشاہ تخت پر فوج بہت سی پشت پر اُسنے دور سے جو نور الدہر کو دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی عیار اُسکا سمند تیز گام پایۂ تخت چھوڑ کر سامنے نور الدہر کے آیا جاہ وجلال دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا نور الدہر نے پوچھا کیا کہتا ہی عیار نے عرض کی کہ ہمارے آقاے نامدار اشتیاق تاجدار آپ کا نام نامی دریافت فرماتے ہین نور الدہر چونکہ بیزار بیٹھے تھے نام اصلی اپنا بتادیا عیار نے جاکر اشفاق سے کہا اشفاق نے کہا کیا قدرت لات ومنات ہی جسکے ساتھ اتنا لشکر ہو وہ یکہ وتنہا ملجاے چہار جانب سے بلوہ ہو گرفتار کر لو گل فوج لینا لینا کہہ کر آپڑی نور الدہر نے تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر سوہا سے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ٭ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده ٭ پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش ٭ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ٭ نعرۂ شیرانہ کرکے نور الدہر لڑنے لگے کئی سو افسر جسم اُن کے ہاتھ سے مارے گئے اور کوئی قریب نہین آسکتا تب اشفاق نے عیار سے کہا کہ تو جاکر گرفتار کرلے سمند تیز گام چالیس پیکیون کو ساتھ لیکر قریب نور الدہر پہنچا کمند دون مین شاہزادے کو عیارون نے گرفتار کرلیا مسلسل ومطوق کرکے اشفاق نے شاہزادے کو ارابے پر ڈال لیا قلعۂ اشفاقیہ قریب تھا نور الدہر کو لیکر دربار مین آیا اول دربار سجا نور الدہر نے کلام مردانہ کیے کہ او بے حیا تو نے نامردی سے مجھے گرفتار کیا ہی اُسیر خراہان ہی کہ میرا مذہب اختیار کرو جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر زنجیرین ہلارہے ہین ارادہ ہی کہ قید توڑ ڈالون اشفاق حیران ہو بیٹھا ہی امراے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ آج تو اس جوان کو قید کیجیے کل میدان جنگ کی تیاری ہو اگر اس کا سر آپ بدست

جمشید ثانی روانہ کرین گے تو بڑی نیکنامی ہوگی اشفاق نے حکم دیا کہ انکو قیدخانہ
مین لیجاؤ سامنے ایک قصر تھا اُسمین نورالدہر کو قید کیا مگر دختر اشفاق گل پیرہن
جھروکون سے دیکھ رہی تھی نورالدہر کی جرأت پر عاشق ہوئی جب نورالدہر
قیدخانے مین بھیجے گئے تو گل پیرہن اپنے قصر سے اُٹھی کنیزون سے صلاح کی سب نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو نقب دے کر نکال لائین ملکہ اسپر راضی ہو ئین سب خواصین اکٹھا
ہوکر نقب دینے لگین ملکہ بھی ساتھ ہوئین پہر رات رہے آکر مہرہ نقب کا ٹوٹا اب
ملکہ جو نقب سے نکلین نورالدہر کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین گل اندام ہے چہرہ زیبا
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب دیکھتے ہی پسند کیا فرمایا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای
سرو روان باغ محبوبی نام نامی سے آگاہ ہون ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ اِن کا نام
ملکہ گل پیرہن ہے آپ کو جو قید مین دیکھا بہت ناگوار ہوا آخر نقب کھدوا کر آئین
نورالدہر نے کہا رہائی ہماری وقت پر موقوف ہے جس وقت خدا چاہیگا فوراً رہا
ہوجائین گے مگر ملکہ نے نہ مانا نیمچے سے ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے قید توڑ ڈالی
بغلون سے خون بہنے لگا ملکہ بیقرار ہوگئین دوپٹے سے خون پوچھنے لگین شاہزادے
کو ساتھ لیکر قیدخانے سے نکلین شبگرد کوتوال طلائے پر تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ
یہ کون جاتا ہے ملکہ نے گھبراکر کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کوتوال شہر آگیا اپنے تئین
بچائیے آکر جنگ کیجیے یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری چند کنیزون نے بھی کمانین اپنے
اپنے کاندھون سے اُتارین تیرون کی بوچھار کی شبگرد نے جو دیکھا کہ اُس طرف سے
تیر آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو اشارہ کیا سب طرف سے ٹوٹ پڑے چہار جانب
سے پیادون نے حملہ کیا نورالدہر نے تلوار کھینچی لڑنے لگے کوتوال نے دیکھا کہ یہ
وہی جوان ہے جو کل قید ہوا تھا ایک پیادے کو حکم دیا کہ جاکر شاہ کو خبر کرو پیادے
نے جاکر شاہ کو خبر کی اشفاق تاجدار بھی سوار ہوا اُس وقت آکر پہونچا کہ دیکھا
نورالدہر لڑ رہے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین اشفاق نے حکم دیا چہار جانب
سے فوج والے نورالدہر پر ٹوٹ پڑے مگر نورالدہر اس بلوے سے بھلا کب

ڈرتے ہین شیرانہ لڑ رہے ہین جنگ آغاز ہو ملکہ گوشے سے تیر مار رہی ہین جب تیر
پڑتے ہین دو چار سو گرتے ہین نور الدہر نے کئی مرتبہ منع کیا کہ ملکہ تیر اندازی نہ کرو
مگر ملکہ نے نہ مانا ہر وقت یہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو یہ گوہر بحر صاحبقرانی ان ظالمون
کے بلوے مین گرفتار ہو جاے ہر مرتبہ تیرون کی بوچھار کرتی ہین اشفاق تاجدار
نے کہا یہ کون لوگ ہین جو تیر مار رہے ہین عیار جو ساتھ تھا اُسنے کہا معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ
گُلِ پیرہن ہین ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم پر کسی کا حربہ پڑ جاے اُنپر کوئی چشم زخم پہونچے
اِدھر نور الدہر نے جو اتنی مہلت پائی کہ ملکہ کی تیر اندازی سے کئی سو جوان گر جب
کئی سو جوان گر چکے فوج مین تہلکہ ہوا نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب اشفاق کے
پہونچے اشفاق نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈال کر اشفاق کو اُٹھا لیا اشفاق نے عرض کی الامان نور الدہر نے
جواب دیا امان بشرط ایمان اشفاق نے جو یہ مہربانی نور الدہر کی دیکھی بصدق
دل مسلمان ہوا پوچھا ای شہریار یہ لوگ کون ہین جو تیر مار رہے ہین نور الدہر نے
فرمایا کہ اسکا حال تمپر کُھلیگا کیون گھبراتے ہو انشاء اللہ سب حال تمپر ظاہر ہوگا یہ
سُنکر اشفاق خاموش ہو رہا نور الدہر کو لیکر طرف بارگاہ کے چلا نور الدہر نے ملکہ
کو اشارہ کیا کہ تم اپنے قصر مین جاؤ ملکہ اپنے قصر مین گئین نور الدہر دربار مین
اشفاق کے آے اب اشفاق کو ثابت ہوا کہ میری بیٹی نے جا کر نور الدہر کو
رہا کیا دربار مین آکر وزیر کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی سینے پر نور الدہر کے لگاؤ جب
نور الدہر کے سینے پر ترنج خوشبوئی لگایا نور الدہر نے کہا کہ ای اشفاق تاجدار
مجکو بدل منظور ہو لیکن اس مقدمے مین ابھی عرصہ ہو انشاء اللہ تعالےٰ ہم وقت
پر عقد کرین گے اشفاق خاموش ہو رہا مگر کنیزون نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ ای
ملکۂ عالم نئی طرح کی بات ہو کہ آپ ایسی حسین وجمیل شاہزادی اور نور الدہر
مائل نہین یہ سُنکر گُل پیرہن رونے لگین کہا معلوم ہوتا ہو اس شہریار کا دل کہین
پھنسا ہو اتنا جا کر کوئی کہے کہ ملکۂ عالم فرماتی ہین ذرا محل مین تشریف لائیے تو مین

مفصل حال سُنون شاید کوئی علاج ہوسکے نورالدہر کو خبر پہونچی کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہی
نورالدہر اندر آئے ملکہ نے استقبال کیا نورالدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا بجبت پوچھا
کہ ای شہریار شاہ سے کیا گذری نورالدہر نے بیان کیا کہ شاہ نے ہمارے ساتھ
تمہاری نسبت قرار دی ہم نے قبول کیا مگر چند روز کی ہم نے مہلت مانگی ہی ملکہ نے
گھبراکر پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت درپیش ہی نورالدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم سے
پردہ نہین ہوسکتا صاف صاف ظاہر کرتا ہون کہ مین نے کل شب کو خواب دیکھا کہ
اُس خواب کی لذت اب تک میری زبان پر ہی چاہتا ہون کہ پہلے وہان تک پہونچون
پھر تم سے عقد کرون نورالدہر سے ملکہ نے پوچھا کہ صورت کا نقشہ بتائیے یہ سُنکر
نورالدہر نے تقریر مین تصویر کھینچی ملکہ نے جو حال نقشہ کا سُنا مُنہ اپنا پیٹ لیا
کہا ای شہریار غضب کی بات ہی کہ یہ آپ اُس شخص کا پتہ دیتے ہین کہ جو ہمارے چچا
کی بیٹی ہی ملکہ سیماے زمردپوش نام ہی اُس قلعے پہ چلیے اگر آپ نے شفتل بن شفتال کو
کہ حاکم قلعہ ہی مار لیا تو مطلب دلی حاصل ہوگا لیکن ساحر زبردست ہی یہ تو کہیے
کہ ساحر سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا مین آنکھون سے براے خدمتگزاری حاضر ہون
جس طرح حکم ہو مین آپ کو لے چلون سیماے زمردپوش کو دکھا دون پھر آگے آپ کو
اختیار ہی مگر عاشقون کا اُسکے کوچے مین جانا ہی ذرا اپنے کو بچائیے گا نورالدہر
آمادہ ہوے کہ مجکو ضرور لیچلو گل پیرہن نے نورالدہر کو زنانے کپڑے پہناے
ہتھیار لگاکر دوپٹہ اُڑھا دیا کہا میری کنیزون مین مل کر چلیے نورالدہر راضی ہوے
بشکل کنیز ایک تانگے مین سوار ہوکر ملکہ کے ساتھ چلے کئی کوس راستہ طے کرکے دور
سے ایک قلعہ دیکھا کہ برج بارے کنگرے سے آراستہ و پیراستہ ہی چند لوگ قلعے پر
ٹہل رہے ہین محافظ نے جو آتے ہوے دیکھے پکار کر آواز دی کہ تم کون لوگ ہو نورالدہر
نے بہ آہستگی جواب دیا کہ یارو تمھارے مہمان ہین جب نگہبانون کو ثابت ہوا کہ ملکہ
گل پیرہن آتی ہین دروازہ کھولدیا ملکہ قلعے مین آئین دربین کے نگہبانون سے پوچھا
اُسنے بیان کردیا کہ دختر شاہ اپنے باغ مین جلوہ فرما ہین ملکہ نے حکم دیا کہ جاری

سواری اُسی باغ مین نے چلو کنیزین اور نگہبان سب ساتھ ہین جب محافہ دروازے
پر پہونچا سیماے زمرد پوش مسند پر بیٹھی تھی جیسے ہی اسنے خبر سُنی کہ ہمشیرہ آئی ہین
خود بخود گھبرا رہی تھی کنیزون سے دمبدم کہتی تھی کہ صاحبو آج کیا معرکہ ہی خود بخود دل
گھبراتا ہی کنیزین عرض کرتی تھین شب سے حضور نے آرام نہین فرمایا اسی وجہ سے دل
بیقرار ہی تبسم نامے ناظر نے آکر عرض کی کہ ملکہ گل پیرہن آئی ہین سیماے زمرد پوش
نے ہرچند کہ نور الدہر کو ابھی نہین دیکھا ذکر سُنا کرتی ہی کہ فلان فلان شاہزادیان
شاہزادے کی اطاعت مین ہین خداوند سے باغی ہوگئین وہ سب شاہزادیان عاشق
ہین یہ باتین دل سے کرتی ہوئی استقبال کو اُٹھی دروازے پر آکر ٹھہری کہ محافہ زرین
لگایا گیا اول گل پیرہن اُترین نور الدہر کہ بشکل کنیز ساتھ تھے یہ بھی اُترے نگاہ
ملکہ سیما کی بڑی سوچی کہ معلوم ہوتا ہی یہ وہی شخص ہی جسکا پتہ خواب مین ملا تھا ہاتھ
تھام کر کہا کہ کیون بُوا گل پیرہن اس کنیز کا کیا نام ہی گل پیرہن نے کہا کہ اے ہمشیرہ
یہ کنیز پُرانی ہی اسکو سب مین زیادہ فخر حاصل ہی میرے ہی ساتھ سوار ہوتی ہی ملکہ
حیران ہی کہ کتاب مین کچھ نکلا اور تھوڑے سے معلوم ہوتا ہی کہ خواب بھی ہمارا خلاف ہوا
جو بزرگ عالم خواب مین تشریف لاے تھے اُنھون نے یہی فرمایا تھا کہ ہمراہ گل پیرہن
آئین گے اے فلک یہ کیا معرکہ ہی کہ گل پیرہن آگئین اور اُس شہریار کا پتہ نہین ہی
دیکھین تقدیر کیا دکھاے یہ باتین کرتی ہوئی گل پیرہن کو لاکر مسند پر بٹھایا مگر دل طرف
نور الدہر کے کھنچا ہوا ہی حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی دل خانہ خراب کیا رسوا کریگا
دیکھیے تقدیر کیا دکھاے آخر گائن سے اشارہ کیا گائن نے بیٹھ کر چند اشعار گاے
ملکہ نے جام لبریز کرکے اول گل پیرہن کو دیا دوسرا جام بھر کر طرف نور الدہر کے
بڑھایا نور الدہر نے ہاتھ پھیلا دیا اور جام لیا چاہا کہ پیین مگر مذہب کا خیال
آیا بسہولیت اُسکو گریبان مین گرا لیا مگر جس وقت سے سیماے زمرد پوش کو دیکھا ہی
دل کی تعریفین کر رہے ہین کہ تو نے معشوق کے پاس پہونچایا عجب انتشار تھا جب
کئی مرتبہ نور الدہر نے جام لیکر گریبان مین گرایا تو سیما نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ

کیا معرکہ ہی کہ تمنے کئی جام پیے مگر آنکھوں میں نشہ نہین معلوم ہوتا نورالدہر کو تاب باقی
نہ رہی اس انداز سے سیما نے کہا کہ نورالدہر نے بے اختیار جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم
مذہب کی پابندی ہی یہی خیال رہتا ہی کہ کافر کے ہاتھ سے شراب نہ پیین ملکہ نے کہا
تمکو اسلام سے کیا کام شاہزادے نے ٹھہر کر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم تم نے ہمین
نہین پہچانا یہ کہکر چہرے سے روغن پونچھا سیما نے پہچانا کہ خواب مین انھین سے سامنا
ہوا تھا کہا کیا صاحب تغیب ہین کہ میری بہن کے ساتھ آئے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای
شہریار آپ نے جو قصد کیا تھا مجھ تک اپنے کو پہونچایا ایک نظر ہمنے بھی آپکو دیکھ لیا
آئندہ نہین معلوم کب ملاقات ہو بڑے بڑے شاہ مجھپر عاشق ہین مجکو خوف ہی اگر
اُنکو خبر ہو جائے تو وہ آپ کو ستائین نورالدہر نے فرمایا مین کئی بادشاہونکو مسلمان
کر چکا لشکر گران اُترا ہوا ہی اور باپ بھی گل پیرہن کا اشفاق تاجدار مسلمان
ہو چکا ملکہ نے یہ سُنکر کلمہ پڑھا تب نورالدہر نے جام پیا قضائے کار دیو احقاق
آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو ملکہ کو دیکھا عاشق ہو گیا تڑپ کر گرا کمر مین پنجہ
دے کر ملکہ کو اُٹھا لیا ہرچند نورالدہر نے تیر مارے مگر دیو بلند ہو گیا نورالدہر
رونے پیٹنے لگے چاہا باغ سے نکلون کہ کنیزون نے ملکہ گل پیرہن سے کہا کہ ای
ملکۂ عالم سامنے کوہ احقاق ہی اُسی پر دیو احقاق رہتا ہی اگر ہو سکے تو شاہزادے
سے فرمائیے کہ وہ کچھ تدبیر کرین شاید پنجہ اُن کا قابض ہو باپ ملکہ کا ثریائے تاجدار
جو خبر سُنے گا تو ضرور جائیگا اُسنے بھی ایک دیو کو مارا تھا ہار جو ہوا ایک کنیز نے جا کر
ثریائے تاجدار سے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی کو دیو احقاق اُٹھا لیگیا
ثریائے تاجدار کو اپنے اوپر بڑا گھمنڈ ہی فوراً تیار ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر زیر
کوہ آیا دیو احقاق نے ملکہ کو ایک قفس مین بند کرکے پہاڑ پر لٹکا دیا ہی ملکہ نے
دیکھا کہ ثریائے تاجدار زیر کوہ کھڑا ہوا للکارتا ہی کہ کیون ای احقاق پہاڑ
سے اُتر ورنہ مین کوہ پر آتا ہون بڑی سختی پڑے گی احقاق نے جو نعرہ سُنا بہت
خوش ہوا کہا لو اور مزہ دیکھو جو ہماری خوراک ہی وہ ہمارے مقابلے کو آیا ہی ایک

چنگل مارکر کھا جاؤنگا یہ کہکر پہاڑ سے اُترا چاہا چنگل مارے ون ثریا ے تاجدار نے تیغ
مارا دیو احقاق نے کلائی تھام لی ثریا ے تاجدار چیخنے لگا کہ ای دیو احقاق ہاتھ
چھوڑدے ورنہ میرا ہاتھ ٹوٹ جائیگا مگر دیو احقاق نے کچھ جواب نہ دیا ثریا کو پکڑ
لے گیا پہاڑ پر لاکر اُسی قفس مین بند کردیا اب باپ بیٹی ایک قفس مین بند ہوے ملکہ
زار زار رو رہی ہین یہی قول ہی کہ کوئی کسی کا عاشق نہین ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
نورالدہر بن بدیع الزمان آکر پہونچے اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ او دیو احقاق یہ
کیا بے ادبی کی ہی پہاڑ سے اُتر دیو احقاق ہنسا ثریا ے تاجدار سے کہا کہ انکو
بھی لاکر قید کردون یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اُترا آکر چنگل مارا نورالدہر نے اُس کی
کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو چیخنے لگا نورالدہر نے دو گھونسے مارے اور دیو
کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر کہا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی
راس الشیاطین پر لعنت کر دیو نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ نبیرۂ
کوچک سلیمان نام صاحبقران سُن کر دیو قدمون پر گرا کہا مین اب بالاے کوہ نہ
جاؤنگا مجکو خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچایئے مین ملازمت ملکہ قریشہ کی
کرونگا نورالدہر نے نامہ دیا دیو احقاق طرف گلستان ارم کے اُسی طرح بخدمت
عبدالرحمن جنی روانہ ہوا اُنھین کے نام نورالدہر نے نامہ لکھا تھا کہ اسکو اپنے
ساتھ رکھیے جب ملکہ قریشہ و آسمان پری بہ عنایت پروردگار رہا ہونگی تب اس کو
پھر بھی صاحبہ کا ملازم کرادیجیے گا نورالدہر احقاق کو بھیجکر بالاے کوہ چلے اب
ثریا ے تاجدار نے پوچھا کہ ای نور نظر یہ جوان کون ہی ملکہ نے کہا کہ مین نہین پہچانتی
مگر میری خواہش مین یہ بھی آے ہین ثریا نے کہا کہ مین اِن کے ساتھ تمکو منسوب
نہ کرونگا ملکہ خاموش ہو رہین نورالدہر چند گھاٹیان طی کرکے چاہتے ہین کہ کوہ پر
چڑھ جاوٓن کہ صحرا سے گرد اُڑی زلفین تاجدار کہ مدت سے عاشق ملکہ تھا خبر سُنکر
ساٹھ ہزار فوج سے آیا اور نورالدہر کو للکارا کہ او جوان بالاے کوہ نہ جانا ورنہ
بہت بُری طرح پیش آؤنگا نورالدہر پہاند پڑے تلوار چلنے لگی نورالدہر لڑتے بھڑتے

قریب زلفین تاجدار پہونچے ہر چند سب طرف سے تیز سے پڑ رہے ہین مگر نیزے دن کو
قلم کرتے ہوے سامنے زلفین کے آے زلفین نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے بازو دبا کر تلوار تھام لی تلوار تو چھین کر پھینک دی زلفین کو قاش زین سے
اُٹھا لیا زلفین نے امان مانگی نورالدہر نے سوال اسلام کیا زلفین سوچا کہ اب
اگر انکار کرونگا تو جان جائیگی مکرّر کلمہ پڑھا کلمہ پڑھ کر بکر مسلمان ہوا نورالدہر
کو اپنے لشکر مین لایا جام شراب پلا کر بیہوش کیا بیہوش کر کے مسلسل کیا بالا سے
کوہ آیا قفس آہنی اُتار لایا کہا ای ثریا ے تاجدار میرے تمہارے وعدہ تھا بیٹی
کی شادی میرے ساتھ کرو ثریا نے جواب دیا کہ ای زلفین تاجدار بیٹی میری تمھارے
سامنے موجود ہی اگر یہ قبول کرے تو مین سامان کرون ملکہ نے کہا کہ ای زلفین یہ
گمان اپنے دل سے نکال ڈالو جس ثمریا کو تم نے قید کیا ہی وہ ہی میرا شوہر ہی
زلفین تاجدار نے قفس قبضے مین کیا اور کہا دونون کو قید مین مار ڈالونگا
ہر چند ثریا ے تاجدار نے چاہا کہ قید سے رہا ہون مگر زلفین نے نہ رہا کیا
قفس کو اپنے قبضے مین کر کے زلفین نے کوچ کیا منظور یہ تھا کہ قید نورالدہر
بخدمت جمشید ثانی پہونچا دون خواہ وہ قتل کرین خواہ بخشین پھر آکر معشوقہ پر
قبضہ کرونگا قید کو لیکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار
زمرد پوش شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ قید نورالدہر لیے جاتے ہین
نعرہ کر کے آگر الڑنے لگا لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر پہونچا نورالدہر کو قید سے
رہا کیا نورالدہر نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر بے نظیر حمزۂ صاحبقران
بختم و بہ قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب زلفین کے
پہونچے زلفین کو بھر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا زلفین اب بصدق دل مسلمان ہوا
نقابدار نہ مرد پوش تو رخصت ہو گیا نورالدہر زلفین تاجدار کو ساتھ لیکر
قلعۂ زلفین مین آے ملکہ کو مع اُسکے والد کے رہا کیا سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوے
چاہتے ہین کہ اپنے کو قلعۂ ثریا مین پہونچاوین کہ صحرا سے گرد اُڑی سلطان تاجدار

به فوج بے شمار آ کر پہونچا نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ ملکہ سیما کو حوالے کر دیجیے ورنہ نورالدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کی نسبت میرے ساتھ قرار پا چکی اب ملکہ کو نہین پاؤگے سلطان نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر ہوئی تو ازش طبل جنگی کا حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو سلطان میدان مین آیا ادہر سے نورالدہر نکلے آپس مین نیزہ چلنے لگا نورالدہر نے نیزہ سلطان کا نکالا سلطان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر نے تلوار سلطان کی چھین لی سمجھے کہ یہ اب کشتی لڑیگا مگر سلطان گھوڑے سے کود پڑا عذر کرنے لگا کہ ای شہریار مین آپ سے نہین لڑ سکتا اطاعت کرتا ہون نورالدہر نے قبول کیا سلطان مکر سے مسلمان ہو کر نورالدہر کو بارگاہ مین لایا زلفین و ثریا سے تاجدار ہمراہ ہین ان تینون کو بیہوشی پلا کر بیہوش کیا مسلسل کر کے ہوشیار کر دیا وہانسے ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے جو سنا کہ اس بے حیا نے نورالدہر کو اور میرے باپ کو مکر سے گرفتار کر لیا دونون کو قید کیا پیٹنے لگی اور کہلا بھیجا کہ خبردار میرے سامنے نہ آنا ورنہ جان دونگی میرا مردہ پائیگا زندہ نہ دیکھیگا سلطان ڈرا کہ ایسا نہ ہو عورت اپنی جان دے دے باہر آیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا سب نے کہا نورالدہر خوبصورت ہے اُسکے ساتھ نسبت قرار ہو چکی اور تم نے اُسے قید کر لیا اسی وجہ سے نہین مانتی نورالدہر قتل ہو جائین اور اسکو یاس ہو تو ضرور آپ کو قبول کریگی سلطان نے میدان خونی کی تیاری کرائی حکم دیا کہ تینون گنہگارون کو لاؤ ملازم جو آئے دیکھا ثریا و زلفین تو موجود ہین مگر نورالدہر کو قید خانے مین نہ پایا ایک طرف دیکھا کہ مہرہ نقب کا لگا ہی عیار سے کہا کہ دریافت تو کر کہ یہ کسنے نقب دی عیار اسکا سمت تیز رو نقب مین کودا فتیلۂ عیاری جلا کر چلا ایک باغ مین سر نکالا خیال کر کے دیکھا کہ یہ باغ دلکشا تو دل آرام عنبرین مو دختر سلطان کا ہے ایک گوشے سے آ کر دیکھا کہ نورالدہر بہلو مین دل آرام کے بیٹھے ہین ایک گائن بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہمدم دیکھنا	•	دل دکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا

خندہ زن ہی نالۂ بلبل یہ ہر دم دیکھنا
دیکھنا گلچین چمن مین گل کا عالم دیکھنا

کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے
شغل اپنا ہو گیا ہی دفتر غم دیکھنا

اختلاج قلب کا میرے نکھتا اُس سے حال
تو جو ای قاصد مزاج یار برہم دیکھنا

کتنے تھے طفلی مین اُنکو دیکھ کر اہل نظر
نوجوان ہونے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا

زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھُٹا ہی خون کا
کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا

طالب دیدار ہین مشتاق روز حشر کے
ہی تمھارے حُسن کا جلوہ مقدم دیکھنا

آج ای صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ
فصل گل آئے تو میتابی کا عالم دیکھنا

کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجکو جب کہین
کہتے ہین محفل مین تم میری طرف کم دیکھنا

تو سہی تیرتا پھرے یہ آسمان شکل حباب
کیا غضب کرتی ہی اک دن چشم پرنم دیکھنا

ہی دعا اختر نگر مین ہو مبارک ای ہزبر
خلق کو شان جلوس جان عالم دیکھنا

عیار نے نورالدہر کو پہچانا اور پلٹا آکر سلطان سے کہا کہ نبیرۂ صاحبقران آپ کی دختر کے باغ مین ہی سلطان سوار ہوا آکر باغ کو گھیر لیا کنیزون نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ آپ کے باپ نے باغ کو گھیر لیا نورالدہر سپر و شمشیر لیکر اُٹھے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار آپ یکہ و تنہا ہین وہ اتنی فوج سے آیا ہی باغ کو گھیر لیا نورالدہر نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھو مین جا کر سلطان کو سزا دیتا ہون مکر کرنے کا بدلہ لیتا ہون سلطان باغ کو گھیر کر گینڈا اُڑاتا ہوا چلا چاہا باغ مین گھس جاؤن مگر یاد آتا ہی کہ اگر سلطان وہ بلا کا سپاہی ہی ایسا نہ ہو کہ تنہائی مین مجکو قتل کرے مگر گینڈے کو بڑھائے ہوئے چلا جاتا ہی تیغہ چوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین تھوڑی دور پر دروازہ باغ کا باقی تھا کہ یکایک دروازہ کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شبہت افروز جہانداری صاحب عظم و شان نورالدہر بن بدیع الزمان نکلے سلطان کو جو آتے ہوئے دیکھا للکارا کہ او مکار ادھر کیون آتا ہی سلطان نے جو نورالدہر کو دیکھا اور نعرے کی صدا سُنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو چہار جانب سے فوج نے گھیر لیا نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے ملکہ نے بھی

بالاے بام سے دیکھا کہ نور الدہر اکیلے لڑ رہے ہین ہزارہا کافر نیزے اور تلوار اور
تیر لگا رہے ہین مگر شاہزادہ سب حربون کو رد کرتا ہی اور زور و شور سے لڑ رہا ہی جب
کسی کا حربہ چلا ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا پکار اُٹھی کہ ای پروردگار میرے وارث کو ان دشمنون
کے ہاتھ سے بچائیو کبھی کنیزون سے کہتی ہین دیکھو کیا جرأت ہی کیا شوکت ہی ہزارون مین
اکیلے لڑ رہے ہین جسپر جا پڑے وہ راہی ملک عدم ہوا اگر وہ مجمع کفار ہی کہ نکل نہین
سکتے ملکہ نے جو دیکھا کہ شاہزادہ مجمع مین گھرا ہوا ہی ہر چند قصد کر رہا ہی کہ نکلجاوے
مگر کفار نے صفین باندھی ہین اگر ایک صف سے نکلے دوسری صف مین جا کر گھرے
افسران فوج کو مار کر ڈالدیا ہی قصد کرتے ہین لڑتا بھڑتا تا بہ سلطان پہونچون جسطرح
سے بنے اُسکو زیر کرون مگر سلطان دور سے کھڑا ہوا لینا لینا کر رہا ہی شریک جنگ
نہین ہوتا کئی مرتبہ کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا اور
سینۂ بے کینہ کو تاک کر کئی تیر مارے نور الدہر نے عقاب تیر کے پر قلم کیے کوئی تیر
ان کے جسم پر نہین پڑا تب ملکہ نے ناچار ہو کر کنیزون سے کہا کہ مجکو خوف ہی کہ
ایسا نہ ہو شاہزادے کو بلوہ کر کے ہلاک کرین مین نکل کر بچاؤن اگر مہلت پا جاوین
تو غالب آوین سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو مناسب جانیے وہ کیجیے ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار جسم پر لگاے سات سو کنیزون نے ساتھ دیا سب کو بادپایان
پر سوار کر کے ملکہ آگے بڑھ کر نکلین اور گھوڑی کڑکا کر پہلوے فوج پر پہونچین پا
جما کر تیرون کی بوچھار کرنے لگین کفار حیران ہین کہ تیر کہان سے آتے ہین اور جو تیر آیا
سوار یا پیدل کو نشانہ کیا کئی سو افسر مارے گئے جب سات سو تیر چلتا ہی دو تین سو
جوان گرتے ہین جب کئی حملے ملکہ نے کیے اور فوج متفرق ہوئی نور الدہر نے گھوڑا
بڑھایا لڑتے بھڑتے قریب سلطان تاجدار پہونچے سلطان نے چاہا قریب اپنے
نہ آنے دون کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم کیے جب نور الدہر قریب پہونچے
سلطان نے نیزہ مارا نور الدہر نے سنان نیزے کو اُڑا دیا ڈانڈ کو توڑ ڈالا
سلطان نے ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا نور الدہر نے

سپر پر روک کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا دست زبر دست نور الدہر
تلوار مثل برق کے چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سر پر گری سر اسر
کلہ اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مانند
سیماب گذر کر زین کو کاٹا تمند زین کو کاٹا خوگیر کو کاٹ کر مع گینڈے سلطان کے چار
ٹکڑے کیے مرتے ہی سلطان کے ادھر ملکہ نے تیر دلن کی بوچھار کی کئی ہزار نشانۂ تیر
آبدار ہوے آخر سب کے پاؤن اٹھے چند کو نور الدہر نے گرفتار کر لیا باقی فرمایا
جسکو مسلمان ہونا ہو وہ آکر شریک ہو اور جسکو نا منظور ہو وہ ہمارے لشکر سے نکل جاے
کئی سو جوان آکر شریک ہوئے کئی ہزار غلغلہ کرتے ہوے بھاگے و امن صحرا مین جا
چھپے ملکہ تو فوراً داخل باغ ہو گئین خیال مین ہر کہ کوئی آگاہ نہ ہونے پاے ورنہ باعث
خرابی ہی یہ سوچ کر داخل باغ ہوئین مگر کنیزین مقرر کین کہ شاہزادے کی خبر لاؤ چند
کنیزین روانہ ہوئین نور الدہر سب سے ملتے جلتے تھے جو جسکا عہدہ ہے اسی پر مقرر
کرتے ہین افسران فوج تعریفین کر رہے ہین اور بعض کہتے ہین کہ حقیقت مین لڑائی
سخت تھی مگر پروردگار نے آپ کے ہاتھ سے خوب فتح کرائی کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی
آپ کو ملکہ عالم طلب کرتی ہین نور الدہر نے کہا کہ چلو ہم آتے ہین کنیز نے آکر ملکہ سے
خبر دی کہ شاہزادہ تشریف لاتا ہی ملکہ نے انتظام کو حکم دیا فرش وغیرہ کیا گیا
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے جلسہ جب آراستہ ہو چکا تو بعد
تھوڑی دیر کے شاہزادہ آیا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار آپ تو عجب بلا مین پھنس گئے
کہ چہار طرف سے تاجدارون نے خروج کیا نور الدہر نے کہا کہ جسقدر ہاتھ آتے ہین
آوین ان سے مقابلہ کرونگا مگر سیاے زمرد پوش کو نہ دونگا اور تمہارے باپ
بھی خواستگار ملکہ تھے مجھے بہ مکر گرفتار کیا آخر اسکا یہ انجام ہوا کہ جان گئی اور کچھ
ہاتھ نہ آیا اب تم کہو ملکہ نے کہا کہ مجکو تو آپ کا قید ہونا نہایت ناگوار ہوا تھا دشمنون
نے مکر کیا اور چہار طرف سے اسکے فوج والون نے گھیرا تھا مگر خدا نے نجات دی میرے
ذہن مین یہی آیا کہ آپ کو اس بلوے سے بچاؤن ایسا نہ ہو کہ دشمن تمکو گرفتار کر لین

نورالدہر پہلو مین دل آرام عنبرین مو کے بیٹھے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا نورالدہر نے
پوچھا خیر تو ہی سب نے عرض کی کہ ایک دیوانہ موسوم بہ زلف دراز کہ نہایت زبردست
ہی وہ محل سیمائے زمرد پوش مین گھس گیا تمام عورتین فریاد کر رہی ہین اُس کے ساتھ
بارہ ہزار دیوانے ہین وہ چوبدستین لیے ہوے دروازے پر کھڑے ہین کسی کو اندر
جانے نہین دیتے مراد اُن کی یہ ہی کہ ہمارا افسر جو محل مین گیا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو لے آئے
اور اپنا قبضہ کرے یہ سُنکر نورالدہر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار
بلوے مین نہ جائیے وہ دیوانہ بہت زبردست ہی اُسنے راستہ بند کر دیا ہی کوئی اُس
راستے سے نہین جاتا یہ خبر سُنکر برہم ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چڑھ آیا اُسنے
صد ہا قریے برباد کیے ہین علاوہ دیوانہ ہونے کے بڑا زبردست ہی اُسنے جو سنا کہ ملکہ اس
مکان مین ہین وہ دیوانہ محل مین گھس گیا نورالدہر نے کہا کہ مین اُسکو جا کر سمجھا دونگا
دیوانے کو ہوشیار کر دونگا کسی کی مجال نہین ہی کہ میری زندگی مین سیما پر قبضہ کرے
مین نے بڑی کد و کوشش سے ملکہ کو پایا ہی ایسا ہو سکتا ہی کہ دیوانہ لے جائے
یا جبر کرے اور مین نہ جاؤن یہ فرما کر نورالدہر نے دامن چھڑا لیا اور تلوار کھینچ
ہوے وہان آئے دیکھا کئی ہزار دیوانے دروازے پر محل کے بطور نگہبانون
کے کھڑے ہین نورالدہر نے آکے چند دیوانون کو قتل کیا جب دو چار مارے گئے تب
دروازے سے ہٹے ایک دیوانے نے جا کر محل مین خبر کی کہ نبیرۂ صاحبقران آتا
ہی کئی دیوانے آپ کے لشکر کے مار ڈالے زلف دراز دیوانہ یا تو ملکہ کی طرف
جاتا تھا یا طرف نورالدہر کے پلٹ پڑا باہر آ کے للکارا کہ او نبیرۂ حمزہ ان نگہبانون
نے کیا خطا کی تھی نورالدہر نے دیوانے کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ او بے حیا تو نے بڑی
گستاخی کی کہ محل مین گھس گیا اگر ملکہ کا ایک موے جسم میلا ہوتا تو بدون قتل کیے
تجکو نہ چھوڑتا یہ سُنکر دیوانہ لنگر وغیرہ ہلانے لگا اور کہا کہ وہ میری منزل ہی اگر مجکو
دیجیے تو مین آپ کی اطاعت کرون نورالدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کو نہین پاؤ گے
جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو دیوانہ فوج لیکر با پیٹھا مقابلہ نورالدہر مین اُترا

سب دیوانے غلغلہ کر رہے ہین افسر نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے بھی خبر سنکر نوازش طبل جنگی کا حکم دیا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو وہ دیوانہ جوشان وخروشان میدان مین آیا ادھر سے ہمراہیان نورالدہر مین زلفین تاجدار نے قصد کیا نورالدہر نے اجازت دی زلفین جو مقابلے مین دیوانے کے پہونچا دیوانہ نے ایک چوبدست ماردی زلفین نے چاہا چوبدست رد کون مگر دیوانہ وہ زبردست ہو کر چوبدست جو اسکی پڑی زلفین مع گینڈا ابرا کٹا ہو گیا اب دیوانے نے بلبلا کے آواز دی وہ جوان میرے مقابلے مین نہین آیا ایسے شخص کو میرے مقابلے مین بھیجا کہ جو ایک ضرب میری نہ اٹھا سکا نورالدہر یہ سنکر گھوڑے سے کود پڑے مقابلے مین دیوانے کے آئے دیوانے نے کہا کہ ای آقاے سرخ مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی نورالدہر نے کہا تو پھر اطاعت کر دیوانے نے کہا ترک جوالہ کرو نورالدہر نے کہا کہ یہ نہ ہوگا بس دیوانہ بگڑا اور چوبدست کو چرخ دیا نورالدہر پیترے سے کھڑے ہوے دیوانے نے جو چوبدست لگائی نورالدہر نے چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا یہ اپنی طرف کھینچتے ہین وہ اپنی طرف کھینچتا ہی دیوانہ بڑے بڑے زور کر رہا ہی مگر نورالدہر کے ہاتھ سے کب چوبدست چھوٹتی ہی جھٹکا مار کر چوبدست چھین لی چوبدست جو چھین کر پھینکی دیوانہ جھلایا دوڑ کر لپٹ پڑا اور ایک چنگل مارا کہ زرہ نوچ لے گیا اب دیوانے نے چاہا زور کرکے لے دوڑون نورالدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ دیوانہ چکرا گیا کہتا ہی کہ ای آقاے سرخ آپنے تمانچہ مارا کہ گرز ماردیا میرے گال مین درد ہوتا ہی نورالدہر نے کہا تمنے چنگل مارا دیکھو ہمارے جسم سے خون جاری ہی مین نے بھی تمانچہ مارا دیوانے نے کہا مین اب نہ نوچونگا تجھسے مقابلہ کیجیے دیوانے سے کشتی ہونے لگی دوپہر وہ دیوانہ نورالدہر سے لڑا مگر الجھ الجھ کر دوپہر ڈھلتے نورالدہر نے دیوانے کو دے مارا اور چھاتی پر سوار ہوے خنجر نکالا کہ سر اسکا کاٹ لون زلفین کے خون کا بدلہ لون دیوانہ منتین کرنے لگا ہر مرتبہ یہی جواب دیتا تھا کہ ای آقاے سرخ مین نے آپ کو خواب

مین دیکھا ہی ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ نورالدہر کو جنگ عظیم درپیش ہی اُنھین کے
ساتھ رہنا اگر آپ مجھے قتل کرین گے تو رفاقت کون کریگا ای آقاے نامدار مین کسی سے
آج تک زیر نہین ہوا تھا آپ سے زیر ہوا اب کیا عذر ہی نورالدہر نے چھوڑ دیا
دیوانہ قدمون پر گرا بمشکل کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا اب نورالدہر نے
دیوانے کو مطیع کرکے ہمراہ لیا لشکر گران ساتھ ہی اور جو معشوقین دستیاب ہوئین
اُن کو ساتھ لیا بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین کہ اہل لشکر ہمارے متفکر ہونگے
مین رات کو اُٹھ کر چلا آیا تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین رفقا کہ رہے ہین کہ
اب بر سر جمشید خروج کیجیے آپ کے برابر کسی کا لشکر نہ ہوگا نورالدہر نے کہا پہلے
مقابلہ جمشید مین شہنشاہ ہمارے پہونچین اور لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو تب جمشید
سے مقابلہ پڑیگا اگر ہم لوگ قبل مین پہونچ جائینگے تو ہاتھ سے جمشید کے شکست ہوگی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شبرنگ بن عمرو آتا ہی یہ تلاش مین شاہزادے کی نکلا تھا
یہانکی خبر سنی خوشی خوشی چلا آتا ہی نورالدہر نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا سردارون
سے فرمایا کہ ہمارا عیار آتا ہی اسکا استقبال کرو سردار جاکر شبرنگ بن عمرو کو لاے
شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا پہلے یہی پوچھا کہ کیون ای شہریار معشوقۂ اصلی دستیاب ہوئی
جسکے واسطے آپ بیقرار تھے نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ کیا حال بیان کرون ایک
پھول کو کانٹون سے نکالا ہی اب تک اُسی کے خواہان چلے آتے ہین شبرنگ نے کہا
کہ ای آقا لشکر مین چلیے سب آپ کے مشتاق ہین نورالدہر نے کہا کہ اب تو دن چڑھ چکا
کل انشاءاللہ کوچ کرین گے شب کو نورالدہر نے آرام کیا مگر یہانسے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہی کہ جس قلعے کا نام قلعۂ ہوشنگیہ ہی حاکم وہانکا ہوشنگ نیزہ باز ہی فنون
سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ نے سیماے زمرد پوش پر
قبضہ کیا کئی تاجدار گئے تھے وہ زیر ہوے یہ خبر سنکر بہت جھلایا کہا بڑے افسوس کی بات
ہی کہ باپ نے اُسکے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تمھارے ہمراہ شادی کرونگا یہ کیا ستم کیا کہ ہمراہ نبیرۂ
حمزہ نسبت قرار دی جاکر چھین لاؤنگا مگر یاد رہے چاہتا ہون کہ نبیرۂ حمزہ میرے قبضے مین

آجاسے پہلے اُن کو سزا دون پھر ملک پر قبضہ کرون عیار اسکا کافور تیز رو اٹھ کھڑا ہوا
کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن آپ اُسے قتل کیجیے ہوشنگ نے کافور تیز رو
کو حکم دیا کہ اگر تو نورالدہر کو لے آیا تو نصف سلطنت دونگا اور اپنی بیٹی کی شادی
تیرے ساتھ کرونگا کافور مدت سے اسکی بیٹی پر عاشق تھا نام اُسکا گیسو کشا ہے
عرض کی حضور مجکو سند لکھدین تو غلام جاے اور وعدہ کرتا ہون کہ نورالدہر کو
گرفتار کرا لاؤنگا پہلے تو نورالدہر کو قتل کیجیے اُسکے بعد لشکر پر اُن کے لشکر کشی کیجیے
سیماے زمرد پوش پر قبضہ کیجیے اپنی شادی زمرد پوش کے ساتھ اور میری شادی
گیسو کشا کے ساتھ کیجیے ہوشنگ نیزہ باز نے سند لکھ کر کافور کو دی کافور بانا
عیاری لگا کر روانہ ہوا شام کو لشکر نورالدہر مین پہونچا بارگاہ دریافت کر کے
ایک گوشے مین جا بیٹھا نقب دینے لگا دو پہر رات گئے نقب بارگاہ نورالدہر
مین توڑی باہر نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا نورالدہر غافل سو رہے تھے کافور نے
قریب آکر نورالدہر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر راہ نقب سے لے نکلا بھاگا ہوا
جاتا ہے شبرنگ طلاے پر تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش
جاتا ہے پکار کر آواز دی کہ ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور اور تیزی کے ساتھ
بھاگا شبرنگ کو تردد ہوا کہ کوئی تو باعث تھا جو یہ سیہ پوش نہ ٹھہرا پیچھے اُسکے چلا
کافور بھاگا ہوا جاتا ہے شبرنگ ہرچند چاہتا ہے کہ قریب پہونچون مگر کافور بڑا
تیز رو ہے صحرا کو طے کرتا ہوا ایک درے مین پہونچا کہ چشمے وہان بہت بھرے ہوے تھے
ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کرتے تھے کافور نے جو اُن طائرون کو دیکھا
زمزمہ سرائی اُن کی دیکھنے لگا اُن جانورون کی اُچھل کود کبھی چشمے مین شناوری کرتے ہین
کبھی بالاے شاخ جا کر بیٹھتے ہین یہ تماشا دیکھ کر کافور ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا
پشتارہ زمین پر رکھ دیا ہے آپ ٹہل رہا ہے اور شبرنگ اسکے تعاقب مین آتا ہے
قضاے کار اِس صحرا کا حاکم وادی باد و درہ کو مین بیٹھا تھا سر نکال کر دیکھا کہ
ایک پشتارہ رکھا ہے اور ایک عیار ٹہل رہا ہے وادی جادو نے سحر کیا کہ پشتارہ

اُڑکر درۂ کوہ میں آگیا کافور نے پلٹ کر دیکھا کہ پشتارہ کیا ہوا حیران و پریشان ہوتا
پھرتا ہو کہ شبرنگ نے آکر پوچھا شبرنگ سے کافور نے حال بیان کیا کہ مین ہوشنگ
نیزہ باز کا عیار ہون نورالدہر کا پشتارہ لیے جاتا تھا اس صحرا میں آکر پشتارہ
رکھا پشتارہ خود بخود غائب ہوگیا اب آقا کو کیا جواب دونگا اور آقا نے یہ وعدہ
لکھدی ہو کہ بیٹی کی شادی کرونگا اس تردد میں حیران ہون شبرنگ نے سوچ کر
جواب دیا کہ یہ کام کسی ساحر کا ہو مین زن حسین کی شکل بنتا ہون تو مجھے درۂ
کوہ کے سامنے لے چل جب وہ ساحر طلب کرے تو مجکو چھوڑ کر بھاگ جانا مین سمجھ لونگا
کافور بہت خوش ہوا شبرنگ صورت تبدیل کر کے ایک زن حسین کی صورت
بنا کافور ساتھ لیکر سامنے درہ کوہ کے آیا وادی جادو نے جو دیکھا کہ ایک زن
حسین کو ایک شخص لیے جاتا ہو للکارا کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور بھاگا
وادی جادو نے نکل کر شبرنگ کا ہاتھ تھام لیا شبرنگ نے شرما کر سر جھکا لیا
وادی جادو کے ساتھ بشکل حسین عورت کے چلا وادی جادو درۂ کوہ مین لایا
لگاوٹ کی باتین کرنے لگا شبرنگ نے کچھ انکار نہ کیا ایک گلوری نکال کر اپنے پاس
سے دی وادی جادو کھا کر بیہوش ہوا شبرنگ نے وادی جادو کا سر کاٹا
کوہ مین اندھیرا ہوگیا کافور پہلو سے کوہ مین چھپا ہوا کھڑا تھا اسنے جو دیکھا کہ اس عیار
نے جادوگر کو مار لیا گیر و دار کی صدا بلند ہی شبرنگ ٹٹولتا پھرتا ہو مگر آقا کو نہین
پاتا مگر کافور نے پشتارہ دیکھ لیا جھپٹ کر درے مین آیا پشتارہ لیکر بھاگا جب
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہی عیار پشتارہ لیے جاتا ہو اُسی کے پیچھے پیچھے چلا کافور
پشتارہ نورالدہر کا لیے ہوے قلعۂ ہوشنگیہ مین آیا ہوشنگ نے نورالدہر کو
مسلسل و مطوق کر کے قیدخانے مین بھیجا کافور نے وہ سند پیش کی ہوشنگ نے کہا
کہ او بے حیا کب ہوسکتا ہو کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرون اگر زیادہ
بولیگا تیرے قتل کا حکم دونگا سو پچاس روپیہ تجکو دے دونگا مین یہ نہ سمجھا تھا کہ تو
پشتارہ لے آئیگا بس اب کنارے جا کر بیٹھ اور سند چھین لی سند کو پھاڑ ڈالا کافور

ناچار ہوکر خاموش ہورہا آخر سوچا کہ ہوشنگ نے میرے ساتھ مکر کیا مین بھی ویسا ہی
کرون یہ صبح کرچکا اُٹھا قید خانے مین آیا نگہبانون سے کہا کہ مین پشتارہ لیجاؤن
لیجاکر دروغہ کو دہ مین رکھون ایسا نہ ہو ان کا عیار آجاے اور ان کو چھڑالے تو باعث
خرابی ہو نگہبان جانتے ہین کہ یہی پشتارہ لایا اگر کوئی افتاد پڑیگی تو اسی کے سر بدنامی
ہوگی کہا میان کافور صاحب لیجاؤ تم کو اختیار ہی کافور قید خانے مین آیا نور الدہر
کو جبر بے ہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا اس قلعے کے قریب ایک قلعہ ہی کہ اسی
کے نام سے آباد ہوا ہی کئی سو عیار کافور کے شاگرد وہان رہتے ہین سوچا کہ اسی
قلعے مین لیجاؤن شاہ سے لڑونگا اگر نہ مانین گے تو نور الدہر کو چھوڑدونگا یہ جو ان
اُن کی گردن توڑیگا حقیقت مین اب بدون مکر نہ بنے گا یہ سوچ کر قلعہ عیاران مین آیا
نور الدہر کو ایک مقام پر قید کیا شاگردون کو جمع کر کے کہا مجھپر ہوشنگ نیزہ باز
نے یہ بدعت کی سند لکھدی تھی پھر وہ سند چاک کی مین بھی قیدی کو لے آیا ہون اگر
تم سب ساتھ دو تو شاہ سے جنگ کرون سب نے کہا کہ ہم سب آپ کے شاگرد ہین
جو آپ سے لڑے اُس سے لڑین بادشاہ نے سراسر خلاف کیا وعدہ مین فرق کیا
مکر سے مطلب نکالتے مین آپ نہ گھبرائین ہم سب آپ کی مدد کو ساتھ ہین کافور
نے قلعے کو توپون سے آراستہ کیا آپ قلعے پر آکر بیٹھا مگر ہوشنگ نیزہ باز بارگاہ
مین اپنی بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کا عیار قید نور الدہر لے گیا قلعۂ
عیاران مین باغی ہوکر بیٹھا ہی اور کہتا ہی جب تک میرا عہدہ نہ پورا کرینگے تب تک
قید نہ دونگا یہ سُنکر ہوشنگ نے فوج کو حکم دیا کہ تیار رہو مین ابھی جاکر قلعۂ عیاران کو
تباہ کرونگا اور کافور کو مار لونگا ساٹھ ستر ہزار سوار لیکر چلا سامنے قلعے کے آیا
کافور نے توپین داغین ہوشنگ نے گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ او کافور
کیون شامتین آئی ہین ایک حملے مین قلعہ لے لونگا اور غضب یہ ہی کہ رعایا بھی
تیرے ساتھ ہوئی ہی ان سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کافور نے
جواب دیا کہ جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے ہم پانچ سو آدمی قلعے مین ہین آپ

اتنی فوج لیکر آئے ہین جو ہمسے بن پڑیگا کیا اُٹھا رکھین گے اب تو بغاوت ہوئی کہ یہ
صورت ہوئی جو حضور سے ہو سکے قصور نہ کرین ہم بھی مرنے پر آمادہ ہین ورنہ جو عہد
کیا تھا اُسے پورا کیجیے ہوشنگ نے کہا کہ تجھ ایسے نالائق کے ساتھ بیٹی کی شادی کردون
دیکھو تو کیونکر قلعہ لیتا ہون دیر تک کھڑا ہوا لاف وگزاف کیا کیا مگر کافور سینہ سپر
ہو بالاے قلعہ بیٹھا ہو شبرنگ بن عمرو نے تمام معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا سوچا کہ
عیارون کے ساتھ عیاری کرنا جائز ہو یہ سوچ کر پشت قلعہ پر آیا دیوار مین کھڑکی
بنی ہوئی تھی اُسمین لوہے کی سلاخین لگی تھین شبرنگ سلاخین کاٹ کر اندر قلعہ کے
آیا پھرنے لگا سامنے قیدخانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک احاطہ ہو اُسکے دروازے پر
کئی عیار بیٹھے ہین حاضر باش وناظر باش کی صدا دے رہے ہین شبرنگ صورت
تبدیل کرکے ایک مالن کی شکل بنا اُدھر سے جو نکلا عیارون نے پکارا کہ بی مالن کہان
جاتی ہو شبرنگ پلٹا برنجی تھال ہاتھ مین تھا اُس مین موہن بھوگ رکھا تھا عیارون
نے لیکر وہ موہن بھوگ کھایا کھاتے ہی بے ہوش ہوے شبرنگ اندر آیا دیکھا ایک
کنوان ہو اُس مین نورالدہر کو قید کیا ہو شبرنگ نے آکر فتیلۂ عیاری روشن کیا
کنوئین مین فتیلہ لٹکایا دیکھا نورالدہر مسلسل ومطوق بیٹھے ہین بیقرار ہوگیا جی مین
کہتا ہو کہ ہاے آقاے نامدار اس مصیبت مین مبتلا ہین مگر کافور پڑا ہوا سو رہا تھا
خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے کافور بیدار ہو شبرنگ بن عمرو
احاطہ مین پہونچ گیا نورالدہر کو رہا کیا چاہتا ہو جا کر امتحان کرلے پھر تو اُس کی
اطاعت کر اطاعت مین تیری بہتری ہو یہ خواب دیکھ کر کافور جاگا کسی کو ساتھ نہ لیا
اکیلا چلا جب احاطہ مین آیا دروازے پر نگہبانون کو بیہوش پایا اور دروازہ احاطہ
کا کھلا ہوا یہ معاملہ دیکھ کر کافور بہت گھبرایا اور نیمچہ کھینچ کر اندر آیا دیکھا کہ شبرنگ
فتیلہ روشن کیے ہوے آقا کو پکار رہا ہو کہ اے آقاے نامدار واے مولاے قدرشناس
یہ کمند لٹکاتا ہون اسکو تھام کر چڑھ آئیے کافور نے للکارا کہ او ناعیار خبردار
قیدی کو نہ رہا کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا مین تجھسے امتحان چاہتا ہون

شیرنگ نے کہا مین موجود ہون دونون مین تیغ چلنے لگا عیار جو کافور کے آگئے اُن
سب کو کافور نے منع کیا کہ تم لوگ دخل نہ دو عیار بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شیرنگ نے
لڑتے لڑتے کہا کہ ای کافور دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہے جیسے ہی کافور پلٹا فورًا
شیرنگ نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب بھی مار دیا کافور بیہوش ہوا شیرنگ نے
اُسکے عیارون سے کہا کہ اپنے اُستاد کو ہوشیار کرو کافور کو شاگردون نے اُس کے
ہوشیار کیا جب ہوشیار ہوا اُٹھ کر قدمون پر شیرنگ کے گرا شیرنگ نے کافور
کو گلے سے لگایا کلمہ تعلیم فرمایا اور فرمایا کہ ای کافور ہمارے آقاے نامدار تمھاری مشکل
کو آسان کرین گے تم گھبراؤ نہین کافور نے جلدی سے نورالدہر کو قید سے رہا کیا
چاہ سے نکال کر عذر کیا اور اپنی چاہ ساتھ گیسو کشا کے ظاہر کی اور کہا ای شہریار
مین عرصے سے اُسپر مائل ہون امیدوار ہون کہ اُسکے ساتھ میرا عقد کرا دیجیے یہ
کہکر قدمون پر گر پڑا نورالدہر نے کافور کو گلے سے لگایا اور کہا ای کافور کیون
اس درجہ پریشان ہوتے ہو انشاء اللہ تعالے تمھارا عقد ساتھ گیسو کشا کے
کرین گے ہوشنگ نے تمھارے ساتھ سراسر خلاف کیا کہ اقرار کرکے انکار کیا
اور تمھاری سند چاک کر ڈالی اب ہم اسی طرح اُسکا شکم چاک کرینگے یہ فرماکر
کافور کے ساتھ چلے یہان زیر قلعہ ہوشنگ بلبلا رہا ہے اور کہتا ہے قلعہ کو ابھی
جاکر پامال کرتا ہون گینڈا بڑھا کر چلا جب قریب خندق پہونچا چاہا خندق فراون
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سواری کسی شاہ کی آتی ہے خونخوار بلند بالا جب
قریب آیا تو ہوشنگ نے پہچانا یہ بھی ملکہ سیماے زمرد پوش پر عاشق ہے براے
مقابلہ نورالدہر چلا تھا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا کہا او ہوشنگ مین نے
سُنا ہے کہ تو نام پر ملکہ سیماے زمرد پوش کے عاشق ہے اور عشق اپنا ظاہر کرتا ہے
اپنے ہوش مین آ اگر نام ملکہ کا لیگا تو ہوش و حواس پراگندہ کر دونگا ہوشنگ
یہ سُنکر پلٹا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ہوشنگ و خونخوار
سے نیزہ چل رہا ہے مگر نورالدہر کہ ساتھ کافور کے آئے تھے دروازہ کھول کے

نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا کیون آپس مین لڑتے ہو
مجھسے امتحان کرو وہ ناموس میرا ہی میری زندگی مین کوئی ملکہ پر قابض نہین ہو سکتا
یہ کہکر بڑھے بیچ مین دونون کے آئے پہلے ہوشنگ کو چھڑکا بعد اُسکے خونخوار کو
منع کیا کہ مقابلہ نہ کرو مگر جب کسی نے نہ مانا تب نورالدہر نے دونون کی کمر مین ہاتھ
ڈال کر نعرہ کیا نذر جو کرتے ہین دونون کو سر سے بلند کیا مگر خونخوار نے بصدق
دل اسلام اختیار کیا اور ہوشنگ نے بمکر کلمہ پڑھا لیکن ہوشنگ سے شاہزادے
نے اقرار واثق لے لیا تب دونون کو رہا کیا سب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے
صحبت عیش آراستہ ہی فرمایا کہ ای ہوشنگ سامان عقد کا فور کرو ہوشنگ بہت
خوب کہکر محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کہ ای والد نامدار کہیے کیا ارادہ ہی ہوشنگ
نے کہا کہ ای نور نظر یہ پڑیا سودۂ الماس کی لایا ہون شربت مین ڈالکر نورالدہر
کو پلاؤنگا کلیجہ کٹ کے نکل جائیگا عقد تمھارا کافور عیار کے ساتھ پڑھانے کو
کہتے ہین پس قاضی کو شربت پلا کر قتل کرونگا اس طرح سے اس جھگڑے کو مٹا دونگا
گیسوکشا خاموش ہو رہی تسکین ہوئی کہ باپ نے خوب تدبیر کی ہی ایک گوشے
مین آکر لیٹی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین ایک
بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای گیسوکشا سامنے تو دیکھ گیسوکشا نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک طرف ایک مکان ہی اُس مین آگ جل رہی ہی بجاے شبنم قطرات آتش
گر رہے ہین ایک طرف ایک باغ ہی کہ سرسبز و شاداب رعنائی و زیبائی مین لاجواب
طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین یہ حال دیکھکر گیسوکشا کانپنے لگی اُن
بزرگ نے فرمایا ان مکانون مین سے کون سا مکان پسند ہی گیسوکشا نے عرض کی
کہ کون ایسا احمق ہوگا کہ اس باغ کے سامنے اس مکان آتش کو پسند کرے اُن بزرگ
نے فرمایا کہ یہ باغ تو شرط دوستی نورالدہر بن بدیع الزمان ہی اور مکان ثمرۂ دوستی
کفار یہ ہی ہر چند اور بھی صورتین ہو سکتی ہین مگر مین نے تجکو براے ہدایت تیری
یہ تماشا دکھلایا ہی جب سوکے اُٹھنا تو نورالدہر کو سودۂ الماس سے بچانا اور کافور

سے عقد قبول کر تیرے واسطے وہ کافور جنت ہی گیسو کشا یہ خواب دیکھ کر اُٹھی مگر حیران
تھی کہ کیا کرون یہ خبر سُن چکی ہی کہ بارگاہ مین عقد ہو رہا ہی باپ شربت بنا کر ابھی لیگیا
ہی جلدی مین ایک رقعہ بنام شبرنگ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای عیار طرار مین
کافور سے بجان و دل راضی ہون حکم شاہزادے کا قبول ہی مگر خبردار شاہزادے کو
شربت نہ پینے دینا ورنہ غضب ہوگا کلیجہ کٹ کٹ کر نکل جائیگا دو مثقال الماس باپ میرا
پیس کے لے گیا ہی آئندہ جو مناسب وقت ہو وہ تدبیر کیجیے کنیز کو رقعہ دیا کہ شبرنگ
کو جا کر دینا یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر عقد پڑھ چکے ہین ہوشنگ نے شربت
بنا رکھا ہی عرض کر رہا ہی کہ آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جام شربت نوش فرمائیے
اور شربت پلائی دیجیے کہ ہم بھی خوش ہون ادھر شبرنگ کو کنیز نے رقعہ لا کے دیا
شبرنگ نے پڑھا بیقرار ہو کر دوڑا اُس وقت پہونچا کہ نور الدہر نے جیب مین
ہاتھ ڈالا ہی ارادہ ہی کہ شربت ہوشنگ سے لین شبرنگ سمجھ گیا کہ اسی جام مین
سودہ الماس ہی آکر نور الدہر کے سامنے کھڑا ہوا کہا ای آقاے نامدار یہ جام رنگین
کو بخشش کیجیے کہ یہ دختر کے باپ ہین پہلے یہ نوش کرین کہ ان کا حق زیادہ ہی یہ جو
شبرنگ نے کہا ہوشنگ یہ سنکر پریشان ہوگیا نور الدہر نے ہوشنگ سے
کہا کہ ای ہوشنگ شبرنگ سچ کہتا ہی کہ تم بیٹی کے باپ ہو تمھارا شرف زیادہ
ہی ہم تمھارے بعد پئین گے پہلے تم پیو ہوشنگ نے کہا کہ آقاے نامدار میری بھلا
یہ مجال ہی کہ مین آپ پر سبقت کرون شبرنگ نے کہا کہ آقا تم کو بخشتے ہین اسکو کیون
نہین قبول کرتے شاہزادہ عذر کرتا ہی یہ کہکر ہوشنگ کو جام پھیر دیا ہوشنگ نے
جو جام ہاتھ مین لیا کانپنے لگا جام گرا زمین اُتنی سیاہ ہو گئی نور الدہر نے پوچھا ای
ہوشنگ اسمین کیا تھا کہ زمین سیاہ ہو گئی اگر ہم پیتے تو ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہوشنگ
نے جب دیکھا کہ اب مکر میرا کھلا چاہتا ہی تلوار کھینچکر نور الدہر پر وار کیا کوٹھے پر سے
گیسو کشا بھی دیکھ رہی تھی جب جام گرا اور زمین سیاہ ہو گئی منھ پیٹ لیا کہا اس
دشمن خدا نے غضب کیا تھا مگر حافظ حقیقی نے آقا کو بچایا مگر جیسے ہی ہوشنگ نے ہاتھ

تلوار کا مارا کہ خونخوار بلند بالا پشت پر کھڑا تھا خونخوار نے گردن ہوشنگ کی پکڑلی اور اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا ہوشنگ کے مرتے ہی گیسو کشا نے مبارکباد دی کہ آپکو خدا سلامت رکھے کنیز کی آبرو بچالی کیون نہ ہو آپ مجاہد فی سبیل اللہ ہین کیسے کیسے ملک فتح کیے کون کون لوگ مسلمان ہوے آپ کی ذات سے اس طلسم مین اسلام پھیلا اس بے حیا نے مکر کرنا چاہا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ خود مارا گیا رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا نورالدہر نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم کافور کا مرتبہ کم نہ جاننا کافور میرا فرزند ہی ایسا نہ ہو کہ تم خیال کرو کہ پیشۂ عیاری کرتا پھرا ہی یہ شاگرد رشید شبرنگ ہوا پروردگار نے اسکو مرتبۂ اعلیٰ عطا فرمایا ملکہ نے بہت شکر کیا کافور کو حجلۂ عروسی مین داخل کیا جیسے ہی کافور اندر آیا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان سانولی رنگت طرار و فرار ہی صورت کافور دیکھ کر عاشق ہوئی اُٹھ کر کافور کا استقبال کیا کافور نے جو عذر کیا کہ مین آپ کے گھر کا غلام ہون ملکہ نے کہا کہ تم فرزند ہمارے آقاے نامدار کے ہو اور میرے لیے تم مالک مجازی قرار دیے گئے ہو مجھے تمھاری اطاعت فرض عین ہی کافور نے ملکہ گیسو کشا کے ساتھ گوہر مراد حاصل کیا صبح کو خوشی خوشی باہر آیا نورالدہر بارگاہ مین جلوہ فرماتھے اول کافور نے غسل کیا پوشاک بدلی شاہزادے کو نذر دی نورالدہر نے بخلعت سرفراز کیا سب سردار اسکی منزلت پر ناز کرتے تھے کہ آقاے نامدار نے کیا مہربانی فرمائی کہ کافور کا عقد ہمراہ اُس شاہزادی کے کیا کہ جسکے بڑے بڑے بادشاہ خواہان تھے ایسے سردار کی کیون نہ اطاعت کرین نورالدہر نے سب لشکر کو جمع کیا مستورات کو محافے مین سوار کیا سوار کرکے کوچ کیا منظور یہ ہی کہ اپنے لشکر مین جا کر ملین یہان فیروز تاجدار بعد غائب ہونے نورالدہر کے پریشان تھا کہ نہین معلوم آقاے نامدار پہ کیا گذری اس انتشار مین تھا سب سے زیادہ ملکہ میگون شیرین کلام بیقرار ہی دم بدم پوچھتی ہی کہ کیون ای فیروز تاجدار شاہزادے کا کچھ حال نہ معلوم ہوا شبرنگ بھی پلٹ کر نہ آیا فیروز نے ادھر ہرکارے روانہ کیے ایک روز بیٹھا ہی

سب سردار جمع ہین مگر بارگاہ مین سناٹا ہی مقام نور الدہر خالی ہی ملکہ کہتی ہین کہ ای
فیروز سب سردار موجود ہین مگر دیکھو دربار مین کیسی اُداسی ہی ایک شاہزادے کا نہ
ہونا کیا باعث پریشانی ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر
سوار اسّی نوے ہزار فوج پشت پر مقابلۂ فیروز مین آکر اُترا اور کہلا بھیجا کہ ای فیروز
بہتر اسی مین ہی کہ نور الدہر کو ہمارے حوالے کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا فیروز نے
جواب دیا کہ ہم کو ایک ہفتے کی مہلت دو شاہزادہ کہین گیا ہی جب آئیگا تو تم سے
مقابلہ کریگا وہ پہلوان یہ سُنکر بہت جھلّایا نام اِسکا قنطور آہن کلاہ تھا طبل جنگ بجنے
کو اُسنے حکم دیا فوراً طبل جنگی بجا ملکہ کہتی ہین کہ ای فیروز اس لشکر کو سامنے سے ہٹا دو
فیروز نے کہا کہ برائے خدا تم دخل نہ دو آقا کے قانون سے یہ خلاف ہوگا غیر
ساحر مقابلہ کرین گے اپنے سامنے مانع ہوتے ہین ہم بھی اُسی قاعدے کے پابند ہین
سب سردارون نے عرض کی کہ ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین جب تک ہمارے جسم مین جان
ہی ہم آپ کو سحر نہ کرنے دین گے قنطور آہن کلاہ کے لشکر مین جو طبل جنگی بجا فیروز
نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر ہر ایک سردار کا قول ہی کہ خدا خیر کرے وہ صاحب
اقبال لشکر مین نہین ہی جب اُن کے بعد کوئی اتفاق ہوا لشکر کو شکست ہوئی بدون
اُن کے آئے لڑائی فتح نہ ہوگی خدا انجام بخیر کرے ہر ایک کو یہی تردد ہی کہ آقا کا لشکر
مین نہ ہونا باعث خرابی ہی یہی سبب بیتابی ہی حقیقت مین ہمارے آقائے نامدار ٹھہرے
اقبالمند سپاہی ہین جری و بہادر وصف شکن تیغزن حسن مین بے نظیر چہرہ رشک
ماہ منیر تیاریان جنگ کی چہار جانب ہو رہی ہین لیکن افسرون نے رات تڑپ تڑپ کر
کاٹی کسی کو امید نہین کہ یہ جنگ فتح ہو یا تو بے خوف رہتے تھے اب خود انتظام کرنا
پڑا ہر ایک شخص کو یہی تردد ہی کہ دیکھین انجام جنگ کیا ہو پہلوان زبردست سے
مقابلہ ہی کہ ایک خدمتگار بول اُٹھا کہ ملک طرطوس پر جب جنگ ہوئی ہی تو یہ ہی
جوان آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین صبح کو گینڈا بڑھائے ہوئے آتا تھا کہ سامنے
سے ایک فیل مست آیا اُس فیل نے بڑھکر سونڈ سے گھونسا مارا مین نے آنکھ لینے

دیکھا کہ اسنے سونڈ کو اُکھیڑ لیا اور دو تین گھونسے لگائے کہ ہاتھی چنگھ گیا اور غنیم بنا
تھا آخر لوگون نے ہاتھی کو ہٹایا مگر یہ نہ ہٹا اُسیطرح آج خدا انجام بخیر کرے چپا بیہرا
انھین تذکرون مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت — خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند — لحاف غنچہ از رو درکشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست — بنفشہ جعد عنبر بیـ[illegible] خود شست

صبح کو لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون تیپے کے تیپے دستے کے دستے طرف
میدان کارزار کے روانہ ہوئے اُدھر قنطور آہن کلاہ بجمعیت تمام طرف میدان
کے چلا جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکھا کہ کریبٹے قنطور نے اپنا
گینڈا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ مسلمانان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر سامنے باپ کے آیا عرض کی اجازت میدان
ہرچند کہ فیروز تاجدار کو نہ ہونے اورا الدہر کا بڑا قلق ہے مگر بیٹے کو اجازت دی
نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ قنطور آہن کلاہ مین آیا قنطور نے دیکھ کر کہا کہ
اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ تم میدان مین نکلے جو تمھارے آقا کہان ہین اُن کو کہان چھپایا
نیر نے کہا کہ ای قنطور آقا ہمارے بڑے ہی جری و بہادر ہین بجا ہا وہ مخفی ہونیوالے ہین
تم سے مہلت بھی مانگی تجنے مہلت نہ دی ہم لوگ تمھارے مقابلے کو موجود ہین جو ہوسکے
قصور نہ کرو قنطور نے نیزہ مارا نیر تاجدار مصروف نیزہ بازی ہوا آخر نیر نے
قنطور کا نیزہ توڑ ڈالا قنطور نے تلوار کھینچی اور خبردار کہکر ہاتھ مارا نیر
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر قنطور آہن کلاہ انتہا کا زبردست ہے اس کن سے
تلوار لگائی کہ سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی دیوانہ بلند قامت جاپڑا نیر کو ہٹایا آپ
مقابلہ کیا وہ چو بدست لگائی کہ قنطور کا گینڈا مارا گیا قنطور نے گینڈے سے کود کر
اس طرح ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ دیوانے کا جھول پڑا بعد دیوانے کے سالم قزاق
نکلا شام تک جنگ کی مگر زخمی ہوا آخر کو قنطور نے پکار کر آواز دی کہ ای فیروز ند کی

کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا اب رات درمیان مین ہی ہمارے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی
نیر د حمزہ کو بلاؤ فیروز زخمیون کو لیکر پلٹا قنطور اپنی بارگاہ مین آیا کہہ رہا ہی کہ
یارو دیکھا تم نے مجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہی پانچ سردار زخمی کیے چار دن قنطور
نے میدانداری کی فیروز بھی زخمی ہوا پانچوین دن جو قنطور میدان مین آیا گینڈے
کو مہمیز کیا اور پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز نے سر اٹھا کر
دیکھا کہ سب سردار زخمدار کھڑے ہین کوئی مقابلے کے لائق نہین اور قنطور للکار رہا
ہی فیروز نے تاج سر سے اُتارا بیقرار ہو کر دعا مین کرنے لگا کہ اے کریم کارساز و
اے بے نیاز **نظم** تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب + دعا نے کند من کنم مستجاب + چو
تا جز رہا مند و در غم ترا + و درین عاجزی چون نخوانم ترا + ہر کس بکیسے نازد و
ما بتو بیسے از بہر این کہ نالم کہ مرا نیست کسے + بیقرار ہو کر جو فیروز نے دعا کی
سب سرداروں نے آمین کہی قنطور چاہتا ہی کہ مقابلہ کرون تلوار کھینچ کر چار پڑون
فوج کو شکست دون بارگاہ فیروز مین گھس جاؤن ڈھونڈھ کر اُس جوان کو نکالون
جب شکست فاش ہوگی تب تو وہ جوان نکلے گا اگر یہ بھی نہ ہوگا تو سب مال لوٹ لونگا
فیروز تاجدار کو گرفتار کرکے لاؤنگا ان مسلمانون کو مزہ چکھاؤنگا ہر مرتبہ قصد کرتا
ہی اور رک جاتا ہی اور لشکر نور الدہر مین عجب طرح کا تہلکہ ہی زخمدار چاہتے
ہین کہ جا بھڑین دل کھول کر لڑین فیروز کہہ رہا ہی کہ دیکھو صاحبو جو تم کہتے تھے وہ ہی
ہوا صاحب اقبال کی ذات سے لشکر کا انتظام تھا کیسی کیسی لڑائیان پڑین اگر خدا
نے اُس شہریار کو بھیجا اور ہمنے پھر جمال دیکھا تو قلب کو تسکین ہوگی خدا وہ دن
کرے کہ وہ شہریار آجاوین اور بلبلانا قنطور کا سناوین قنطور نے پکار کر کہا
کہ اے فیروز جان نہ دو اگر میرے شریک ہو جاؤ تو بہتر ہی سب نے جواب دیا کہ جان
دینا گوارا ہی مگر تیری شرکت نہ کرینگے قنطور بہت جھلایا پودے پر ہاتھ ڈالا قنطور
چاہتا ہی کہ چڑھ دوڑون فیروز بیقرار و بیتاب ہو کر تڑپ رہا ہی دعا مین مانگتا ہی کہ صحرا سے گرد
اُڑی قنطور بھی دیکھنے لگا سب دیکھ رہے ہین کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے

آگے نور الدہر بن بدیع الزمان تخت پر ثریا سے تاجدار و دیگر سرداران نامی و
پہلوانان گرامی ساتھ ساتھ مع فوج کے آ کر پہونچے شبرنگ نے خبر دی کہ ای شہریار
قنطور آہن کلاہ نے پہلوان میدان مین کھڑا جھوم رہا ہی نور الدہر نے قصد کیا
تھا کہ مقابلۂ قنطور مین جا پڑون مگر دیوانہ زلف دراز جو برابر گھوڑے کے جھوم رہا
تھا چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا قریب آ کر للکارا کہ او نامرد بے سردار کے لشکر پر یہ دباو
ان بیچارون کو زخمی کیا اب دیکھتا کہ کیا رنگ کرتا ہون قنطور نے نیزہ مارا دیوانے
نے روک کر چوبدست ماری کہ مع گینڈے قنطور پر اٹھا ہو گیا فوج والے آ پڑے سب
دیوانے چوبدستین ہلاتے ہوے جا پڑے نور الدہر بھی نعرہ کر کے فوج قنطور پر جا پڑا
ادھر سے فیروز تاجدار نے اشارہ کیا سب فوج جا پڑی دونون میون لشکر ملگئے
تلوار چلنے لگی مگر نور الدہر سب سے آگے بڑھتے ہوے نعرے پر نعرے کر رہے تہین
پہر بھر کامل تلوار چلی آخر ملازمان قنطور شکست کھا کر بھاگے اور کئی ہزار گرفتار ہوے
بہ فتح و فیروزی نور الدہر پلٹے مگر فیروز نے پوچھا کہ ای شہریار آپ کہان نکل گئے تھے
نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ اس طرح مین نکل گیا خدا نے میری آرزو پوری
کی کئی تاجدار خداہان سیماے زمرد پوش تھے اُن سب کو سزا دی آخر یہ صورت ہوئی
کہ مین بخیر و خوبی آیا سب خوشیان کرتے ہوے نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آے
میگونہ ملول بیٹھی تھی اُٹھ کر نور الدہر کے گرد پھری کہا ای شہریار عجب طرح کی جنگ
تھی اب آمادہ ہوئی تھی کہ نکل کر سحر کرون مگر آپ کے سردار کیا ثابت قدم ہین کسی
نے سحر کرنا قبول نہ کیا نور الدہر آفرین کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای میگونہ
بڑی معیوب بات ہی غیر ساحر پر سحر کرنا کفار تو ایسا کرتے ہین مگر ہمارے جد عالی تبار
صاحبقران نامدار کا یہ قانون جاری ہی کہ ساحر کو ساتھ نہین رکھتے ہرچند کہ امیر نے
وہ وہ طلسم فتح کیے کہ جنکا فتح ہونا مشکل تھا طلسم ہزار اسپ فتح کیا شہنشاہ و
شہریار جادو وہ ساحر زبردست تھے کہ جنھون نے دمامہ سے مقابلہ کیا اگر انکو
ساتھ رکھتے تو کہین جنگ نہ ہوتی وہ آتے ہی لشکر کو مٹا دیتے ایک سحر مین زمین ہلا دیتے

سکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر نگار کہ نور الدہر کا مطیع ہی ہر مقام پر آیا گر
کسی مقام پر صاحبقران نے اُسکو لڑنے نہین دیا سب سردار خوشیان کر رہے ہین
دو پہر رات گئے تک جلسہ رہا بعد دو پہر رات کے نور الدہر نے آرام فرمایا شبرنگ
بن عمرو طلاے پر آیا ایک گوشے سے دیکھا کہ جنگل مین روشنی ہو رہی ہی بہ نگاہ غور
دیکھا کہ چند پریزادین جنگل مین پھر رہی ہین ایک تاجدار اُن سب کے بیچ مین ہی
پریزادین کہتی ہین کہ ای تاجدار جلیل ہم تیرے ساتھ ہین جو حکم ہو وہ بجا لاوین
اُس تاجدار نے کہا کہ سامنے جو بارگاہ استادہ ہی اُس مین نور الدہر سوتے ہین
جاکر مع پلنگ اُٹھا لاؤ ایک پریزاد چلی شبرنگ ایک گوشے مین چھپکر بیٹھا کمندین
خس پوش کر دین جب وہ پریزاد وہان پر آکر پہونچی شبرنگ نے شیر کی آواز دی
وہ جھجک کر رُکی شبرنگ نے جھٹکا مارا جب وہ پریزاد گری تو شبرنگ نے حباب
مار دیا جیسے ہی حباب پڑا وہ پریزاد تڑپی مثل قطرۂ آب زمین مین غائب ہو گئی یہ دیکھکر
شبرنگ حیران ہو گیا کہ یہ کیا سحر کتھا یہ کیسی انسان تھی کہ مثل قطرۂ آب زمین مین جذب
ہو گئی صحرا مین اُسیطرح روشنی ہی وہ ہی تاجدار پھر رہا ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ ای گلنار
نور الدہر کو لا مین بعد تھوڑی دیر کے شبرنگ نے دیکھا کہ وہ ہی پریزاد نور الدہر
کا پلنگ لیے ہوے آئی سامنے اُس تاجدار کے رکھدیا اب تو شبرنگ گھبرایا اُس
تاجدار نے پریزاد سے اشارہ کیا کہ اسکو اُٹھا کر لے چلو پریزاد نے پلنگ اُٹھا لیا
شبرنگ بھی چھپتا ہوا چلا حیران تھا کہ یہ کون ہی آقا کو کہان لیے جاتی ہی راہ
مین اُس پریزاد نے نور الدہر کو مسلسل و طوق کیا تھوڑی دور جب نکل چلی
وہ تاجدار تو غائب ہو گیا سامنے ایک باغ تھا اُس مین لیکر وہ پریزاد نور الدہر
کو آئی شبرنگ بھی چھپا ہوا داخل باغ ہوا ایک گوشے سے چھپ کر دیکھا کہ اُس
پریزاد نے آواز دی کہ ای بی شاہرخ جلد آؤ تمھارے مطلوب کو لائی ہون
ہر چند کہ تاجدار جادو کہتے تھے کہ اس جوان کو قتل کرو مگر ہم زندہ لائے ہین
شبرنگ نے دیکھا کہ گوشۂ باغ سے ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل نمایان ہوئی

صحن باغ مین فرش بچھوایا نور الدہر کو ہاتھ سے اُس پریزاد کے بدلے لیا قید جسم سے
دوسری لاکر مسند پر بٹھایا شاہزادہ ہوشیار ہوا اب آنکھین کھول کر دیکھا کہ ایک پریزاد
زر دوز گوش مرصع پوش میرے پہلو مین بیٹھی ہی بعد اپنے کو مسند پر پایا حیران تھے کہ
مین یہان کہان آیا مگر شاہرخ نے حکم دیا کہ گائن کو ہماری بلاؤ ایک پریزاد روانہ ہوئی
شبرنگ نے بھی پیچھا کیا صحرا مین آکر اُس پریزاد سے باتین کین کہ گائن کہان رہتی
ہی پریزاد نے کہا کہ سامنے جو قصبہ ہی گلنار نامے گائن وہان رہتی ہی ہماری سرکار
کی نوکر ہی اُسی کو بلانے جاتی ہون شبرنگ نے باتین کرکے اُس پریزاد کو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر قصبہ مین آیا مکان گلنار کا دریافت کیا مکان پر گلنار کے آیا دیکھا ایک ڈومنی
نہایت شوخ و شنگ بیٹھی مجرا کر رہی ہی شبرنگ نے آکر کہا کہ بی گلنار چلو شاہرخ نے
بلایا ہی مگر گوشے مین چلو مین کچھ کہونگی کنارے لاکر گلنار کو بیہوش کیا اُسکو صندوق مین
بند کر دیا گلنار کی شکل بنکر شبرنگ آکر سوار ہوا بہلی چلی بہلی ہانکنے والے سے زنانی
باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ نگوڑے جلدی جلدی ہانک وقت جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ بلکر عالم
خفا ہون تھوڑی دیر مین بہلی قریب باغ کے پہونچی شبرنگ اُترکر اندر آیا شاہرخ
تخت پر بیٹھی تھی نور الدہر سے باتین کر رہی تھی کہ گلنار نقلی نے آکر سلام کیا ہلڑ ہوا
کہ بی گلنار آگئین محلدار نے قریب آکر پوچھا کہ کیون بی گلنار کہان تھین گلنار نقلی
نے کہا کہ بوا محلدار کیا پوچھتی ہو اُن مخطون مین جانیکا اتفاق ہوتا ہی جہان وضعدار
جوانان نامدار بیٹھے ہوتے ہین مین ایک جوان پر عاشق ہو گئی کئی دن سے بیقرار تھی
پلنگ سے اُٹھتی نہ تھی آج جب حکم گیا تو ناچار ہو کر آئی ایسے صدمے گذرتے ہین ہم
ناچار ہوکر ضبط کرتے ہین کہ ایسا نہ ہو بات مشہور ہو جاے تو بھی باعث خرابی ہی
کہ شاہرخ نے پکار کر کہا کہ بی گلنار باتین بناؤ گی کہ کچھ گاؤ گی بھی آج کئی دن کے
بعد آئی ہو اور خاموش بیٹھی ہو شبرنگ نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اب نہ پریون کی ہوس ہی نہ پرستان کی ہوس	دل جو اُلٹا ہی تو ہی کوہ و بیابان کی ہوس
سلطنت کی ہی نہ ہی ملک سلیمان کی ہوس	دل کو ہی آٹھ پہر کوچۂ جانان کی ہوس

خاکِ پا یار کی مجکو جو کہین مل جاے — زندگی بھر نہ کرون کحل صفاہان کی ہوس
بھاگنا چاہیے سائے سے پریزادون کے — ہوش اُڑا دیتی ہے انسانکو پرستان کی ہوس
شوق دیدار مین دم بھر کبھی آسودہ تھے — آسپہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریان کی ہوس
درد آمیز یہ اشعار جو ہونگے مشہور — اہلِ دل اہل سخن کرینگے مرے دیوانکی ہوس
آرزو اب تو وطن کی بھی نہین ہم کو ہے بس — دل مین ہے شہر و در شاہ خراسان کی ہوس

شبرنگ نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ شاہرخ تعریفین کرنے لگی اتنی تھی کہ ای گلنار آج تو تمنے ایسا خوش کیا کہ دل بیقرار ہو گیا شبرنگ نے عرض کی کہ کنیز کا کمال ابھی حضور پر نہین کھلا یقین ہے کہ جب وہ کمال ظاہر ہو تو آپ بہت محظوظ ہون شاہرخ نے کہا کہ کیون بی گلنار وہ کون کمال ہے شبرنگ نے کہا کہ وہ سلیقہ گری کرتی ہون کہ پاؤن سے ناچون اور ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ کو معلوم ہو کہ قدرت نے یہ کمال مجکو دیا ہے شب کو قدرت خواب مین آئے تھے اور فرما گئے تھے کہ کل سامنے شاہرخ بہادر کے یہ کمال ظاہر کرنا لہذا مین نے عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ یہ میخانہ ملے کہ مین شراب محفل مین لاؤن شاہرخ نے کنجی دی شبرنگ کلید میخانہ لیکر اٹھا میخانے مین آیا شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی چالیس بیانہ درخت کرکے کشتی مین لگائین تکلف سے محفل مین لایا شاہرخ نے کہا کیون صاحب تم نے دیکھا کس لطف سے شراب لائی ہے کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے نورالدہر نے سر ہلا دیا لکہ شاہرخ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہے ہر مرتبہ یہی اشارہ ہے کہ شراب نوش فرمایئے مگر شبرنگ نے پہلا جام لبریز کیا سر پر رکھکر توڑے لینے لگا بقول شاعر فرد ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا سامنے آکر سر جھکایا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے شاہرخ نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر خوشی خوشی پی گئی اب تو شبرنگ نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا چکا نورالدہر کو جب جام دیا ہاتھ پہ ہاتھ رکھکر اشارہ کیا کہ گریبان مین گرا لیجے

بیٹھے ہیں شبرنگ غلام آپ کا نورالدہر نے بہی کیا کہ جام گریبان مین گرا لیا یہان
کنیزین چوبدار جو تھے اُنمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کسی
نے کسی کے دھول ماری شاہرخ نے بدمزاج ہوکر غصہ سے کہا کہ صاحبو میری محفل
کو بازار بنایا ہی یہ کہکر جیسے ہی اُٹھی بیہوش ہوکر گری لیتا لیتا کہکر سب کنیزین اُٹھین
وہ بھی گر کر بیہوش ہوئین شبرنگ نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار غلام وقت
پر پہونچا آپ کیا ارشاد ہوتا ہی خوف اس بات کا ہی کہ اگر شاہرخ کو قتل کرون تو کوئی
آفت نہ برپا ہو نورالدہر نے جواب دیا کہ اسکو گرفتار کرکے لے چلو شاید اس سے
کوئی مطلب نکلے لشکر مین سب منتشر ہونگے شبرنگ شاہرخ پری کا پشتارہ لیکر
چلا نورالدہر تیغہ لیکر ساتھ ہوے شبرنگ پہاڑ سے اُترا کسی کنیز تک کو اپنے ہاتھ
نہین لگایا ساری محفل کو بیہوشی مین چھوڑا جب پہاڑ سے اُتر کر چلا تو یکایک آسمان سے
نعرہ ہوا کہ او عیار یہ گستاخی شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دیو غلغلہ کرتا ہوا آتا ہی چاہا
شبرنگ کو اُٹھا لیجاوے نورالدہر نے بڑھکر دیو کا ہاتھ تھام لیا ایک جھٹکا مارا
کہ دیو خم ہوا ایک دو گھونسے مارے دیو نے تڑپ کر ہاتھ اپنا چھڑا لیا اُڑتا ہوا چلا
نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر مارا کہ دیو کے
سینے کے پار گذرا دیو کا گرنا تھا کہ آواز آئی او جوان غضب کیا ہمارے خیرخواہ کو
مارا ایسا نہ ہو کہ تجھپر بھی کوئی آفت آجاے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
طاؤس کوہ سے یہ باتین کر رہا ہی نورالدہر نے دوسرا تیر نکالا تاک کر طاؤس کو مارا
طاؤس کے بھی سینے کو توڑ کر پار گذرا کہ یکایک کوہ پھٹا ہزارہا ساحر گولے اور ترنج
ہاتھون مین لیے ہوے غار مین سے نکلے سب آواز دیتے تھے کہ اس جوان کو مار لو ایسا
نہو کہ شاہرخ کو لے جاے نورالدہر نعرہ کرکے گرے ساحرون سے لڑنے لگے
ایک ساحر جو سب کے آگے تھا اُسنے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان جوانو تم اسکو مار لو اور ملکہ
شاہرخ پری کا پشتارہ نہ لے جانے دو مگر نورالدہر جمے ہوے لڑ رہے ہین جسکے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر نئی بات یہ ہی کہ لاشہ کسی کا نہین معلوم ہوتا نورالدہر نے

جب کئی سو جوان قتل کیے اور لاشہ کسی کا نہ پایا حیران ہین کہ لاشے کون اُٹھا لیجاتا ہے [illegible] جنگ
کرتے گذرا کوئی لاشہ زمین پر نہین شبرنگ پشتارہ لیے کھڑا تھا [illegible] ہوا
اب جو دیکھا پشتارے مین شاہرخ پری نہ تھا [illegible] بیقرار ہو کر عرض کی کہ او شہریار [illegible]
غضب ہوا پشتارے سے شاہرخ غائب ہو گئی نہین معلوم کیا [illegible] ہوا اگر [illegible]
سب کے آگے افسر لڑ رہا ہی ہر چند نورالدہر چاہتے ہین [illegible] قریب ہو [illegible]
مگر اُسکے قریب نہین جا سکتے وہ جو افسر لڑ رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھا لے
مگر نورالدہر کے ہاتھ مین تیغۂ خارہ شگاف ہی جب چمکاتے ہین تب وہ جوان بھاگ جاتا
ہی مقابلے مین نہین آتا قضاے کار اُدھر صبح کو جو دربار ہوا اور میگونہ کو معلوم ہوا کہ نورالدہر
غائب ہوے پر پرواز پیدا کر کے تلاش مین چلی اُس وقت پہونچی کہ نورالدہر مصروف
جنگ ہین اور شبرنگ کلیجہ پکڑے کھڑا ہی کہ مین نے اس جانفشانی سے تیاری کی اور
پشتارہ غائب ہو گیا اب کیا کرون یہی افسوس کر رہا ہی میگونہ نے جو آسمان سے دیکھا
کہ ایک جوان ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھا لون مگر چمک تلوار کی دیکھ کر
بھاگتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ شبرنگ ہی کو اُٹھا لون شبرنگ کسی غار مین چھپ جاتا ہی
میگونہ نے کارد سحر جھولی سے نکالی اُس جوان پر کھینچ ماری سینے پر اُسکے پڑی توڑ کے
پشت کو پار گذر گئی مرتے ہی اُس جوان کے نورالدہر نے دیکھا کہ صدہا لاشہ زمین پر
پڑا ہی ساحر بھاگے جاتے ہین میگونہ نے تلوارین برسائین جسپر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا
جب کئی سو ساحر مارے گئے باقی ماندہ بھاگے اور آواز آئی کہ کشتہ شد نام من غرائب جادو
بود میگونہ نورالدہر کے ساتھ ہوئی شبرنگ سے کہا کہ تم کیون حیرت مین ہو شبرنگ
نے سب حال بیان کیا کہ مین شاہرخ پری کو لایا تھا وہ پشتارے سے غائب ہو گئی یہی
مجکو انتشار ہی میگونہ نے کہا کہ جب غرائب جادو مارا گیا تب یہ شعبدہ گیا یہ اسی کا
شعبدہ تھا مگر اس صحراے سے بجلد نکل چلو ایسا نہ ہو کہ کوئی اور آفت آ جاے نورالدہر
و میگونہ و شبرنگ لشکر مین آے میگونہ نے کہا اسی وقت کوچ کیجیے لشکر تیار ہوا
نورالدہر سوار ہوے تین کوس پر آ کر ایک دشت مین اُترے دشت نہایت سبزہ زار

اتھا طائروں کی پکار اشجار قطار در قطار اُن درختون سے ساز کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی
کہ عمدہ ساز بج رہے ہین نورالدہر یہ آوازین سُنکر مرکب سے اُترے میگونہ نے کہا ابھی
کہ اس جگہ نہ اُتریے مگر نورالدہر صدائین اُن طائروں کی سُن رہے ہین کوئی طائر
اس طرح بولتا ہی کہ گویا طبلہ بج رہا ہی کسی طائر کی آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ سارنگی
بج رہی ہی میگونہ نورالدہر کو پھیر لائی بارگاہ مین لاکر بٹھایا کہا ای شہریار آج شب کو
مین طلایہ دونگی اس دشت مین بھی کوئی جادوگر رہتا ہی مین سمجھ کر انتظام اسکا بخوبی
کرونگی نورالدہر نے اشارہ کیا میگونہ نے شام کو چند کنیزون کو ہمراہ لیا اور طلایہ
کا انتظام کیا دو پہر رات گئے تک تو یہ انتظام رہا کہ ہر بازار مین سوار مقرر کیے کہین
پیدل چھوڑے کسی مقام پر کنیز سے کہدیا کہ حفاظت کرنا مگر دوپہر کے بعد جب زلف
لیلاے شب کمر تک گذری میگونہ نے دیکھا کہ اُس دشت مین روشنی ہوئی ایک طرف
سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی **نظم**

گر نہین بعد فنا روشن سر مدفن چراغ
دل کے داغون سے ہی میری قبر مین روشن چراغ

میرے گھر مین ہی جو تیرے حُسن کا روشن چراغ
بنگئے ہین سب در و دیوار کے روزن چراغ

میری تربت پر کبھی ہوتے ہین گر روشن چراغ
صرصر آکر ہی بجھاتا وہ بت پُرفن چراغ

نکتے ہنس ہنس کے جو مسّی اپنے ہونٹون پر ملی
عکس لب سے بنگیا شب کو گُل سوسن چراغ

جلے دلسوز ونکے جلاتے ہین روغن مین جو اشک
رات کو کرتا ہی تربت پر مری روشن چراغ

مردم دیدہ کو ہوتی ہی جو گرمی ناگوار
دیکھتا ہون چھوڑ کر پلکو نکی چلمن چراغ

تیرگی میری شب فرقت کی کچھ کم ہوئی
چرخ پر شکوہ ہوا جب ماہ کا روشن چراغ

طرفہ ہی اندھیر میری قبر پر بھی یہ ستم
تیر سے آکر اُٹھاتا ہی وہ تیر افگن چراغ

آئے ای سطوت جو بہر سیر وہ رشک بہار
رات کو گلزار مین لالے کا ہو روشن چراغ

یہ آوازین سُنکر میگونہ اُنھین کنیزون سے کہا کہ مین دیکھون یہ کون گا رہا ہی یہ کہکر میگونہ
بڑھین صحرا مین آکر دیکھا زیر نخل فرش بچھا ہی اور طائر آشیانون سے نکل نکل کر آکر بیٹھے ہین
پریزادون کی شکل بنے ہوے ہین جب میگونہ آئین تو پریزادون نے کہا آئیے صاحب

آپ بھی بیٹھیے گانا سُنیے میگونہ بیٹھ گئیں چند طائر آشیانون سے نکلے پریزادون کی شکل بنکر طرف صحرا کے بھاگے بعد تھوڑی دیر کے اُسی طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک پریزاد تاج سر پر رکھے ہوے آئی پریزمرد کے بازوون پر ایک مشعلچی آگے چند پریزادین گھیرے ہوے کہتی ہوئین کہ ای ملکہ عالم آج ایک مہمان آیا ہی اُسکو بھی بٹھایا ہی وہ تاجدار جواب دیتی ہی کہ مہمانون ہی کے داسطے یہ سامان کیا ہی مگر ای طائران طلسمی مقام افسوس ہی کہ وہ جوان نہین آیا کہ جسکی وجہ سے شاہرخ پری کو رنج پہونچا میگونہ نے دیکھا کہ وہ پریزاد تاجدار آکر مسند پر بیٹھی اور میگونہ سے کہا کہ آپ نے سرفراز فرمایا کہ ہماری صحبت مین آکر شریک ہوئین مگر مناسب یہ ہی کہ جاکر نورالدہر کو بُلا لائیے کہ ہم بھی اُن کا جمال دیکھین میگونہ نے کہا کہ مین ابھی جاتی ہون اور جاکر اُن کو لاتی ہون یہ کہکر میگونہ اُٹھین راہ مین سوچتی ہوئی چلین کہ کیا نقصان ہی اگر وہ بھی اس جلسے مین آوینگے تو کچھ حرج نہین یہ پریزاد اُن کے جمال پر عاشق بھی ہوگی تو وہ قبول نہ کرینگے آکے بارگاہ مین نورالدہر کو جگایا کہا ای شہریار تشریف لے چلیے آپ کو مالک صحبت دشت نے بلایا ہی نورالدہر اُٹھے ہتھیار لگاکر میگونہ کے ساتھ ہوے راہ مین پوچھتے ہوے کہ کیون ملکہ صاحب صحبت کون ہی میگونہ نے کہا کہ ایک پریزاد تاجدار دریاے جواہر مین غرق نہایت حسین وجمیل مالک صحبت ہی اُسی نے بُلایا ہی نورالدہر یہ سُنکر خاموش ہورہے غرضکہ محفل مین آے اُس پریزاد تاجدار نے استقبال کیا لاکر پہلو مین اپنے بٹھایا پریزاد نے پوچھا مزاج اقدس کیسا ہی نورالدہر نے سر جھکا لیا مگر بنگاہ محبت اُسکے جمال کو دیکھ رہے ہین اُس پریزاد نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے پھر چند اشعار گاے ایک نازنین نے گلابی اور جام اُٹھالیا جام کو لبریز کرکے سامنے نورالدہر کے پیش کیا نورالدہر پی گئے دوسرا جام اُسنے میگونہ کو دیا میگونہ بھی پی گئین ادھر تو گانے کا ہلڑ ہی اور اُدھر وہ پریزاد نگاہ محبت سے نورالدہر کو دیکھ رہی ہی جب ایک ایک جام دونون نے پیے تو اُس پریزاد نے میگونہ سے کہا کہ بوا ذرا زبان تو اپنی نکالو میگونہ نے زبان نکالدی اُس پریزاد نے زبان مین میگونہ کی سوزن دی اور ہتھکڑیان

بیڑیان منگوائین نورالدہر کو پنجائین ایک قفس منگا کر دونون کو بند کیا اور پریزادون کو دیا
کہ اس قفس کو باغ سرسبز مین لے جاؤ پریزادین قفس کو لے گئین اب میگونہ کے ہوش درست
ہوے جی مین کہتی ہی یہ آفت نہ سمجھی تھی کہ جا کر گرفتار ہو جاوینگے اب دیکھیے کیونکر رہائی
پاوینگے پریزادون نے قفس لا کر اُس باغ مین رکھدیا بعد جانے قفس کے وہ تاجدار
یہ کہکر اُٹھی کہ اس راہ مین سب آکر پھنسینگے کسی کو جانے نہ دونگی سب کو یہین روک لونگی
کسکی مجال ہی کہ میرے شعبدے سے باہر جاے میرا شعبدہ ایسا نہین کہ خالی جاے
اُدھر کا حال سُنیے کہ وہان صبح کو سب سردار بارگاہ مین آے شبرنگ بھی آکر بیٹھا مگر میگونہ و
نورالدہر نہین ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات کو دونون صاحب ساتھ گئے تھے
پھر پلٹ کر نہ آے ہم نہین جانتے کہ کیا گذری شبرنگ یہ خبر سُنکر گھبرایا فیروز تاجدار
سے کہا کہ تم لشکر کی حفاظت رکھنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری
لگا کر تلاش نورالدہر مین چلا دن کم باقی تھا اُسی دشت مین شام ہو گئی ایک درخت
پر چھپ کر بیٹھا بڑی رات گئے اسکے کان مین آواز آئی کہ کوئی گا رہا ہی اور خوب رنگ
محفل ہو رہا ہی شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سامنے فرش بچھا ہی ایک تاجدار پریزاد
بیٹھی ہی گرد کنیزین جمع ہین گانا ہو رہا ہی شبرنگ بیٹھا دیکھا کیا کوئی مطلب حاصل
نہ ہوا صبح کو درخت سے اُترا ایک طرف روانہ ہوا جب شام ہونے لگی جنگل کا سناٹا
طائر آشیانون مین چہکار رہے ہین کہ اُنکی چہکار سے قلب کو راحت ہوتی ہی آخر شبرنگ
خائف ہو کر اُس دشت سے نکلا دوسرے دشت مین آکر دیکھا کہ صحرا مثل کف دست
میدان ہی چہار جانب غول پھر رہے ہین چشمون کا پانی خشک درخت سوکھے کھڑکھڑا رہے ہین
پتے لوٹتے پھرتے ہین شبرنگ کو دیکھتے دیکھتے جب شام ہو گئی تو شبرنگ ایک نخل پر بیٹھا
پتون مین اپنے کو چھپا لیا جب رات زیادہ گذری تو دیکھا ایک طرف سے کچھ چھکڑے
آتے ہین خیمے اُن پر لدے ہوے ہین اُن لوگون نے آکر بارگاہ استادہ کین چند کنیزین
دشت سے پیدا ہوئین فرش وغیرہ بچھایا گیا چند ڈومنیان آئین اور اندر بارگاہ کے
پہونچین شبرنگ نے دیکھا درہ کوہ کی طرف سے شعلے بھڑکے ایسے شعلے بھڑکے کہ درخت

جلنے لگے تمام جنگل آتش بہار ہو گیا پھر دیکھا کہ ایک اژدہا آیا جنگل مین بیٹھ کر رونے لگا دیر
تک رویا آنسو جتنے ٹپکے اُتنے ماران سیاہ پیدا ہوے وہ ماران سیاہ قریب اُس اژدر
کے بیٹھے ہین پھر دیکھا کہ وہ اژدہا لوٹنے لگا پیٹ سے اژدہے کے روشنی ہوئی دیکھا ایک
صندوقچہ شکم سے اژدہے کے نکلا اژدہے سے وہ صندوقچہ کھولا ایک پریزاد دُر در
گوش مرصع پوش اُس صندوقچے سے نکلی مگر تاج سر پر رکھے ہوے ٹہلتی ہوئی چلی مگر
شیرنگ اُس پریزاد کو دیکھ کر بدحواس ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای شبرنگ عجب معرکہ
ہی اژدہے کا شکم پھٹا ہوا ریتی مین پڑا ہی مگر وہ پریزاد کہ جو شکم سے اژدہے کے نکلی
ہی خرامان خرامان آکر مسند پر بیٹھی فرمایا ارے کوئی حاضر ہی ایک کنیز جھک کر سامنے آئی
کہا جاؤ جا کر نبیرۂ حمزہ کو لاؤ میگونہ کو اُن سے الگ کر دینا قفس آہنی مین بند کر کے
لاؤ شبرنگ کنیزون مین ملا ہوا بیٹھا ہی یہ سب باتین سُن رہا ہی وہ کنیز گئی تھوڑی دیر
مین ایک ساحر آسمان سے اُترا قفس آہنی اُسکے ہاتھ مین قفس مین نورالدہر مسلسل
و مطوق بیٹھے ہین سرنگون رنجیدہ و کبیدہ اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ذرا
سر اُٹھائیے ہم سے تو آنکھ ملائیے نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی
پریزاد شعلۂ جوالہ صنوبر قد خورشید خد قمر عذار ماہ تابان عارض انور کا آئینہ دار گرد
کنیزان زرین پوش بصد کر و فر بیٹھی ہی نورالدہر دیکھ کر دل سے فریفتہ ہوے آنکھین
لڑنے لگین اشارون کی چھریان چل رہی ہین کبھی نورالدہر ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین
اور فرماتے ہین کہ ای خدیو مصر خوبی و ای سرور روان باغ محبوبی چہرہ برقع مین مخفی رکھوایسا
نہو کہ ماہ تابان کو رشک ہو ہر ستارہ صورت اشک ہو ہم تمھارے جان و دل سے
مشتاق ہین اُس نازنین نے نورالدہر کو قفس سے نکالا ہتھکڑیان بیڑیان دور کین
اپنے پہلو مین جگہ دی باتین اختلاط کی ہونے لگین جب نورالدہر مسکراتے ہین سپیدی
اور براقی دانتون سے برق چمک جاتی ہی اُس برق سے کچھ اور سے دل اُس نازنین
کا جل جاتا ہی جب وہ نازنین ہنستی ہی نورالدہر کا بھی یہی حال ہوتا ہی بقول شاعر
فرد بہر آہے کہ از دل برکشیدے ٭ کسان بوے کباب دل شمیدے ٭ دونون مبہوت

بیٹھے ہین شبرنگ حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون دونون خوش بیٹھے ہین اگر اسمین کوئی عیاری کرون تو باعث خرابی ہی ایسا کچھ سوچ کر شبرنگ خاموش ہو رہا مگر گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہم تو نہ یہ کہین گے کہ اُسنے چُرا لیے ۔ ہان ناز کرکے عاشقونکے دل لُبھا لیے +
یہ شغل ہی فراق مین عاشق کو رات دن ۔ جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے
ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی ترا + ۔ جب چاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے
اُس شہسوار ناز نے سب عاشقونکے دل ۔ کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے +
پھُولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر ۔ عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے
افشان کے ذرے تیری جبین سے جو گر پڑے ۔ چرخ برین نے رات کو جھک کر اُٹھا لیے
اے جان تیرا ناز نہ اُٹھیگا مجھسے کیا + ۔ کوہ غم فراق تو دل پر اُٹھا لیے +
ہجر وصال یار جو تڑپا دل حزین + ۔ جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے
مر کر چھُٹے ہمارے جو سطوت کے استخوان ۔ شکر خدا یہ ہی سگ جانان نے کما لیے

نور الدہر تعریفین کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ اے ملکۂ عالم یہ کون اس صحرا مین گا رہا ہی ملکہ نے کہا کہ ہماری گائن گلنار ہی وہ ہی گا رہی ہوگی اُسکا یہی پیشہ ہی آٹھ پہر اسی دُھن مین رہتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک دنا تا ہوا زمین کانپ گئی اور اس قدر اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا اُسی اندھیرے مین آواز آئی کہ او گیسوبریدہ وای ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا کہ پہلو مین مسلمان کے بیٹھی ہی یہ صدا سُنکر نور الدہر حیران ہوے کہ یہ کون آواز دے رہا ہی قبضے پہ ہاتھ رکھ کر جب اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہین تو پھر بیٹھ جاتے ہین کبھی ملکہ کو پکارتے ہین کچھ آواز نہین آتی حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہین اندھیرے مین کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ تاریکی دفع ہوئی اب دیکھا کہ نہ ملکہ ہین اور نہ کوئی کنیز ہی کنیزین بھاگ کر نہار دن مین جھپی ہین جھاڑیون مین پناہ لی ہی نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ ارے کوئی حاضر ہو ایسا نہ ہو خدانخواستہ اُن پر کوئی زوال آے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر سناٹا ہوا وہی ساحر

جو قفس لیکر آیا تھا وہ آکر پہونچا نور الدہر کو پھر مسلسل و مطوق کیا قفس مین بند کرکے لیچلا
شبرنگ نے کہا غضب ہوا کہ یہ بھیا نہین معلوم کون ہی نور الدہر کو لیے جاتا ہی اب
میرا یہان کیا کام ہی چل کر دوسری جگہ تلاش کرونگا کہ وہ جادوگر نظروں سے شبرنگ کی
مخفی ہوا مگر شبرنگ بن عمرو ایک حسین عورت کی شکل بنکر روانہ ہوا ایک مقام پر دیکھا
کہ اُسی ساحر نے ایک تخت بنایا ہی اور اُسپر قفس نور الدہر رکھا ہی ارادہ ہی کہ تخت
اُڑاے کہ شبرنگ بشکل نازنین سامنے آیا آکر اُس جادوگر کا دامن پکڑ لیا کہا ای شہنشاہ
ساحران تم کو کچھ ہمارا خیال نہین ہم تمھارے اشتیاق مین آے جابجا ٹھہرے رہے
اب ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے وہ جادوگر خوش ہوگیا ریش فش پر ہاتھ پھیرنے لگا
کہنے لگا صاحب حقیقت مین تم لوگ بڑے جانباز ہو مین نے تم کو پہچانا اسی وجہ سے
مین نے قصد کیا کہ زیادہ یہان رہونگا تو خرابی ہوگی قیدی کو لیجاؤن او مکار اب
کہان جائیگا کیا تجھے زندہ چھوڑونگا شبرنگ نے چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر خیال
کیا کہ پاؤن کو زمین تھامے ہی اسی مقام پر رہگیا اُس ساحر نے کہ نام جسکا آہنگر جادو
ہی شبرنگ کو پکڑ لیا ساتھ نور الدہر کے قفس مین اسکو بھی بند کیا اور لیکر روانہ ہوا
شبرنگ نے دیکھا کہ پہر بھر کامل وہ ساحر اڑا بعد پہر بھر کے ایک قصر بلند دکھائی دیا آ
قصر مین آکر اُترا نور الدہر نے دیکھا کہ وہی مہجبین جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی وہ قفس
مین بند ہی اور قفس اُسی قصر مین لٹکا ہی نور الدہر کو جو شبرنگ نے گرفتار دیکھا اور پہلو
مین اپنے پایا صدف چشم سے گوہر آبدار اشک جاری ہوے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
مقام افسوس ہی کہ آپ گرفتار ہوے اور ہم بھی مجبور و ناچار ہوے دیکھین اب انجام
کیا ہو شبرنگ نے اشارہ کیا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالے یہ جو ہمکو اور
آپ کو گرفتار کرکے لاے ہین تو ان سب کی موت آئی ہی اُس ساحر نے ایک قفس اور نکالا
اُس قفس مین شبرنگ کو بند کیا نور الدہر کا قفس قریب اُس مہجبین کے قفس کے
لٹکا دیا کہ ایک کو ایک دیکھے رنج و الم انکا بڑھے ایک طرف میگونہ کو دیکھا کہ یہ
بھی ایک قفس مین بند ہین شبرنگ ان سب کو قفس مین دیکھکر سوچنے لگا کہ ای شبرنگ

کیا تدبیر کرون لیکن جب دن تمام ہوگیا اور شب تاریک نے ان سب کی پردہ پوشی کی
ایک زن پارسا یا غیر پارسا خوان کھانے کے لیکر آئی میگونہ کو کھانا کھلایا اُس مہ جبین
پریزاد کو بھی کھانا کھلایا جب نورالدہر کے پاس آئی تو نورالدہر نے کہا کہ ہم کھانا
نہ کھاوینگے اُس عورت نے کہا کہ ہم تمھین زبردستی کھلادینگے نورالدہر نے کہا کیا
مجال ہی صاحب تم اسمین کیون تکرار کرتی ہو ہم ہرگز کھانا نہ کھاوینگے عورت نے
کھانا ہٹا لیا سامنے شبرنگ کے لائی شبرنگ نے بھی عذر کیا اور کہا دیکھو مقام
انصاف ہی کہ آقا نہ کھاوین اور غلام کھانا کھائے کھانے کو ہٹاؤ یہ سنکر وہ عورت
جھلا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ یہ قیدی کیا غمزہ کرتے ہین کھاتے ہین کھائین نہ کھاتے ہین
نہ کھائین وہ خوان لیکر روانہ ہوئی مگر باہر اس قصر کے ایک باغ بنا ہوا ہی کہ اُسمین
صہبائے شیرین کلام رہتی ہی سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر اُسنے
جو یہ خبر سُنی کہ اس قیدخانے مین قیدیون کو آب و دانہ نہین ملتا رحم آگیا جب دسترخوان
بچھواتی ہی تو پہلے کھانا قیدخانے مین روانہ کرتی ہی آج دسترخوان بچھا ہی تمھارے مومی
دکا فوری روشن ہین قصد ہی کہ خاصہ کھاؤن کہ وہی عورت سامنے سے آئی
بکتی جھکتی کہتی ہوئی کہ نگوڑے قیدی کس پر ناز کرتے ہین واری آپ نوش فرمائیے
ایک وہ جوان کہ جو پریزاد پر عاشق ہی اُسنے کھانا نہین کھایا اُسکے ساتھ اُسکے عیار نے
بھی نہین کھایا مین نے بہت بہت کہا مگر دونون مین سے ایک نے بھی نہ مانا عیار کا
کہنا تو معقول ہی کیونکہ اُسکا یہ قول ہی کہ یہ کسطرح ہوسکتا ہی کہ میرا آقا نہ کھاوے
اور مین کھاؤن یہ غیر ممکن ہی اور وہ جوان جو شیفتۂ جمال پریزاد ہی حقیقت مین وہ
خود معشوق خوبرو ہی وہ کہتا ہی ہم اپنی جان دینگے اور یہ کھانا نہ کھاوینگے مین
آخر کو کھانا اُٹھا لائی ابھی آج بھوک کم ہی کل منتین کرینگے اور ہم نہ دینگے صہبا
نے کہا کہ او بے حیا جو انسان تیرے قبضے مین ہون تو اُن کو قتل کر ڈالے رحم کا تیرے
دل مین نام نہین خواص بڑبڑا کر کنارے ہوئی صہبا نے کہا کہ ہم خود قیدخانے مین
جاوینگے اور اپنے ہاتھ سے اُسکو کھانا کھلادینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا

کہ کھانا لیجاؤ ہم بھی جانتے ہین ہر چند کہ خواصین مہیا نک ہوئین مگر حکم حاکم مین کیا عذر رہتا
کھانا سب اُٹھا لیا لالٹینین ہاتھ مین لین صہبا چلی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے
جانے مین ایک اعتراض ہو کہ اُس پریزاد کا حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا ابتو ارادہ کیا جو
ہو سو ہو بدون کھانا کھلائے نہ پلٹینگے لالٹینین لیکر کنیزین آگے بڑھین یہان وہ
نازنین نور الدہر سے کہہ رہی ہو کہ آپ نے کیون نہ خاصہ نوش کیا نور الدہر نے کہا ہم کہتے ہین
جو مناسب جانا وہ کیا وہ نازنین کہتی ہو اب تمام رات اور سارا دن یون ہی گذر جائیگا
نور الدہر نے کہا تقدیر مین ہماری جس وقت کھانا ہو گا کھاوینگے اگر موت ہی ہو تو بیٹھے
مر جاوینگے کہ دروازہ قصر کا کھلا روشنی ظاہر ہوئی اُس نازنین نے گھبرا کر کہا کہ لیجیے
ہمین اور آپ کو کوئی قتل کرنے آتا ہو نور الدہر نے کہا اسکا خوف نہین جو قسمت مین ہوگا
وہ پورا ہو گا کہ دیکھا لالٹین والیان سامنے سے گذرین بعد اُن کنیزون کے چند مصاحبین
پھولون کی پنکھیان ہاتھ مین لیے ہوے بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان خوشخو پریرو
آفت جان غارتگر دین و ایمان خرامان خرامان آتی ہو جب قریب قفس نور الدہر پہونچی
دیکھا کہ نور الدہر سر نگون بیٹھے ہین اشک حسرت آنکھون سے بہہ رہے ہین صہبا نے قریب
آکر کہا کہ کیون ای شہزادے آپ نے خاصہ کیون نہین نوش فرمایا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا
جیسے ہی صہبا قریب آئی اور عکس اسکا اُس قفس پر پڑا کہ جس مین وہ پریزاد ہو عکس اسکا
پڑتے ہی صورت اُس کی بدل گئی دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین قفس مین بیٹھی ہو
ملکہ نے ہنس کر کہا کہ کیون بی یہ تمھارا کیا حال ہوا وہ حسن و جمال و شباب کیا ہوا پریزاد
رونے لگی قفس سے سر ٹکرایا منہ سے دھوان چھوڑا ہاتھون سے شعلہ ہاے آتش نکلے
جل جل کر خاک ہوئی مگر صہبا نے فرش بچھوایا خاصہ چنوایا قفس نور الدہر اُتارا اور
کہا ابتو خاصہ نوش فرمایئے نور الدہر نے جواب دیا کہ ہمارے نکھانے کا یہ باعث
ہو کہ تم لوگ سامری پرست ہو ہم تمھارے ہاتھ کا کھانا نکھاوینگے صہبا نے کہا کہ اس
مقدمے مین ہم ناچار ہین نور الدہر نے کہا کہ تو ہم کھانا نکھاوینگے اگر اطاعت
اسلام کرو تو بہ نگاہ محبت دیکھیں ورنہ آمادہ ہین کہ اپنی جان دے دین جیسا تقدیر

کھانے اُس مین کیا چارہ ہی صہبا نے کہا مین اطاعت دین اسلام کی کرتی ہون جو فرمایے
وہ کرون آپ کے حکم کی باتحت ہون لیکن باعث خرابی ہی کہ طلسم کشا کو لوح ابھی نہین ملی اگر
مین کلمہ پڑھ لونگی تو تم لوگ کیونکر بچوگے جو ہو سکیگا وقت پر مدد کرونگی نورالدہر نے کہا
کہ مین اسکا خواہان نہین صہبا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا عجب جاہل سے سامنا پڑا ہی
کہ اپنی کہے جاتا ہی ہاتھ پکڑکر نورالدہر کو دسترخوان پر بٹھایا نوالہ بناکر منہ مین دیا شاہزادہ
نے بخاطر نوالہ منہ مین لے لیا دوسرا نوالہ بناکر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے
ہاتھ ٹوٹ گئے نورالدہر نے شرمندہ ہوکر کہا کہ ہمارا دل تو یہی چاہتا ہی صہبا نے
غنچۂ دہن واکر دیا کہا او صاحب تمہاری خوشی کرتی ہون مصاحبون کو بھی اشارہ کیا
سب نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا نورالدہر نے کھانا کھاتے مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم
یہ پریزاد کیون جل گئی ملکہ نے کہا کہ یہ مقدمات طلسم ہین مین دخل نہین دے سکتی نورالدہر
نے پھر حال نہ پوچھا مگر شبرنگ کو ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو بھی کھانا دے دو شبرنگ نے ہاتھ
کھینچا تھا کہ نہ کھاؤن مگر نورالدہر نے اشارہ کیا کہ ای برادر پروردگار کا شکر کرو ورنہ
بے آب و دانہ رہتے پروردگار نے ان کے دل مین رحم ڈالدیا بے شک وہ رزاق مطلق
ہی کس ترکیب سے کھانا پہونچایا ہی یہ سنتے ہی شبرنگ نے بھی کھانا کھایا مگر فکر مین ہی کہ اب
دل کی تدبیر کرون ایک خواص سے اشارہ کیا کہ تمہاری مالک آئی ہوئی ہین بایان مجکو
دو کہ مین بجاؤن عاشق و معشوق بیٹھے ہین دونون رضامند ہون ہم لوگ ملازم
اسی واسطے ہوتے ہین کہ مالک کو راضی کرین ایک کنیز نے بایان لاکر دیا شبرنگ نے
بایان بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اندازِ یار [illegible] ہی تیغ فرنگ کا ❊ دیوانگی نشانہ بنائی ہی سنگ کا
[illegible] دلی ہی جو تیر سے خط سبز رنگ کا ❊ رہتا ہی اسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا
دوران ہوا باغ ہی دو چار روز کی ❊ چندے ہی دور دور شراب فرنگ کا
غیرت کا کوہ عشق کی خون مین گند نہین ❊ ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
اک بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر ❊ اس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا

سوتا ہون تختہ پھولا تر نرگس کا باغ میں ٭ آنکھیں لڑائیں جو ارادہ ہو جنگ کا
رتبہ ہی پست تخت سلیمان کا اے پری ٭ پایہ بہت بلند ہی پری سے پلنگ کا
رخسار صاف چاہئیے نظارہ کے لیے ٭ آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا
بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائیگا ٭ تربت سے میری بیر آئیگا پتنگ کا
ساقی نہ قطع سلسلۂ دور جام ہو ٭ مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا
اس گنبد سپہر کو مین کیا کرونگا یا رب ٭ آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

اس طرز سے یہ اشعار گائے کہ صہبا نے بڑی تعریفیں کیں اور کہا کہ اے شبرنگ کس لطف سے یہ اشعار گائے ہیں کہ دل خوش ہو گیا شبرنگ کا ارادہ ہی کہ ساقی گری کا فقرہ تا... ملکہ نے بھی قصد کیا کہ شبرنگ کو ... کرون کہ یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ آیا ... ساحر جو نور الدہر کو قید کرکے لایا ہی للکارتا ہوا آسمان سے آیا پکار کر آواز دی کہ کیون بی صہبا تم قید خانے مین کیون آئین صہبا تھرا گئی منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے کہا اے آہنگر مین ایک ضرورت سے آئی تھی مین نے عہد کیا ہی کہ جب قیدی کھانا کھا لینگے تب مین کھاؤنگی کلعذار کنیز کھانا پھیر کر لیگئی مجکو خیال ہوا کہ اگر قیدی بھوکے رہے تو بدنام ہو جاؤنگی اے آہنگر اسکا خیال نہ کرنا کہ مین کسی وجہ سے آئی ہون فقط ان کی غربت پر رحم آیا اس وجہ سے چلی آئی مگر واسطہ خداوند جمشید ثانی کا اسکا خداوند سے ذکر نہ کرنا آہنگر بگڑنے لگا شبرنگ نے ہاتھ تھام لیا کہا اے آہنگر بیٹھ جاؤ دو چار اشعار سن لو آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

آب حیوان نہ اگر در تہ چاہ ذقن است ٭ طرۂ زلف چرا بر لب آن چہ رسن است
ہمنشین چون بخیالت نشود مردم چشم ٭ پر تو شمع رخت روشنی چشم من است
از سرم تا بہ قدم گشتہ ہمہ جو ہر تیغ ٭ بسکہ پیکان خدنگ تو نہان در بدن است
بعد مرگم بہ لحد خجلت عریانی نیست ٭ کشتۂ عشق ترا جامۂ خونی کفن است
بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواہد کرد ٭ مخفیا ہر سر مویم کہ بہ اعضاے تن است

اس رنگ سے شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ آہنگر کا غصہ کم ہوا بیٹھ کر گانا سننے لگا

شبرنگ نے گلابی کو اُٹھایا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی اور آہنگر کو جام دیا آہنگر نے
ملکہ سے پوچھا کہ مین شراب پیون ملکہ نے کہا کہ پیو آہنگر پی گیا پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا ملکہ
نے کہا کہ ای آہنگر تمنے تو آج ہمارا بالکل لحاظ اُٹھا دیا کیا کیا لفظین کہہ رہے ہو یہ لفظین
ہماری صحبت کے لائق ہین اگر تم خداوندسے میرا ذکر کروگے تو مین بھی اظہار کرونگی کہ آہنگر نے
میرا لحاظ نہین کیا لفظین خلاف کہین آہنگر اُٹھا کہ مین تو جاتا ہون جا کر خداوند سے کہونگا
کہ ملکہ صہبا قیدخانے مین گئین جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا شبرنگ فورًا
خنجر کھینچکر چھاتی پر سوار ہوا صہبا ہان ہان کرتی رہی مگر شبرنگ نے نہ سُنا خنجر مارا کہ شکم
چاک قصہ پاک ہوا آہنگر کے مرتے ہی صہبا گھبرا گئی کہا ای شبرنگ غضب کیا اُس شخص کو مارا
کہ جو مقبول نظر خداوندی تھا اب آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ تم
فیلان فیل پیکر ای صہبا یہ کیا غضب کیا کہ آہنگر کو قتل کرایا اسکا انجام بُرا ہوگا اب ہم کو
خداوندنے قید کا حکم دیا ہی صہبا گھبرا کر اُٹھی کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر فیلان تڑپ کر گرا
ملکہ کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کرکے اُسی قصر مین لٹکا دیا اور
کنیزون سے کہا کہ جاؤ جا کر باغ مین بیٹھو اب قدرت کو اختیار ہی مناسب جانین رہا کرین
یا سزا دین ہم کو اختیار نہین یہ کہکر قفس لٹکا کر لاشہ آہنگر کا اُٹھا لیا طرف قصر جمشید ثانی کے
چلا اور نور الدہر کو بھی اُسی طرح پھر قید کر دیا اور یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ
مین بیٹھا ہی حسینان طلسم گرد بیٹھی ہین اُن سے اختلاط کر رہا ہی ہر ایک سے کہتا ہی کہ مین تیرا
عاشق ہون وہ شاہزادیان جواب دیتی ہین کہ آپ کا عشق چند ساعت کا ہی آپکی محبت
پر ناز کرنا بیجا ہی ہم کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو آپ محبت کرکے کسی بلا مین پھنسائین جمشید کہتا ہی
تم لوگ منظور نظر قدرت ہو خبردار اسکا کوئی خیال نہ کرے کہ طلسم پر بلوہ ہی جسدن قدرت
کا جی چاہیگا سب کو مٹا دینگے مسلمانون کی کیا حقیقت ہی بلوہ کرتے ہین تو کیا کرین لوح
طلسمی نہ پاوینگے بس لوح طلسمی کا نہ ملنا باعث خرابی ہوگا یہ ذکر تھا کہ فیلان آکر پہونچا
لاشہ آہنگر سامنے ڈالدیا کہا یا خداوند ملکہ صہبا نے اسے قتل کرایا اور بیٹھی دیکھا کین
عیار تو چست و چالاک ہین نہایت ہی بیباک ہین جان قبضہ پایا فورًا ساحر کو قتل کرتے ہین

مگر یا خداوندا اتنا رحم فرمائیے کہ آہنگر کو زندہ کر دیجیے جمشید نے جھلا کر کہا کہ او احمق تجکو مقدمات خداوندی مین کیا دخل ہو ابھی اگر کہو تو انقلاب کردون لاشہ ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دون فقط قدرت کو یہ منظور ہی کہ حال خیر خواہ و بدخواہ ظاہر ہو جاے کہ کون کون صاحب میری خدائی پر رضامند ہین اور کون صاحب ناراض ہین فقط اسی واسطے میں نے یہ آشوب کیا ہی بعد چند روز یہ آشوب مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ صہبا کو بلاؤ اُس سے پوچھون دیکھون وہ کیا کہتی ہی چند جادوگر گئے قفس صہبا لیکر آے سامنے جمشید کے رکھا جمشید نے پوچھا کہ کیون ای صہبا مجھے بڑا قلق ہی کہ تم قفس مین بند ہو تم قیدخانہ مین کیون گئین صہبا نے جواب دیا کہ مین خداوند سے عرض کر چکی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلاؤنگی اسی وجہ مین گئی جمشید نے حکم دیا کہ جو دشمن خداوند ہو تم نے اُسکو کھانا کھلایا ایک ہفتہ وہین قید رہو صہبا نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ کو اختیار ہی اب مین آئندہ قیدیون کو کھانا نہ پہونچاؤنگی آنکھون مین آنسو بھر کر جو صہبا نے کہا جمشید تو ان سب شاہزادیون پر جان دیتا ہی دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا ای صہبا معاف کیا مگر خبردار شام کو میری صحبت مین ضرور آنا قدرت تجسے رضامند ہین او ر خبردار اب کبھی قیدخانے مین نہ جانا اگر ہم سُن پاوینگے کہ تم قیدخانے مین گئین تو تمہارے واسطے سزاے کامل ہوگی جس طرح یہ سب شاہزادیان خدمت مین حاضر ہوتی ہین اُسی طرح تم بھی حاضر ہوا کرو تمھین رتبہٴ اعلیٰ ملیگا صہبا بہت خوب بہت خوب کہا کی تھوڑی دیر دربار مین ٹھہری بعد اُسکے روانہ ہوئی باغ مین آکر کنیزون کے پاس بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے کہا واری کیا چاہتی ہو جو حکم ہو وہ بجالادین صہبا نے کہا کہ سب نشہ اُتر گیا ہر وقت طبیعت پر دفورِ غم والم ہی مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر بیشہٴ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت وہ اس طرح پر قید ہی اگر تم سب صاحب مل کر مدد کرو تو نقب کھود کر قیدخانے مین جاؤن عیار اُن کا بڑا تیر وطرار ہی باتون باتون مین آہنگر کو مار لیا اُسکو رہا کردون شاید اُسکی راے سے کوئی بات نکلے ایک کنیز نے کہا واری میگو نہ نامے کیسی کامل واکمل جادوگرنی ہی اُن کے ساتھ قید ہی اُس کو بھی

رہا کیجیے وہ سحر کر کے نورالدہر کو نکال لاویگی ملکہ نے کہا مین سب کو رہا کرونگی جمشید کو اختیار ہے جو چاہے سزا دے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون یہی چاہتی ہون کہ محبت مین اُس جوان کی جان دون سب کنیزین آمادہ ہوئین ملکہ نے ایک گوشے سے نقب دینا شروع کردیا نقب دیتے دیتے پہر رات رہے مُہرہ نقب کا قید خانے مین توڑا صہبا نقب سے جو نکلی قریب قفس میگونہ پہونچی اور زبان سے میگونہ کی سوزن نکالی میگونہ قفس توڑ کر نکلی نکلتے ہی قفس نورالدہر توڑا شبرنگ کو بھی رہا کیا کہا ای شہریار نکل چلیے نورالدہر و میگونہ صہبا سے وعدہ کر کے چلے کہ انشاء اللہ تمھاری خبر لین گے صہبا نے کہا کہ یہ گستاخی میری بالا بالا نہ جائیگی اسکا بدلہ ضرور ہو گا مگر تم لوگ خیر و عافیت سے نکلجاؤ قید خانے سے میگونہ و نورالدہر و شبرنگ نکلے جیسے ہی چاہا کہ آگے بڑھین دیکھا سامنے سے ایک شیر للکارتا ہوا آتا ہی کہ ای قیدیان بلا کہان جاتے ہو اب آگے نہ بڑھنا ورنہ قیامتین بپا کرونگا میگونہ و نورالدہر و شبرنگ کے پاؤن زمین نے تھام لیے صہبا نے جو دیکھا کہ وہ شیر غلطاک مار کر ایک ساحر کی صورت بنا نعرہ کرتا ہوا چلا کہ منم ہزبر جادو چاہا کہ میگونہ پر جا پڑون صہبا نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری ہزبر کے سینے کو توڑ کر پار گذری ہزبر کے مرتے ہی میگونہ اور نورالدہر و شبرنگ آگے بڑھے کہ پہلو سے پھر دھڑو کے کی آواز آئی کہ منم فیلان فیل پیکر نگہبان زندانخانہ سامنے آکے ہاتھی نے سونڈ اپنی زمین پر دے ماری ایک غبار اُٹھا اُس غبار نے سب کو گھیر لیا صہبا نے دیکھا کہ یہ لوگ پھر بیکار ہوے جھولی سے ایک تلوار نکالی اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری اُس فیل نے زنبیل دی ایک تبر تڑپ کر گرا تلوار ٹوٹی اور نعرہ کیا کہ ای صہبا مین نے دیکھا کہ تو نے ہزبر کو مارا فیلان کو بھی چاہتی ہی کہ قتل کرے فیلان ایسا نہین ہی کہ تیرے سحر سے مارا جاے مگر صہبا نے جو دیکھا کہ تلوار ٹوٹی اور فیل دُبدُھتا ہوا آتا ہی خنجر پھینک مارا ہاتھی کا بھسونڈا اُڑگیا ہاتھی مُنھ پھیر کر بھاگا صہبا نے دوسرا خنجر مارا سانہ اگلی مرتبہ فیل کا سر اُڑگیا فیل جب مارا گیا تو اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود جب یہ دونون جادوگر مارے گئے تو نورالدہر و

شبرنگ و میگونہ کے جب دور نکل گئے تو ملکہ صہبا گھبراتی ہوئی باغ مین آئی کنیزون کو
جمع کیا ملکہ نے کہا کہ کیون صاحبو کیا ارادہ ہی اب آفت آیا چاہتی ہی یقین ہی کہ جمشید
کو خبر ہو گئی ہو کوئی ساحر یہان آئیگا تو مین ابھی نکل جاؤن مگر تم لوگ جو ساتھ دو سبنے
کہا ہم آپ کے ساتھ ہین چالیس کنیزین و ملکہ صہبا ایک تخت پر سوار ہوکے نکل چلین
یہان نورالدہر و ملکہ میگونہ و شبرنگ جاتے تھے ایک صحرا کو طی کر چکے تھے کہ ایک
اور جنگل ویران ملا بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین شیر و پلنگ پھر رہے ہین ایک
طرف سے ایک اژدر آتش فشان پھنکارتا ہوا پیدا ہوا کہ منہ اژدر صحرانشین میگونہ
نے قصد کیا کہ سحر کرون جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور پھونک مارے وہ دانے
زمین پر گرے اژدہے نے گرد اُن کے حلقہ کر لیا اب میگونہ لاکھ طرح چاہتی ہی
کہ سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا حلقے مین اُسی اژدہے کے پھنسی ہوئی ہی میگونہ جب
سحر یاد کرتی ہی تو سحر صفحۂ خاطر ملکہ سے اُڑ جاتا ہی ناچار ہوکر رہجاتی ہی کچھ بن نہین پڑتا
کہ اژدر نے غلغلہ ماری شکم چاک ہوا ایک جادوگر بصورت مہیب و شکل عجیب و غریب
ظاہر ہوا اور میگونہ کو دیکھ کر رقص کرنے لگا لوٹے لیکر کہتا تھا کہ کیون اے گنہگار و اب
تم تینون کے سر کاٹ لون میگونہ تو نہ بولی مگر نورالدہر نے دل کو سنبھالکر جوابدیا
کہ او بے حیا جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر اگر ہماری قضا تیرے ہی ہاتھ سے ہی
تو ناچاری ہی یہ کہکر پکارے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچالے
وہ ساحر کھڑا ہوا للکار رہا ہی بار بار ہاتھ بڑھاتا ہی کہ میگونہ پر قبضہ کرون میگونہ کی صورت
زیبا دیکھ کر پسینے پسینے ہو رہا ہی کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی قدمون پر گرتا ہی کہتا ہی کہ
اگر تو مجکو قبول کرے تو ان دونون کو رہا کر دون مگر تجکو اپنے مقام پر لے چلون گا اے
میگونہ یہان سے لشکر تک ہزار آفتین ہین کس کس سے بچیگی میگونہ نے کہا کہ ہمارا
حافظ حقیقی ہماری حفاظت ہر جگہ کریگا اژدر جادو نے نورالدہر کی طرف دیکھ کر کہا
کہ مقام افسوس ہی اس جوان پر عاشق ہوئی ہو جان کا کچھ خوف نہین میگونہ نے کہا کہ
اب تو جو کیا وہ کیا مگر تو مجھسے کچھ امید نہ رکھنا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اژدر جادو

منتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون نظم

وصل کی شب رنگ گردون نوع دیگر ہوگیا — شام کے ہوتے ہی مین جامے سے باہر ہوگیا

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہوگیا — روے زیبا کے سبب یوسف پیمبر ہوگیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہوگیا — دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہوگیا

اُس شہ خوبان کو لکھا جب عریضہ شوق کا — اسقدر لوٹا تھا اُس پہ کبوتر ہوگیا

منتخب تونے کیا لیکر قلم کو ہاتھ مین — صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہوگیا

روح کو تفریح اُن دانتون کے دیکھے سے ہوئی — آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہوگیا

کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم — بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہوگیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی — اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہوگیا

آنکھ سے دیکھا سُنا کرتے تھے صحبت کا اثر — تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہوگیا

ایک الف سے قد کے سودے مین ہوا آتش فقیر — چار ابرو کو صفا کرکے قلندر ہوگیا

یہی اشعار پڑھتا ہی اور منتین کرتا ہی مگر میگونہ ثابت قدم کوے محبت ہر مرتبہ جواب دیتی ہی کہ ای اژدر جادو جو تجھسے ہوسکے قصور نکر قتل کر ڈال مگر ذکر عصمت کا نہ نکال مین اپنی جان دونگی تجھے زندہ نہ پائیگا ای اژدر شاہزادے کا ساتھ دے کہ تیرا انجام بخیر ہو جا مگر اژدر نہین مانتا یہی چاہتا ہی کہ میگونہ پر قبضہ کرون قضاے کار ملکہ صہبا جو تخت اُڑاے آتی ہین اژدر نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار پیدا ہوا زیر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر نہایت رعنا و زیبا اژدر جادو نے خیال کیا کہ کوئی مددگار نور الدہر کا آتا ہی ایک گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا صہباے شیرین کلام کو دیکھا کہ تخت پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ ابر سے ظاہر ہوئین للکارا کہ او اژدر جادو خبردار ان پر ہاتھ نہ ڈالنا اژدر نے پکار کر کہا کہ ای صہباے شیرین کلام تمھاری گرفتاری کا بھی حکم ہی کئی جادوگر اسی فکر مین چلے ہین مین سب کے قبل پہونچ گیا لہذا مناسب یہ ہی کہ سامنے خداوند کے چل چلو وہان عذر اور معذرت کر لینا مجکو جو حکم ہو وہ مین بجا لاؤنگا مین سامنے خداوند کے تمکو

جو بھاگے تھے وہ شعلۂ آتش اُنکا تعاقب کرتا تھا کئی ہزار جوان جیتے جل گئے تو جملہ سردار مجبور و ناچار ہوکر دعائین کرنے لگے کہ ای رب کارساز داراے بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

تویی کافریدی زیک قطرہ آب — گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید — بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را — تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نگویی ببار — زمین ناورد تا نگویی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی — برون زان کہ یاری گرے خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی بہ اندازۂ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار — کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

سب سردار سر برہنہ کیے ہوے دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا کی طرف سے دیکھا ملکہ میگونہ آگے نورالدہر و شبرنگ پیچھے آتے ہین مگر میگونہ کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی گولہ ہاتھ مین اور ایک ہاتھ مین کارد سحر جیسے ہی دیکھا کہ لشکر تباہ ہو رہا ہی اور باران جادو آسمان سے آگ برسا رہا ہی گولہ کھینچ مارا گولہ پھٹا دھوان نکلا دوسرا ابر اور تیار ہوا دونون ابرون مین جنگ ہونے لگی میگونہ سحر کر رہی ہی اور باران جادو دفع کر رہا ہی ابر بھی آپس مین جنگ کرتے ہین جب دونون ابر مل جاتے ہین تو صدائین مہیب آتی ہین بلا گر جل جل کر گر رہے ہین کہ دوسرا ابر سُرخ رنگ پیدا ہوا بہ تعجیل آیا اور آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ صہباے شیرین کلام نہایت غصے مین آکر بھویں چڑھائین نعرہ کیا کہ او باران جادو یہ کیا حرکت ہی غضب کرتا ہی تو نے بخطاؤن کو جلا دیا اسکی پرستش خدا تجھسے کیا نکریگا باران جادو نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم مجھسے خطا ہوئی گر آپ اپنے کو بچایئے یہ کہکر ہاتھ ہلایا ہزار ہا شعلۂ آتش صہبا پر گرا اُن شعلون مین ملکہ چھپ گئین مگر تڑپکر نکلین کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ شعلۂ آتش مین گھر گئین مگر فوراً تڑپ کر نکل گئین آخر ملکہ نے بلند ہوکر ہاتھ ہلایا کہ برقین گرین ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اب باران کا سامنا ہوا باران نے جو سامنے صہبا کو دیکھا گولہ کھینچ مارا صہبا نے وہ گولہ کاٹا جب کئی سحر باران کے ملکہ

صہبا نے دفع کیے تو باران نے ایک چیخ ماری کہ ای قطرہ زن آفت بار تو بیٹے کو کیون
شہزادی غالب آتی مین عاجز ہو رہا ہون سحر میرا تاثیر نہین کرتا کہ دوسرے پہلو سے آواز آئی
کہ ای باران مین ابر کو زور دے رہی تھی کہ برق نے ابر کو توڑا اب ناچار ہو لی گیا کرون
مین بھی ہر چند قصد کرتی ہون کہ اسپر غلبہ پاؤن مگر ممکن نہین ہوتا ہم تم مل کر سحر کرین شاید اسپر
غالب آوین یہ کہکر اُس ساحرہ نے برقین گرائین صہبا اُن برقون مین چھپ گئی مگر نظر پڑ نکلی
سب برقون کو قلم کیا ایک برق کو اشارہ کر دیا وہ برق چمک کر سر پر اُس ساحرہ کے آئی
اسطرح کڑک کر گری کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
قطرہ زن آفت بار بود مرتے ہی قطرہ زن کے باران جادو گھبرایا چاہا بھاگ کر
نکل جاؤن مگر صہبا نے روکا زلفون سے ایک بال توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر بنکر پاؤن مین
باران کے پڑا ملکہ نے کھینچا باران کھنچتا ہوا قریب آیا ہاتھ باندھتا تھا کہ مجھے نہ مارو
مگر ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ باران کے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر
و میگونہ و شبرنگ داخل لشکر ہوے صہبا بھی آکر شریک ہوئی ساحرون کو اور
زور ہوا میگونہ نے تنہائی مین نورالدہر سے کہا کہ وہ ساحرہ آپ کی شریک ہوئی کہ
جسکا سحر و ساحری مین مثل نہین اگر وقت پر جمشید ثانی آپڑے تو صہبا ایسی ہی کہ اُس کو
جواب دے کیا عجب ہی کہ اسکا سحر غالب ہو یہ شعلۂ جوالہ ہی نورالدہر نے بھی بہت کچھ
تعریفین کین اور کہا کہ راہ بھر مین کئی ساحرون نے گھیرا مگر اُن سب کو صہبا نے مارا
میگونہ ہر مرتبہ گرفتار ہو گئین مگر صہبا نے آکر رہا کیا ہمکو بھی بچایا اسی کی وجہ سے یہانتک
پہونچے ورنہ زندانخانہ سے یہانتک آنا دشوار تھا سب سردار دربار مین آکے بیٹھے
نورالدہر سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مسلح و مکمل آکر مقابلے مین پہونچا اور کہلا بھیجا کہ منم
عفریت خونخوار ای نبیرۂ صاحبقران بہتر یہ ہی کہ اس صحرا سے کوچ کر جاؤ ورنہ
وہ آفت برپا کرونگا کہ جو کسی نے سنی نہ ہو صہبا نے کہا کہ ای شہریار حقیقت مین یہ اسم بامسمی
ہی اگر حکم ہو تو سحر کرکے اسکو آوارہ کر دون نورالدہر نے جواب دیا کہ یہ ہمارے

لشکر کا قانون نہیں ہے غیر ساحر نہیں لڑ سکتا ہم حکم نہ دینگے عفریت نے فوراً
طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر پہونچی انھوں نے بھی طبل جنگی بجوایا صبح عفریت خونخوار
بڑے زور و شور سے میدان میں آیا نورالدہر بھی لشکر لیکر میدان میں آئے ایک طرف
صہبائے شیرین کلام اور ایک جانب ہمیگون اور جا بجا سپاہ لشکر پرے باندھے
کھڑے ہیں مگر عفریت نے جو صہبا کو دیکھا پسینہ پسینہ ہوا لیکن بڑھکر میدان میں آیا
پکار کر آواز دی کہ ای نورالدہر میں تم پر رحم کرتا ہوں مگر اتنا احسان کرو صہبا کو
یا ان کو بھیجو میں قدرت سے کام کرونگا جو جو گستاخیان ان سے سرزد ہوئی ہیں سب معاف
کرادونگا صہبا نے رکاب سے ہاتھ ہٹایا کہا ای شہریار میں اسکا حکم پورا کرونگی
دیوانہ ہوکر طرف صحرا کے چلا جاے پہاڑ سے سر ٹکرائے پھر پلٹ کر نہ آئے ہرچند
نورالدہر نے روکا مگر صہبا کو اسقدر ناگوار ہوا تھا کہ تلوار کھینچ کر اپنے گلے
پر رکھ لی کہا اگر مجکو اجازت نہ دیجیے گا تو میں اپنا گلا کاٹ لونگی ناچار ہوکر نورالدہر
نے صہبا کو اجازت دی صہبا نے میدان میں آکر ایک گولہ طرف صحرا کے مارا کہ صحرا سے
گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہے نظم

دل ہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح — سینہ بنجائے جو داغوں سے گلستان کی طرح
لاغر اس گل کی محبت نے یہ دشت میں کیا — استخوان چبھنے لگے خار مغیلان کی طرح
چاندنی پھیل گئی سارے جہان میں شبکو — بام پر یار جو آیا مہ تابان کی طرح
جب سے آنکھوں سے چھپا چاند سا چہرہ انکا — داغ ہر دل پہ ہمارے مہ تابان کی طرح
آمد فصل بہاری کی خبر سن سن کر — چہچہے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح
لاغر ایسا ہوں کہ طاقت نے دیا مجکو جواب — بستر خواب پہ ہوں قالب بیجان کی طرح
دست رنگین سے بہت شانہ نہ زلفوں میں کرو — شل نہ ہو جائے کہیں پنجۂ مرجان کی طرح
آتش عشق جو سینے میں ہمارے بھڑکی — داغ دل جلنے لگے مہر درخشان کی طرح
رشک اس بات کا تھا غیر نہ جانے پائے — اُسکے در پر میں رہا جاکے نگہبان کی طرح

دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین شعلہ رخسار یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہے عفریت نے جو

اُس مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرے
پاس آؤ اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ تم کو دور جانا ہی میرے پاس آؤ مین تم کو راستہ
بتا دون عفریت گینڈے سے اُترا جب قریب اُس نازنین کے آیا تو اُس نازنین نے
ایک پرچہ ہاتھ مین دیا مضمون اُسمین یہ لکھا تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام ہی طرف
قصر ہفت رنگ کے جاؤ اور سر جمشید ثانی کا لاؤ وہ پرچہ ہاتھ مین لیکر عفریت پھر
اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور کہا کہ کیون ملکۂ عالم تم سے کہان ملاقات ہوگی اُس نے
مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم جمشید سے لڑ چکو گے تو مین بھی اُسی قصر مین ملونگی تمہارے میرے
ساتھ شادی ہوگی مین دُلھن بن کر بیٹھونگی یہ سُنکر عفریت خونخوار بہت خوش ہوا اور طرف
جمشید کے روانہ ہو گیا صہبا نے سحر کر کے لشکر کو بھی اسکے متفرق کیا نور الدہر بیغ
و فیروزی بھی ملے مگر عفریت خونخوار بلبلاتا ہوا تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے اُسکو چمکاتا ہوا
طرف قصر ہفت رنگ کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ جمشید تو دربار مین نہین ہی لیکن
وزیر اسکا شدید نیرچاب خرام دربار مین بیٹھا ہوا احکام جاری کر رہا ہی کہ لشکر مین تلاطم
ہوا شدید نے پوچھا کہ ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ حضور
عفریت خونخوار نامے پہلوان لشکر پر آکر گرا ہی سب کو قتل کر رہا ہی اور قدرت کو برا
کہہ رہا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین ہی اُس کو جو دیکھتا ہی تو اور زیادہ بلبلاتا ہی کئی ہزار
جوان قتل کر ڈالے ہین اپنے زمانے کا دیو ہی کوئی اُس سے لڑ نہین سکتا جسنے سامنا کیا
وہ مارا گیا یہ خبر وحشت اثر سنکر شدید نیز اپنے مقام سے اُٹھا اور قصر سے کود الشکر
مین آکر دیکھا کہ چارطرف تلاطم ہی عفریت خونخوار گینڈے پر سوار ہر ایک کو قتل
کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی کہ جمشید ثانی کہان گیا اس وقت میرے مقابلے مین نہین
آتا بے حیا خداوند بن کر بیٹھا ہی آج اُسکی خدائی مٹاؤنگا ملکۂ عالم کا حکم ہی کہ جا کر
جمشید کا سر لاؤ مین تم سب کو قتل کر ڈالونگا ورنہ جمشید کو بتاؤ شدید نے للکارا کہ
او عفریت کیون دیوانہ ہوا ہی قدرت نے تجکو پیدا کیا اُنھین کو بُرا کہتا ہی ابھی
دم بھر کے قیامت برپا ہوگی بس بہتر یہ ہی کہ آکر قدمون پر گرو خطا اپنی معاف کراؤ

یہ کلمہ جو شبدیز نے کہا عفریت خونخوار تیغہ چمکاتا ہوا جھپٹا پکارتا ہوا کہ او مردود تجکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے تو مقابلہ کریگا ایک وار مین دو ٹکڑے کرونگا یہ کہتا ہوا قریب آیا
ہاتھ تیغہ کا مارا شبدیز نے کلائی تھام لی تیغہ چھین کر پھینکی پرچہ کاغذ کا چھین لیا
جو اُس کو پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام کا ہے عفریت گینڈے سے
سے کودا اور کہا کہ او بے حیا پرچہ کاغذ کا واپس دے ایسا نہ ہو کہ مشوق پوچھے تو
کیا جواب دونگا شبدیز نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور پشت ٹھوک کر کہا کہ ای عفریت تم
چلو مین بھی آتا ہون بی صہبا کو مزہ چکھاتا ہون بڑی گستاخ ہو گئی ہین یہان تک سحر
پہونچایا قدرت کا خوف بھی موقوف ہوا ایک ذلیل پہلوان اُس کو دیوانہ کیا وہ بیہودہ
بکتا ہوا آیا اگر ماہ دولت اس وقت یہان نہ ہوتے تو لشکر کی خرابی تھی یہ سُنکر عفریت
گینڈے پر سوار ہوا صحرا کی طرف روانہ ہو گیا شبدیز قصر ہفت رنگ مین لباس
فاخرہ پہننے لگا جھولی مین اسباب سحر رکھا ایک طاؤس پر سوار ہوا طرف لشکر نور الدہر
کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین صہبائے شیرین کلام بھی
دربار مین بیٹھی ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منتم شبدیز چابک خرام کیون بی بی مجھسے
تم مقابلہ کرو مجھپر سحر کرو تب مین جانون کہ سحر مین کامل ہو ورنہ مین تمکو لیجاؤنگا سامنے
قدرت کے پہونچاؤنگا صہبا یہ سُنکر اُٹھنے لگی نور الدہر نے دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم
سمجھ بوجھ کر سحر کرو یہ وزیر جمشید ہے ایسا نہ ہو کہ باعث خرابی ہو صہبا نے کہا کہ اس کو
ایسا دیوانہ کرون کہ جہان جائے وہان جوتیان کھائے جمشید کی صحبت مین بیٹھنے نہ پائے
آخر دامن چھڑا کر بلند ہوئین شبدیز سے رد و قدح ہونے لگی دو چار سحر آپسمین ہوے
صہبا نے دیکھا کہ جو سحر مین نے کیا شبدیز نے اُسکو دفع کر دیا جھولی سے ایک نشتر نکالا
پیشانی پر اپنی مار لیا خون چلو مین لیا طرف شبدیز کے پھینک مارا شبدیز پر جو قطرے
خون کے پڑے زمین سے غبار اُڑا اُس غبار نے شبدیز کو گھیر لیا ہر طرف سے آگ
بھڑک رہی ہے شبدیز چاہتا ہے آگ سے نکلون مگر ممکن نہین کہ نکل سکے ملکہ نے آخر مین
اور خون پیشانی کا لیا وہ بھی پھینک مارا منہ پر شبدیز کے پڑا شبدیز نے پکار کر کہا کہ

ای شہنشاہ مصر خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین جاتا ہون اور سر لیکر جمشید کا آتا ہون
یہ کہکر پلٹی صہبا پلٹ کر آئین سب سردارون نے تعریف کی کہ ای ملکۂ عالم کمال کیا تمنے
وزیر جمشید کو پٹا یا میگو بنے کہا یہ وہ وزیر ہی کہ تمام کارخانے اسکی ذات پر موقوف
ہین بڑے بڑے انتظام کرتا ہی ای شبرنگ ہوسکتا ہی کہ اسکی خبر لاؤ کہ اس نے جاکر
کیا کیا شبرنگ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون صہبا نے کہا کہ ای شبرنگ بن عمرو
قصر ہفت رنگ مین سمجھ کر پاؤن رکھنا وہ ایسا قصر ہی کہ جمشید کو سب خبرین ملتی ہین
ایسا نہ ہو کہ تم کو پہچان لے شبرنگ نے کہا کہ مین سمجھ کر جاؤنگا یہ کہکر شبرنگ چلا جب
لشکر سے نکلا تو زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین شبرنگ نے سلام کیا
خواجہ نے کہا کہ بیٹا کہان چلے تمھارے آقا کے یہان تو خیر و عافیت ہی شبرنگ نے کہا
کہ آپ کے تصدق سے اس وقت تک خیر و عافیت ہی کل جیسا کچھ ہوگا وہ سمجھا جاے گا
وزیر جمشید آیا تھا موسوم بہ شبدیز چابک خرام اسکو ملکہ صہبا سے شیرین کلام
نے سحر کرکے پھینکدیا اب وہ مسحور ہوکر قصر ہفت رنگ مین گیا ہی اور مین براے خبر
جاتا ہون یہ نئے نیا کیا خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ مین نور الدہر سے ملاقات کرکے
پلٹ جاؤنگا خواجہ نے شبرنگ کو رخصت کیا مگر شبدیز چابک خرام بلبلاتا ہوا
جاتا ہی کسی مقام پر رکتا نہین سامنے کوہ نفوہ تھا زرریز جادو ایک شاہزادی حسین
وجمیل اپنے اوپر بیٹھی تھی کئی سو کنیزین گرد بیٹھی ہین محفل عیش و نشاط آراستہ ہی جام گردش
مین ہی شبدیز چابک خرام نے دور سے جو یہ معاملہ دیکھا آسمان سے اترا زرریز نے
جو وزیر اعظم کو دیکھا لاکر مقام صدر پر بٹھایا شبدیز چابک خرام صورت زیبا زرریز کی
دیکھ رہا ہی آخر ضبط نہ ہوسکا پکار اٹھا کہ ای شاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی
میرے پہلو مین آکر بیٹھو مین تمھارا انگشتۂ ابرو ہون عاشق گیسو ہون پریشان ہو رہا ہون
زرریز نے کہا کہ ای وزیر اعظم اپنے ہوش مین آؤ کیا بیہودہ بکتے ہو سر محفل ایسا
کلام کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے خلاف گذرے مین نے خداوندی کی خاطر سے تمکو محفل مین اپنی

جگہ دی ہو ورنہ تم اس قابل نہین ہو کہ کوئی شریف تم کو اپنی صحبت مین جگہ دے شبدیز نے کہا کہ ای زرریز مین نے بہت ضبط کیا جب ضبط نہ ہو سکا تب ایسا کلام کیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا عجیب حال ہی میری مدد کرو **نظم**

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہہ سائی کا ۔۔۔ کہ شاہی سے ہی اعلےٰ مرتبہ جسکی گدائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا ۔۔۔ مگر اب مجھسے اُٹھو سکتا نہین صدمہ جدائی کا
ملک عرش بریں پر دیکھکر حضرت کو کہتے تھے ۔۔۔ یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا ۔۔۔ حجاب غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا
علی کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے ۔۔۔ کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا
نہ بات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی ۔۔۔ کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے ہونٹون کی مٹھائی کا
ہنر براب مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم ۔۔۔ اگر رکھتے ہو دل مین حوصلہ طبع آزمائی کا

زرریز یہ اشعار سُنکر بہت برہم ہوئی کہا ای شبدیز بڑی گستاخی تم کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تم کو میری طرف سے ملال پہونچے شبدیز نے کہا کہ مین وزیر اعظم خداوند ہون میری سب خاطر کرتے ہین زرریز بولی کہ اگر ایسا گھمنڈ کروگے تو سامنے خداوند کے بدنام ہوگے شبدیز نے کہا کہ مین خیر خواہ دولت کہلاتا ہون مجھے کوئی بدنام نہین کر سکتا آخر تکرار بڑھی شبدیز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون زرریز نے ایک تمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ساری محفل مین پہونچی کنیزون نے کہا کہ ای شبدیز مبارک ہو کہ معشوق کے ہاتھ کا تمانچہ تو کھایا شبدیز نے کہا مین تو اسکی آرزو رکھتا تھا کہ معشوق گستاخ سے سابقہ پڑے یہ کہکر زرریز سے کہا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو باغ مین میرے بڑی تیاری ہی پھولون کے جابجا انبار لگے ہین زرریز نے کہا کہ ای شبدیز اب جاؤگے کہ ذلت اُٹھاؤگے ایکمرتبہ ایسا سحر کرون کہ پہاڑ سے سر ٹکرانے لگو غیرت کی بات پر شرماتے نہین ہو آخر بیانتک تکرار بڑھی کہ شبدیز بڑھا چاہا کہ ملکہ کو گود مین اُٹھالون زرریز نے سحر کیا پاؤن شبدیز کے تھرائے پہلوے نخل سے دیکھا کہ ملکہ صہبا سے شیرین کلام مسکراتی ہوئی آتی ہین آکر کہا کہ ای شبدیز تم بھاگ کیون گھوڑے تمہر ہفت رنگ مین جاؤ قدرت کے سامنے مطلب حاصل ہوگا

زرریز سے تکرار نہ کرو صہبائے لقائی نے جو یہ کہا شبدیز کے دل پر تاثیر ہوئی زرریز کو جھک کر
سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم رخصت ہوتا ہون زرریز نے کہا کہ صاحب اختیار ہو خواہ بیٹھو خواہ
جاؤ شبدیز کوہ سے اُترا جست وخیز کرتا ہوا چلا ایک ایسے صحرا مین پہونچا کہ ہزارہا آہوان
ختنی پھر رہے ہین ایک جانب دو جوان شکاری تیر وکمان ہاتھ مین لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین
یہ صحرا جو شبدیز نے دیکھا ایک آہو کے پیچھے دوڑا وہ آہو بھاگا ایک باغ مین گھس گیا شبدیز
بھی ساتھ ہی پہونچا دیکھا فرش بچھا ہی ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُس آہو کی پشت پر
ہاتھ پھیر رہی ہی شبدیز جھپٹ کر آیا کہا کیون اے نازنین یہ آہو ہمارا شکار ہی تم نے اسے کیون
رفیق بنایا مین اسے لیجاؤنگا اُس نازنین نے کہا کہ یہ آہو پالو ہی اسکو شکار نہ کر سکوگے
شبدیز نے کہا کہ ابھی تیر مارتا ہون آہو تڑپکر گریگا یہ کہکر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
تاک کر تیر مارا آہو کی پشت کے پار گذرا آہو کے مرتے ہی باغ مین اندھیرا ہو گیا دیوارین چار
جانب کی گر پڑین نخل سب جلنے لگے شبدیز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا باغ سے نکل کر بھاگا صحرا مین جو
آکر دیکھا تو وہی آہو چرا کر رہا ہی بیقرار ہو کر کہا اے شبدیز مین نے اسی آہو کو مارا تھا وہ
یہان زندہ پھر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہان کوئی شعبدہ باز رہتا ہی جسکے شعبدے سے یہ
ظہور ہوا یہ کہتا ہوا طرف آہو کے چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک گنبد ہی اُسمین ایک شاہزادی
حسین وجمیل بیٹھی ہی جیسے ہی شبدیز سامنے پہونچا اُس شاہزادی نے اشارہ کیا شبدیز
اشارۂ جنبش ابرو سے ذبح ہو گیا بیقرار ہو کر دوڑا جب قریب دروازے کے پہونچا
ٹھوکر لگی گر پڑا جھلا کر اُٹھا جب ارادہ کرتا ہی کہ اندر جاؤن ٹھوکر لگتی ہی گر پڑتا ہی وہ
نازنین ہنس کر کہتی ہی کہ اے وزیر اعظم مزاج کیسا ہی شبدیز جواب دیتا ہی اے راحت جان
وروح تیری جنبش ابرو نے کلیجے پر زخم کاری لگایا وہ زخم تپک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی
اب حاضر ہوتا ہون اُس نازنین نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ پشت سے گنبد کی آؤ ادھر
بھی دریچہ لگا ہی شبدیز پشت گنبد پر آیا ایک مختصر کھڑکی دیکھی چاہا اندر جاؤن چونکہ جسیم و
شحیم تھا کھڑکی مین پھنس گیا ہر چند چاہتا ہی کہ نکلون مگر ممکن نہین ہوتا اب شبدیز کھڑکی
مین پھنسا ہوا تڑپ رہا ہی نہ باہر آسکتا ہی نہ اندر جا سکتا ہی اپنے حال زار پر پریشان ہی کہ

در گنبد سے ایک جوان آیا پاس اُس نازنین کے آکر بیٹھا اختلاط کرنے لگا وہ کہتی بھی ہی
کہ دیکھو صاحب کیا کرتے ہو غیر شخص دیکھ رہا ہی جا بجا ذکر کریگا میرے واسطے مقام ذلت ہوگا
مگر وہ جوان نہین مانتا اُس نازنین کو لپٹا جاتا ہی شبدیز کلمات سخت کہنے لگا اُس جوان نے
اُٹھ کر شبدیز کے پٹّے پکڑ کر دو تین تماچے مارے اور مُنھ پر تھوک دیا کہا او نالائق و بے حیا
جیسا بادشاہ ویسا وزیر ایک عورت کے سحر سے تیرا یہ حال ہوا کہ آپ مین نہین آپے سے
باہر ہوگیا شبدیز کیسا تڑپتا ہی کہ کیونکر اس جوان سے بدلہ لون کہ دوسرا جوان آیا وہ
بھی اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگا اُس کو بھی شبدیز نے کلمات سخت کہے اُسنے بھی آکر
چند تماچے مارے شبدیز نے جھلّا کر کہا کہ او بے وفا مجھکو ذلیل کراتی ہی مجھکو تکلیف ہوتی ہی
میرا سر کاٹ لے کہ مجھکو آرام ملے یہ دونون جوان جو آے ہین مجھکو سخت ناگوار ہی وہ نازنین
اپنے مقام سے اُٹھی نیچہ تولتی ہوئی چلی وہ دونون جوان منع کرتے ہین کہ ایسے بیغیرت کو
مارنے سے کیا فائدہ اتنا بڑا عہدہ دار اور ایسا بے غیرت کہ آکر کٹڑی مین پھنسا ہی اور
نکل نہین سکتا بلکہ ہم سزا دین کہ ہمیشہ یاد رکھے پھر کبھی ایسی خطا نہ کرے ایک نے نیچہ لیا اور
ایک نے خنجر کھینچا طرف شبدیز کے چلے اُس وقت شبدیز کی بیقراری پکارتا ہی کہ او جمشید
غافل بیٹھا ہی میری مدد کو نہین آتا ہی بیقرار ہو کر جو یہ نالہ کیا اور چیخین مار کر رویا جمشید
قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی نازنینان مہ جبین سے اختلاط کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی
کہ شبدیز کہین چیخ رہا ہی جمشید نے کہا کہ یارو سُنتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ شبدیز کسی بلا مین
پھنسا سب نے کہا کہ یا خداوند وہ آدمی چالاک ہی ساحر بے باک ہی اپنی حرکت سے کہین
پھنسا جمشید نے کہا کہ جا کر خبر لیتا ہون یہ کہکر اُٹھا یہان اُن دونون نے بڑھ کر تلوار و خنجر
کا ہاتھ مارا کہ سر اور شانہ شبدیز کا زخمی ہوا اُن دونون نے ارادہ کیا کہ اور وار کرین شبدیز
نے بلک کر کہا کہ یارو مجھ بے گناہ کو کیون مارتے ہو کہ دیکھا سامنے سے صہبائے شیرین کلام
گنبد مین آئی اور پکار کر کہا کہ کیون شبدیز کچھ عشق کا مزہ ملا اب تو غنچۂ آرزو کھلا شبدیز
نے پکار کر کہا کہ لاکھ جان میری تجھپر نثار ہو تیری محبت نے یہان تک پہونچایا کہ بلا مین
پھنسا ہون اگر میری مشکل آسان کر صہبا نے نقلی بڑھی کہ اِسکو کٹڑی سے نکال لون

کہ آسمان پر کڑکڑاہٹ ہوئی دیکھا کہ جمشید ثانی بقہر و غضب تمام پیدا ہوا صہبا نے
نقلی کو ایک تمانچہ مارا صہبا گری مثل قطرۂ آب زمین میں جذب ہوگئی جمشید ثانی طرف
اُس نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ کیوں او شوخ دیدہ تو نے میرے روز میری پرستش کی [illegible]
سے [illegible] کے سامنے اختلاط کیا اور اُسکو محروم رکھا اُس نازنین نے سمجھا کر کہا کہ یا خداوند
میری کیا خطا ہے جو قاعدے ملک غزال نے مقرر کئے ہیں وہ ہی ہوتے ہیں جمشید ثانی
خاموش ہو رہا تب آکر دریچے پر نگاہ ڈالی ایسا [illegible] ہوا کہ جمشید [illegible] آیا اور
جمشید کے قدموں پر گرا اور کہتا ہے کہ یا خداوند آپ [illegible] سے میں اس نازنین سے
وصل حاصل کرکے [illegible] جمشید ثانی سے [illegible]
جوان جو آمادہ کھڑے ہیں اس نازنین کے [illegible]
چھوڑ کر وہ تمہیں توبہ کرے بس بہتری اسی میں ہے [illegible] جمشید [illegible]
جمشید نے ہاتھ تھام کر شبدیز کو ساتھ لیا اور ایک جانب راہ میں کہا کہ اے شبدیز
تم نے اُس آہو پر کیوں تیر مارا اسی وجہ سے تم بلا میں گرفتار ہوئے اگر [illegible]
رہا نہ ہوتے بلکہ یہ دونوں جوان تم کو قتل کر ڈالتے شبدیز یہ باتیں [illegible]
ہو کر یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ مجھکو بچا لیا ورنہ میں [illegible]
میں پھنسا کہ نکاسی غیر ممکن تھی آپ نے آکر دریچے کو دیکھ کیا یہ باتیں کرتا [illegible]
صحرائے سرسبز و شاداب سے گذرا شبدیز نے دیکھا کہ ایک نخل کی آڑ پر [illegible] صہبا
کھڑی ہے اور شبدیز کو اشاروں سے بلا رہی ہے شبدیز بیتاب گیا [illegible]
کہا یا خداوند میرے پیٹ میں درد ہوتا ہے آپ بڑھیں میں آتا ہوں جمشید سمجھ گیا پلٹ کر
کہا کہ اے شبدیز پھر تم پر کوئی شعبدہ ہوا غزال تمہیں نہ نکلنے دیگی خبردار اور کہیں نہ
جاؤ چپکے چلے چلو ورنہ خراب ہوگے شبدیز نے نہ مانا کہا یا خداوند مجھپر کون شعبدہ
کریگا میں کسی کے شعبدے کو کب مانتا ہوں آپ کی صحبت میں رہا ہوں آپ کی آنکھیں میں
دیکھے ہوئے ہوں جمشید نے کہا کہ بیشک میرے ساتھ تو رہے مگر کچھ قدرت سے تعلیم نہ لی
ہمیشہ قدرت تم سے بعید رہی اور تم نے اپنے کو لہو و لعب میں ڈالدیا اگر تمھاری ذلت

میری خجالت ہی کیونکہ تم میرے وزیر اعظم کہلاتے ہو دیکھو خیر ہی اب بھی نہ جاؤ میرے ساتھ چلو مگر شبدیز نے نہ مانا بجا و درست کہتا ہوا ایک جانب بھاگا اول اُس درخت کے قریب آیا وہان صہبا کو نہ پایا دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار محبت آمیز پڑھنے لگا **نظم**

مجکو منظور ہی جاتا رہے نور آپ کو کیا
غم و اندوہ کا ہی دل پہ وفور آپ کو کیا +
سُبک اغیار مین ہوتا ہون حضور آپ کو کیا
صبر کو ہاتھ سے کھوتا ہون حضور آپ کو کیا +
غصہ بیجا ہی بگڑتا ہی عبث سوچیے تو +

اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا +
اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

اُس صحرا مین خاک اُڑاتا پھرتا ہی کبھی آہوون کے پیچھے دوڑتا ہی کبھی گردکے بونڈلون سے کلام کرتا ہی کہ ای گردباد میرے محبوب کا نشان بتا دے جب کوئی آواز نہین آتی تو بدحواس ہوتا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق مین خود تیری مشتاق ہون شبدیز نے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر فرش معقول بچھا ہوا ہی کئی سو کنیزان مروارید پوش بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین مسند پر ملکہ صہبائے شیرین کلام بصد شوکت و حشم بیٹھی ہین اور مجکو پکار رہی ہین کہ ای عاشق صادق ہم خود تیری ملاقات کے مشتاق ہوکر آئے ہین کہین ٹھکانا نہ ملا تو اس پہاڑ پر آکر ٹھہرے شبدیز یہ باتین سنتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ملکہ نے پہلو مین بٹھا لیا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر زبردست بیقام و بدانجام تخت پر سوار محفل مین آیا پکار کر کہا کہ ای صہبائے شیرین کلام مین مدت سے تمپر جان دیتا ہون آج تک پتہ نہ ملا لیکن آج مجکو ہرکارون نے پتہ دیا کہ کوہ زہرہ چہرہ پر ملکہ جلوہ فرما ہین مین اشتیاق مین حاضر ہوا ہون ملکہ نے جواب دیا کہ ای سلیم جادو مجھے تمہارا حال معلوم ہی مگر اب تو قدرت نے مجھے حکم دیا ہی کہ شبدیز کے ساتھ رہو مین مجبور و ناچار ہون خدمت خداوند مین چلو مین بھی چلون سامنے قدرت کے یہ حال ظاہر کرونگی جیسا قدرت حکم دین گے وہ بجا لاؤنگی سلیم جادو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم چلیے قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئین شبدیز تڑپتا رہگیا سلیم نے ملکہ کو تخت پر بٹھا لیا اور ساتھ لیکر روانہ ہوا شبدیز دیوانہ وار و وحشی مثال

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پہاڑ کے اوپر سے اُترا اعظم

این حشو دیدان را نہ باندازۂ نازست ۔ وین رشتہ مسلسل شدہ تا زود نیاز است
از روے ہوس پنجہ مزن شانہ دران زلف ۔ این سلسلہ [illegible] کشائی و درازست
چون عشق عنان گیر شود در رہ معشوق ۔ محمود غلامی ز غلامان ایاز [illegible]
نومید مشو با ہمہ عصیان ز خداوند ۔ چون نام خداوند جہان بندہ نواز است
مخفی بفغان کوش کہ در گلشن امید ۔ دل مرغ گرفتار ہوس چنگل باز [illegible]

بیتاب و بیقرار پہاڑ سے اُتر کر پھرنے لگا لاکہ چاہتا ہے کہ صحرا کو طے کر دوں مگر وہ صحرا تمام [illegible] ہوتا یہ قیامت ہے کہ وہ صحراے بے کنار اسکے لیے صحراے محشر ہو گیا دن بھر پھرا شام کو ایک نخل کے نیچے آ کر پڑ رہا تین دن اسی صحراے وحشت خیز مین رہا چوتھے دن جو صبح کو اُٹھا ٹھوکر رو [illegible] پکارنا تھا کہ اے جمشید ثانی مجھے اس صحراے وحشت سے نکالیے میری معشوقہ لیکر سلیم باد [illegible] گیا ہے میرے اُسکے درمیان مین انصاف فرمائیے ایسا ہو کہ غلام تڑپ کر ہلاک ہو جلد [illegible] بندے پر رحم فرمائیے بیقرار ہو کر جو دعا کی اور جمشید کو پکارا جمشید قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا یہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتا ہے طائر سر پر اُڑا کرتے ہین ایک طائر نے آواز دی کہ یا خداوند وزیر اعظم آپ کا جنگل مین تڑپ رہا ہے اُسکو بچائیے صہبا نے غضب کیا اُس کو دھوکے دیے ہین آج کئی دن سے جنگل مین پھرتا ہے راستہ نہین ملتا پہلے ایک صورت بکری کا دیا پھر اپنی صورت دکھائی اب غزال جادو نے اپنے شعبدے مین پھنسایا ہے اسی وجہ جنگل مین مارا مارا پھرتا ہے جمشید نے جو یہ کیفیت سُنی تو ہنسا کہا جو تم سے [illegible] قدرت کو سب غافل جانتے ہین قدرت پر سب کا حال روشن ہے ہم اپنے بندون کے حال سے غافل نہین ہین ابھی جا کر اُسکو بچاتا ہون مسلمانون کے خداے نادیدہ دکھائی نہین دیتے اور ہم صورت اصلی دکھاتا ہون ابھی اُسکو لاتا ہون یہ کہہ کر اُٹھا طائرون نے چار جانب سے گھیر لیا اسکے کا سر پر سایہ ہوا اس کروفر سے جمشید چلا شید یز بیٹھا ہوا رو رہا ہے کہ سامنے سے ایک آہو آیا کئی دن کا بھوکا تھا دوڑا کہ اسکو پکڑ لون مگر آہو جست کر کے نکل گیا شید یز اُس کے پیچھے دوڑا سامنے ایک باغ تھا اُس مین آہو گھس گیا شید یز بھی اُسکے تعاقب مین آیا اندر

آگے دیکھا کہ صحن مین فرش بچھا ہوا اور ایک شاہزادی حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی شبدیز نے جو
اُس محبوب کو دیکھا خیال صہبا دل سے دور ہوا اُسکے جمال پر مائل ہوگیا قریب آیا کہا ای جانِ
جہان و ای آرام دل مشتاقان آج کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون بھوک و پیاس
نے پریشان کیا ہی اُس نازنین نے شبدیز کو بٹھایا کھانا وغیرہ کھلوایا شراب پلائی جب ہوش
وحواس درست ہوے کہنے لگا کہ کیون صاحب مین تو خدمت خداوند مین تھا یہان کیونکر
آیا اِس جام کے پینے سے آنکھین کھُل گئین غزال نے جواب دیا کہ ای شبدیز تم سحر مین صہبا کے
پھنسے تھے مین نے وہ سحر اُتار دیا خداوند تمھاری مدد کو آتے ہین کہ ابر گلنار پیدا ہوا شبدیز براے
استقبال اُٹھا ابر آکر پھٹا جمشید آکر شریک صحبت ہوا کہا کیون ای غزال تم نے شبدیز کو اپنے
شعبدے مین پھنسایا غزال نے کہا کہ یا خداوند یہ سحر مین صہبا کے تھے اب جانیکا ارادہ نکرین
جمشید نے کہا کہ ای غزال مین اِسکو منع کرتا تھا اِسنے میرا کہنا نہ مانا قدرت کو بدنام کیا کہ
وزیر اعظم خداوند اس بلا مین مبتلا ہوا اب اِس کو لیجا کر علاج کرونگا اس مصیبت سے
نکالونگا یہ کہکر ہاتھ شبدیز کا تھام لیا اپنے تخت پر سوار کرکے قصر ہفت رنگ مین لایا سب
شاہزادیان شبدیز کو دیکھ کر ہنسین کہتی تھین کہ ای شبدیز تم سے تعجب ہی کہ صہبا کے سحر مین
پھنسے جمشید نے کہا کہ صہبا بلاے روزگار ہی شبدیز نے کہا کہ یا خداوند ابھی جاتا ہون
جسپر وہ عاشق ہوئی ہی اُسکو لاتا ہون جمشید نے ہرچند منع کیا کہ ای شبدیز ساعت اچھی
نہین ہی مگر شبدیز نے نہ مانا فوج کثیر لیکر براے مقابلۂ نورالدہر چلا یہان نورالدہر دعوت
وضیافت صہبا مین مصروف ہین نورالدہر فرماتے ہین کہ ای صہبا شیرین کلام یہ
ہوسکتا ہی کہ لوح ہم کو ملے صہبا نے عرض کی کہ آپ کا نام کتاب مین نہین ہی اس طلسم کے
فتاح بادشاہ جمجاہ ہین لوح اُن کو ملیگی تب طلسم فتح ہوگا یہ وے بارگاہ کے اُٹھے ہوے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ شبدیز جاباسخرام ایک گینڈے پر سوار
فوج کثیر پشت پر بمقابلۂ نورالدہر آکر پہونچا لشکر کو اُتارا نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ بی
صہبا کو میرے پاس بھیجدیجیے نورالدہر نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر شبدیز نے طبل جنگی بجوایا رات کو براے طلایہ اُٹھا اِدھر صہبا نے شاہزادے

سے عرض کی کہ آج مین آپ کی حفاظت کرونگی نور الدہر نے حکم دیا صہبا دروازے پر
بارگاہ کے آکر بیٹھی شبرنگ سے کہدیا کہ خیال رکھنا مگر شدیز جابک خرام سے طلایہ پھرتے
پھرتے ساتھ والون سے کہا کہ تم لوگ حفاظت بازار کرو مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا نگہبان دیکھ رہے ہین کہ آسمان پر جاکر ایک شرارۂ آتش چمکا یہان صہبا
در بارگاہ پر بیٹھی ہین کہ ایک شعلۂ آتش کو دیکھا کہ آسمان سے بھڑکتا ہوا آیا قبۂ بارگاہ توڑکر گرا
صہبا نے پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ شدیز آیا نور الدہر کو سحر کرکے اُٹھا لیا صہبا سوچ رہی تھی
کہ یہ بلند ہوے تو مین اسکا پیچھا کرون شدیز نور الدہر کو بغل مین دباکر بلند ہوا صہبا
نے بلند ہوکر ایک گولہ مارا کہ شدیز پر آگ برسنے لگی کبھی آبلے اسکے جسم پڑے اُف اُف
کرتا ہوا بھاگا جاتا ہی مگر صہبا تعاقب مین جاتی ہی صحرا مین آکر شدیز تھا صہبا بھی برابر
پہونچی للکارا کہ او شدیز بڑا بے غیرت ہی کیا کیا رنج اُٹھاے مگر آنکھین نہ کھلین اب
بہتر یہ ہی کہ نور الدہر کو چھوڑ دے اور چلا جا شدیز نے کہا کہ اِسکو لیجا کر قتل کرونگا کہ تو
اِسپر عاشق ہی کچھ تو مزہ ملے کہ انجام عشق کیا ہوتا ہی شدیز نے گولہ مارا صہبا نے گولہ
کو کاٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح کے ہوے تھے کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے شدیز نہ
گھبرانا منم خداوند جمشید ثانی شدیز نے پلٹ کر دیکھا کہ جمشید آیا اور قریب آکر کہا کہ اے
شدیز ایسے غافل ہو تم سے کوئی سحر نہ کیا کہ صہبا اُس مین پھنستی اس شوخ دیدہ نے بڑی
جرأت کی کہ تم پر آپڑی یہ کہکر جمشید نے کہا کہ دیکھ سامنے صہبا کھڑی ہی اسپر سحر کر شدیز
نے جھولی سے گولہ نکالا منھ پھیرا تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر
حلقے کمند کے مار سے حباب مارکر شدیز کو بیہوش کیا شدیز گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا شبرنگ
نے پکارکر کہا کہ اے ملکۂ عالم نور الدہر کو تو لیجاؤ مین شدیز کو لیکر آتا ہون جیسے ہی صہبا نے
نور الدہر کو اُٹھایا اور شبرنگ نے قصد کیا کہ شدیز کا پشتارہ باندھون کہ ایک عقاب
آسمان سے گرا شدیز کو اُٹھا لیا شبرنگ ایک غار مین چھپا جب وہ عقاب شدیز کو
لیکر چلا تو شبرنگ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا دیکھا کہ وہ عقاب بارگاہ مین اُترا شدیز کو
ہوشیار کیا شدیز نے دیکھا کہ خداوند بیٹھے ہین میری پشت پر ہاتھ پھیر رہے ہین اور

فرماتے تھے کہ ای شدیز ایسے غافل ہو کہ عیار کی عیاری مین پھنس گئے اگر مین نہ پہونچتا تو
تم کو گرفتار کر کے لیجاتا اب ہوشیار رہنا شدیز نے کہا کہ یا خداوند مین نورالدہر کو ضرور
لاؤنگا آپ سے وعدہ کر کے آیا ہون کیا خالی پلٹونگا جمشید تو چلا گیا قصر ہفت رنگ
مین آیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کہان گئے تھے جمشید نے کہا کہ وزیر اعظم
میرا بلا مین مبتلا تھا اُسکی رہائی کو گیا تھا بارگاہ مین اُسکو پہونچا آیا ناچ وغیرہ سامنے ہو رہا
ہی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا مگر وہان شدیز نے طبل جنگی بجوایا لشکر نورالدہر
مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری رہی صبح کو شدیز میدان مین آیا فوج کو ساتھ
لیکر صفین جمائین ادھر سے نورالدہر بن بدیع الزمان مع فوج غیر ساحران و ساحران
میدان مین آکر پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہے تھے کہ صحرا
سے گرد اُڑی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار سوار و
پیدل ہمراہ ہین آکر پہونچا مگر شدیز حیران دیکھ رہا ہے کہ اُس پہلوان نے قریب آکر
کہا کہ ای نبیرہ صاحبقران آپ کو مناسب یہ ہے کہ یہان سے پلٹ جائیے یا مجھسے مقابلہ کیجے
نورالدہر نے جواب دیا کہ اس تن و توش پر نازان ہو مگر اُس جوان نے شدیز سے کہا
کہ آپ مجھسے آگاہ نہین ہین منم سلمان جہان پیما جسنے مجھسے مقابلہ کیا اُسنے شکست کھائی اور
میرے ہاتھ سے مارا گیا آپ وزیر اعظم ہین تامل فرمائیے مجھکو بھی حکم خداوند آیا تھا کہ جا کر
شدیز کی مدد کرو شدیز نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین کیا عاجز ہون کسی بات مین کیا
مین رک جاؤنگا اب مین نے سحر تیار کیا ہے وہ رنگ دکھاؤن کہ تمام صحرا گلزار بیخزان ہو جائے
پی صہبا دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتی پھرین مگر سلمان نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر میدان
مین آیا لاف و گزاف کرنے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای قوم
زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے میری ضرب دست غضب سامری و جمشید ہے
نورالدہر نے قصد کیا ہے کہ اسکے مقابلے مین جاؤن سردار گھیرے ہوئے ہین کہ رہے ہین
کہ ای شہریار ہم آپ کو نجانے دین گے ہم لوگ اسی کام کے لیے ہین کہ آپ کو بچائین اپنی جان
نثار کرین نورالدہر نہین مانتے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت

شان گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین سلمان کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر نورالدہر
ملاحظہ فرمایا سلمان پر جا پڑے للکارا کہ او نامرد ہم سے مقابلہ کر اُس بیچارے کو للکارتا ہو وہ
جادوگرنیون کے بھروسے پر لڑا کرتا ہی سلمان نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ تیغۂ دودمۂ سکندری کا مارا اُس پہلوان
کے دو ٹکڑے ہوے تمام اہل فوج کے بدن مین تھرتھری پڑ گئی کہ کیا تلوار کا کاٹ ہی پھر
للکارے کہ کوئی میرے مقابلے مین آئے اخلاق جہان گرد بھائی سلمان کا فوج لیے ہوے
آگے کھڑا تھا جھلا کر جا پڑا نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اخلاق نے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر اسکے بھی دو ٹکڑے کیے سب ساتھ والے سلمان کے
بھاگے الامان الامان کرتے ہوے کہتے تھے کہ آج وہ پہلوان مارا گیا کہ جسکو کبھی شکست
نہ ہوئی تھی ہم ٹھہر کر کیا کرین وہ لوگ تو سب بھاگ گئے مگر شدیز مقابلے مین لشکر کے کھڑا ہی
سحر کے بھروسے پر جلبلا رہا ہی مگر یہ دو جوان ایسے مارے گئے کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آ گیا خوف کرتا ہی کہ ایسا نہ ہو یہ جوان مجھپر آ پڑے مگر ایرج نے جب دیکھا کہ سب
بھاگ گئے تو للکار کر آواز دی کہ او کشتی گیرزادے مقابلے مین آ تجکو بھی جنگ کا مزہ
چکھاؤن تب معلوم ہو کہ ہمتی اسکا نام ہی نورالدہر نے کئی مرتبہ آواز دی کہ ای
بھائی معاف کرو لشکر مین آ کر اُترو اسباب عیش و نشاط مہیا ہی کوئی تم کو تکلیف نہ ہوگی ایرج
نے للکارا کہ ہم کیا تیرے محتاج ہین مین تو تیرے ہی مقابلے کو آیا ہون جب تو نورالدہر
نے گھوڑا بڑھایا مقابلہ ایرج مین آئے ایرج نے سامنے آتے ہی نیزہ مار دیا نورالدہر
نے نیزے کو نیزے پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر نیزے دونون
کے بیکار ہوے تلوار چلنے لگی نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فرمایا ای
ایرج بس اب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو کوئی چشم زخم پہنچے ایرج نے گریبان مین ہاتھ
ڈال دیا دونون گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی شدیز حیران ہی کہ یہ کیسے جوان ہین
کہ آپس مین لڑ رہے ہین حقیقت مین بڑے روزگار ہین لیکن بڑی جھڑپ کے ساتھ لڑ رہے ہین
نورالدہر چاہتے ہین کہ زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا ایرج نوجوان تعلیم کردۂ خواجہ کل فنون

سپہ گری سے آگاہ ہین زور اور ریلے نورالدہر کے روک رہے ہین ایرج چاہتے ہین کہ
اِن کو زیر کرون کیسے کیسے زور کرتے ہین مگر نورالدہر زورون کو روک رہے ہین دو پہر
گذرے کہ دونون جوان بجرأت تمام لڑ رہے ہین نورالدہر نے کئی مرتبہ کہا کہ ای برادر
بس اب امتحان ہوچکا اب لشکر مین چلو چل کر شریک بزم ہو ایرج کہتے ہین آج مین تم کو
سمجھادونگا کہ پھر کبھی گستاخی نہ کرو نام دنگل رستم کا نہ لو قبلہ و کعبہ نے کیا کیا جنگ کی کیسی
کیسی جرأت دکھائی مگر صاحبقران زمان کو اپنے فرزند کا پاس تھا کبھی انصاف نہ کیا
ہم لڑ بھڑ کر دنگل لین گے نورالدہر جواب دیتے ہین کہ اگر دنگل کا نام لوگے تو زبان
کاٹ لونگا دنگل رستم سے تم کو کیا مطلب ہے ایرج اِسپر جھلا جھلا کر لڑ رہا ہے قضائے کار
نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج
و نورالدہر بھِڑ بھِڑ کے لڑ رہے ہین جدا نہین ہوتے نقابدار زرین پوش یہ خبر سنکر
آیا اُسوقت پہونچا کہ دونون نے خنجر کھینچے ہین جہالت کی تکرار ہو رہی ہے خنجر چلا چاہتے ہین
نقابدار بیچ مین آکر کود پڑا داہنا ہاتھ سینے پر نورالدہر کے رکھا اور بایان ہاتھ سینۂ
ایرج پر رکھا بقہر و غضب فرمایا کہ کیون ای جوانو یہ کیا حرکت ہے آپس مین لڑتے ہو حریف
کیون نہ دلیر ہو یہ کہکر ایرج سے فرمایا تو دعوت نورالدہر قبول کر و یا صحرا کی طرف
چلے جاؤ ایرج کو کچھ نہ بن پڑا پشت مرکب پر سوار ہو کے طرف صحرا کے نکل گئے جنگل
مین آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی اشتباہ تاجدار مع سا ٹھ
ہزار فوج کے آکر پہونچا اور پکار کر آواز دی کہ تم اشتباہ تاجدار عیار سے کہا کہ
یہ جوان جو نخل کے سائے مین کھڑا ہے اسکو گرفتار کر لو لینا لینا کہکر سب آ پڑے ایرج
نے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج سہ ملک ایرج آن آفتاب منیر ÷ کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر ÷ اگر تیغ کین برکشم از غلاف ÷ تزلزل فتد درمیان مصاف ÷ اگر تیغ بر
سنگ خارہ زنم ÷ زگاؤ زمین بیخ و بن برکنم ÷ نعرۂ شیرانہ کرکے لڑائی مین مصروف
ہوے کئی سو افسر نامی و گرامی ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے پھر اُس تاجدار کو للکارا
لڑتے بھڑتے قریب تاجدار کے پہونچے اشتباہ نے ہاتھ تلوار کا مارا آپ مین تلوار

چلنے لگی ایرج نے بعد کئی وار دن کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تاجدار کو قاش زین سے اُٹھا لیا
تاجدار نے کہا الامان ایرج نے سوال اسلام کیا وہ تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان
ہوا اور عرض کی یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی اُسے قلعۂ رنگین حصار کہتے ہین سامنے قلعے کے
میدان ہی ایک قصر بنا ہوا ہی جو اُدھر سے نکلتا ہی دیوانہ ہو جاتا ہی حضور اِس راز سے غلام کو
آگاہ کرین کہ کون دیوانہ کرتا ہی ایرج اشتباہ تاجدار کے ساتھ قلعۂ رنگین حصار مین
آئے سامنے دیکھا قصر ہی پہلو پر قصر کے ایک نخل ہی اُس پر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی
ایرج نے کہا کہ کل انشاء اللہ حال ظاہر کر دین گے شب کو ایرج محفل مین شریک رہے
صبح کو اُٹھے تھے کہ اشتباہ تاجدار نے آکر سلام کیا کہا رات کو غلام پر یہ سانحہ گذرا کہ
سپہ سالار لشکر حریق نوجوان اُس طرف نکل گیا دیوانہ ہو کر آیا ہی وحشت کی لے رہا ہی ایرج
نے کہا کہ انشاء اللہ ابھی جاتے ہین اور خبر لیکر آتے ہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے
اشتباہ تاجدار بلک بلک کر روتا تھا اور کہتا تھا برائے خدا نہ جائیے ایسا نہو کہ حضور
پر کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے کہا ہمارا یہی کام ہی ہر ایک کی مشکل حل کرتا ہون اپنی جان
کو نہین ڈرتا ہون یہی ہم لوگون کا طریقہ ہی تم خدا سے دعا کرنا کہ پروردگار ہم کو مظفر اور
منصور کرے ایرج نوجوان تو روانہ ہو گئے اشتباہ تاجدار سجادہ بچھا کر بیٹھا ہاتھ طرف
آسمان کے بلند کیے بلک بلک کر دعا کرنے لگا نظم

از وجود بے وجودت گشت اظہار وجود	شد عیان از پردۂ ایجاد اسرار وجود
جلوۂ جان ہم چشم ما حسنش جلوہ دید	ہر کسے کاندر دیدۂ دل دید دیدار وجود
مہر و مہ بر اوج موجودات شد پرتو فگن	شد چو از نورِ الٰہی روشن انوار وجود
بلبلان را شد بباغ دہر عطر آگین دماغ	چون شد از نکہائے رنگین تازہ گلزار وجود
ہمچو دل در سینہ میدارد مکان آن دلربا	خانہ داری میکند دلدار در دار وجود

کبھی عرض کرتا ہی کہ ای کریم در حرم میرے آقا کو بچانا مجلو روز سیاہ نہ دکھانا حسین کی جیل جیسی دہائی دیتا ہین
اگر اُن کے لیے کچھ خلاف ہوگا تو یہ بندہ تیر اطعون ہو جائیگا قضائے کار اُس قصر مین ایک
شاہزادی تھی گلعذار آفتاب جمال خورشید مثال ابرو ہلال آسمان خوبی کی ماہ کمال بقول شاعر

فرد مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو ہلال * پنجۂ خورشید اُسکے گیسوؤن کا شانہ تھا دیگر
بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا * وہ تجلی تھی کہ موسےٰ کے بھی لیجائے ہوش * غرق دریائے
جواہر مین قدم سے تا فرق * زیور نور وصفا زیب بدن گوہر پوش * کان کی بجلیون مین
تابش برق سر طور * اختر بخت حسینان تھا کہ انجم در گوش * مسند پر جلوہ فرما ہی گرد چند کنیزان
خوبصورت و نیک سیرت کہ جنکی صحبت سے فرحت حاصل ہو نام اُس شاہزادی حسین کا ملکہ
میمونہ گوہر پوش ہی ایک کنیز نے کہا کہ دیکھیے اور کوئی شامت زدہ آتا ہی میمونہ نے جو سر
اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا تنومند درشت چنگال غزال چشم شیر خشم تیغۂ ہلالی دست
حق پرست مین قصر کو دیکھتے ہوے آتے ہین میمونہ گھبرا کر سامنے کھڑی ہو گئی اب جو جانبین کے
کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے ادھر
تو ایرج نوجوان تھرا کر گرے اُدھر میمونہ بھی گر کر بیہوش ہو گئی بعد دیر کے دونون کو ہوش آیا
سب کنیزون نے گھیر لیا کسی نے تلوے سہلائے کوئی گرد پھرتی تھی کسی نے اِترا کر عطر سنگھایا
کسی نے چھوٹی مٹی کا ڈھیلا اُٹھا کر پانی اُسپر ڈالا برابر نتھنون کے لگا دیا ملکہ نے آنکھین اپنی
کھولین سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایرج نوجوان فرش خاک پر پڑے ایڑیان رگڑ رہے ہین بغصہ
طرف خواصون کے دیکھا کہا صاحبو مین کیا مر گئی تھی ایک شخص غریب الوطن مسافر راہ
صعوبت گرفتار رنج و مصیبت خاک پر پڑا لوٹ رہا ہی اُسکو نہ جا کے اُٹھایا مجکو کیون گھیرا
ہی سامنے سے ہٹو جاؤ اُس غریب کو اُٹھا لاؤ چند خواصین پلنگ لیکر گئین اور اُسپر ڈال کر
اُٹھا لائین جیسے ہی بالاے قصر پہونچین ملکہ فرش خاک پر بیٹھ گئین اور سر ایرج نوجوان کا
اپنے زانو پر رکھ لیا خواصون نے آپس مین اشارے کیے کہ دیکھو صاحبو یہ محبت کی خوبی ہی کہ سر
زانو پر رکھ لیا ہی میمونہ نے منھ سے منھ کو ملایا عارض پر عارض رکھدیا بوے زلف عنبرین
سُنگھائی اِس لخلخے کی بو جو دماغ مین پہونچی ایرج نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب
پایا اُس محبوب کو سرہانے دیکھا کہ جس محبوب کو دیکھ کر بیہوش ہوے تھے ایرج نے آنکھ اٹھا کر
جمال بے مثال دیکھا گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے ملکہ نے شرما کر زانو کو ہٹا لیا ایرج بھی اُٹھکر
بیٹھے دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہے ہین کہ کنیزون نے فرش درست کیا مسند عمدہ لگا دی ایک

دونون آکر بیٹھے باتین ہونے لگین میمونہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے ... نے ... کہا کہ نبیرۂ صاحبقران تورنگاہ قاسم عالیشان جد میرے رستم صاحب شوکت و حشم کہ تمہارے نام نامی کے سُننے کا امیدوار ہون کہ ایک خواص نے بڑھ کر عرض کی کہ واری نوبت ذوالفقار سے جو بچ رہے ہین آپ کا باغ گھر گیا سہیل کرگدن سوار کہ اُس سے نسبت آپکی ہو چکی تھی اُسنے آکر بلوہ کیا ہے آپ کے والد زخمی ہو کر قلعے مین چھپے اور یہ خبر وہ پا گیا کہ ... بلخ مین دختر شاہ ہے تو اُسنے باغ کو بھی آکر گھیرا ہے کل صبح کو بلوہ کریگا یہ سُن کر ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ابھی جاکر اُسکا سر لاتا ہون ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شاہزادۂ والا قدر اپنا تو وہ حال ہے کہ بیان جسکا محال ہے

نظم

در پئے قتل یار جانی ہے + ہم کو پہلے سے سرگرانی ہے +
لوگ کیونکر نہ ہون ترے عاشق + حسن بے مثل ہے جوانی ہے +
جسم و دل عاشقو کے ہونگے ہرے + پہنی پوشاک اُسنے دھانی ہے
زیست مین اپنے ناز اُٹھوا لو + تکو میت مری اُٹھانی ہے +
آن کے دندان سے خاک ہو ہمسر + کہ گہر ایک بوند پانی ہے +
کیون تمھین پر نہ زہر کھا کے مرین + آخر اک روز موت آنی ہے
دے کے قاصد کو خط پتہ نہ دیا + یہ نئی میری بدگمانی ہے +
پیار کرلین گے بے اجازت اُنھین + ہمنے یہ دل مین اپنے ٹھانی ہے
دیکھ کر میری چشم کی بارش + ابر خجلت سے پانی پانی ہے +
شعر سطوت کے دل سے سُنتے ہین + شعرا کی یہ قدردانی ہے +

آپس مین حسرت و یاس کے کلام ہو رہے ہین ملکہ نے کہا کہ اے شہریار صبح کو جب وہ بلوہ کریگا تب آپ کو اختیار ہے اور مین بھی مسلح ہو کر چلونگی یقین ہے کہ باپ بھی قلعے سے نکل پڑینگے جب وہ خبر سُنین گے کہ میمونہ بلغ سے نکل آئی تو ضرور قلعے سے باہر نکلین گے۔ ایرج صحبت مین بیٹھے ہین کنیزین آپس مین باتین کر رہی ہین ایک نے کہا کہ ئو اگستاخی تو دیکھو کہ ایک عاشق نے آکر گھیرا ہے اور دوسرے کو لیے بیٹھی ہین وہ بالکل مبہوت ہو رہی ہین کہتی ہین کہ

تم نہ گھبراتا کوئی باغ مین نہ آسکیگا پچاس ساٹھ ہزار پہلوانون سے وہ اُترا ہوا ہی یہ
یکہ و تنہا اگر نکلین گے تو گرفتار ہو جاوین گے ہزارون پر کیونکر فتح پاوین گے رات بھریہی
ذکر رہا یہان سہیل کرگدن سوار رات بھر حفاظت کرتا رہا صبح کو اُٹھا مُنھ ہاتھ دھو کے
سلاح جسم پر آراستہ کیے گینڈے پر سوار ہوا دس ہزار سوار کے افسر کو حکم دیا کہ تم لوگ
باغ پر جاؤ کوئی نہ نکلنے پائے دس ہزار سوار کا افسر کہ نام اُسکا زفیل خان ابلق سوار
ہی اِس نے تعمیلِ حکم کی جب سامنے باغ کے پہونچا تو گینڈا بڑھا کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم
مین آپ کا ملازم ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن مگر اتنا خیال ضرور ہی کہ آپ ہمارے
مالک کی معشوقہ ہین ہم پاس ضرور کرین گے اور اگر سرکشی ہوئی تو گرفتار کر کے لیجائین گے
یہان سے کنیزون نے تیر مارے ایرج نوجوان سوار ہوے زفیل ابلق سوار سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی کہ باغ سے تیر آرہے ہین کئی سو کنیزین تیر مار رہی ہین زفیل نے گینڈا اپنا بڑھایا
کہتا ہوا چلا کہ پہلے باغ مین ہمین جاوین گے سایۂ دیوار مین پہونچا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا
آفتاب عالمتاب جرأت ماہتاب آسمان جلالت صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان باغ
سے نکلے زفیل تو آتشخو شعلہ مزاج ہین دیکھا کہ ایک جوان لحیم و شحیم گینڈے پر سوار اسطرف آتا
ہی جب ایرج باہر نکلے تو میمونہ بھی کوٹھے پر آگئین سات سو کنیزین پشت پر تیر اندازی
کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ تیرون کا مینھ برس رہا ہی قریب آٹھ نو سو جوانون کے تیر
سے مارے گئے زفیل نے للکار کر کہا کہ یارو یون جان جاتی ہی بلوہ کر کے باغ مین گھس جاؤ
دس بیس آدمی گر جاوین گے جب تک دور رہو گے تیر اندازون کی زد پوری ہوتی ہی ایرج
نے نعرہ کیا کہ او بے حیا باغ کی طرف نہ جانا زفیل کو للکارا زفیل پلٹ پڑا ایرج نوجوان سے
مقابلہ ہوا بعد کلام بسیار زفیل نے نیزہ مارا مگر کسی مقام پہ زفیل کمی نہین کرتا ایرج
نے دو گھڑی مین نیزہ اُسکا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے نکل گیا گویا سینے سے کلیجہ نکل گیا جھلا کر
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر
کاٹھا گا تھ کر اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مارا چمک کر جو تیغہ گرا چار جانب
سے تعریفین ہونے لگین بیک ضرب شمشیر زفیل کے دو ٹکڑے ہوے زفیل کو مار کر طرف

فوج کے متوجہ ہوے اہل فوج نے دیکھا کہ کیا بے نظیر سپاہی ہی کہ زنبیل ایسے کو مارا ہم لوگون
پر کیا گذریگی سب قدمون پر گرے دس ہزار نے اطاعت کی ملکہ کبھی باغ سے نکل آئین اور
سات سو کنیزین بھالے اپنے اپنے ہاتھون مین سنبھالے ہوے مادیانون پر سوار ہوئین ان
سب کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان طرف قلعے کے چلے ادھر سہیل کر گدن سوار جب سامنے قلعے
کے آیا معمار شاہ پدر ملکہ میمونہ توپین لگا کر میٹھا ہی گولہ انداز ٹہل رہے ہین اور کوٹھے کے
اوپر نشان ہوا مین فرار ہے ہین گولہ انداز و برق انداز و سنگ انداز و تیر انداز سب
چھپے ہوے بیٹھے ہین قلعے کی حفاظت کر رہے ہین کہ سہیل نے بلوے کا حکم دیا معمار نے
اشارہ کیا گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا سیدھا کرکے نہین معلوم کیا کان مین
پھونکا کہ توپین کڑکین اور گرجین آگ اُگلنے لگین پانچ چار ہزار جوان پہلی ہی باڑھ مین راہی
ملک عدم ہوے ہرچند سہیل چلایا مگر فوج نے کچھ نہ سُنا سب پیچھے ہٹے اور پکار کر کہا کہ اے
افسر آگ برس رہی ہی کیونکر جاوین بہتر یہ ہی کہ اپنی جان بچاوین سب تو پیچھے ہٹ گئے لیکن
سہیل کو غیرت آئی گرز ہاتھ مین لیکر گینڈا بڑھایا طرف قلعے کے چلا گولہ وہان سے پڑ رہا ہی
جو گولہ داہنے پر آیا اُسے جانے دیا جو بائین پر آیا اُسپر بھی توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا
گھوڑا دوڑا کر اُسپر تمانچہ گرز کا مارا کہ گولہ ایک طرف گرا ایرج نوجوان جنگ کرتے ہوے
اُس وقت پہونچے کہ سہیل قریب خندق پہونچ چکا ہی معمار تاجدار لات و منات کو پکار رہا
ہی کبھی چلا کر پکارتا ہی کہ اے نئے خداوند جمشید ثانی آکر مدد کرو جب سب کو پکارا اور کسی
نے مدد نہ کی تو بے اختیار ہو کر پکارا کہ اے خداے نادیدہ مین تیرا بندہ ہون تو مدد کر سب نے
کہا کہ حضور یہ آپنے خوب کہا وقت سخت مین جو مدد کرے وہی خداوند ہی اور یہ لات
وغیرہ تو پتھر کے پتلے ہین سامری و جمشید مثل ہمارے وہ بھی انسان تھے انتقال ہوا اب اُن کو
خداوند کیونکر جانین مذہب کو سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے سب یا خداے نادیدہ مدد کر یا خداے
نادیدہ مدد کر کہہ رہے ہین سہیل کا ارادہ ہی کہ خندق فراؤن بل کر رہا ہی اس بات پر
ناز ہی کہ مین نے قلعہ لے لیا کئی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ خندق فراؤن مگر رُک رُک گیا اور
ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ یاردو راہ پر آؤ میرے ہاتھ سے جان بچاؤ اگر مین اندر آؤنگا تو کسی کو

زندہ نہ چھوڑونگا اور جس بات پر تم لوگ گھمنڈ کرتے ہو اُسکا انتظام پہلے ہی ہو گیا ملکہ آتی ہونگی تم لوگون نے بیکار فساد مچایا مین ملکہ کو قبضے مین کر چکا بادشاہ نے جو یہ سُنا اور معلوم ہوا کہ دس ہزار فوج اُس طرف روانہ کر چکا بادشاہ نے زانودن پہ ہاتھ مار کر ہائے بڑا غضب ہوا وہان باغ مین کون روکنے والا ہی چند عورتین اُس کے ساتھ ہین اُن سے کیا بن پڑا ہوگا خیر یار وغل کر اس سے صلح کر لو مگر کیا عجب ہی کہ اُسکی عصمت بچے اور ہماری جان بچے ایک مرتبہ اور دعا کر لے شاید خدا سے نادیدہ کو رحم آجائے یہ کہہ کر تاج سر سے اُتارا اور بہ رجوع قلب پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

ببین بدیدۂ باطن کہ در نظر ہمہ اوست	چو خور بمطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردۂ دوئی بردار	کنار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صدای قمری و غوغای بلبلان چمن	درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر	چہ اہل جہل چہ نادان چہ بے ہنر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر چہ غلمان و حور و جن و پری	چہ مور و مار چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار	بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی سب یہین بول اُٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے ایرج نوجوان پشت پر ایک نقابدار بادلہ پوش چھ سات سو جوان نیزہ دار تیر و کمان لیے ہوئے اُنکی پشت پر [illegible] ہزار جوان ہمراہیان زفیل آئے ایرج نے وہین سے للکارا کہ او سہیل کینۂ غزنین کوستا نا ہی تیرا حریف مین ہون مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر ایرج نے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ✦ کہ صاحب قرانیم و آفاق گیر ✦ چو تیغ یلی برکشم از غلاف ✦ تزلزل فتد در میان مصاف ✦ اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم ✦ زگاو زمین تیغ دین برکنم ✦ نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا زفیل کے مارے جلنے سے نقابدار کو اطمینان ہی کہ یہ سہیل پر بھی غالب ہونگے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی ایرج گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب خندق پہونچے سہیل نے گھوڑا پھیر امگر حیران ہی کہ زفیل ابلق سوار پر کیا گذری کہ اُسکے ساتھ والے انکے ساتھ ہین ہمراہ حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ نقابدار کون ہی کس زور و شور سے آیا ہی پریشان ہی کہ کس

پوچھون ایرج سے کہا کہ ای جوان زقیل ابلق سوار جو باغ پر گیا تھا اُسپر کیا معرکہ گذرا
ایرج نے کہا کہ وہ رہگرای ملک عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا اُسکے ساتھ والے سب
مسلمان ہوے یہ سُن کر سہیل بہت جھلایا نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نہایت تیز دست ہین نیزہ سہیل کا کاٹا سہیل
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے سپر کو گردش دی اور کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا سہیل نے گریبان پکڑا دونون جوان کو دے کشتی ہونے لگی مگر معمار شاہ
پدر ملکہ میمونہ جب اسنے دیکھا کہ کشتی ہونے لگی تو قلعے سے نکل آیا صف باندھکر کھڑا ہوا
تعریف ایرج کر رہا ہی اور ساتھ والون سے کہتا ہی کہ کیون یارو یہ جوان آفتاب جمال کون
ہی کہ اس پہلوان دیرینہ سال سے لڑ رہا ہی ہر مقام پر غلبہ دکھلاتا ہی کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کی کہ ای معمار شاہ عجب معرکہ گذرا کہ زقیل ابلق سوار کو سہیل نے بلغ
ملکہ پر بھیجا تھا جب اُسنے جاکر بلوہ کیا تو کنیزون نے تیر مارے زقیل نے جو تیر آتے دیکھے
گینڈا بڑھایا اور تیرون کو قلم کرتا ہوا جاتا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا اور یہی جوان اندر سے
نکلا زقیل کو قتل کیا اور یہ نقابدار جو سامنے کھڑا ہی آپ کی صاحبزادی ہین ہمرا ہیان زقیل
مسلمان ہوے یہ سنکر معمار کو سناٹا آگیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو بڑا غضب ہوا یہ
لوگ دشمنان جمشید ثانی مشہور ہین یقین ہی کہ خداوند اس نسبت سے بہت آزردہ ہون
اگر وہ بگڑے تو اُن کو کون روکیگا سب نے کہا کہ خود خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے عاجز ہوکے
طلسم مین آے ہین ان لوگون کے نام سے بھاگتے پھرتے ہین ان لوگون کا مقابلہ نہین کرتے
یہ لوگ اُنسے کسی بات مین کمی نہ کرین گے مگر سہیل دو پہر کامل ایرج نوجوان سے الجھا الجھا
لڑا جب زوال آفتاب ہوا تو ایرج نے نعرہ کرکے سہیل کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون
سہیل نے فریاد کی کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون ایرج نے چھوڑ دیا سہیل کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ستر ہزار جوان دائرہ اسلام مین آے معمار تاجدار
نے ایرج کا استقبال کیا اپنے قلعے مین لیکر آیا ملکہ پلٹ کر باغ مین گئین کنیزونکو مقرر کیا
کہ خبر ہم کو پہونچاؤ ایسا نہو کہ باپ کچھ مکر کرین تو باعث خرابی ہو گا کنیزین صورتین

بدلی کر کر اسے خبر حاضر ہین مگر معمار شاہ ایرج کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا تاج و تخت حاضر کیا
کہ اس سب کا آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا کہ ہمین تاج و تخت سے واسطہ نہین معمار کو
تخت پر بٹھایا آپ ڈنگل پر بیٹھے سہیل بھی حاضر خدمت ہی ساقیان سیمین ساق و طربان خوش آواز
جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایرج نے کہا کہ ای معمار تاجدار ایک امر
تم سے پوچھتے ہین اُسکو بیان کرو کیا سبب ہی کہ جو سائے مین قصر کے آتا ہی دیوانہ ہو جاتا
ہی معمار نے عرض کی کہ یہ کام غلام کا نہین ہی پہلوے قصر مین جو درخت ہی اُسپر ایک
طائر بیٹھا رہتا ہی مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ بغاوت کرے ایک جادوگر ہی
کہ منصرم جادو اُسکا نام ہی وہ یہی سحر کر دیتا ہی کہ انسان دیوانہ ہو جاتا ہی اگر اُس طائر کو
کوئی مارے تب یہ جھگڑا موقوف ہو ایرج نے کہا کہ مین جا کر اُس طائر کو مارونگا اگر خدا
نے چاہا تو یہ آفت موقوف ہو گی معمار تاجدار نے عرض کی کہ غلام کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو
کہ آپ کے دشمنون کے لیے کچھ خرابی ہو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی مین اِس آفت
کو دفع کرونگا معمار حیران ہی کہ دیکھیے مقدمے مین بیٹی کے کیا کہتے ہین مگر وزرا نے بادشاہ
سے کہا کہ اب مناسب یہ ہی کہ نسبت اِن کی ملکہ کے ساتھ کر دیجیے بادشاہ نے ناچار ہو کے
وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی تیار کر کے سینے پر ایرج کے لگایا مبارک
مبارک کی صدا بلند ہوئی نذرین گذرنے لگین مشہور ہوا کہ میمونہ گوہر پوش کے ساتھ
ایرج نوجوان کی نسبت قرار پائی مگر ایرج نے حکم دیا کہ آج ہی عقد ہو جاے بادشاہ
نے جلسہ آراستہ کیا تمام سامان مہیا ہوا قاضی بلاے گئے ملکہ کو حجلۂ عروسی مین بٹھایا ایرج
بیرون بارگاہ ہین کہ قاضی واسطے پوچھنے کے اندر چلا کنیزین گرد بیٹھی ہین ملکہ دُلھن بنی
بیٹھی ہی کہ ایک دناسے کی آواز ہوئی دیکھا سامنے کہ ایک جادوگر سیہ فام و بد انجام
جھومتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین ڈر کے مارے بھاگین اُس جادوگر نے ملکہ کو بغل مین دبالیا
کہتا ہوا چلا کہ منم منصرم جادو کیون صاحبو آج تک معمار آگاہ نہ ہوے کہ ہم مدت سے اِس
محبوب پر عاشق ہین مسلمان کے ساتھ عقد ہو رہا ہی معمار کو آگاہ کرنا کہ منصرم جادو ملکہ کو
لے گیا اگر ملاقات منظور ہو گی تو مین بلا بھیجونگا اور ملکۂ عالم اب یہان تشریف نہ لادینگی ملکہ کو

کوئی نہ دیکھیگا یہان تک تو ہم کو ناگوار تھا کہ قصر کے سامنے کوئی نہ آے کئی سو جوان قید ہین
جو آیا بلا مین مبتلا ہوا آج ہم کو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوئی جاتی ہے یہی دل مین سوچا کہ
چلکر معشوقہ کو لے آؤن کنیزین سب سُن رہی ہین سواے بجا و درست کے کچھ نہین کہتی ہین
منصرم ملکہ کو پنجے مین دبا کر تھوڑی دیر ٹھہرا پھر پرواز کرکے چلا گیا لوگون نے آکر
ایرج کو خبر دی ایرج جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ ایک
جادوگر ملکہ کو پنجے مین دباے لیے جاتا ہے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری ترکش سے بھال کا تیر
نکال کمان مین پیوست کیا تاک کر تیر مارا۔ ایک پاؤن منصرم کا زخمی ہوا جب منصرم کو معلوم ہوا
کہ پاؤن میرا زخمی ہوا پلٹ کر دیکھا کہ ایرج نے دوسرا تیر نکالا ہے چلہ چڑھاتے ہین کہ دوسرا
تیر مارون منصرم نے سر سے اپنے ایک بال توڑا جھٹکا دیکر زنجیر بنائی اُس زنجیر کو ایرج
کی طرف پھینکا ایرج اُس مین بندھ گئے دونون کو لیکر روانہ ہو گیا اب بعد جانے منصرم کے
معمار شاہ آیا اُسنے کہا یارو غضب ہوا منصرم جادو بلاے روزگار ہے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر
کوئی آفت برپا کرے سب نے کہا کہ حضور اب کیون آفت برپا کریگا ملکہ کو بھی لے گیا جس کے
سبب سے فساد تھا اُس کو بھی لیگیا خدا اُنکو بچاے معمار تدبیرین کرنے لگا مگر منصرم جادو
دونون کو لیے ہوے اپنے قصر مین آیا آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے چند کنیزین سامنے
آئین عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے منصرم نے ملکہ کو دیا کہا ان کو لیجا کر کھانا کھلاؤ عمدہ عمدہ
چیزین پیش کرو اور یہ بھی کہدو کہ وہ شوہر تمھارا غیر ساحر ہے مین سحر جانتا ہون باغ
و تالاب وغیرہ بنانا میرا کام ہے اگر تالاب بنادون تو کوئی اُسمین نہا نہین سکتا ایسی
عمارتین بناتا ہون اُن قصرون مین ملکہ کو رکھونگا کہ شاہان سابق نے نہ دیکھے ہونگے کنیزین
ملکہ کو لیکر ایک قصر مین آئین سمجھانا شروع کیا ملکہ نے جواب دیا کہ صاحبو میرے سامنے اُس
روسیاہ کا نام نہ لو میرا عاشق و معشوق جو کچھ ہے وہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران
ہے اگر منصرم کو قتل کرنا منظور ہے تو بسم اللہ مین حاضر ہون لیکن ایرج کو قید سے رہا
کردو کنیزون نے جا کر منصرم سے کہا منصرم نے یہ سنکر کہا اچھا ملکہ کو بھی قید کردو مگر جب سے
ایرج نوجوان طلسم کی فکر مین نکلے بہتر شاپور شیر دل کہ فنون عیاری مین طاق شہرۂ

آفاق ہر یاد مین اپنے آقا کی رو یا کرتا ہو ایک دن روتا ہوا جاتا ہو کہ دیو تندک کا
اُس طرف گذر ہوا شاپور نے جو تندک کو دیکھا پکارا کہ برادر کہان جاتے ہو تندک
نے جو شاپور کو دیکھا بھائی بھائی کہتا ہوا اُتر آیا آپس مین ملے بہت خوش ہوے تندک
نے کہا کہ ای شاپور تم کو کچھ خبر ہو کہ آقا تمھارے کہان گئے شاپور نے کہا کہ اُنھین کے
فراق مین مرتا ہون مارا مارا پھرتا ہون مجکو کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا آقا کے دیدار سے
شاد رہتا ہون تندک نے کہا کہ وہ طلسم نوخیز جمشیدی مین پہونچے شاپور لپٹ گیا کہ
بھائی مجکو بھی پہونچاؤ کہ مین اپنے آقا سے ملون عیاریان کرون نور الدہر کے ساتھ
شبرنگ موجود ہو تندک نے شاپور کو کاندھے پر سوار کر لیا طرف قاف کے لے کر
چلا پھرتا پھراتا قلعۂ اشتباہ پر آکر ٹھہرا یا دیکھا یہان کے سب لوگ غمگین پھر رہے ہین
اشتباہ تاجدار نے یاد مین ایرج کی تاج و تخت ترک کیا ہو صحرا مین بیٹھا رو رہا ہو شاپور
نے کہا کہ ای تندک مجکو اسی مقام پر اُتار دو کیا عجب ہو کہ آقا کا پتہ ملے تندک نے شاپور
کو وہین اُتار دیا شاپور نے بصورت اصلی آکر اشتباہ کو سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کچھ
ایرج نوجوان سے آگاہ ہین نام سنکر اشتباہ بیقرار ہو کر رو یا کہا ای یار تو کون ہو کہ تو نے
اُس شہریار کا نام لیا کہ قلب کانپ گیا جری و بہادر سخی و فیاض صورت شکل و تیغزن ایسے
شیر کا جدا ہونا غضب ہو خدا پھر اُن کو زندہ دکھائے شاپور نے آنسو بادشاہ کے
پونچھے اور پوچھا کہ کیا معرکہ گذرا کہا کہ میری شامت کہ مین نے ذکر کر دیا کہ سامنے صحرا مین
ایک قصر ہو جو اُس قصر کے سایے مین جاتا ہو وہ دیوانہ ہو جاتا ہو مجکو اسکی اصلیت بتایئے
واہ ری جرأت مجھسے سنتے ہی آمادہ ہو گئے جب جانے لگے تو مین مانع ہوا اُسکا جواب
یہ دیا کہ اب تو ارادہ کر چکے جس بات کو ہان کی اُسکا نہین کرنا شیوۂ مردان عالم کے خلاف
ہو مجھسے رخصت ہو کر آج تیسرا دن ہو کہ تشریف لے گئے پھر ہم کو نہین معلوم کہ اُس شیر
پر کیا گذری سب آب و دانہ اُسی شہریار کی یاد مین پڑا تڑپ رہا ہون مگر تم بھی اپنے نام
نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم اُن کو کیا جانو شاپور نے کہا کہ مین اُس شہریار کا عیار
ہون عیاران دست راست میان چالاک و شبرنگ وغیرہ میری عیاریان دیکھا حیران ہوتے ہین

سب کو دیکھ بھال چکا ہون اب مین جاکر اپنے آقا کی فکر کرتا ہون آپ جاکر دارالامارۂ شاہی
مین بیٹھیے وہ صاحب اقبال ہین کوئی صورت پیدا ہوئی ہوگی یہ کہکر شاپور نے اشتباہ تاجدار
کو بارگاہ مین پہونچایا آپ بانہلے عیاری اگاکر طرف قصر کے چلا پھرتا پھراتا قلعۂ معمار مین
پہونچا معمار سے ملاقات کرکے حال میمونہ و ایرج پوچھا جب شاپور کو یہ دریافت ہوا
کہ آقا کو منصرم جادوگر گرفتار کرکے لے گیا ہی شاپور تلاش مین نکلا مگر منصرم جادو آٹھ پہر
عشق ملکہ میمونہ مین رویا کرتا ہی بشکل جانور درخت پر بیٹھا رہتا ہی شاپور نے کنارے آکر
لباس فاخرہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک مہ جبین کی شکل بن کر تیار ہوا ایک
گوشے مین آکر بیٹھا چلا چلا کر رونے لگا پکارتا تھا کہ یا خداوند جمشید ثانی کسی شیر بھیڑیے
کو حکم دیجیے کہ مجھ بدنصیب کو کھا جاے منصرم نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا درخت سے اترا
نشان پر آواز کی چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک گوشے مین روشنی ہو رہی ہی ایک نازنین
کو دیکھا کہ بال سر کے پریشان بیٹھی ہوئی رو رہی ہی چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن
ہی اسقدر روئی ہی کہ ہچکیان لگی ہوئی ہین منصرم نے قریب آکر پوچھا کہ کیون ای مہ جبین کیا
تردد ہی کہ خداوند سے عرض کرتی ہو کہ شیر بھیڑیے کو بھیجیے یہ باتین مجھپر زمیندہ ہین کہ
آفت نصیب فرقت قریب ہون معشوق بیزار دل بیقرار اصل مین اب میری یہ صورت ہی نظم

غم میکند فزونی ای دوستان خدارا — شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
مارا چو موم بگداخت این آتش محبت — تا چند باشدت دل در سینہ سنگ خارا
مردیم و گردش چرخ رحمے نکرد بر ما — تا کی توان بدشمن صاحبدلان خدارا
مستی و تنگدستی بدنام خلق سازد — با طرزشہ چہ نسبت درویش بے نوارا
کشتی عمر بشکست در بحر نا امیدی — مشکل کہ باز بینم دیدار آشنارا
حاصل نشد چو گہ گاہے ز تیر تدبیر — تدبیر را گذارم گردن نہم قضارا
بگذشت موسم گل شد نالہاے بلبل — تا کی شراب مستی یا ثیبا المتکاری
بر باد رفت در غم یاران ذخیرۂ عمر — باشد کہ گردش چرخ فرصت دہد قضارا
یاران بہ بزم عشرت مخفی وکوے محنت — با عافیت چہ کار است درویش بینوارا

اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اے منصرم یاد رہے تجکو میرے حال پر رحم آیا ہی تو مجکو لے چل مین
تیرے ساتھ رہونگی اور اُس معشوقہ نازنین کو بھی راضی کردونگی ایسا کردون کہ جسطرح
تو اُسپر عاشق ہی وہ تجپہ عاشق ہوجاے یہ ذکر سُنکر منصرم نہال ہوگیا بین کہتا ہی کہ کیا
معشوقہ ملی کہ اُسکو بھی راضی کردیگی عورت ہی حسین وجمیل ہی جو سمجھائیگی تو وہ مان جائیگی اگر
دونون معشوقین قبضے مین آئین تو کس عیش سے بسر کرونگا ہاتھ بڑھا کر کہا کہ صاحب جلدی تمھارا
وہ مرتبہ کرون کہ وہ بھی رشک کرے مگر تمھارا نام کیا ہی شاپور نے کہا کہ صاحب مجھہ سوختہ
بخت کا نام گلبدن ہی منصرم نے پوچھا کہ اس صحرا مین آنیکا کیا باعث ہوا شاید مین نے
مسلمان کو جو قید کیا قدرت نے مجکو بدلہ دیا تو ایسی حور پیکر اور یہ جنگل کیونکر تردد نہ ہو
اُس نازنین نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی کہ قزاق آکر گرے مال و اسباب
لوٹ لیا جب میرے خیمے مین گھسے تو مین نے بتلا دیا کہ فلان خیمے مین مال بہت رکھا ہی
وہ لوگ اُس طرف گئے مین نکل بھاگی اس جھاڑی مین آکر پڑ رہی منصرم نے کہا کہ قدرت
نے تجکو میرے پاس بھیجا ہی ورنہ صحرا مین آنا اور یون لٹنا باپ سے چھٹنا تین دن مین کوئی شیر
بھیڑیا نہ آیا قدرت نے مجکو بھیجا ہی شاپور نے ہنس کر کہا کہ جس وقت مین پیدا ہوئی
تھی تو میری تقدیر مین یہی لکھا تھا مگر صاحب قدر کرنا پریشان نہ ہون منصرم نے کہا کنیزان
جیسی دروی واسطے خدمت کے مقرر کرون اور تجکو تخت پر بٹھاؤن انتظام مالی و ملکی سب
تیرے سپرد ہو شاپور اچھا اچھا کہتا ہوا جاتا ہی منصرم جادو اُس نازنین کو اپنے باغ
مین لایا چند کنیزین کہ جنکو یہان کا نگہبان کیا تھا اُنھون نے آکر فرش وغیرہ بچھوایا مگر
شاپور نے شراب کا ذکر کیا کہا صاحب آج کئی دن سے یہ مجھسے چھوٹی تڑپ تڑپ کر مین
دن کاٹے ہین اب تو اسقدر پیون کہ بیہوش ہو جاؤن بیہوشی مین تم کو اختیار ہی چاہے ذبح
کرڈالو منصرم ان باتون پر مرا جاتا ہی اور کہتا ہی عمر بھر خدمتگزاری کرونگا شاپور نے کہا
کہ وہ معشوقہ سرکش کہان ہی اُسکو بھی راضی کردون صحبت مین لاکر بٹھاؤن اُسکو شراب
پلاؤن اگر راضی ہوجاے تو پہلے اُسی سے وصل حاصل کیجیے اور میرا کیا ہی مین تو کنیز ہون
جس وقت فرمائیے گا مین اُسی وقت حاضر ہونگی کسی طرح وہ سرکش راضی ہو منصرم

نے بنایا کہ وہ سامنے جو کمرہ ہی قفس میں بند ہی جا کر اُس سے بات کرو مگر زیادہ منت نہ کرنا
مجھے اب تیرے حال پر توجہ ہی اگر وہ راضی ہو جاے تبہا ورنہ زیادہ اصرار نہ کرنا میری تجھپر
بہان باقی ہی شاپور نے اُسکے ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا منصرم گال سہلا کر رہ گیا وہ مجھون پر
ساؤ پھیر رہا ہی کہ مین کیسا خوبصورت ہون کہ ایسے مہجبین مجھپر مائل ہوئی لمہ بنا پور تعجب کر
کمرے مین آیا ایک قفس مین ایرج کو دیکھا ایک قفس مین وہ ماہ تابان سر نگون بیٹھی روتی
ہی شاپور قریب آکر بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم کیون روتی ہو مین غلام تمہارا ہون عیار
ایرج نوجوان کہ جو ساتھ آپ کے محبوس ہین موسوم بہ شاپور شیر دل مین ابھی خرم
کو مارے لیتا ہون آپ اپنا لمہ دیجیے کہ مین تجھپر مائل ہون تو نے ظلم کیا اس وجہ سے
انکار رہا ملکہ نے کہا کہ ای بہتر والا گہرا انصاف کرو کہ مین یہ کلمہ کہکر منہ کو نجس کردن ایسا
کلمہ زبان سے کہون مین اُس شہریار کی عاشق ہون کہ جو میرے ساتھ قید ہی تم اُنکو بچاؤ
مین قید مین پڑی رہونگی شاپور نے کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ دونون صاحبونکو قید سے
رہا کرتا ہون منصرم جادو میرے قبضے مین ہی یہ کہکر شاپور باہر نکلا پکارکر آواز دی کہ ای
منصرم جادو بڑے صاحب نصیب ہو وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے بدعت کی اس وجہ سے
اُسنے انکار کیا وہ تو آمادہ ہی کہ تجھسے وصل حاصل کرین مجکو دیکھکر جل گئی اب مجکو بھی ضد
ہوئی کہ اسکو جلاؤن مجھسے کیون رشک کیا مرد کو خدا نے فخر دیا ہی کہ دس دس معشوقین
ہوتی ہین اگر ہمکو تمنے قبول کیا تو کیا بُرا ہوا اُسکو اپنے حسن پر بڑا غرور ہی منصرم نے کہا کہ تمسے
تو حُسن مین بہتر نہین ہی شاپور نے سپٹے پکڑکے کہا کہ نگوڑے مجھپر طعن کرتا ہی اور مجکو بتاتا ہی
مین اُس سے زیادہ خوبصورت نہین ہون البتہ سن میرا کم ہی مین انصاف کو ہاتھ سے نہ
دونگی یہ کہکر جام لبریز کیا کہا لو صاحب تم پی لو کہ تم کو سرور ہو اور مین تو کبھی جام
پیونگی تین دن سے محروم ہون اسی کے نہ پینے سے میری یہ نوبت ہوئی کہ نوبت بجان بکار رسیدہ
استخوان ہو گئی منصرم نے جام لیا خوشی خوشی پی گیا شاپور نے دو جام منصرم کو متواتر پلائے
وہ قاتل بیہوشی ڈالی تھی کہ اگر دریا مین ڈالے تو مچھلیان بلبلا کر نکل پڑین منصرم بیٹھے بیٹھے گھبرایا
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجکو کوئی آسمان رہنے دیتا ہی جیسے جدا آتا ہی

شاپور نے کہا اُٹھ کر ٹہلنے ہوا لگے تو گرمی کم ہو جائے منصرم جادو اُٹھا اور ارادہ کیا کہ مین ٹہلون
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا شاپور نے جو دیکھا کہ منصرم بیہوش ہوا خنجر کھینچ کر چھاتی پر
چڑھ بیٹھا چاہتا تھا کہ قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ناعیار کیا کرتا ہے منم النصرام جادو
شاپور نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر بصورت مہیب بشکل عجیب و غریب آسمان سے
آتا ہے چاہتا ہے کہ کڑک کر گردن شاپور کے دو ٹکڑے کرون شاپور نے بیہوشی اُڑا دی جیسے ہی
النصرام کمرے کے اندر آیا بیہوشی دماغ مین پہونچ گئی لڑکھڑا کے گرا شاپور نے نعرہ کیا
کہ منم شاپور شیر دل دونون کو شاپور نے قتل کیا ایک سناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا شاپور
نے اُسی اندھیرے مین آکر ایرج کو قفس سے نکالا ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا
نہال ہو گئے گلے مین ہاتھ ڈال کر پوچھا کیون بھائی کہان تھے کیونکر آئے شاپور نے
سب کیفیت بیان کی کہ دیو تندرک مجکو لایا ایرج نے آکر ملکہ کو قفس سے نکالا تمام قصر کو
چھانا کسی آدمی کا نشان نہ پایا منصرم اکیلا ہی رہتا تھا یہی ہر ایک کو سحر کرکے دیوانہ
کر دیا کرتا تھا پہلو مین قصر کے ایک قیدخانہ تھا اُس مین چالیس گنہگار قید تھے ایرج
اُن سب کو رہا کر کے نکلے وہ سب جوان بصدق دل مسلمان ہوئے اب ایرج اُن
سب کو ساتھ لیے ہوئے معمار شاہ کی ملاقات کو آئے معمار شاہ ایرج کو دیکھ کر بہت
خوش ہوا کہنے لگا مجکو بڑا شرف حاصل ہوا ایسا داماد مجکو ملا کہ غنچۂ خاطر شگفتہ ہو گیا
مدتون سے یہ معاملہ درپیش تھا مجکو بھی پس و پیش تھا یہ نہ جانتا تھا کہ کلید فتح اُسکی جنکے
ہاتھ مین ہے غلام کی عملداری کا کانٹا نکل گیا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا کہ ایسا نہو
کہ تمکو بھی سحر کر دے مگر شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ وہ واصل جہنم ہوا اب ایرج نوجوان
معمار شاہ سے رخصت ہوئے اور تہیل کر گرگدن سوار کو لشکر کا سپہ سالار کیا اور طرف
تخت اشتباہ و تاجدار کے کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل اشتباہ کو خبر ہوئی کہ وہ
جوان آتا ہے خوش ہو گیا اور کہا کہ مین اُسی دن سمجھ گیا تھا کہ یہ جوان صاحب اقبال ہے کہ ایرج
آئے تو یہ پیرا استقبال دوڑا ایرج کو بارگاہ مین لایا اور قدمون پر گر پڑا کہ تخت پر
بیٹھو ایرج نے جواب دیا کہ تمہارے حکم سے انکار نہین مگر ہم لوگون کے واسطے تاج و

تخت

تخت نہین مقرر ہوا اس وجہ سے ہم کو انکار ہی کہ ہمارے تاب ارے کے واسطے بدشگنی ہی اسوجہ سے ہم کو انکار ہی ورنہ تمھارے ارشاد سے کیا گردن تابی ہی تم محبت سے کہتے ہو یہ سُن کر اشتباہ تاجدار نے کہا کہ بسم اللہ آپ دنگل پر تشریف رکھیے ایرج نوجوان دنگل پر بیٹھے ساقی بچون نے چرچا شراب کا کیا ایک گائن شوخ و شنگ بتا بنا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

دنیا مین سوجھتا نہین کچھ بھی سواے حرص ایسی بھری ہی سر مین ہمارے ہواے حرص
ذلت کا اس جہان کی کسی کو نہین خیال سلنے کیطرح ساتھ ہی سبکے بلاے حرص
عاشق جو ہین تو ہی یہی اسد سے دعا عشق صنم ہو دلمین ہمارے بجاے حرص
اُس رُخ کے بوسے لیکے مرا دل ہوا نہ سیر کس سے بھلا بیان کرون ماجراے حرص
دنیا مین ذلتین وہ اُٹھائیگا دمبدم نازل کسی کے سر پہ جو ہو گی بلاے حرص
واعظ بتا نہین ہی کسے زر کی آرزو دنیا مین آ کے ہوتے ہین سب مبتلاے حرص
جی چاہتا ہی یار کے بوسے لیا کرون ایسی کسی کے دلمین نہ یارب سماے حرص
دنیا کی ذلتون سے بچون پھر تو ای کریم تو ہی مدد کرے تو مرے دلسے جاے حرص
سطوت فقیر کو تو قناعت سے ہی غرض منعم جو ہین وہ ہی ہین سو مبتلاے حرص

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا ایرج نے اس جمعیت کو غنیمت جانا حکم دیا کہ ہین مقابلے مین جمشید کے لیچلو ایک طرف سے نور الدہر اور دوسری طرف سے ایرج چلے کہ پہونچنا ان جوانون کا گزارش کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان دارا ے ہند لندھور بن سعدان آنا طرف طلسم نوخیز کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا — ساقی نامہ تو تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہباے مل — کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل — کسی ہے تو آ کام فرخندہ فال
کہ دنیا ہی آخر کو خواب و خیال — لکھون حال لندھور ذیجاہ کا — کہ ہو دا غلط اُنکا بھی برملا
امیر جہانگیر کے جانشین — جدائی مین شیر دکنی یہ ہی حزین — یہ حال جلالت بھی تحریر ہو
قمر نظم مین صاف تقریر ہو — کہ نفرت ہی اُلجھن سے دلکو مرے — نہ ربط عبارت مین کچھ شک پڑے

وہ تحریر رنگین ہو ای ذی شعور
لڑائی کے اوصاف تقریر ہون
چل ای توسن کلک شیرین رقم
کرون منزل جنگ کو صاف طی
اُٹھا ابر جو تیرہ و تار ہی
تو جام و صراحی سے بھی فیض پائین

نہو اشتیاق جہان دیدے دور
کرین جا کے دشمن کو یہ گرد برد
کہ سامان جنگ و جدل ہین بہم
شراب مصفےٰ کا خواہان ہو نہین
اسی رنگ سے بس سرد کار ہی
قمر آگیا وقت تحریر کا ++

جلالت کے سامان تحریر ہون
کہ اہل طلسمات ہون خوب سرد
کبھی سنج ہی اور کبھی چین ہی
ترے درد کا بھی درمان ہو نہین
جو رندان میخوار تشریف لائین
دکھا زور تو اپنی تقریر کا

چہرہ غازیان غزوات جرأت وہمت دمجاہدان میدان کارزار جلالت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہرسنجان دریاے معانی * چنین آرند جنس قدردانی * کہ داراے ہند لندھور بن سعدان ان کا لشکر ہمیشہ الگ رہتا ہی غرو بیہ باختریہ نو لاکھ ہندیون سے فرد کش ہین ایک ایک ہندی بانکا خانہ جنگیان اڑے ہوے زخم کلون پر چڑھے ہوے جری و بہادر وصف شکن اگر آگ کا دریا ہو تو جا پڑین دشمن کو تلوار کے گھاٹ اُتارین جس دن سے صاحبقران گئے ہین اور بادشاہ لشکر غائب ہوے ناظرین کو یاد ہو گا کہ رستم و بدیع الزمان و قاسم یہ لوگ روانہ ہو گئے لندھور نے جو بارگاہ کا یہ رنگ دیکھا کہ جو سردار گیا وہ پلٹ کر نہ آیا اور نہ کوئی خبر ملتی ہی دل سے اپنے باتین کر رہے ہین کہ ای لندھور یہ سب لوگ کہان گئے کیونکر خبر لون کہ کیا کر رہے ہین اگر خدانخواستہ کسی آفت مین مبتلا ہو گئے ہون تو مشکل ہی دربار سے اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آے صحبت عیش بھی نہ آراستہ کی اور الیاس ہندی سے بھی کلام نہ کیا اُلجھن سے طبیعت کی خاصہ بھی نہ نوش فرمایا اُسی حال مین چھپرکھٹ پر آکر لیٹے تڑپتے تڑپتے سو گئے خوابہاے پریشان دیکھنے لگے آخر بیت امیر کو خواب مین دیکھا لندھور دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپ کبھی تنہا نہ جاتے تھے بغیر آپ کے مجھے یہ مقام قید خانہ ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر کی تو خبر لو لندھور کی آنکھ کھل گئی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی صدا آنے لگی لندھور نے تیغ دودم ہندی اُٹھا لیا بیرون بارگاہ آے دیکھا لشکر مین تلاطم ہی ایک شعلہ جدھر جا کے گرتا ہی اُدھر آفت برپا ہوئی ہی لندھور جب اُس طرف جاتے ہین تو شعلۂ آتش دوسری طرف چلتا ہی صبح تک

لندھور یہی کیا کیے فولادکوہ کے لشکر مین تلاطم رہا آخر غم والم مین اہل اسلام کے گریبان سحر
چاک ہوا اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ دوہزار جوان لشکر کے مارے گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کہ
کسنے مارا لاشے تو غائب ہین مگر استخوان جلے ہوے جابجا پڑے ہین ہر پلٹن مین ہر رسالہ
مین یہی ذکر ہی کہ اسقدر آدمی مارے گئے کچھ گھوڑے غائب ہوے کچھ اونٹ ناپدید ہوگئے مگر
جس طرف فیلان مست بندھے تھے اُس طرف وہ شعلہ نہین آیا لندھور نے بہت تفتیش کی
مگر کچھ حال نہ کھلا دن بھر اسی انتظار مین رہے کہ شام سے پھر وہی آفت ہوگئی پھر رات
دواودوش مین بسر ہوئی صبح کو پھر خبر گذری کہ دوہزار جوان مارے گئے لندھور جو
بارگاہ مین آے سرداران حاضر وقت نے سبب ملال پوچھا لندھور نے کہا کچھ سبب سمجھ مین
نہین آتا ہین رات بھر دواودوش مین رہا مگر کچھ حال نہ کھلا سب سردار رونے لگے اور کہتے تھے
کہ اے دارا اے ہند اُس صاحب اقبال کا لشکر مین نہ ہونا بڑی خرابی ہی آرام نہین
ملیگا کہ خواجہ زادون نے پوچھا اے دارا اے ہند آج تمھاری آنکھون مین آشوب سا معلوم ہوتا
ہی اگر حکم ہو تو سرمۂ سلیمانی نکال لائین ایک دو سلائیان آنکھون مین پھیر لو لندھور نے کہا
کہ آپ کا حکم بجا لاتا ہون منگوائیے لگا لونگا مگر بارگاہ کا یہ حال ہی سردار دنگ ہو رہے
طبیعت کو انتشار ہی خواجہ زادے گئے سرمۂ سلیمانی نکال کر لے آئے لندھور نے دو سلائیان
آنکھون مین لگائین اچھی طرح رات کو آکر آرام کیا کہ رات کو پھر پلٹا ہوا لندھور نکلے اُنھین
کی بارگاہ کے قریب وہ شعلہ خیمون پر گرتا تھا لندھور نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک دیو
ہی وہ جابجا بندگان خدا کو آزار پہونچاتا ہی خیمون کو جلا رہا ہی لندھور نے للکارا کہ او
خونخوار ان بندگان خدا نے تیرا کیا لیا ہی نعرہ کرکے قریب پہونچے اُس دیو نے پلٹ کر
چنگل مارا کہ ان کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاؤن تین دن مین پانچ چار ہزار جوان اس ظالم نے کھائے
لندھور نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مار دیا کہ مُتھوے کے بل دیو جھکا او پر سے ایک گھونسا
مارا اور نعرہ کیا نعرۂ لندھور سہ جزیرہ ہاے دریا از اگر فتم تا بہ ہندوستان ہوا گرنام
نمیدانی منم لندھور بن سعدان ۔ لندھور کے نعرے کی صدا سُن کر افسران فوج دوڑ پڑے
آکے سب نے دیکھا کہ لندھور ایک دیو سے لپٹے ہوے لڑ رہے ہین کوئی سپاہی قتل ہو گئے

نہین پایا دیو زور کر رہا ہے چاہتا ہے چھوٹون تو بھاگ جاؤن مگر لندھور کب چھوڑتے ہین
برابر کشتی ہو رہی ہے جب پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھونسے مارتے ہین کہ دیو چیخنے لگتا ہے بمشکل
جان بچاتا ہے پہر رات باقی تھی صبح تک وہ دیو لندھور سے لڑا آخر لندھور نے صبح ہوتے
دیو کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ کر گردن کو زانو سے دبایا پوچھا کہ اے حیا بندگان خدا نے تیری کیا
خطا کی تھی کہ تو باعث بربادی ہوا تین دن سے تار باندھ دیا دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای
دار اسے ہند مین خداوند زندہ کو سجدہ کرتا ہون ایک دن جا کے سجدہ کیا تو قدرت نے
فرمایا کہ مسلمانون نے بہت عاجز کیا ہے تو اُن کی طرف جا اور لشکر حمزہ کو تباہ کر دے سب کو
کھا جا مین حکم خداوند سے آیا تھا مین نے بے وجہ خطا نہین کی لندھور نے کہا کہ تمھارے
خداوند کون ہین دیو نے جمشید ثانی کا نام لیا اور بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی کے حاکم
ہین چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہے قدرت عاجز ہو رہے ہین مگر وہ طلسم ایسا نہین
ہے کہ جو بیکایک شکست ہو اور مسلمانون کا بندوبست ہو لندھور نے کہا کہ اب کیا ارادہ ہے
دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپ کا بندہ ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن لندھور نے کہا
کہ ہم کو بھی حوالی طلسم نوخیز مین پہونچا دو جو کچھ کہو وہ تم کو دین دیو نے قبول کیا لندھور
نے کہا کہ کل رات کو آکر گوشے مین ٹھہرنا ہم اکیلے چلے آوین گے ہمین لے چلنا الیاس ہندی
یہ سُن رہا تھا خاموش ہو رہا لیکن دوسرے دن رات کو وہ دیو موافق وعدے کے آکر ٹھہرا
لندھور نے سلاح جسم پر آراستہ کیے نکل کر طرف دیو کے چلے جب قریب دیو کے پہونچے
تو دیو نے سلام کیا اور کہا کہ جو غلام نے عہد کیا تھا اپنے وعدے پر حاضر ہوا مین تخت
بناؤن اُسپر سوار ہو کے چلیے مگر الیاس ہندی عیار انکا سُن چکا تھا یہ بھی دقت پر آکر
حاضر ہوا دیو نے ایک تخت تیار کیا اسپر لندھور سوار ہوے کہ الیاس ہندی نے عرض کی
کہ ای آقاے نامدار ودای مولاے قدرشناس تعجب ہے کہ آپ تو خدمت صاحبقران مین
جاوین اور غلام رہجاوے لندھور نے جو الیاس ہندی کو آمادہ دیکھا اسکو بھی تخت
پر سوار کر لیا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی مالک اشتر دعرب دراز عیار انکا یہ بھی
آئے مالک نے کہا کہ ای داراے ہند مقام افسوس ہے کہ تم جاؤ اور ہم نہ جاوین

وہ وہ سردار گئے ہین کہ جنکا مثل پردۂ دنیا مین نہین ہی ایرج نوجوان کشندۂ کافران نورالدہر
بن بدیع الزمان اُن کے ہمچشم ہمسر اور قاسم ہم کیونکر کہین کہ یہ شیر خالی بیٹھے ہونگے مگر تاسف
کا مقام ہی کہ تم جاؤ اور ہم کو ساتھ نہ لو لندھور نے کہا کہ آئیے خیال مین گذرا کہ ای لندھور
خیر یہ ایرج کے معین رہین گے مین تو ہمراہ رکاب نورالدہر بن بدیع الزمان رہونگا
الغرض لندھور اور مالک اور الیاس ہندی اور عرب درراز تخت پر سوار ہوے وہ دیو
زیر تخت ہاتھ دیے ہوے شب ماہ مین لیے جاتا ہی چند ساعت مین جبل اعلیٰ سے گذر گیا شکارگاہ
سلیمانی وغیرہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر افغان کوچک بیٹھا تھا تیر و کمان کو
اُٹھاکر سینہ دیو کا تاکا مگر تیر ہاتھ سے چھوٹ پڑا دوسرا تیر اُس نے اس لطف سے مارا کہ دیو
کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا تخت دیو سے چھوٹا لندھور و الیاس ایک طرف
جاکر گرے مالک و عرب درراز ایک جزیرے مین پہونچے مگر لندھور بن سعدان ایسے
مقام پر پہونچے کہ وہ صحراے غولان تھا غولون نے جو دیکھا کہ دو آدمی پھر رہے ہین چارطرف
سے آکر گھیر لیا لندھور تیغہ کھینچ کر لڑنے لگے جب کئی سو غول مارے گئے تو ایک غول نے چیخ
ماری کہ ای افسر ہمارے آدمی زادے نے ہم کو تباہ و برباد کیا ہی آکر مدد کرو کہ صحرا سے ایک
غول بلند بالا آکے پہونچا چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے آتے ہی لندھور پر وار کیا
لندھور نے روک کر تیغہ مار دیا کہ اُس غول کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کے مرتے ہی
سب غول بھاگے درہ ہاے کوہ مین جاکر چھپے لندھور نے الیاس ہندی سے کہا کہ ای
الیاس آج تو اسی صحرا مین رہو کل کسی مقام پر پروردگار پہونچائیگا تقاضاے آب ودانہ
کھینچ کر لیجائیگا الیاس نے عرض کی کہ سواے صحرا کے اور یہان کیا ہی حضور آرام کرین
مین جاگتا رہونگا لندھور نے کہا کہ نا انصافی ہمارا کام نہین ہی دو پہر ہم جاگین دو پہر تم
جاگو الیاس نے کہا جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا غلام سب طرح راضی ہی غرضکہ
رات موافق گفتگو کے بسر ہوئی صبح کو دونون ایک جانب چلے بھالاک غول جو لندھور
کے ہاتھ سے مارا گیا ہی تو زوجہ اُسکی بیٹھی رو رہی تھی اپنے جو دور سے لندھور کو آتے ہوے
دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی اور ٹہلتی ہوئی چلی جب قریب پہونچی تو لندھور کو صریحہ نے للکارا

که او آدم زاد کہان جاتا ہی تیرا گریبان پنجۂ اجل مین پہنسا که کشان کشان کھینچ کر یہان تک لایا
سچ بتا کہان جائیگا لندھور نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی تجکو کیا دخل ہی کہ ہم کہان
جائین گے صرصر نے چوبدست اوٹھائی لندھور پر لگائی لندھور نے چوبدست اوسکے ہاتھ
سے چھین لی صرصر نے چاہا کہ لپٹ جاؤن لندھور نے اوسی چوبدست سے اوسکو قتل کر ڈالا
کہ آگے بڑھون درۂ کوہ سے انسانون کی آواز آئی لندھور نے کہا کہ ای الیاس ہند
معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بندگان خدا یہان قید ہین الیاس نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ صرصر غول
ہی آپنے افسر کو مار کر ہلاک کیا یہ اوسی کی مادہ تھی ایسی باتین سنکر لندھور درۂ کوہ مین گھسے
چالیس پینتالیس شاہزادے وہان قید تھے اون سب کو لندھور نے رہا کیا بارگاہین و خیمے
پائین بیرون درہ استادہ کرائین خیمے بہت نکلے کیونکہ جو تاجر ادھر سے نکلتا تھا غول اوسکو لوٹ
لیتے تھے جو قافلہ گذر جاتا لٹتا اکثر شاہون کی ارسالین لوٹ لین انسانون کو ہلاک کرتے تھے مال
لیکر جمع کرتے تھے وہ سب مال لندھور نے پایا بیرون راہ اوترے خیمے استادہ ہین روشنی ہوئی
ہی دوکاندار آگئے دوکانین لگادین ایکطرف گلفروش بیٹھے ہین ایک جانب نانبائی خمیری
روٹیون کے انبار لگائے ہین ایک جانب شیرمالین اور باقرخانیان رکھی ہین دیگچے نہاری
کے چولھون پر چڑھے ہین گاہک ٹوٹ رہے ہین ایک جانب گلوری والے سرخرو
بیٹھے ہوئے ہین ایک پیسے مین سرخرو کرتے ہین گاہک کی آبرو بڑھاتے ہین گلفروش صدا
لگا رہے ہین بہار چوہی کے البیلے مزاج والا ملاحظہ کرے بیلے کے گجرے ہین بھانڈ جگتین
کر رہے ہین لندھور حیران ہین کہ یہ سامان کہان سے آگیا یہ میلہ کیونکر جما لندھور اس حیرانی
مین ہین قضاے کار سامنے اسی … کے ایک … وادی پرخار ہی کہ تمام ڈھاکا شاخ در
شاخ پٹا ہوا ہی نقابدار زرین پوش واسطے شکار کے آیا تھا اسی جنگل مین شام ہوگئی تو اوتر پڑا
چند چراغ لشکر مین روشن ہین اپنے لشکر مین سناٹا ہی تاریکی شب خال زنگی کا مزہ دیتی ہی نقابدار
گھبرا کر بارگاہ سے نکلا دیکھا سامنے خوب روشنی ہی کہ ستارے نخل کے مثل برق چمک رہے ہین اکثر
طائر جمع جانکر [illegible] ہین بقول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار * زاغ پر تھا
گمان بو تیمار * نقابدار زرین پوش یہ سامان دیکھ کر بہت متحیر ہوا گھوڑا منگوا کر اوسپر سوار ہوا

ہر چند کہ وقت شب تھا مگر باز سفید سر پر اُڑتا ہوا نقابدار گھوڑے کو اُٹھاتا ہوا اس مقام پر
آیا روشنی کا تماشا دیکھنے لگا لندھور کو الیاس ہندی نے خبر دی کہ نقابدار زرین پوش آپکے
بازار مین سیل رہا ہی لندھور پر یہ خبر جلالت اثر سنکر وجد طاری ہوا کہتے اُٹھکر ٹہلتے ہوئے
بازار مین آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار لندھور سے زیادہ جھکا اور گھوڑے سے اتر کر بغلگیر ہوا لندھور
نے کہا کہ بارگاہ مین تشریف لے چلیے نقابدار ساتھ ہوا عیار نقابدار ہمراہ ہی جب بارگاہ مین
لندھور نقابدار کو لائے مقام صدر پر جگہ دی نقابدار نے لندھور کو دست راست پر
بٹھا لیا لندھور نے کل کیفیت ظاہر کی نقابدار نے سب خاطر مین لندھور کی گوارا کین جام
گردش مین آیا عیار نقابدار نے چنگ مرصعی کو بجایا الیاس ہندی یہ اشعار گانے لگا نظم

جب سے مائل اُس بت سفاک پر دل ہو گیا ✦ کیا کہون بس اک زمانہ میرا قاتل ہو گیا
جوش وحشت لاکھ ہو صحرا کو جا سکتا نہین ✦ ای جنون اب مین گرفتار سلاسل ہو گیا
بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنس کے کہتا ہی وہ شوخ ✦ ہی خدا کی شان تو بھی اسکے قابل ہو گیا
حُسن آرائی مین تم مشاق جب سے ہو گئے ✦ عشقبازی مین حسینون کی مین کامل ہو گیا
ناز بیجا اب اُٹھانے کی مجھے طاقت نہین ✦ ٹکڑے ٹکڑے تیری باتون سے مرا دل ہو گیا
حُسن اپنا دیکھ کے خود اُس کو حیرت ہو گئی ✦ آئنہ جب اُس پریرو کے مقابل ہو گیا
وصل کی پروا نہین یہ فخر کیا کم ہی مجھے ✦ مین تمھارے چاہنے والون مین داخل ہو گیا
مثل مجنون بنکے دیوانہ مین صحرا کو چلا ✦ جب نہان آنکھون سے وہ لیلی شمائل ہو گیا
مدتون عاشق تصور مین ترے لوٹا کیا ✦ لطف وصل یار بھی فرقت مین حاصل ہو گیا
کیون برائے قتل باندھے ہی کمر سے تیغ وہ ✦ آنکھ بھر کر جسنے دیکھا اُس کو بسمل ہو گیا
روضۂ سبط نبی مین جبکہ مین داخل ہوا ✦ کیا کہون کیا شادمان سطوت مرا دل ہو گیا

عین گرمی صحبت مین نقابدار نے لندھور سے کہا کہ ای دارائے ہند تم رفیق قدیم ہو امیر
کے اور امیر کے مزاج سے بخوبی آگاہ ہو جب مین نے اُن سے سوال کیا اُنھون نے یہی جواب
صاف دیا کہ سرمیدان مجھسے مقابلہ کرو یا نے مجھے لو مین نہین چاہتا کہ سرمیدان اُن کو
شکست ہو یا میری ذلت ہو وقت دیکھکر صاحبقران کو سمجھانا کہ سرمیدان سے باز آئیے یہ سنکر

لندھور نے کہا کہ ای بہادر صاحبقران وہ سپاہی ہین کہ سات برس کے سن مین طاہر عادی و
مطاہر عادی کو مارا بارہ برس کے سن مین ہشام بن علقمہ خیبری کے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے
کیے سولہ برس کے سن مین ہندوستان مین آے میرے گرز کھاے اور مجکو تسخیر کرلاے ہرچند
کہ مین زیر نہین ہوا مگر عقل سے دریافت کرلیا کہ صاحبقران مجھپر غالب ہین آخر شتاب مین
مجکو زیر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے دیوراہ دار ودیو عفریت وار جنگ
آہن شاخ وسمندون ہزار دست وغیرہ سرکشان قاف کو مارکر چھتیس برس کے سن مین
پردۂ دنیا مین آے نوشیروان ایسا بادشاہ جلیل کہ کرور فوج کا بادشاہ تھا صاحبقران کے
ہاتھ سے شکست کھاتا ہوا ملکون ملکون بھاگا بس ای نقابدار یہ یاوہ گوئی مین نے اسوجہ
سے کی کہ اُن کی نظر مین کوئی جمتا نہین اپنے فرزندون کو زیر کیا کسی سے روگردانی نہین کی
مجھے نہین یقین کہ بدون مقابلہ وہ مانے دین نقابدار نے کہا کہ خیر ای دارای ہند کل
معرکۂ عظیم ہی کہ سات لاکھ نرہ ہاے دیوے قہقہہ سہ چشمی کا بیٹا کریت بن قہقہہ آئیگا اُس سے
مقابلہ پڑیگا کل مجھے بڑی کد وکاوش کرنی ہی سب پردۂ ظلمات کی فوج لیکر آیا ہی اور وہ بھی
کہتا ہی کہ ایسی جنگ کرون کہ مردان عالم کو یاد رہے لندھور نے مقام پوچھا نقابدار
نے کہا کہ مین جو اس صحراے ویران مین اُترا ہون تو کیا باعث ہی کل وہ خود آئیگا اُسنے
مجکو نامہ لکھا تھا مین اُسکے وعدے پر آیا ہون ہرچند کہ وہ فوج کثیر لیکر آئیگا مگر میرے وہی
بارہ ہزار رفیق ہین اُنھین کو ساتھ لیکر مقابلہ کرونگا نقابدار کو ایسی صحبت لندھور کی
پسند آئی کہ رات بھر گانا سُنا کیا صبح کو رخصت ہوا لندھور آخر تک لشکر کے نقابدار کو
پہونچانے آے جب نقابدار نے بہت عذر کیا تب لندھور پلٹے نقابدار عیار سے اپنے
کہتا ہوا چلا کہ حقیقت مین لندھور بے مثل ونظیر جوان ہی صاحبقران نے کمال کیا کہ
ایسے دلیر کو رفیق بنایا لشکر مین آکر سہپہر کا تھا کہ سب سردار استقبال کرکے نقابدار
کو لے گئے نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا پردے بارگاہ کے اُٹھوادیے کہ صحراے گرد اُڑی تمام
صحرا تاریک ہوگیا بعد چند ساعت کے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے کریت بن قہقہہ
کئی ہزار من کی چوبدست فولادی کاندھے پر رکھے ہوے تخت پر سوار کئی ہزار نرہ ہاے

دیو تخت کو اُٹھائے ہوئے فوج مثل مور و ملخ کے ساتھ اس کر و فر سے کریت آکر پہونچا اور اُسکی
مقام پر اُتر پڑا اسقدر دیوزاد جو آئے زمین وہاں کی تھرا گئی ہزارہا نخل ویران ہو گئے
کریت بن قہقہہ تخت سے اُتر کر بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقابدار کو خبر ہوئی نقابدار
نے بھی طبل جنگی بجایا بارہ ہزار جوان سے مقابلہ کریت مین اُترا ہوا ہی دونون لشکرون مین
طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اُس شب کو نقابدار عالی مقدار خود اپنے لشکر مین طلایہ
پھرا کیا کریت بن قہقہہ کی طرف سے دیو سرسام ستر ہزار نرہ ہاے دیوے براے طلایہ اُٹھا
تھا پہر رات رہے نقابدار سے سامنا ہو گیا سرسام دیو نے دیکھا کہ چند جوان نقابدار کے
ساتھ ہین اور نقابدار کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی سرسام کے ساتھ ستر ہزار نرہ ہاے دیو بڑے
بڑے قدکے جو پوستین زاغ و غول اور ہاے پشت نہنگ کاندھون پر رکھے ہوئے کھڑے تھے
سرسام نے جو اشارہ کیا وہ سب طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نعرہ کر کے جا پڑا سرسام کو للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو مقابلے مین آ اورون کو کیا
بھیجتا ہی سرسام نے آگے بڑھکر ارۂ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے بیچ مین تلوار کا
ہاتھ مارا کہ ارے نے دانت نکال دیے اور دو ٹکڑے ہوا ارے کو کاٹ کر خبردار
کہکر نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا سرسام نے سپر سنگی چہرے کی پناہ کی تیغۂ برق تاب جو چمککر
گرا سپر سنگی کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری سرسام کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون نے
چاہا کہ جا پڑین مگر بعض نے منع کیا کہ نقابدار بہادر بے نظیر ہی جو اس سے مقابلہ کریگا مارا جائیگا
نقابدار سرسام کو مار کر پلٹا آکر آرام فرمایا یہ طلایہ والے بھاگے ہوے سامنے کریت کے
آئے سب حال بیان کیا کریت نے کہا اسی وقت ہلہ کر دیتا لیکن طبل جنگی بج چکا ہی اب صبح
کو میدان کارزار مین سمجھا جائیگا یہ کہکر کریت نے آرام کیا قتل سرسام کا ذکر جا بجا ہوتا
ہی کہ بڑا افسر مارا گیا جسکو دعویٰ تھا کہ مین نقابدار کو قتل کرونگا نقابدار نے بیک ضرب
شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے رات بھر یہی چرچے رہے صبح کو ادھر سے نقابدار سوار ہوا وہ اُنی
بارہ ہزار جوان ساتھ ہین تیور پر کسی کے بل نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی کریت بن قہقہہ نانگین
لگاتا ہوا چہ بدست فولادی ہلاتا ہوا میدان مین آیا سات لاکھ نرہ ہاے دیو پشت پر آکر جمے

مگر آمادہ ہین کہ کریت حکم دے تو ان آدمزادون پر جا پڑین جب نقیب نقابت کر چکے کریت نے داہنی طرف دیکھا دیو نہنکال کہ سرداران زیردست سے ہی جست وخیز کرتا ہوا میدان مین آیا نہیب دی کہ ای آدمزادو تم ہماری خوراک ہو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ارادہ ہوا کہ مقابلہ نہنکال مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار سفید پوش گرز گران سنگ کاندھے پر آکر پہونچا نہنکال سے مقابلہ کیا نہنکال نے چوبدست لگائی نقابدار سفید پوش نے چوبدست قلم کی چوبدست کاٹ کر گرز مارا کہ نہنکال پر اٹھا ہو گیا پھر آواز دی کہ او کریت کسی اور کو بھیج سرسام کا بھائی دیو گمنام رات سے جھلا رہا تھا نہنکال کا مارا جانا اور زیادہ شاق ہوا غصے مین بھرا ہوا گمنام نکلا مقابلہ نقابدار سفید پوش مین آیا اور حملہ کیا نقابدار نے چوبدست اسکی گرز پر روکی کمر تک زمین مین غرق ہو گیا مگر پھر زمین سے نکلا دو دستی گرز مارا دیو گمنام بھی پیوند زمین ہوا دیو مرغ سر نکلا اُسنے آکر نقابدار سفید پوش پہ کئی چوبدستین لگائین نقابدار نے وار اسکے روکے اور پھر گرز دو دستی مارا حریف پیوند خاک ہو گیا بارہ دیو فرداً فرداً نکلے اور ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارے گئے لیکن نقابدار زرین پوش حیران ہو کہ یہ کون جوان ہو کہ بارہ افسر مارے گرز دو دستی اسکا خالی نہین جاتا جسپر گرز پڑا وہ پیوند خاک ہو گیا جب کریت نے دیکھا کہ بارہ افسر مارے گئے غصہ کرتا ہوا نکلا قریب نقابدار سفید پوش کے آیا چوبدست فولادی کو چرخ دیکر ہاتھ مارا کہ نقابدار کا شانہ نشانہ ہوا ہر چند کہ شانہ جھول پڑا مگر نقابدار سفید پوش نے شانے کو انعکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ کریت کا سر زخمی ہوا کریت نے فوج کو آواز دی کہ ہان یارو گھیر کر ان سب کو مار لو سات لاکھ نرہ ہاے دیو کا بلوہ ہوا نقابدار زرین پوش نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اس کی مدد کرنا چاہیے یہ کہکر گھوڑا اُٹھا کر فوج پر جا پڑا نقابدار سفید پوش بھی لڑ رہا ہو لاشون کے انبار لگا دیے ہین جو دیو سامنے آیا ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارا گیا نقابدار زرین پوش بہت حیران ہو کہ یہ جوان کون ہو کہ جو اس زور و شور سے لڑ رہا ہی بارہ افسر قتل کیے اور مغلوبہ مین لڑ رہا ہی بڑا جری و بہادر ہو عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ جوان کون ہو عیار چلا مگر نقابدار سفید پوش کے شانے سے خون بہت بہا منظور ہوا

کہ اب نکل چلیے مگر خون بہنے سے شانے کے سست ہو رہا ہی لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہی ایک گوشے
پر آیا چاہتا ہی کہ بلوے سے نکلون کہ نقابدار زرین پوش لڑتا ہوا اُس مقام پر پہونچا
کہا ای جوان مین تیری جرأت کا قائل ہوا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ کر یہ سُنکر نقابدار نے بند نقاب چہرے سے اُٹھایا نقابدار زرین پوش نے دیکھا کہ
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران ہین نقابدار کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ
ای دارائے ہند ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کی ہی مین تمھاری جرأت کا قائل ہوا یہ
سُنکر لندھور نے کہا کہ اب مجھ مین قوت نہین ہی مین رخصت ہوتا ہون نقابدار نے بڑھ کر
شمشیر زنی کی لندھور لڑتے بھڑتے نکل گئے مگر نقابدار زرین پوش اُس غلوے مین لڑ رہا ہی
عیار سے کہتا ہی کہ شب کو جو مین نے کلام کیا اُسکا ظہور لندھور نے دکھایا حقیقت مین امیر ہی
کا کلیجہ تھا کہ ایسے جوان کو زیر کر کے رفیق اپنا بنایا لندھور کی جرأت مین کوئی فرق نہین عین
گرمی جنگ ہی نقابدار زرین پوش کے ہاتھ سے زخم سر کریت چوپارہ ہوا کریت سامنے سے
نقابدار کے ہٹ گیا چاہتا ہی بھاگ کر جان بچاؤن مگر نقابدار اُن بارہ ہزار جوانون سے
سات لاکھ پر غالب ہی مگر افسوس کر رہا ہی کہ لندھور بڑی جرأت دکھا گئے مگر یہ لوگ ہزار
جرأت دکھائین مین ضرور بانے لونگا اور صاحبقران سے سر میدان لڑونگا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
ایک طرف سے نقابدار زمرد پوش اور ایک طرف سے نقابدار گلگون پوش بارہ بارہ
ہزار فوج سے آکر پہونچے اور شریک جنگ ہوے جب یہ دونون نقابدار آے اور رجم کر
جنگ کی کئی لاکھ نرہ ولے دیو مارے گئے تب کریت بھاگا دس کوس تک اسکا نقابدار
زرین پوش نے پیچھا کیا مگر کریت نکلگیا نقابدار جنگ فتح کر کے پلٹا مال و اسباب کافرون کا
لوٹ لیا مگر لندھور بن سعدان جو جنگ سے پلٹے منھ پونچھتے ہوے جاتے ہین مگر غش آرہا
ہی لندھور ضبط کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اخفاے تاجدار بارہ ہزار
فوج سے جاتا تھا اسکو جو معلوم ہوا کہ لندھور جانشین صاحبقران جاتا ہی فوج سے اپنی
اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لندھور نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ لندھوری ۵ جزیرہ ہاے
دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ؛ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ؛ نعرہ کر کے لڑنے لگے

لڑتے بھڑتے قریب اخفلے تاجدار پہونچے اخفلے تاجدار نے حربہ کیا لندھور نے تلوار چھین کر اخفاے تاجدار کو اُٹھالیا اخفاے تاجدار بارہ ہزار جوانون سے مسلمان ہوا اپنے مقام پر آکر اُترا لندھور نے اخفاے تاجدار سے کہا کہ کل مین نے مادہ غول کو قتل کیا تھا بیتالیس شاہزادے اُسکی قید مین تھے سب کو مین نے رہا کر دیا جو بارگاہین وغیرہ موجود ہین یہ سب اُسی نے لوٹ لوٹ کر جمع کی تھین وہ ہمین دستیاب ہوئین مگر اخفاے تاجدار یہ دو کاندار کہانسے آے تھے اخفا نے کہا کہ میرا قلعہ یہان سے بارہ کوس پر ہی اُسی قلعے کے سب دوکاندارون نے آپکے یہان میلہ جمایا آپ نے سیر کی لندھور نے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ مین مقابلہ جمشید ثانی مین جاؤن اخفا نے کہا کہ بسم اللہ غلام آپ کے ساتھ ہی لندھور نے اخفاے تاجدار کو ہمراہ لیکر طرف جمشید کے کوچ کیا مگر مالک اشتر جو تخت سے گرے تو ایک جزیرے مین گذر ہوا وہانکا حاکم مہلال سرکش تھا اُسکو خبر ہوئی کہ جانشین صاحبقران ہمارے جزیرے مین آیا ہی مہلال نے بارہ ہزار جوان ساتھ لیے اور آکر مالک کو گھیرا مالک اشتر نے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا دای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرہ مالک سے منم مالک اژدر خشمگین سپہ دار در لشکر اہل دین نعرہ کرکے نیزۂ دو زبان سنبھالا جسپر نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا اور اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے کئی سو جوان مالک نے قتل کیے پھر لڑتے بھڑتے سامنے مہلال سرکش کے آے مہلال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھینکر اُسکو اُٹھالیا مہلال بارہ ہزار جوانونسے بصدق دل مسلمان ہوا جزیرہ اسلام آباد ہوا مالک کو مہلال سرکش ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مالک آکر بیٹھے ایک نازنین نہایت شوخ وشنگ سامنے آکر رقص کرنے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا	کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا
لب تک آیا حرف شوق وصل یار	آشکارا راز پنہان ہو گیا
دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان	چاک کیون گل کا گریبان ہو گیا
کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سنون	کس لیے تو دشمن جان ہو گیا

رہگذر مین تیری خون اشتے ہوے ... جا بجا گنج شہیدان ہو گیا +
کشور دل ہو گیا ہو کا مقام + ... خاک اُڑتی ہی بیابان ہو گیا
ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے ... قافلہ کسکا پریشان ہو گیا
چاہنے والون کا تیرے قافلہ ... داخل ملک خموشان ہو گیا +
میرے ویرانے مین آیا جب وہ گل ... ہر طرف گوسون گلستان ہو گیا
فصل گل آتے ہی بے تکلیف دست ... پرزے پرزے خود گریبان ہو گیا
دست وحشت نے وہ کی پردہ دری ... چاک دامن تک گریبان ہو گیا
وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہزبر ... درد دل کا میرے درمان ہو گیا

مگر نقابدار زرین پوش جنگ دیوان فتح کر کے شکار کھیلتا ہوا اس جزیرے مین پہونچا عیار نے مالک کے مالک کو خبر دی کہ نقابدار زرین پوش اس جزیرے مین آیا ہو یہ سُن کر مالک اپنے مقام سے اُٹھے آکر نقابدار سے ملاقات کی نقابدار نے کہا کہ ای مالک لندھور نے بڑا کار نمایان کیا بڑا جری و بہادر ہو مالک نے کہا کہ ای نقابدار بہادر اہل ہندوستان کیا جانین کہ جرأت کیا چیز ہو بہادری ہمارے عرب مین اُتری ہو اس جزیرے مین مین اکیلا آیا تھا مہلال سرکش کو زیر کیا اب بارہ ہزار جوان ساتھ ہین نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا کہ عیار نقابدار سامنے سے آیا عرض کی کہ ای شہریار جزیرے کے پہلو مین ایک کوہ کلان ہو استدون بن سمندون بارہ ہزار نرہ ہاے دیو سے اُترا ہوا ہو طرف گلستان ارم کے جاتا ہو نقابدار نے کہا کیا مجال کہ آج کل کوئی طرف گلستان ارم کے جاسکے مالک نے مادیان کو بڑھایا کہا کہ ای نقابدار بہادر ابھی جاکر اُسکو شکست دیتا ہون ہرچند نقابدار نے روکا مگر مالک ذکر لندھور سُنکر بیقرار تھے کہنا نقابدار کا نہ مانا اور فوج استدون پر جا پڑے جاتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ مالک سہ منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین + نعرہ کر کے جا پڑے کئی نرہ ہاے دیو کو مارا جسپر نیزہ ماردیا سینے کو توڑ کر نیزہ پار گذرا نیزے سے بارہ چودہ دیو مارے نقابدار کھڑا تماشا دیکھ رہا ہو مالک نے استدون کو للکارا کہ او بیحیا جیسے

مقابلے مین آ امندون نے بڑھ کر حملہ کیا ناک نے فغانی دے کر نیزہ مارا کہ شانہ امندون
کا زخمی ہوا لقابدار بھی جا بڑا فوج امندون کو شکست دی لقابدار زرین پوش نے
بڑی تعریفین کین مالک خوش ہو گئے لقابدار رخصت ہو کر گیا مگر مالک مہلال سرکش
کی بارگاہ مین آئے فرمایا کہ ای برادر کل ہمارا کوچ ہی مہلال نے کہا غلام آپ کے ساتھ
جائیگا اب ساتھ نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ بچشم میرا کوچ کر چکا ایسا نہ ہو کہ وہ مجھسے پہلے
پہونچ جائے تمنے خبر سُنی کہ لقابدار زرین پوش کہ برابر صاحبقران کے ہی اُسنے لندھور
کی تعریف کی ہین سنے اکیلے جا کر لشکر امندون کو شکست دی مہلال نے کہا کہ ہمارے
جزیرے مین شکار متعدد ہی دو دن شکار کھیلیے بعد اُسکے حضور کے ہمراہ چلون گا مقابلہ
جمشید ثانی مین چل کر اُتریے مقابلہ آغاز ہو جائے مالک نے قبول کیا رات کو عرب دراز
سے حکم دیا کہ شکار کی تیاری کرنا عرب دراز نے رات ہی سے تیاری شکار کی کی پہلے
قراول حاضر ہوئے صبح کو مالک اُٹھے واسطے شکار کے چلے صحرا مین آکر نماز پڑھی جھاڑی
جھنڈیان پہلے قراول جھاڑنے لگے جو تیتر لوا بٹیر نکلا مالک نے اُسکو شکار کیا تھوڑی دیر
مین جانوران پرندے ارابے لادلیے پہر دن چڑھے فرمایا کہ ای عرب دراز کوئی آہو
سامنے نہین آیا عرب دراز نے عرض کی کہ ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے
کہ چند گنوار سامنے سے آئے اُنھون نے خبر دی کہ یہان سے تین کوس پر ایک دھانون کا
کھیت ہی کئی سو آہو چرا کرتے ہین مالک نے مادیان کو بڑھایا چند سوار ساتھ ہین دور سے
مالک نے دیکھا کہ ایک کھیت مین کئی مادہ ہائے آہو ہین ایک نر سب کے بیچ مین مادائون
پرستی کر رہا ہی مالک نے ساتھ والون سے کہا کہ مادائون کا تم سب کو اختیار ہی مگر نر کو مین
شکار کرونگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے مادائین تو اور طرف بھاگین مگر نر نے مالک سے
آنکھ ملائی اور یکایک اس طور سے جست کی کہ کھُر اُسکے مالک کے خود مین لگے مالک
کو بڑا غصہ آیا کہ اس بے زبان نے مجھ ہی کو گنہگار کیا اب اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا
یہ کہکر مادیان کو پھیر اتعاقب مین چلے جاتے ہین کہ شکار کرون آہو طرارے بھرتا ہوا
جاتا ہی ایک مقام پر جا کر چوکڑی بھولا مالک نے تیر مارا کہ آہو لنجھا کر گرا مالک نے

اُترکر اُسکو بقربانی پہونچایا کہ دوسری گرد سامنے سے اُڑی مالک نے دیکھا ایک آہو تیر خوردہ بھاگا ہوا آتا ہی مالک نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُس کو بھی بقربانی پہونچایا اب ارادہ ہی کہ دونون آہو شکار بند سے باندھون کہ گرداے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک جوان نقابدار مرصع پوش گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا گھوڑا بڑھا کر قریب مالک کے آیا کہا کہ کیون او اجل گرفتہ تو نے میرے شکار کو کیون شکار کیا تو یہ نہ سمجھا کہ کسی شوقین بہادر کا یہ آہو شکار کردہ ہی میرا مزہ کھو دیا مالک نے کہا کہ صحرا مین آہو سامنے آیا کیونکر نہ شکار کرتے نقابدار نے کہا کہ مین تجکو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا جھٹکا جو پڑا بند نقاب ٹوٹ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہی پری رو میر حسن

نظم

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ✤ جوانی کی راتین مرادون کے دن ✤ دیگر وہ تھا وہ نور کا سراپا ✤ ایسا نہین حور کا سراپا ✤ وہ صبح جبین تھی صبح جنت ✤ ہر چین تھی موجہ آب فتنہ آنکھین اُستاد سامری تھین ✤ نشے مین شراب کے بھری تھین ✤ دنبالہ کب آنکھین سرے کا نہ تھا بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا ✤ مینی کے قریب کب تھے ابرو ✤ شہباز نے وا کیے تھے بازو ✤ مالک کی جو نگاہ جمال بے مثال پر پڑی مُنہہ سے اُف اُف نکلی چرخ کھا کر گرے بیہوش ہو گئے مگر اُس نازنین نے سر مالک کا زانو پر رکھ لیا پیشانی سہلانے لگی یہی چاہتی ہی کہ اسکو ہوش آے تو اس سے کلام کرون کہ عرب دراز جو اپنے آقا کی تلاش کرتا پھرتا تھا سامنے سے پیدا ہوا نقابدار نے جو عیار کو دیکھا شرما کر اُٹھ گیا عرب دراز نے دور سے دیکھا کہ ایک نقابدار بیٹھا تھا یا سوار ہو کر روانہ ہوا چاہا تعاقب کرون مگر نقابدار گھوڑا بڑھا کر نکلگیا عرب دراز پلٹا دور سے دیکھا کہ مالک بیہوش پڑے ہین قریب آکر اسنے پانی چھڑکا مالک کو ہوش آیا دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

بلبل گلون سے دیکھ کے تجکو بگڑ گیا ✤ قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

آئی تو ہی پسند اسے چال یار کی ✤ سُن لیجو پاؤن کبک دری کا اُکھڑ گیا

پیچھے ہٹانہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤن ✤ سر سے تڑپ کے چار قدم اپنا دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد ۔۔۔ جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین ۔۔۔ اُس بُت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد دوبارا ہوا دوچند ۔۔۔ مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بن کے رونق بزم شہان ہوا ۔۔۔ کوڑا جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح ۔۔۔ منزل مین زنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کے کمی ۔۔۔ حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے ۔۔۔ افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو سُرخ لعل لب یار کا خیال ۔۔۔ جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا ۔۔۔ سینے مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

عرب دراز ہرچند پوچھتا ہی مگر مالک کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی کبھی جواب دیتے ہین کہ ای یار وفادار کیا حال پوچھتا ہی میری تو عجب کیفیت ہی دیکھیے عشق کیا انجام دکھائے یہ کہکر بادیان پر سوار ہوے جسطرف سے نقابدار آیا تھا اُس طرف روانہ ہوے عرب دراز ساتھ ساتھ چلا آتا ہی مگر عرض کرتا ہی کہ ای آقا سے نامدار وای مولاے قدرشناس مجھے جو کچھ کہیے وہ بجالاؤن مالک نے کہا کہ تم سے مین کیا کہون کوہ غم والم دل پر ٹوٹ پڑا بیتابی کی ترقی ہی تاب و توانائی نے جواب دیا مگر تمام افسوس ہی کہ تمنے اُسکو جاتے دیکھا اور پیچھا نہ کیا عرب دراز نے کہا کہ مین نے آپ کو پڑا ہوا دیکھا دل بیقرار ہو گیا مجھے گمان تھا کہ یہ نقابدار کوئی راہ گیر ہی یہ کیا جانتا تھا کہ آپ کا صبر و سکون لے گیا مالک نے جواب دیا کہ ای عرب دراز آگے بڑھ جاؤ جستجو تمھاری خالی نہ جائیگی خواجہ عمرو کے شاگرد ہو شاید پتہ ملے عرب دراز بہت خوب کہکر آگے بڑھا لشان مرکب دیکھتا ہوا آتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین عرب دراز نے آکر ایک کنیز کو اشارے سے بُلایا حباب مارکر بیہوش کیا مثل مردے کے ٹانگ پکڑکر ایک غار مین چھپا دیا خود اُس کنیز کی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین جاری ہین ہزارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ

بارش مروارید ہوتی ہو عرب دراز تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا فرش وغیرہ بچھا ہی
اور ایک شاہزادی آفتاب جمال وخورشید مثال صاحب جاہ وجلال مسند پر بیٹھی ہو مگر چہرے
سے پریشانی ٹپکتی ہو عرب دراز نے آگے سلام کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون گلچہرہ یہ کیا سبب ہی
کہ آج ہنستی ہوئی آئی ہو ہم تو رنجیدہ وکبیدہ بیٹھے ہین اور تمہین خوشی ہو گلچہرہ نقلی نے
دست بستہ عرض کی کہ دشمنان حضور کو کیا غم ہو ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ حقیقت مین عیش و
فرحت نے ہماری صحبت کی قسم کھائی تھی جابجا ذکر ہوتے تھے کہ بزم خندان کی صحبت مین
رنج وغم کا ذکر نہین ہو کیسی کیسی گانے والیان موجود ہین کہ جنکی آواز سے دل کو فرحت ہو
مگر آج فلک نے وہ غم دکھایا ہو کہ سوا رنج وملال کے سامان خوشی نہین گلچہرہ نقلی نے
عرض کی کہ داری مین امیدوار ہون کہ مین بھی سنون کہ سرکار کو کیا غم پہونچا اگر ہوسکے تو
رفع ملال کی تدبیر کرون ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ ای گلچہرہ آج جو مین شکار کو
گئی تو ایک جوان رعنا غنص گردن، بلند بالا تنومند درشت چنگال مرد سپاہی کو دیکھا کہ
شکار کھیل رہا ہی اور دو آہو شکار کیے پڑے تھے مین نے چاہا کہ مین ڈراؤن مگر وہ کب
خائف ہوتا ہی اُسنے مجکو اُٹھا لیا مگر صورت دیکھکر بیہوش ہوگیا میرا بھی عجیب حال ہوا مگر
اپنے کو سنبھالا جس طور سے بنا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر اپنے بیمار کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا
منظور ہوا کہ اسکو بیدار کرون کہ ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا اُسکو دیکھکر بھاگی جو وقت
سے آئی ہون دل کو وحشت ہو کہ کیونکر اُس شخص تک پہونچون گلچہرہ نقلی نے کہا کہ کچھ نام اُسکا
حضور کو معلوم ہوا کہ اُسکا نام کیا ہو مقام کہان ہو ملکہ نے جواب دیا کہ ای گلچہرہ نام و
مقام تب معلوم ہوتا کہ جب کلام کرنے کی نوبت آتی گلچہرہ نے کہا کہ آپنے انگشتر سے نام اُسکا
دریافت نہ کیا ملکہ نے کہا کہ ہان میرے ہوش درست نہ رہے مین عیار کو دیکھکر بھاگی یہی خوف ہوا
کہ غیر شخص سے کیونکر بات کرونگی گلچہرہ نے کہا کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین اُسی مقام پر جا کر اُس
جوان کو تلاش کرون ملکہ نے کہا کہ اتنا مین نے سُنا ہو کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہو
کہ ہلال سرکش وہانکا حاکم ہو اُس قلعے کو مالک اشتر نے تسخیر کیا ہو شاید وہ ہی اِس
صحرا مین ہوا سے صید افگنی آے ہون طریقے سے معلوم ہوتا ہو وہ ہی ہونگے گل دالد نے

یہ ذکر کیا تھا ملکہ فرماتے تھے کہ لشکر کشی کر کے جاؤن اُس جوان کو گرفتار کرلاؤن مگر وہ جانشین صاحبقران ہی اُسکا گرفتار ہونا دشوار ہی ای صبح خندان آج کل شکار وغیرہ کو نہ نکلنا ایسا نہو کسی مقام پر مقابلہ پڑجاے میری شامت کہ مین براے شکار گئی جوان کو خیال تھا وہی ہوا کہ خود شکار ہوئی باپ ہمارے جلیل خارہ شکن ہرچند کہ پہلوان ہین مگر نام سے اُس جوان کے کانپتے ہین تم ای گلچہرہ اگر ہو سکے تو ٹہلتی ہوئی جاؤ اور مفصل خبر لاؤ گلچہرہ نے کہا کہ واری مین اُن کو بلا لاؤن ملکہ سے اور عرب دراز سے باتین ہو رہی ہین کہ وزیرزادی ملکہ کی موسوم بہ اظہار ماہ طلعت آئی اُس کو دیکھ کر میان عرب دراز مائل ہوے دوڑکر استقبال کیا اور عقل سے سمجھ گیا کہ یہ وزیرزادی ہی کہا ہی وزیرزادی صاحب آئیے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا بڑی محبت سے کہا آئیے ملکہ تنہا بیٹھی تھین آپ پاس بیٹھیے اور مین تلاش مین جاتی ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ گلچہرہ کہان جائیگی اور کہان تلاش کریگی گلچہرہ نے کہا کہ مین وہین جاؤنگی اور بلا لاؤنگی ملکہ تو خاموش ہوئین اور عرب دراز نکلا مالک راہ مین کھڑے تھے پکار کر پوچھا کہ ای مسیحاے زمان ہمارا علاج بھی تجویز کیا عرب دراز نے جواب دیا کہ حضور کے علاج کو گیا مین بھی بیمار ہوکے آیا ای شہریار حقیقت مین ملکہ تو شعلۂ جوالہ ہی وزیرزادی اُسکی اسقدر شوخ و شنگ ہی کہ غلام مرگیا اصل مین یہ کیفیت ہی بلکہ اُسکی محبت مین یہ صورت ہی نظم

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا ✦ یوسف سے تیرے حُسن کا پلہ گران ہوا ✦
روے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا ✦ اُڑکر مرا لہو شفقِ آسمان ہوا ✦
اُس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا ✦ ابر سیاہ آہون کا میری دھوان ہوا
دیکھا جو مین نے اُسکو سمندر کی آنکھ سے ✦ گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا
خوش چشمون کے فراق مین کہانے پیچ و تاب ✦ شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا
انبوہ عاشقان سے ہوا حُسن کو غرور ✦ کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا
انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع ✦ سمجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا
اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہگئی ✦ کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا
اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع ✦ زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا ✦

انصاف میں نے عالم اسباب میں کیا — بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا ٭
قاتل کی تیغ سے رہِ ملکِ عدم ملی ٭ — آہن ہمارے واسطے سنگِ نشان ہوا
فکرِ بلند نے مری ایسا کیا بلند ٭ — آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

مالک نے اپنے سے زیادہ عرب دراز کو بیقرار پایا کہتا ہے چلیے میں کنیز کو بیہوش کرکے ڈال
آیا ہوں اُسی کی شکل بن کر آپ کو لیچلونگا مالک تو خود گھبرائے ہوئے تھے عرب دراز کے کہنے
سے ہمراہ ہوئے گلچہرہ کی شکل پر عرب دراز ہمراہ ہوا جب مالک دروازے پر باغ کے پہونچے
تو گلچہرۂ نقلی نے جاکر عرض کی کہ حضور وہ آئے ہیں ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ تو تو ایسی جلدی آئی کہ
جیسے وہ کہیں راہ ہی میں کھڑے ہوئے تھے اگر وہ نہ ہوں اور کوئی ہو گلچہرہ نے کہا کہ اگر وہ
نہ ہوں تو سامنا نہ کیجیےگا اور اگر وہی ہوں تو صحبت میں جگہ دیجیے وزیرزادی نے سمجھایا کہ
کہ واری یہ بہتر نہیں کہ جس شخص سے آگاہ نہوں اُسکا بلا تکلف آنا ایسا نہو کہ آپکے والد کو خبر ہو جائے
تو بہت بُری طرح پیش آوینگے ہم لوگوں پر آفت برپا کرینگے اور فرمائینگے کہ تم لوگوں نے
انتظام نہ کیا مگر آپ کو بدحواس پاتے ہیں اس وجہ سے ناچار ہیں ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور
عرب دراز دوڑا ہوا دروازے پر آیا پکار کر کہا کہ آئیے مالک تھمتے ہوئے اندر آئے
رنگ باغ دیکھ کر شگفتہ ہوگئے کہ کیسا سرسبز و شاداب باغ ہے جس کا فردوس کو داغ ہے
ملکہ منھ لپیٹے بیٹھی ہیں مالک کو دور سے جو دیکھا وزیرزادی سے کہا اصل میں یہ کیفیت ہے فرد
این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ٭ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ٭ جمال
بے مثال مالک دیکھ کر وزیرزادی بھی دنگ ہوگئی مالک آکر بیٹھے ملکہ منھ پھیرے ہوئے
بیٹھی ہیں مالک نے کہا کہ کیوں بی گلچہرہ ہم کیسے مہمان ہیں عرب دراز نے کہا کہ میزبان آپکی
ابھی خاموش ہیں انشاءاللہ باتیں ہونگی وزیرزادی نے کہا کہ کیوں گلچہرہ آج کیسی باتیں
تم کر رہی ہو لفظ انشاءاللہ کا لئے سکیھا عرب دراز حیران ہوگیا کچھ جواب نہ دیا دل میں
اپنے کہتا ہے کہ میں نے یہ کلمہ کیوں کہا مگر مالک سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو دو چار شعر گاؤں
ملکہ نے ہنس کر کہا کہ ای گلچہرہ تو گانا کیا جانے گلچہرہ نقلی نے عرض کی کہ واری میں نے حضور
پر ظاہر نہیں کیا آج اظہار کرتی ہوں یہ کہکر بایان کھینچا مخفی سے یہ اشعار گانے لگی نظم

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست — بے کام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست
جان و دل و دین زلف و خط و خال نبردند — ای بے خبر از خویش دگر دعوی جان چیست
شد تجربہ صد بار کہ سود تو زیان است — ای دل دگر اندیشۂ این سود و زیان چیست
بدرید ترا پردۂ عصمت چو زعصیان — ظاہر شدہ بر خالق و از خلق نہان چیست
مخفی چہ کنم چارہ کہ از دوست بپرسم — مقصود ز پیدایش این کون و مکان چیست

اس رنگ سے عرب دراز نے یہ اشعار گائے کہ وزیرزادی نے بڑی تعریف کی عرب دراز قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور ابھی آپنے کیا سُنا ہی اور بہت سے کمال جانتی ہون کہ جس سے آپ محظوظ ہو جاوین قدمون سے جو عرب دراز لپٹا وزیرزادی نے مسکرا کر کہا کہ ای گلچہرہ آج تجھے کیا ہو گیا ہی کہ جو ایسی باتین کرتی ہو عرب دراز نے کہا کہ بی گلچہرہ وہان بیہوش پڑی ہین مین تو آپ کا غلام ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری پونچھا ملکہ نے ایک دوہتڑ مارا کہا کہ او نگوڑے عیار مکار تو نے بڑا جال پھیلایا اب وزیرزادی کو بھی ثابت ہوا کہ عرب دراز عیار مالک ہی مُنھ پھیر کر بیٹھی کہا ای بلائے عالم اس نگوڑے نے بڑا جال پھیلایا کہ جان نہ پہچان اور قدمون پر لوٹ گیا مگر گلچہرہ کو جو ہوشیار کیا یہ سن دراز عورت یہ حال سُنکر چل گئی جی مین کہتی ہی کہ عیار و سردار نے خوب جال پھیلایا چل کر ان کے باپ سے اس امر کی اطلاع کرون کہ وہ آکر سزا دین مالک کو قتل کرین ملکہ کو بھی سزا ملے اور یقین کہ بی وزیرزادی بھی گنہگار رہون یہ سوچ کر بھاگی کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون اُدھر شاہ برائے شکار گئے تھے پلٹے ہوئے آتے تھے راہ مین گلچہرہ سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ کیون گلچہرہ کہان سے آتی ہو گلچہرہ جھلائی ہوئی تھی بلا تکلف بولی کہ آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہی کہ آپ کی صاحبزادی نے پانون سے پانون نکالے غیر شخص کو بلا کر بٹھا لیا اور عیار اُنکا میری شکل بن کر آیا وہ بی وزیرزادی کے ساتھ چوچلا کر رہا ہی اب شاہزادی اور وزیرزادی ایک حال مین ہین دونون مردوے بیٹھے ہین جہلیل جار دشکن یہ حال سُنکر کانپنے لگا گلچہرہ اور زیادہ باتین بنانے لگی کہا واری مین نے اُن لوگون کا سامنا نہیں کیا آپ کی تلاش مین نکلی تھی آپ یہین مل گئے جہلیل نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون شکار سے پلٹ کر آیا ہون

یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا طرف باغ کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ مالک ملکہ سے باتین کر رہے ہین
کنیزین سامنے حاضر ہین عرب دراز وزیرزادی پر ٹوٹا پڑتا ہی اور وزیرزادی برہم ہوتی
ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ واری غضب ہوا آپ کے والد تشریف لاتے ہین
اور بی گلچہرہ ساتھ ہین ملکہ کا رنگ رو اُڑ گیا گھبرا کر کہا کہ اب مین کیا کرون صاحب تم کہین
چھپ جاؤ مین باتین کر کے اُن کو ٹالدونگی مگر گلچہرہ نے سب حال کہا ہوگا وزیرزادی
نے کہا کہ وہ نگوڑی رشک مین بھری ہی اُسکو صبر نہ آیا اُسنے ضرور کہا ہوگا وہی شاہ کو لیکر
آئی ہی مالک نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا کہا ملکۂ عالم کیون گھبراتی ہو آنے دیجیے سمجھا جائیگا
ملکہ نے کہا کہ صاحب وہ بہت زبردست ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ساٹھ ستر ہزار
فوج کے وہ حاکم ہین سب پہلوان اُن کو مانتے ہین مالک نے کہا آنے تو دو کہ سامنے کا
دروازہ کُھلا اور جہلیل خارہ شکن تلوار تولتا ہوا اندر آیا مالک کو جو بیٹھے ہوے دیکھا
للکار کر آواز دی کہ او باغی تو یہان تک کیونکر پہونچا اب تم سبھون کی قضا میرے ہاتھ سے
ہی تلوار کھینچ لر دوڑا مالک اُسیطرح بیٹھے رہے کنیزون نے باہم کہا کہ اولوا یا تو تلوار برسا رہے
تھے یا حیران بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ نہین ڈالتے دوسری نے کہا کہ بُوا جہلیل خارہ شکن
بلاے روزگار ہی بڑے بڑے پہلوان زیر کیے جلاد صاحب ظلم و بیداد اکثر کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا مگر جب جہلیل نے دیکھا کہ یہ جوان نہین اُٹھتا تلوار کھینچ کر سر پر آیا ہاتھ تلوار کا
مالک پر مارا مالک نے گھٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار جہلیل کی چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ شیرانہ کیا اور جہلیل کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون
جہلیل نے آواز دی کہ ای شہریار الامان مالک نے سوال اسلام کیا جہلیل خارہ شکن
راضی ہوگیا کرکے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا عرض کی کہ مین جاکر قلعے مین سامان دعوت کرون
کہ کُل رعایا آپ کی زیارت سے مشرف ہو مالک نے قبول کیا جہلیل قلعے مین آیا مالک
اُسی طرح مسند پر آکر بیٹھے مگر ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہ آپ نے اچھا نہ کیا اس مکار
کو چھوڑ دیا اپنے تئین بہت بچائیے گا ملکہ نے عرب دراز سے کہا کہ ای عرب دراز مالک
کی اپنے حفاظت رکھنا عرب دراز خاموش ہو رہا مگر جہلیل خارہ شکن کہ اس کو اپنے

زیر ہونے کا بڑا قلق ہے راہ مین سوچتا ہوا قلعے مین آیا افسرون نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین
آکر بیٹھا انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع راے روشن ہوئی غواصان بحر بے پایان مضامین
وشناوران دریاے قمار لطمہ سنج گوہر آگین یون ذکر کرتے ہین کہ سب اپنی راے
ظاہر کرنے لگے کسی نے کہا کہ شبخون مارئیے کسی نے کہا کہ ایک مرتبہ بلوہ کردین وہ اکیلے ہین
گھیر کر مار لین گے کیا اُن کو پناہ دین گے مگر عیار اسکا سرخیل تیز رفتار اپنے مقام سے
اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر ملیل کے سامنے آیا عرض کی کہ آپ کیون تردد فرماتے ہین مین مالک
کو پکڑ لاتا ہون اپنا قبضہ کر کے قتل کیجیے یہ راے سب کو پسند آئی کہا ای سرخیل اگر
مالک کو پکڑ لائے تو گویا سلطنت بچائی سرخیل نے کہا مین گیا اور لایا یہ کہکر بانہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر طرف مالک کے چلا پشت باغ پر آکر کمند ماری دیوار پر چڑھا دیکھا ملکہ
اور مالک چھپر کھٹ پر سو رہے ہین سرخیل نے آکر مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر
لے بھاگا بعد تھوڑی دیر کے ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا پہلو خالی پایا گھبرا کر اُٹھی عرب دراز کو
جگایا بلا کر کہا کہ ای عرب دراز مالک کو کوئی چُرا لے گیا عرب دراز نے پیترہ دیکھا کہا
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار لے گیا ملکہ صبح خندان نے کہا کہ ہان ایک عیار میرے باپ کا
سرخیل تیز رفتار نامے ہے وہ ہی لے گیا ہوگا عرب دراز نے کہا کہ مین جاتا ہون نیمچہ
پکڑ کے چلا مگر سرخیل جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کوئی تین کوس نکل چکا ہی کہ پشت سے آواز
آئی کہ منم عرب دراز او ناعیار کہان جاتا ہی سرخیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ عرب دراز
غصے مین آنکھین سُرخ نیمچہ کھینچے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی فوراً زمین پر پشتارہ رکھدیا
آپس مین نیمچہ چلنے لگا عرب دراز چاہتا ہی کہ یہ پشتارے کے پاس سے ہٹے تو مین قبضہ کرلون
مگر سرخیل جما ہوا لڑ رہا ہی پشتارہ نہین چھوڑتا ایک شاگردِ سرخیل مینوش مست مزاج
جو طرف لشکر مالک کے چلا تھا ایک زرغے مین چھپا بیٹھا تھا کان مین اسکے آواز آئی کہ
کہین اُستاد لڑ رہے ہین جھانک کر دیکھا کہ ایک عیار طرار بڑے قد و قامت کا سرخیل
کو گھیرے ہوے ہی اور تیغ نخل پر پشتارہ رکھا ہی مینوش نے جھپٹ کر پشتارہ اُٹھا لیا
دبے پاؤن لیکر بھاگا یہان عرب دراز نے گھس گھس کر نیمچے مارے سرخیل پیچھے ہٹا مگر

سرخیل نے جو پلٹکر پشتارہ نہ دیکھا سمجھا کہ کوئی شاگرد اِسکا ساتھ آیا تھا اُسنے یہ کام کیا اب
اپنی جان بچاؤ نکل چلو یہ سوچ کر بھاگا عرب دراز نے پیچھا کیا مگر تیز رفتار اِسکا نام تھا
جست و خیز کر کے نکل گیا عرب دراز سوچا کہ چل کر ملکہ سے خبر کرون پھر مالک کی فکر کرونگا
یہ سوچ کر پلٹا یہان ملکہ مسلح و مکمل بیٹھی ہین کہ مین فوراً جاؤنگی اور جنگ کر کے اپنے مالک کو
چھڑا لاؤنگی کہ عرب دراز آکر پہونچا سب حال اِسنے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ قید مالک کی
پہونچ گئی خدا اُن کو بچالے ای عرب دراز تم نے غفلت کی خیر مین چلتی ہون عرب دراز
نے کہا کہ آپ نہ چلیے مین اُنکو رہا کرا لاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بھتیا مجھسے صبر نہ ہوگا آخر مین نے
فنون سپہ گری کیون سیکھے تھے یہی اُسکے صرف کا وقت ہی یہ مین جانتی ہون کہ اگر لڑتی ہوئی
اُن تک پہونچ گئی اور ہتھکڑی اُن کی کاٹ دی تو وہ قید فوراً توڑ ڈالینگے مگر بھیا یا تم
لڑتے ہوے پہونچنا یا مین اپنے کو پہونچاؤنگی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی سات سو کنیزین
عربی و ترکی و تازی مادیانون پر سوار نیزے ہاتھ مین گھوڑیان طرارے بھرتی ہوئین
اِس شوکت و شان سے ملکہ چلین یہان وہ وقت ہی کہ سرخیل تو رنجیدہ و کبیدہ لشکر
مین آیا سبھون نے کہا کہ اُستاد کیا کام کیا ہی اِسنے کہا کہ ساری مشقت میری خاک مین
مل گئی پشتارہ غائب ہو گیا مین حیران ہو کے بھاگا اُس عیار سے میری جان نہ بچتی جان
بچا کے بھاگ آیا ایک شاگرد نے خبر دی کہ ای اُستاد خلیفہ صاحب میتوش ست مزاج
پشتارہ لائے سرخیل یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا وہ ایسا ہی شاگرد ہی مین اپنا اُسے جانشین
کرونگا خوب اُسکو مین نے بتایا ہی مگر اُسنے بھی اچھی طرح حاصل کیا ہی یہ کہکر دوڑا بارگاہ
مین آیا دیکھا سب گھبرا رہے ہین اور پشتارہ رکھا ہی سرخیل نے کہا کہ ای شاہ بڑی
آپ غفلت کرتے ہین اگر اِس کو ہوش آگیا تو قیامت برپا کریگا جلد آہنگر کو بُلائیے حکم کی
دیر تھی آہنگر آکر موجود ہوا دُہری قید مالک کو پہنائی مالک بیہوش پڑے ہین آہنگر
ہتھکڑیان بیڑیان پہنا رہا ہی کہ دربارگاہ پر ہُلڑ ہوا حلیل نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی
ہرکارے نے خبر دی کہ ایک نقابدار مرصع پوش سات سو جوانون سے آپ کے لشکر پر
گرا ہی قتل کرتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے پہلوانون نے روکا مگر نقابدار نہین رُکتا ساتھ والے

اُسکے کیا عمدہ رفیق و شفیق ہین جہان کسی نے وار کیا ایک نے اُسکے مرکب کی آنکھ پر تیر
مار دیا گھوڑا سوار کو لیکر بھاگا کسی نے جب دیکھا کہ ہمارے آقا پر کسی پہلوان نے حربہ کیا
اُسنے پہلو پر آکر نیزہ مار دیا اُس پہلوان کا ہاتھ بلند نہ ہونے پایا کہ جان بحق تسلیم ہوا اور
یہان نقابدار لڑتا بھڑتا قریب بارگاہ پہونچا ہی افسران فوج روک رہے ہین مگر نقابدار
رستمانہ لڑتا ہوا در بارگاہ پر پہونچا اور طنابین بارگاہ کی قطع کرنا شروع کین جب طنابین
کٹین تو بارگاہ لہرائی گھبراہٹ مین جہلیل کے مُنھ سے نکلا کہ یارو نکلو ایسا نہ ہو یہ بارگاہ
آرہے مگر قیدی کو بھی باہر لے چلو یہ کہکر دوسری طرف سے باہر نکلا سپاہی کشان کشان
مالک کو بھی لائے کہ بارگاہ گری کئی ہزار آدمی دبے نقابدار نے دیکھا کہ مالک کو
مسلسل کرکے لے نکلے ہین جہلیل افسرون سے صلاح کر رہا ہی کہ تم سب نقابدار کو روکو
مین قیدی کو لے کر نکل جاؤن قلعہ خوش گوار یہان سے تین کوس پر ہی خوشباش جادو
وہان کا حاکم ہی میرا دوست صادق و محب واثق ہی ایک سحر مین سب کو مٹا دیگا افسرون
نے کہا کہ ہم نقابدار کو روک لین گے آپکے تعاقب مین نہ جانے دین گے یہ کہکے
فوج نے پرے باندھے جہلیل نے مالک کو اراسپ پر سوار کیا دس ہزار جوان ساتھ لیے
اور تین ہزار مقابلہ نقابدار مین چھوڑے آپ صحرا کی طرف چلا عرب دراز نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
مالک کو جہلیل لیے جاتا ہی نقابدار کو خبر کی نقابدار لڑ بھڑ کر مجمع سے نکلا مگر فوج والے
جان دیے دیتے ہین صفین جمائے ہوئے کھڑے ہین اگر ایک صف ٹوٹی تو دو صفین آراستہ
ہوگئین نقابدار چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر نکلون جہلیل کا تعاقب کرون مگر فوج والے نکلنے نہین
دیتے روکے ہوئے کھڑے ہین تیر جانبین سے چل رہے ہین طائران تیر اُڑتے پھرتے ہین
میدان مین ہنگامہ ہی جہلیل دو کوس نکل گیا ہی وہان ایک قریہ ہی کہ حاکم وہان کا پُر زور
نامے زمیندار پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا تھے عین خواب مین دیکھا
کر رہا ہے آسمان وا ہوئے ایک تخت نور پر ایک مرد پیر مقدس سوار ہین چہرہ مثل آفتاب
عمامۂ سفید سر پر بندھا ہوا قبا پہنے ہوئے وہ تخت آکر قریب پُر زور اُترا پُر زور نے
اُٹھ کر سلام کیا اُس صاحب تخت نے علیکم السلام کہا فرمایا ای پُر زور اگر سعادت کونین

چاہتا ہی تو مالک کی قید لیے ہوے جہلیل آتا ہی سو دو سو جس قدر [illegible] مردان کو لے کر
کمینگاہ مین بیٹھ جب وہ یہان پہونچے تو جنگ آغاز کرنا خدا اُنکا فتح دیگا پُر زور یہ جواب
دیکھ کر اُٹھا پچاس ساٹھ غلامان حبشی و چینی در رومی [illegible] تھے اُن سب کو لیکر چلا رعایا بھی
ہمراہ ہوئی گانون کی کمان [illegible] ہوئی جابجا چار پانچ سو جوانون کو ساتھ لیکر پُر زور کنار
سر قریے کے آکر ٹھہرا درختون کی آڑ پکڑ لی کہ صحراے گرد اُڑی جہلیل قید مالک لیے ہوے پیدا ہوا
پُر زور نعرہ کر کے جا پڑا جہلیل حیران ہی کہ یہ دشمن کہان سے آیا مگر کہتا ہی کہ ان گنوارون کا
مار لینا کتنی بڑی بات ہی تلوار چلنے لگی صداے گیر و دار بلند ہوئی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ نقابدار نے کل فوج کو شکست دی سب بھاگے ہوے آتے ہین اور نقابدار تعاقب مین آتا ہی
کئی سو افسر نامی نقابدار نے قتل کیے ہمراہیان نقابدار بڑی جانبازی کر رہے ہین یہان
گرمی جنگ ہی کہ جہلیل نے دیکھا بھاگے ہوے لوگ آنے لگے اِدھر زمیندار پُر زور لڑتا
بھڑتا قریب مالک پہونچا ہتھکڑی کاٹی ہتھکڑی کٹتے ہی مالک نے قید آہن توڑ کر پھینکی
اور لڑتے ہوے اُٹھ نعرہ کیا نعرہ مالک سے منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار دین لشکر
اہل دین + پُر زور نے جو دیکھا کہ مالک نے رہائی پائی بڑھ کر مالک کو سلام کیا مالک نے گلے
سے لگا لیا فرمایا کہ ای پُر زور تو نے احسان کیا پُر زور قدمون سے لپٹ گیا کہا آپ کی وجہ
سے مین نے دولت کو مین پائی بزرگان دین میرے خواب مین آئے مجکو ہدایت کر گئے مین
بصدق دل مسلمان ہوا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ نے میری وجہ سے رہائی پائی
مالک نے فرمایا کہ مین تمہارا ممنون ہوا تم نے خوب قاعدے سے بلوہ کیا پُر زور نے
عرض کی کہ میرے ہمراہی قاعدے سے لڑ رہے ہین مالک لڑتے بھڑتے سامنے جہلیل
کے پہونچے جہلیل نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھین لی اور کمر مین دست زیر بند
دے کر جہلیل کو اُٹھا لیا اور قصد کیا کہ زمین پر مارون جہلیل سوچا کہ اب زندہ نہ بچونگا
پکار کر آواز دی کہ ای مالک اب مین دل سے اطاعت کرتا ہون جو کچھ کہ بغض میرے
دل مین تھا وہ نکل گیا مالک نے ہاتھ سے رکھدیا جہلیل قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھ کر بہ ارادۂ فاسد مسلمان ہوا جب جہلیل مسلمان ہوا تو اُسنے عرض کی کہ آپ لوگون کی

مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی مالک نے جنگ کو موقوف کیا کہ عرب دراز آکر پہونچا دیکھا
کہ مالک نے مہلیل کو مسلمان کیا کل فوج باقی ماندہ عذر کر رہی ہی مالک نے ان سب کو
بھی مسلمان کیا مگر شہر زور زمیندار دست بستہ کھڑا ہی عرض کرتا ہی کہ غلام کے
قریے مین چل کر اُتریے سب آپ کی خدمت کرین گے سب گنہار لیکر آیا ہون مالک نقابدار
کا انتظار کر رہے ہین کہ نقابدار بھی نادیان اُڑاتا ہوا آیا دیکھا کہ جنگ فتح ہو گئی اب
عرب دراز نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ سمجھے کہ یہ نقابدار بہادر کون
ہی مالک نے کہا کہ مین سمجھ گیا کہ صبح خندان نے یہ جرأت کی نقابدار سے کہا قریے مین
چلیے آقا پار اُٹکر داخل ہوا مالک بھی پرزور کے ساتھ آے قریے مین آکر اُترے لشکر
بھی سب اُترا مہلیل انتظام کر رہا ہی مگر مہلیل نے ایک نامہ جادوگر کو لکھا کہ
ای خوشباش اگر تم سے ہو سکے تو آکر سب کو گرفتار کرو ورنہ سلطنت جاتی ہی قریۂ شہر زور
مین سب اُترے ہوے ہین جب یہ لوگ مبتلا ہونگے تو مین بھی بلوہ کرونگا خوشباش کو جو
یہ نامہ پہونچا کئی سو ساحرون کو ساتھ لیکر اپنے قلعے سے خروج کیا اور کوچ کرکے آیا
سامنے قریے کے اُترا مالک کو خبر پہونچی کہ خوشباش جادو کئی سو ساحرونکو لیکر آیا
ہی مالک بھی براے مقابلہ کے مہلیل فکر کر رہا ہی کہ مالک پر وہ سحر کرے تو مین بلوہ کرون
اہل فوج کو ترغیب دے رہا ہی رات کو جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو خوشباش میدان
مین آیا آتے ہی سحر کیا کہ سب سرداران مالک مع شہر زور مبتلاے سحر ہوے ہاتھ پاؤن
مین کسی کے طاقت نہین ہتھیار کھل کر گرنے لگے مگر خوشباش دختر مہلیل کا خواہان ہی تلاش
کرتا ہوا چلا ہر ایک خیمے مین جاتا ہی اور دیکھتا ہی کہ کس خیمے مین صبح خندان ہین
ایک خیمے مین جو آیا تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہین اور چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن ہی خوشباش
پاس بیٹھ گیا کہنے لگا کہ کیون ای ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ ای خوشباش
مین تیرے واسطے رو رہی ہون کہ تو نے اتنا بڑا کام کیا ایسا نہو کہ عیار اُنکا جو بلاے
روزگار ہی تجکو کوئی چشم زخم پہونچاے خوشباش نے کہا کہ مین نے سب کو بیکار کر دیا ہی
مہلیل سب کو قتل کریگا مہلیل حقیقت مین خوش خوش پھر رہا ہی سرداران مسحور کو دوڑ دوڑ کے

قتل کرتا پھرتا ہی جب قریب پرزور کے چلا تو پرزور نے دست دعا بلند کیے اور پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو نے حکم دیا تھا کہ تیری فتح ہوگی یہ کیا معرکہ ہی کہ اب سامنا قتل کا ہی تیری امید پر دل کو تسکین ہی نظم

ہر طلبگار خدا مشتاق ذات	ذات را بیند زا نوار صفات
اہل بینش را وجود پاک تو	می نماید از وجود کائنات
از طریق حق نمی لغزد قدم	گر بود بر جاے خود پاے ثبات
نسبت کامل بذات خالق است	جسم و جان را در حیات و در ممات
گاہ خالق زندہ را مُردہ کند	گاہ بخشد مُردہ را نور حیات
میدہد نام خداوند کریم	بر زبان ہا لذت قند و نبات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگوں	خشک در تحریر تعریفش دوات
خم بدرگاہ جناب ذوالجلال	گردن گردون براے کورنشات
بہر ہر بندہ بفرمان خدا	ہست کار بندگی از واجبات
ہند یا پیش خدا کن التجا	در زمانہ بہر حل مشکلات

پرزور تو دعائیں مانگ رہا ہی جلیل تلوار چمکاتا ہوا آتا ہی اور کہتا ہی کہ ای پرزور تم نے بڑا کار نمایاں کیا کہ عجب طور سے بلوہ کر کے مالک کو رہا کر لیا لیکن اب سب کو قتل کرتا ہوں قریہ بھی تمھارا میرے قبضے میں آئیگا اور رعایا لا کر بساؤنگا اور تم سب کو قتل کرونگا تم نے خداوند کے ساتھ دشمنی کی پرزور جواب دیتا ہی کہ ای جلیل یہ جنگ ہین فتح کرینگے بزرگان دین جو کچھ کہہ گئے تھے اُن سب کا سامنا ہی جو جو فرمایا تھا وہ دیکھا اسمین بھی کچھ مصلحت ہی مگر وہان خوشباش خیمے مین ملکہ سے باتین کر رہا ہی جمال دیکھ کر بہت خوش ہوا ہی جی مین کہتا ہی کہ ایسی معشوقۂ خوشخو کسی ساحر کے قبضے مین نہ ہوگی محفلون مین لیکر اِسے جاؤنگا کہ ملکہ نے کہا ای خوشباش جس وقت سے تم پر یہ جنگ درپیش ہوئی مین نے آب و دانہ ترک کیا رات کو خبر سُنی تھی کہ خوشباش نے آکر طبل جنگی بجوایا ہر چند کہ کنیزون نے دسترخوان بچھایا مگر مین نے توجہ نہین کی اگر تمھاری

خوشی ہو تو ایک جام پیون کہ دل ٹھہرے اور جانشین حمزہ کو میرے سامنے لا کر قتل کرو
ہر چند کہ وہ شب کو یہین رہے مگر میرے قریب نہین آنے مین نے منھ نہین لگایا یہی کہا
کہ کیون گھبراتے ہو اب تو مین تمھارے قبضے مین ہون وہ بھی جانتے تھے کہ اب ہمارا [illegible]
کر سکتا ہے لڑائی کو فتح کر لیا خوشباش نے کہا کہ شراب پیجیے [illegible] نوش فرمائیے ملکہ نے
جام لبریز کیا کہا لو پہلے تمھین پیو یہی دعا مانگتی تھی کہ خوشباش کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ
خوشباش نے جام لیکر بخوشی پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم اس شراب مین کیا تھا کہ
میرا دل گھبرانے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب شراب نوشید ہے اُسنے نشہ زیادہ کیا اُٹھ کر
ٹہلو کہ ہوا لگے نشہ کم ہو خوشباش اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی
بیہوش ہوا ملکہ نے نعرہ کیا کہ منم عرب دراز زبان مین سوزن دیکر خوشباش کو ستون
سے باندھ دیا ملکہ ایک گوشے مین مخفی تھی کوڑا ہاتھ مین لیکر نکلی قریب آکر کہا کہ اے خوشباش
اطاعت اسلام اختیار کر ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگی خوشباش حیران ہے کہ کیا تدبیر کرون زبان
مین سوزن ہے مشکین بندھی ہوئی ہین ستون سے بندھا ہون یہ سوچ کے اشارہ کیا کہ
زبان سے میری سوزن نکالیے مین اطاعت کرتا ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ اے عرب دراز
کیا صلاح ہے عرب دراز نے بشرہ دیکھ کر کہا یقین ہے کہ یہ مکر نہ کرے خوشباش جادو
کی زبان سے سوزن نکالی خوشباش بصدق دل مطیع ہوا عرب دراز نے کہا کہ باہر جاؤ
مہلیل ظلم کر رہا ہے اگر اُسنے سُرزور کو قتل کر ڈالا تو تمھاری بھی زندگی نہ ہوگی خوشباش نے
کہا کیا مجال ہے مین ابھی جا کر سب کو بچاتا ہون اور سحر اُتارے لیتا ہون یہ کہکر خوشباش
باہر نکلا یہان مہلیل نے تیغہ اُٹھایا کہ سُرزور کو قتل کردن کہ پشت سے آواز آئی کہ خبردار
او مہلیل ہاتھ نہ مارنا ورنہ جلا کر خاک کر دونگا مہلیل نے پلٹ کر دیکھا کہ خوشباش سب کے
سحر اُتارتا ہوا آتا ہے اور سُرزور پر سے بھی سحر اُترا سُرزور اکڑ کر اُٹھا چاہا مہلیل پر جا پڑون
خوشباش نے منع کیا کہ اب اِسکی خطا معاف کرو جو اِسنے کیا وہ سراسر حماقت تھی مہلیل جا کر
مالک کے قدمون پر گرا مالک نے سر سینے سے لگا لیا خوشباش آکر گرد پھرا کہا کہ اے
مالک مین تمھارے ساتھ ہون خدا وہ دن دکھائے کہ بمقابلۂ جمشید پہونچو مالک نے

آکر قریے مین سب کو مسلمان کیا مہلیل سے کہاکہ ملکہ کا عقد ہمارے ساتھ کردو مہلیل نے
بہ ساعت نیک مالک کا عقد ساتھ صبح خندان کے کیا اور وزیرزادی کا عقد عرب دراز
کے ہمراہ ہوا اب مالک نے سب لشکر جمع کیا مہلال سرکش و مہلیل خارہ شکن و پرزور
زمیندار و خوشباش ساحر کہ بارہ ہزار جادوگرون سے شریک ہوا ہم سب کو جمع کرکے قصد ہوا
کہ کوچ کرون رات کو حکم دے رکھا صبح کو سب تیار ہوے مہلیل کو تخت نشین کیا مہلال
کو سپہ سالار لشکر قرار دیا خوشباش سے کہاکہ تم اُس وقت شرکت کرنا جب کوئی ہم پر
جادوگر آے ہمین قانون صاحبقران کا سب سے زیادہ خیال ہے یہی چاہتے ہین کہ مقابلۂ
جمشید ثانی مین پہونچین خوشباش نے کہا بمقابلۂ جمشید پہونچا تو دون مگر بڑے بڑے ساحر
وہان جمع ہین مالک نے کہاکہ ہمین ساحرون کا کیا خوف ہے بموجب مضمون مصرع ع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست + مگر ہمارے شہریار نہین معلوم کہان ہین خوشباش
سے کہاکہ ہرکارے روانہ کرو اُن کی خبر ہم کو معلوم ہو ہم مغرور نہین ہین اپنے شہریار کے
ساتھ ہوکر مقابلۂ جمشید مین چلین خوشباش نے ہرکارے روانہ کیے کہ خبر مفصل لاؤ کہ
شہریار کس مقام پر ہین مگر یہ بھی دریافت کرنا کہ لوح طلسمی ملی یا نہین ملی جب تک لوح نہین
ملے گی اور مرحلے جات نہ اُٹھین گے تب تک جمشید سے کیونکر مقابلہ ہوسکتا ہے کیونکہ وہ
مالک طلسم ہے پھر خوشباش نے عرض کی کہ ہرکارے تو غلام نے روانہ کیے ہین مگر مین یہ
عرض کرتا ہون کہ ہرچند مین سحر مین حقیر ہون مگر رازدار جمشید ثانی ہون ایسے مقام پر
پہونچاؤن کہ جمشید بھاگ نہ سکے آپ جا پڑین اُس وقت میری کارگزاری دیکھیے گا کہ
جمشید ایسے کور و کو نگا قصر سے نکلنے نہ دونگا مالک لشکر بندکور کو ساتھ لیکر قریے سے
باہر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہے پشت پر ساٹھ
ستر ہزار جوان ایک محافہ ہمراہ ہے کہاریان ناظر بجکلے نے اُس محافے کو گھیرے ہوے آتے ہین
باعث یہ ہوا کہ کالکال خون آشام نامے پہلوان ہے قلعۂ خون نگار کا حاکم اس نے
مہلیل کو پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعے کو ویران کردونگا
زبردستی چھین کر لے جاؤنگا مہلیل نے بخوف جان و مال اقرار کرلیا تھا کہ فلان زمانہ مین

آئیے تو مین عقد کر دون وہ بھی زمانہ ہی اسنے جو خبر سُنی کہ جانشین صاحبقران کے ساتھ عقد
کر دیا تو یہ بقہر و غضب تمام لشکر کشی کر کے آیا ہی ایسا اپنی جرأت پر اطمینان ہی کہ محافہ بھی
ساتھ لایا ہی کہاریان بھی ملازم کرلین ناظر بجکانے بھی لایا ہی مراد یہ ہی کہ ملکۂ عالم اس سامان کو
دیکھ کر خوش ہو جاوین کہ میرا منگیتر بڑا معقول ہی سامنے آکر اُترا مہلیل سے کہلا بھیجا کہ
ای برادرہ الکریم اذا وعد وفیٰ۔ تمھارے وعدے کا وقت آگیا لہذا ملکہ کو میرے
پاس روانہ کرو مہلیل نے وہ نامہ مالک کے سامنے پیش کیا اور کہا بیشک مین نے شادی کر دینے کا
وعدہ کیا تھا مگر جب آپ ایسا داماد ملا تو مین نے اُسے ترک کیا اب حضور کو اختیار ہی یہ
سُنکر مالک نے نامہ پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا کلکال نے جو یہ خبر
سُنی جھلا کر طبل جنگی بجوایا مالک کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو کلکال
میدان مین آیا پکارا کہ میرا رقیب کہان ہی اگر میرے مقابلے مین آئے تو احوال معلوم ہو
مالک نے مادیان کو بڑھایا کلکال نے جو مالک کو دیکھا بہت شرمندہ ہوا جی مین
کہتا ہی کہ اس جوان کے سامنے مجکو کاہے کو قبول کریگی کہنے لگا کہ ای پہلوان دوران ایک عورت
کے واسطے جان دیتے ہو ایک سال کا زمانہ گذرا کہ مجھسے نسبت ہو گئی مہلیل نے تم کو دھوکا
دیا جس حال سے ملکہ ہون میرے پاس روانہ کر دو مالک نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی کوئی
بھی اپنی منکوحہ کو دیتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کلکال نے نیزہ مارا مالک نے کہ امیر
سے نیزہ بازی مین کسی قدر کم ہین چند طعنون مین نیزہ اسکا توڑ ڈالا کلکال نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مالک نے بار بچا کر کلائی تھام لی کلکال نے گریبان
پر ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی شام تک کلکال
لڑا مگر اُلجھ اُلجھکر یہی چاہتا ہی کہ کسیطرح جان بچاؤن سامنے سے بھاگ جاؤن کہ پردۂ شب
حائل ہوا کلکال کو یہ حیلہ ملا کہا ای مالک ہٹ جاؤ اب کل مقابلہ ہوگا مالک نے کہا کہ
میرا یہ دستور نہین ہی بے زیر و زبر کیے نہ ہٹون گا کلکال نے کہا کہ میرا یہ دستور نہین ہی
کہ مین رات کو مقابلہ کرون یہ کہکر اپنے تئین چھڑا کر گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا مالک
اپنی بارگاہ مین آئے مگر کلکال جو اپنی بارگاہ مین آیا سب افسرون کو جمع کیا آپس مین

مشورہ ہونے لگا کلکال نے صاف صاف کہا کہ وہ جوان مجھپر غالب ہو اگر شام نہ ہوجاتی
تو پھر پہر کا دم مجھ مین اور باقی تھا بعد گذرنے پہر بھر کے وہ زیر کر لیتا اب کیا تدبیر کرون
عیار اسکا سرنگ سُنکر وہ یہ کہکر اُٹھا کہ مین مالک کو چُرا لاؤن گا اور اگر غنچہ قابض ہوا
تو ملکہ کو بھی لاؤنگا اگر دونون دستیاب ہوے تو کیا اچھی بات ہو کلکال یہ سُنکر خوش ہو گیا کہا
ای یار وفادار اگر تو ایسا کرے تو آبرو بچ جاے ورنہ اس جوان سے جان بچنا دشوار
ہو حقیقت مین بلاے روزگار ہو مین ہی ایسا تھا کہ چار پہر اُس سے لڑا ورنہ کیا کوئی اُس سے
لڑ سکتا ہو بچپت بھی انتہا کا ہو صاحبقران کی آنکھین دیکھی ہین کہ جن پر آج تک کوئی
غالب نہین ہوا پردہ قاف مین جا کر دیوزاد دونکو مارا سمندون ہزار دست ایسا تھا
کہ جو ایک مرتبہ ہزار حربے کرتا تھا اُسکو بھی مارا اور چشمۂ حیوان کو مٹایا سرنگ نے کہا کہ
یہ سب کچھ ہو مگر دیکھیے تلوار کیا کام کرتا ہو یہ کہکر سرنگ روانہ ہوا لشکر مالک مین
آیا بصورت مبدل پھرنے لگا قضاے کار عرب دراز کہ ہر وقت فکر مین پھرتا ہو اپنے مالک
کا خیال ہو کہ جس طرح بنے اپنے مالک کو بچاؤن لندھور پر غالب رہین فتح و ظفر کے طالب
رہین ایک طرف سے پھرتا ہوا آتا تھا کہ دیکھا ایک ضعیف عورت ایک دوکاندار سے پوچھ
رہی ہو کہ مالک کس بارگاہ مین رہتے ہین عرب دراز نے قریب آکر کہا کہ بڑی بی صاحب
ہمارے ساتھ آؤ ہم بتا دین کہ مالک کہان رہتے ہین سرنگ نہ سمجھا کہ یہ عیار مالک ہو
اور مجکو دھوکا دیتا ہو پلٹ کر کہا کہ ای فرزند مین غریب ہون اُن کے سامنے سوال کرونگی
ایسا کچھ ملے کہ میری وجہ معاش ہو عرب دراز نے کہا کہ مجکو بھی تمھارے حال پر
رحم آیا کہ اس ضعیفی مین بھیک مانگنے نکلی ہو ایسا کچھ دلواؤن کہ مطمئن ہو جاؤ بڑھیا ساتھ
ہوئی عرب دراز بڑھیا کو ساتھ لیے ہوے سامنے بارگاہ کے آیا کہا وہ دیکھو سامنے
مالک بیٹھے ہین سوال کرو یقین ہو کہ جواب باصواب ملے یہ جانشین صاحبقران ہین
ایسا کچھ دین گے کہ غنی ہو جاؤ گی جیسے ہی سرنگ نے منھ پھیرا کہ سوال کرون عرب دراز
نے حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ کمند مین پھنسا عرب دراز نے جھٹکا مارا سرنگ گرا
چاہا غلطک مارکر نکلون مگر عرب دراز نے حباب مار دیا اس عرصے مین اور چند شاگرد آگئے

سب کو معلوم ہوا کہ عیار کو گرفتار کیا ہے عرب دراز نے حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ اسکا مُنھ
دُھلاؤ یہ تو معلوم ہو کہ یہ کون ہے جب سرنگ کا مُنھ دُھلایا تو دیکھا کہ ایک عیار طرار ہے
کمندیں وغیرہ بازوؤں پر لگی ہوئی ہیں نیمچہ حمائل عرب دراز نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو
صبح کو دربار سجھا جائیگا شاگردان عرب دراز سرنگ کو لیکر چلے راہ میں سرنگ نے
کہا کہ ای بھائیو میں تمھارا قیدی ہوں لیکن کچھ روپیہ ملا تھا وہ میرے پاس ہے لیلو
اور مجکو چھوڑ دو شاگردان عرب دراز نے دھوکا کھایا روپئے کا پوٹلہ اُس سے لیا اُسکو
جو کھولا بیہوشی اُڑی شاگرد سب بیہوش ہوے سرنگ کمندیں کاٹ کر نکل گیا پھرتا ہوا
قریب بارگاہ مالک آیا ایک گوشے میں بیٹھ کر نقب دینے لگا بعد نقب کا بارگاہ میں
لاکر توڑا نقب سے نکلا مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا مگر عرب دراز جو پھرتا
پھرتا اُس مقام تک آیا کہ جہاں شاگرد بیہوش پڑے تھے حیران ہو گیا کہ اُنپر کیا معرکہ
گذرا کہ جو بیہوش پڑے ہیں کچھ روپئے پڑے ہوے دیکھے یقین ہوا کہ ان لوگوں نے
دھوکا کھایا سب کو ہوشیار کیا وہ کانپتے ہوے اُٹھے کہا اُستاد ہمسے خطا ہوئی عرب دراز
چلا کہ مالک کی خبر لوں اُس وقت آیا کہ سرنگ نکل گیا تھا مالک کو پلنگ پر نہ پایا تعاقب
میں چلا پُرزور زمیندار طلائے سبز تھا اُسنے دیکھا پکار کر پوچھا کہ کیوں مہتر صاحب کہاں
جاتے ہو عرب دراز نے کہا کہ بڑا غضب ہوا سرنگ عیار کلکال مالک کو چُرا لے گیا
یہ سُنتے ہی پُرزور نے کہا کہ میں ابھی جا کر قیامت برپا کرونگا اُسکی کیا مجال ہے کہ ہمارے مالک
کو ستا سکے ہر چند عرب دراز نے منع کیا اور کہا میں جا کر مالک کو رہا کرتا ہوں تم نجاؤ
پُرزور نے نہ مانا جب عرب دراز روانہ ہو گیا تو اُسنے ساتھ والوں کو آواز دی پانچ سو جوان
جو اسکے قبیلے کے ہیں وہ اکٹھا ہو کر آئے پُرزور سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہاں کلکال
اپنی بارگاہ میں بیٹھا انتظار سرنگ کر رہا ہے کہ آتا ہوگا پہلے ہرکاروں نے آکے خبر دی کہ
سرنگ گرفتار ہو گیا کلکال گھبرایا کہنے لگا غضب ہوا اب زندگی نہ ہوگی بعد تھوڑی دیر
کے یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا سرنگ مُسکرو پشتارہ بدوش آتا ہے کلکال
بحال ہو گیا کہنے لگا کہ ای سرنگ میں نے تمھاری گرفتاری کی خبر سُنی تھی سرنگ نے

کہا وہ عیار بڑا تیز ہی مگر شاگردون کو اُسکے مین دُھو کا دیکر نکل آیا مالک کو بھی لا یا پشتارہ
سامنے ڈال دیا کلکال نے کہا کہ ہوشیار کرو ـ مرنگ نے کہا کہ ایسا غضب نہ کیجیے گا یہ
اُٹھتے ہی قیامت برپا کریگا پھر کون روک سکیگا کلکال نے حکم دیا آہنگر آئے مالک کو
مسلسل کرکے ہوشیار کردیا مالک نے جو ہاتھ اُٹھایا خانہ زنجیر مین خلل ہوا اکڑ کر اُٹھے سامنے
کلکال کو دیکھکر تھوک دیا کہا او نامرد مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور
نہ کر کلکال نے حکم دیا کہ جلاد کو بُلاؤ جلاد حاضر ہوا آتے ہی اُسنے گردن پر کوئلے کا خط دیا اور
شلنگین لگا کر کہنے لگا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ
بر صیاد چیست + ای بادشاہ عالیجاہ یہ نوجوان جانشین صاحبقران ہی حکم اول
ہی ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی اور زندہ کرنا خداوند جمشید ثانی کا کام ہی
کلکال نے کہا کہ حکم آخر دیتا ہون کہ جلد قتل کر ہر مرتبہ کلکال حکم دیتا ہی جلاد کو خود خوف
ہی کہ ایسا نہ ہو مین اس جوان کو قتل کرون تو اسکے ملازم آکر مجکو قتل کرین خنجر کھینچے ہوئے
ٹہل رہا ہی کہ اول عرب دراز پہونچا ایک خدمتگار کی شکل بن کر اندر آیا دیکھا مالک
بیٹھے ہین اور جلاد ٹہل رہا ہی عیار جو لایا ہی وہ ایک طرف کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے اشارہ
کر رہا ہی کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز جست کرکے پشت پر جلاد کی آیا کمر سے خنجر کھینچا
کہا او جلاد قتل مین دشمن کے دیر کرتا ہی ملازم اسکے آتے ہین یہ کہکر عرب دراز نے خنجر
مارا کہ جلاد کا شکم چاک قصہ پاک ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شاہ مین اس کو قتل کرون
کلکال نے حکم دیا کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز خنجر کھینچ کر قریب مالک اشتر کے
آیا اشارہ کیا کہ غلام آپہونچا سنبھل کر بیٹھیے مین خنجر مارتا ہون مالک سمجھ گئے کہ میرا عیار
آپہونچا انھون نے ہاتھ اُٹھا دیے عرب دراز نے خنجر مارا ہتھکڑی کٹی مالک نے
سمٹ کر قید کو توڑا اور نعرہ کیا نعرہ کہ مالک منم مالک اشتر خشمگین + سپہ دار در لشکر
اہل دین + نعرہ کرکے اُٹھے ایک جوان برابر کھڑا تھا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے
تلوار اُسکی چھین لی اول جوان کو قتل کیا عرب دراز نے حقہ آتشبازی داغا کہ اُسکی
وجہ سے بارگاہ مین اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین مالک اشتر لڑتے بھڑتے نکلے

بیرون بارگاہ آئے کافرون نے چہار جانب سے گھیر لیا مالک اُن کے بیچ مین لڑ رہے ہین
کہ سامنے سے پُرزور زمیندار مع پانچ سو جوانون کے پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کرکے
شریک جنگ ہوا اب پانچ سو جوان آگئے پُرزور نے لاش پر لاش گرادی ہنگامۂ گیر و دار
بلند ہی مالک لڑ رہے ہین مگر پُرزور نے خوب جنگ کی عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
دارا اے ہند لندھور بن سعدان جو فوج لیکر چلے تھے اِس وقت آکر پہونچا اور دور سے
دیکھا کہ مالک گھرے ہوئے ہین آتے ہی لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور بن سعدان
سہ جزیرہ ہاے دریا راگرفتم تا بہ ہندستان ۔۔ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ۔
مع فوج آپڑے چند حملون مین فوج کلکال کو زیر و زبر کر دیا مگر مالک کو بہت ناگوار گذرا
پھر مالک نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایرج نوجوان مع فوج مختصر کے آکے پہونچے
اور اپنے نام کا نعرہ کرکے گرے لڑتے بھڑتے قریب مالک پہونچے فرمایا کہ ای بہادر
مین لڑائی کو روکے ہوے ہون تم افسر لشکر کو لو مالک جنگ کرتے ہوے قریب کلکال کے پہونچے
کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے نیزۂ دوزبان چہرخ دے کر مارا کہ سینے کو توڑ کر
کلکال کی پشت سے پار گذرا جب کلکال مارا گیا تو فوج کو شکست فاش ہوئی مگر
لندھور اُسی طرح لڑتے ہوے نکل گئے ایرج نوجوان جنگ کرکے ٹھہرے مالک نے
ایرج نوجوان کو بارگاہ مین لاکے کہا ای شیر بیشۂ ماجرا کیا رنگ گذرا ایرج
نے کہا کہ ای عم نامدار مین لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچا ہون اب برا ے مقابلۂ جمشید
جاتا ہون خواہ الگ آنا خواہ میرے ہمراہ چلو مالک نے کہا کہ مین آپ کے ہمراہ
رہونگا رات کو جلسہ کیا شاپور شیر دل ایسا عیار موجود ہی سرداران مالک سب
حاضر دربار ہین کہ ایرج نوجوان نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے سامنے بیٹھ کے
چنگ مرصعی بجایا عرب دراز نے سامنے بیٹھ کر یہ چند اشعار گانا شروع کیے نظم

واقعہ دل کا جو موزون ہی تو مضمون غم ہی	صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صفِ ماتم ہی
خاکساری سے جھکا ہی سر شوریدہ مرا	واے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہی
دل مین آتا ہی کہ آپ اپنے گلے کو کاٹون	تیم جان مجھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین +
کیا کہون مین کمر یار ہی کیسی نازک
زندگانی سے جو تنگ آ کے ہی دل گھبراتا
وعدۂ شربت دیدار ہی بیمارون سے
دردمندان محبت کا ہی وہ تسکین بخش
دل عاشق کو نگینے کی عوض جڑوانا
کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا +
عاشقون سے یہ اشارہ ہی تری مژگان کا
وصلت حور کی حسرت نہ رہیگی آتش

اپنے مجموعے کا ہر ایک ورق برہم ہی
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہی
پوچھنے جاتا ہون مُردون سے کہ کیا عالم ہی
دم کے دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہی
زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہی
دست معشوق کو زیبا ہی تو یہ خاتم ہی
شوق دیدار مین آنسو یہ نہین شبنم ہی
اس صف جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہی
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہی +

عرب دراز نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ سب سردار خوش ہوگئے اور شاپور نے بھی کہا کہ ای عرب دراز کیا کہنا رات بھر جلسہ رہا صبح کو ایرج نوجوان نے مالک کو ساتھ لیکر مع فوج گران کوچ کیا بر اسے مقابلۂ جمشید ثانی جاتے ہین کہ پہونچنا ان کا جلد دوم مین گزارش کرونگا اور جلد اول اس مقام پر تمام کرتا ہون والسلام والاکرام

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سیل خلف الصدق جناب منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد رب دوجہان و نعت پیغمبر آخر الزمان و منقبت جناب حیدر صفدر وصی برحق سیف رب دادر حقیر عرض کرتا ہی کہ ماشاء اللہ جناب قبلہ و کعبہ نے یہ جلد کس فصاحت و بلاغت سے تحریر فرمائی ہی جسکا وصف کرنا غیر ممکن ہی ایک دریاے قہار جوش مار رہا ہی کیسی کیسی جلدین تحریر فرمائین جنکی عمدگی کا تمام عالم مداح ہی باانیہمہ طبیعت مین کمی نہین اس طبیعت کو گنجینۂ مضامین کہنا چاہیے میرے تو قبلہ و کعبہ ہین میری تعریف و توصیف کا کیا اعتبار نہین تمام زمانہ اُنکی تعریف کرتا ہی اور جن حضرات نے اُنکی تصنیفات ملاحظہ فرمائی ہی [illegible] دیتے ہین کہ ایسا باکمال دیکھنے اور سننے مین نہین آیا داستان گوئی تو ادنا

شغل اُنکا ہو اصلی کام اُنکا جسمین تمام عمر صرف کی ہو وہ مدحت طرازی اہلبیتؑ اطہار ہو چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توصیف کمالات و معجزات و حالات معراج وغیرہ مین صدہا نثرین تصنیف فرمائی ہین جو ابھی تک معرض طبع مین بھی نہین آئی ہین پھر ہر ایک نثر مقفی و مسجع اور سب کا رنگ جداگانہ اسی طرح کُل جلدین داستانون کی جنکی تعداد قریب بیس جلدون کے ہو اور وہ سب شائع ہو چکی ہین انکا رنگ بھی الگ الگ ہو ایک کو ایک سے میل نہین یہ طلاقت لسانی اور جودت طبع اُنکا حصۂ خداداد ہو مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے باکمال ہر دل عزیز کا انتقال ہو گیا کمترین کے نزدیک تو شمع سخن کا چراغ گُل ہو گیا اس طلسم نوخیز جمشیدی کی جسکی یہ جلد اول ملاحظۂ حضرات مین پیش ہوتی ہو تین جلدین تصنیف کی تھین اور طلسم زعفران زار لکھنا شروع کیا تھا کہ مرحوم کا پیمانۂ زندگی لبریز ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

تاریخ طبعزاد قمر مصنف کتاب ہذا در صنعت توشیح کہ اگر یک یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند سنہ ہجری ۱۳۱۹ ظاہر شود

ہمارے توسنِ کلک چالاک وچست / کہ ہو جلد اول سراسر درست
رقم صنع توشیح ہو برملا / کہ ساماں تاریخ ظاہر ہوا
نہالِ تمنا ہوا باور / تو گویا صنوبر میں آیا ثمر
ہیں جملے کہ موتی کے یہ ہار ہین / ترانے تو بلبل کے بیکار ہین
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا / کہ مشتاق ہر ناظر ہے لقا
یہی رنگ تاریخ بھایا مجھے / فسانہ گلون نے سُنایا مجھے
دکھایا طبیعت نے اپنا ہنر / ہوا لطف تاریخ بھی جلوہ گر

پس الحمد للہ کہ یہ جلد اول طلسم نوخیز جمشیدی کی مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقاے نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف ماہ جون ۱۹۰۱ء مطابق ماہ صفر ۱۳۱۹ھ طبع ہو کر ہدیۂ شائقین ہوئی